www.KitaboSunnat.com
فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم
جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم
کے فضائل و مناقب پر مشتمل نہایت عمدہ اور جامع کتاب
تألیف
امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ
تحقیق و تخریج
الشیخ وصی اللہ بن محمد عباس
ترجمہ و توضیح
حافظ فیض اللہ ناصر
ادارہ اسلامیات
لاہور - کراچی
پاکستان

مادرِ علمی جامعہ رحمانیہ
کے ادارہ بحث و تحقیق
مجلس التحقیق الاسلامی
کیلئے
ہدیہ عقیدت
از: مترجم

۲۵/۱۲/۲۰۱۶م
یوم الأحد

فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم

جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم
کے فضائل و مناقب پر مشتمل نہایت عمدہ اور جامع کتاب

تألیف

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تخریج

الشیخ وصی اللہ بن محمد عباس

ترجمہ و توضیح

حافظ فیض اللہ ناصر

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب

فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم

تالیف

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ

کمپیوٹر کمپوزنگ

اشاعت اول

ربیع الاول ۱۴۳۸ھ - دسمبر 2016ء

ادارہ اسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

۱۴- دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور فون ۳۷۳۲۴۴۱۲ فیکس ۳۷۳۲۴۷۸۵-۴۲-۹۲+

۱۹۰- انارکلی، لاہور - پاکستان.........فون ۳۷۲۴۳۹۹۱-۳۷۳۵۳۲۵۵

موہن روڈ، چوک اردو بازار، کراچی - پاکستان......فون ۳۲۷۲۲۴۰۱

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف، جامعہ دار العلوم، کورنگی، کراچی نمبر۱۴

مکتبہ دار العلوم، جامعہ دار العلوم، کورنگی، کراچی نمبر۱۴

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، چوک لسبیلہ، کراچی

دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی نمبر ۱

بیت القرآن، اردو بازار، کراچی نمبر ۱

بیت العلوم، نابھہ روڈ، لاہور

فہرست مضامین

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محدثِ کبیر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی فضائل الصحابہ کا سلیس اور رواں اردو ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اہلِ علم اور اہلِ قلم جانتے ہیں کہ کسی معیاری کتاب کی تصنیف یا معیاری ترجمے کے مراحل کتنے صبر آزما اور کٹھن ہوتے ہیں۔قطرے پہ گہر ہونے تک جو کچھ گزرتی ہے وہ شناوروں کو خوب علم ہے۔ بظاہر چھ ساڑھے چھ سوصفحات کی کتاب جب شائع ہوکر سامنے آتی ہے تو عام قاری کو اندازہ بھی نہیں ہوتا کہ اس میں مصنف یا مترجم کی زندگی کی کتنی بیش قیمت ساعتوں کا خون شامل ہے۔ یہ کام اپنی زندگی تصنیف وترجمے کے مکمل سپرد کردینے کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔علمی قابلیت کے ساتھ ساتھ ایک لگن بلکہ ایک جنون اس طرح کے کاموں کے لیے بنیادی شرائط میں سے ہیں ۔اور یہ خیال ان ساعتوں کو جگمگائے رکھتا ہے کہ

جو گھڑی یاد میں تری کٹ جائے
وہی آٹھوں پہر کی پونجی ہے

ایسے علمی کام کے مکمل ہونے اور نظرِ ثانی سے گزرنے کے بعد اگلا مرحلہ اشاعت کا ہوتا ہے۔اس بدلتی ہوئی دنیا اور طباعتی سہولیات کی فراوانی میں کتب کی اشاعت ماضی کے مقابلے میں بہت آسان ہوگئی ہے چنانچہ گذشتہ تیس پینتیس سال کے دوران ان سہولیات اور ناشرین کتب کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔ یہ الگ بات کہ ان نئے ناشرین میں اکثر کتاب کی خدمت کے لیے نہیں بلکہ کتاب سے اپنی خدمت کروانے کے لیے میدان میں آئے ہیں ۔ایسی صورت میں سب سے پہلی زد کتاب کے معیار پر پڑتی ہے چنانچہ کتاب کا تصنیف وتالیف کا معیار ہو یا ترجمے کا، یا اس سے آگے بڑھ کر اشاعت کا۔ یہ سب علمی انداز سے زیادہ تجارتی نقطہ نظر کی غمازی کرتے رہے ہیں اور اس عرصے میں، کچھ مثالیں چھوڑ کر، کتاب کی خدمت کرنے والے ناشرین بہت کم نظر آتے رہے ہیں۔

لیکن کاغذی کتابوں کو اب نئے دور اور نئے چیلنج کا سامنا ہے۔ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں ۔اور زمانہ ہمیشہ قیامت کی چال چلتا آیا ہے۔حصولِ علم کے ذرائع اور مآخذ بدلتے جارہے ہیں۔اہلِ علم بتدریج کم ہورہے ہیں۔علم کی مسند معلومات سنبھال رہی ہے، مکتب کی جگہ انٹرنیٹ لے رہا ہے اور کاغذی کتابوں کی شہ نشین پر برقیاتی کتابیں براجمان ہورہی ہیں ۔ کاغذ کی ضرورت دن بہ دن کم ہوتی جارہی ہے اور چھپا ہوا کاغذ کتابی شکل میں اپنی اہمیت کھو رہا ہے۔ یہ تبدیلی دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے ہر خطے میں اپنے قدم جما چکی ہے۔ کہیں کم اور کہیں زیادہ۔لیکن ہر خطے اور ہر علاقے میں یہ تبدیلی دیکھی جاسکتی ہے۔

ایسے میں کتابوں کے ناشرین کے لیے تمام تر اشاعتی سہولیات کے باوجود اس شعبے کو سنبھالے رکھنا مشکل سے مشکل تر ہوتا جارہا ہے۔

نئے ناشرین جو آئے ہی پیسے کے لیے تھے اور جنہیں کتاب سے شغف، وابستگی یا محبت سرے سے تھی ہی نہیں، ان کا مسئلہ نہیں ہے۔ وہ اپنا بوریا بستر لپیٹ کر کسی اور طرف نکل جائیں گے جہاں پیسہ نظر آتا ہو۔ مسئلہ ان ناشرین کا ہے جو نسل در نسل کتاب سے محبت کرتے آئے ہیں اور بہت سی ترغیبات کے باوجود انہوں نے یہ پیشہ نہیں چھوڑا جو ان کے لیے پیشے اور تجارت سے زیادہ ایک مشن کا درجہ رکھتا ہے۔ ان کے لیے یہ بڑا مسئلہ ہے کہ وہ نئے علمی کام کیسے کروائیں۔ لاکھوں روپے اور انتھک محنت صرف کر کے ایک کتاب شائع کی جائے تو کیسے اور کس کے لیے؟ اور اگر اس تجارت کے بل پر زندگی گزاری جائے تو کس طرح؟

یہ وہ سوالیہ نشان ہیں جن کا سامنا ہر چھوٹے بڑے ناشر کو ہے۔ لیکن یہ بات بالکل واضح ہے کہ اگر کوئی ناشر آج بھی کتاب کی خدمت کر رہا ہے، نئے علمی کام مسلسل سامنے لا رہا ہے اور اپنے مشن سے دستبردار نہیں ہو رہا تو وہ یقینا بہت بڑی قربانی دے کر یہ کام کر رہا ہے جس کی پذیرائی اور قدر افزائی ضروری ہے کہ یہی وہ واحد تسکین ہے جو اس شعبے کو فعال رکھ سکتی ہے۔

عرضِ ناشر کے ان صفحات میں موضوع، کتاب اور صاحبِ کتاب سے متعلق گفتگو نہیں کی گئی۔ آپ آئندہ صفحات میں یہ سیر حاصل تفصیل فاضل مترجم جناب فیض اللہ ناصر صاحب کے قلم سے پڑھیں گے۔ جناب فیض اللہ ناصر صاحب اسی لگن، محنت اور علمی قابلیت کے امین ہیں جن کا ذکر ابتدائی سطور میں ہوا۔ فیض اللہ ناصر صاحب کے کیے ہوئے عربی اردو تراجم مسند امام شافعی اور سنن دار قطنی (۳ جلد) ادارۂ اسلامیات سے شائع ہو کر ماشاء اللہ بہت مقبول ہو چکے ہیں۔ اور انہیں اہل علم کی بہت پسندیدگی حاصل ہوئی ہے۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس منفرد اور نادر علمی کام کو قبول فرمائے۔ اسے دنیا اور آخرت کی فلاح کا ذریعہ بنائے اور محدثِ کبیر، فقیہ العصر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، مترجم، ناشرین اور اس کام میں حصہ لینے والے دیگر افراد کے لیے اخروی سعادت کا وسیلہ بنائے۔ آمین

ناشرین

اشرف برادران
(سلمہم الرحمٰن)

نذرانۂ عقیدت

رُوئے زمین پر انبیاء و رُسل کے بعد سب سے محترم و مکرم ہستیاں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ سب سے عظمت والے یہی لوگ ہیں کہ جن سے محبت اور دوستی رکھنا بھی واجب ہے اور ان کی دشمنی سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے۔ ان کی ولایت سے اللہ و رسول کی محبت حاصل ہوتی ہے اور ان سے عداوت پر اللہ و رسول کی نظر میں لائق نفرت ہونا حتمی قرار پاتا ہے۔ ان کی رفعتِ شان کے لیے یہی کافی ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے انہیں اپنے نبی ﷺ کی صحبت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ مزید ان کی فضیلت کی انتہا یوں کر دی کہ خود رب تعالیٰ نے ہی فرما دیا:

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾

''اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے خوش ہو گئے۔''

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم آسمانِ ہدایت کے ستارے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ ستارے ایک جیسے نہیں چمکتے، بلکہ ہر کسی کی اپنی اپنی چمک ہے، لیکن یہ بات متعین ہے کہ ہر ایک میں روشنی اور تاب ضرور موجود ہے، کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جس میں اندھیرا ہو۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں جو ''طبقۂ محمود و منصور'' ہیں۔ عام طبقاتِ انسانی میں اچھے بُرے کی تقسیم ہے، یہاں تک کہ علماء میں بھی علمائے حق اور علمائے سوء کی دو قطاریں لگی ہیں، لیکن صحابہ میں یہ تقسیم نہیں ہے۔ صحابہ سارے کے سارے ہی اچھے ہیں۔ ان کے ظاہری احوال تو کجا؛ اللہ تعالیٰ نے ﴿وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى﴾ فرما کر ان کے باطن کی بھی خبر دے دی اور ان کے کمالِ نیکی و تقویٰ پر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔

رسولِ مکرم ﷺ نے اپنے ان پیارے جاں نثاروں کے فضائل میں بے شمار فرامین صادر فرما کر ان کی عظمت کو دو چند کر دیا اور اپنے ماننے والوں پر واضح کر دیا کہ تمہارا ایمان ان ہی کی محبت سے مکمل ہو گا اور اگر تمہیں ان سے پیار نہیں تو گویا تم مجھ سے پیار نہیں کرتے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت و عقیدت کے بغیر نبی کریم ﷺ سے سچی محبت نہیں ہو سکتی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کیے بغیر رسولِ گرامی ﷺ کی پیروی کا تصور محال ہے۔ کیونکہ ان نفوسِ قدسیہ نے جس انداز میں زندگی گزاری ہے؛ وہ عین اسلام اور اتباعِ سنت ہے اور ان کے ایمان کے کمال و جمال، عقیدے کی پختگی، اعمال کی صحت و خوبی اور صلاح و تقویٰ کی عمدگی کی سند خود رب العالمین نے ان کو عطا کی ہے اور معلم انسانیت ﷺ نے اپنے قولِ پاک سے اپنے جاں نثاروں کی تعریف و توصیف اور ان کی پیروی کو ہدایت و سعادت قرار دیا ہے۔

یاد رکھیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی انسان ہی تھے، ان سے کچھ مواقع پر بشری تقاضوں کے تحت لغزشیں ہوئی ہیں لیکن ان لغزشوں کو معاف کرنے والی ذات اللہ کی ہے۔ اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ان اجتہادی خطاؤں کو صرف معاف ہی نہیں کیا بلکہ اس معافی نامہ کو قرآن کریم کی آیات میں نازل فرما کر قیامت تک کے لیے ان ہستیوں پر تنقید و تبصرہ کا دروازہ ہی بند

کر دیا۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے ایمان کی صداقت اور اپنی پسندیدگی کی سند بھی بخشی ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نقد کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کو علمائے حق نے نفس پرست اور گمراہ قرار دیا ہے۔ بلکہ ایسے شخص کو اپنے ایمان اور اسلام کی فکر کرنی چاہیے، کیونکہ اسلاف رحمہم اللہ نے اس بارے میں بہت واضح ارشادات فرمائے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان و عظمت کے متعلق کیا خوب فرمایا:

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ، فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ، أُولَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانُوا أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، أَبَرَّهَا قُلُوبًا، وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا، قَوْمٌ اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَإِقَامَةِ دِينِهِ، فَاعْرِفُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ، وَاتَّبِعُوهُمْ فِي آثَارِهِمْ، وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَدِينِهِمْ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ. ❶

”آپ لوگوں میں سے جو بھی شخص کسی طریقے کو اپنانا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اُن کے طریقے کو اپنائے جو (اس وقت صحابہ کرام میں سے) رحلت فرما چکے ہیں، کیونکہ زندہ انسان کی فتنے سے بچنے کی کوئی ضمانت نہیں، اور وہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہی ہیں، جو اس امت کے افضل لوگ تھے، انتہائی نیک دِل، راسخ علم والے اور کم سے کم تکلف کرنے والے تھے۔ وہ ایسی ہستیاں تھیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور اقامتِ دین کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ لہٰذا تم ان کی فضیلت کو پہچانو، اُن کے نقشِ قدم پر چلو اور جتنا ممکن ہو ان کے اخلاق اور دین کو اپناؤ؛ کیونکہ وہ صراطِ مستقیم پر تھے۔“

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک یہ بھی فرمان ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ فَاخْتَارَ مُحَمَّدًا فَبَعَثَهُ بِرِسَالَاتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ النَّاسِ بَعْدَهُ فَاخْتَارَ لَهُ أَصْحَابَهُ فَجَعَلَهُمْ أَنْصَارَ دِينِهِ وَوُزَرَاءَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❷

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دِلوں میں دیکھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا، پھر انہیں اپنے پیغامات دے کر (دنیا میں) بھیجا، پھر ان کے بعد لوگوں کے دِلوں میں دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کے ساتھیوں کا انتخاب فرمایا، پھر انہیں اپنے دِین کے مددگار اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وُزراء بنا دیا۔“

تو جو ہستیاں خود پروردگار کی انتخاب کردہ ہوں؛ ان کے عالی شان و مقام اور بالاقدر و منزلت کے حامل ہونے میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے؟!

ایسی چنیدہ و برگزیدہ ہستیوں کے متعلق امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حُبُّهُمْ دِينٌ وَإِيمَانٌ وَإِحْسَانٌ، وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَنِفَاقٌ وَطُغْيَانٌ. ❸

”ان سے محبت کرنا دین، ایمان اور احسان ہے، اور ان سے بغض رکھنا کفر، نفاق اور سرکشی ہے۔“

سبحان اللہ! ان اصحابِ ذی سعادت کی شان و منزلت کے کیا کہنے کہ جن کی محبت بندے کا دین و ایمان پرکھنے کی کسوٹی

❶ شرح الطحاوية لابن أبي العز الحنفي: ١/ ٣٨٣. ❷ مسند أبي داود الطيالسي: ٢٤٣.
❸ شرح الطحاوية للراجحي: ١/ ٣٦٤.

بن گئی ہو!!

اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے تو قولِ فیصل ہی کہہ ڈالا۔ میمونی بیان کرتے ہیں کہ مجھے امام صاحب نے فرمایا: اے ابوالحسن! جب تم کسی شخص کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ برے انداز میں کرتے دیکھو تو اس کے مسلمان ہونے میں شک کرو۔ [1]

جن نفوسِ قدسیہ کا مقام اتنا بلند ہو اور ان کی فضیلت اس قدر عالی ہو؛ ان کے متعلق ہرزہ سرائی کرنے سے بھلا کوئی مسلمان رہ سکتا ہے؟! لہٰذا ان کی اجتہادی خطاؤں کا معاملہ ان کے اور ان کے پروردگار کے درمیان ہی چھوڑ دینا چاہیے اور ان امور پر تجزیہ وتبصرہ کرنے کی بہ جائے ان کے ساتھ دِل و جان سے عقیدت رکھ کر اپنا ایمان کامل کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔ باری تعالیٰ ہمیں تا قیامت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چاہنے والوں میں ہی شامل رکھے۔ (آمین)

ایک عرصے سے دِل میں یہ تمنا پنپ رہی تھی کہ حضورِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی فضیلت کے باب میں کچھ کام کیا جائے مگر خود کو اس کے لائق اور اہل نہ پا کر ہر بار اس خواہش کو دِل ہی میں دبا لیتا تھا، کیونکہ ان ہستیوں پر نئے سرے سے لکھنا خاصا دُشوار بھی محسوس ہو رہا تھا اور خود کو اس موضوع کا حق ادا کرنے کے لیے عاجز و قاصر بھی پا رہا تھا۔ ناگہاں ایک روز محدثِ کبیر و فقیہِ شہیر حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی یہی مایہ ناز کتاب ''فضائل الصحابہ'' ذہن میں آئی تو دِل خوشی سے جھوم اُٹھا، کیونکہ یہ کتاب اپنی جامعیت اور مرجع ہونے کے اعتبار سے نادرۂ روزگار بھی ہے اور عوام و اہل علم کے ہاں یکساں مقبول بھی۔ اب ناچیز کی خواہش عملی جامہ پہنتے نظر آ رہی تھی۔ کیونکہ ایک تو اس کتاب کا ابھی تک کوئی اردو ترجمہ نہیں آیا تھا اور دوسرا یہ اپنی شان اور مقام کے لحاظ سے ایسی ہے کہ جس کو اُردو قالب میں منتقل کر کے میں اپنے دِل کو ایقان و اطمینان دِلا سکتا تھا کہ تو اپنی تمنا کو کسی حد تک پورا کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ والحمدللہ علیٰ ذالک!

میں منقبتِ صحابہ کی ترجمانی کو اپنے لیے کسی بہت بڑی خوش بختی سے کم نہیں سمجھتا، کیونکہ مجھ ایسے سیاہ بخت سے اس قدر عظیم کام لینا یقیناً پروردگار کا مجھ پر احسانِ عظیم ہے۔ شرف و فضل کی حامل ان ہستیوں کی مدح وستائش میں مجھ ایسا احقر اور نکما لکھ بھی کیا سکتا ہے؟! میں تو فقط ان کی خاکِ پا کو بہ طورِ تبرک اپنی پیشانی کی زینت بنانے والوں میں اپنا شمار کرانے کی سعی ناتمام کر رہا ہوں۔ بہ قولِ شاعر:

خانۂ بے چراغ بھی سب کی نظر میں آ گیا
تیرے قیام کے طفیل ہم بھی تو باشرف ہوئے

قصہ کوتاہ! ان چند تمہیدی باتوں کے بعد اب میں ذیل میں ان امور کو رقم کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کا میں نے اس کتاب کی تیاری میں خاص اہتمام کیا ہے:

(1)......حتی الوسعت بامحاورہ اور سلیس ترجمہ کرنے کے ساتھ ساتھ عربی متن کے قریب تر رہنے کی کوشش کی ہے، تاکہ کسی عربی لفظ کا ترجمہ بھی نہ چھوٹے اور مفہوم بھی خوب ادا ہو سکے۔

(2)......جو روایات قابل وضاحت تھیں؛ ان کی ''توضیح'' کے عنوان سے اختصار کے ساتھ وضاحتیں کر دی ہیں، تاکہ روایت میں بیان ہونے والی بات خوب واضح ہو جائے۔

(3)......کتاب کا حجم کم کرنے اور اس کو عام مطالعاتی کتاب بنانے کی غرض سے اسناد حذف کر دی ہیں اور صرف پہلے

[1] البداية والنهاية: ٨/ ١٤٨ .

راوی کا نام باقی رکھا ہے۔

(4)...... احادیث کی ترقیم کو برقرار ہی رکھا ہے تا کہ اگر کوئی حوالے کے لیے حدیث کا نمبر دینا چاہے یا کہیں سے اس کتاب کی مروی روایت پڑھ کر اس میں دیکھنا چاہے تو اسے بہ آسانی مل سکے۔

(5)...... دار ابن الجوزی کے طبع کردہ نسخے سے الشیخ وصی اللہ بن محمد عباس حفظہ اللہ کی تحقیق و تخریج کو اختصار کے ساتھ اس مترجم نسخے کی زینت بنا دیا ہے، تا کہ قارئ کتاب کو روایت کے دیگر حوالے اور اس کی استنادی حیثیت کا بھی علم ہو سکے۔

اس سارے کام میں؛ میں کس قدر کامیاب ہو پایا ہوں، اس کا فیصلہ قارئین کے سپرد ہے۔ اگر کوئی خوبی نظر آئے تو اسے اللہ کی توفیق سمجھئے اور اگر خامیاں نظر سے گزریں تو انہیں میری نالائقی شمار کیجیے۔

اس کتاب کی اشاعت کی سعادت 'ادارہ اسلامیات' کے حصے میں آئی۔ اس سے قبل یہ ادارہ راقم سے حدیثِ رسول کی دو عظیم کتابیں 'مسند امام شافعی' اور 'سنن دار قطنی' بھی ترجمہ کروا کر زیورِ طباعت سے آراستہ کر چکا ہے۔ ادارے کے ڈائریکٹر جناب سعود عثمانی کتاب کو اس کے شایانِ شان حسن دینے کا اہتمام کرتے ہیں۔ کاغذ اور طباعت کا معیار اعلیٰ ہوتا ہے، جو ان کے عمدہ ذوق کی دلیل ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں اپنی جناب سے اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ نیز بارگاہِ ایزدی میں خصوصی التجا ہے کہ وہ میری اس ادنیٰ سی کاوش کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے میرے لیے اور میرے والدین و اساتذہ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنا کر اُخروی نجات کا سامان بنا دے۔ آمین یا الٰہ العالمین

خاكِ پائے اصحابِ رسول

حافظ فیض اللہ ناصر بن محمد نصر اللہ خاں

حضرتِ امام کا مختصر تعارف

نام ونسب:

نام: احمد، کنیت: ابوعبداللہ، سلسلہ نسب: احمد بن محمد بن ہلال بن اسد بن ادریس بن عبداللہ بن حیان بن عبداللہ بن انس بن عوف بن قاسط بن مازن بن شیبان۔

ولادت:

امام احمد رحمہ اللہ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ بعض مؤرخین نے تصریح کی ہے کہ ربیع الاول کا مہینہ تھا۔ آپ کی جائے ولادت مرو ہے اور شیر خوارگی کے زمانے میں بغداد آ گئے تھے۔ ❶

ابتدائی تعلیم:

امام صاحب کی تعلیم کا سلسلہ بچپن ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ آپ نے صرف چار سال کی عمر میں ہی قرآنِ پاک حفظ کر لیا تھا اور سات سال کی عمر میں با قاعدہ حدیث پڑھنا شروع کر دی تھی۔ ۱۵، ۱۶ سال کے سن میں اس کی با قاعدہ طلب و تکمیل میں مصروف ہو گئے تھے۔ ایک عرصے تک آپ بغداد ہی میں رہ کر وہاں کے مشائخ سے سماع کرتے رہے، اس کے بعد دوسرے مشہور مراکز حدیث، یعنی مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ، یمن، شام اور جزیرہ وغیرہ کا رُخ کیا۔ ❷

اساتذہ:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سب سے نمایاں نام حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے۔ آپ نے فقہ کے علاوہ حدیث و انساب کا علم ان ہی سے حاصل کیا۔ ان کے علاوہ امام سفیان بن عیینہ، سلیمان بن داؤد طیالسی، عبدالرحمان بن مہدی، عبداللہ بن نمیر، وکیع بن جراح اور یحییٰ بن سعید رحمہم اللہ وغیرہ جیسے اکابر محدثین اور ائمہ وقت سے بھی آپ کو استفادے کا موقع ملا۔

تلامذہ:

امام صاحب کے تلامذہ کے مختلف طبقات ہیں۔ آپ کے اساتذہ نے بھی بہت سے امور و مسائل میں آپ سے استفادہ کیا، آپ کے ہم عصر بھی آپ کے چشمہ علمی سے اپنی تشنگی دور کرتے تھے اور آپ کے اقرباء اور عام تلامذہ کی بھی ایک کثیر تعداد نے آپ کے علمی فیوض سے اپنا دامن بھرا۔

آپ کے اساتذہ میں سے حسن بن موسیٰ، زیاد بن ایوب، عبدالرحمان بن مہدی، عبدالرزاق بن ہمام، امام شافعی، وکیع بن جراح، یحییٰ بن آدم اور یزید بن ہارون رحمہم اللہ نے آپ سے استفادہ کیا۔ ہم عصروں میں احمد بن ابی الحواری، حسین بن منصور، عبدالرحمان بن ابراہیم، عبیداللہ بن سعید سرخسی، علی بن عبداللہ مدینی، محمد بن رافع قشیری اور یحییٰ بن معین رحمہم اللہ وغیرہ کو آپ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ اعزہ میں آپ کے چچیرے بھائی حنبل بن اسحاق اور صاحبزادگان صالح اور عبداللہ کو آپ سے روایت کا

❶ تاریخ ابن خلکان: ۱/ ۲۸.
❷ تاریخ بغداد: ٤/ ٤١٢.

فخر حاصل ہے۔صحاح ستہ کے مصنفین میں سے امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد بلاواسطہ جبکہ امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ بالواسطہ آپ کے شاگرد ہیں۔عام تلامذہ کی تعداد، جن میں سے اکثر امامِ وقت سمجھے جاتے تھے، شمار سے باہر ہے۔

فضل وکمال:

امام احمد رحمہ اللہ بڑے بلند پایہ محدث اور ان تمام اوصاف و کمالات سے متصف تھے جو ایک امامِ حدیث میں ہونے چاہئیں۔ حافظہ کا ہی تذکرہ کریں تو چار سال کی عمر میں قرآنِ پاک حفظ کر لینے سے بڑی کیا دلیل ہوگی؟ نیز مؤرخین کا بیان ہے کہ ان کے پاس بارہ گٹھڑوں کے بقدر کتابیں تھیں اور وہ سب ان کو زبانی یاد تھیں۔عدالت وثقاہت کی بات کریں تو ان کی توثیق پر ائمہ فن کا اتفاق ہی ملتا ہے۔نقد وتمیز کو لیجیے تو پتا چلتا ہے کہ آپ حدیثوں کے معتبر ناقل و حافظ ہی نہ تھے بلکہ روایتوں میں امتیاز پر بھی پورا ملکہ رکھتے تھے۔آپ چالیس سال کی عمر میں درس وتدریس کی مسند پر رونق افروز ہوئے، علمائے سیر کا بیان ہے کہ پانچ پانچ ہزار کی تعداد میں لوگ آپ کے حلقہ درس میں شریک ہوتے تھے۔شہرت و ناموری اور امامت و سیادت سے کنارہ کش رہنے کے باوجود عالم اسلام کا کوئی گوشہ بھی آپ کے آوازۂ شہرت سے خالی نہ تھا۔عبادت و ریاضت کا اس قدر اہتمام کرتے کہ فرائض و واجبات کے علاوہ نوافل بھی آپ کے معمولات کا حصہ تھے۔تلاوتِ قرآن سے اس قدر شغف تھا کہ ہر ساتویں دِن ایک مرتبہ قرآن مکمل کرتے تھے۔ پانچ دفعہ حج کی سعادت حاصل ہوئی۔غربت و ناداری کے باوجود طبیعت میں بڑی فیاضی تھی۔ جہاں تک ہوتا غریبوں کی امداد کرتے۔طبعاً بڑے متواضع اور منکسر المزاج تھے۔خوددار اس قدر تھے کہ احباب سے کسی قسم کا انتفاع خودداری کے منافی سمجھتے تھے۔ خدمتِ حدیث، تائید سنت اور ابطالِ بدعات تو گویا ان کی زندگی کا مشن تھا۔

آزمائش اور وفات:

عباسی خلیفہ مامون الرشید کے دور میں مسئلہ خلقِ قرآن کے فتنے نے سر اُٹھایا تو آپ اس کی مخالفت میں پیش پیش دِکھائی دِیے۔ چونکہ خلیفہ خود اس نظریے سے متاثر تھا اس لیے اس نے عوام اور علماء سے بزورِ شمشیر یہ منوانا شروع کر دیا کہ قرآن اللہ کی مخلوق ہے، جبکہ آپ اور دیگر علمائے حق اسی مؤقف پر قائم تھے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔اسی کی پاداش میں آپ کو بیڑیاں ڈال کر زنداں کی نذر کر دیا گیا۔ مامون کی وفات کے بعد معتصم خلیفہ بنا تو اس نے بھی آپ پر ستم کا پہاڑ توڑا اور طرح طرح کی آزمائشوں کے بعد آپ کو نہایت سختی اور بے دردی کے ساتھ اَسّی (۸۰) کوڑے لگائے گئے۔لیکن یہ ظلم بھی آپ کے پایہ استقامت کو متزلزل نہ کر سکا۔ بالآخر آپ کو رہا کر دیا گیا۔اس ابتلا کے بعد آپ بڑے کمزور ہو گئے اور مسلسل نحیف رہے۔
۲ ربیع الاول بروز بدھ کو شدید بخار میں مبتلا ہوئے اور شدید علالت میں رہنے کے بعد ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ کو ۷۷ برس کی عمر میں وفات پا گئے۔رحمه الله تعالىٰ رحمة واسعة.

وفات کی خبر مشتہر ہوتے ہی لوگ درد وغم کی تصویر بنے باہر نکل آئے اور گلیوں، بازاروں اور مکانوں کی چھتوں پر لوگ ہی لوگ نظر آرہے تھے۔آپ کے جنازے میں شریک ہونے والے لوگوں کی تعداد آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتیں بتائی جاتی ہے۔حاضرین کی کثرت کی وجہ سے جنازہ کی نماز کئی بار پڑھائی گئی اور تدفین کے بعد بھی کئی روز تک نمازِ جنازہ کا سلسلہ جاری رہا۔امام ورّاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسلام اور دورِ جاہلیت کے کسی زمانے میں اتنا بڑا جنازہ نہیں ہوا۔ [1]

---

[1] تاریخ بغداد: ٤/ ٤٢٢۔تاریخ ابن عساکر: ٢/ ٤٥.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل

1۔ سیدنا عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اللّٰہَ اللّٰہَ فِی أَصْحَابِی، لا تَتَّخِذُوھُمْ غَرَضًا بَعْدِی، فَمَنْ أَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّی أَحَبَّھُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِی أَبْغَضَھُمْ، وَمَنْ آذَاھُمْ فَقَدْ آذَانِی، وَمَنْ آذَانِی فَقَدْ آذَی اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنْ آذَی اللّٰہَ یُوشِکُ أَنْ یَأْخُذَہُ)) ❶

اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، تم میرے بعد انہیں ہدفِ ملامت مت ٹھہرانا، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے (گویا) میرے ساتھ محبت ہونے کے باعث ان سے محبت کی اور جس نے ان کے ساتھ بُغض رکھا تو اس نے (گویا) میرے ساتھ بُغض ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ بُغض رکھا، جس نے انہیں ایذاء دی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچاتا ہے تو قریب ہے کہ وہ اس کی پکڑ فرمالے۔

توضیح:...... یعنی صحابہ سے محبت کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت ہونے کی علامت ہے اور ان کے ساتھ بُغض رکھنا گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بُغض ہونے کی دلیل ہے۔

2۔ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اللّٰہَ اللّٰہَ فِی أَصْحَابِی، لا تَتَّخِذُوھُمْ غَرَضًا بَعْدِی، فَمَنْ أَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّی أَحَبَّھُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِی أَبْغَضَھُمْ، وَمَنْ آذَاھُمْ فَقَدْ آذَانِی، وَمَنْ آذَانِی فَقَدْ آذَی اللّٰہَ، وَمَنْ آذَی اللّٰہَ یُوشِکُ أَنْ یَأْخُذَہُ)) ❷

اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے صحابہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے بعد تم انہیں ہدفِ تنقید مت بنایا کرنا، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت ہونے کے باعث ہی ان سے محبت کی اور جس نے ان کے ساتھ بُغض رکھا تو اس نے بھی میرے ساتھ بُغض ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ بھی بُغض رکھا، جس شخص نے انہیں (قول وفعل، کسی بھی طرح سے) تکلیف پہنچائی اس نے مجھ کو اذیت دی، اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچاتا ہے تو بعید نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی پکڑ کرلے۔

3۔ سیدنا عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

❶ [إسنادہ ضعیف] مسند أحمد: ٥/ ٥٤، ٥٧۔سنن الترمذی: ٥/ ٦٩٦۔التاریخ للخطیب: ١/ ١٣١۔الحلیة لأبی نعیم: ٨/ ٢٧٨.

❷ [إسنادہ ضعیف] مسند أحمد: ٤/ ٨٧.

((أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي))، فَذَكَرَ مِثْلَهُ نَحْوَهُ. ❶

میرے بعد میرے صحابہ کو (اپنے طعن وملامت کا) نشانہ مت بنانا۔ پھر آگے اسی کے مثل حدیث بیان فرمائی۔

4۔ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا:

((اللّٰهَ اللّٰهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوا أَصْحَابِي غَرَضًا، مَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ)). ❷

اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، تم میرے صحابہ کو (تکلیف دہ باتوں سے) نشانہ مت بنانا، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے (گویا) میرے ساتھ محبت ہونے کے بہ سبب ان سے محبت کی اور جس نے ان کے ساتھ بُغض رکھا تو اس نے (گویا) میرے ساتھ بُغض ہونے کے باعث ان کے ساتھ بُغض رکھا، جس نے انہیں تکلیف پہنچائی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی، سو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی پکڑ کرلے۔

5۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ)). ❸

میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کردے تو ان کے ایک مُد، بلکہ آدھے مُد (صدقے کے اجر وثواب) کو بھی نہیں پہنچ پائے گا۔

توضیح:...... مُد ایک قدیم پیمانے کا نام ہے۔ اس کے وزن کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے: شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اس کا وزن آدھے پیالے کے برابر اور اہل حجاز کے نزدیک ایک رِطل اور ایک تہائی رِطل کے بہ قدر ہے، جبکہ اہل عراق اور احناف اسے دو رِطل کے برابر مانتے ہیں۔

6۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ)). ❹

میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، کیونکہ بلاشبہ تم میں سے کوئی بھی شخص اگر اُحد پہاڑ کے بہ قدر سونا بھی خرچ کردے تو تب بھی ان کے ایک مُد، بلکہ آدھے مُد کے صدقے کے مقام کو نہیں پا سکتا۔

توضیح:...... اس حدیث میں آپ ﷺ کا خطاب صحابہ کے بعد آنے والے لوگوں سے ہے جن کا بڑے

---

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٤/ ٨٧.
❷ [إسناده ضعيف] ابن حبان في موارد الظمآن: ص ٦٧٨.
❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ١١ ـ صحيح البخاري: ٧/ ٢١ ـ سنن أبي داود: ٤/ ٢١٤ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٩٥ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٥٧
❹ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق

سے بڑا عمل بھی صحابہ کے ایک معمولی سے عمل کے مقام و مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ انہوں نے اس وقت جان و مال کی قربانیاں پیش کیں جب اسلام کی بنیاد رکھی جا رہی تھی اور ان چند نفوسِ قدسیہ کے سوا پوری دنیا میں اسلام کی حمایت میں قدم اُٹھانے والا کوئی نہ تھا۔

7 ۔ ایک اور سند کے ساتھ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی کے مثل فرمان منقول ہے۔ ❶

8 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ أُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَنَّا نُسَبُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ، وَالْمَلَائِكَةِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)). ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بُرا بھلا کہا جاتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے میرے صحابہ کو بُرا کہا اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ ایسے (دریدہ دہن) شخص کی کوئی فرضی اور نفلی عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔

9 ۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

((يَا مُعَاذُ، أَطِعْ كُلَّ أَمِيرٍ، وَصَلِّ خَلْفَ كُلِّ إِمَامٍ، وَلَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي)). ❸

اے معاذ! ہر امیر کی اطاعت کر، ہر امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کر اور میرے کسی بھی صحابی کو بُرا ہرگز مت کہہ۔

10 ۔ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَفِظَنِي فِي أَصْحَابِي كُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَافِظًا، وَمَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ)). ❹

جس نے میرے صحابہ کے معاملے میں میرے حکم کو ملحوظ رکھا تو روزِ قیامت میں بھی اس کا خیال رکھوں گا اور جس نے میرے صحابہ کو بُرا کہا تو اس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔

توضیح:...... یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم و تکریم اور ان کی گستاخی کے ہر چھوٹے بڑے پہلو سے بچنے کا جو حکم فرمایا ہے اس کو ملحوظ رکھنے والا روزِ قیامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی نگاہ شفقت کا حقدار ٹھہرے گا۔

11 ۔ امام عطاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ)). ❺

میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، کیونکہ جو شخص میرے صحابہ کو بُرا کہتا ہے اس پر اللہ کی لعنت برستی ہے۔

12 ۔ امام عامر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

شَكَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ

---

❶ [إسناده صحيح] راجع رقم: ٥ .
❷ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد: ١٠/ ٢١
❸ [إسناده ضعيف] المعجم الكبير للطبراني: ١/ ٥٣٧
❹ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد: ١٠/ ١٦
❺ [إسناده ضعيف] الصارم المسلول لابن تيمية: ص ٥٧٧

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا خَالِدُ مَا لَكَ وَمَا لِرَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، لَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، لَمْ تُدْرِكْ عَمَلَهُ)). ❶

سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، تو رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خالد! کیا بات ہے تم ایک مہاجر صحابی کو تکلیف پہنچا رہے ہو؟ اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دو تو تب بھی اس کے ایک عمل کو نہیں پہنچ پاؤ گے۔

13۔ سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

شَكَى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ، فَقَالَ: ((يَا خَالِدُ! لِمَ تُؤْذِي رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ؟ لَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا لَمْ تُدْرِكْ عَمَلَهُ))، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، يَقَعُونَ فِيَّ فَأَرُدُّ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تُؤْذُوا خَالِدًا، فَإِنَّهُ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ صَبَّهُ اللّٰهُ عَلَى الْكُفَّارِ)). ❷

سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے) خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خالد! تم ایک بدری صحابی کو کیوں تنگ کر رہے ہو؟ اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دو تو تب بھی اس کے ایک عمل کو نہیں پہنچ پاؤ گے۔ تو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ میری عیب جوئی کر رہے تھے تو میں نے بھی انہیں جواب دے دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بھی خالد کو تنگ مت کیا کرو، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے، جسے اللہ نے کفار پر سونت رکھا ہے۔

14۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أُمِرُوا بِالِاسْتِغْفَارِ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، فَسَبُّوهُمْ.

لوگوں کو اصحابِ محمد کے لیے استغفار کا حکم دیا گیا، لیکن انہوں نے صحابہ کو بُرا کہا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ سے فرمایا:

يَا ابْنَ أُخْتِي، أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، فَسَبُّوهُمْ. ❸

اے بھانجے! لوگوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ اصحابِ رسول کے لیے مغفرت کی دعا کریں، لیکن انہوں نے (دعا کرنے کی بجائے) انہیں بُرا بھلا کہا۔

توضیح:...... استغفار کا یہ حکم اس آیت میں بیان ہوا ہے: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ [الحشر:١٠] (اے ہمارے پروردگار! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ایمان میں ہم پر سبقت لے چکے ہیں)۔ بُرا بھلا کہنے والوں سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد اہل مصر تھے جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے تھے، یا اہل شام تھے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے تھے، اور خارجی وحروریہ دونوں کو ہی بُرا کہتے تھے۔

---

❶ [إسناده ضعيف] رواه مسلم من طريق آخر وهو صحيح: ٤/ ١٩٦٧

❷ [إسناده صحيح] المعجم الصغير للطبراني: ١/ ٢٠٩۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٢٩٨

❸ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٣٠٢٢

15۔ نُسیر بن ذعلوق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ، فَلَمَقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمْرَهُ. ❶

اصحابِ محمد کو بُرا مت کہو، کیونکہ کسی ایک صحابی کا (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں) ایک گھڑی ٹھہرنا تم میں سے کسی کی عمر بھر کے عملوں سے بہتر ہے۔

16۔ حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ أَصْحَابِي فِي النَّاسِ كَمَثَلِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ)). ثُمَّ يَقُولُ الْحَسَنُ: هَيْهَاتَ ذَهَبَ مِلْحُ الْقَوْمِ. ❷

لوگوں میں میرے صحابہ کی مثال ایسے ہے جیسے کھانے میں نمک کی مثال۔ پھر حسن رحمہ اللہ فرمانے لگے: بعید نہیں ہے کہ اس قوم کا نمک ختم ہو جائے۔

توضیح :...... یعنی جس طرح نمک کے بغیر کھانا بدمزہ ہو جاتا ہے اسی طرح اگر دنیا میں صحابہ نہ ہوتے تو یہ دوسرے لوگ بھی کوئی خاص مقام نہ رکھتے۔

17۔ حسن رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) فرمایا:

((أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَمَثَلِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ)). قَالَ: يَقُولُ الْحَسَنُ: وَهَلْ يَطِيبُ الطَّعَامُ إِلَّا بِالْمِلْحِ؟ قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ الْحَسَنُ: فَكَيْفَ بِقَوْمٍ قَدْ ذَهَبَ مِلْحُهُمْ؟❸

تمہیں لوگوں میں اس طرح مقام حاصل ہے جیسے نمک میں کھانے کا مقام ہے۔ حسن رحمہ اللہ فرماتے تھے: کیا نمک کے بغیر کھانا عمدہ لگتا ہے؟ پھر آپؒ فرماتے: اس قوم کا کیا حال ہوگا جن کا نمک ختم ہو جائے؟

18۔ امام مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَمَرَ بِالِاسْتِغْفَارِ لَهُمْ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُمْ سَيَقْتَتِلُونَ. ❹

تم اصحابِ محمد کو بُرا مت کہو، کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے، حالانکہ اس کے علم میں ہے کہ عنقریب انہیں شہید کر دیا جائے گا۔

19۔ جعفر بن برقان بیان کرتے ہیں کہ امام میمون بن مہران رحمہ اللہ نے فرمایا:

ثَلَاثٌ ارْفُضُوهُنَّ: سَبُّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّظَرُ فِي النُّجُومِ، وَالنَّظَرُ فِي الْقَدَرِ. ❺

---

❶ [إسناده صحيح] سنن ابن ماجه: ١/ ٥٧_السنة لابن أبي عاصم: ٩٨

❷ [إسناده ضعيف] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٢١_الزهد لابن المبارك: ص ٢٠٠

❸ [إسناده ضعيف] مشكاة الأنوار للبغوي: ٢/ ٧٧٧_مجمع الزوائد: ١٠/ ١٨

❹ [إسناده ضعيف] منهاج السنة لابن تيمية: ٢/ ١٤

❺ [إسناده صحيح] السلسلة الصحيحة: ١/ ٤٣_شرح السنة: ص ١٤٤_الأخبار لأبي نعيم: ١/ ٢٩٩

تین کاموں سے تم کنارہ کش رہو: اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کو بُرا کہنا، ستاروں کو دیکھ کر حال بتانا اور تقدیر کے معاملے میں (بے جا) غور وخوض کرنا۔

20۔ نُسیر بن ذعلوق بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ، فَلَمَقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ أَحَدِكُمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً . ❶

اصحابِ محمد کو بُرا مت کہو، کیونکہ ان میں سے کسی ایک صحابی کا (صحبتِ رسول میں) ایک گھڑی ٹھہرنا تم میں سے کسی کی چالیس سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

---

❶ [إسناده صحيح] قد مضى برقم: ١٥

خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل

21 ۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک روز منبر پر جلوہ افروز تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((إِنَّ رِجْلَيَّ عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ، أَوْ تُرَعِ الْحَوْضِ، وَإِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ أَنْ يَعِيشَ فِي الدُّنْيَا مَا أَحَبَّ، يَأْكُلُ مِنْهَا مَا أَحَبَّ، وَبَيْنَ لِقَاءِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِنَّ الْعَبْدَ اخْتَارَ لِقَاءَ اللّٰهِ))، قَالَ: فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ، وَهُوَ قَرِيبٌ مِنَ الْمِنْبَرِ، حَتّٰى قَالَ شَيْخٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: مَا يُبْكِي هٰذَا؟ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، أَوْ رَجُلًا مِنَ النَّاسِ، قَالَ: وَعَرَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا عَنٰى نَفْسَهُ، فَلَمَّا ذَهَبَتْ عَبْرَتُهُ فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، بَلْ نَفْدِيكَ بِآبَائِنَا وَأَنْفُسِنَا، فَقَالَ عِنْدَ ذَالِكَ: ((مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ أَعْظَمَ عَلَيْنَا حَقًّا فِي صُحْبَتِهِ، وَمَالِهِ، مِنِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ خَلِيلًا، وَلٰكِنْ وُدٌّ وَإِخَاءُ إِيمَانٍ)). [1]

نبی ﷺ نے ایک روز منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: میرے قدم جنت کے، یا (فرمایا کہ) حوضِ کوثر کے ایک زینے پر ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے) بندے (محمد ﷺ) کو اختیار دیا کہ یا تو وہ دُنیا میں جتنا بھی عرصہ زندہ رہنا چاہے (رہ لے) اور جو کچھ بھی کھانا پسند کرے (کھاتا رہے)، یا پھر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو اختیار کر لے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے، وہ (یہ بات سن کر) رونے لگے۔ ایک انصاری بزرگ نے کہا: انہیں کس بات نے رُلا دیا؟ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے تو بنی اسرائیل کے کسی شخص، یا عام لوگوں میں سے کسی شخص کا ذِکر فرمایا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی مراد آپؐ خود ہی تھے۔ پھر جب ان کی پریشاں حالت ذرا سنبھلی تو انہوں نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول!) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، بلکہ ہم اپنے آباؤ اجداد اور اپنی جانیں بھی آپ پر نچھاور کر دیں گے۔ تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ابن ابی قحافہ (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر تمام لوگوں میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو اپنی صحبت (یعنی ہمارا ساتھ دینے) اور اپنے مال کے ذریعے ہم پر زیادہ حق رکھتا ہو، اور اگر میں کسی کو خلیل (دِلی دوست) بناتا تو انہیں ہی بناتا، البتہ اُلفت وچاہت اور دِینی بھائی چارہ تو رہے گا۔

توضیح:...... خُلت، محبت کا وہ آخری درجہ ہے جو بندۂ مومن صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ کر سکتا ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی اور کو خلیل بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن چونکہ یہ جائز نہیں ہے اس لیے خُلت کے بعد محبت کا جو اعلیٰ درجہ ہے، یعنی اسلامی اخوت ومحبت کے درجہ، اس سے میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو نوازتا ہوں۔

[1] [إسناده ضعيف] رواه البخاري من طريق آخر وهو صحيح: ١/ ٥٥٨

22 ۔ سیدنا ابن ابی مُلیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ خَرَجَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ، فَأَخَذَا طَرِيقَ ثَوْرٍ، قَالَ: فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يَمْشِي خَلْفَهُ وَيَمْشِي أَمَامَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا لَكَ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَخَافُ أَنْ تُؤْتَى مِنْ خَلْفِكَ فَأَتَأَخَّرُ، وَأَخَافُ أَنْ تُؤْتَى مِنْ أَمَامِكَ فَأَتَقَدَّمُ، قَالَ: فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الْغَارِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَمَا أَنْتَ حَتّٰى أَقُمَّهُ. قَالَ نَافِعٌ: فَحَدَّثَنِي رَجُلٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَأَى جُحْرًا فِي الْغَارِ فَأَلْقَمَهَا قَدَمَهُ، وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنْ كَانَتْ لَسْعَةٌ أَوْ لَدْغَةٌ كَانَتْ بِي. ❶

جب نبی ﷺ ہجرت کے لیے نکلے اور آپ کے ساتھ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، آپ دونوں غارِ ثور کی راہ پر چل پڑے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کبھی آپ ﷺ کے پیچھے چلنے لگتے اور کبھی آپ کے آگے چلنے لگتے۔ نبی ﷺ نے ان سے استفسار فرمایا: کیا بات ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب مجھے یہ ڈر لگتا ہے کہ آپ کو پیچھے سے نہ کوئی آ لے تو میں پیچھے چلنے لگتا ہوں اور جب مجھے یہ خدشہ لاحق ہوتا ہے کہ کوئی آگے سے نہ آپ کو آ لے تو میں آگے آ جاتا ہوں۔ پھر جب آپ دونوں غار میں پہنچ گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ یہیں ٹھہریے، میں غار کی صفائی کر لوں۔ ابن ابی مُلیکہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غار میں ایک سوراخ دیکھا تو اس پر اپنا پاؤں رکھ کر اسے بند کر دیا، اور فرمایا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی (موذی چیز) کاٹ لے یا ڈس لے تو مجھے ہی ڈسے (یعنی آپ ﷺ کو کچھ نہ ہو)۔

23 ۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم غار میں تھے، تو میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا:

لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلَى قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ، قَالَ: فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟)). ❷

اگر کسی دشمن نے اپنے قدموں کی طرف دیکھ لیا تو لازماً اس کی اپنے قدموں کے نیچے (کی طرف) ہم پر بھی نگاہ پڑ سکتی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! ان دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ جن کا تیسرا ساتھی اللہ تعالیٰ ہو؟

توضیح: ...... یعنی مجھے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کا ساتھ حاصل ہے، اس لیے کہ کوئی بھی دشمن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اسی بات کا ذکر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے: ﴿إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ [التوبة: ٤٠] "جب وہ دونوں غار میں تھے اور جب نبی ﷺ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔"

24 ۔ سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا نَفَعَنَا مَالُ أَحَدٍ مَا نَفَعَنَا مَالُ أَبِي بَكْرٍ)). ❸

❶ [ضعيف لإرساله ورجاله ثقات] دلائل النبوة للبيهقي: ٢/ ٤٧٦

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٨/ ٣٢٥۔صحيح مسلم: ٤/ ١٨٥٤۔سنن الترمذي: ٥/ ٢٧٨

❸ [رجال الإسناد ثقات لكنه مرسل] مسند الحميدي: ١/ ١٢١۔مسند أبي يعلى الموصلي: ٣/ ٤٩

ہمیں کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا فائدہ ہمیں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے دیا ہے۔

25 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَـا نَفَعَنِي مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ))، فَبَكٰى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: وَهَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟. ❶

مجھے کسی مال سے کبھی اس قدر فائدہ حاصل نہیں ہوا جس قدر فائدہ مجھے ابوبکر کے مال سے ہوا ہے۔ (یہ سن کر) ابوبکر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہوگئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اور میرا مال آپ ہی کے نہیں ہیں؟

26 ۔ ایک اور سند کے ساتھ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فرمان منقول ہے، لیکن اس میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آبدیدہ ہونے کا ذکر نہیں ہے۔ ❷

27 ۔ ابوصالح بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَـنْ أَنْـفَقَ زَوْجَيْنِ مِمَّا يَمْلِكُ، فَكُلُّ خَزَنَةِ الْجَنَّةِ يَدْعُوهُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، يَا مُسْلِمُ، هٰذَا خَيْرٌ هَـلُـمَّ إِلَيْهِ))، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هٰذَا رَجُلٌ لَا تَوٰى عَلَيْهِ، إِنْ تَرَكَ بَابًا دَخَلَ مِنَ الْآخَرِ، فَحطَا النَّبِيُّ ﷺ كَتِـفَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ، وَاللّٰهِ مَا نَـفَـعَـنِـي مَـالٌ مَـا نَـفَـعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ))، قَالَ: فَبَكٰى أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: وَهَلْ هَدَانِي اللّٰهُ وَرَفَعَنِي إِلَّا بِكَ؟. ❸

جس شخص نے اپنی ملکیت کی چیزوں کا ایک جوڑا خرچ کیا اسے جنت کا ہر دربان آواز دے گا: اے اللہ کے بندے! اے مسلمان! یہ (دروازہ) بہتر ہے، اس طرف آؤ۔ (یہ سن کر) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ایسے شخص کو تو کوئی نقصان نہیں کہ اگر وہ ایک دروازہ چھوڑ بھی دے گا تو کسی دوسرے سے داخل ہو جائے گا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے ان کے کندھے کو زور سے ہلایا اور پھر فرمایا: اللہ کی قسم! یقیناً میری یہ طمع ہے کہ آپ بھی انہی میں سے ہوں، اللہ کی قسم! کسی مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا فائدہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے دیا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہوگئے، پھر عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ ہی کے بہ دولت ہدایت اور رفعت نہیں دی؟

28 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا نَفَعَنِي مَالٌ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ)). ❹

کسی مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے مجھے فائدہ دیا ہے۔

29 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا نَفَعَنَا مَالُ أَحَدٍ مَا نَفَعَنَا مَالُ أَبِي بَكْرٍ)). ❺

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٢٥٣ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٣٦

❷ [إسناده صحيح] سنن ابن ماجه: ١/ ٣٦

❸ [رجال إسناده ثقات] مسند أحمد: ١٤/ ٣٩٤

❹ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٢٤

❺ [إسناده حسن] راجع التعليق على الحديث السابق

کسی بھی شخص کے مال نے ہمیں اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا فائدہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے ہمیں پہنچایا ہے۔

30۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا نَفَعَنَا مَالُ أَحَدٍ مَا نَفَعَنَا مَالُ أَبِی بَكْرٍ)). ❶

کسی شخص کے مال سے ہمیں اس قدر فائدہ حاصل نہیں ہوا جس قدر فائدہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال سے ہمیں حاصل ہوا ہے۔

31۔ امام حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا نَفَعَنِی مَالٌ فِی الْإِسْلَامِ مَا نَفَعَنِی مَالُ أَبِی بَكْرٍ)). ❷

اسلام میں مجھے جتنا فائدہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے دیا ہے اتنا فائدہ کسی کے مال نے نہیں دیا۔

32۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجًا، أَوْ قَالَ: زَوْجَیْنِ، مِنْ مَالِهِ ـ أُرَاهُ قَالَ: فِی سَبِیلِ اللّٰهِ ـ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ: یَا مُسْلِمُ، هٰذَا خَیْرٌ هَلُمَّ إِلَیْهِ))، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هٰذَا رَجُلٌ لَا تَوٰی عَلَیْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا نَفَعَنِی مَالٌ قَطُّ إِلَّا مَالُ أَبِی بَكْرٍ))، قَالَ: فَبَكٰی أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: وَهَلْ نَفَعَنِی اللّٰهُ إِلَّا بِكَ، وَهَلْ رَفَعَنِی اللّٰهُ إِلَّا بِكَ؟. ❸

جس شخص نے اللہ کی راہ میں اپنے مال سے (کسی چیز کا) جوڑا خرچ کیا تو اسے جنت کا دربان یوں بلائے گا: اے مسلمان! یہ دروازہ بہتر ہے، اس کی طرف آؤ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسے شخص کا تو کوئی نقصان نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کبھی کسی مال نے فائدہ نہیں پہنچایا، سوائے ابوبکر کے مال کے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ (یہ سن کر) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے اور کہا: کیا آپ کی برکت سے مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے فائدہ نہیں پہنچایا؟ کیا آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی رفعت وشان عطا نہیں فرمائی؟

33۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا:

((سُدُّوا هٰذِهِ الْأَبْوَابَ الشَّوَارِعَ فِی الْمَسْجِدِ، إِلَّا بَابَ أَبِی بَكْرٍ)). ❹

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے علاوہ جتنے بھی دروازے مسجد میں کھلتے ہیں سب بند کر دو۔

توضیح:...... مسجد نبوی میں مختلف دروازے بنے ہوئے تھے جو صحابہ کے گھروں کی طرف کھلتے تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خانۂ مبارک کی طرف کھلنے والے دروازے کے سوا باقی تمام دروازے بند کرنے کا حکم فرمایا تھا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور باقی تمام دروازے بند کر دیے گئے، جبکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ آج بھی موجود ہے۔

34۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ [إسناده صحيح] مسند الحميدي: ١/ ١٢١ ❷ [مرسل ورجاله ثقات] راجع الحديث السابق

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٤/ ١١١ـ صحيح مسلم: ٢/ ٧١٢ـ مسند أحمد: ٢/ ٣٦٦ـ سنن النسائي: ٤/ ١٦٩ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦١٤

❹ [إسناده ضعيف جدًا] مسند أحمد: ١/ ٢٧٠ـ سنن الدارمي: ١/ ٣٨ ـ

((مَا نَفَعَنِی مَالٌ مَا نَفَعَنِی مَالُ أَبِی بَكْرٍ)). [1]

مجھے کسی مال نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا فائدہ مجھے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے دیا ہے۔

35 - سعید بن مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر انہوں نے یہی حدیث بیان فرمائی۔ [2]

36 - سعید بن مسیب رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مَالُ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَنْفَعُ لِي مِنْ مَالِ أَبِي بَكْرٍ))، وَمِنْهُ أَعْتَقَ بِلَالًا، وَكَانَ يَقْضِي فِي مَالِ أَبِي بَكْرٍ كَمَا يَقْضِي الرَّجُلُ فِي مَالِ نَفْسِهِ. [3]

مسلمانوں میں سے کسی بھی شخص کا مال میرے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال سے زیادہ نفع مند ثابت نہیں ہوا۔ اسی مال سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو آزاد کروایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال میں اس طرح تصرف فرمایا کرتے تھے جس طرح آدمی اپنے مال میں تصرف کرتا ہے۔

37 - سیدنا ابوارْوی الدوسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا، فَطَلَعَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَيَّدَنِي بِكُمَا)). [4]

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نمودار ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شکر و ستائش کے تمام تر کلمات اس اللہ کے لیے ہیں جس نے آپ دونوں کے ساتھ میری تائید فرمائی۔

38 - سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعَ عَائِشَةَ وَهِيَ رَافِعَةٌ صَوْتَهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَذِنَ لَهُ، فَدَخَلَ فَقَالَ: يَا ابْنَةَ أُمِّ رُومَانَ وَتَنَاوَلَهَا، أَتَرْفَعِينَ صَوْتَكِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ؟ قَالَ: فَحَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهَا يَتَرَضَّاهَا: ((أَلَا تَرَيْنَ أَنِّي حُلْتُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَكِ؟)). قَالَ: أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَحْسَبُهُ قَالَ: ثُمَّ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ، فَوَجَدَهُ يُضَاحِكُهَا، قَالَ: فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَشْرِكَانِي فِي سِلْمِكُمَا كَمَا أَشْرَكْتُمَانِي فِي حَرْبِكُمَا. [5]

ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کے خانۂ مبارک میں تشریف لائے اور اندر آنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم) سے اجازت طلب کرنے لگے، تو انہوں نے (اپنی صاحبزادی) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز سنی، جو اونچی آواز میں رسول

---

[1] [إسناده صحيح] مضى برقم: ٢٤، ٢٨، ٢٩

[2] [رجال الإسناد ثقات لكنه مرسل] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٢٨

[3] [إسناده حسن لكنه مرسل] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٣٢٨

[4] [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ٧٣۔مجمع الزوائد: ٩/ ٥٢

[5] [إسناده صحيح لغيره ورجاله ثقات] مسند أحمد: ٤/ ٢٧٢۔سنن أبي داود: ٤/ ٣٠٠

اللہ ﷺ سے بات کر رہی تھیں، پھر نبی ﷺ نے انہیں (اندر آنے کی) اجازت مرحمت فرما دی۔ جب وہ (گھر میں) داخل ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو ڈانٹتے ہوئے کہا: اے اُمِ رومان کی بیٹی! کیا تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے اونچی آواز میں بات کرتی ہو؟ پھر رسول اللہ ﷺ ان دونوں کے درمیان حائل ہو گئے (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خاموش کر دیا)۔ پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ چلے گئے تو نبی ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرنے کی کوشش کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم نے دیکھا نہیں کہ میں تمہیں اس آدمی سے بچانے کے لیے درمیان میں حائل ہوا تھا؟ ابوعبدالرحمان کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ راوی نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر آئے اور نبی ﷺ سے (اندر آنے کی) اجازت طلب کرنے لگے۔ تب انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہنسی کر رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی تو وہ اندر آ گئے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جس طرح آپ دونوں نے مجھے اپنی لڑائی میں شریک کیا تھا اسی طرح مجھے اپنی صلح میں بھی شریک کیجیے۔

39۔ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

اِسْتَـأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا ، وَهِيَ تَقُولُ: وَاللّٰهِ لَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّ عَلِيًّا أَحَبُّ إِلَيْكَ مِنْ أَبِي - مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا - فَاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ فَدَخَلَ ، فَأَهْوٰى إِلَيْهَا فَقَالَ: يَا ابْنَةَ فُلَانَةَ ، أَلَا أَسْمَعُكِ تَرْفَعِينَ صَوْتَكِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ . [1]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے (گھر میں داخلے) کی اجازت طلب کی تو انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بلند آواز سن لی، جو کہہ رہی تھیں: اللہ کی قسم! مجھے پتا ہے میرے والد کی بہ نسبت علی (رضی اللہ عنہ) آپ کی نظر میں زیادہ محبوب ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ دو یا تین مرتبہ کہا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت لی اور اندر آ گئے، پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھتے ہوئے فرمایا: اے فلاں عورت کی بیٹی! کیا میں نے تمہیں رسول اللہ ﷺ سے اونچی آواز میں بات کرتے نہیں سنا؟

[1] [إسناده حسن] الخصائص الكبرٰى: ص ٢٨

نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کی دو بہترین ہستیاں

40 ۔ ابو جحیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:
أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ عُمَرُ. ❶
کیا میں تمہیں نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کی بہترین شخصیت کا نہ بتلاؤں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس اُمت کی بہترین شخصیت کا نہ بتلاؤں؟ وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

41 ۔ ابو جحیفہ سے ہی مروی ہے کہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:
أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. ❷
کیا میں تمہیں نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کی بہترین ہستیوں کا نہ بتلاؤں؟ وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

42 ۔ ایک اور سند کے ساتھ اصحابِ علیؓ میں سے ایک شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل روایت کیا ہے (اور انہوں نے ان الفاظ کا اضافہ کیا):
وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الثَّالِثَ لَسَمَّيْتُهُ. ❸
اور اگر میں تیسری شخصیت کا نام بھی بتانا چاہوں تو اس کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔

43 ۔ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے سنا:
خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الثَّالِثَ لَسَمَّيْتُهُ. ❹
نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں، اور اگر میں چاہوں تو تیسرے شخص کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔

توضیح:...... تیسری شخصیت کون تھی؟ اس کے متعلق دو طرح کی آراء ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس سے مراد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ جیسا کہ آئندہ روایات میں مذکور ہے۔ نیز اسی کتاب کی روایت نمبر ۶۲۷ میں بھی بیان ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہی ان کے بارے میں فرمایا تھا: یقیناً عثمان رضی اللہ عنہ ہم سے بہتر بھی ہیں اور افضل بھی۔ اور دوسری رائے یہ ہے کہ اس سے مراد خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے، جیسا کہ ایک روایت میں اس کی وضاحت ملتی ہے کہ عبد خیر الھمدانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو تیسرے شخص کا نام بھی بتا سکتا ہوں، تو ہم سمجھ گئے کہ اس سے مراد خود آپ ہی

❶ [إسناده حسن] السنة لابن أبي عاصم: ١١٧ ـ المعجم الكبير للطبراني: ١/ ٦٤ ـ مسند أحمد: ١/ ١١٣ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٣٩
❷ [إسناده حسن] انظر رقم: ٣٩٩ ❸ [إسناده ضعيف] انظر رقم: ٤٢٩
❹ [إسناده حسن] زيادات المسند: ١/ ١٢٨

ہیں اور بوجۂ انکساری اپنا نام نہیں لے رہے۔ ❶

44 ۔ ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

أَلا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ فَقَالُوا: نَعَمْ، فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: أَلا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَقَالَ: عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: أَلا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ عُمَرَ؟ فَقَالُوا: بَلٰى، فَسَكَتَ. ❷

کیا میں تمہیں نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں، تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں، تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں، تو علی رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

45 ۔ ابوجحیفہ سے ہی مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، وَخَيْرُهَا بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ، وَلَوْ شِئْتُ سَمَّيْتُ الثَّالِثَ. ❸

نبی ﷺ کے بعد اس امت کی بہترین شخصیت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس اُمت کی بہترین شخصیت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور اگر میں چاہوں تو تیسری شخصیت کا نام بھی لے سکتا ہوں۔

46 ۔ زر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا:

إِنَّ عُمَرَ كَانَتْ خِلَافَتُهُ فَتْحًا، وَإِمَارَتُهُ رَحْمَةً، وَاللّٰهِ إِنِّي أَظُنُّ أَنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ يَفْرَقُ أَنْ يُحْدِثَ حَدَثًا مَخَافَةَ أَنْ يُغَيِّرَهُ عَلَيْهِ عُمَرُ، وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ عُمَرَ أَحَبَّ كَلْبًا لَأَحْبَبْتُ ذٰلِكَ الْكَلْبَ. ❹

یقیناً عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت؛ فتح اور ان کی امارت؛ رحمت تھی، اللہ کی قسم! بلاشبہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شیطان اس خدشے کے باعث کوئی بھی بدعت ایجاد کرنے سے گھبرایا کرتا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ اس کو ختم کر دیں گے، اللہ کی قسم! اگر عمر رضی اللہ عنہ کسی کتے سے محبت کرتے تو میں اس سے بھی محبت کرتا۔

47 ۔ ابوعثمان رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

وَالَّذِي لَوْ شَاءَ أَنْ يُنْطِقَ قَنَاتِي هٰذِهِ لَنَطَقَتْ، لَوْ أَنَّ عُمَرَ كَانَ مِيزَانًا مَا كَانَ فِيهِ مَيْطُ شَعْرَةٍ، يَعْنِي: مَيْلُ. ❺

اس ذات کی قسم جو میرے اس نیزے کو بھی قوتِ گویائی دینا چاہے تو یہ بھی بولنے لگے! اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ترازو ہوتے تو ان میں سُرمے کی سلائی کے بہ قدر بھی فرق نہ ہوتا۔

48 ۔ ابووائل سے مروی ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

❶ السنة لعبد الله بن أحمد: ٢/ ٥٨٦.
❷ [إسناده صحيح] الأخبار لأبي نعيم: ١/ ١٨٢
❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١١٠
❹ [إسناده حسن] مجمع الزوائد: ٩/ ٧٨
❺ [إسناده صحيح] انظر رقم: ٣٣٢

لَقَدْ تَرَكَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مُتَوَافِرُونَ، وَمَا مِنَّا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا فُتِّشَ عَنْ جَائِفَةٍ، أَوْ مُنَقِّلَةٍ، إِلَّا عُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ. ❶

یقیناً جب رسول اللہ ﷺ ہمیں چھوڑ کر (دنیا سے کُوچ کر) گئے تو ہم کثیر تعداد میں تھے، اور ہم میں سے ہر ایک کا یہ حال تھا کہ اگر اس کا کھوج لگایا جاتا تو اس میں کوئی نہ کوئی بڑا عیب ہی نکلتا، سوائے سیدنا عمر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے۔

توضیح:......روایت میں مذکور لفظ جَائِفَةٌ سے مراد ایسا زخم ہے جو جسم کے اندر تک پہنچا ہو اور مُنَقِّلَةٌ سے مراد ایسا زخم ہے جس سے ہڈی متاثر ہو جائے۔ ان دونوں لفظوں کو کنایۃً استعمال کر کے اس سے مراد بہت بڑا عیب لیا گیا ہے۔

49 - حکم بن جحل بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

لَا يُفَضِّلُنِي أَحَدٌ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ إِلَّا جَلَدْتُهُ حَدَّ الْمُفْتَرِي. ❷

کوئی بھی شخص مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت نہ دے، وگرنہ میں اسے بہتان طراز کی حد کے طور پر کوڑے لگاؤں گا۔

50 - وہب السوائی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور استفسار فرمایا:

مَنْ خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ فَقُلْنَا: أَنْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَ: لَا، خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، وَمَا كُنَّا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ. ❸

نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص کون ہیں؟ ہم نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ ہیں۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور ہم اس بات کو بعید از امکان نہیں سمجھا کرتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینت بولتی تھی۔

توضیح:......سکینت سے مراد زبان کا وقار وسنجیدگی اور دل کا سکون واطمینان ہے، جو رب تعالیٰ کی طرف سے اس کے نیکوکار اور پاکباز بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔

51 - سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ذکوان بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ دُرْجًا جِيءَ بِهِ مِنْ قِبَلِ الْعِرَاقِ وَفِيهِ جَوْهَرٌ، فَسَأَلَ عُمَرُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَتَأْذَنُونَ أَنْ أَبْعَثَ بِهِ إِلَى عَائِشَةَ لِحُبِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا، فَبَعَثَ إِلَيْهَا بِهِ فَفَتَحَتْهُ فَقَالَتْ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: أَرْسَلَ إِلَيْكِ عُمَرُ، فَقَالَتْ: مَاذَا فُتِحَ عَلَى ابْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ❹

عراق کی طرف سے ایک صندوق لایا گیا جس میں جواہرات تھے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اصحابِ رسول سے پوچھا: کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں یہ صندوق عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیج دوں؟ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو

---

❶ [إسناده ضعيف] المعجم الأوسط للطبراني: ٤/ ٣٢٧

❷ [إسناده ضعيف] السنة لابن أبي عاصم: ١١٩ ـ الصارم المسلول لابن تيمية: ص ٥٨٥

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ١٠٦ ـ كنز العمال: ٦/ ٣٤٠

❹ [إسناده حسن] المستدرك للحاكم: ٤/ ٩

ان کے ساتھ بڑی محبت تھی۔ (صحابہ نے اجازت دے دی) چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وہ صندوق اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیج دیا۔ انہوں نے جب اسے کھولا تو استفسار فرمایا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابن خطاب پر کس قدر فتوحات کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔

52۔ ابوصالح سے مروی ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كُنَّا نَعُدُّ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرُونَ: خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ . ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب کثیر تعداد میں موجود تھے تب بھی ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت میں سے بہترین شخص سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو ہی شمار کیا کرتے تھے۔

53۔ نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

كُنَّا نُفَضِّلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ ، لَا نُفَضِّلُ أَحَدًا عَلٰى أَحَدٍ . ❷

ہم عہدِ رسالت میں سیدنا ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو (دیگر صحابہ پر) فضیلت دیا کرتے تھے، (اور ان کے بعد کسی صحابی کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔

54۔ نافع سے ہی مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِي بَكْرٍ ، ثُمَّ عُمَرَ ، ثُمَّ عُثْمَانَ ، ثُمَّ نَتْرُكُ ، وَلَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ . ❸

ہم زمانۂ نبوت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (کسی صحابی کو) ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر نہیں سمجھا کرتے تھے، پھر عمر رضی اللہ عنہ کو درجہ دیتے اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو فضیلت کا حامل شمار کرتے، پھر ہم (درجہ بندی کرنا) چھوڑ دیتے اور فضل وکمال میں باقی صحابہ کا ایک دوسرے سے مقابلہ نہیں کرتے تھے۔

55۔ نافع روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ . ❹

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی یوں کہا کرتے تھے کہ (تمام صحابہ سے افضل) ابوبکر رضی اللہ عنہ، (ان کے بعد) عمر رضی اللہ عنہ اور (ان کے بعد) عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

56۔ سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

إِنَّا كُنَّا نَقُولُ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ: أَفْضَلُ أُمَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ بَعْدَهُ أَبُو

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٢/ ١٤ ❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٦

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٥٣ـسنن أبي داود: ٤/ ٢٠٦

❹ [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ٥/ ٦٢٩ـكشف الأستار: ٢/ ٢٢٤

بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ . ❶

رسول اللہ ﷺ بہ قید حیات ہی تھے کہ جب ہم کہا کرتے تھے: رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کی اُمت کے بہترین شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

57 ۔ نافع سے مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

كُنَّا نَتَحَدَّثُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ . ❷

ہم عہد رسالت میں یہ بیان کیا کرتے تھے کہ یقیناً نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

58 ۔ ابوصالح بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

كُنَّا نَعُدُّ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ وَأَصْحَابُهُ مُتَوَافِرُونَ: أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، ثُمَّ نَسْكُتُ . ❸

رسول اللہ ﷺ ابھی حیات تھے اور آپ کے صحابہ بھی کثیر تعداد میں موجود تھے کہ جب ہم یوں درجہ بندی کیا کرتے تھے: ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ۔ پھر ہم خاموش ہو جاتے۔

59 ۔ عمر بن اُسید سے مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

كُنَّا نَقُولُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ: رَسُولُ اللّٰهِ خَيْرُ النَّاسِ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ . ❹

ہم نبی ﷺ کے زمانے میں کہا کرتے تھے: رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سے بہترین ہستی ہیں، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

60 ۔ عبد خیر سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ . ❺

نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کی بہترین شخصیت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

61 ۔ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَقُولُ إِذَا عَدَدْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قُلْنَا: أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ . ❻

جب ہم اصحابِ رسول کو شمار کرتے تو یوں کہا کرتے تھے: ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم۔

62 ۔ نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

---

❶ [إسناده صحيح] سنن أبي داود: ٤/ ٢٠٦ ـ السنة لابن أبي عاصم: ١١٦

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٦ ❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ١٤

❹ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٢/ ٢٦ ـ مجمع الزوائد: ٩/ ١٢

❺ [رجال الإسناد ثقات لكنه معلول] مسند أحمد: ١/ ١١٥

❻ [إسناده ضعيف جدًا] فضائل الخلفاء الراشدين: ١/ ١٣٨

كُنَّا نُفَاضِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، ثُمَّ لا نُفَضِّلُ أَحَدًا عَلَى أَحَدٍ. ❶

ہم عہدِ رسالت میں ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو دیگر صحابہ پر فضیلت دیا کرتے تھے، ان کے بعد ہم کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔

63۔ نافع سے مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

مَا كُنَّا نَخْتَلِفُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْخَلِيفَةَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ، وَأَنَّ الْخَلِيفَةَ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ، وَأَنَّ الْخَلِيفَةَ بَعْدَ عُمَرَ عُثْمَانُ. ❷

ہم عہدِ رسالت میں اس بارے میں اختلاف نہیں کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے اور عمر رضی اللہ عنہ کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔

64۔ سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

جَاءَنِي رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ فَكَلَّمَنِي، فَإِذَا هُوَ يَأْمُرُنِي فِي كَلَامِهِ بِأَنْ أَعِيبَ عَلَى عُثْمَانَ، فَتَكَلَّمَ كَلَامًا طَوِيلًا، وَهُوَ امْرُؤٌ فِي لِسَانِهِ ثِقَلٌ، فَلَمْ يَكَدْ يَقْضِي كَلَامَهُ فِي سَرِيحٍ، قَالَ: فَلَمَّا قَضَى كَلَامَهُ قُلْتُ لَهُ: إِنَّا كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَيٌّ: أَفْضَلُ أُمَّةِ رَسُولِ اللَّهِ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، وَإِنَّا وَاللَّهِ مَا نَعْلَمُ عُثْمَانَ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ حَقٍّ، وَلَا جَاءَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَيْئًا، وَلَكِنْ هُوَ هَذَا الْمَالُ، فَإِنْ أَعْطَاكُمُوهُ رَضِيتُمْ، وَإِنْ أَعْطَاهُ أُولِي قَرَابَتِهِ سَخِطْتُمْ، إِنَّمَا تُرِيدُونَ أَنْ تَكُونُوا كَفَارِسَ وَالرُّومِ، لَا يَتْرُكُونَ لَهُمْ أَمِيرًا إِلَّا قَتَلُوهُ. ❸

خلافتِ عثمانیہ میں ایک انصاری شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے بات چیت کرنے لگا، وہ اپنی گفتگو سے مجھے یہ ترغیب دے رہا تھا کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر عیب جوئی کروں۔ چنانچہ اس نے بہت طویل گفتگو کی، حالانکہ اس کی زبان میں لکنت تھی اور وہ عجلت میں آسانی سے اپنی بات کو پورا نہیں کر پا رہا تھا۔ جب اس نے اپنی بات مکمل کر لی تو میں نے اسے کہا: بلاشبہ ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی یہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کی اُمت میں سے افضل شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ۔ اور قسم بخدا! یقیناً ہمارے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی کو ناحق قتل کیا ہو اور نہ ہی انہوں نے کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔ البتہ وجہِ نزاع صرف یہ مال تھا، کیونکہ اگر تو انہوں نے یہ مال تمہیں دے دیا تو تم خوش ہو گئے اور اگر یہی مال انہوں نے اپنے قرابت داروں کو دے دیا تو تم ناراض ہو گئے۔ تم لوگ صرف یہ چاہتے تھے کہ تم فارس و رُوم (کے لوگوں) کی طرح بن جاؤ، جو اپنے کسی بھی امیر کو قتل کیے بغیر نہیں چھوڑتے۔

65۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ بَيْتَ أَبِي بَكْرٍ كَأَنَّهُ يَدْخُلُ بَيْتَهُ، وَيَصْنَعُ بِمَالِ أَبِي

❶ [إسناده ضعيف] السنة لابن أبي عاصم: ٢/ ٥٦٨ ❷ [إسناده ضعيف] السنة لعبد الله بن أحمد: ٢/ ٥٧٧

❸ [إسناده صحيح] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٥٩

بكرٍ كما يصنع بماله . [1]

نبی ﷺ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں اس طرح داخل ہوا کرتے تھے کہ جیسے آپ اپنے ہی گھر داخل ہو رہے ہوں اور آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال میں اس طرح تصرف فرمایا کرتے تھے جیسے اپنے مال میں تصرف فرماتے تھے۔

66۔ عامر بن عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ اپنے اہلِ خانہ میں سے کسی صاحب سے بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ أَبُو قُحَافَةَ لِابْنِهِ أَبِي بَكْرٍ: يَا بُنَيَّ، إِنِّي أَرَاكَ تُعْتِقُ رِقَابًا ضِعَافًا، فَلَوْ أَنَّكَ إِذْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ أَعْتَقْتَ رِجَالًا جُلْدًا يَمْنَعُونَكَ وَيَقُومُونَ دُونَكَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا أَبَتِ، إِنِّي أُرِيدُ مَا أُرِيدُ، قَالَ: فَيَتَحَدَّثُ مَا نَزَلَ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتُ إِلَّا فِيهِ، وَفِيمَا قَالَ أَبُوهُ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ○ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى ○ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى ○ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى ○ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى ○ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى ○ إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَى ○ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَى ○ فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى ○ لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ○ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّى ○ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ○ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ○ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى ○ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ○ وَلَسَوْفَ يَرْضَى ○﴾ [الليل: ٥ ـ ٢١] [2]

ابوقحافہ نے اپنے بیٹے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: بیٹا! میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم غلام لوگوں کو آزاد کراتے ہو، سو اگر تم نے ایسا کرنا ہی ہے تو کیوں نہ ایسے لوگوں کو آزاد کراؤ جو تمہیں (بہ وقتِ ضرورت) پناہ بھی دیں اور تمہارے دفاع میں بھی کھڑے ہوں۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابا جان! میں صرف وہ چیز چاہتا ہوں جس کا میں نے ارادہ کیا ہوتا ہے (یعنی میں فقط اجر و ثواب کے حصول کے ارادے سے یہ عمل کرتا ہوں)۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ بھی بیان کیا جاتا تھا کہ مندرجہ ذیل آیات سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اور ان باتوں کے بارے میں نازل ہوئیں جو ان کے والد نے کی تھیں: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ○ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى ○ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى ○ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى ○ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى ○ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى ○ إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَى ○ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَى ○ فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى ○ لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ○ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّى ○ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ○ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ○ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى ○ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ○ وَلَسَوْفَ يَرْضَى ○﴾ ''جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور (اپنے رب سے) ڈر گیا، اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا، تو ہم بھی اسے آسان راستے کی سہولت دیں گے۔ لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پروائی برتی، اور نیک بات کی تکذیب کی، تو ہم بھی اسے تنگی و مشکل کا سامان میسر کر دیں گے۔ اس کا مال اس کے (اوندھا) گرنے کے وقت کچھ کام نہ آئے گا۔ بیشک راہ دِکھا دینا ہمارے ذِمہ ہے اور ہمارے ہی ہاتھ میں آخرت اور دنیا ہے۔ میں نے تو تمہیں شعلے مارتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا ہے، جس میں صرف وہی بد بخت داخل ہو گا، جس نے جھٹلایا اور (اس کی پیروی سے) منہ پھیر لیا، اور اس سے ایسے شخص کو دُور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہو گا، جو پاکی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہے۔ کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہو، بلکہ صرف اپنے پروردگار بزرگ و بلند کی رضا چاہنے کے لیے، یقیناً وہ (اللہ بھی) عنقریب رضا مند ہو جائے گا۔''

[1] [إسناده ضعيف] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٢٨ [2] [إسناده ضعيف] الدر المنثور: ٦/ ٣٥٨۔ فتح القدير للشوكاني: ٥/ ٤٥٤

اگر میں لوگوں میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا

67 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ عَاصِبًا رَأْسَهُ فِي خِرْقَةٍ، فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ، سُدُّوا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِي بَكْرٍ)). [1]

رسول اللہ ﷺ مرض الموت کے دوران تشریف لائے، آپ نے اپنے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی، آپ منبر پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: یقیناً کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس نے ابوبکر بن ابوقحافہ سے بڑھ کر اپنی جان اور مال کی قربانیوں سے مجھ پر احسانات کیے ہوں، اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا، البتہ اسلام کا تعلق سب سے فضیلت والا ہے، ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی کھڑکی کو چھوڑ کر اس مسجد میں کھلنے والی تمام کھڑکیاں بند کر دو۔

توضیح:...... جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رہائش گاہیں مسجد نبوی کے اردگرد تھیں، انہوں نے اپنے گھر سے مسجد میں ایک ایک چھوٹا سا دروازہ بنا رکھا تھا، جس کا مقصد مسجد میں بہ آسانی پہنچنا اور جماعت کے ساتھ بہ آسانی شریک ہونا تھا۔ پہلے تو نبی ﷺ نے سبھی کو اس کی اجازت دیے رکھی لیکن پھر ان تمام کھڑکیوں (چھوٹے دروازوں) کو بند کرنے کا حکم دے دیا لیکن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت کے پیش نظر ان کے لیے اجازت برقرار رکھی اور ان کی کھڑکی کو بند نہیں کیا گیا۔

68 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں:

قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّتِ الْعَرَبُ، وَاشْرَأَبَّ النِّفَاقُ بِالْمَدِينَةِ، فَلَوْ نَزَلَ بِالْجِبَالِ الرَّوَاسِي مَا نَزَلَ بِأَبِي لَهَاضَهَا، فَوَاللّٰهِ مَا اخْتَلَفُوا فِي نُقْطَةٍ إِلَّا طَارَ أَبِي بِحَظِّهَا وَعَنَائِهَا فِي الْإِسْلَامِ، وَكَانَتْ تَقُولُ مَعَ هٰذَا: وَمَنْ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَرَفَ أَنَّهُ خُلِقَ غَنَاءً لِلْإِسْلَامِ، كَانَ وَاللّٰهِ أَحْوَزِيًّا، نَسِيجَ وَحْدَهُ، قَدْ أَعَدَّ لِلْأُمُورِ أَقْرَانَهَا. [2]

جب نبی ﷺ رحلت فرما گئے تو عرب مرتد ہونے لگے اور مدینے میں نفاق پھیلنے لگا، اگر گڑے ہوئے مضبوط پہاڑوں پر بھی وہ آفتیں اُترتیں جو میرے والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ) پر اُتریں تو انہیں بھی توڑ ڈالتیں۔ اللہ کی قسم! لوگوں کا اسلام کے بارے میں ایک نقطے کا بھی اختلاف ہو جاتا تو میرے والد پورے اہتمام اور تندہی کے ساتھ وہاں جا

[1] [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ١/ ٥٥٨۔ السنن الكبرى للنسائي: ٥/ ١٨٠

[2] [إسناده صحيح] المطالب العالية: ٣/ ٢٥٢۔ عيون الأخبار لابن قتيبة: ٢/ ٣١٣

پہنچتے۔ اس کے باوصف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ جس نے بھی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا؛ اس نے جان لیا کہ انہیں اسلام کے فائدے کے لیے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ کی قسم! وہ ایک سنجیدہ کار شخصیت تھے، وہ اکیلے کئی کاموں پر مامور ہوتے اور بہت سے کاموں کے لیے انہوں نے علم و ہنر میں ہم رُتبہ تیار کر رکھے تھے۔

69 - سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ)). ❶

اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔

70 - سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَرَّ بِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أُصَلِّي فَقَالَ: ((سَلْ تُعْطَهْ يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ))، فَقَالَ عُمَرُ: فَابْتَدَرْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، فَسَبَقَنِي إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ، وَمَا اسْتَبَقْنَا إِلٰى خَيْرٍ إِلَّا سَبَقَنِي إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: إِنَّ مِنْ دُعَائِي الَّذِي لَا أَكَادُ أَنْ أَدَعَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَبِيدُ، وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ جَنَّةِ الْخُلْدِ. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور میں نماز پڑھ رہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اُم عبد کے بیٹے! (جو مانگنا ہے) مانگو، تمھیں عطا کیا جائے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ دوڑ کر آپ کی طرف گئے، لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے پہلے آپ کے پاس پہنچ گئے، اور جب بھی ہم نے کسی نیک کام میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کام میں مجھ پر سبقت لے جاتے تھے۔ فرمایا: میری وہ دعا جسے میں چھوڑا نہیں کرتا تھا (یعنی ہمیشہ پڑھتا کرتا تھا، وہ یہ ہے:)

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَبِيدُ، وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ جَنَّةِ الْخُلْدِ.

''اے اللہ! یقیناً میں تجھ سے ایسی نعمتیں مانگتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہوں، آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک جو کبھی کم نہ ہو اور جنت کے اعلیٰ مقام (یعنی) جنت الخلد میں نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔''

71 - سیدنا جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پانچ روز قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ:

((إِنَّهُ كَانَ لِي مِنْكُمْ إِخْوَةٌ وَأَصْدِقَاءُ، وَإِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَكُونَ لِي مِنْكُمْ خَلِيلٌ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَإِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ قَدِ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ أَبِي إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا، أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ، فَلَا تَتَّخِذُوا الْقَبْرَ مَسْجِدًا، إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذَالِكَ)). ❸

❶ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٤/ ١٨٥٦ـ مسند أحمد: ١/ ٤٣٧ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٣٦ـ مسند الحميدي: ١/ ٦٢ـ السنة لابن أبي عاصم: ١١٩

❷ [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٢/ ٣٣٣ـ المعجم الكبير للطبراني: ٩/ ٦٠ـ الحلية لأبي نعيم: ١/ ١٢٧

❸ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ١/ ٣٧٧ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٣٦ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٠٦ـ السنن الكبرى للنسائي: ٢/ ٤٤٣ـ المعجم الكبير للطبراني: ٢/ ١٨٠

بلاشبہ تم میں سے کچھ لوگ میرے بھائی اور کچھ دوست ہیں، اور میں اس بات سے مستغنی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ تم میں سے کوئی میرا دوست ہو، البتہ اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا، اور بلاشبہ میرے پروردگار نے مجھے اسی طرح خلیل بنایا ہے جس طرح اس نے میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔ خبردار! بلاشبہ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا کرتے تھے، لیکن تم قبر کو سجدہ گاہ مت بنانا اور یقیناً میں تمہیں اس سے منع کر رہا ہوں۔

72 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایک روز منبر پر جلوہ افروز تھے کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ مبارک کرتے ہوئے فرمایا:

قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ ، فَعَمِلَ بِعَمَلِهِ وَسَارَ بِسِيرَتِهِ ، حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ عَلَى ذَالِكَ ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَعَمِلَ بِعَمَلِهِمَا ، وَسَارَ بِسِيرَتِهِمَا ، حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ عَلَى ذَالِكَ . ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کر دیا گیا، چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے مطابق تمام امور سرانجام دیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نقشِ قدم پر چلتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی پر اپنے پاس بُلا لیا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا گیا تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے طرزِ خلافت پر کام کیا اور ان دونوں کے نقشِ قدم پر چلے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی اسی عمل پر اپنے پاس بُلا لیا۔

73 ۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلِي)) . ❷

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی طرح خلیل بنایا ہے جس طرح اس نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا، اور یقیناً ابوبکر (رضی اللہ عنہ) میرے خلیل ہیں۔

توضیح:...... خُلت محبت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ فرامین سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو محبت کے اعلیٰ ترین درجے کے قابل قرار دیا ہے۔

74 ۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَجَدْتُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ يَوْمَ غَزَوْنَا الْيَرْمُوكَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ أَصَبْتُمُ اسْمَهُ ، عُمَرُ الْفَارُوقُ قُرِنَ مِنْ حَدِيدٍ أَصَبْتُمُ اسْمَهُ ، عُثْمَانُ ذُو النُّورَيْنِ أُوتِيَ كِفْلَيْنِ مِنَ الرَّحْمَةِ لِأَنَّهُ يُقْتَلُ ، أَصَبْتُمُ اسْمَهُ ، قَالَ: ثُمَّ يَكُونُ وَالِي الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ وَابْنُهُ ، قَالَ عُقْبَةُ: قُلْتُ لِابْنِ الْعَاصِ: سَمِّهِمَا كَمَا سَمَّيْتَ هٰؤُلَاءِ ، قَالَ: مُعَاوِيَةُ وَابْنُهُ . ❸

جس دِن ہم غزوۂ یرموک میں شریک ہوئے اس دِن میں نے ایک کتاب میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ "صدیق" ہیں، تم نے ان کا (مکمل) نام پا لیا۔ عمر رضی اللہ عنہ "فاروق" ہیں، جو لوہے سے مقرون ہیں، تم نے ان کا

---

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ١٢٨
❷ [إسناده ضعيف] المعجم الكبير للطبراني: ٨/ ٢٣٧
❸ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ١/ ٤٦ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٨٩

(مکمل) نام پا لیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ ''ذوالنورین'' ہیں، کیونکہ انہیں رحمت کے دو حصے عطا کیے گئے تھے، اسی لیے انہیں شہید کر دیا گیا، تم نے ان کا (مکمل) نام بھی پا لیا۔ پھر ارضِ مقدسہ کے نگران اور ان کے صاحبزادے ہیں۔ عقبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا: جس طرح آپ نے ان اصحاب کو القاب دِیے ہیں اسی طرح ان کا بھی کوئی نام رکھ دِیجیے۔ تو انہوں نے فرمایا: معاویہ اور ان کا صاحبزادہ۔

توضیح:...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ایک پادری نے کہا تھا کہ میں آپ کا ذِکر پہلی کتابوں میں ''قرن'' کے لفظ سے پاتا ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کس چیز کا قرن؟ تو اس نے کہا: لوہے کا۔ یہاں قـرن سے مراد قلعہ ہے، جو اس بات سے استعارہ ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شخصیت گویا ایک فولادی قلعہ تھی جو شیطانی حملوں سے بچنے کی ایک محفوظ پناہ گاہ تھی، کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس گلی سے عمر گزر رہا ہو شیطان وہ گلی چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔

75 ۔ عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَى رَجُـلٌ أَبَـا بَكْرٍ ، وَعَلٰى عَاتِقِهِ عَبَاءَةٌ ، فَقَالَ: أَرِنِي أَعِنْكَ فَقَالَ: إِلَيْكَ لَا تَغُرَّنِي أَنْتَ وَلَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ عِيَالِي . ❶

ایک آدمی نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے کندھے پر عباء تھی، تو اس نے کہا: یہ مجھے دِکھایئے میں آپ کی مدد کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: رہنے دو، مجھے بے جا مقام مت دو، تم اور ابن خطاب (رضی اللہ عنہ) میرے خاندان میں سے نہیں ہو۔

76 ۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَـطْـلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))، فَطَلَعَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ، ثُمَّ قَالَ: ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))، فَطَلَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ . ❷

تمہارے سامنے (ابھی) ایک جنتی شخص نمودار ہوگا۔ تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اب پھر) تمہارے سامنے ایک جنتی شخص نمودار ہوگا۔ تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔

77 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَـلَ الـنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ يَمِينِهِ ، وَعُمَرُ عَنْ يَسَارِهِ ، فَقَالَ: ((هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) . ❸

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو آپ کے دائیں جانب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور آپ کے بائیں جانب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دِن ہم اسی طرح اُٹھائے جائیں گے۔

---

❶ [إسناده حسن] الطبقات لابن سعد: ٣/ ١٨٤ ❷ [إسناده ضعيف] سنن الترمذی: ٥/ ٦٢٢

❸ [إسناده ضعيف] سنن الترمذی: ٥/ ٦١٢ ۔ سنن ابن ماجه: ١/ ٣٨ ۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٦٨

ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں

78۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ، ثُمَّ وَجَدَ خِفَّةً فَخَرَجَ ، فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِ أَبُو بَكْرٍ أَرَادَ أَنْ يَنْكُصَ ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ ، وَاسْتَفْتَحَ مِنَ الْآيَةِ الَّتِي انْتَهَى إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ . [1]

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر جب کچھ افاقہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے قدموں کی آہٹ محسوس کی تو انہوں نے پیچھے ہٹنا چاہا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وہیں کھڑے رہنے کا اشارہ کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب پہلو میں بیٹھ گئے اور آیت کے اسی حصے سے قرأت شروع کی جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ختم کی تھی۔

79۔ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض کی حالت میں فرمایا:

((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ)) ، فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَكَبَّرَ ، وَوَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاحَةً فَخَرَجَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ تَأَخَّرَ ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَكَانَكَ ، ثُمَّ جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ ، فَاقْتَرَأَ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي بَلَغَ أَبُو بَكْرٍ مِنَ السُّورَةِ . [2]

ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور (نماز شروع کرتے ہوئے) اللہ اکبر کہا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے راحت محسوس کی تو دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا اور پیچھے ہٹنے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ہی کھڑے رہو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور سورت کے اسی مقام سے قرأت شروع کر دی جہاں تک ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔

توضیح:...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد میں تشریف لائے تھے وہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ (صحيح البخاري:٦٦٥)

80۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

[1] [رجال الإسناد ثقات] مسند أحمد: ١/ ٢٣١۔سنن ابن ماجه: ١/ ٣٩١۔شرح مشكل الآثار للطحاوي: ٢/ ٢٧۔سنن الدارمي: ٢/ ٢٨٧

[2] [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٢٠٩۔كشف الأستار: ٢/ ٢٢٣

دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسَاؤُهُ، فَاسْتَتَرْنَ مِنِّي إِلَّا مَيْمُونَةَ، فَقَالَ: ((لَا يَبْقٰى فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ شَهِدَ اللَّدَّ إِلَّا لُدَّ، إِلَّا أَنَّ يَمِينِي لَمْ يُصِبِ الْعَبَّاسَ))، ثُمَّ قَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ))، فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ إِذَا قَامَ ذَالِكَ الْمَقَامَ بَكٰى، قَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ لِيُصَلِّ بِالنَّاسِ))، فَقَامَ فَصَلّٰى، فَوَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِفَّةً فَجَاءَ، فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ فَأَرَادَ أَنْ يَتَأَخَّرَ، فَجَلَسَ إِلٰى جَنْبِهِ ثُمَّ اقْتَرَأَ. ❶

میں رسول اللہ ﷺ (کی عیادت کے لیے آپ) کے پاس حاضر ہوا تو آپ کی ازواجِ مطہرات آپ کے پاس ہی موجود تھیں، تو (میری خالہ) میمونہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ تمام اُمہات المومنین نے مجھ سے پردہ کرلیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: گھر میں موجود جس جس نے بھی میرے منہ میں دوا ڈالی ہے اس کے منہ میں بھی دوا ڈالی جائے، کوئی بھی باقی نہ بچے، البتہ میری قسم عباس پر لاگو نہیں ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے۔ (یہ سن کر) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا: حضور سے کہیے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تو ایسے (نرم دِل) آدمی ہیں کہ جب وہ اس مقام پہ کھڑے ہوں گے تو رونے لگ جائیں گے۔ نبی ﷺ نے (پھر سے) فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھانے لگے۔ پھر نبی ﷺ نے خِفت محسوس کی تو تشریف لے آئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے اور انہوں نے پچھلی صف میں آنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ ان کے پہلو میں بیٹھ گئے، پھر قرأت کرنے لگے۔

81۔ سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ آثَمْ. ❷

میں نو صحابہ کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں اور اگر میں دسویں کے بارے میں بھی گواہی دوں تو گنہگار نہ ہوں گا۔

82۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِحِرَاءٍ، فَقَالَ: ((اسْكُنْ حِرَاءُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ)). قَالَ: قِيلَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعَلِيٌّ، وَعُثْمَانُ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدٌ، وَابْنُ عَوْفٍ، قَالَ: فَقِيلَ فَمَنِ الْعَاشِرُ؟ قَالَ: أَنَا، يَعْنِي نَفْسَهُ. ❸

ہم نبی ﷺ کے ساتھ حراء پہاڑ پر موجود تھے (کہ وہ ہلنے لگا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: حراء (پہاڑ)! ٹھہر جا، کیونکہ تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پوچھا گیا: وہ کون لوگ تھے؟ تو انہوں نے بتلایا کہ سیدنا ابوبکر، عمر، علی، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد اور عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم۔ راوی بیان کرتے

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٢٠٩

❷ [إسناده صحيح لغيره] مسند أحمد: ١/ ١٨٧ ـ السنن الكبرىٰ للنسائي: ٤/ ٧ ـ سنن أبي داود: ٤/ ٢١ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٥١ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٤٨

❸ [إسناده صحيح لغيره] مسند أحمد: ١/ ١٨٧ ـ السنن الكبرىٰ للنسائي: ٤/ ٧ ـ مسند الحميدي: ١/ ٤٥

ہیں کہ پھر (مجھ سے) پوچھا گیا کہ دسویں صحابی کون تھے؟ تو سعیدؓ نے کہا: میں۔ یعنی انہوں نے اپنا نام لیا۔

83۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِرَاءٍ، فَتَحَرَّكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اثْبُتْ حِرَاءُ، فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ))، قَالَ: وَعَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعَلِيٌّ، وَعُثْمَانُ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ. ❶

ہم حراء پہاڑ پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے کہ وہ حرکت کرنے لگا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حراء! ٹھہر جا، کیونکہ تجھ پر کوئی (عام لوگ) نہیں بلکہ نبی، صدیق اور شہید موجود ہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پہاڑ پر نبی ﷺ اور سیدنا ابوبکر، عمر، علی، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد بن مالک، عبدالرحمان بن عوف اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم تھے۔

توضیح:...... حراء ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر واقع ہے، قبل از بعثت نبی ﷺ وہاں جا کر عبادت کیا کرتے تھے اور پہلی وحی بھی اسی پہاڑ پر موجود ایک غار میں نازل ہوئی۔

84۔ ایک اور سند کے ساتھ نبی ﷺ سے اسی کے مثل مروی ہے۔ ❷

85۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَشَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، يَعْنِي: ابْنَ الْجَرَّاحِ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ))، فَعَدَّ هٰؤُلَاءِ التِّسْعَةَ، فَقَالَ الْقَوْمُ: نَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ يَا أَبَا الْأَعْوَرِ، أَنْتَ الْعَاشِرُ؟ قَالَ: إِذْ نَاشَدْتُمُونِي بِاللّٰهِ: أَبُو الْأَعْوَرِ فِي الْجَنَّةِ. ❸

دس صحابہ جنتی ہیں: ابوبکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، علی جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، زبیر جنتی ہے، طلحہ، عبدالرحمان، ابوعبیدہ بن جراح اور سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے ان نو صحابہ کا ہی نام لیا، تو لوگوں نے کہا: اے ابواعور! ہم آپ کو اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ بتایئے دسویں آدمی آپ ہی ہیں ناں؟ تو انہوں نے فرمایا: جب تم نے مجھے اللہ کی قسم دے دی ہے تو سنو! ابواعور بھی جنتی ہے۔

توضیح:...... ان مذکورہ بالا صحابہ کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے، یعنی وہ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہیں دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی گئی تھی۔

86۔ سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَشْهَدُ أَنَّ تِسْعَةً فِي الْجَنَّةِ، قَالَ: كُنَّا عَلٰى صَخْرَةٍ بِأُحُدٍ فَتَحَرَّكَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اهْدَئِي، فَإِنَّمَا عَلَيْكِ نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ))، وَكَانَ عَلٰى

❶ [إسناده ضعيف] سنن أبي داود: ٤/ ٢١١

❷ [إسناده ضعيف] سنن ترمذي: ٥/ ٦٤٧ ـ السنن الكبرى للنسائي: ٤/ ٤ ـ مسند أحمد: ١/ ١٩٣

❸ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦٤٨

الصَّخْرَةِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَالزُّبَيْرُ، وَطَلْحَةُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَتَرَكَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ نَفْسَهُ، وَكَانَ عَلَيْهَا. [1]

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ دس لوگ جنتی ہیں۔ ہم اُحد پہاڑ کی ایک چٹان پر موجود تھے کہ پہاڑ حرکت کرنے لگ گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جا، کیونکہ تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔ چٹان پر رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، زبیر، طلحہ، عبدالرحمان بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اپنا نام نہیں لیا، جبکہ وہ بھی چٹان پر موجود تھے۔

87۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((اَلنَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ))، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الْعَاشِرَ. قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ وَحَجَّاجٌ فِي حَدِيثِهِمَا: ثُمَّ ذَكَرَ نَفْسَهُ يَعْنِي الْعَاشِرَ. [2]

نبی (ﷺ) جنتی ہیں، ابوبکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، علی جنتی ہے، طلحہ جنتی ہے، زبیر جنتی ہے، عبدالرحمان بن عوف جنتی ہے اور سعد جنتی ہے۔ (پھر سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) اگر میں چاہوں تو دسویں شخص کا نام بھی لے سکتا ہوں۔

ابن جعفر اور حجاج رحمہ اللہ نے اپنی روایات میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں: پھر سعید رضی اللہ عنہ نے دسویں نمبر پر اپنا نام لیا۔

88۔ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ))، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعْ، قَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ))، فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَهْ، إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ))، فَقَالَتْ حَفْصَةُ: مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا. [3]

ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً جب ابوبکر (رضی اللہ عنہ) آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا: حضور سے کہیے کہ جب ابوبکر (آپ کے مصلیٰ امامت پر) کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکیں گے، لہٰذا عمر بن

---

[1] [إسناده ضعيف] السنة لابن أبي عاصم: ١٤٠

[2] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٨٨۔سنن أبي داود: ٤/ ٢١١۔سنن الترمذي: ٥/ ٦٥٢

[3] [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٢/ ١٦٤۔الموطأ: ١/ ١٤٢۔سنن الترمذي: ٥/ ٦١٣۔سنن النسائي: ٢/ ٩٩۔سنن ابن ماجه: ١/ ٣٨٩

خطاب (رضی اللہ عنہ) کو حکم فرما دیجیے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ چنانچہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رہنے دو، یقیناً تم عورتیں یوسف کے ساتھ والیاں ہو، ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے (عائشہ رضی اللہ عنہا سے) کہا: مجھے تمہاری وجہ سے کسی اچھی بات کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

توضیح: ...... ''آواز نہیں سنا سکیں گے'' کا مطلب ہے کہ وہ فرطِ غم میں نڈھال ہو جائیں گے اور ان کی آواز نہیں نکل پائے گی، یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دراصل یہ کہنا چاہ رہی تھیں کہ میرے والد بہت نرم دِل ہیں، ان سے یہ نہیں ہو گا، آپ ان کی بہ جائے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرما دیں۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر اس سے بھی اہم مسئلہ تھا، اور وہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے مصلّیٰ امامت پر کھڑا کر کے لوگوں کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ میرے بعد میری نیابت کا بار ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر ہوگا۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خود ہی خلیفہ منتخب کر گئے تھے۔

یاد رہے کہ اصل امام نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھا رہے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو امامت کرا رہے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جو ''یوسف کے ساتھ والیاں'' کہا، یہ آپ نے خفگی کے انداز میں فرمایا تھا، اس کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک نامناسب کام کے لیے کہا تھا اسی طرح تم میرا حکم ماننے کی بہ جائے ایک ایسی بات کہہ رہی ہو کہ جو مناسب نہیں ہے۔ وہ بات یہ تھی کہ آپ کی ازواجِ مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مشورہ دے رہی تھیں کہ آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دینے کی بہ جائے عمر رضی اللہ عنہ سے کہیں، وہ نہایت دلیری اور ہمت والے ہیں، وہ یہ کام بہ خوبی سرانجام دے سکیں گے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف امامت ہی نہیں بلکہ خلافت کی تعیین کا اشارہ دینا چاہتے تھے، اس لیے بار بار سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہی حکم صادر فرما رہے تھے کہ وہی لوگوں کو امامت کروائیں۔

89 ۔ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ يَمُرُّ بِبِلَالٍ وَهُوَ يُعَذَّبُ ، وَهُوَ يَقُولُ: أَحَدٌ ، أَحَدٌ ، فَيَقُولُ: أَحَدٌ أَحَدٌ اللّٰهُ يَا بِلَالُ ، ثُمَّ يُقْبِلُ وَرَقَةُ عَلٰى أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَمَنْ يَصْنَعُ ذَالِكَ بِبِلَالٍ مِنْ بَنِي جُمَحَ ، فَيَقُولُ: أَحْلِفُ بِاللّٰهِ إِنْ قَتَلْتُمُوهُ عَلٰى هٰذَا لَأَتَّخِذَنَّهُ حَنَانًا ، حَتّٰى مَرَّ بِهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ يَوْمًا ، وَهُمْ يَصْنَعُونَ بِهٖ ذَالِكَ ، وَكَانَتْ دَارُ أَبِي بَكْرٍ فِي بَنِي جُمَحَ ، فَقَالَ لِأُمَيَّةَ: أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ فِي هٰذَا الْمِسْكِينِ ، حَتّٰى مَتٰى؟ قَالَ: أَنْتَ أَفْسَدْتَهُ فَأَنْقِذْهُ مِمَّا تَرٰى ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَفْعَلُ ، عِنْدِي غُلَامٌ أَسْوَدُ أَجْلَدُ مِنْهُ وَأَقْوٰى عَلٰى دِينِكَ ، أُعْطِيكَهُ بِهٖ ، قَالَ: قَدْ قَبِلْتُ ، قَالَ: هُوَ لَكَ . فَأَعْطَاهُ أَبُو بَكْرٍ غُلَامَهُ ذَالِكَ ، وَأَخَذَ بِلَالًا فَأَعْتَقَهُ ، ثُمَّ أَعْتَقَ مَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ مِنْ مَكَّةَ سِتَّ رِقَابٍ ۔ بِلَالٌ سَابِعُهُمْ ۔ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ ، شَهِدَ بَدْرًا وَأُحُدًا وَقُتِلَ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ شَهِيدًا ، وَأُمَّ عُبَيْسٍ ، وَزِنِّيرَةَ ، فَأُصِيبَ بَصَرُهَا حِينَ أَعْتَقَهَا ، فَقَالَتْ قُرَيْشٌ: مَا أَذْهَبَ بَصَرَهَا إِلَّا اللَّاتُ وَالْعُزّٰى ، فَقَالَتْ: كَذَبُوا ، وَبَيْتِ اللّٰهِ مَا يَضُرُّ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى وَمَا يَنْفَعَانِ ، فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهَا بَصَرَهَا ، وَأَعْتَقَ النَّهْدِيَّةَ وَابْنَتَهَا ، وَكَانَتَا لِامْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ ، فَمَرَّ بِهِمَا وَقَدْ بَعَثَتْهُمَا سَيِّدَتُهُمَا تَطْحَنَانِ لَهَا ، وَهِيَ تَقُولُ: وَاللّٰهِ لَا أُعْتِقُكُمَا أَبَدًا ،

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: حِلًّا يَا أُمَّ فُلَانٍ، قَالَتْ: حِلًّا، أَنْتَ أَفْسَدْتَهُمَا فَأَعْتِقْهُمَا، قَالَ: فَبِكَمْ هُمَا؟ قَالَتْ: بِكَذَا وَكَذَا، قَالَ: قَدْ أَخَذْتُهُمَا وَهُمَا حُرَّتَانِ، أَرْجِعَا إِلَيْهَا طَحِينَهَا، قَالَتَا: أَوَنَفْرُغُ مِنْهُ يَا أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ نَرُدُّهُ عَلَيْهَا؟ قَالَ: أَوَذَاكَ إِنْ شِئْتُمَا. وَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ بِجَارِيَةِ بَنِي مُؤَمَّلٍ، حَيٌّ مِنْ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَكَانَتْ مُسْلِمَةً وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُعَذِّبُهَا لِتَتْرُكَ الْإِسْلَامَ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ مُشْرِكٌ، وَهُوَ يَضْرِبُهَا حَتَّى إِذَا مَلَّ قَالَ: إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكِ، إِنِّي لَمْ أَتْرُكْكِ إِلَّا مَلَالَةً، فَعَلَ اللّٰهُ بِكِ، فَتَقُولُ كَذَالِكَ فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ، فَابْتَاعَهَا أَبُو بَكْرٍ فَأَعْتَقَهَا، فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، وَهُوَ يَذْكُرُ بِلَالًا وَأَصْحَابَهُ وَمَا كَانُوا فِيهِ مِنَ الْبَلَاءِ، وَإِعْتَاقَ أَبِي بَكْرٍ إِيَّاهُمْ، وَكَانَ اسْمُ أَبِي بَكْرٍ عَتِيقًا:

جَزَى اللّٰهُ خَيْرًا عَنْ بِلَالٍ وَصَحْبِهِ — عَتِيقًا وَأَخْزَى فَاكِهًا وَأَبَا جَهْلِ
عَشِيَّةَ هُمَا فِي بِلَالٍ بِسَوْءَةٍ — وَلَمْ يَحْذَرَا مَا يَحْذَرُ الْمَرْءُ ذُو الْعَقْلِ
بِتَوْحِيدِهِ رَبَّ الْأَنَامِ وَقَوْلِهِ — شَهِدْتُ بِأَنَّ اللّٰهَ رَبِّي عَلَى مَهْلِ
فَإِنْ يَقْتُلُونِي يَقْتُلُونِي وَلَمْ أَكُنْ — لِأُشْرِكَ بِالرَّحْمٰنِ مِنْ خِيفَةِ الْقَتْلِ
فَيَا رَبَّ إِبْرَاهِيمَ وَالْعَبْدِ يُونُسَ — وَمُوسَى وَعِيسَى نَجِّنِي ثُمَّ لَا تُمْلِ
لِمَنْ ظَلَّ يَهْوَى الْغَيَّ مِنْ آلِ غَالِبٍ — عَلَى غَيْرِ بِرٍّ كَانَ مِنْهُ وَلَا عَدْلِ [1]

ورقہ بن نوفل، بلال (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے گزرے تو انہیں سزائیں دی جا رہی تھیں اور وہ ''اَحد، اَحد'' (یعنی اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے) پکار رہے تھے۔ تو ورقہ بھی کہنے لگے: اے بلال! واقعی اللہ ایک ہی ہے۔ پھر ورقہ، اُمیہ بن خلف کی طرف متوجہ ہو کر بولے: بنوجمح میں سے بلال کے ساتھ ایسا سلوک کون کر سکتا ہے؟ پھر کہنے لگے: اللہ کی قسم! اگر تم لوگوں نے اسے اس حالت پر قتل کر دیا تو میں اس کا سوگ مناؤں گا۔ یہاں تک کہ ایک روز بلال رضی اللہ عنہ کے پاس سے ابوبکر صدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ گزرے اور وہ ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کر رہا تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گھر بنوجمح میں تھا۔ انہوں نے اُمیہ سے کہا: کیا تجھے اس بے چارے کے معاملے میں اللہ سے ڈر نہیں آتا؟ تو کب تک اس کے ساتھ ایسا سلوک کرتا رہے گا؟ وہ بولا: تم نے ہی اسے خراب کیا ہے (یعنی اسلام کی راہ پر لگایا ہے)، اب (اگر تم بچا سکتے ہو تو) اس کو اس اذیت سے بچا لو جس میں تم اسے دیکھ رہے ہو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایسا ہی کروں گا۔ میرے پاس ایک حبشی غلام ہے جو اس سے زیادہ تنومند اور طاقتور ہے، میں اس کے بدلے میں تجھے وہ دے دیتا ہوں۔ اُمیہ بولا: مجھے قبول ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ تمہارا ہوا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ غلام اسے دے دیا اور اس سے بلال رضی اللہ عنہ کو لے کر آزاد کر دیا۔ پھر ہجرت کرنے سے پہلے اسلام کی بنیاد پر ہی بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھ غلام اور آزاد کیے، بلال رضی اللہ عنہ ساتویں تھے۔ (باقی چھ یہ تھے:) عامر بن فہیرہ، یہ غزوہ بدر اور اُحد میں شریک ہوئے اور بئر معونہ کے روز ان کی شہادت ہوئی۔ اُم عُبیس، زِنیرہ، جس وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو آزاد کیا تو ان کی بینائی چلی گئی، یہ دیکھ کر قریش کہنے لگے: اس کی بینائی لات اور

[1] [إسناده ضعيف] الحلية لأبي نعيم: ١/ ١٤٧ ـ سير أعلام النبلاء: ٣/ ٥٣

عزیٰ نے ہی ختم کی ہے۔ یہ سن کر بولیں: اللہ کے گھر کی قسم! لات اور عزیٰ نہ تو کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کچھ فائدہ دے سکتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی۔ اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نھدیہ اور ان کی بیٹی کو آزاد کروایا۔ یہ دونوں بنوعبدالدار کی ایک عورت کی مملوکہ تھیں۔ آپ ان کے پاس سے گزرے تو ان کی مالکہ نے ان کو چکی پیسنے کے لیے بھیجا ہوا تھا اور کہتی تھی: اللہ کی قسم! میں تم دونوں کو کبھی آزاد نہیں کروں گی۔ یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اُم فلاں! اپنی قسم توڑ دو۔ اس نے کہا: توڑ دوں گی، تم نے ہی ان دونوں کو خراب کیا ہے اب تم ہی ان کو آزاد کراؤ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ان دونوں کو کتنی قیمت میں آزاد کرو گی؟ وہ بولی: اتنی قیمت میں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے انہیں تم سے خرید لیا ہے اور اب یہ دونوں آزاد ہیں (پھر آپ نے ان ماں بیٹی سے کہا) اس کو اس کی چکی واپس لوٹا دو۔ وہ دونوں بولیں: اے ابوبکر! کیا ہم اس کام سے فارغ نہ ہو لیں؟ پھر اس کو یہ لوٹا دیں گی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جیسے تم چاہو۔ ایک دِن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بنومؤمل، جو کہ بنوعدی بن کعب کا ہی ایک قبیلہ تھا، کی ایک لونڈی کے پاس سے گزرے۔ وہ لونڈی اسلام لا چکی تھی اور عمر بن خطاب، جو کہ ابھی مشرک ہی تھے، اسے سزا دے رہے تھے تاکہ وہ اسلام کو چھوڑ دے۔ وہ اسے اتنا مار رہے تھے کہ مارتے مارتے ہانپنے لگے اور بولے: میں نے ابھی جو تجھے مارنا بند کیا ہے اس کی وجہ صرف میرا تھک جانا ہے (اور میں تجھے تب تک مارتا رہوں گا جب تک کہ) اللہ تعالیٰ تیرا کوئی فیصلہ نہیں کر دیتا۔ تو وہ بھی اسی طرح کہتی کہ تمہارا فیصلہ بھی اللہ ہی کرے گا۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے بھی خرید کر آزاد کر دیا۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی آزمائشوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ، جن کا لقب ہی عتیق (یعنی آزاد کرنے والا اور خود جہنم سے آزاد ہونے والا) پڑ گیا تھا، کے ان کو آزاد کرانے کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

جَزَى اللّٰهُ خَيْرًا عَنْ بِلَالٍ وَصَحْبِهِ ... عَتِيقًا وَأَخْزَى فَاكِهًا وَأَبَا جَهْلِ
عَشِيَّةَ هُمَا فِي بِلَالٍ بِسَوْءَةٍ ... وَلَمْ يَحْذَرَا مَا يَحْذَرُ الْمَرْءُ ذُو الْعَقْلِ
بِتَوْحِيدِهِ رَبَّ الْأَنَامِ وَقَوْلِهِ ... شَهِدْتُ بِأَنَّ اللّٰهَ رَبِّي عَلَى مَهْلِ
فَإِنْ يَقْتُلُونِي يَقْتُلُونِي وَلَمْ أَكُنْ ... لِأُشْرِكَ بِالرَّحْمٰنِ مِنْ خِيفَةِ الْقَتْلِ
فَيَا رَبَّ إِبْرَاهِيمَ وَالْعَبْدِ يُونُسَ ... وَمُوسَى وَعِيسَى نَجِّنِي ثُمَّ لَا تُمْلِ
لِمَنْ ظَلَّ يَهْوَى الْغَيَّ مِنْ آلِ غَالِبٍ ... عَلَى غَيْرِ بِرٍّ كَانَ مِنْهُ وَلَا عَدْلِ

''اللہ تعالیٰ عتیق کو بلال اور اس کے ساتھیوں کو آزاد کرانے کے حوالے سے بہتر بدلہ دے اور فاکھہ اور ابوجہل کو رُسوا کرے، کہ ایک شام ان دونوں نے بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا اور انہیں ایسا کوئی بھی ڈر نہیں آیا کہ جو ایک عقلمند آدمی کو آ سکتا ہے۔ یہ سزائیں صرف اس وجہ سے تھیں کہ بلال رضی اللہ عنہ اپنے پروردگار کو ایک مانتے تھے اور کہتے تھے کہ میرا رب بس ایک اللہ ہی ہے۔ اگر یہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں لیکن میں موت کے ڈر سے رحمان کے ساتھ شرک کا ارتکاب نہیں کروں گا۔ اے ابراہیم، یونس، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے رب! مجھے نجات عطا فرما، پھر تو آلِ غالب میں سے اس شخص کو مہلت نہ دے جو ضلالت و گمراہی میں دھنس چکا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ گناہ و نافرمانی اور بے عدلی پر قائم ہے۔''

90 - ریاح بن حارث بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ فِي أُنَاسٍ كَثِيرٍ، فَجَاءَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، فَأَوْسَعَ لَهُ الْمُغِيرَةُ وَقَالَ: هَا هُنَا، فَجَلَسَ مَعَهُ عَلَى السَّرِيرِ، فَجَاءَ شَابٌّ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ يُقَالُ لَهُ: قَيْسُ بْنُ عَلْقَمَةَ، فَاسْتَقْبَلَ الْمُغِيرَةَ فَسَبَّ وَسَبَّ، فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ: لِمَنْ يَسُبُّ هٰذَا؟ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ: يَسُبُّ عَلِيًّا، فَقَالَ: وَيْحَكَ يَا مُغِيرَةُ، أَلَا أَرٰى أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبُّونَ عِنْدَكَ، ثُمَّ لَا تُغَيِّرُ، لَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ فَيَسْأَلَنِي عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَتَاسِعُ الْمُسْلِمِينَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُ لَسَمَّيْتُهُ، قَالَ: فَضَجَّ النَّاسُ وَقَالُوا: يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ، أَخْبِرْنَا مَنْ تَاسِعُ الْمُسْلِمِينَ؟ وَنَاشَدُوهُ، فَقَالَ: لَوْلَا أَنَّكُمْ نَاشَدْتُمُونِي مَا أَخْبَرْتُكُمْ، أَنَا تَاسِعُ الْمُؤْمِنِينَ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُتِمُّ الْعَاشِرَ، ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ لَمَوْقِفُ رَجُلٍ أَوْ مَشْهَدُ رَجُلٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْبَرُّ فِيهِ وَجْهُهُ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ أَحَدِكُمْ عُمْرَهُ. [1]

ہم سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بہت سے لوگوں (کی موجودگی) میں مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سعید بن زید بن عمرو بن نُفیل رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے جگہ کشادہ کرتے ہوئے کہا: آیئے یہاں بیٹھ جایئے۔ تو وہ ان کے ساتھ چارپائی پر بیٹھ گئے۔ پھر قیس بن علقمہ نامی ایک کوفی شخص آیا اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کی طرف رُخ کر کے گالیاں بکنے لگا۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے استفسار فرمایا: یہ آدمی کس کو گالیاں دے رہا ہے؟ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہا ہے۔ تو سعید رضی اللہ عنہ بولے: اے مغیرہ! تجھ پر افسوس ہے! میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ آپ کے سامنے اصحابِ رسول کو گالیاں دے رہے ہیں اور آپ کو کچھ فرق ہی نہیں پڑ رہا۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کہہ سکتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو، کہ کل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اس بارے میں پوچھ لیں (یعنی میں وہی بات کہوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے) اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بلاشبہ میری طرف جھوٹی بات منسوب کرنا کسی عام شخص کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے جیسا نہیں ہے (بلکہ) جس شخص نے مجھ پر جھوٹ باندھا اس کو اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ) ابوبکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، علی جنتی ہے، عثمان بن عفان جنتی ہے، عبدالرحمان بن عوف، سعد بن مالک، زبیر اور طلحہ جنتی ہیں۔ (پھر سیدنا سعید رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:) اگر میں نویں (جنتی) مسلمان کا نام بھی لینا چاہوں تو لے سکتا ہوں۔ یہ سن کر لوگ دھکم پیل کر کے کہنے لگے: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی! ہمیں بتلایئے کہ نواں (جنتی) مسلمان کون ہے؟ اور (ساتھ ہی) لوگوں نے ان کو قسم دی۔ تو انہوں نے فرمایا: اگر تم مجھے قسم نہ دیتے تو میں نے تمہیں بتلانا

---

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٨٧ - سنن أبي داود: ٤/ ٢١٢ - سنن ابن ماجه: ١/ ٤٨

نہیں تھا، وہ نواں (جنتی) مسلمان میں ہوں، اور دسویں رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پھر فرمایا: اللہ کی قسم! کسی (عام) آدمی کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جہاد میں) کھڑے ہونا یا حاضر رہنا اور اس کے چہرے کا غبار آلود ہو جانا؛ تمہاری عمر بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

توضیح:...... یعنی ایک عام صحابی کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہو جانا ہی اتنا عظیم عمل ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی ساری زندگی بھی عبادت و ریاضت میں کھپا دے تو بھی اس کی فضیلت کو نہیں پہنچ سکتا۔

91 ۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَشْهَدُ شَهِدَهُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَوْمًا وَاحِدًا فِي سَبِيلِ اللهِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْبَرَّ فِيهِ وَجْهُهُ أَفْضَلُ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ . [1]

ان میں سے (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اگر) کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دِن جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کرے کہ جس میں اس کا چہرہ غبار آلود ہو جائے، یہ تمہاری عمر بھر کے اعمال سے افضل ہے، اگر چہ اسے نوح (علیہ السلام) کی عمر ہی دے دی جائے۔

توضیح:...... اگر کسی عام شخص کو حضرت نوح علیہ السلام کی مثل ساڑھے نوسو برس کی عمر بھی دے دی جائے اور وہ یہ ساری زندگی عبادت و ریاضت میں کھپا دے تو تب بھی وہ کسی صحابی کے صرف اس عمل کی نیکی کو بھی نہیں پہنچ سکتا جو وہ ایک دِن رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد فی سبیل اللہ میں گزارتے تھے، اور اس میں بھی صرف ان کا چہرۂ مبارک ہی غبار آلود ہوتا تھا، یعنی شہادت نہیں پاتے تھے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر وہ صرف چہرہ غبار آلود ہونے پر اس قدر عظیم انعام و اکرام کے مستحق ہو سکتے ہیں تو پھر ان کا کیا درجہ اور مقام ہوگا جنہوں نے اپنی جان تک کی قربانی دے دی؟!

92 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَبَيْنَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ قَدْ أَعْجَبَتْهُ هَيْئَتُهُ خَسَفَ اللهُ بِهِ الْأَرْضَ ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَشَهِدَ عَلَى ذَالِكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ)) . وَلَيْسَ ثَمَّ أَبُو بَكْرٍ ، وَلَا عُمَرُ . [2]

اس دوران کہ ایک آدمی چوغہ پہنے چلا جا رہا تھا، اسے اس کی چال ڈھال نے خود پسندی میں مبتلا کر دِیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دِیا اور وہ تا قیامت زمین میں دھنستا ہی رہے گا اور اس بات پر ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) بھی گواہ ہیں۔ حالانکہ وہاں نہ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود تھے اور نہ ہی عمر رضی اللہ عنہ۔

توضیح:...... یہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا بہت بڑا اعزاز اور فضیلت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بات بیان فرمائی اور پھر ان دونوں اصحاب کی تصدیق و تائید کو بطورِ گواہی ذِکر کیا، حالانکہ یہ اس وقت وہاں موجود بھی نہیں تھے۔ یہ ایک خاص اپنائیت کی دلیل ہوتی ہے کہ بندہ اپنے کسی رفیق کی عدم موجودگی میں بھی اس کو اپنا ہم خیال اور اپنی رائے سے متفق ظاہر کرے، اور بندہ ایسا فقط اسی کے ساتھ ہی کرتا ہے جس پر اسے بہت زیادہ اعتماد اور یقین کامل ہو۔

---

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٨٧ ـ سنن أبي داود: ٤/ ٢١٢ ـ السنة لابن أبي عاصم: ١٤١

[2] [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ١٠/ ٢٥٨ ـ صحيح مسلم: ٣/ ١٦٥٣ ـ مسند أحمد: ٢/ ٢٦٧ ـ سنن النسائي: ٨/ ٢٠٦ ـ مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٨٢ ـ سنن الدارمي: ١/ ١١٦

93 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَا عَلِيُّ ، هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ)) ، ثُمَّ قَالَ: ((يَا عَلِيُّ ، لَا تُخْبِرْهُمَا)) . ❶

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اسی وقت سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تشریف لے آئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں اصحاب کی طرف دیکھا تو فرمایا: اے علی! یہ دونوں، نبیوں اور رسولوں کے علاوہ اگلے پچھلے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم انہیں یہ بات مت بتانا۔

94 ۔ ایک اور سند کے ساتھ بھی اسی کے مثل مروی ہے۔ ❷

95 ۔ ابوبکر بن ابوعون المدینی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم بن شکلہ المہدی کو فرماتے سنا:

تَدْرُونَ لِمَ خَصَصْتُ وَلَدَ أَبِي بَكْرٍ مِنْ ثُلُثَيَّ؟ لِأَنَّهُ لَمْ يُعْرَفْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا وَقَدْ خَلَّفَ لِعِيَالِهِ شَيْئًا غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ ، فَإِنَّهُ آثَرَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ بِمَالِهِ كُلِّهِ ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُكَافِيءَ وَلَدَ أَبِي بَكْرٍ مِنْ مَالِي دُونَ مَنْ هُوَ أَقْرَبُ إِلَيَّ رَحِمًا . ❸

تم جانتے ہو کہ میں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو اپنے دونوں دو تہائی حصوں کے ساتھ خاص کیوں کیا؟ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر صحابی کے بارے میں یہی پتا چلتا ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کے لیے کچھ نہ کچھ چھوڑ کر گئے ہیں، سوائے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔ کیونکہ انہوں نے اپنا سارے کا سارا مال ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر نچھاور کر دیا۔ چنانچہ میں نے یہ پسند کیا کہ اس شخص کو چھوڑ کر کہ جو رشتے داری میں میرے زیادہ قریب ہے، میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو اپنے مال سے (اس کا) بدلہ دوں۔

96 ۔ امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مِنْ فَضْلِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ لَمْ يَشُكَّ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ سَاعَةً قَطُّ . ❹

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک یہ بھی فضیلت ہے کہ انہوں نے اللہ عزوجل کے بارے میں کبھی بھی شک نہیں کیا۔

97 ۔ امام ابن شہاب رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں کہ:

كَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ أَبْيَضَ لَطِيفًا جَعْدًا ، كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ صَدَعِ حَجَرٍ ، مُشْرِفَ الْوَرِكَيْنِ ، لَا يَثْبُتُ إِزَارُهُ عَلَى وَرِكَيْهِ . ❺

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نسبتاً سفید رنگ، نرم خو، خوش مزاج اور سخت و توانا جسم کے مالک تھے، جیسے پتھر پھاڑ کر نکلے ہوں، بڑے کولہوں والے تھے، ان کا تہہ بند ان کے کولہوں پر ٹھہرتا نہیں تھا۔

---

❶ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦١١ـسنن ابن ماجه: ١/ ٣٦

❷ [إسناده ضعيف] راجع الحديث السابق ❸ تاريخ بغداد: ٦/ ١٤٢ـتاريخ الفسوي: ١/ ١٧٤

❹ [إسناده صحيح] الصواعق المحرقة لابن عساكر: ص ٨٥

❺ [إسناده ضعيف جدًا] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٤٢ـالمعارف لابن قتيبة: ص ٧٤

98 ۔ سعید بن جبیر اور عکرمہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [التحریم:٤] (نیک اہل ایمان) سے مراد سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ ❶

99 ۔ احنف بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ كَلَامَ عُمَرَ وَخُطْبَتَهُ، وَكَلَامَ عُثْمَانَ وَخُطْبَتَهُ، وَكَلَامَ عَلِيٍّ وَخُطْبَتَهُ، فَمَا كَانَ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ أَعْلَمَ بِمَا يَخْرُجُ مِنْ رَأْسِهِ، وَلَا بِمَوَاضِعِ الْكَلَامِ، مِنْ عَائِشَةَ، وَكَذَالِكَ كَانَ أَبُوهَا. ❷

میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی گفتگو بھی سنی اور ان کا خطبہ بھی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی گفتگو بھی سماعت کی اور ان کا خطبہ بھی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی گفتگو کو بھی سنا اور ان کا خطبہ بھی، لیکن ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے والد (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر ان باتوں کا علم رکھتا ہو جو اس کے سر سے نکلتی ہیں اور نہ ہی کلام کے مقامات کا۔

100 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ أَبُو بَكْرٍ يُخَافِتُ بِصَوْتِهِ إِذَا قَرَأَ، وَكَانَ عُمَرُ يَجْهَرُ بِقِرَاءَتِهِ، وَكَانَ عَمَّارٌ إِذَا قَرَأَ يَأْخُذُ مِنْ هٰذِهِ السُّورَةِ وَهٰذِهِ، فَذُكِرَ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: ((لِمَ تُخَافِتُ؟)) قَالَ: إِنِّي لَأُسْمِعُ مَنْ أُنَاجِي، وَقَالَ لِعُمَرَ: ((لِمَ تَجْهَرُ بِقِرَاءَتِكَ؟)) قَالَ: أُفْزِعُ الشَّيْطَانَ، وَأُوقِظُ الْوَسْنَانَ، وَقَالَ لِعَمَّارٍ: ((وَلِمَ تَأْخُذُ مِنْ هٰذِهِ السُّورَةِ وَهٰذِهِ؟)) قَالَ: أَتَسْمَعُنِي أَخْلِطُ بِهِ مَا لَيْسَ مِنْهُ؟ قَالَ: ((لَا))، قَالَ: ((فَكُلُّهُ طَيِّبٌ)). ❸

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جب قرأت کرتے تھے تو آہستہ آواز میں کیا کرتے تھے جبکہ عمر رضی اللہ عنہ اونچی آواز میں قرأت کیا کرتے تھے، اور عمار رضی اللہ عنہ جب قرأت کرتے تو وہ کچھ حصہ اس سورت سے پڑھتے اور کچھ حصہ اس سورت سے۔ جب اس بات کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذِکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا: آپ آہستہ آواز میں کیوں پڑھتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں (رب تعالیٰ کے ساتھ) اپنی ہی سرگوشیوں کو سننا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا: آپ اونچی آواز میں قرأت کیوں کرتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں شیطان کو چوٹ لگاتا ہوں اور خوابِ غفلت میں پڑے لوگوں کو بیدار کرتا ہوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا: تم کچھ حصہ ایک سورت سے کچھ حصہ دوسری سورت سے کیوں پڑھتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: کیا آپ نے کبھی مجھے ایک سورت میں کسی ایسے حصے کو ملاتے سنا ہے جو اس میں سے نہ ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر یہ سب انداز ہی اچھے ہیں۔

101 ۔ ابو الجحاف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ٦٩ ـ السنن الكبرىٰ للنسائي: ١٠/ ٢٥٣ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٧/ ١٢٧

❷ [إسناده ضعيف] صفة الصفوة لابن الجوزي: ٢/ ٣٦ ـ سير أعلام النبلاء: ٣/ ٣٣٥

❸ [رجال الإسناد ثقات] مسند أحمد: ١/ ١٠٩ ـ سنن أبي داود: ٢/ ٣٧ ـ السنن الكبرىٰ للبيهقي: ٣/ ١١ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ٢٦٦

لَـمَّـا بُويِعَ أَبُو بَكْرٍ ، فَبَايَعَهُ عَلِيٌّ وَأَصْحَابُهُ ، قَامَ ثَلاثًا يَسْتَقْبِلُ النَّاسَ يَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ ، قَدْ أَقَـلْتُـكُـمْ بَيْعَتَكُمْ ، هَلْ مِنْ كَارِهٍ؟ قَالَ: فَيَقُومُ عَلِيٌّ فِي أَوَائِلِ النَّاسِ فَيَقُولُ: وَاللّٰهِ لا نُقِيلُكَ ، وَلا نَسْتَقِيلُكَ أَبَدًا ، قَدَّمَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تُصَلِّي بِالنَّاسِ ، فَمَنْ ذَا يُؤَخِّرُكَ؟ ❶

جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب نے بھی آپ سے بیعت کی۔ پھر (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) تین دِن تک لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر کہتے رہے: اے لوگو! میں تمہاری بیعت کو ختم کرتا ہوں، کیا کسی کو کوئی اعتراض ہے؟ تو پہلی صفوں کے لوگوں میں سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے اور فرماتے: اللہ کی قسم! نہ تو ہم آپ کو یہ بیعت ختم کرنے دیں گے اور نہ ہی ہم آپ سے اس کا مطالبہ کریں گے، آپ کو تو رسول اللہ ﷺ نے آگے کھڑا کیا تھا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں، تو پھر آپ کو پیچھے کون کرسکتا ہے؟

102۔ ابوالجحاف رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

لَـمَّا بُويِعَ أَبُو بَكْرٍ أَغْلَقَ بَابَهُ دُونَ النَّاسِ ثَلاثًا ، كُلَّ يَوْمٍ يَقُولُ: قَدْ أَقَلْتُكُمْ بَيْعَتَكُمْ فَبَايِعُوا مَنْ شِئْتُمْ ، قَالَ: كُلُّ ذَالِكَ يَقُومُ عَلِيٌّ ، يَعْنِي: ابْنَ أَبِي طَالِبٍ ، فَيَقُولُ: لا نُقِيلُكَ وَلا نَسْتَقِيلُكَ ، قَدَّمَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُؤَخِّرُكَ؟ ❷

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو انہوں نے تین دِن تک لوگوں سے کنارہ کش ہو کر اپنا دروازہ بند کیے رکھا، روزانہ آپ یہی فرماتے کہ میں تمہاری بیعت لینے سے دستبردار ہوتا ہوں؛ لہٰذا تم (میرے علاوہ) جس کی چاہو بیعت کرلو۔ تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہر بار کھڑے ہو کر یہی جواب دیتے کہ نہ تو ہم آپ کو یہ بیعت ختم کرنے دیں گے اور نہ ہی ہم آپ سے اس کا مطالبہ کریں گے، آپ کو تو رسول اللہ ﷺ نے آگے کھڑا کیا تھا تو پھر آپ کو پیچھے کون کرسکتا ہے؟

توضیح:...... ان الفاظ کہ ''آپ کو رسول اللہ ﷺ نے آگے کھڑا کیا تھا'' سے اس کی طرف اشارہ ہے جب رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مصلیٰ امامت پر کھڑا کیا تھا۔ تو گویا رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اتنے بڑے جمِ غفیر میں سے اگر کسی کو اپنے بعد امامت کے لائق سمجھا تو آپؓ ہی کو سمجھا۔ تو جب رسولِ مکرم ﷺ خود اس اعزاز سے نواز رہے ہیں تو پھر کس کی جسارت ہوسکتی ہے کہ وہ منصبِ خلافت کے لیے آپ کے علاوہ کسی اور کو منتخب کرے؟

103۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَـأَلْـتُ ابْـنَ عَبَّـاسٍ: مَنْ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ، ثُمَّ قَالَ: أَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ:

إِذَا تَـذَكَّـرْتَ شَـجْـوًا مِنْ أَخِي ثِقَةٍ ... فَـاذْكُـرْ أَخَـاكَ أَبَـا بَكْرٍ بِمَـا فَعَلَا
خَيْـرَ الْبَـرِيَّةِ أَتْـقَـاهَـا وَأَعْدَلَهَـا ... بَـعْـدَ الـنَّبِـيِّ وَأَوْفَـاهَـا بِمَـا حَمَلَا

❶ [إسناده ضعيف] كنز العمال: ٥/ ٦٥٤

❷ [إسناده ضعيف جدًا] الرياض للطبرى: ١/ ٣٠٩

الثَّانِي التَّالِي الْمَحْمُودُ مَشْهَدُهُ وَأَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا؟ ❶

میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ سب سے پہلے اسلام کون لایا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پھر فرمایا: کیا تم نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار نہیں سنے:

إِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ أَخِي ثِقَةٍ فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا
خَيْرَ الْبَرِيَّةِ أَتْقَاهَا وَأَعْدَلَهَا بَعْدَ النَّبِيِّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا
الثَّانِي التَّالِي الْمَحْمُودُ مَشْهَدُهُ وَأَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا؟

''جب تم نے میرے کسی پختہ ومعتبر بہادر بھائی کا ذکر کرنا ہو تو اپنے بھائی ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا ذکر کرو، ان کارناموں کی وجہ سے جو انہوں نے انجام دیے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رُوئے زمین پر بسنے والوں میں سب سے بہترین شخصیت ہیں، ان سب سے زیادی متقی اور عادل شخص ہیں اور جو ذمہ داری ان کو دی گئی تھی اس کو سب سے بہتر طور پر نبھانے والے ہیں۔ وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ) دوسرے تھے اور آگے آنے والے ہیں، وہ جس اجتماع گاہ میں بھی جلوہ گر ہوئے وہ لائق تعریف ہوگئی، اور وہ لوگوں میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔''

104۔ امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوَدِدْتُ أَنِّي مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ أَرَى أَبَا بَكْرٍ. ❷

جب بھی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں تو خواہش کرتا ہوں کہ میں بھی جنت میں جاؤں۔

105۔ ابوالجحاف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا كَانَ لَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ، وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَوَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ، وَوَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ)). ❸

اللہ تعالیٰ نے جس بھی نبی کو مبعوث فرمایا اس کے دو وزیر اہل آسمان میں سے بنائے اور دو وزیر اہل زمین میں سے بنائے، تو اہل آسمان میں سے میرے دو وزیر جو ہیں وہ جبرائیل اور میکائیل (علیہما السلام) ہیں اور اہل زمین میں سے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔

106۔ اسی مفہوم کی ایک مرسل روایت بھی مروی ہے۔ ❹

107۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟)) قَالَ الصِّدِّيقُ: أَنَا، قَالَ: ((مَنْ تَصَدَّقَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ عَلَى سَائِلٍ بِشَيْءٍ؟)) قَالَ: قَالَ الصِّدِّيقُ: أَنَا، قَالَ: ((مَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا؟)) قَالَ: قَالَ الصِّدِّيقُ: أَنَا، قَالَ: ((مَنْ شَيَّعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جِنَازَةً؟)) قَالَ: قَالَ الصِّدِّيقُ:

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا] المستدرك للحاكم: ٣/ ٦٤ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٤٣ـ صفة الصفوة لابن الجوزي: ١/ ٢٣٧
❷ [إسناده ضعيف] تذكرة الحفاظ: ١/ ٣٢٢
❸ [إسناده ضعيف جدًا] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٥١
❹ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦١٦

أَنَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَجْمَعَ هٰذِهِ الْخِصَالَ إِلَّا لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) ❶

نبی ﷺ نے (ایک روز استفسار) فرمایا: آج تم میں سے روزے دار کون ہے؟ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تم میں سے کس نے آج کسی مانگنے والے کو کوئی چیز صدقہ دی ہے؟ تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آج تم میں سے کس شخص نے کسی مریض کی عیادت کی؟ تو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: آج تم میں سے کس نے جنازے میں شرکت کی؟ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ تمام خوبیاں صرف اسی شخص میں جمع فرماتا ہے جو جنتی ہو۔

108 ۔ ابوجعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ جَهِلَ فَضْلَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَدْ جَهِلَ السُّنَّةَ . ❷

جو شخص ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی فضیلت سے نابلد ہے؛ وہ سنت سے لاعلم ہے۔

109 ۔ عبداللہ بن مُلیل بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ سَبْعَةَ رُفَقَاءَ نُجَبَاءَ ، وَإِنَّ نَبِيَّكُمْ عَلَيْهِ السَّلَامُ أُعْطِيَ أَرْبَعَةَ عَشَرَ ، قُلْنَا: مَنْ هُمْ؟ قَالَ: أَنَا ، وَابْنَايَ ، وَحَمْزَةُ ، وَجَعْفَرٌ ، وَأَبُو بَكْرٍ ، وَعُمَرُ ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ ، وَحُذَيْفَةُ ، وَعَمَّارٌ ، وَالْمِقْدَادُ ، وَأَبُو ذَرٍّ ، وَسَلْمَانُ ، وَبِلَالٌ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ . ❸

بلاشبہ کوئی بھی نبی ایسا نہیں تھا کہ جسے سات ہونہار اور ستودہ صفات ساتھی نہ دیے گئے ہوں لیکن تمہارے نبی ﷺ کو چودہ ایسے ساتھیوں سے نوازا گیا تھا۔ ہم نے عرض کیا: وہ اصحاب کون تھے؟ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں، میرے دو صاحبزادے (یعنی حسن و حسین)، حمزہ، جعفر، ابوبکر، عمر، عبداللہ بن مسعود، حذیفہ، عمار، مقداد، ابوذر، سلمان اور بلال رضی اللہ عنہم۔

110 ۔ امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا تذکرہ کرتے تو فرماتے:

رَحِمَهُمَا اللّٰهُ أَخَوَايَ أَخَوَايَ . ❹

اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم فرمائے، وہ دونوں میرے بھائی ہیں، میرے بھائی ہیں۔

111 ۔ امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْلَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ذَهَبَ الْإِسْلَامُ . ❺

اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو اسلام ختم ہو جاتا۔

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا] صحيح مسلم: ٢/ ٧١٣۔مصنف عبد الرزاق: ٣/ ٩٥٣۔الأدب المفرد للبخاري: ص ١٨١

❷ [إسناده حسن] فضائل الصحابة للدارقطني: ١/ ١٩

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٤٨۔السنة لابن أبي عاصم: ١٣٩۔سنن الترمذي: ٥/ ٦٦٢۔المعجم الكبير للطبراني: ٦/ ٢٦٤

❹ [إسناده واهٍ] تاريخ بغداد: ٩/ ٢٢٣

❺ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٦/ ٤٠٥

توضیح:...... امام وکیع رحمہ اللہ نے ایسا اس لیے فرمایا کیونکہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت ہوئی تو بہت سے لوگ مرتد ہو گئے۔ اس وقت فتنۂ ارتداد اس تیزی سے پھیلا کہ اسلام کے نام لیواؤں کے لیے سخت پریشانی کا باعث بن گیا۔ ایسی صورتِ حال میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی تھے جنہوں نے نہایت حکمت، تن دہی اور بروقت فکری و عملی اقدامات کے ذریعے اس فتنے کی بیخ کنی کی اور اسلام کی حفاظت کی۔

112۔ ابوسریحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے سنا کہ:

كَانَ أَوَّاهًا مُنِيبَ الْقَلْبِ ، يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ ، وَإِنَّ عُمَرَ نَاصَحَ اللّٰهَ فَنَصَحَهُ اللّٰهُ . ❶

آپ بہت نرم دِل اور خدا کی طرف رجوع کرنے والے تھے، یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ، اور بلاشبہ عمر رضی اللہ عنہ نے سچے دِل سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے ساتھ خیرخواہی کی۔

توضیح:...... اللہ تعالیٰ کے خیرخواہی کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی۔

113۔ امام ربیع بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَثَلُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فِي الْكِتَابِ الْأَوَّلِ مَثَلُ الْقَطْرِ ، أَيْنَمَا وَقَعَ نَفَعَ . ❷

اوّل کتاب میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال بارش کے مانند (بیان کی گئی) ہے، کہ جو جہاں بھی برستی ہے فائدہ ہی دیتی ہے۔

114۔ احمد بن عبداللہ بن یونس بیان کرتے ہیں کہ ہم مکہ کے راستے میں تھے کہ میں نے امام وکیع رحمہ اللہ کو فرماتے سنا:

لَوْلَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ لَذَهَبَ الْإِسْلَامُ . ❸

اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو اسلام ختم ہو جاتا۔

115۔ محمد بن عبداللہ مخرمی بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ شُعَيْبَ بْنَ حَرْبٍ أَوْمَأَ إِلَى ابْنِهِ فَقَبَّلَهُ ، ثُمَّ قَالَ: أَتَدْرُونَ لِمَ قَبَّلْتُ مُحَمَّدًا؟ لِأَنَّهُ قَدْ وَهَبَ نَفْسَهُ فِي نُصْرَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ . ❹

میں نے شعیب بن حرب کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو اشارہ کیا، تو اس نے انہیں بوسہ دیا۔ پھر اس نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے محمد کو کیوں بوسہ دیا؟ اس لیے کہ انہوں نے اپنے آپ کو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی نصرت و مدد کے لیے وقف کر رکھا تھا۔

116۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابووہب بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ لِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ((إِنَّ قَوْمِي لَا

---

❶ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٣/ ١٧١

❷ [إسناده حسن] المناقب لابن الجوزي: ص ١٠٦ ـ الصواعق المحرقة لابن عساكر: ص ٨٥

❸ [إسناده صحيح] تقدّم الأثر برقم: ١١١

❹ [إسناده صحيح] تاريخ بغداد: ٥/ ٤١٦ ـ تذكرة الحفاظ: ٢/ ٤٩٤

يُصَدِّقُونِي))، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: بَلَى، يُصَدِّقُكَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ. ❶

یقیناً رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا: یقیناً میری قوم مجھے سچا نہیں مانے گی۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے فرمایا: کیوں نہیں، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی تصدیق کریں گے۔

117۔ حُر بن صیاح النخعی بیان کرتے ہیں کہ میرے علم میں یہ بات آئی کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ)). ❷

میں جنتی ہوں، ابوبکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، علی جنتی ہے، طلحہ جنتی ہے، زبیر جنتی ہے، عبدالرحمان جنتی ہے، سعد جنتی ہے اور سعید بن زید جنتی ہے، رضی اللہ عنہم۔

118۔ بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَفْضُلِ النَّاسَ بِأَنَّهُ كَانَ أَكْثَرَهُمْ صَلَاةً وَصَوْمًا، إِنَّمَا فَضَلَهُمْ بِشَيْءٍ كَانَ فِي قَلْبِهِ. ❸

یقیناً سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں پر ان سے زیادہ نمازیں پڑھنے اور روزے رکھنے کی بنا پر فضیلت نہیں رکھتے تھے، بلکہ وہ تو صرف اس چیز کے باعث ان پر فضیلت رکھتے تھے جو ان کے دِل میں تھی۔

توضیح: ...... یعنی ایمانِ کامل اور اللہ و رسول سے بے پناہ محبت۔

119۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر آپ نے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ان اشعار کو تمثیل میں پیش کیا:

إِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ أَخِي ثِقَةٍ ... فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا
خَيْرُ الْبَرِيَّةِ أَتْقَاهَا وَأَعْدَلَهَا ... إِلَّا النَّبِيُّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا
وَالثَّانِي التَّالِي الْمَحْمُودُ مَشْهَدُهُ ... وَأَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا ❹

”جب تم نے میرے کسی پختہ و معتبر بہادر بھائی کا ذکر کرنا ہو تو اپنے بھائی ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا ذکر کرو، ان کارناموں کی وجہ سے جو انہوں نے انجام دیے۔ وہ سوائے نبی ﷺ کے؛ رُوئے زمین پر بسنے والوں میں سے سب سے بہترین شخصیت ہیں، ان سب سے زیادی متقی اور عادل شخص ہیں اور جو ذمہ داری ان کو دی گئی تھی اس کو سب سے بہتر طور پر نبھانے والے ہیں۔ اور وہ (نبی ﷺ کے ساتھ) دوسرے تھے اور آگے آنے والے ہیں، وہ جس اجتماع گاہ میں بھی جلوہ گر ہوئے وہ لائقِ تعریف ہوگئی، اور وہ لوگوں میں سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی۔“

❶ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٤١ ❷ [إسناده ضعيف] قد مضى برقم: ٨٧

❸ [إسناده صحيح] إحياء علوم الدين: ١/ ٢٣ـ النوادر للحكيم الترمذي: ص ٣١

❹ [إسناده ضعيف جدًا] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٤٣

120۔ امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((طَيْـرُ الْجَنَّةِ أَعْظَمُ مِنَ الْبُخْتِ))، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ ذَاكَ لَطَيْرٌ نَاعِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ، آكِلُهُ أَنْعَمُ مِنْهُ، وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ يَا أَبَا بَكْرٍ مِمَّنْ يَأْكُلُ مِنْهُ)). ❶

جنت کا پرندہ خراسانی اونٹ سے بھی بڑا ہوگا۔ (یہ سن کر) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً یہ پرندہ تو بڑا تروتازہ اور خوشگوار ہوگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! اس کو کھانے والا اس سے بھی زیادہ خوشگوار ہوگا، اور اللہ کی قسم! یقیناً مجھے اُمید ہے کہ آپ بھی ان ہی میں سے ہوں گے جو اس کو کھائیں گے۔

121۔ عروہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَـى قَـوْمٌ عُمَرَ فَقَالُوا: مَا رَأَيْنَا خَلِيفَةً خَيْرًا مِنْكَ، قَالَ: فَضَرَبَهُمْ عُمَرُ فَقَالَ: أَتَقُولُونَ هٰذَا لِي وَقَدْ رَأَيْتُمْ أَبَا بَكْرٍ؟ ❷

کچھ لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: ہم آپ سے بہتر خلیفہ کوئی کوئی نہیں دیکھتے۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مارا اور فرمایا: کیا تم ایسی بات میرے متعلق کہہ رہے ہو؟ جبکہ تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

122۔ ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَـالَ رَجُلٌ لِعُمَرَ: مَا رَأَيْتُ رَجُلًا خَيْرًا مِنْكَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: رَأَيْتَ أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ: لَا، قَالَ: لَوْ قُلْتَ: نَعَمْ، لَجَلَدْتُكَ. ❸

ایک آدمی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے آپ سے بہتر آدمی کوئی نہیں دیکھا۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کیا تو نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اگر تو ''ہاں'' کہتا تو میں تجھے کوڑے لگاتا۔

توضیح:...... یعنی اگر تو نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کے بعد یہ بات کہی ہوتی تو میں تجھے اس کی سزا میں کوڑے لگاتا، کیونکہ وہ مجھ سے بہتر ہیں۔

123۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّي لَأَسْتَحْيِي مِنْ رَبِّي أَنْ أُخَالِفَ أَبَا بَكْرٍ. ❹

میں اپنے رب سے حیا محسوس کرتا ہوں کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کروں۔

124۔ علی بن حسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ هٰـذِهِ الْآيَةَ أُنْزِلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ

❶ [إسناده صحيح] سلسلة الأحاديث الصحيحة: ١/ ٢٦٨ـ سنن الترمذي: ٤/ ٦٨٠ـ مسند أحمد: ٣/ ٢٢١ـ الترغيب والترهيب للمنذري: ٦/ ٢٩٨

❷ [رجال الإسناد ثقات] تفرّد به المؤلف ❸ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٦/ ٣٣٧

❹ [رجال الإسناد ثقات] فضائل الصديق للعشاري: ص ٤

مُتَقَابِلِينَo﴾ [الحجر:٤٧]، قَالَ: وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَفِيهِمْ أُنْزِلَتْ، فَفِي مَنْ نَزَلَتْ إِلَّا فِيهِمْ، قُلْتُ: وَأَيُّ غِلٍّ هُوَ؟ قَالَ: غِلُّ الْجَاهِلِيَّةِ، إِنَّ بَنِي تَيْمٍ وَعَدِيٍّ وَبَنِي هَاشِمٍ كَانَ بَيْنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا أَسْلَمَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ تَحَابُّوا، فَأَخَذَتْ أَبَا بَكْرٍ الْخَاصِرَةُ، فَجَعَلَ عَلِيٌّ يُسَخِّنُ يَدَهُ فَيُكَمِّدُ بِهَا خَاصِرَةَ أَبِي بَكْرٍ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ. [1]

بلاشبہ یہ آیت سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَo﴾ ”ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا ہم وہ سب نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔“ فرمایا کہ اللہ کی قسم! یہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اگر ان کے بارے میں نہیں تو پھر کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ (ایک راوی کا بیان ہے کہ) میں نے کہا: رنجش و کینہ سے کیا مراد ہے؟ تو علی بن حسین رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے مراد دورِ جاہلیت کا رنجش و کینہ ہے، کیونکہ دورِ جاہلیت میں بنوتیم، بنوعدی اور بنو ہاشم کے درمیان رنجشیں اور عداوتیں ہوتی تھیں، لیکن جب یہ سب اسلام لے آئے تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ گئے۔ (ایک بار) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پسلی کا درد ہوا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ کو گرم کر کے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پسلی پر ٹکور کرنے لگے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔

125۔ خیثمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَى عُمَرَ شَاعِرٌ فَقَالَ: أُنْشِدُكَ؟ فَمَا اسْتَنْشَدَ، قَالَ: فَجَعَلَ يُنْشِدُ فَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِعْرِهِ فَقَالَ:

رَحِمَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا بِمَا صَبَرْ

قَالَ عُمَرُ: قَدْ فَعَلَ، قَالَ:

ثُمَّ أَبَا بَكْرٍ جَمِيعًا وَعُمَرْ

فَقَالَ: مَا شَاءَ اللّٰهُ. [2]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شاعر آیا اور اس نے کہا: میں آپ کو شعر سناؤں؟ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے شعر سنانے کی فرمائش نہ کی، لیکن وہ خود ہی شعر سنانے لگا اور اپنی شاعری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

رَحِمَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا بِمَا صَبَرْ

”اللہ تعالیٰ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحم فرمائے، اس کے سبب جو انہوں نے صبر کیا۔“

تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً بہت صبر کیا تھا۔ پھر اس نے (اگلا مصرعہ) کہا:

ثُمَّ أَبَا بَكْرٍ جَمِيعًا وَعُمَرْ

”پھر (اللہ تعالیٰ) ابوبکر اور عمر دونوں پر (رحم فرمائے)۔“

تو عمر رضی اللہ عنہ نے مَا شَاءَ اللّٰهُ کہا۔

---

[1] [إسناده ضعيف] الدر المنثور: ٤/ ١٠١

[2] [رجال الإسناد ثقات] الطبقات لابن سعد: ٦/ ٢٨٦

126 ۔ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ مَا انْشَرَحَ صَدْرِي قَطُّ أَنْ أُفَضِّلَ عَلِيًّا عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَى عُثْمَانَ، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَى عَلِيٍّ، وَمَنْ لَمْ يُحِبَّهُمْ فَمَا هُوَ بِمُؤْمِنٍ، وَإِنَّ أَوْثَقَ أَعْمَالِنَا حُبُّنَا إِيَّاهُمْ أَجْمَعِينَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، وَلَا جَعَلَ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ فِي أَعْنَاقِنَا تَبِعَةً، وَحَشَرَنَا فِي زُمْرَتِهِمْ وَمَعَهُمْ، آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ. ❶

اللہ کی قسم! اس بارے میں کبھی بھی میری شرح صدر نہیں ہوئی (یعنی میرا دِل مطمئن نہیں ہوا) کہ میں علی رضی اللہ عنہ کو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دوں۔ سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر اللہ کی رحمت ہوئی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی رحمتِ الٰہی سے فیضیاب ہوئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر بھی رحمتِ خداوندی کا نزول ہوا۔ جو شخص ان سے محبت نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہے، اور یقیناً ہمارے اعمال میں سے مضبوط تر عمل ان تمام سے محبت رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام سے راضی اور خوش ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی ایک کی پیروی کا طوق ہماری گردن میں نہیں ڈالا (یعنی صرف کسی ایک کی پیروی کا حکم نہیں دیا بلکہ ان چاروں کی برابر اتباع کا حکم دیا ہے) اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے روز ان کی جماعت میں اور ان کی معیت میں ہی حشر کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

127 ۔ امام ابن اسحاق رحمہ اللہ اس شخصیت کے بارے میں فرماتے ہیں جو غزوہ بدر میں شریک تھی کہ:

أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، وَاسْمُ أَبِي بَكْرٍ عَتِيقٌ، وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمٍ. ❷

وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ابوبکرؓ کا نامِ گرامی عتیق تھا اور ان کا نسب یہ تھا: عبداللہ بن عثمان بن کعب بن عمرو بن سعد بن تیم۔

128 ۔ عبد خیر الہمدانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برسرِ منبر یہ فرماتے سنا کہ:

إِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، وَإِنَّا قَدْ أَحْدَثْنَا بَعْدَهُمَا أَحْدَاثًا يَقْضِي اللّٰهُ فِيهَا مَا أَحَبَّ. ❸

بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت کی بہترین شخصیت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد ہم نے ایسی چیزیں ایجاد کر لی ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ جو پسند کرے گا وہی فیصلہ فرما دے گا۔

توضیح :...... چیزیں ایجاد کرنے کا مطلب ہے کہ ہم نے ان دونوں خلفاء کے پُر امن مثالی دور کے بعد نئے نئے اختلافات پیدا کر لیے ہیں، جن میں سے ایک اختلاف منصبِ خلافت کا تھا، ایسے معاملات کے بارے میں اللہ تعالیٰ جو چاہے گا فیصلہ فرما دے گا۔

129 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

❶ [إسناده صحيح] تفرّد به المؤلف

❷ [إسناده حسن] السيرة لابن هشام: ٢/ ٦٨ ـ مجمع الزوائد: ٩/ ٤٠

❸ [إسناده صحيح لغيره] مضى برقم: ٤٠

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ)). ❶

رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی وقت سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تشریف لے آئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں، نبیوں اور رسولوں کے علاوہ اگلے پچھلے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔

130۔ ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

أَلَا إِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِالثَّالِثِ. ❷

سنو! یقیناً اس اُمت کے بہترین شخص، ان کے نبی ﷺ کے بعد، ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر تیسرے کا اللہ تعالیٰ کو بہتر علم ہے۔

131۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ عِلِّيِّينَ لَيَرَاهُمْ مَنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ وَأَنْعَمَا)). ❸

بلاشبہ (جنت میں) اونچے درجات والے لوگوں کو ان سے کم تر درجات کے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے اُفق پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہو، بلاشبہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ان (اونچے درجات والوں) میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

132۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، ثُمَّ أَهْلُ الْبَقِيعِ يُبْعَثُونَ مَعِي، ثُمَّ أَهْلُ مَكَّةَ، ثُمَّ أُحْشَرُ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ)). ❹

میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کو شق کیا جائے گا، پھر ابوبکر وعمر (کی قبروں) کو (کھولا جائے گا)، پھر اہل بقیع (یعنی بقیع میں دفن لوگوں کو) اٹھایا جائے گا، پھر اہل مکہ کو، پھر حرمین کے درمیان میرا حشر ہوگا۔

توضیح:...... اس حدیثِ مبارکہ میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا رسول اللہ ﷺ سے قرب اور ان کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔

133۔ ابوالجحاف داؤد بن ابوعوف بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا بُويِعَ أَبُو بَكْرٍ أَغْلَقَ بَابَهُ ثَلَاثًا، يَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ، أَقِيلُونِي بَيْعَتَكُمْ، كُلُّ ذَالِكَ يَقُولُ لَهُ عَلِيٌّ: لَا نُقِيلُكَ وَلَا نَسْتَقِيلُكَ، قَدَّمَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَمَنْ ذَا يُؤَخِّرُكَ؟. ❺

جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو انہوں نے تین دن تک (لوگوں سے کنارہ کش ہو کر) اپنا دروازہ بند کیے

---

❶ [إسناده ضعيف] السنة لابن أبي عاصم: ١٣٩ ❷ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٦/ ٣٤٥

❸ [إسناده ضعيف] السنة لابن أبي عاصم: ٣٩۔ وله شاهد في المعجم الكبير للطبراني: ٢/ ٢٨٤۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٥٤

❹ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦٢٢۔موارد الظمآن: ص ٥٣٩۔الجامع الصغير: ١/ ١٠٧

❺ [إسناده ضعيف جدًّا] كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: ٥/ ٦٥٧

رکھا، آپ فرماتے: تم مجھے اپنی بیعت سے دستبردار کردو۔ تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہر بار آپ کو یہی جواب دیتے کہ نہ تو ہم آپ کو یہ بیعت ختم کرنے دیں گے اور نہ ہی ہم آپ سے اس کا مطالبہ کریں گے، آپ کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے کھڑا کیا تھا تو پھر آپ کو پیچھے کون کرسکتا ہے؟

134۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ، فَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلٰكِنْ خَلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ، سُدُّوا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِي بَكْرٍ)). [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت کے دوران تشریف لائے، آپ نے اپنے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی، آپ منبر پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: یقیناً کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس نے ابوبکر بن ابوقحافہ سے بڑھ کر اپنی جان اور مال کی قربانیوں سے مجھ پر احسانات کیے ہوں، اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا، البتہ اسلام کا تعلق سب سے فضیلت والا ہے، ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی کھڑکی کو چھوڑ کر اس مسجد میں کھلنے والی تمام کھڑکیاں بند کردو۔

توضیح :...... جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رہائش گاہیں مسجد نبوی کے اردگرد تھیں، انہوں نے اپنے گھر سے مسجد میں ایک ایک چھوٹا سا دروازہ بنا رکھا تھا، جس کا مقصد مسجد میں بہ آسانی پہنچنا اور جماعت کے ساتھ با آسانی شریک ہونا تھا۔ پہلے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سبھی کو اس کی اجازت دیے رکھی لیکن پھر ان تمام کھڑکیوں (چھوٹے دروازوں) کو بند کرنے کا حکم دے دیا لیکن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت کے پیش نظر ان کے لیے اجازت برقرار رکھی اور ان کی کھڑکی کو بند نہیں کیا گیا۔

135۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے چلتے دیکھا تو فرمایا:

((يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، أَتَمْشِي أَمَامَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰى أَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ)). [1]

اے ابوالدرداء! کیا تم اس شخص سے آگے چل رہے ہو جو دنیا وآخرت میں تم سے بہتر ہے؟ نبیوں اور رسولوں کے بعد کوئی بھی شخص کہ جس پر سورج طلوع وغروب ہوتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ جو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے افضل ہو۔

توضیح :...... ''جس پر سورج طلوع وغروب ہوتا ہے'' سے مراد یہ ہے کہ دنیا بھر میں انبیاء ورُسل کے علاوہ کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ فضیلت کا حامل ہو۔

136۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ: يَا أَبَتِ مَنْ خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ، قَالَ: فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ: ثُمَّ مَنْ؟ فَيَقُولُ عُثْمَانُ، فَقُلْتُ: أَنْتَ يَا أَبَتِ؟ فَقَالَ: أَبُوكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. [2]

---

[1] [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٤٤ [2] [إسناده صحيح] تاريخ بغداد: ٣/ ٢٧٥

میں نے کہا: اے ابا جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت کی بہترین شخصیت کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے پوچھا: پھر کون؟ انہوں نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر مجھے یہ خدشہ ہوا کہ اگر اب میں نے پوچھا کہ پھر کون؟ تو آپ عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لے دیں گے۔ چنانچہ میں نے (اس طرح پوچھنے کی بہ جائے) کہا: اے ابا جان! پھر آپ؟ تو انہوں نے فرمایا: تمہارا باپ تو مسلمانوں میں سے عام شخص ہے۔

137 ۔ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا کہ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے چل رہا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِمَ تَمْشِي أَمَامَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ؟ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ خَيْرُ مَنْ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، أَوْ غَرَبَتْ)). ❶

تم اس شخص سے آگے کیوں چل رہے ہو جو تم سے بہتر ہے؟ یقیناً ابوبکر ہر اس شخص سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔

توضیح :...... یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دنیا کے ہر انسان سے بہتر ہیں۔

138 ۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَرَّ أَبُو بَكْرٍ عَلَى أَبِي جَهْلٍ وَهُوَ يُعَذِّبُ بِلَالًا، وَهُوَ يَقُولُ لَهُ: ارْتَدَّ، وَبِلَالٌ يَقُولُ: لَا أَحَدَ إِلَّا إِيَّاهُ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ لِأَبِي بَكْرٍ: أَلَا تَشْتَرِي مِنِّي أَخَاكَ؟ قَالَ: بِكَمْ؟ قَالَ: بِكَذَا وَكَذَا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِذَا قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَدْ جَازَ لِي؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَدْ أَخَذْتُهُ، ثُمَّ قَالَ لِبِلَالٍ: اذْهَبْ فَإِنَّكَ لِمَنْ أَسْلَمْتَ لَهُ، فَبَلَغَ أَبَا بَكْرٍ أَنَّ بِلَالًا يَقُولُ: وَاللّٰهِ لَا أُؤَذِّنُ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا كَانَ لِبِلَالٍ أَنْ يَقُولَ ذَاكَ. فَجَاءَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ أَعْتَقْتَنِي لِأَكُونَ مَعَكَ لَزِمْتُكَ، وَإِنْ كُنْتَ أَعْتَقْتَنِي لِلّٰهِ فَخَلِّنِي وَمَنْ أَعْتَقْتَنِي لَهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلْ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ابوجہل کے پاس سے گزرے اور وہ بلال رضی اللہ عنہ پر تشدد کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اسلام کو چھوڑ دے۔ لیکن بلال رضی اللہ عنہ یہ جواب دے رہے تھے کہ اس (اللہ) کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہے۔ پھر ابوجہل نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم مجھ سے اپنے بھائی کو نہیں خریدو گے؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کتنے میں؟ تو اس نے کہا: اتنی قیمت میں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں (خریدنے کی) حامی بھرلوں گا تو مجھے (اس کو اپنے ساتھ لے جانے کی) اجازت ہوگی؟ تو اس نے کہا: ہاں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کو خریدنے کے لیے تیار ہوں۔ پھر انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ (کو خرید لیا اور ان) سے فرمایا: جاؤ، تم اس ذات کے لیے (آزاد) ہو جس کے لیے تم نے اسلام قبول کیا ہے۔ پھر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پتا چلا کہ بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے اذان نہیں دوں گا، تو انہوں نے فرمایا: بلال کے یہ لائق نہیں ہے کہ وہ ایسے

---

❶ [إسناده ضعيف] السنة لابن أبي عاصم: ١١٩

❷ [إسناده ضعيف جدًا] المعجم الكبير للطبراني: ١/ ٣١٩۔الحلية لأبي نعيم: ١/ ١٥٠

کہیں۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اگر تو آپ نے مجھے اس لیے آزاد کیا تھا کہ میں آپ کے ساتھ رہوں، تو میں آپ کے ساتھ ہی چمٹا رہوں گا لیکن اگر آپ نے مجھے اللہ کے لیے آزاد کیا تھا تو پھر مجھے اور اس کو چھوڑ دو جس کے لیے مجھے آپ نے آزاد کیا تھا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (میں نے اپنے لیے نہیں بلکہ اللہ عزوجل کے لیے (ہی تمہیں آزاد کیا تھا)۔

139 ۔ ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو تمہاری ان سیڑھیوں پر باآوازِ بلند یہ فرماتے سنا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، وَالثَّانِي عُمَرُ، وَلَوْ شِئْتُ لَسَمَّيْتُ الثَّالِثَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ. ❶

کیا میں تمہیں اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت کی بہترین شخصیت کا نہ بتلاؤں؟ وہ ابوبکر ہیں، اور دوسرے عمر ہیں۔ اور اگر میں تیسرے شخص کا نام بتانا چاہوں تو بتا سکتا ہوں۔ رضی اللہ عنہم۔

140 ۔ ابوبردہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے تو فرمایا:

((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ))، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ، فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَإِنَّكُنَّ صُوَيْحِبَاتُ يُوسُفَ))، فَأَمَّ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ. ❷

ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! یقیناً ابوبکر (رضی اللہ عنہ) بہت نرم دِل شخص ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، یقیناً تم یوسف کے ساتھ والیاں ہو۔ چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی امامت کرائی، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہی تھے۔

توضیح:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ کہنے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت نرم دِل شخص ہیں، کا مطلب یہ تھا کہ ان میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ آپ کے مصلیٰ امامت پر کھڑے ہو سکیں، وہ رو پڑیں گے۔ جیسا کہ دیگر روایات میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

141 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ: ((يَا عَلِيُّ، هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَشَبَابِهَا بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ)). ❸

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تشریف لے آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! یہ دونوں، نبیوں اور رسولوں کے بعد تمام عمر رسیدہ اور نوجوان جنتیوں کے سردار ہوں گے۔

142 ۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللّٰهُ بِمَا شَاءَ مِنْهُ، فَإِذَا حَدَّثَنِي بِهِ غَيْرِي اسْتَحْلَفْتُهُ، فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَنِي، وَصَدَقَ أَبُو

❶ [إسناده ضعيف جدًا] راجع برقم: ٤٠، ٤٥

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٢/ ١٦٤۔صحيح مسلم: ١/ ٣١٦۔مسند أحمد: ٥/ ٣٦١

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٨٠

بَكْرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، فَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ)). ❶

جب میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تھا تو اللہ تعالیٰ مجھے اس حدیث سے اس قدر نفع دیتا جس قدر وہ چاہتا، لیکن جب میرے علاوہ کوئی اور اس حدیث کو بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا تھا (کہ کیا واقعی تم نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟) سو اگر وہ مجھے قسم دے دیتا تو میں اس کی تصدیق کر دیتا تھا، اور بلاشبہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا اور ابوبکر سچ ہی کہتے ہیں، یقیناً انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: جو بھی شخص کوئی گناہ کرتا ہے، پھر وہ اچھی طرح وضوء کرتا ہے، پھر وہ دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے۔

توضیح:...... ''ابوبکر سچ ہی کہتے ہیں'' سے مراد یہ ہے کہ میں ان سے دوسروں کی طرح قسم نہیں لیتا کیونکہ وہ سچے شخص ہیں، ہمیشہ سچی بات ہی کہتے ہیں، ان سے قسم لینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

143۔ جعفر بن محمد بن علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَرِءَ اللّٰهُ مِمَّنْ تَبَرَّأَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ. ❷

اس شخص سے اللہ تعالیٰ بھی برأت کا اعلان کر دیتا ہے جو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے لاتعلق ہو جاتا ہے۔

144۔ کثیر النواء بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی رحمہ اللہ سے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

تَوَلَّهُمَا، فَمَا كَانَ فِي ذَالِكَ فَهُوَ فِي عُنُقِي. ❸

ان کو دوست بنا لے، اور اس سلسلے میں جو کچھ بھی ہوگا وہ میری گردن پر ہوگا۔

توضیح:...... یعنی اگر ان کی دوستی کی وجہ سے تجھے کوئی اذیت یا نقصان پہنچے گا تو اس کا ذمہ دار میں ہوں گا۔

145۔ کثیر النواء ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے زید بن علی رحمہ اللہ سے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

تَوَلَّهُمَا، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ تَقُولُ فِيمَنْ يَتَبَرَّأُ مِنْهُمَا؟ قَالَ: أَبْرَأُ مِنْهُ حَتّٰى يَتُوبَ. ❹

ان کو دوست بنا لے۔ میں نے کہا: آپ کی ایسے شخص کے متعلق کیا رائے ہے جو ان پر تبرّا کرتا ہے (یعنی ان کے متعلق نازیبا الفاظ بولتا ہے)؟ تو انہوں نے فرمایا: میں اس سے تب تک لاتعلق رہوں گا جب تک وہ توبہ نہیں کر لیتا۔

146۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَنَزَلُوا رُفَقَاءَ، رُفْقَةٌ مَعَ فُلَانٍ، وَرُفْقَةٌ مَعَ فُلَانٍ، قَالَ: فَنَزَلْتُ فِي رُفْقَةِ أَبِي بَكْرٍ، وَكَانَ مَعَنَا أَعْرَابِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَنَزَلْنَا

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٢۔ سنن أبي داود: ٢/ ٨٦۔ سنن الترمذي: ٢/ ٢٥٧۔ مسند الحميدي: ١/ ٤

❷ [إسناده صحيح] فضائل الصحابة للدارقطني: ١/ ٢٣ ❸ [إسناده ضعيف] فضائل الصحابة للدارقطني: ١/ ١٨

❹ [إسناده ضعيف] تفرّد به المؤلف

بِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَعْرَابِ وَفِيهِمُ امْرَأَةٌ حَامِلٌ، فَقَالَ لَهَا الْأَعْرَابِيُّ: إِنِّي لَأُبَشِّرُكِ أَنْ تَلِدِي غُلَامًا إِنْ أَعْطَيْتِنِي شَاةً، وَلَدَتْ غُلَامًا، فَأَعْطَتْهُ شَاةً، وَسَجَعَ لَهَا أَسَاجِيعَ، قَالَ: فَذَبَحَ الشَّاةَ، فَلَمَّا جَلَسُوا الْقَوْمُ يَأْكُلُونَ قَالَ رَجُلٌ: أَتَدْرُونَ مَا هٰذِهِ الشَّاةُ؟ فَأَخْبَرَهُمْ، قَالَ: فَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ مُتَبَرِّزًا مُسْتَنْبِلًا يَتَقَيَّأُ. ❶

وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر پر روانہ ہوئے، پھر (ایک جگہ) مختلف ٹولیوں کی صورت میں پڑاؤ کیا، ایک ٹولی فلاں کی تھی، ایک ٹولی فلاں کی تھی۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ٹولی میں تھا۔ ہمارے ساتھ دیہات سے آنے والا ایک اعرابی بھی تھا۔ ہم اعراب کے ایک ایسے گھرانے میں ٹھہرے کہ جس میں ایک حاملہ عورت تھی، تو اعرابی نے اس سے کہا: اگر تم مجھے ایک بکری دے دو تو میں تمہیں بچے کی خوشخبری سناؤں گا۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اس عورت کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی اور اس نے اعرابی کو بکری دے دی۔ اعرابی نے اس عورت کو مسجع کلمات کہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر اس نے بکری ذبح کر لی۔ جب لوگ بیٹھ کر کھانے لگے تو ایک آدمی نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ بکری کیسی ہے؟ پھر اس نے انہیں بتلایا (کہ یہ کیسے حاصل کی ہے)۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ خالی جگہ میں جا کر اپنے حلق میں انگلیاں ڈال کر قے کر رہے تھے۔

توضیح:...... مسجع کلمات سے مراد ایک ہی وزن اور ایک ہی قافیہ کے کلمات، جیسا کہ اشعار ہوتے ہیں۔ اس روایت میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کمالِ تقویٰ و پرہیز گاری بیان ہوا ہے، کیونکہ انہوں نے وہ بکری ناجائز طریقے سے حاصل کی تھی، چنانچہ جب آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے حرام گوشت کو اپنے پیٹ میں رکھنا بھی گوارا نہ کیا اور حلق میں اُنگلی مار کر باہر نکال دیا۔

147۔ میمون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: امْدُدْ يَدَكَ نُبَايِعْكَ، قَالَ: عَلَامَ تُبَايِعُونِي؟ فَوَاللّٰهِ مَا أَنَا بِأَتْقَاكُمْ وَلَا أَقْوَاكُمْ، أَتْقَانَا سَالِمٌ، يَعْنِي: مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأَقْوَانَا عُمَرُ، قَالَ: امْدُدْ يَدَكَ ﴿إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ [التوبة:٤٠]، قَالَ: فَبَايَعُوهُ وَجَعَلُوا لَهُ أَلْفَيْ دِرْهَمٍ، قَالَ: زِيدُونِي، إِنَّكُمْ قَدْ مَنَعْتُمُونِي مِنَ التِّجَارَةِ وَلِي عِيَالٌ، فَزَادُوهُ خَمْسَ مِائَةِ دِرْهَمٍ، وَجَعَلُوا لَهُ شَاةً كُلَّ يَوْمٍ يُطْعِمُهَا الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: طَيِّبُوا لِأَهْلِي رَأْسَهَا وَأَكَارِعَهَا، فَفَعَلُوا. ❷

عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اپنا ہاتھ پھیلایئے؛ ہم آپ سے بیعت کریں۔ تو انہوں نے فرمایا: کس بات پر تم میری بیعت کرو گے؟ اللہ کی قسم! نہ تو میں تم سے زیادہ تقویٰ والا ہوں اور نہ ہی تم سے زیادہ طاقت ور ہوں۔ ہم میں سب سے زیادہ تقویٰ والے سالم رضی اللہ عنہ ہیں، یعنی ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام، اور ہم میں سب سے طاقت ور عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے کہا: اپنا ہاتھ پھیلایئے (کیونکہ آپ کا ذکر تو اللہ نے قرآن میں کیا ہے:) ﴿إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ ''جب وہ دونوں (یعنی نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) غار میں تھے اور نبی اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔''

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ٥١ـ الحلية لأبي نعيم: ١/ ٣١ ❷ [إسناده حسن] الطبقات لابن سعد: ٣/ ١٨٥

راوی کہتے ہیں کہ پھر لوگوں نے ان سے بیعت کی اور دو ہزار درہم ان کا وظیفہ مقرر کیا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا وظیفہ بڑھاؤ، کیونکہ تم نے مجھے تجارت سے بھی روک دیا ہے (تاکہ میں اپنی تمام تر توجہ امورِ خلافت کو نمٹانے پر مرکوز کرسکوں) اور میرے بیوی بچے بھی ہیں (لہٰذا میرا اس سے گزر بسر نہیں ہوگا)۔ چنانچہ انہوں نے پانچ سو درہم بڑھا دیے اور ان کے لیے روزانہ ایک بکری کا ہدیہ بھی مقرر کر دیا جسے وہ مسلمانوں کو کھلائیں۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا سر اور پائے میرے اہل خانہ کے لیے رکھ لینا۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

148 ۔ عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلِيَنَا أَبُو بَكْرٍ فَمَا وَلِيَنَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ مِثْلُهُ . [1]

ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے حکمران بنے اور لوگوں میں سے کوئی بھی ان جیسا ہمارا حکمران نہیں بنا۔

149 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنِّي رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ أَنْزِعُ بِدَلْوٍ ، ثُمَّ أَخَذَهَا أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ ، فِيهِمَا ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَرْحَمُهُ ، ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ ، فَإِنْ بَرِحَ يَنْزِعُ حَتَّى اسْتَحَالَتْ غَرْبًا ، ثُمَّ ضُرِبَتْ بِعَطَنٍ ، فَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَزْعِ عَبْقَرِيٍّ أَحْسَنَ مِنْ نَزْعِ عُمَرَ)) . [2]

میں نے (خواب میں) اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا، میں نے (اس سے) ایک ڈول پانی نکالا، پھر اسے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے پکڑ لیا، انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے، وہ دونوں ڈول نکالنے میں کچھ کمزوری سی تھی، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) نے ڈول کو پکڑ لیا، پھر وہ برابر پانی نکالتے رہے، یہاں تک کہ وہ ڈول بڑا ہو گیا، پھر تمام لوگ سیراب ہو گئے۔ میں نے کوئی ایسا زور آور شخص نہیں دیکھا جو عمر (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ اچھے طریقے سے پانی نکالتا ہو۔

150 ۔ امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان میرے احاطۂ علم میں آیا کہ:

((رَأَيْتُ كَأَنِّي أَنْزِعُ عَلَى غَنَمٍ سُودٍ ، فَخَالَطَهَا غَنَمٌ عُفْرٌ ، فَأَوَّلْتُ السُّودَ الْعَرَبَ ، وَالْعُفْرَ مَنْ خَالَطَهُمْ مِنْ إِخْوَانِهِمْ مِنَ الْعَجَمِ)) ، قَالَ: ((فَبَيْنَمَا أَنَا كَذَالِكَ ، إِذْ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ ، وَهُوَ ضَعِيفٌ ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَأَخَذَ الدَّلْوَ ، فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا ، فَمَلَأَ الْحِيَاضَ ، وَأَرْوَى الْوَارِدَةَ ، وَمَا رَأَيْتُ مِنْ عَبْقَرِيٍّ يَفْرِي فَرْيَ عُمَرَ)) . [3]

میں نے (خواب میں) دیکھا کہ جیسے میں سیاہ رنگ کی بکریوں کو ہانک رہا ہوں، پھر ان میں مٹیالے رنگ کی بکریاں شامل ہو گئیں۔ میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ سیاہ رنگ کی بکریوں سے مراد عرب ہیں اور مٹیالے رنگ والیوں سے مراد عرب کے وہ عجمی بھائی ہیں جو ان میں شامل ہو گئے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں (خواب میں) اسی کیفیت میں تھا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) آ گئے، انہوں نے ڈول پکڑا اور (کنویں سے) ایک یا دو ڈول

---

[1] [إسناده صحيح] الأم للشافعي: ١/ ١٦٣ ـ معجم الصحابة للبغوي: ٣٢٦

[2] [إسناده حسن] صحيح البخاري: ١٢/ ٤١٤ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٦٠ ـ مسند أحمد: ٢/ ٣٦٨ ـ سنن الترمذي: ٤/ ٥٤١

[3] [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٥/ ٤٥٥

پانی نکالا، وہ کمزور (حالت میں پانی نکال رہے) تھے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) آئے اور انہوں نے ڈول پکڑ لیا تو وہ ڈول بڑا ہو گیا، پھر انہوں نے حوضوں کو بھی بھر دیا اور وہاں آنے والے (لوگوں اور جانوروں) کو بھی سیراب کر دیا۔ میں نے کوئی ایسا زورآور شخص نہیں دیکھا جو عمر (رضی اللہ عنہ) کی طرح پانی نکالتا ہو۔

151۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ يَمِينِهِ وَعُمَرُ عَنْ يَسَارِهِ، فَقَالَ: ((هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). ❶

رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے، آپ کے دائیں جانب ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور آپ کے بائیں جانب عمر رضی اللہ عنہ تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز ہمیں اسی طرح اٹھایا جائے گا۔

152۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ، وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا)). ❷

ہر نبی کے لیے دو وزیر اہل آسمان میں سے اور دو وزیر اہل زمین میں سے ہوتے ہیں، لہٰذا اہل آسمان میں سے میرے جو دو وزیر ہیں وہ جبرائیل اور میکائیل (علیہما السلام) ہیں اور اہل زمین میں سے جو میرے دو وزیر ہیں وہ ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔

153۔ ابوالجحاف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانَ لَهُ وَزِيرَانِ))، فَذَكَرَ مِثْلَهُ. ❸

اللہ تعالیٰ نے جس بھی نبی کو مبعوث فرمایا اس کے دو وزیر ہوتے تھے۔ پھر انہوں نے اسی (گزشتہ حدیث) کے مثل ہی بیان کیا۔

154۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَهُوَ عَاصِبٌ رَأْسَهُ، قَالَ: فَاتَّبَعْتُهُ حَتَّى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: ((إِنِّي السَّاعَةَ لَقَائِمٌ عَلَى الْحَوْضِ))، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ عَبْدًا عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا، فَاخْتَارَ الْآخِرَةَ))، فَلَمْ يَفْطِنْ لَهَا أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، بَلْ نَفْدِيكَ بِأَمْوَالِنَا وَأَنْفُسِنَا وَأَوْلَادِنَا، قَالَ: ثُمَّ هَبَطَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِنْبَرِ، فَمَا رُئِيَ عَلَيْهِ حَتَّى السَّاعَةِ. ❹

رسول اللہ ﷺ اپنی اس مرض کی حالت میں ہمارے پاس تشریف لائے جس میں آپ وفات پا گئے تھے، آپ نے اپنے سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آیا، یہاں تک

❶ [إسناده ضعيف] مضى الحديث برقم: ٧٧ ❷ [إسناده ضعيف جدًا] سنن الترمذي: ٥/ ٦١٦

❸ [إسناده ضعيف جدًا] راجع الحديث السابق ❹ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٧/ ٣٧٣

کہ آپ منبر پر جلوہ افروز ہو گئے اور فرمایا: یقیناً میں اس وقت حوض پر کھڑا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ بندے کو (یعنی آپ ﷺ کو) دنیا اور اس کی زینت کی پیشکش کی گئی لیکن اس نے آخرت کو منتخب کیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا لوگوں میں سے کوئی بھی شخص اس بات کو سمجھ نہ پایا، چنانچہ انہوں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! بلکہ ہم سب اپنے اموال، اپنی جانیں اور اپنی اولاد آپ پر قربان کر دیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے اُتر آئے اور آج تک دوبارہ منبر پر دِکھائی نہیں دیے۔

توضیح :...... نبی ﷺ نے یہ فرما کر کہ "بندے کو دنیا اور اس کی زینت کی پیشکش کی گئی لیکن اس نے آخرت کو منتخب کیا" اپنی رحلت کا اشارہ فرمایا تھا، جسے اور کوئی بھی نہ سمجھ سکا لیکن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی فراست کے باعث سمجھ گئے اور جدائی کے غم سے عرض کیا کہ حضور! ہم اپنا سب کچھ آپ پر فدا کر دیں گے، مگر خدا کرے کہ آپ کو کبھی کچھ نہ ہو۔

155 ۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى كُلِّ خِلٍّ مِنْ خِلِّهِ، وَلَوِ اتَّخَذْتُ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، إِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ)). ❶

آگاہ رہو! یقیناً میں ہر دوست کی دوستی سے مستغنی ہوں، البتہ اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا، بلاشبہ تمہارے صاحب اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔

توضیح :...... خُلت محبت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے اور خلیل اس دوست کو کہتے ہیں جس سے قلبی تعلق ہو اور اس پر جان نچھاور کی جاسکتی ہو۔ تمہارے صاحب سے مراد خود نبی کریم ﷺ ہیں، جیسا کہ ایک اور حدیث میں اسی بات کی وضاحت یوں مذکور ہے: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا ہے جس طرح اس نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔ (صحیح مسلم: ٥٣٢)

156 ۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا أَحَدًا خَلِيلًا اتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ خَلِيلًا)). ❷

اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابن ابی قحافہ (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔

157 ۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَبْرَأُ إِلَى كُلِّ خَلِيلٍ مِنْ خِلِّهِ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ خَلِيلًا، وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ)). ❸

میں ہر دوست کی دوستی سے مستغنی ہوں، البتہ اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا، بلاشبہ تمہارے صاحب اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔

158 ۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ)). ❹

---

❶ [إسناده صحيح] مضى الحديث برقم: ٦٩
❷ [إسناده صحيح لغيره] مسند أحمد: ٦/ ٤٢٣
❸ [إسناده صحيح] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٢٨
❹ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٤/ ١٨٥٥ ـ مسند أحمد: ٧/ ٢٠٤

اگر میں کوئی خلیل بناتا تو ابن ابی قحافہ کو بناتا۔

159 ۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ)). ❶

اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔

160 ۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ)). ❷

اگر میں کوئی خلیل بناتا تو ابن ابی قحافہ کو بناتا۔

161 ۔ امام ضحاک رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [التحريم:٤] (نیک اہل ایمان) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مومنوں میں سے بہترین لوگ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ ❸

162 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِي أُفُقٍ مِنْ آفَاقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا)). ❹

بلاشبہ (جنت میں) اونچے درجات والے لوگوں کو ان سے نچلے درجات کے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے اُفق پر طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو، بلاشبہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ان (اونچے درجات والوں) میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

163 ۔ ایک اور سند کے ساتھ گزشتہ حدیث کے مثل ہی منقول ہے۔ ❺

164 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ فِي أُفُقٍ مِنْ آفَاقِ السَّمَاءِ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا)). ❻

بلاشبہ (جنت میں) بلند و بالا درجات کے حامل لوگوں کو ان سے نچلے درجات کے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے اُفق پر ستارے کو دیکھتے ہو، اور یقیناً ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ان (اونچے درجات والوں) میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

165 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَرَوْنَ أَهْلَ عِلِّيِّينَ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا)). ❼

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٧/ ٤١٧ ـ مسند أبي داؤد الطيالسي: ١/ ٢٤٧

❷ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٣/ ١٨٥٥

❸ [إسناده صحيح] الدر المنثور: ٦/ ٢٤٣

❹ [إسناده ضعيف] مضى الحديث برقم: ١٣١

❺ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٧/ ٣٤٩

❻ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦٠٧ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٣٧

❼ [إسناده ضعيف] مسند الحميدي: ٢/ ٢٠ ـ مسند أحمد: ١٧/ ٣٠١ ـ سنن الدارمي: ٣/ ١٨٧

بلاشبہ (عام) جنتی لوگ اونچے درجے کے جنتیوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے اُفق پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہو، اور یقیناً ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ان (اونچے درجات والوں) میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

166 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((إِنَّ أَهْـلَ الـدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ ، كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الطَّالِعَ فِي الْأُفُقِ مِنْ آفَاقِ السَّمَاءِ ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ ، وَأَنْعَمَا)) . ❶
یقیناً بلند و بالا درجات والوں کو ان سے کم تر درجے والے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے اُفق پر طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو، بلاشبہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ان (بلند و بالا درجے والوں) میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

167 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((إِنَّ أَهْلَ عِلِّيِّينَ لَيَرَاهُمْ مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُمْ كَمَا يُرَى الْكَوْكَبُ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ ، وَأَنْعَمَا)) . ❷
بلاشبہ عالی درجات کے حامل لوگوں کو ان سے کم تر درجات کے حامل لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح کہ آسمان کے اُفق پر چمکدار ستارے کو دیکھا جاتا ہے، اور یقیناً ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

168 ۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((إِنَّ أَهْـلَ الـدَّرَجَـاتِ الْـعُـلٰـى لَيَرَاهُمْ مَنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ ، وَأَنْعَمَا)) . ❸
یقیناً (جنت میں) اونچے درجات والے لوگوں کو ان سے کم تر درجات کے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے اُفق پر روشن ستارے کو دیکھتے ہو، اور بلاشبہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

169 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((إِنَّ أَهْـلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ ، وَأَنْعَمَا)) . ❹
بلاشبہ بلند و بالا درجات والوں کو ان سے کم تر درجات والے جنتی لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم روشن ستارے کو دیکھتے ہو، یقیناً ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

---

❶ [إسناده ضعيف] السنة لابن أبي عاصم: ١٣٩　❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١٨/ ٤٧
❸ [إسناده ضعيف] راجع برقم: ١٣١
❹ [إسناده ضعيف جدًا] سنن الترمذي: ٥/ ٦٠٧ـ مسند أبي يعلى الموصلي: ٢/ ٤٧٣

170۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللّٰهِ، وَأَهْلَ بَيْتِي)). ❶

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں؛ تم جب تک مضبوطی کے ساتھ ان سے منسلک رہو گے تب تک ہرگز گمراہ نہیں ہو گے: اللہ کی کتاب (یعنی قرآن کریم) اور میرے اہل بیت۔

171۔ ابوالجحاف بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے کہا:

مَا مَرَرْتُ بِدَارِ الْقَصَّارِينَ إِلَّا ذَكَرْتُ يَوْمَ الْجَمَاجِمِ. ❷

میں جب بھی دھوبیوں کے گھر کے پاس سے گزرتا ہوں تو مجھے کھوپڑیوں کا دِن یاد آ جاتا ہے۔

توضیح:...... کھوپڑیوں کے دِن سے مراد جنگ جمل کا دن ہے۔

172۔ ابوالبختری بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّمَا هُوَ حُبٌّ وَبُغْضٌ، وَرِضًى وَسُخْطٌ. ❸

یہ (دِن) تو بس محبت و نفرت اور رضامندی و ناراضی کا تھا۔

توضیح:...... اس دِن سے مراد ''جنگ جمل'' کا دِن ہے۔

173۔ عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِي الِاحْتِلَامِ. ❹

احتلام کے مسئلے میں پانی، پانی سے ہے۔

توضیح:...... ''پانی، پانی سے ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ احتلام ہونے کی صورت میں جب مادہ منویہ دِکھائی دے تو غسل واجب ہو جاتا ہے، لیکن اگر یہ مادہ دکھائی نہ دے تو صرف شک کی بنیاد پر غسل کا وجوب نہیں ہوتا۔

174۔ عکرمہ رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

إِذَا رَأَى الرَّجُلُ كَأَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ وَلَمْ يَرَ مَاءً فَلَا يَغْتَسِلْ. ❺

جب آدمی دیکھے کہ اس کو احتلام کی کیفیت لگ رہی ہے، لیکن اسے پانی (مادہ منویہ) دِکھائی نہ دے تو وہ غسل نہ کرے۔

توضیح:...... متذکرہ بالا دونوں روایات سے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی فقاہت بیان کرنا مقصود ہے۔

175۔ ابوبشیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ رَجُلًا يَقُولُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، فَقَالَ: كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ. ❻

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پڑھتے سنا تو فرمایا: یہ کلمات جنت کے خزانوں

❶ [إسناده ضعيف جدًا] مسند أحمد: ٣/ ٥٩۔سنن الترمذي: ٥/ ٦٦٣۔المستدرك للحاكم: ٣/ ١١٠۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٦٣۔المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٢٠٠

❷ [إسناده ضعيف جدًا] السنة لأبي بكر بن الخلال: ٢/ ٤٦٧

❸ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٦/ ٣٩٤ ❹ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ١/ ١٨٦

❺ [إسناده ضعيف جدًا] ذكره الشاكر في التعليق على الترمذي: ١/ ١٩٠

❻ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٥/ ١٥٦۔موارد الظمآن: ٥٨١۔مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٩٨۔المستدرك للحاكم: ١/ ٥١٧

میں سے خزانہ ہیں۔

176 ۔ سالم بن ابوحفصہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر اور جعفر رحمہما اللہ سے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا تو ان دونوں نے فرمایا:

يَا سَالِمُ، تَوَلَّهُمَا وَابْرَأْ مِنْ عَدُوِّهِمَا، فَإِنَّهُمَا كَانَا إِمَامَيْ هُدًى، قَالَ: وَقَالَ لِي جَعْفَرٌ: يَا سَالِمُ، أَبُو بَكْرٍ جَدِّي، أَيَسُبُّ الرَّجُلُ جَدَّهُ؟ قَالَ: وَقَالَ: لَا نَالَتْنِي شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَتَوَلَّاهُمَا وَأَبْرَأُ مِنْ عَدُوِّهِمَا. ❶

اے سالم! ان دونوں سے دوستی رکھ اور ان کے دشمن سے اعلانِ برأت کر، کیونکہ یقیناً وہ دونوں ہدایت کے امام تھے۔ اور جعفر رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے دادا ہیں، کیا آدمی اپنے دادا کو گالی دے سکتا ہے؟ اور انہوں نے (مزید) فرمایا: اگر میں ان دونوں سے دوستی نہیں رکھوں گا اور ان کے دشمن سے اعلانِ برأت نہیں کروں گا تو روزِ قیامت مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔

177 ۔ سیدنا ابوصالح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ عَلَى الْمَوْسِمِ، فَلَمَّا سَارَ بَعَثَ عَلِيًّا فِي أَثَرِهِ بِآيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ بَرَاءَةَ، فَرَجَعَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا لِي؟ قَالَ: ((خَيْرٌ، أَنْتَ صَاحِبِي فِي الْغَارِ، وَصَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ))، قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: رَضِيتُ. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر بنا کر بھیجا۔ جب وہ روانہ ہو گئے تو ان کے پیچھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سورۃ توبہ کی ابتدائی آیات دے کر بھیجا۔ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ واپس آئے تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کیا ہوا تھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھے ہو، آپ غار میں بھی میرے ساتھی تھے اور حوضِ کوثر پر بھی میرے ساتھی ہوگے۔ تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں راضی ہو گیا ہوں۔

178 ۔ ابوسریحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

أَلَا إِنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ أَوَّاهًا مُنِيبَ الْقَلْبِ، أَلَا وَإِنَّ عُمَرَ نَاصَحَ اللّٰهَ فَنَصَحَهُ. ❸

سنو! یقیناً ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت نرم دِل اور خدا کی طرف رجوع کرنے والے تھے، اور بلاشبہ عمر رضی اللہ عنہ نے سچے دِل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے ساتھ خیرخواہی کی۔

توضیح:...... اللہ تعالیٰ کے خیرخواہی کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی۔

179 ۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَنْظُرُ، وَقَالَ مَرَّةً: نَظَرَ، إِلَى قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا

---

❶ [إسناده حسن] فضائل الصحابة للدارقطني: ١/ ١٨

❷ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٢٧٥ ـ زيادات المسند: ١/ ١٥١ ـ فتح الباري لابن حجر: ٨/ ٣١٨

❸ [إسناده ضعيف] مضى الحديث برقم: ١١٢

تَحْتَ قَدَمَيْهِ؟ قَالَ: فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ ، مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟)) . ❶

جب ہم غار میں تھے تو میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: اگر ان (دشمنوں) میں سے کسی نے اپنے قدموں کی طرف دیکھ لیا تو لازماً اس کی اپنے قدموں کے نیچے (کی طرف) ہم پر بھی نظر پڑ سکتی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! ان دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ جن کا تیسرا ساتھی اللہ تعالیٰ ہو؟

توضیح:...... یعنی مجھے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کا ساتھ حاصل ہے، اس لیے کوئی بھی دشمن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اسی بات کا ذکر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے: ﴿إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ [التوبة: ٤٠] ”جب وہ دونوں غار میں تھے اور جب نبی ﷺ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔“

180 ۔ سیدنا عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ، إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ)) . ❷

یہ دونوں، نبیوں اور رسولوں کے علاوہ اگلے پچھلے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔

181 ۔ ابن ابوملیکہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ غَدِيرًا فَفَرَّقَهُمْ فِرْقَتَيْنِ ، ثُمَّ قَالَ: ((لِيَسْبَحْ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ إِلَى صَاحِبِهِ ، فَسَبَحَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ إِلَى صَاحِبِهِ ، حَتَّى بَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ، فَسَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ حَتَّى احْتَضَنَهُ ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ ، وَلٰكِنَّهُ صَاحِبِي كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ)) . ❸

نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ ایک چھوٹی سی نہر (یا کچے تالاب) میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو دو جماعتوں میں تقسیم کر دیا، پھر فرمایا: تم میں سے ہر شخص اپنے ساتھی کے ساتھ مل کر تیراکی کرے۔ تو صحابہ میں سے ہر شخص اپنے ساتھی کے ساتھ تیراکی کرنے لگا، یہاں تک کہ نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے، تو نبی ﷺ نے ان کے ساتھ تیراکی کی، یہاں تک کہ ان کو بغل میں لے لیا، پھر فرمایا: اگر میں اس اُمت میں سے کسی کو خلیل (دِلی دوست) بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن یہ میرے ساتھی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

توضیح:...... آخری الفاظ اس آیت کی طرف اشارہ ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کا ساتھی قرار دیا ہے: ﴿إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ [التوبة: ٤٠] ”جب نبی ﷺ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔“

182 ۔ ابن ابوملیکہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مَعَهُ أَبُو بَكْرٍ ، فَأَخَذَا طَرِيقَ ثَوْرٍ ، فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يَمْشِي خَلْفَهُ وَيَمْشِي أَمَامَهُ قَالَ: فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا لَكَ؟)) قَالَ:

❶ [إسناده صحيح] مضى الحديث برقم: ٢٣ ❷ [إسناده ضعيف] مضى الحديث برقم: ٩٣

❸ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٤٤ ـ الصواعق المحرقة للهيثمي: ص ٧٣

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَخَافُ أَنْ تُؤْتَى مِنْ خَلْفِكَ فَأَتَأَخَّرُ، وَأَخَافُ أَنْ تُؤْتَى مِنْ أَمَامِكَ فَأَتَقَدَّمُ، قَالَ: فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى الْغَارِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَقُمَّهُ، قَالَ نَافِعٌ: فَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَأَى جُحْرًا فَأَلْقَمَهَا قَدَمَهُ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنْ كَانَتْ لَسْعَةٌ أَوْ لَدْغَةٌ كَانَتْ بِي. [1]

جب نبی ﷺ ہجرت کے لیے نکلے اور آپ کے ساتھ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، آپ دونوں غار ثور کی راہ پر چل پڑے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کبھی آپ کے پیچھے چلنے لگتے اور کبھی آپ کے آگے چلنے لگتے۔ نبی ﷺ نے ان سے استفسار فرمایا: کیا بات ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب مجھے یہ ڈر لگتا ہے کہ آپ کو پیچھے سے نہ کوئی آ لے تو میں پیچھے چلنے لگتا ہوں اور جب مجھے یہ خدشہ لاحق ہوتا ہے کہ کوئی آگے سے آپ کو نہ آ لے تو میں آگے آ جاتا ہوں۔ پھر جب آپ دونوں غار میں پہنچ گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ یہیں ٹھہریے، میں غار کی صفائی کر لوں۔ ابن ابی مُلیکہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غار میں ایک سوراخ دیکھا تو اس پر اپنا پاؤں رکھ کر اسے بند کر دیا، اور فرمایا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی (موذی چیز) کاٹ لے یا ڈس لے تو مجھے ہی ڈسے (یعنی آپ کو کچھ نہ ہو)۔

183 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک روز نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

((بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً إِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا، فَقَالَتْ: إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا، إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحِرَاثَةِ، فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ))، قَالَ: ((فَإِنِّي أُومِنُ بِهٰذَا، أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ))، وَمَا هُمَا ثَمَّ، ((وَبَيْنَا رَجُلٌ فِي غَنَمِهِ إِذْ عَدَا عَلَيْهَا الذِّئْبُ فَأَخَذَ شَاةً مِنْهَا، فَطَلَبَهُ فَأَدْرَكَهُ فَاسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ، قَالَ: يَا هٰذَا، اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّي، فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ، يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي؟ فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ))، قَالَ: ((فَإِنِّي أُومِنُ بِذَالِكَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ))، وَمَا هُمَا ثَمَّ. [2]

ایک شخص گائے کو ہانکنے لیے جا رہا تھا، پھر وہ اس پر سوار ہو گیا اور اسے مارنے لگا، تو اس گائے نے کہا: ہم جانور سواری کرنے کے لیے پیدا نہیں کیے گئے بلکہ ہمیں تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! گائے باتیں کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں، ابوبکر اور عمر اس پر یقین رکھتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔ (پھر آپ ﷺ نے فرمایا:) اسی طرح ایک مرتبہ ایک شخص اپنی بکریوں میں موجود تھا کہ اچانک بھیڑیے نے حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہا اس کے پیچھے بھاگا اور اسے پکڑ کر اس سے بکری چھڑا لی، تو بھیڑیے نے کہا: اے آدمی! آج تو یہ بکری تو نے مجھ سے چھڑا لی ہے لیکن درندوں

---

[1] [إسناده مرسل ورجاله ثقات] مضى الحديث برقم: ٢٢

[2] [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٢/ ٥٥٢ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٥٧ ـ مسند أحمد: ٢/ ٢٤٥ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦١٥ ـ مسند الحميدي: ٢٢/ ٤٥٤

والے دِن اسے کون بچائے گا، جس دِن میرے علاوہ ان کا اور کوئی چرواہا نہیں ہوگا۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں، ابوبکر اور عمر اس پر یقین رکھتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔

توضیح:...... رسول اللہ ﷺ کی سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عقیدت ومحبت اور ان کی قوتِ ایمانی پر اعتماد کی یہ بیّن دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی عدم موجودگی کے باوجود بھی ان کی طرف سے گواہی دے دی کہ میں، ابوبکر اور عمر اس بات پر یقین رکھتے ہیں۔

184۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا:

((دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرٍّ أَوْ هِرَّةٍ، رَبَطَتْهُ فَلَا هِيَ أَطْعَمَتْهُ، وَلَا هِيَ أَرْسَلَتْهُ فَيَأْكُلَ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ، ثُمَّ مَاتَ وَشَهِدَ عَلَى ذَالِكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ))، وَلَيْسَ ثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَلَا عُمَرُ، ((وَبَيْنَا رَجُلٌ رَاكِبٌ بَقَرَةً فَالْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ: إِنِّي لَسْتُ لِهٰذَا خُلِقْتُ إِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ، وَيَشْهَدُ عَلَى ذَالِكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ))، وَلَيْسَ ثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَلَا عُمَرُ، ((وَبَيْنَا رَجُلٌ فِي غَنَمِهِ جَاءَ الذِّئْبُ فَأَخَذَ شَاةً مِنْهَا، فَأَدْرَكَهُ الرَّجُلُ فَنَزَعَهَا مِنْهُ، وَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ: يَا هٰذَا، نَزَعْتَهَا مِنِّي الْيَوْمَ، فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي؟ وَيَشْهَدُ عَلَى ذَالِكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ))، وَلَيْسَ ثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَلَا عُمَرُ.[1]

ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں چلی گئی، اس نے اسے باندھ رکھا تھا، نہ تو اسے خود کچھ کھلایا تھا اور نہ ہی اسے کھولا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی، پھر وہ بلی مرگئی (تو عورت اس ظلم کی وجہ سے جہنم میں چلی گئی) اور اس بات (کے سچا ہونے) پر ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) گواہ ہیں۔ حالانکہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما وہاں موجود نہ تھے۔ اسی طرح ایک آدمی گائے پر سوار ہوگیا تو اس نے آدمی کی طرف متوجہ ہوکر کہا: مجھے اس لیے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ مجھے تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اور اس بات پر ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) بھی گواہ ہیں۔ حالانکہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما وہاں موجود نہ تھے۔ ایسے ہی ایک آدمی اپنی بکریوں میں موجود تھا تو ایک بھیڑیا آیا اور اس کی بکریوں میں سے ایک کو پکڑ کر لے گیا۔ آدمی اس کے پیچھے بھاگا اور اس سے بکری چھین لایا۔ بھیڑیے نے اس کی طرف دیکھا اور کہا: اے آدمی! آج تو یہ بکری تو نے مجھ سے چھڑا لی ہے لیکن درندوں والے دِن اسے کون بچائے گا، جس دِن میرے علاوہ ان کا اور کوئی چرواہا نہیں ہوگا، اور اس بات پر ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) بھی گواہ ہیں۔ حالانکہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما وہاں موجود نہ تھے۔

185۔ موسیٰ بن ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ حِينَ اسْتُخْلِفَ قَعَدَ فِي بَيْتِهِ حَزِينًا، فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ، فَأَقْبَلَ عَلَى عُمَرَ يَلُومُهُ قَالَ: أَنْتَ كَلَّفْتَنِي هٰذَا، وَشَكَا إِلَيْهِ الْحُكْمَ بَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَوَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ

[1] [إسناده حسن] صحيح البخاري: ٥/ ٤١۔ صحيح مسلم: ٤/ ٢١١٠۔ مسند أحمد: ٢/ ٢٦٩۔ سنن ابن ماجه: ١/ ٤٠٢۔ سنن النسائي: ٣/ ١٣٩

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْوَالِيَ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ الْحَقَّ فَلَهُ أَجْرَانِ ، وَإِذَا اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ الْحَقَّ فَلَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ؟)) قَالَ: فَكَأَنَّهُ سَهَّلَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ حَدِيثُ عُمَرَ . ❶

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو وہ اپنے گھر میں پریشان بیٹھے ہوئے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ سے خفا ہوتے ہوئے بولے: آپ نے ہی مجھے اس ذمہ داری میں پھنسایا ہے۔ اور انہوں نے ان سے لوگوں کے مابین فیصلوں کا شکوہ کیا (کہ یہ بار مجھ سے نہیں اُٹھایا جائے گا)۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب حکمران کامل کوشش کے ساتھ حق بات تک پہنچ جائے تو اسے دوہرا اجر ملتا ہے لیکن اگر وہ پوری کوشش کے باوجود حق بات جاننے میں غلطی کر بیٹھے تو اسے (پھر بھی) ایک اجر مل ہی جاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: لگتا ہے عمر (رضی اللہ عنہ) کی روایت کردہ اس حدیث نے ابوبکر کی مشکل کو آسان کر دیا۔

186 - سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے روز فرمایا:

((مَا تَقُولُونَ فِي هٰؤُلَاءِ الْأَسْرٰى؟)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، قَوْمُكَ وَأَهْلُكَ اسْتَبْقِهِمْ وَاسْتَتِبْهُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا ، فَقَالَ: فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَثَلُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ كَمَثَلِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، قَالَ: ﴿فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾ [إبراهيم:٣٦]، وَمَثَلُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ كَمَثَلِ عِيسٰى ، قَالَ: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ o﴾ [المائدة:١١٨])) . ❷

تم ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ (یعنی ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟) تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یہ آپ کی قوم اور آپ کے خاندان کے لوگ ہیں، ان سے توبہ کروا کر چھوڑ دیجیے، شاید کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرما لے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر چلے گئے اور انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے ابوبکر! آپ کی مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی ہے، انہوں نے بھی فرمایا تھا: ﴿فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ o﴾ ”جس نے میری اتباع کی وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تو بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔“ اور اے ابوبکر! آپ کی مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جیسی بھی ہے، انہوں نے فرمایا تھا: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ o﴾ ”(الٰہی!) اگر تو انہیں عذاب دے گا تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے گا تو یقیناً تو غلبے اور حکمت والا ہے۔“

187 - امام زائدہ رحمہ اللہ سے بھی اسی کے مثل روایت منقول ہے۔ ❸

---

❶ [إسناده ضعيف] المطالب العالية: ٢/ ٣١٩ مسند أبو عوانة: ٤/ ١٢ ـ السنن الكبرٰى للبيهقي: ١٠/ ١١٨

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٣٨٣ ـ سنن الترمذي: ٤/ ٢١٣ ـ سنن أبي داود: ٣/ ٦١ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٢١

❸ [إسناده ضعيف] انظر تخريج الحديث السابق

188 ۔ امام اعمش رحمہ اللہ نے بھی اسی کے مثل بیان کیا ہے۔ ❶

189 ۔ عبدالرحمان بن ابولیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ:

خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَلَا إِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ ، فَمَنْ قَالَ سِوٰى ذَالِكَ بَعْدَ مَقَامِي هٰذَا فَهُوَ مُفْتَرٍ ، عَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِي . ❷

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: آگاہ رہو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت کی بہترین شخصیت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، لہٰذا میرے یہاں کھڑے ہونے کے بعد جو شخص اس کے علاوہ کوئی بات کہے گا تو وہ بہتان طراز ہوگا، اور اسے وہی سزا ملے گی جو بہتان لگانے والے کی ہوتی ہے۔

190 ۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ قَالَتِ الْأَنْصَارُ: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ ، فَأَتٰى عُمَرُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ ، أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّ النَّاسَ؟ قَالُوا: بَلٰى ، قَالَ: فَأَيُّكُمْ تَطِيبُ نَفْسُهُ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ؟ قَالَتِ الْأَنْصَارُ: نَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ نَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ . ❸

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے تو انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا تم جانتے نہیں ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو امامت کرائیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر تم میں سے کون اپنے آپ کو اس لائق سمجھتا ہے کہ وہ خود کو ابوبکر رضی اللہ عنہ پر مقدم کرے؟ تو انصار نے کہا: ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ پر مقدم ہوں۔

191 ۔ زر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كَانَ أَوَّلَ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ سَبْعَةٌ: رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ، وَعَمَّارٌ ، وَأُمُّهُ سُمَيَّةُ ، وَصُهَيْبٌ ، وَبِلَالٌ ، وَالْمِقْدَادُ ، فَأَمَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَهُ اللّٰهُ بِعَمِّهِ أَبِي طَالِبٍ ، وَأَمَّا أَبُو بَكْرٍ فَمَنَعَهُ اللّٰهُ بِقَوْمِهِ ، وَأَمَّا سَائِرُهُمْ فَأَخَذَهُمُ الْمُشْرِكُونَ ، وَأَلْبَسُوهُمْ أَدْرُعَ الْحَدِيدِ وَصَهَرُوهُمْ فِي الشَّمْسِ ، فَمَا مِنْهُمْ إِنْسَانٌ إِلَّا وَقَدْ وَاتَاهُمْ عَلٰى مَا أَرَادُوا ، إِلَّا بِلَالٌ ، فَإِنَّهُ هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فِي اللّٰهِ ، وَهَانَ عَلٰى قَوْمِهِ فَأَعْطَوْهُ الْوِلْدَانَ ، فَأَخَذُوا يَطُوفُونَ بِهِ شِعَابَ مَكَّةَ وَهُوَ يَقُولُ أَحَدٌ أَحَدٌ . ❹

سب سے پہلے اسلام کا اظہار کرنے والے سات حضرات ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ابوبکر، عمار، ان کی والدہ سمیہ، صہیب، بلال اور مقداد رضی اللہ عنہم ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا ابوطالب کے ذریعے (مشرکین

❶ [إسناده ضعيف] انظر تخريج الحديث السابق ❷ [إسناده ضعيف] هدى السارى لابن حجر: ص ٣٩٨

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٢١ ـ سنن النسائى: ٢/ ٧٤ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٦٧ ـ السنة لابن أبى عاصم: ١١٢ ـ كنز العمال: ٥/ ٦٥٥

❹ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٤٠٤ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٥٣ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٢٨٤ ـ دلائل النبوة للبيهقى: ٢/ ٥٦

کی اذیتوں سے) محفوظ رکھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کے ذریعے محفوظ رکھا، اور باقی جو حضرات تھے انہیں مشرکین نے پکڑ لیا، انہیں لوہے کی زِرہیں پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا، چنانچہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس نے (جان بچانے کے لیے زبان سے) مشرکین کے مطلب کی بات نہ کہہ دی ہو، سوائے بلال رضی اللہ عنہ کے۔ انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور ان کی قوم کی نظر میں بھی ان کی کوئی قدر نہ تھی (اس لیے کوئی ان کی حمایت میں نہیں بولتا تھا)۔ کافروں نے انہیں پکڑ کر بچوں کے حوالے کر دیا، وہ انہیں مکہ کی گھاٹیوں میں لیے (گھسیٹتے) پھرتے تھے اور بلال رضی اللہ عنہ اَحد اَحد (یعنی اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے) پکارتے جاتے تھے۔

192۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ)). ❶

اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔

193۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلَكِنَّهُ أَخِي وَصَاحِبِي، وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا)). ❷

اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا، البتہ وہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں، اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھی کو (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا) خلیل بنایا ہے۔

194۔ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُعْجِبُهُ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ، وَيَسْأَلُ عَنْهَا، فَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ: ((أَيُّكُمْ رَأَى رُؤْيَا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، رَأَيْتُ كَأَنَّ مِيزَانًا دُلِّيَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ أَنْتَ وَأَبُو بَكْرٍ، فَرَجَحْتَ بِأَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ وُزِنَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَرَجَحَ أَبُو بَكْرٍ بِعُمَرَ، ثُمَّ وُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَحَ عُمَرُ بِعُثْمَانَ، ثُمَّ رُفِعَ الْمِيزَانُ، فَاسْتَاءَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((نُبُوَّةٌ ثُمَّ يُؤْتِي اللّٰهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ)). ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے خواب پسند ہوا کرتے تھے اور آپ ان کے متعلق پوچھتے بھی ہوتے تھے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم میں سے کس نے خواب دیکھا؟ تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے دیکھا کہ ایک ترازو کو آسمان سے اتارا گیا، پھر آپ کو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت آپ کا پلڑا بھاری رہا، پھر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو تولا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پلڑا جھک گیا، پھر عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کو تولا گیا تو عثمان رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت عمر رضی اللہ عنہ کا پلڑا جھک گیا، پھر ترازو کو اُٹھا لیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خواب سن کر کبیدہ خاطر ہو گئے اور فرمایا: (اس سے مراد) نبوت ہے، پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا حکومت دے گا۔

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٥/ ٥٧۔ مسند أحمد: ٧/ ٢٥

❷ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٤/ ١٨٥٥۔ مسند أحمد: ٧/ ٢٤٣۔ السنن الكبرى للنسائي: ٧/ ٢٩٤

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٥/ ٤٤۔ سنن أبي داود: ٤/ ٢٠٨۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٧١۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٥٨

195 - ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل حدیث مروی ہے۔ ❶

196 - سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھا اور فرمایا:

((هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ)) . ❷

یہ دونوں، نبیوں کے علاوہ اگلے پچھلے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔

197 - سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ ، وَنِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ)) . ❸

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اچھے شخص ہیں، عمر (رضی اللہ عنہ) اچھے آدمی ہیں۔

198 - سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي لَسْتُ أَدْرِي مَا بَقَائِي فِيكُمْ ، فَاقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِى ، يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ ، وَهَدْىَ عَمَّارٍ ، وَعَهْدَ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ)) . ❹

یقیناً میں نہیں جانتا کہ میں کتنا عرصہ تم میں موجود رہوں گا، لہٰذا تم ان کی اقتدا کرنا جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے، یعنی ابوبکر اور عمر، اور (اسی طرح) عمار کی راہنمائی اور ابن اُم عبد کے عہد کو (لازم پکڑنا)۔

توضیح :...... ابن اُم عبد سے مراد سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

199 - عبداللہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو فرمایا:

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ سَابِقًا مُبَرِّزًا . ❺

یقیناً ابوبکر رضی اللہ عنہ سبقت لے جانے والے نمایاں شخص تھے۔

200 - سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا:

((هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) . ❻

یہ دونوں، عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔

201 - سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا نَفَعَنَا مَالٌ مَا نَفَعَنَا مَالُ أَبِي بَكْرٍ)) . ❼

جتنا فائدہ ہمیں ابوبکر کے مال نے دیا ہے اتنا فائدہ ہمیں کسی مال نے نہیں دیا۔

202 - سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ ، لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ)) . ❽

---

❶ [إسناده ضعيف] انظر تخريج الحديث السابق ❷ [إسناده ضعيف] مضى الحديث برقم: ٩٣

❸ [إسناده حسن] السنن الكبرىٰ للنسائي: ٩/ ٤٠٧

❹ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٥/ ٣٩٩۔سنن الترمذي: ٥/ ٦١٠۔سنن ابن ماجه: ١/ ٣٧۔مسند الحميدي: ١/ ٢١٤

❺ [إسناده صحيح] زيادات الزهد لعبد الله بن أحمد: ص ١١١ ❻ [إسناده حسن] مضى الحديث برقم: ٩٣

❼ [إسناده صحيح] مضى الحديث برقم: ٢٤ ❽ [إسناده ضعيف] مضى الحديث برقم: ٩٣

ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) نبیوں اور رسولوں کے علاوہ تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔ اے علی! تم انہیں یہ بات مت بتانا۔

203 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَسْتَخْلِفْ أَحَدًا، وَلَوْ كَانَ مُسْتَخْلِفًا أَحَدًا اسْتَخْلَفَ أَبَا بَكْرٍ أَوْ عُمَرَ . ❶

نبی ﷺ رحلت فرما گئے اور آپ نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا، لیکن اگر آپ کسی کو خلیفہ مقرر کرتے تو سیدنا ابوبکر یا سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو کرتے۔

204 ۔ ابن ابوملیکہ بیان کرتے ہیں کہ:

سُئِلَتْ عَائِشَةُ: مَنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَ؟ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ قِيلَ لَهَا: مَنْ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَتْ: عُمَرُ، ثُمَّ قِيلَ لَهَا: بَعْدَ عُمَرَ؟ قَالَتْ: أَبُو عُبَيْدَةَ، ثُمَّ انْتَهَتْ إِلَى ذَا . ❷

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا: اگر رسول اللہ ﷺ کسی کو خلیفہ مقرر کرتے تو کسے کرتے؟ انہوں نے جواب دیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔ پھر ان سے پوچھا گیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد کس کو کرتے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کو۔ پھر ان سے پوچھا گیا: عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کس کو کرتے؟ تو انہوں نے فرمایا: ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو۔ بس آپ نے یہیں تک بتایا۔

205 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

لَمَّا كَانَ وَجَعُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَقَالَ: ((ادْعُوا لِي أَبَا بَكْرٍ وَابْنَهُ، فَلْيَكْتُبْ لِكَيْلَا يَطْمَعَ فِي أَمْرِ أَبِي بَكْرٍ طَامِعٌ، وَلَا يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ))، ثُمَّ قَالَ: ((أَبَى اللّٰهُ ذَالِكَ وَالْمُسْلِمُونَ ۔ وَقَالَ مُؤَمَّلٌ مَرَّةً: وَالْمُؤْمِنُونَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَبَى اللّٰهُ وَالْمُسْلِمُونَ، وَقَالَ مَرَّةً: وَالْمُؤْمِنُونَ ۔ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَبِي ، فَكَانَ أَبِي رَحِمَهُ اللّٰهُ . ❸

جب رسول اللہ ﷺ اس تکلیف میں مبتلا تھے جس میں آپ کی وفات ہو گئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور ان کے صاحبزادے کو میرے پاس بلا کر لاؤ اور انہیں (میری نصیحت) لکھ لینی چاہیے، تاکہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے معاملے میں کسی طمع کرنے والے کو کوئی طمع نہ رہے اور کسی خواہش رکھنے والے کی خواہش نہ رہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس بات کا اللہ تعالیٰ نے اور مسلمانوں (اور مؤمل نے کہا کہ مومنوں) نے (اختلاف کا) انکار کر دیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں نے (اور ایک روایت کے مطابق مومنوں نے) اختلاف کر دیا (اور سب نے مان لیا کہ آپ ﷺ کے بعد خلیفہ) میرے والد ہی ہوں گے، چنانچہ میرے والد ہی بنے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

206 ۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ نے فرمایا:

((يَطْلُعُ مِنْ تَحْتِ هٰذَا الصَّوْرِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ جَعَلْتَهُ عَلِيًّا))،

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ٦٣ ❷ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٤/ ١٨٥٦

❸ [إسناده ضعيف] مسند أبي داؤد الطيالسي: ٢/ ١٨٦ ـ السنة لابن أبي عاصم: ١١٣

فَطَلَعَ عَلِيٌّ . ❶

کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی شخص نمودار ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اگر تیری چاہت شامل ہو تو یہ آدمی علی ہو۔ تو (ایسا ہی ہوا کہ) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔

207 ۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَشٍّ مِنْ حُشَّانِ الْمَدِينَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَأْذَنَ، فَقَالَ: ((قُمْ فَائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، فَقُمْتُ فَأَذِنْتُ لَهُ، فَإِذَا هُوَ أَبُو بَكْرٍ، فَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، فَجَعَلَ يَحْمَدُ اللّٰهَ حَتّٰى جَلَسَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَاسْتَأْذَنَ، فَقَالَ: ((قُمْ فَائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، فَقُمْتُ فَأَذِنْتُ لَهُ، فَإِذَا هُوَ عُمَرُ، فَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، فَجَعَلَ يَحْمَدُ اللّٰهَ حَتّٰى جَلَسَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ خَفِيضُ الصَّوْتِ فَاسْتَأْذَنَ، فَقَالَ: ((قُمْ فَائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى))، فَقُمْتُ فَأَذِنْتُ لَهُ، فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ، فَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى، فَجَعَلَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ صَبْرًا حَتّٰى جَلَسَ، قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ: فَأَنَا؟ قَالَ: ((أَنْتَ مَعَ أَبِيكَ)) . ❷

میں مدینہ کے باغات میں سے ایک باغ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو ایک صاحب آئے اور انہوں نے (اندر آنے کی) اجازت طلب کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ میں اُٹھا اور انہیں اجازت دی، دیکھا کہ وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، چنانچہ میں نے انہیں جنت کی بشارت سنائی تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگے، یہاں تک کہ بیٹھ گئے۔ پھر ایک اور صاحب آئے اور انہوں نے بھی (اندر آنے کی) اجازت طلب کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ چنانچہ میں اُٹھا اور انہیں اجازت دی، دیکھا تو وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے، میں نے انہیں جنت کی بشارت سنائی تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگے، یہاں تک کہ بیٹھ گئے۔ پھر ایک اور صاحب آئے جن کی آواز بہت دھیمی سی تھی، انہوں نے بھی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اُٹھو اور انہیں بھی اجازت دے دو اور انہیں آزمائشوں کے بدلے میں جنت کی بشارت دے دو۔ میں اُٹھا اور انہیں اجازت دی، دیکھا تو وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں آزمائشوں کے بدلے میں جنت کی بشارت سنائی تو وہ کہنے لگے: اے اللہ! صبر کی توفیق مرحمت فرمانا۔ وہ بھی آکر بیٹھ گئے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے والد کے ہمراہ ہو گے۔

208 ۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ حَسِبْتُهُ قَالَ: فِي حَائِطٍ ۔ فَجَاءَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اذْهَبْ فَائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، قَالَ: فَذَهَبْتُ، فَإِذَا هُوَ أَبُو بَكْرٍ، فَقُلْتُ: ادْخُلْ وَأَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ، فَمَا زَالَ يَحْمَدُ اللّٰهَ حَتّٰى جَلَسَ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ، فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، فَانْطَلَقْتُ، فَإِذَا هُوَ عُمَرُ، فَقُلْتُ: ادْخُلْ وَأَبْشِرْ

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٣/ ٣٣١ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٤ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٥٧

❷ [إسناده ضعيف] التاريخ الكبير للبخاري: ١/ ١٧٢

بِـالْـجَنَّةِ ، فَمَا زَالَ يَحْمَدُ اللّٰهَ حَتّٰى جَلَسَ ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَسَلَّمَ ، فَقَالَ: ((اذْهَبْ فَائْذَنْ لَهُ ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى شَدِيدَةٍ)) ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ ، فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ ، فَقُلْتُ: ادْخُلْ وَأَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى شَدِيدَةٍ ، فَجَعَلَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ صَبْرًا ، حَتّٰى جَلَسَ . ❶

میں ایک باغ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا تو ایک صاحب آئے اور انہوں نے سلام کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ، انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ میں گیا تو دیکھا کہ وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے کہا: اندر آ جایئے اور جنت کی بشارت لیجیے۔ وہ بیٹھنے تک مسلسل اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے۔ پھر ایک اور صاحب آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت سنا دو۔ میں گیا تو دیکھا کہ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے کہا: اندر آ جایئے اور جنت کی بشارت لیجیے۔ وہ بھی بیٹھنے تک مسلسل اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے۔ پھر ایک اور صاحب آئے اور انہوں نے سلام کہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ، انہیں اجازت دے دو اور انہیں سخت آزمائشوں پر جنت کی بشارت سنا دو۔ چنانچہ میں گیا تو دیکھا کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے کہا: اندر آ جایئے اور سخت آزمائشوں پر جنت کی بشارت لیجیے۔ تو وہ بیٹھنے تک مسلسل یہی کہتے رہے: اے اللہ! صبر کی توفیق دینا۔

209 ۔ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطٍ ، وَبِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُودٌ يَضْرِبُ بِهِ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ ، فَقَالَ: ((افْتَحْ لَهُ ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) ، قَالَ: فَإِذَا هُوَ أَبُو بَكْرٍ ، قَالَ: فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ ، فَقَالَ: ((افْتَحْ لَهُ ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) ، فَإِذَا هُوَ عُمَرُ ، فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ . فَذَكَرَ الْحَدِيثَ . ❷

وہ ایک باغ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں ایک چھڑی تھی جسے آپ پانی اور مٹی میں مار رہے تھے۔ پھر ایک صاحب آئے اور انہوں نے دروازہ کھلوانا چاہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ راوی کہتے ہیں کہ دیکھا تو وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھول دیا اور انہیں جنت کی بشارت سنائی۔ پھر ایک اور صاحب آئے اور انہوں نے بھی دروازہ کھلوانا چاہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور انہیں بھی جنت کی بشارت سنا دو۔ دیکھا تو وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے ان کے لیے دروازہ کھول دیا اور انہیں جنت کی بشارت سنائی۔ پھر راوی نے آگے مکمل حدیث بیان کی۔

210 ۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ:

وَاللّٰهِ لَنَزَلَتْ خِلَافَةُ أَبِي بَكْرٍ مِنَ السَّمَاءِ . ❸

قسم بہ خدا! سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت آسمان سے نازل ہوئی ہے۔

---

❶ [إسناده صحيح] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٣٠ـمسند أحمد: ٤/ ٣٩٣ـسنن الترمذي: ٥/ ٦٣١

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٤٨ـالأدب المفرد للبخاري: ص ٣٣٥

❸ [إسناده حسن] تفرّد به المؤلف

توضیح:...... یعنی خود اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم فرمایا تھا کہ اپنے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیجیے گا۔

211 ۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً بَيْنَ يَدَيَّ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: بِلَالٌ، فَمَضَيْتُ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ، وَذَرَارِيُّ الْمُسْلِمِينَ))، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ: ((ثُمَّ خَرَجْنَا مِنْ أَحَدِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ، فَلَمَّا كُنْتُ عِنْدَ الْبَابِ أُتِيتُ بِكِفَّةٍ فَوُضِعْتُ فِيهَا وَوُضِعَتْ أُمَّتِي فِي كِفَّةٍ، فَرَجَحْتُ بِهَا، ثُمَّ أُتِيَ بِأَبِي بَكْرٍ، فَوُضِعَ فِي كِفَّةٍ وَجِيءَ بِجَمِيعِ أُمَّتِي فَوُضِعَتْ فِي كِفَّةٍ، فَرَجَحَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ أُتِيَ بِعُمَرَ، فَوُضِعَ فِي كِفَّةٍ وَجِيءَ بِجَمِيعِ أُمَّتِي فَوُضِعُوا، فَرَجَحَ عُمَرُ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ أُمَّتِي رَجُلًا رَجُلًا)). ❶

میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے اپنے آگے آہٹ سنائی دی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ تو (جبرائیل علیہ السلام نے) بتایا کہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں آگے چل دیا تو دیکھا کہ اکثر جنتی غریب مہاجرین اور مسلمانوں کے بچے تھے۔ آگے راوی نے مکمل حدیث بیان کی (پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: پھر ہم جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازے سے نکلے۔ جب میں دروازے کے پاس تھا تو میرے پاس ترازو کا ایک پلڑا لایا گیا اور مجھے اس میں رکھ دیا گیا، پھر دوسرے پلڑے میں میری ساری اُمت کو رکھ دیا گیا، تو ان کے مقابلے میں میرا پلڑا جھک گیا (یعنی وزنی رہا)۔ پھر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا اور انہیں ایک پلڑے میں رکھ دیا گیا اور باقی ساری اُمت کو لا کر دوسرے پلڑے میں رکھ دیا گیا، تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا پلڑا وزنی ہو گیا۔ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا اور انہیں ایک پلڑے میں رکھ دیا گیا اور باقی ساری اُمت کو لا کر دوسرے پلڑے میں رکھ دیا گیا، تو عمر (رضی اللہ عنہ) کا پلڑا وزنی ہو گیا۔ اور میرے سامنے میری اُمت کا ایک ایک آدمی پیش کیا گیا۔

212 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَأَهْلَ عِلِّيِّينَ، لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا)). ❷

بلاشبہ (جنت میں) اونچے درجات اور ان پر جلوہ افروز لوگوں کو ان سے نچلے درجات کے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے اُفق پر روشن ستارے کو دیکھتے ہو، اور یقیناً ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان (اونچے درجات والوں) میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

213 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، هٰذَا خَيْرٌ فَتَعَالَ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٥/ ٢٥٩ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٥٩ ـ مسند أبوداؤد الطيالسي: ٢/ ١٤٢

❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٢١٢

الصِّيَامِ الرَّيَّان))، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، مَا عَلَى الَّذِي يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ)). ❶

جس شخص نے اللہ کی راہ میں اپنے مال سے (کسی چیز کا) جوڑا خرچ کیا تو اسے جنت میں یوں بلایا جائے گا: اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ بہتر ہے، اس طرف آؤ۔ چنانچہ جو شخص نمازی ہوگا اس کو ''باب الصلاۃ'' سے بلایا جائے گا، جو مجاہد ہوگا اس کو ''باب الجہاد'' سے بلایا جائے گا، جو صدقہ و خیرات کرنے والا ہوگا اس کو ''باب الصدقہ'' سے بلایا جائے گا اور جو روزے دار ہوگا اس کو روزے کے دروازے ''الریان'' سے بلایا جائے گا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! جو شخص ان دروازوں (میں سے کسی ایک دروازے) سے بلایا جائے گا مجھے اس سے بحث نہیں؛ آپ یہ فرمائیں کہ کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی انہی میں سے ہوں گے۔

214۔ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((عَائِشَةُ))، قَالَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: ((أَبُو بَكْرٍ))، ثُمَّ قَالَ: ((أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)). ❷

اے اللہ کے رسول! آپ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مردوں میں سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر۔ پھر فرمایا: ابوعبیدہ بن جراح۔

توضیح:...... یہ واقعہ غزوہ ذات السلاسل کے بعد کا ہے۔ یہ غزوہ سن ۷ ہجری میں ہوا تھا، اس کی کمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ دی تھی، حالانکہ اس غزوے میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی شریک تھے۔ تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ان دونوں اصحاب کے ہوتے ہوئے بھی لشکر کی کمان مجھے سونپی گئی ہے تو شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں، میں ان دونوں سے افضل ہوں گا۔ اسی بنا پر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس غزوے سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا۔

215۔ عبداللہ بن شقیق عقیلی بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: أَيُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ؟ فَقَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، قَالَ: قُلْتُ لَهَا: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. ❸

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں آپ کے صحابہ میں سے محبوب کون شخص تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: پھر کون؟ تو انہوں نے فرمایا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔

---

❶ [إسناده حسن] مضى برقم: ٣٢

❷ [إسناده صحيح] السنة لابن أبي عاصم: ١٢٠ ـ الكوكب النيرات: ص ٩٨

❸ [رجال الإسناد ثقات] صحيح ابن خزيمة: ١٢٤١ ـ السنن الكبرى للبيهقي: ٢/ ٦٠

216 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

كَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سُتُورًا، أَوْ فَتَحَ بَابًا، فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَرَأَى النَّاسَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ يُصَلُّونَ، فَسُرَّ بِذَالِكَ وَقَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ أَنَّهُ لَمْ يَمُتْ نَبِيٌّ حَتَّى يَؤُمَّهُ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِهِ)). ثُمَّ يَقُولُ: ((أَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ أُصِيبَ بِمُصِيبَةٍ مِنْكُمْ مِنْ بَعْدِي فَلْيَتَعَزَّ عَنْ مُصِيبَتِهِ بِي، فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُصَابُ مِنْ أُمَّتِي بَعْدِي بِمِثْلِ مُصِيبَتِهِ بِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)). ❶

رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض الموت میں پردہ ہٹایا، یا (کہا کہ) دروازہ کھولا تو لوگوں کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھتے دیکھا، آپ ﷺ کو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی اور فرمایا: الحمدللہ! یقیناً کسی نبی نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک کہ اس کی اُمت میں سے کسی آدمی نے اس کی امامت نہ کرادی۔ پھر آپ ﷺ فرمانے لگے: اے لوگو! میرے بعد تم میں سے جس بھی شخص پر کوئی مصیبت آئے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی مصیبت میں مجھے یاد کر کے حوصلہ رکھے، کیونکہ میرے بعد میری اُمت میں سے کسی بھی شخص پر میری مصیبت جیسی مصیبت نہیں آئے گی۔

توضیح :...... نبی ﷺ کے اس فرمان کی مزید وضاحت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان سے ہوتی ہے کہ:

مَا رَأَيْتُ أَشَدَّ وَجَعًا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❷

میں نے رسول اللہ ﷺ کی تکلیف سے زیادہ سخت تکلیف کسی کی نہیں دیکھی۔

تو جب نبی ﷺ نے اس قدر سخت تکلیف میں صبر و رضا کا مظاہرہ کیا تو ہمیں بھی اس سلسلے میں اپنے رسولِ گرامی ﷺ کی ذاتِ اطہر کو ہی اُسوہ بنانا چاہیے اور ان کی تکلیف کو یاد کر کے صبر کرنا چاہیے، کیونکہ ان پر آنے والی تکالیف کے آگے تو ہماری بڑی سے بڑی تکلیف اور بڑی سے بڑی پریشانی کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

217 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ:

قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْتَدَّتِ الْعَرَبُ، فَنَزَلَ بِأَبِي مَا لَوْ نَزَلَ بِالْجِبَالِ الرَّاسِيَّاتِ لَهَاضَهَا، ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَاشْرَأَبَّ النِّفَاقُ بِالْمَدِينَةِ، فَوَاللّٰهِ مَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي نُقْطَةٍ إِلَّا طَارَ أَبِي بِحَظِّهَا وَعَنَائِهَا. ❸

جب نبی ﷺ رحلت فرما گئے تو عرب مرتد ہونے لگے اور مدینے میں نفاق پھیلنے لگا، اگر گڑے ہوئے مضبوط پہاڑوں پر بھی وہ آفتیں اُترتیں جو میرے والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ) پر اُتریں تو انہیں بھی توڑ ڈالتیں۔ اللہ کی قسم! لوگوں کا اسلام کے بارے میں ایک نقطے کا بھی اختلاف ہو جاتا تو میرے والد پورے اہتمام اور تندہی کے ساتھ وہاں جا پہنچتے۔

توضیح :...... نبی ﷺ کی رحلت کے بعد قبیلوں کے قبیلے مرتد ہونا شروع ہو گئے تھے جن سے اسلام کو شدید نقصان پہنچ رہا تھا اور ان کا سدباب کرنا جتنا ضروری تھا اتنا ہی کٹھن بھی تھا، اور یہ سارا بار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کاندھوں پر تھا اور یہ ان کی ہمت اور حوصلہ تھا کہ انہوں نے بڑے ہی اہتمام، تندہی اور خوش اسلوبی سے ان تمام مسائل کو حل کیا۔

❶ [إسناده حسن لغيره] المعجم الصغير للطبراني: ١/ ٢٢٠ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٣٧ ـ الزهد لابن المبارك: ٧٧

❷ صحيح البخاري: ٥٦٤٧ ـ صحيح مسلم: ٢٥٧٢.

❸ [إسناده صحيح] المطالب العالية: ٣/ ٢٥٢

218 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَدْ ضَرَبُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً حَتّٰى غُشِيَ عَلَيْهِ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَجَعَلَ يُنَادِي: وَيْلَكُمْ ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ﴾ [غافر:٢٨]؟ قَالُوا: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: هٰذَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ . ❶

ایک مرتبہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو اس قدر مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ یہ دِلخراش منظر دیکھ کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پکارنے لگے: تم ہلاک و برباد ہو جاؤ! کیا تم ایک شخص کو صرف اس وجہ سے مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ انہوں نے کہا: یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے بتلایا کہ یہ ابوقحافہ کا بیٹا ہے۔

219 ۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمًا، وَهُوَ مَعَ أَصْحَابِهِ: ((رَأَى اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ))، فَقَالَ أَصْحَابُهُ: قُلْنَا فِي أَنْفُسِنَا: هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ، قَالَ: ((رَأَيْتُ دَلْوًا هَبَطَ مِنَ السَّمَاءِ فَشَرِبَ مِنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ عَشْرَ جُرَعٍ، ثُمَّ نَاوَلَهُ أَبَا بَكْرٍ، فَشَرِبَ مِنْهُ جُرْعَتَيْنِ وَنِصْفٍ، ثُمَّ نَاوَلَهُ عُمَرَ فَشَرِبَ مِنْهُ عَشْرَ جُرَعٍ وَنِصْفٍ، ثُمَّ نَاوَلَهُ عُثْمَانَ فَشَرِبَ مِنْهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ جُرْعَةً وَنِصْفَ جُرْعَةٍ، ثُمَّ رُفِعَ الدَّلْوُ إِلَى السَّمَاءِ)) . ❷

نبی ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تھے تو آپ نے ایک دِن کا تذکرہ کیا کہ گزشتہ رات ایک نیک آدمی نے دیکھا۔ آپ ﷺ کے صحابہ کا بیان ہے کہ ہم نے اپنے دِل میں سوچا کہ یہ (نیک آدمی) رسول اللہ ﷺ ہی ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک ڈول دیکھا جو آسمان سے اُترا، اس میں سے اللہ کے رسول نے دس گھونٹ پیے، پھر اسے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا، انہوں نے اس سے اڑھائی گھونٹ پیے، پھر انہوں نے وہ عمر (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا تو انہوں نے اس میں سے ساڑھے دس گھونٹ پیے، پھر انہوں نے وہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا تو انہوں نے اس سے ساڑھے بارہ گھونٹ پیے، پھر اس ڈول کو آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا۔

توضیح :...... ان گھونٹوں سے مراد خلفائے راشدین کی مدتِ خلافت ہے۔

220 ۔ سیدنا عرفجہ اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک روز فجر کی نماز پڑھائی، پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

((وُزِنَ أَصْحَابُنَا اللَّيْلَةَ، وُزِنَ أَبُو بَكْرٍ فَوَزَنَ، ثُمَّ وُزِنَ عُمَرُ فَوَزَنَ، ثُمَّ وُزِنَ عُثْمَانُ فَخَفَّ، وَهُوَ صَالِحٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ)) . ❸

گزشتہ رات ہمارے اصحاب کا وزن کیا گیا، ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو تولا گیا تو وہ وزنی ہو گئے، پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کو تولا گیا تو وہ وزنی ہو گئے، پھر عثمان (رضی اللہ عنہ) کو تولا گیا تو وہ ذرا ہلکے رہے، جبکہ وہ بہت نیک ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔

221 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٥/ ١٠

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٥/ ٢١ـسنن أبي داود: ٤/ ٢٠٨

❸ [إسناده ضعيف جدًا] مسند أحمد: ٤/ ٦٣ـالسنة لابن أبي عاصم: ١١٠

دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ يَمِينِهِ، وَعُمَرُ عَنْ يَسَارِهِ، وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَيْهِمَا، فَقَالَ: ((هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). ❶

نبی ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ کے دائیں جانب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور آپ کے بائیں جانب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے، اور آپ ﷺ ان دونوں کا سہارا لیے ہوئے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ہم اسی طرح اُٹھائے جائیں گے۔

222 ۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ. ❷

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے ہوئے اِدھر اُدھر توجہ نہیں پھیرتے تھے۔

223 ۔ ابن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ فَقَالَ: مَا كَانَ مَنْزِلَةُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: كَمَنْزِلَتِهِمَا مِنْهُ السَّاعَةَ. ❸

ایک آدمی علی بن حسین رحمہ اللہ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی نظر میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا کیا مقام تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: جس طرح آج ان کو نبی ﷺ کی رُو سے شرف حاصل ہے۔

توضیح:...... یعنی جس طرح یہ دونوں اصحاب نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں آپ کے ساتھ ساتھ اور خاص رفیق رہے ہیں اسی طرح آج ان کی قبریں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی ہیں، یعنی موت کے بعد بھی انہیں آپ ﷺ کی رفاقت اور قربت حاصل ہے۔

224 ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَأَيْتُ النَّاسَ اجْتَمَعُوا، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ قَامَ عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَرْوٰى فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَهُ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسَ بِعَطَنٍ)). ❹

میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ (ایک جگہ) جمع ہیں، پھر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور انہوں نے ایک یا دو ڈول پانی نکالا، ان کے پانی نکالنے میں کچھ کمزوری سی تھی، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) اُٹھے تو اس ڈول نے ایک بڑے ڈول کی شکل اختیار کر لی، میں نے کوئی شہ زور اور طاقتور آدمی نہیں دیکھا کہ جس نے اتنی مہارت سے پانی نکالا ہو، یہاں تک کہ لوگوں نے حوض بھر لیے۔

225 ۔ ریاح بن حارث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٧٧، ١٥١

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٢/ ١٦٧ ـ صحيح مسلم: ١/ ٣١٦ ـ مسند أحمد: ٥/ ٣٣٦ ـ سنن النسائي: ٢/ ٧٧

❸ [رجال الإسناد ثقات] الزهد لأحمد: ١١١ ـ تاريخ عمر لابن الجوزي: ٥١

❹ [إسناده حسن] صحيح مسلم: ٤/ ١٨٦٢ ـ سنن الترمذي: ٤/ ٥٤١ ـ مسند أحمد: ٢/ ١٠٤

أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ الْأَكْبَرِ ، وَعِنْدَهُ أَهْلُ الْكُوفَةِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ ، فَجَاءَ رَجُلٌ يُدْعَى سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ ، فَحَيَّاهُ الْمُغِيرَةُ وَأَجْلَسَهُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ عَلَى السَّرِيرِ ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ فَاسْتَقْبَلَ الْمُغِيرَةَ فَسَبَّ وَسَبَّ ، فَقَالَ: مَنْ يَسُبُّ هٰذَا يَا مُغِيرُ بْنُ شُعْبَ؟ ثَلَاثًا ، أَلَا أَسْمَعُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُسَبُّونَ عِنْدَكَ وَلَا تُنْكِرُ وَلَا تُغَيِّرُ . وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَإِنِّي لَمْ أَكُنْ أَرْوِي عَلَيْهِ كَذِبًا يَسْأَلُنِي عَنْهُ إِذَا لَقِيتُهُ ، أَنَّهُ قَالَ: ((أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ ، وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ فِي الْجَنَّةِ)) ، وَتَاسِعُ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُ سَمَّيْتُهُ ، فَرَجَّ أَهْلُ الْمَسْجِدِ يُنَاشِدُونَهُ: يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ ، مَنِ التَّاسِعُ؟ قَالَ: أَنَا تَاسِعُ الْمُؤْمِنِينَ ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَاشِرُ . ❶

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مسجد اکبر میں موجود تھے اور ان کے پاس دائیں بائیں کوفہ کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے، تو ایک صاحب آئے جنہیں سعید بن زید کے نام سے پکارا جا رہا تھا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خوش آمدید کہا اور چارپائی پر اپنے پاؤں کی جانب بٹھا لیا۔ پھر ایک کوفی شخص آیا اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کی طرف رُخ کر کے گالیاں بکنے لگا۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مغیرہ بن شعبہ! یہ آدمی کس کو گالیاں دے رہا ہے؟ آپ نے تین مرتبہ یہ پوچھا۔ (پھر کہا) کیا میں یہ نہیں سن رہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو آپ کے سامنے گالیاں دی جا رہی ہیں اور آپ نے نہ تو روکا ٹوکا اور نہ ہی آپ کو کچھ فرق پڑا۔ اور میں رسول اللہ ﷺ کی اس بات (کے سچ ہونے) پر گواہی دیتا ہوں جس کو میرے کانوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور میرے دِل نے اس کو یاد رکھا، (یاد رہے کہ) میں آپ ﷺ سے کوئی ایسی جھوٹی بات منسوب نہیں کروں گا کہ (کل قیامت کے روز) جب آپ ﷺ مجھ سے ملیں اور اس کے بارے میں پوچھیں (تو میرے پاس کوئی جواب نہ ہو)۔ بلاشبہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، علی جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، طلحہ، زبیر، عبدالرحمان بن عوف اور سعد بن مالک جنتی ہیں۔ (پھر سیدنا سعید رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:) اگر میں نویں (جنتی) مسلمان کا نام بھی لینا چاہوں تو لے سکتا ہوں۔ تو مسجد میں موجود لوگ بے قرار ہو گئے اور انہیں اللہ کی قسم دے کر کہنے لگے: اے رسول اللہ ﷺ کے صحابی! نواں کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: مومنوں میں سے نواں شخص میں ہوں اور رسول اللہ ﷺ دسویں ہیں۔

226۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ: ((ائْتِنِي بِكَتِفٍ أَوْ لَوْحٍ حَتّٰى أَكْتُبَ لِأَبِي بَكْرٍ كِتَابًا لَا يُخْتَلَفُ عَلَيْهِ)) ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَقُومَ ، قَالَ: ((أَبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُونَ أَنْ يُخْتَلَفَ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ)) . ❷

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٨٧ـ السنة لابن أبي عاصم: ١٤١

❷ [إسناده حسن لغيره] مضى برقم: ٢٠٥

جس وقت رسول اللہ ﷺ کی طبیعت بہت ناساز ہوگئی تو آپ نے عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: میرے پاس کوئی تختی لاؤ، تاکہ میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے لیے ایک تحریر لکھ دوں، جس پر اختلاف نہ کیا جائے۔ جب عبدالرحمان رضی اللہ عنہ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ اور مومنوں نے اس بات کا انکار کر دیا کہ آپ پر اختلاف کیا جائے گا (یعنی سب ہی آپ کو قبول کر لیں گے)۔

227۔ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ زیادہ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ادْعُ لِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَكْتُبْ لِأَبِي بَكْرٍ كِتَابًا لَا يُخْتَلَفُ عَلَيْهِ مَا حَيِيتُمْ))، ثُمَّ قَالَ: ((مَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ يَخْتَلِفَ الْمُؤْمِنُونَ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ)). [1]

میرے پاس عبدالرحمان بن ابی بکر (رضی اللہ عنہما) کو بلا کر لاؤ، تاکہ میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے لیے ایک ایسی تحریر لکھ دوں کہ جب تک تم لوگ زندہ رہو؛ اس پر اختلاف نہ کیا جائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس بات سے اللہ کی پناہ کہ مومنین ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر اختلاف کریں۔

228۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

((إِنِّي رَأَيْتُ آنِفًا كَأَنِّي أُتِيتُ بِالْمَقَالِيدِ وَالْمَوَازِينِ، فَأَمَّا الْمَقَالِيدُ فَهِيَ الْمَفَاتِيحُ، وَأَمَّا الْمَوَازِينُ فَهِيَ مَوَازِينُكُمْ هٰذِهِ، فَرَأَيْتُ كَأَنِّي وُضِعْتُ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ، وَوُضِعَتْ أُمَّتِي فِي كِفَّةٍ، فَرَجَحْتُ بِهِمْ، ثُمَّ وُضِعَ أَبُو بَكْرٍ وَوُضِعَتْ أُمَّتِي فَرَجَحَ بِهِمْ، ثُمَّ وُضِعَ عُمَرُ وَوُضِعَتْ أُمَّتِي فَرَجَحَ الْمِيزَانُ بِهِمْ، ثُمَّ وُضِعَ عُثْمَانُ وَوُضِعَتْ أُمَّتِي فَرَجَحَ الْمِيزَانُ، ثُمَّ رُفِعَ)). [2]

بلاشبہ میں نے ابھی دیکھا کہ گویا مجھے کنجیاں اور ترازو دیے گئے۔ کنجیاں جو تھیں وہ چابیاں ہی تھیں اور ترازو بھی تمہارے انہی ترازوؤں جیسے تھے۔ سو میں نے دیکھا کہ مجھے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا گیا اور (دوسرے) پلڑے میں میری اُمت کو رکھ دیا گیا، تو ان کے مقابلے میں میرا پلڑا بھاری ہوگیا۔ پھر (ایک پلڑے میں) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو رکھا گیا اور (دوسرے پلڑے میں) میری اُمت کو رکھا گیا، تو ان کے مقابلے میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا پلڑا بھاری ہوگیا۔ پھر (ایک پلڑے میں) عمر (رضی اللہ عنہ) کو رکھا گیا اور (دوسرے پلڑے میں) میری اُمت کو رکھا گیا تو ان کے مقابلے میں ترازو جھک گیا، پھر عثمان (رضی اللہ عنہ) کو (ایک پلڑے میں) رکھا گیا اور (دوسرے پلڑے میں) میری اُمت کو رکھا گیا تو ترازو جھک گیا، پھر اسے اُٹھا لیا گیا۔

229۔ ابوحازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ. [3]

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے ہوئے اِدھر اُدھر نہیں دیکھا کرتے تھے۔

230۔ امام مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ كَأَنَّهُ عُودٌ لَا يَتَحَرَّكُ، وَحُدِّثْتُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ كَذٰلِكَ،

---

[1] [إسناده ضعيف] مسند أبي داؤد الطيالسي: ٢/ ١٦٨ [2] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٧٦

[3] [إسناده صحيح] مضى برقم: ٢٢٢

قَالَ: وَكَانَ يُقَالُ: ذَالِكَ الْخُشُوعُ . ❶

سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو یوں لگتا تھا جیسے وہ لکڑی ہوں (کیونکہ) وہ حرکت ہی نہیں کرتے تھے، اور مجھ سے بیان کیا گیا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کیفیت بھی یہی ہوتی تھی۔ کہا جاتا تھا کہ یہ (ان کا) خشوع وخضوع ہے۔

231 ۔ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ کہا کرتے تھے:

أَخَذَ ابْنُ جُرَيْجٍ الصَّلَاةَ مِنْ عَطَاءٍ ، وَأَخَذَهَا عَطَاءٌ مِنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ ، وَأَخَذَهَا ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ أَبِي بَكْرٍ ، وَأَخَذَهَا أَبُو بَكْرٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَلَاةً مِنِ ابْنِ جُرَيْجٍ . ❷

ابن جریج رحمہ اللہ نے (خشوع وخضوع کے ساتھ) نماز پڑھنا امام عطاء رحمہ اللہ سے سیکھا، عطاء رحمہ اللہ نے ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ سے سیکھا، ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا۔ میں نے ابن جریج رحمہ اللہ سے بڑھ کر کسی کو ایسے احسن انداز میں نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

232 ۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ وَأَبُو بَكْرٍ . ❸

میں نے (جب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ان کے ساتھ صرف پانچ غلام، دو عورتیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

233 ۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ صَنَعَتْ لَنَا طَعَامًا ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ ، فَهَنَّيْنَاهُ ، ثُمَّ قَالَ: ((يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) ، فَدَخَلَ عُمَرُ ، فَهَنَّيْنَاهُ ، ثُمَّ قَالَ: ((يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْخِلُ رَأْسَهُ تَحْتَ الْوَدِيِّ وَيَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ جَعَلْتَهُ عَلِيًّا)) ، فَدَخَلَ عَلِيٌّ ، فَهَنَّيْنَاهُ . ❹

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری عورت کے ہاں موجود تھے جس نے ہماری کھانے کی دعوت کی تھی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس ایک جنتی شخص آ رہا ہے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے۔ ہم نے ان کو مبارکباد دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس ایک جنتی شخص آ رہا ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے۔ ہم نے ان کو بھی مبارکباد دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس ایک جنتی شخص آ رہا ہے۔ (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنا سر مبارک کھجوروں کے جھنڈ کے نیچے داخل کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: اے اللہ! اگر تو بھی چاہتا ہے تو یہ علی ہو۔ چنانچہ (ایسا ہی ہوا اور) سیدنا علی رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے۔ ہم نے ان کو (جنت کی) مبارکباد دی۔

❶ [إسناده صحيح] الحلية لأبي نعيم: ١/ ٣١٠
❷ [إسناده صحيح] التاريخ للخطيب: ١٠/ ٤٠٤
❸ [إسناده حسن] صحيح البخاري: ٧/ ١٨
❹ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٣/ ٣٣١

234 ۔ سیدنا ابوالمعلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ رَجُلًا خَيَّرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَ أَنْ يَعِيشَ فِي الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَعِيشَ فِيهَا، يَأْكُلُ مِنَ الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا، وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ، فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ)). قَالَ: فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا تَعْجَبُونَ مِنْ هٰذَا الشَّيْخِ؟ أَنْ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ رَجُلًا صَالِحًا خَيَّرَهُ رَبُّهُ بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَهُمْ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلْ نَفْدِيكَ بِأَمْوَالِنَا وَأَبْنَائِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيْنَا فِي صُحْبَتِهِ وَذَاتِ يَدِهِ مِنِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ، وَلٰكِنْ وُدٌّ وَإِخَاءُ إِيمَانٍ، وَلٰكِنْ وُدٌّ وَإِخَاءُ إِيمَانٍ ـ مَرَّتَيْنِ ـ وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللَّهِ)). [1]

بلاشبہ ایک بندے کو اس کے پروردگار نے دنیا میں من چاہی زندگی گزارنے اور اس کی تمام تر نعمتوں سے اپنی مرضی کے مطابق مستفید ہونے کے درمیان اور اپنے رب سے ملاقات کے درمیان اختیار دیا، تو اس نے اپنے رب سے ملاقات کو اختیار کر لیا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیا تمہیں اس بزرگ سے تعجب نہیں ہو رہا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کسی نیک آدمی کا تذکرہ کیا ہے کہ اس کے پروردگار نے اسے دنیا اور اپنے رب سے ملاقات کے درمیان اختیار دیا، تو اس نے اپنے رب کی ملاقات کو اختیار کر لیا ہے۔ جبکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے زیادہ اس بات کو سمجھتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ پر ہم اپنے اموال اور اپنے بیٹے قربان کر دیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جس نے اپنے ساتھ اور تعاون کے ساتھ ابن ابی قحافہ (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر ہم پہ احسان کیا ہو۔ اگر میں کوئی خلیل بناتا تو ابن ابی قحافہ کو بناتا، البتہ محبت اور ایمانی بھائی چارہ قائم ہے، البتہ محبت اور ایمانی بھائی چارہ قائم ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دو مرتبہ فرمایا) اور یقیناً تمہارے صاحب (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے خلیل ہیں۔

توضیح:...... خُلت، محبت کا وہ آخری درجہ ہے جو بندۂ مومن صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ کرسکتا ہے، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی اور کو خلیل بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن چونکہ یہ جائز نہیں ہے اس لیے خُلت کے بعد محبت کا جو اعلیٰ درجہ ہے، یعنی اسلامی اخوت ومحبت کا درجہ، اس سے میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو نوازتا ہوں۔

235 ۔ ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل حدیث مروی ہے۔ [2]

236 ۔ سیدنا ابوالمعلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ مِنْبَرَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: ((إِنَّ رِجْلَيَّ عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْحَوْضِ))، قَالَ: وَأَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الْمِنْبَرِ مُتَوَافِرُونَ، وَأَبُو

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ٤٧٨۔سنن الترمذي: ٥/ ٦٠٧

[2] [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦٠٨

بَكْرٍ مُتَقَنِّعٌ فِي الْقَوْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ عَبْدًا مِنْ عَبِيدِ اللّٰهِ خَيَّرَهُ رَبُّهُ بَيْنَ أَنْ يَعِيشَ فِي الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَعِيشَ فِيهَا، وَأَنْ يَأْكُلَ مِنَ الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا، وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ))، فَلَمْ يَفْطِنْ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ لِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ، فَانْتَحَبَ بَاكِيًا، فَقَالَ الْقَوْمُ: انْظُرُوا إِلَى هٰذَا الشَّيْخِ مَا يُبْكِيهِ؟ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ((إِنَّ عَبْدًا مِنْ عَبِيدِ اللّٰهِ خَيَّرَهُ رَبُّهُ بَيْنَ أَنْ يَعِيشَ فِي الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَعِيشَ فِيهَا، وَأَنْ يَأْكُلَ مِنَ الدُّنْيَا مَا شَاءَ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا، وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ، فَاخْتَارَ الْعَبْدُ لِقَاءَ رَبِّهِ))، فَمَا يُبْكِي هٰذَا الشَّيْخَ؟ فَلَمَّا سَمِعَ مَقَالَتَهُمْ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: بَلْ نَفْدِيكَ بِآبَائِنَا وَأَمْوَالِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ أَمَنَّ فِي صُحْبَتِهِ، وَلَا فِي ذَاتِ يَدِهِ، مِنِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ، وَلٰكِنْ وُدٌّ وَإِخَاءٌ وَإِيمَانٌ، وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ)). [1]

نبی ﷺ مدینہ منورہ کے منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: بلاشبہ میرے قدم جنت کی سیڑھیوں میں سے ایک سیڑھی پر ہیں۔ نبی ﷺ کے صحابہ منبر کے نیچے کثیر تعداد میں موجود تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی لوگوں میں چادر اوڑھ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندگانِ خدا میں سے ایک بندے کو اس کے رب نے اختیار دیا کہ یا تو وہ دنیا میں جس قدر زندگی گزارنا چاہے گزار لے اور دنیا (کی نعمتوں میں) سے جو کچھ کھانا چاہے کھا لے، یا پھر اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کو اختیار کر لے۔ نبی ﷺ نے جو فرمایا تھا اسے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا لوگوں میں سے کوئی بھی نہ سمجھ پایا، اس لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ سسکیاں لے کر رونے لگے۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا: اس بزرگ کو دیکھو؛ اسے کس بات نے رُلا دیا؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا ہے کہ بندگانِ خدا میں سے ایک بندے کو اس کے رب نے اختیار دیا کہ یا تو وہ دنیا میں جس قدر زندگی گزارنا چاہے گزار لے اور دنیا (کی نعمتوں میں) سے جو کچھ کھانا چاہے کھا لے، یا پھر اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کو اختیار کر لے، تو بندے نے اپنے رب سے ملاقات کو اختیار کر لیا۔ لیکن اس بزرگ کو کس بات نے رُلا دیا؟ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی باتیں سنیں تو اپنا سر اُٹھا کر نبی ﷺ کی جانب دیکھا اور عرض کیا: ہم اپنے آباء اور اپنے اموال آپ پر قربان کر دیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جس نے اپنے ساتھ اور تعاون کے ساتھ ابن ابی قحافہ (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر ہم پہ احسان کیا ہو۔ اگر میں کوئی خلیل بناتا تو ابن ابی قحافہ کو بناتا، البتہ محبت اور ایمانی بھائی چارہ قائم ہے، اور یقیناً تمہارے صاحب (یعنی آپ ﷺ) اللہ کے خلیل ہیں۔

توضیح:...... جب نبی ﷺ نے اپنا نام لیے بغیر عمومی طور پر ایک بندے کا ذکر کیا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی فراست سے فوراً سمجھ گئے کہ آپ ﷺ اپنے بارے میں ہی بات کر رہے ہیں، اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ روئے اس لیے تھے کیونکہ آپ نبی ﷺ کے ساتھ طویل مدت سے اور قریب تر رہنے کی وجہ سے آپ کے اسالیبِ گفتگو کو خوب جانتے تھے، اس لیے آپ سمجھ گئے کہ اس بات کے ذریعے آپ ﷺ اپنی وفات کی خبر دے رہے ہیں، جبکہ دیگر صحابہ اس معراج تک نہ پہنچ پائے

[1] [إسناده ضعيف] سنن الدارمي: ١/ ٢١٥ - مسند أبي يعلى الموصلي: ٢/ ٣٨٥

اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آبدیدہ ہونے پر تعجب کرنے لگے۔

237 ۔ سیدنا ابوالمعلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ قَدَمَيَّ عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ))، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ أَطَاعَ رَبَّهُ، وَأَحْسَنَ عِبَادَتَهُ، حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ))، فَبَكٰى أَبُو بَكْرٍ حَتّٰى نَشَجَ، وَقَالَ: نَفْدِيكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَنْفُسِنَا وَآبَائِنَا، قَالَ: فَعَجِبْنَا وَقُلْنَا: يَذْكُرُ النَّبِيُّ رَجُلًا وَتَقُولُ أَنْتَ مَا تَقُولُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عِنْدَنَا فِي صُحْبَتِهِ وَذَاتِ يَدِهِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا أَحَدًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلٰكِنْ وُدٌّ وَإِخَاءُ إِيمَانٍ، وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ)) يَعْنِي نَفْسَهُ. ❶

بلاشبہ میرے قدم جنت کی سیڑھیوں میں سے ایک سیڑھی پر ہیں۔ پھر فرمایا: یقیناً اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے نے اپنے رب کی اطاعت کی اور اس کی احسن انداز میں عبادت کی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے پاس بُلا لیا۔ (یہ سن کر) ابوبکر رضی اللہ عنہ اسقدر روئے کہ ان کی ہچکی بندھ گئی، اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر اپنی جانوں اور اپنے آباء واجداد کو قربان کر دیں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہمیں بہت تعجب ہوا اور ہم نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک آدمی کا ذکر کر رہے ہیں اور آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟! تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! ہمارا ساتھ نبھانے اور مال خرچ کرنے میں مجھ پر تمام لوگوں سے زیادہ احسان ابن ابی قحافہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کا ہے، اگر میں کسی کو خلیل (دِلی دوست) بناتا تو انہیں ہی بناتا، البتہ اُلفت وچاہت اور دِینی بھائی چارہ تو قائم ہے، اور بلاشبہ تمہارا ساتھی (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے۔

238 ۔ ابوغسان بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن حفص رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَذْكُرُوا الْمُطَيَّبِينَ، فَاذْكُرُوا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَفِعَالَهُمَا. ❷

اگر تم اچھے لوگوں کا تذکرہ کرنا چاہتے ہو تو سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا اور ان کی صلاحیتوں کا تذکرہ کیا کرو۔

239 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ جُلُوسٌ، مَا فِيهِمْ أَحَدٌ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ حَبْوَتِهِ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَإِنَّهُ يَبْتَسِمُ إِلَيْهِمَا وَيَبْتَسِمَانِ إِلَيْهِ. ❸

نبی صلی اللہ علیہ وسلم (حجرۂ مبارک سے) نکلا کرتے تھے تو مہاجرین و انصار بیٹھے ہوتے تھے، لیکن سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی بھی شخص اپنے ''حبوۃ'' سے سر نہ اُٹھاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کی جانب دیکھ کر مسکرا دیتے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مسکرانے لگتے۔

توضیح :...... ''حبوۃ'' بیٹھنے کی ایک خاص کیفیت کا نام ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ آدمی سرین کے بل

❶ [إسناده ضعيف] راجع الحديث السابق ❷ [إسناده صحيح] تفرّد به المؤلف

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٣/ ١٥٠ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦١٢ ـ مسند أبوداؤد الطيالسي: ٢/ ١٣٩

بیٹھ کر اپنی دونوں رانوں سے پنڈلیاں ملا کر گھٹنے کھڑے کر لے اور ہاتھ پنڈلیوں پر باندھ لے۔

240 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

صَلّٰى أَبُو بَكْرٍ بِالنَّاسِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّفِّ . ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صف میں موجود تھے۔

241 ۔ قیس الخارفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

سَبَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَصَلّٰى أَبُو بَكْرٍ ، وَثَلَّثَ عُمَرُ ، ثُمَّ خَبَطَتْنَا أَوْ أَصَابَتْنَا فِتْنَةٌ فَمَا شَاءَ اللّٰهُ ، أَوْ أَصَابَتْنَا فِتْنَةٌ يَعْفُو اللّٰهُ عَمَّنْ يَشَاءُ . ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے رحلت فرما گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی (یعنی وہ خلیفہ بنے) اور تیسرے نمبر پر عمر رضی اللہ عنہ آئے، پھر اللہ کے فیصلے کے مطابق ہمیں فتنوں نے گھر لیا، اللہ تعالیٰ جس سے چاہے گا درگزر فرمائے گا۔

242 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَبَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَصَلّٰى أَبُو بَكْرٍ ، وَثَلَّثَ عُمَرُ ، ثُمَّ خَبَطَتْنَا فِتْنَةٌ ، أَوْ أَصَابَتْنَا فِتْنَةٌ ، يَعْفُو اللّٰهُ عَمَّنْ يَشَاءُ . ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے رحلت فرما گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی (یعنی وہ خلیفہ بنے) اور تیسرے نمبر پر عمر رضی اللہ عنہ آئے، پھر اللہ کی مشیت کے مطابق ہمیں فتنوں نے گھر لیا، اللہ تعالیٰ جس سے چاہے گا درگزر فرمائے گا۔

243 ۔ عمرو بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ بصرہ کے روز جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فتح حاصل ہوئی تو ایک آدمی نے خطبہ دیا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

هٰذَا الْخَطِيبُ الشَّحْشَحُ ، سَبَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ، وَصَلّٰى أَبُو بَكْرٍ ، وَثَلَّثَ عُمَرُ ، ثُمَّ خَبَطَتْنَا بَعْدَهُمْ فِتْنَةٌ يَصْنَعُ اللّٰهُ فِيهَا مَا يَشَاءُ . ❹

یہ بڑا بولنے والا خطیب ہے، سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی (یعنی وہ خلیفہ بنے) اور تیسرے نمبر پر عمر رضی اللہ عنہ آئے، پھر ان کے بعد ہمیں فتنے نے گھر لیا، اللہ تعالیٰ اس بارے میں جو چاہے گا کرے گا۔

244 ۔ قیس الخارفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس منبر پر یہ فرماتے سنا کہ:

سَبَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ، وَصَلّٰى أَبُو بَكْرٍ ، وَثَلَّثَ عُمَرُ ، ثُمَّ خَبَطَتْنَا أَوْ أَصَابَتْنَا فِتْنَةٌ فَكَانَ مَا شَاءَ اللّٰهُ . ❺

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ١٥٩ ـ سنن النسائي: ٢/ ٧٩

❷ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٦/ ١٣٠ ـ التاريخ الكبير للبخاري: ٤/ ١٧٢ ـ السنة لابن أبي عاصم: ١١٧

❸ [إسناده صحيح لغيره] مسند أحمد: ١/ ١١٢ ❹ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٤٧

❺ [إسناده صحيح] السنة لابن أبي عاصم: ١١٧ ـ مسند أحمد: ١/ ١٤٧

سنت سے پہلے رسول اللہ ﷺ چلے گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی (یعنی وہ خلیفہ بنے) اور تیسرے نمبر پر عمر رضی اللہ عنہ آئے، پھر ہمیں فتنے درپیش ہو گئے، چنانچہ ہو گا وہی جو اللہ چاہے گا۔

245 ۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَيْنَمَا أَنَا قَاعِدٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ طَلَعَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ، فَقَالَ: ((يَا عَلِيُّ ، هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَا خَلَا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ)) . ❶

اس دوران کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اسی وقت سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تشریف لے آئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! یہ دونوں، نبیوں اور رسولوں کے علاوہ عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔

246 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا ، فَتَبِعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ ، فَرَجَفَ بِهِمْ ، فَقَالَ: ((اسْكُنْ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ)) . ❷

نبی ﷺ اُحد پہاڑ پر چڑھے، ان کے پیچھے پیچھے سیدنا ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی چڑھے، تو پہاڑ نے انہیں ہلایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جا، ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید (تجھ پر سوار ہیں)۔

247 ۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

ارْتَجَّ أُحُدٌ وَعَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اثْبُتْ أُحُدُ ، مَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ)) . ❸

اُحد لرزنے لگا، جبکہ اس پر نبی ﷺ، سیدنا ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم موجود تھے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: اُحد! ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

توضیح:...... اُحد کے لرزنے کی وجہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ وہ پیکر نبوت اور اس کے مقرب و محبوب ساتھیوں کی موجودگی کے خوف سے اور ان کی عظمت و جلالت کے ڈر سے لرز رہا تھا یا ان رحمتِ دو عالم ﷺ اور ان کے اصحابِ ذی سعادت کی قدم بوسی کے شرف سے جھوم رہا تھا۔

248 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِحِرَاءٍ فَتَحَرَّكَتْ بِهِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ: ((اهْدَئِي فَمَا عَلَيْكِ إِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدٌ)) ، قَالَ: وَعَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ، وَعَلِيٌّ ، وَعُثْمَانُ ، وَطَلْحَةُ ، وَالزُّبَيْرُ . ❹

رسول اللہ ﷺ حراء پہاڑ پر موجود تھے کہ ایک چٹان نے آپ کو حرکت دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جا، تجھ

---

❶ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦١١

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٥٣ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٢٤

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٣٣١ ـ مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٢٩ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٥٥

❹ [إسناده حسن] صحيح مسلم: ٤/ ١٨٨٠ ـ مسند أحمد: ٢/ ٤١٩

پر ایک نبی، ایک صدیق اور ایک شہید موجود ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پہاڑ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، سیدنا ابوبکر، عمر، علی، عثمان، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

249 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِرَاءٍ فَتَزَعْزَعَ بِهِمُ الْجَبَلُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اسْكُنْ حِرَاءُ ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ ، أَوْ صِدِّيقٌ ، أَوْ شَهِيدٌ)) ، قَالَ: وَعَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ، وَعُمَرُ ، وَعُثْمَانُ ، وَعَلِيٌّ ، وَطَلْحَةُ ، وَالزُّبَيْرُ ، وَسَعْدٌ ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ . ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے صحابہ کے ہمراہ) حراء پر موجود تھے تو پہاڑ انہیں زور زور سے ہلانے لگا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حراء پہاڑ! ٹھہر جا، کیونکہ تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں پہاڑ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمان بن عوف اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم تھے۔

250 ۔ سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حراء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اسْكُنْ حِرَاءُ ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ ، أَوْ صِدِّيقٌ ، أَوْ شَهِيدٌ)) ، قِيلَ: مَنْ هُمْ؟ قَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ، وَعُمَرُ ، وَعُثْمَانُ ، وَعَلِيٌّ ، وَطَلْحَةُ ، وَالزُّبَيْرُ ، وَسَعْدٌ ، وَابْنُ عَوْفٍ ، قِيلَ لَهُ: مَنِ الْعَاشِرُ؟ قَالَ: أَنَا ، يَعْنِي نَفْسَهُ ، وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ: أَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ آثَمْ . ❷

اے حراء! ٹھہر جا، کیونکہ تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔ پوچھا گیا کہ وہ کون تھے؟ تو سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد اور ابن عوف رضی اللہ عنہم تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ دسواں کون تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: میں۔ یعنی انہوں نے خود اپنا کہا۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان نو لوگوں کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں اور اگر میں دسویں کی گواہی بھی دے دوں تو گنہگار نہیں ہوں گا۔

251 ۔ اختلافِ سند کے ساتھ گزشتہ حدیث کے ہی مثل ہے۔ ❸

252 ۔ ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل حدیث مروی ہے۔ ❹

253 ۔ اختلافِ رُواۃ کے ساتھ یہی حدیث مروی ہے۔ ❺

254 ۔ سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حراء حرکت کرنے لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

❶ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٨٢

❷ [إسناده حسن لغيره] سنن الترمذي: ٥/ ٦٥١

❸ [إسناده حسن لغيره] مصنف ابن أبي شيبة: ٦/ ٣٥١

❹ [إسناده حسن لغيره] السنة لابن أبي عاصم: ٢/ ٦٨١

❺ [إسناده صحيح] مسند البزار: ٢/ ٥٦

((اسْكُنْ حِرَاءُ، فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ))، وَعَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَسَعْدٌ، قَالَ: وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أُخْبِرَكُمْ بِالْعَاشِرِ أَخْبَرْتُكُمْ، يَعْنِي نَفْسَهُ. ❶

اے حراء! ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور ایک شہید موجود ہے۔ اس وقت پہاڑ پر رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمان بن عوف اور سعد رضی اللہ عنہم تھے۔ اور اگر میں تمہیں دسویں آدمی کا بتانا چاہوں تو بتا سکتا ہوں، یعنی دسویں وہ خود تھے۔

255 ۔ ایک صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُثْمَانَ كَانُوا عَلَى أُحُدٍ، فَرَجَفَ بِهِمْ، أَوْ قَالَ: تَحَرَّكَ بِهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اثْبُتْ أُحُدُ، فَإِنَّ عَلَيْكَ نَبِيًّا، وَصِدِّيقًا، وَشَهِيدَيْنِ)). ❷

نبی ﷺ، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما اُحد پہاڑ پر تھے تو وہ انہیں زور زور سے ہلانے لگا، یا فرمایا کہ انہیں حرکت دینے لگا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: اے اُحد! ٹھہر جا، بلاشبہ تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

256 ۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ))، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الْعَاشِرَ. ❸

نبی (ﷺ) جنت میں ہوں گے، ابوبکر جنت میں، عمر جنت میں، عثمان جنت میں، علی جنت میں، طلحہ جنت میں، زبیر جنت میں، عبدالرحمان بن عوف جنت میں اور سعد (رضی اللہ عنہم) بھی جنت میں جائیں گے۔ (اس کے بعد سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا) اگر میں چاہوں تو دسویں آدمی کا بھی نام لے سکتا ہوں (یعنی دسویں خود سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ تھے)۔

257 ۔ عبدالرحمان بن اخنس بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فلاں صحابی کو بُرا بھلا کہا (جن کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے) تو سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((رَسُولُ اللّٰهِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ))، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الْعَاشِرَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ. ❹

اللہ کا رسول جنتی ہے، ابوبکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، علی جنتی ہے، طلحہ جنتی ہے، زبیر جنتی ہے، عبدالرحمان بن عوف جنتی ہے اور سعد جنتی ہے (رضی اللہ عنہم)۔ اور اگر میں چاہوں تو دسویں آدمی کا نام بھی لے سکتا

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ۸۱، ۸۲
❷ [إسناده صحيح] تفرّد به المؤلف
❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ۸۷
❹ [إسناده صحيح] مضى برقم: ۸۷

ہوں۔ پھر انہوں نے اسی کے مثل بیان کیا۔

258 - سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَتَانِی جِبْرِیلُ عَلَیْهِ السَّلامُ فَأَخَذَ بِیَدِی ، فَأَرَانِی بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِی تَدْخُلُ مِنْهُ أُمَّتِی))، فَقَالَ أَبُو بَکْرٍ: وَدِدْتُ یَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَنِّی کُنْتُ مَعَكَ حَتّٰی أَنْظُرَ إِلَیْهِ ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَا إِنَّكَ یَا أَبَا بَکْرٍ أَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِی)) . ❶

میرے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا، پھر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری اُمت داخل ہوگی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں چاہتا ہوں کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں، یہاں تک کہ میں بھی اس کو دیکھ لوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! سنو! یقیناً میری اُمت میں سے تم سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے۔

259 - سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے والد گرامی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ:

کُنْتُ فِی أَوَّلِ مَنْ فَاءَ یَوْمَ أُحُدٍ ، فَرَأَیْتُ رَجُلًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَاتِلُ دُونَهُ . ❷

میں ان لوگوں میں پہلا شخص تھا جو اُحد کے دِن لوٹ آئے تھے، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک آدمی کو دیکھا جو آپ کو (دشمن سے) محفوظ رکھنے کے لیے قتال کر رہا تھا۔

260 - ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

خَیْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا أَبُو بَکْرٍ وَعُمَرُ ، وَلَوْ شِئْتُ لَحَدَّثْتُکُمْ بِالثَّالِثِ . ❸

اس اُمت کے پیغمبر کے بعد بہترین شخص ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں، اور اگر میں چاہوں تو تیسرے شخص کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔

❶ [إسناده صحیح لغیره] المستدرك للحاکم: ٣/ ٧٣۔سنن أبی داود: ٤/ ٢١٣

❷ [إسناده ضعیف جدًا] مسند أبی داود الطیالسی: ٢/ ٩٩۔صحیح ابن حبان: ٥٤٦۔المستدرك للحاکم: ٣/ ٢٦

❸ [إسناده صحیح] مضی برقم: ٤٠

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا

261 ۔ ربیعہ بن عبدالرحمان، محمد بن منکدر اور عثمان بن محمد اخنسی رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

أَبُو بَكْرٍ أَوَّلُ الرِّجَالِ أَسْلَمَ . ❶

مردوں میں سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

262 ۔ عمرو بن مُرہ سے مروی ہے کہ ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

أَبُو بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . ❷

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے شخص تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام لائے۔

263 ۔ عمرو بن مُرہ سے ہی مروی ہے کہ امام نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ . ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے جو صاحب اسلام لائے وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

264 ۔ یوسف بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے مشائخِ فقہ سعد بن ابراہیم، صالح بن کیسان، ربیعہ بن ابوعبدالرحمان، عثمان بن محمد اخنسی اور متعدد فقہاء کو فرماتے سنا:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ . ❹

یقیناً سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

265 ۔ امام ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ . ❺

سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی شخصیت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

266 ۔ امام ابراہیم رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ صَلّٰى أَوْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ أَبُو بَكْرٍ . ❻

مردوں میں سب سے پہلے جس صاحب نے نماز پڑھی، یا (کہا کہ) اسلام قبول کیا وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

267 ۔ امام محمد بن کعب رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

❶ [إسناده صحيح] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٠٣

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٣١٧

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٣٦٨

❹ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٦٤٢

❺ [إسناده صحيح لغيره] مصنف ابن أبي شيبة: ٧/ ٣٣٦

❻ [إسناده صحيح] السنن الكبرىٰ للبيهقي: ٥/ ١٧٦

أَوَّلُ مَنْ صَلّٰى أَبُو بَكْرٍ . ❶

سب سے پہلے جس شخصیت نے نماز پڑھی وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

268 ۔ امام محمد بن کعب رحمہ اللہ ہی کا فرمان ہے کہ:

إِنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِرَسُولِ اللّٰهِ خَدِيجَةُ ، وَأَوَّلَ رَجُلَيْنِ أَسْلَمَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَعَلِيٌّ ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ . ❷

بلاشبہ اس اُمت میں سے سب سے پہلے جو ہستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسلام لائی وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں اور سب سے پہلے اسلام لانے والے دو مرد سیدنا ابوبکر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما ہیں، اور بے شائبہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ پہلی ہستی ہیں جس نے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔

269 ۔ امام ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ . ❸

سب سے پہلے جس شخصیت نے اسلام قبول کیا وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

270 ۔ امام ابراہیم رحمہ اللہ ہی کا فرمان ہے کہ:

أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ . ❹

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والی شخصیت ہیں۔

271 ۔ ابونضرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَوَلَسْتُ أَوَّلَ مَنْ صَلّٰى؟❺

کیا میں وہ شخص نہیں ہوں جس نے سب سے پہلے نماز ادا کی؟

272 ۔ امام ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ أَبُو بَكْرٍ ، وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ خَدِيجَةُ . ❻

مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

273 ۔ مغیرہ سے مروی ہے کہ امام ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ . ❼

سب سے پہلے جو صاحب اسلام لائے وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

---

❶ [إسناده حسن] مضى برقم: ١١٩
❷ [إسناده حسن] دلائل النبوة للبيهقي: ١/ ٤١٦
❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٢٦٥
❹ [إسناده صحيح] راجع الحديث السابق
❺ [رجال الإسناد ثقات] سنن الترمذي: ٥/ ٦١١ ـ ابن حبان (موارد الظمآن): ٥٣٢ ـ شرح السنة للبغوى: ٣٥
❻ [رجاله ثقات عدا اسماعيل] البداية والنهاية: ٧/ ٢٢٣
❼ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٢٦٥

274 - عبداللہ بن مُلیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ أُعْطِيَ سَبْعَةَ نُقَبَاءَ، وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيَ أَرْبَعَةَ عَشَرَ نَقِيبًا نَجِيبًا: أَنَا وَابْنَيَّ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، وَحَمْزَةُ، وَجَعْفَرٌ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَابْنُ مَسْعُودٍ، وَحُذَيْفَةُ، وَأَبُو ذَرٍّ، وَالْمِقْدَادُ، وَسَلْمَانُ، وَعَمَّارٌ، وَبِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ. ❶

یقیناً ہر نبی کو سات ہونہار اور ستودہ صفات ساتھی دِیے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات وصفات میں ممتاز ایسے چودہ ساتھی عنایت کیے گئے: میں اور میرے دو بیٹے حسن و حسین، حمزہ، جعفر، ابوبکر، عمر، ابن مسعود، حذیفہ، ابوذر، مقداد، سلمان، عمار اور بلال رضی اللہ عنہم۔

275 - عبداللہ بن مُلیل ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

أُعْطِيَ كُلُّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ مِنْ أُمَّتِهِ، وَأُعْطِيَ النَّبِيُّ أَرْبَعَةَ عَشَرَ مِنْ أُمَّتِهِ نُجَبَاءَ، مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. ❷

ہر نبی کو اس کی اُمت میں سے سات ممتاز صفات کے حامل ساتھی دِیے گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اُمت میں سے ایسے چودہ ساتھیوں سے نوازا گیا، ان میں سے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

276 - عبداللہ بن مُلیل کا ہی بیان ہے کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

أُعْطِيَ كُلُّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ، وَأُعْطِيَ نَبِيُّكُمْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ نَجِيبًا، مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَابْنُ مَسْعُودٍ، وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ. ❸

ہر نبی کو سات ہونہار اور ستودہ صفات ساتھی دِیے گئے اور تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایسے چودہ ساتھی دِیے گئے، ان میں سے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، ابن مسعود اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔

277 - سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ سَبْعَةَ رُفَقَاءَ نُجَبَاءَ وَوُزَرَاءَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ أَرْبَعَةَ عَشَرَ: حَمْزَةُ، وَجَعْفَرٌ، وَعَلِيٌّ، وَحَسَنٌ، وَحُسَيْنٌ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ، وَأَبُو ذَرٍّ، وَالْمِقْدَادُ، وَحُذَيْفَةُ، وَسَلْمَانُ، وَعَمَّارٌ، وَبِلَالٌ)). ❹

یقیناً مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں تھا کہ جسے سات ممتاز و ہونہار وزراء ساتھی نہ دِیے گئے ہوں جبکہ مجھے چودہ دِیے گئے ہیں: حمزہ، جعفر، علی، حسن، حسین، ابوبکر، عمر، عبداللہ بن مسعود، ابوذر، مقداد، حذیفہ، سلمان، عمار اور بلال رضی اللہ عنہم۔

278 - سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي

---

❶ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٠٩ ❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٤٢

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٤٩ ❹ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٤٨

الْجَنَّةِ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ)). ❶

ابوبکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، علی جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، طلحہ جنتی ہے، زبیر جنتی ہے، عبدالرحمان بن عوف جنتی ہے، سعد بن ابی وقاص جنتی ہے، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جنتی ہے اور ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہے، رضی اللہ عنہم۔

279۔ عبداللہ بن ظالم بیان کرتے ہیں کہ:

أَقَامَ فُلَانٌ خُطَبَاءَ يَقَعُونَ فِي عَلِيٍّ، وَأَنَا إِلَى جَنْبِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، فَغَضِبَ فَقَالَ: أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا الظَّالِمِ لِنَفْسِهِ الَّذِي يَأْمُرُ بِلَعْنِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ فَأَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ آثَمْ، قَالَ: قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اثْبُتْ حِرَاءُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ))، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ؟ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ، ثُمَّ سَكَتَ، فَقُلْتُ: مَنِ الْعَاشِرُ؟ قَالَ: أَنَا. ❷

فلاں شخص نے کچھ خطیبوں کو کھڑا کیا جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دشنام طرازی کر رہے تھے۔ میں سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑا تھا، وہ (ان کی ہرزہ سرائی سن کر) غصے میں آ گئے اور فرمایا: کیا تم اپنے آپ پر ہی ظلم کرنے والے اس شخص کی طرف نہیں دیکھ رہے جو ایک جنتی شخص کو لعن وطعن کرنے کا حکم دے رہا ہے؟ جبکہ میں نو اصحاب کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ وہ جنتی ہیں اور اگر میں دسویں شخص کے (جنتی ہونے کے) بارے میں بھی گواہی دے دوں تو گنہگار نہیں ہوں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: وہ اصحاب کون تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حراء! ٹھہر جا، بلاشبہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور ایک شہید موجود ہے۔ میں نے کہا: وہ کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمان بن عوف اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہم۔ پھر آپ خاموش ہو گئے۔ میں نے پوچھا: دسواں کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں۔

280۔ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رَحِمَ اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ، هُوَ أَوَّلُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ. ❸

اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے قرآن کو دو گتوں کے درمیان جمع کیا۔

توضیح: ...... دو گتوں کے درمیان جمع کرنے سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کو باقاعدہ کتابی شکل دی، کیونکہ اس سے پہلے قرآن اسی صورت میں موجود تھا جیسے عہد نبوت میں لکھا جاتا تھا، یعنی پتوں، پتھروں اور چمڑوں وغیرہ پر۔ تو سیدنا

---

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ١٩٣۔سنن الترمذي: ٥/ ٦٤٧

❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٨١

❸ [إسناده حسن] تحفة الأشراف: ٤/ ٤۔فضائل القرآن لأبي عبيد: ٥٣٧۔المصاحف لابن أبي داؤد: ص ٥

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان تمام کو یکجا کر کے مصحف کی صورت دے دی۔

281۔ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ قَطَعَ الرِّجْلَ أَبُو بَكْرٍ. ❶

سب سے پہلے جس نے ٹانگ کاٹی؛ وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

282۔ امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ الْإِسْلَامَ سَبْعَةٌ: رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَبِلَالٌ، وَخَبَّابٌ، وَصُهَيْبٌ، وَعَمَّارٌ وَسُمَيَّةُ أُمُّ عَمَّارٍ. ❷

سب سے پہلے اسلام کا اظہار کرنے والے سات حضرات ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، بلال، خباب، صہیب، عمار اور عمار کی والدہ سُمیہ رضی اللہ عنہم۔

283۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ أَهْلُ الْبَقِيعِ، ثُمَّ أُحْشَرُ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ)). ❸

میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کو شق کیا جائے گا، پھر ابوبکر (کی قبر) کو، پھر عمر (کی قبر) کو (کھولا جائے گا)، پھر اہل بقیع (یعنی بقیع میں دفن لوگوں کو) اٹھایا جائے گا، پھر حرمین کے درمیان میرا حشر ہوگا۔

توضیح:...... اس حدیث مبارکہ میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب اور ان کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔

284۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے بعد کسے امیر مقرر کیا جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنْ تُؤَمِّرُوا أَبَا بَكْرٍ تَجِدُوهُ أَمِينًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا، رَاغِبًا فِي الْآخِرَةِ، وَإِنْ تُؤَمِّرُوا عُمَرَ تَجِدُوهُ قَوِيًّا أَمِينًا لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَإِنْ تُؤَمِّرُوا عَلِيًّا وَلَا أَرَاكُمْ فَاعِلِينَ تَجِدُوهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا يَأْخُذُ بِكُمُ الطَّرِيقَ الْمُسْتَقِيمَ)). ❹

اگر تم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو امیر مقرر کرو گے تو تم انہیں امانت دار، دنیا سے بے رغبت اور آخرت میں رغبت رکھنے والا پاؤ گے، اگر تم عمر (رضی اللہ عنہ) کو امیر بناؤ گے تو تم انہیں طاقت ور اور امانت دار پاؤ گے؛ جو اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کو خاطر میں نہ لاتا ہو اور اگر تم علی (رضی اللہ عنہ) کو امیر منتخب کرو گے، جبکہ مجھے لگتا نہیں ہے کہ تم ایسا کرو گے، تو تم انہیں راہنما اور ہدایت یافتہ پاؤ گے، جو تمہیں راہِ راست پر لے کر چلے گا۔

---

❶ [إسناده ضعيف] المصنف لابن أبي شيبة: ٧/ ٢٥٦ ـ الطبقات لابن سعد: ٣/ ٢٣٣

❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٩١

❸ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٣٢

❹ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ١٠٨ ـ كشف الأستار: ٢/ ٢٥٥ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٥/ ١٧٦

ابوبکر کو جنت کی بشارت دے دو

285 ۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُشًّا فَقَالَ: ((أَمْسِكْ عَلَيَّ الْبَابَ))، قَالَ: فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: أَهْلِي لَكَ، رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: قُلْتُ: دَخَلَ الْحُشَّ، وَقَالَ لِي: ((أَمْسِكْ عَلَيَّ الْبَابَ))، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: اسْتَأْذِنْ لِي عَلَيْهِ أَهْلِي لَكَ، قَالَ: فَجِئْتُ فَقُلْتُ: هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، قَالَ: فَجِئْتُهُ فَأَذِنْتُ لَهُ وَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ، قَالَ: ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ مِثْلَ ذَالِكَ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، قَالَ: فَأَذِنْتُ لَهُ وَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ، قَالَ: ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقَالَ مِثْلَ ذَالِكَ، فَاسْتَأْذَنْتُ لَهُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ، فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ بَعْدَ عَنَاءٍ أَوْ بَلَاءٍ)). [1]

رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک باغ میں داخل ہوئے تو فرمایا: دروازہ بند کر دو۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا: آباد رہو! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا: اس باغ میں داخل ہوئے اور مجھ سے فرمایا تھا کہ دروازہ بند کر دو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے لیے آپ ﷺ سے ملاقات کی اجازت طلب کرو۔ چنانچہ میں آیا اور عرض کیا: حضور! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اجازت مانگ رہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو۔ میں ان کے پاس آیا اور انہیں (اندر آنے کی) اجازت دے دی اور کہا: یقیناً رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دے رہے ہیں۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور انہوں نے بھی اسی کے مثل کہا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو۔ چنانچہ میں نے انہیں اجازت دی اور کہا: رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دے رہے ہیں۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور انہوں نے بھی اسی کے مثل کہا۔ میں ان کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت لینے آیا تو آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمایا: انہیں اجازت دے دو اور مشکلات، یا (فرمایا کہ) آزمائشوں کے بعد جنت کے حصول کی بشارت سنا دو۔

286 ۔ ابوالحیاۃ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا کہ:

خَرَجْتُ فِي سَفَرٍ مَعَنَا رَجُلٌ يَسُبُّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَنَهَيْنَاهُ، فَلَمْ يَنْتَهِ، فَخَرَجَ لِيَقْضِيَ

[1] [رجاله ثقات عدا عبد الرحمٰن بن أبي سفيان] تفرّد به المؤلف

حَاجَتَهُ، فَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ الدُّبُرُ، يَعْنِي: الزَّنَابِيرُ، فَاسْتَغَاثَ، فَأَغْثْنَاهُ، فَحَمَلَتْ عَلَيْنَا حَتَّى تَرَكْنَاهُ، فَمَا أَقْلَعَتْ عَنْهُ حَتَّى قَطَّعَتْهُ. ❶

میں ایک سفر پر روانہ ہوا، ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا جو سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ ہم نے اسے منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا۔ پھر وہ قضائے حاجت کے لیے باہر گیا تو اس پر بہت سے بھڑ حملہ آور ہو گئے۔ اس نے مدد کے لیے پکارا تو ہم اس کی مدد کو گئے، لیکن انہوں نے ہم پر بھی حملہ کر دیا تو ہم نے اسے چھوڑ دیا، پھر وہ بھڑ تب تک اس سے الگ نہ ہوئے جب تک کہ اسے ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دیا۔

287 ۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ـ يَعْنِي: فِي الْمَنَامِ ـ مُتَعَلِّقًا بِالْعَرْشِ، ثُمَّ رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ أَخَذَ بِحِقْوَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ رَأَيْتُ عُمَرَ أَخَذَ بِحِقْوَيْ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ رَأَيْتُ عُثْمَانَ أَخَذَ بِحِقْوَيْ عُمَرَ، ثُمَّ رَأَيْتُ الدَّمَ مُنْصَبًّا مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ. فَحَدَّثَ الْحَسَنُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَعِنْدَهُ نَاسٌ مِنَ الشِّيعَةِ، فَقَالُوا: مَا رَأَيْتَ عَلِيًّا؟ قَالَ: مَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَرَاهُ أَخَذَ بِحِقْوَيْ رَسُولِ اللّٰهِ مِنْ عَلِيٍّ، وَلٰكِنْ إِنَّمَا هِيَ رُؤْيَا. فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو أَبُو مَسْعُودٍ: وَإِنَّكُمْ لَتَجِدُونَ عَلَى الْحَسَنِ فِي رُؤْيَا رَآهَا، لَقَدْ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ غُزَاةٌ قَدْ أَصَابَ الْمُسْلِمِينَ جَهْدٌ شَدِيدٌ حَتَّى عُرِفَتِ الْكَآبَةُ فِي وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ، وَالْفَرَحُ فِي وُجُوهِ الْمُنَافِقِينَ، فَلَمَّا رَأَى ذَالِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((وَاللّٰهِ لَا تَغِيبُ الشَّمْسُ حَتَّى يَأْتِيَكُمُ اللّٰهُ بِرِزْقٍ))، فَعَلِمَ عُثْمَانُ أَنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ سَيَصْدُقَانِ فَوَجَّهَ رَاحِلَتَهُ، فَإِذَا هُوَ بِأَرْبَعَ عَشْرَةَ رَاحِلَةً، فَاشْتَرَاهَا وَمَا عَلَيْهَا مِنْ طَعَامٍ، فَوَجَّهَ مِنْهَا سَبْعًا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَوَجَّهَ بِسَبْعٍ إِلَى أَهْلِهِ، فَلَمَّا رَأَى الْمُسْلِمُونَ الْعِيرَ قَدْ جَاءَتْ، فَعُرِفَ الْفَرَحُ فِي وُجُوهِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْكَآبَةُ فِي وُجُوهِ الْمُنَافِقِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا هٰذَا؟)) قَالُوا: أَرْسَلَ بِهَا عُثْمَانُ هَدِيَّةً لَكَ، قَالَ: فَرَأَيْتُهُ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو لِعُثْمَانَ، مَا سَمِعْتُهُ يَدْعُو لِأَحَدٍ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ: ((اَللّٰهُمَّ أَعْطِ عُثْمَانَ، وَافْعَلْ بِعُثْمَانَ)) رَافِعًا يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ. ❷

مجھے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ عرش سے چمٹے ہوئے تھے۔ پھر میں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ازار بند کو پکڑا ہوا تھا، پھر میری نظر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر پڑی، انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ازار بند کو پکڑا ہوا تھا۔ پھر مجھے خون دکھائی دیا جو آسمان سے زمین کی جانب بہہ رہا تھا۔ جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی تو ان کے پاس کچھ شیعہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا: کیا آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا؟ تو انہوں نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مجھے کوئی بھی ایسا شخص پسند نہیں تھا کہ جس نے

❶ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٦/ ٣٨٤

❷ [إسناده ضعيف] المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٩٥ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٨٥ ـ الرياض النضرة: ٣/ ٣٥

رسول اللہ ﷺ کا ازار بند پکڑا ہوتا، لیکن یہ تو محض ایک خواب تھا۔ اس پر سیدنا عقبہ بن عمرو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم تو حسن رضی اللہ عنہ پر ایک خواب کے معاملے میں ہی خفا ہو رہے ہو جو انہوں نے دیکھا، جبکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور ہم ایک جنگ کے لیے گئے تھے، مسلمانوں کو اس قدر سخت محنت و مشقت کرنا پڑی کہ ان کے چہروں سے ہی تکلیف کے آثار دکھائی دے رہے تھے جبکہ منافقوں کے چہروں پر خوشی ٹپک رہی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ عالم دیکھا تو فرمایا: اللہ کی قسم! سورج غروب نہیں ہوگا کہ تمہارے پاس اللہ کا رزق آ جائے گا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ اللہ اور اس کے رسول سچ ہی فرماتے ہیں، چنانچہ وہ اپنی سواری کی جانب چل پڑے اور جا کر سواری کے چودہ اونٹ خرید لائے جن پر کھانا نہیں تھا، انہوں نے ان میں سے سات اونٹ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیے اور سات اپنے گھر والوں کی جانب۔ جب مسلمانوں نے اونٹوں کا قافلہ آتا دیکھا تو مومنوں کے چہرے خوشی سے سرشار ہو گئے اور منافقوں کے چہروں پر رنج و غم چھا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے استفسار فرمایا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ آپ کو تحفہ بھیجے ہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو ہاتھ بلند کر کے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرتے دیکھا اور میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد آپ ﷺ کو کسی کے لیے ایسی دعا کرتے نہیں سنا: اے اللہ! عثمان کو (مزید) عطا فرما اور عثمان سے کام لے لے۔ آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو بلند کیے جا رہے تھے، یہاں تک کہ مجھے آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی۔

288 ۔ سیدنا سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بدوی شخص سے فرمایا:

((إِذَا أَنَا مُتُّ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَمُوتَ فَمُتْ)). [1]

جب میری رحلت ہو جائے اور ابوبکر، عمر اور عثمان (رضی اللہ عنہم) بھی وفات پا جائیں، تو پھر اگر مر جانا تمہارے بس میں ہو تو مر جاؤ۔

توضیح:...... اس فرمان سے قطعاً موت کی ترغیب مقصود نہیں ہے، بلکہ صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ بہترین دور عہد رسالت ہے، اس کے بعد عہد صدیقی اور پھر عہد فاروقی۔ اس کے بعد فتنے ظہور پذیر ہونے لگ گئے۔

289 ۔ ابوبردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

كُنْتُ قَاعِدًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ وَهُوَ يَنْكُتُ بِعَسِيبٍ مَعَهُ رَطْبَةً فِي مَاءٍ وَطِينٍ، فَقَرَعَ عَلَيْنَا الْبَابَ رَجُلٌ خَفِيُّ الصَّوْتِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قُلْتُ: أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: ((افْتَحْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ غَلِيظُ الصَّوْتِ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قُلْتُ: عُمَرُ، قَالَ: ((افْتَحْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، قَالَ: فَلَبِثْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَرَعَ الْبَابَ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قُلْتُ: عُثْمَانُ، فَقَالَ: ((افْتَحْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ بَعْدَ بَلْوَى))، قَالَ: يَقُولُ عُثْمَانُ: اَلْمُسْتَعَانُ اللّٰهُ، اَلْمُسْتَعَانُ اللّٰهُ. [2]

---

[1] [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمى: ٩/ ٥٤ـ الحلية لأبى نعيم: ٨/ ٢٨٠ـ الميزان للهيثمى: ٢/ ١٧٨

[2] [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٢٠٨

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک باغ میں بیٹھا ہوا تھا اور آپ کھجور کی ایک تازہ شاخ کے ساتھ پانی اور مٹی کے درمیان کرید رہے تھے۔ پھر ایک آہستہ آواز والے صاحب نے ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا، تو نبی ﷺ نے پوچھا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ پھر ایک بھاری بھرکم آواز والے صاحب آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: عمر رضی اللہ عنہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ پھر کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ایک اور صاحب آ گئے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: عثمان رضی اللہ عنہ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور انہیں آزمائشوں کے بعد جنت کے حصول کی بشارت سنا دو۔ راوی کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ سے ہی مدد کی درخواست ہے، اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگی جا سکتی ہے۔

290 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ، لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ)). [1]

یہ دونوں، اگلے پچھلے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔ اے علی! تم انہیں یہ بات مت بتانا۔

291 ۔ عامر بن عبداللہ بن زبیر اپنے اہل خانہ میں سے ایک فرد سے بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ أَبُو قُحَافَةَ لِابْنِهِ أَبِي بَكْرٍ: يَا بُنَيَّ، إِنِّي أَرَاكَ تُعْتِقُ رِقَابًا ضِعَافًا، فَلَوْ أَنَّكَ إِذْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ عَتَقْتَ رِجَالًا جُلْدًا يَمْنَعُونَكَ وَيَقُومُونَ دُونَكَ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا أَبَتِ، إِنِّي إِنَّمَا أُرِيدُ مَا أُرِيدُ، قَالَ: فَيُتَحَدَّثُ مَا نَزَلَ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتُ إِلَّا فِيهِ وَفِيمَا قَالَ لَهُ أَبُوهُ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى﴾ [الليل:٥] إِلٰى قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزٰى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى﴾ [الليل:٢٠]. [2]

ابوقحافہ نے اپنے بیٹے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: بیٹا! میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم غلام لوگوں کو آزاد کراتے ہو، سو اگر تم نے ایسا کرنا ہی ہے تو کیوں نہ ایسے لوگوں کو آزاد کراؤ جو تمہیں (بوقت ضرورت) پناہ بھی دیں اور تمہارے دفاع میں بھی کھڑے ہوں۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اباجان! میں صرف وہ چیز چاہتا ہوں جس کا میں نے ارادہ کیا ہوتا ہے (یعنی میں فقط اجر و ثواب کے حصول کے ارادے سے یہ عمل کرتا ہوں)۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ بھی بیان کیا جاتا تھا کہ مندرجہ ذیل آیات سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اور ان باتوں کے بارے میں نازل ہوئیں جو ان کے والد نے کی تھیں: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى ۝ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى ۝ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدّٰى ۝ إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولٰى ۝ فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝ لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ۝ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكّٰى ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ

[1] [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٩٣ [2] [رجال الإسناد ثقات] المستدرك للحاكم: ٢/ ٥٧٢

تُجْزٰی o إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلٰی o وَلَسَوْفَ یَرْضٰی o﴾ ''جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور (اپنے رب سے) ڈر گیا، اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا، تو ہم بھی اسے آسان راستے کی سہولت دیں گے۔ لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پروائی برتی، اور نیک بات کی تکذیب کی، تو ہم بھی اسے تنگی و مشکل کا سامان میسر کر دیں گے۔ اس کا مال اس کے (اوندھا) گرنے کے وقت کچھ کام نہ آئے گا۔ بیشک راہ دِکھا دینا ہمارے ذِمہ ہے اور ہمارے ہی ہاتھ آخرت اور دنیا ہے۔ میں نے تو تمہیں شعلے مارتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا ہے، جس میں صرف وہی بد بخت داخل ہوگا، جس نے جھٹلایا اور (اس کی پیروی سے) منہ پھیر لیا، اور اس سے ایسے شخص کو دُور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیز گار ہوگا، جو پاکی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہے۔ کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہو، بلکہ صرف اپنے پروردگار بزرگ و بلند کی رضا چاہنے کے لیے، یقیناً وہ (اللہ بھی) عنقریب رضا مند ہو جائے گا۔''

292 ۔ محمد بن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

لَوْ أَنَّ أَبَا بَکْرٍ لَمْ یَفْضُلْنَا بِشَیْءٍ إِلَّا أَنَّهُ أَعْتَقَ سَیِّدَنَا بِلَالًا . ❶

اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کسی اور چیز کے باعث ہم پر فضیلت نہ بھی ہوتی تو یہی کافی تھا کہ انہوں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کرایا تھا۔

293 ۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَاقْتَدُوا بِاللَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِی أَبِی بَکْرٍ وَعُمَرَ)) . ❷

ان دو اصحاب کی اقتدا کرنا جو میرے بعد ہوں گے (یعنی) ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما۔

294 ۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اقْتَدُوا بِاللَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِی أَبِی بَکْرٍ وَعُمَرَ)) . ❸

ان دو اصحاب کی اقتدا کرنا جو میرے بعد ہوں گے (یعنی) ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما۔

295 ۔ سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ارشاد فرمایا:

((إِنَّ عَبْدًا خَیَّرَهُ اللّٰهُ بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ))، فَلَمْ یَفْطِنْ أَحَدٌ مِنَّا إِلَّا أَبُو بَکْرٍ، فَبَکٰی وَقَالَ: نَفْدِیكَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِی وَأُمِّی، بِأَنْفُسِنَا وَأَمْوَالِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَیْنَا فِی صُحْبَتِهِ فِی مَالٍ وَلَا یَدٍ مِنْ أَبِی بَکْرٍ، وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَکْرٍ خَلِیلًا، وَلٰکِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیلُ اللّٰهِ)) . ❹

ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا اور اپنے ہاں موجود ((یعنی اُخروی زندگی) کا اختیار دیا، تو اس نے اسے اختیار کر لیا جو اللہ کے ہاں موجود ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہم میں سے کوئی بھی شخص سمجھ نہ پایا، چنانچہ وہ رونے لگ

❶ [إسناده ضعیف لانقطاعه مع کونه رجاله ثقات] صحیح البخاری: ۷/ ۹۹۔المعجم الکبیر للطبرانی: ۱/ ۳۲۱

❷ [إسناده ضعیف] مضی برقم: ۱۹۱ ❸ [إسناده ضعیف جدًا] مضی برقم: ۱۹۸، ۲۹۳

❹ [إسناده ضعیف] مضی برقم: ۲۱

گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے ماں باپ اور جان و مال آپ پر فدا کر دیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جس نے اپنے ساتھ، مال اور تعاون کے ساتھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر ہم پہ احسان کیا ہو۔ اگر میں کوئی خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا، البتہ تمہارے صاحب (یعنی آپ ﷺ) اللہ کے خلیل ہیں۔

296 ۔ عروہ بن عبداللہ بن قشیر بیان کرتے ہیں کہ ابوجعفر رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (یعنی انہوں نے آپ کے نام کے ساتھ 'صدیق' کا لقب بولا) تو میں نے کہا: صدیق؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں وہ صدیق تھے۔ پھر انہوں نے ایک حدیث بیان کی جس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر تھا، تو انہوں نے آپ کا نام یوں لیا: امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: امیر المومنین؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں وہ امیر المومنین تھے۔ [1]

297 ۔ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهِ حَتّٰى أَبْدٰى عَنْ رُكْبَتِهِ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ))، وَأَقْبَلَ حَتّٰى سَلَّمَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهُ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ عُمَرَ شَيْءٌ، فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ، ثُمَّ إِنِّي نَدِمْتُ عَلٰى مَا كَانَ مِنِّي إِلَيْهِ، فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِي، فَأَبٰى عَلَيَّ، فَتَبِعْتُهُ الْبَقِيعَ كُلَّهُ، حَتّٰى تَحَرَّزَ بِدَارِهِ مِنِّي، وَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ حِينَ سَأَلَهُ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ فَأَبٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ خَرَجَ مِنْ مَنْزِلِهِ حَتّٰى أَتٰى مَنْزِلَ أَبِي بَكْرٍ فَسَأَلَ: هَلْ ثَمَّ أَبُو بَكْرٍ؟ فَقَالُوا: لَا، فَعَلِمَ أَنَّهُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ، فَأَقْبَلَ عُمَرُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَلَّمَ عَلَيْهِ، فَجَعَلَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَعَّرُ حَتّٰى أَشْفَقَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَكُونَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ إِلٰى عُمَرَ مَا يَكْرَهُ، فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ جَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَنَا وَاللّٰهِ كُنْتُ أَظْلَمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقْتَ، وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُو لِي صَاحِبِي)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: فَمَا أُوذِيَ بَعْدَهَا. [2]

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی چادر کا ایک کنارہ اُٹھائے ہوئے آئے، یہاں تک کہ آپ کا گھٹنا ننگا ہو گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: تمہارے صاحب کسی سے لڑ کر آ رہے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کو سلام کہہ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے اور عمر (رضی اللہ عنہ) کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا تھا، میں نے جلد بازی میں انہیں سخت سست کہہ دیا، پھر جو میری طرف سے ان کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی مجھے اس پر ندامت ہوئی اور میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے معاف کر دیں، لیکن انہوں نے مجھے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ میں سارے بقیع میں ان کے پیچھے پیچھے چلتا گیا، یہاں

[1] [إسناده ضعيف] الصواعق المحرقة: ص ٥٣
[2] [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٨

تک کہ وہ مجھ سے بچنے کے لیے اپنے گھر میں چلے گئے، اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ندامت ہوئی جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے معافی مانگی لیکن انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا، پھر وہ بھی اپنے گھر سے نکلے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آ کر پوچھا: کیا ابوبکر موجود ہیں؟ گھر والوں نے کہا: نہیں۔ وہ سمجھ گئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہو گئے۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آ کر آپ کو سلام عرض کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونے لگا، یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ ایسا معاملہ ہو جو انہیں بالکل پسند نہ ہوتا۔ لہٰذا جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصے کی) یہ کیفیت دیکھی تو دوزانو بیٹھ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! زیادتی میں نے ہی کی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا تو تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا لیکن ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے سچا کہا اور انہوں نے اپنے مال اور اپنی جان سے میری خدمت کی، کیا تم میری خاطر میرے دوست کو ستانا چھوڑ سکتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دو مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پھر کبھی تنگ نہیں کیا گیا۔

298۔ یحییٰ بن قیس بن عبس بیان کرتے ہیں کہ میرے احاطۂ علم میں یہ حدیث آئی کہ اُم المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: جب آپ بیمار ہوئے تو آپ نے (لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگے کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَسْتُ أَنَا الَّذِی أُقَدِّمُهُ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَدَّمَهُ)) . ❶

میں نے ان کو (امامت کے لیے) آگے نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو امام بنایا ہے۔

299۔ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنِی لَرُبُعُ الْإِسْلَامِ . ❷

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو (اس وقت صرف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ (ہی مسلمان تھے) اور میں نے خود کو اسلام کا چوتھائی حصہ دیکھا۔

توضیح:......یعنی مجھ سمیت مسلمانوں کی مجموعی تعداد چار تھی، یوں میں اسلام کا چوتھائی حصہ تھا۔

300۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فِی السَّمَاءِ مَلَكَانِ، أَحَدُهُمَا يَأْمُرُ بِالشِّدَّةِ، وَالْآخَرُ يَأْمُرُ بِاللِّينِ، وَكُلٌّ مُصِيبٌ، أَحَدُهُمَا جِبْرِيلُ، وَالْآخَرُ مِيكَائِيلُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، وَنَبِيَّانِ أَحَدُهُمَا يَأْمُرُ بِاللِّينِ، وَالْآخَرُ يَأْمُرُ بِالشِّدَّةِ، وَكُلٌّ مُصِيبٌ إِبْرَاهِيمُ وَنُوحٌ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، وَلِی صَاحِبَانِ، أَحَدُهُمَا يَأْمُرُ

❶ [إسناده ضعيف] الحلية لأبی نعيم: ٩/ ٢٣٠

❷ [إسناده ضعيف جدًا] المستدرك للحاكم: ٣/ ٦٥

بِاللِّينِ ، وَالْآخَرُ يَأْمُرُ بِالشِّدَّةِ ، وَكُلٌّ مُصِيبٌ))، وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا . [1]

آسمان میں دو فرشتے ہیں، ان میں سے ایک سختی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا نرمی کا، ہر ایک برحق ہوتا ہے (یعنی جو سختی کا حکم دیتا ہے وہ بھی برحق ہوتا ہے اور جو نرمی کا کہتا ہے وہ بھی بجا کہتا ہے) ان میں سے ایک جبرائیل علیہ السلام ہیں اور دوسرے میکائیل علیہ السلام۔ اسی طرح دو نبی ہیں، ایک نرمی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا سختی کا، اور ہر ایک ہی برحق ہوتا ہے، (ایک نبی) حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور (دوسرے) حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ میرے بھی دو ساتھی ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک نرمی کا کہتا ہے جبکہ دوسرا سختی کا، اور ہر ایک ہی برحق ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا تھا۔

[1] [إسناده ضعيف] كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: ١١/ ٥٦٣۔ ضعيف الجامع: ٤/ ٩٨

301 ۔ سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

اِسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَہُ نِسَاءٌ مِنْ قُرَیْشٍ یُکَلِّمْنَہُ وَیَسْتَکْثِرْنَہُ، عَالِیَۃً أَصْوَاتُہُنَّ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ قُمْنَ یَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ، فَأَذِنَ لَہُ رَسُولُ اللّٰہِ، وَرَسُولُ اللّٰہِ یَضْحَکُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ: ((عَجِبْتُ مِنْ ہٰؤُلَاءِ اللَّاتِی کُنَّ عِنْدِی، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَکَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ))، قَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ کُنْتَ أَحَقَّ أَنْ یَہَبْنَ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: أَیْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِہِنَّ، أَتَہَبْنَنِی وَلَا تَہَبْنَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قُلْنَ: نَعَمْ، أَنْتَ أَغْلَظُ وَأَفَظُّ مِنْ رَسُولِ اللّٰہِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ، مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ قَطُّ سَالِکًا فَجًّا إِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ)). [1]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ اس وقت آپ کے پاس چند قریشی عورتیں (جو آپ کی ازواجِ مطہرات ہی تھیں) بیٹھی محو گفتگو تھیں اور بہ آوازِ بلند آپ سے خرچہ بڑھانے کا مطالبہ کر رہی تھیں، لیکن جونہی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو وہ اُٹھیں اور جلدی سے پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دی اور آپ ہنس رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے (لیکن اس خوشی کی وجہ کیا ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ان عورتوں پر تعجب کر رہا ہوں جو میرے پاس بیٹھی تھیں، جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردے میں چلی گئیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں۔ پھر انہوں نے کہا: اے اپنی جان کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتی؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ غصے والے اور سخت مزاج ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تمہیں شیطان راستے میں چلتا ہوا دیکھ لے تو وہ اپنا راستہ بدل کر دوسرے راستے پر چلنے لگتا ہے۔

302 ۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَہُ نِسْوَۃٌ مِنْ قُرَیْشٍ

---

[1] [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٣٣٩۔صحيح مسلم: ٤/ ١٨٦٣

يَسْأَلْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ مِنْهُ رَافِعَاتٍ أَصْوَاتَهُنَّ ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ نَحْوَهُ . ❶

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے پاس کچھ قریشی خواتین بیٹھی ہوئی تھیں، جو آپ سے بلند آواز میں (خرچہ وغیرہ) مانگ رہی تھیں اور اسے بڑھانے کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ پھر راوی نے گزشتہ حدیث کے مثل ہی بیان کیا۔

303 ۔ سیدہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ کمزور ہو گئے۔۔۔ جس روز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ ❷

توضیح:...... یہ روایت نامکمل ہے، اصل نسخے میں بھی مکمل مذکور نہیں ہے۔

304 ۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَبْطَأَ عَلَيْهِ خَبَرُ عُمَرَ ، فَكَلَّمَ امْرَأَةً فِي بَطْنِهَا شَيْطَانٌ ، فَقَالَتْ: حَتَّى يَجِيءَ شَيْطَانِي فَأَسْأَلُهُ ، قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ مُتَّزِرًا بِكِسَاءٍ يَهْنَأُ إِبِلَ الصَّدَقَةِ ، وَقَالَ: لَا يَرَاهُ الشَّيْطَانُ إِلَّا خَرَّ لِمِنْخَرَيْهِ ، لَلْمَلَكُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَرُوحُ الْقُدُسِ يَنْطِقُ عَلَى لِسَانِهِ . ❸

ان کے پاس (یعنی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خبر آنے میں ذرا دیر ہوگئی تو ایک عورت؛ جس کے پیٹ میں شیطان تھا، نے گفتگو کی اور کہا: میرا شیطان میرے پاس آتا ہے تو میں اس سے پوچھوں گی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ چادر کا تہہ بند باندھے ہوئے صدقے کے اونٹوں کو تارکول مَل رہے تھے۔ راوی فرماتے ہیں کہ شیطان انہیں (یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو) دیکھتے ہی اپنے نتھنے کے بل گر جاتا ہے، فرشتہ ان کی آنکھوں کے درمیان رہتا ہے اور رُوح القدس (یعنی جبرائیل علیہ السلام) ان کی زبان پر بولتے ہیں۔

305 ۔ امام مجاہد رحمہ اللہ قرآنِ کریم کے اس فرمان: ﴿وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [التحريم: ٤] (نیک اہل ایمان) سے مراد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ❹

306 ۔ شقیق ابووائل بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا رَأَيْتُ عُمَرَ قَطُّ إِلَّا وَأَنَا يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَلَكًا يُسَدِّدُهُ . ❺

میں نے جب بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا؛ مجھے یہی گمان ہوا کہ جیسے ان کی آنکھوں کے درمیان فرشتہ ہو جو ان کی راہنمائی کرتا ہے۔

307 ۔ زِر بن حبیش سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَقَدْ أَحْبَبْتُ عُمَرَ حُبًّا حَتَّى لَقَدْ خِفْتُ اللّٰهَ ، لَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنَّ كَلْبًا يُحِبُّهُ عُمَرُ لَأَحْبَبْتُهُ ، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ خَادِمًا لِعُمَرَ حَتَّى أَمُوتَ ، وَلَقَدْ وَجَدَ فَقْدَهُ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى الْعِضَاهُ ، إِنَّ إِسْلَامَهُ كَانَ فَتْحًا ، وَإِنَّ هِجْرَتَهُ كَانَتْ نَصْرًا ، وَإِنَّ سُلْطَانَهُ كَانَ رَحْمَةً . ❺

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٨٢

❷ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٦/ ٣٩١۔التاريخ الكبير: ٤/ ٣١٣

❸ [إسناده ضعيف] التاريخ الكبير: ٣/ ١٩٠ ❹ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٩٨

❺ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٧٢ ❺ [إسناده حسن] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٧٨

یقیناً مجھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس قدر محبت ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے ڈر لگنے لگ جاتا ہے۔ (میری ان سے محبت کا یہ عالم ہے کہ) اگر مجھے پتا چل جائے کہ کسی کتے سے عمر رضی اللہ عنہ کو محبت ہے تو میں بھی اس سے محبت کرنے لگوں۔ میری خواہش تھی کہ میں مرتے دَم تک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خدمت گزار رہتا۔ انہوں نے (اسلام کی خاطر) اپنی ہر چیز کا کھو جانا ہی حاصل کیا ہے، یہاں تک کہ کانٹے بھی کھو دیے۔ بلاشبہ ان کا اسلام لانا فتح (کی نوید) تھا، ان کی ہجرت (اسلام کی) مدد تھی اور یقیناً ان کا غلبہ باعثِ رحمت تھا۔

308 ۔ عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ قَالَ الْمُشْرِكُونَ: قَدِ انْتَصَفَ الْقَوْمُ مِنَّا . ❶

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا تو مشرکوں نے کہا: ہماری قوم آدھی رہ گئی ہے۔

توضیح :......سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے جاہ وجلال اور طاقت و دلیری کی وجہ سے گویا ان کی آدھی قوم کے برابر سمجھے جاتے تھے اور آپ کا اسلام قبول کرنا گویا ان کی نصف افرادی قوت کے نقصان کے مترادف تھا۔

309 ۔ امام ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ فَضَّلَ عَلِيًّا عَلٰى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ، فَقَدْ أَزْرٰى عَلٰى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ ، وَلَا أَدْرِي هَلْ يَعْطَبُ أَمْ لَا؟ ❷

جس شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی؛ تو یقیناً اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین و انصار صحابہ پر عیب لگایا اور میں نہیں جانتا کہ وہ ہلاکت سے بچ سکے گا یا نہیں؟

310 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے سنا:

مَا كُنَّا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ . ❸

ہم اس بات کو بعید از امکان نہیں سمجھا کرتے تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینت بولتی تھی۔

توضیح :......سکینت سے مراد زبان کا وقار و سنجیدگی اور دِل کا سکون و اطمینان ہے، جو رب تعالیٰ کی طرف سے اس کے نیکوکار اور پاکباز بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔

311 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ ، أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)) ، فَأَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ يَوْمَئِذٍ . ❹

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا] المستدرك للحاكم: ٣/ ٨٥-مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٦٥

❷ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٥٤

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٠٦-المعجم الكبير للطبراني: ٩/ ١٨٤-مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٦٧-الحلية لأبى نعيم: ١/ ٤٢-المطالب العالية: ٣/ ٢٥٣

❹ [إسناده ضعيف جدًا] مسند أحمد: ٢/ ٩٥-دلائل النبوة للبيهقي: ٢/ ٣-سنن الترمذي: ٥/ ٦١٧-سنن ابن ماجه: ١/ ٣٩-المستدرك للحاكم: ٣/ ٨٣-مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٦١

اے اللہ! ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔ (اس دعا کے بعد) اگلی ہی صبح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسی روز اسلام قبول کر لیا۔

312 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ ، أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ))، قَالَ: فَكَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ . ❶

اے اللہ! ان دو آدمیوں؛ ابوجہل یا عمر بن خطاب میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے؛ اس کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔ چنانچہ ان دونوں میں سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب تھے۔

313 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى قَلْبِ عُمَرَ وَلِسَانِهِ)) . ❷

بلاشبہ اللہ عزوجل نے عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور دل پر حق کو رکھ دیا ہے۔

314 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ ، فَقَالُوا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ ابْنُ الْخَطَّابِ ، أَوْ قَالَ: عُمَرُ ، إِلَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلٰى نَحْوِ مِمَّا قَالَ عُمَرُ . ❸

لوگوں کو جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوا اور اس کے متعلق لوگوں نے بھی رائے دی اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی رائے دی، تو اسی رائے کے مطابق قرآن نازل ہو گیا جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دی۔

توضیح:...... سیدعمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن نازل ہونے کی مثالیں آئندہ صفحات میں روایات نمبر ۴۳۴، ۴۳۷، ۴۹۳ اور ۴۹۵ کے تحت ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

315 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((جُعِلَ الْحَقُّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ)) . ❹

عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور دل پر حق کو رکھ دیا گیا ہے۔

316 ۔ غضیف بن حارث بیان کرتے ہیں کہ:

مَرَرْتُ بِعُمَرَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ ، فَأَدْرَكَنِي رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا فَتَى ادْعُ لِي بِخَيْرٍ ، بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ ، قَالَ: قُلْتُ: وَمَنْ أَنْتَ رَحِمَكَ اللّٰهُ؟ قَالَ: أَبُو ذَرٍّ قَالَ: قُلْتُ: يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ ، أَنْتَ أَحَقُّ ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: نِعْمَ الْغُلَامُ ، وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ)) . ❺

---

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٩٥ـمسند عبد بن حميد: ١٠٢

❷ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٢/ ٩٥ـسنن الترمذي: ٥/ ٦١٧ـمجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٦٦

❸ [إسناده حسن] سنن الترمذي: ٥/ ٦١٨ ❹ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٢/ ٤٠١ـمجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٦٦

❺ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٥/ ١٧٧ـسنن ابن ماجه: ١/ ٤٠

میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا اور آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت تھی، تو ان میں سے ایک صاحب مجھ سے آکر ملے اور کہا: اے نوجوان! میرے لیے خیر و بھلائی کی دعا کرو، اللہ تعالیٰ تجھے برکت سے نوازے۔ میں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: ابوذر (رضی اللہ عنہ)۔ تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے، (میری بہ نسبت) آپ زیادہ حق رکھتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: یقیناً میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو سنا وہ (تمہارے بارے میں) فرما رہے تھے کہ یہ اچھا لڑکا ہے۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق رکھ دیا ہے، وہ اسی کے مطابق بات کرتے ہیں۔

توضیح:...... ابوذر رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تمہاری تعریف کی ہے تو بالکل سچ ہی کہا ہوگا، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انہیں حق بات کہنے کے اعزاز سے نوازا ہے۔

317۔ غضیف بن حارث بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ مَرَّ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: نِعْمَ الْفَتٰى غُضَيْفٌ، فَلَقِيَهُ أَبُو ذَرٍّ بَعْدَ ذَالِكَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((ضُرِبَ بِالْحَقِّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ))، وَقَالَ عَفَّانُ فِي الْحَدِيثِ: ((عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ)). [1]

وہ (یعنی غضیف رحمہ اللہ) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے فرمایا: غضیف بہت اچھا نوجوان ہے۔ اس کے بعد سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ ان سے ملے اور یہی بات بیان کرنے کے بعد کہا (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:) عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا گیا ہے۔ عفانؒ نے حدیث کے یہ الفاظ بیان کیے ہیں کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان پر (حق جاری کر دیا گیا ہے) وہ اسی کے مطابق بولتے ہیں۔

318۔ عبداللہ بن عیسیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ فِي وَجْهِ عُمَرَ خَطَّانِ أَسْوَدَانِ مِنَ الْبُكَاءِ. [2]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر (خوفِ خدا سے) رونے کی وجہ سے دو سیاہ لکیریں بن گئی تھیں۔

319۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنِّي أُعْطِيتُ عُسًّا مَمْلُوءًا مِنْ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى تَمَلَّأْتُ، فَرَأَيْتُهُ يَجْرِي فِي عُرُوقِي بَيْنَ لَحْمِي وَجِلْدِي، وَفَضَلَتْ مِنْهُ فَضْلَةٌ، فَأَعْطَيْتُهَا ابْنَ الْخَطَّابِ))، فَأَوَّلُوهَا قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، هٰذَا عِلْمٌ أَعْطَاكَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، حَتّٰى امْتَلَأْتَ مِنْهُ، فَضَلَتْ مِنْهُ فَضْلَةٌ، فَأَعْطَيْتَهَا ابْنَ الْخَطَّابِ، قَالَ: ((أَصَبْتُمْ)). [3]

میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ کو دودھ سے بھرا ہوا پیالہ دیا گیا، میں نے اس قدر پیا کہ میں سیر ہو گیا، پھر مجھے وہ اپنی جلد اور گوشت کے درمیان رگ میں دکھائی دیا، پھر جو بچ گیا وہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی تعبیر کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے نبی! اس (دودھ) سے مراد علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ١٤٥ [2] [إسناده ضعيف] الزهد لأحمد: ص ١١
[3] [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ٨٥۔ الرياض النضرة: ١/ ١٨١

آپ کو عطا فرمایا ہے، یہاں تک کہ آپ اس سے سیر ہو گئے، پھر جو بچ گیا وہ آپ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے صحیح تعبیر کی ہے۔

320۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((أُتِيتُ وَأَنَا نَائِمٌ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى جَعَلَ اللَّبَنُ يَخْرُجُ مِنْ أَظْفَارِي ، ثُمَّ نَاوَلْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)) ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، فَمَا أَوَّلْتَهُ؟ قَالَ: ((الْعِلْمُ)) . ❶

میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا، میں نے اس سے اس قدر دودھ پیا کہ میرے ناخنوں میں سے باہر نکلنے لگا، پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی تعبیر کیا فرمائی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم۔

321۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أُرِيتُ فِي النَّوْمِ أَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلٰى قَلِيبٍ ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ ، فَنَزَعَ نَزْعًا ضَعِيفًا ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَقٰى فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا ، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتّٰى رَوَى النَّاسَ وَضَرَبُوا بِعَطَنٍ)) . ❷

مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں ایک کنویں پر چرخی والے ڈول کے ساتھ پانی نکال رہا ہوں۔ پھر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) آئے اور انہوں نے ایک یا دو ڈول پانی نکالا لیکن انہوں نے کمزور سے انداز میں پانی نکالا، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ پھر عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) آئے اور پانی نکالنا چاہا تو وہ ڈول ایک بڑے سے ڈول کی شکل اختیار کر گیا، میں نے کوئی ایسا زور آور شخص نہیں دیکھا جو اس کی طرح پانی نکالتا ہو، یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو گئے اور انہوں نے اپنے حوض بھی بھر لیے۔

322۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلٰى عُمَرَ ثَوْبًا أَبْيَضَ ، فَقَالَ: ((أَجَدِيدٌ ثَوْبُكَ أَمْ غَسِيلٌ؟)) قَالَ: فَلَا أَدْرِي بِمَا رَدَّ عَلَيْهِ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْبَسْ جَدِيدًا ، وَعِشْ حَمِيدًا ، وَمُتْ شَهِيدًا ، وَيَرْزُقُكَ اللّٰهُ قُرَّةَ عَيْنٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)) . ❸

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے پہنے دیکھا تو استفسار فرمایا: آپ کے کپڑے نئے ہیں یا دھلے ہوئے ہیں؟ راوی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٤٠ـ صحيح مسلم: ٤/ ٨٥٩ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦١٩ـ مسند أحمد: ٢/ ٨٣ـ السنة لابن أبي عاصم: ١١٢

❷ [إسناده صحيح] مضى الحديث برقم: ٢٢٤

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٨٨ـ مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٣ـ سنن ابن ماجه: ٢/ ١٧٨ـ ابن حبان (موارد الظمآن):
٥٣٦

اِلْبَسْ جَدِيدًا، وَعِشْ حَمِيدًا، وَمُتْ شَهِيدًا، وَيَرْزُقُكَ اللّٰهُ قُرَّةَ عَيْنٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

''تمہیں نیا لباس، قابل تعریف زندگی اور شہادت کی موت نصیب ہو، اور اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت میں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرمائے۔''

323 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَى عُمَرَ ثَوْبًا، فَقَالَ: ((أَجَدِيدٌ هُوَ أَمْ غَسِيلٌ؟)) قَالَ: غَسِيلٌ، فَقَالَ: ((اِلْبَسْ جَدِيدًا، وَعِشْ حَمِيدًا، وَمُتْ شَهِيدًا)). ❶

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑا زیب تن کیے دیکھا تو پوچھا: کیا یہ نیا ہے یا دُھلا ہوا؟ انہوں نے کہا: دھلا ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِلْبَسْ جَدِيدًا، وَعِشْ حَمِيدًا، وَمُتْ شَهِيدًا

''تمہیں نیا لباس، قابل تعریف زندگی اور شہادت کی موت نصیب ہو۔''

324 ۔ سالم کے حوالے سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی کے مثل فرمان منقول ہے، مگر اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزید یہ فرمان بھی مذکور ہے کہ:

((وَزَادَكَ اللّٰهُ قُرَّةَ عَيْنٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))، فَقَالَ عُمَرُ، وَإِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. ❷

اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک میں اضافہ فرمائے۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی بھی۔

325 ۔ نافع روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

كَانَ سَيْفُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الَّذِي شَهِدَ بَدْرًا فِيهِ سَبَائِكُ مِنْ ذَهَبٍ. ❸

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جو تلوار لے کر جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے؛ اس میں سونے کی دھات لگی ہوئی تھی۔

326 ۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

اِسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ جَوَارٍ قَدْ عَلَتْ أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ، فَأَذِنَ لَهُ، وَبَادَرْنَ فَذَهَبْنَ، فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُولُ اللّٰهِ يَضْحَكُ، فَقَالَ: أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، قَالَ: ((عَجِبْتُ لِجَوَارٍ كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ حَسَّكَ بَادَرْنَ فَذَهَبْنَ))، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِنَّ فَقَالَ: أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ، وَاللّٰهِ لَرَسُولُ اللّٰهِ كُنْتُنَّ أَحَقَّ أَنْ تَهَبْنَ مِنِّي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((دَعْهُنَّ دَعْهُنَّ عَنْكَ يَا عُمَرُ، فَوَاللّٰهِ إِنْ لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ بِفَجٍّ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ)). ❹

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اجازت مانگی تو آپ کے پاس کچھ عورتیں (یعنی ازواجِ مطہرات) بیٹھی ہوئی تھیں جو آپ کی آواز سے بلند آواز میں بات کر رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو (اندر

❶ [إسناده صحيح] عمل اليوم والليلة لابن السني: ١٠٨ ❷ [إسناده ضعيف] جامع معمر بن راشد: ١١/ ٢٢٣

❸ [إسناده ضعيف جدًا] تفرّد به المؤلف ❹ [إسناده صحيح] مضى الحديث برقم: ٣٠١

آنے کی) اجازت دی تو وہ جلدی سے (پردے میں) چلی گئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ اندر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے (لیکن ہنسنے کی وجہ کیا ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر تعجب ہو رہا ہے کہ یہ میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں لیکن جب آپ کی ہلکی سی آواز سنی تو جلدی سے اُٹھ کر چلی گئیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے اپنی جان کی دشمنو! اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ تم میری بہ نسبت ان سے ڈرو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! رہنے دو، انہیں کچھ نہ کہو، اللہ کی قسم! اگر کسی راستے میں آپ کو شیطان مل جائے تو آپ کا راستہ چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

327 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

وُضِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ، وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ قَدْ أَخَذَ بِمَنْكِبِي مِنْ وَرَائِي، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ فَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ لَيَجْعَلَنَّكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَذَالِكَ أَنِّي كُنْتُ أُكْثِرُ أَنْ أَسْمَعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((فَذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ))، فَإِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ لَيَجْعَلَنَّكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا . ❶

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (کی میت) کو چارپائی پر لٹایا گیا تو جنازہ اٹھانے سے پیشتر لوگ ارد گرد جمع ہو کر ان کے لیے دعائیں کرنے لگے، اور میں بھی ان میں موجود تھا۔ اسی حالت میں ایک صاحب نے پیچھے سے میرا شانہ پکڑا، میں نے دیکھا تو وہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی اور (ان سے مخاطب ہوتے ہوئے) فرمایا: آپ نے اپنے بعد کوئی شخص ایسا نہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ تمنا ہوتی کہ میں اس جیسے اعمال کرتے ہوئے اللہ سے جا ملوں، اور اللہ کی قسم! مجھے تو (پہلے سے) یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا۔ میرا یہ یقین اس وجہ سے تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر یہ فرماتے سنا تھا کہ میں، ابوبکر اور عمر گئے۔ میں، ابوبکر اور عمر اندر آئے۔ میں، ابوبکر اور عمر باہر گئے۔ (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنے ساتھ آپ دونوں کا تذکرہ فرماتے تھے) اس لیے مجھ کو پہلے ہی یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو ان کا ساتھ نصیب کرے گا۔

328 ۔ سند کے اختلاف کے ساتھ یہی حدیث مروی ہے۔ ❷

329 ۔ اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ، إِنَّهُ لَمَّا طُعِنَ تِلْكَ الطَّعْنَةَ رَأَى غُلَامًا قَدْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ، فَقَالَ: يَا غُلَامُ، خُذْ مِنْ شَعْرِكَ، وَارْفَعْ إِزَارَكَ، فَإِنَّهُ أَبْقَى لِثَوْبِكَ، وَأَتْقَى لِرَبِّكَ عَزَّ وَجَلَّ . ❸

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ۱/ ۱۱۲
❷ [إسناده حسن] صحيح البخارى: ۷/ ۴۱ ـ صحيح مسلم: ۴/ ۱۸۵۸
❸ [إسناده حسن] صحيح البخارى: ۷/ ۵۹

اللہ تعالیٰ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے! جب وہ زخمی تھے تو انہوں نے ایک نوجوان لڑکے کو دیکھا جس نے اپنا تہہ بند ٹخنوں سے نیچے کیا ہوا تھا، تو آپ نے فرمایا: اے نوجوان لڑکے! اپنے بال چھوٹے کراؤ اور اپنا تہہ بند اُوپر کرو، کیونکہ یہ تمہارے کپڑے کی بقا کے زیادہ لائق اور تمہارے پروردگار کے تقویٰ کا بڑا ذریعہ ہے۔

330 ۔ امام مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ ، لَقَدِ اسْتَبْشَرَ أَهْلُ السَّمَاءِ بِإِسْلَامِ عُمَرَ . ❶

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: اے محمد! عمر کے اسلام لانے سے آسمان والے (فرشتے) بھی خوش ہو گئے ہیں۔

331 ۔ سلیمان بن قرم بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن حسن رحمہ اللہ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں حکم پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

نِعْمَ الْحَجِيجُ لَكُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ . ❷

موزوں پر مسح کرنے کے سلسلے میں تمہارے لیے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (کا عمل) بہت اچھا ثبوت ہے۔

332 ۔ معتمر بیان کرتے ہیں کہ میرے والد اور ابوعثمان رحمہما اللہ نے فرمایا:

إِنَّمَا كَانَ عُمَرُ مِيزَانًا ، لَا يَقُولُ كَذَا وَلَا يَقُولُ كَذَا . ❸

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ترازو کی ہی حیثیت رکھتے تھے، وہ نہ تو یوں کہتے اور نہ ہی یوں۔

توضیح :...... یعنی بالکل حق اور راست گوئی سے کام لیتے تھے، نہ کسی کی بے جا حمایت میں بولتے اور نہ ہی کسی کی حق تلفی کرتے تھے، بلکہ ترازو کی طرح برابر اور درست رہتے۔

333 ۔ امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ قرآنِ کریم کے اس فرمان: ﴿وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [التحریم:٤] (نیک اہل ایمان) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ❹

334 ۔ سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ، إِنِّي قَدْ حَمِدْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ بِمَحَامِدَ وَمِدَحٍ وَإِيَّاكَ ، قَالَ: ((هَاتِ مَا حَمِدْتَ بِهِ رَبَّكَ عَزَّ وَجَلَّ)) ، قَالَ: فَجَعَلْتُ أُنْشِدُهُ ، قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ أَدْلَمُ فَاسْتَأْذَنَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أُسْ أُسْ)) ، قَالَ: فَتَكَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَجَ ، قَالَ: فَجَعَلْتُ أُنْشِدُهُ ، قَالَ: ثُمَّ جَاءَ فَاسْتَأْذَنَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أُسْ أُسْ)) ، فَفَعَلَ ذَالِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ، مَنْ هٰذَا الَّذِي اسْتَنْصَتَّنِي لَهُ؟ قَالَ: ((هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ، هٰذَا رَجُلٌ لَا يُحِبُّ الْبَاطِلَ)) . ❺

---

❶ [إسناده ضعيف] سنن ابن ماجه: ١/ ٣٨ـابن حبان (موارد الظمآن): ٥٣٥

❷ [إسناده ضعيف] تفرّد به المؤلف

❸ [إسناده صحيح] مضى الأثر برقم: ٤٧

❹ [رجال الإسناد ثقات] تفسير الطبرى: ٢٨/ ١٠٥

❺ [إسناده حسن لغيره] المعجم الكبير للطبرانى: ١/ ٢٦٥ـالحلية لأبى نعيم: ١/ ٤٦

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے رب کی تعریف اور آپ کی مدح میں کچھ اشعار کہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ذرا سناؤ کہ تم نے اپنے رب کی کیا تعریف کی ہے؟ سو میں آپ کو اشعار سنانے لگا، اسی اثناء میں گندمی رنگت کا ایک آدمی آیا اور اس نے اجازت طلب کی، تو رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: ٹھہرو، ٹھہرو۔ اس نے کچھ دیر بات چیت کی، پھر چلا گیا، اور میں پھر سے اشعار سنانے لگا۔ پھر وہی آدمی آ گیا اور اس نے اجازت طلب کی، تو نبی ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: رُکو، رُکو۔ چنانچہ اسی طرح دو یا تین مرتبہ ہوا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ کون شخص ہے، جس کی وجہ سے آپ مجھے خاموش کرا دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عمر بن خطاب ہے، یہ شخص باطل کو پسند نہیں کرتا۔

335۔ سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي قَدْ حَمِدْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ بِمَحَامِدَ وَمِدَحٍ وَإِيَّاكَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَأْذَنَ أَدْلَمُ، طُوَالٌ، أَصْلَعُ، أَعْسَرُ يَسَرٌ، قَالَ: فَاسْتَنْصَتَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَوَصَفَ لَنَا أَبُو سَلَمَةَ، يَعْنِي حَمَّادًا، كَيْفَ اسْتَنْصَتَهُ قَالَ: كَمَا يُصْنَعُ بِالْهِرِّ، فَدَخَلَ فَتَكَلَّمَ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَجَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَنْ هٰذَا الَّذِي تَسْتَنْصِتُنِي لَهُ؟ فَقَالَ: ((هٰذَا رَجُلٌ لَا يُحِبُّ الْبَاطِلَ، هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)). [1]

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے رب کی تعریف اور آپ کی مدح میں کچھ اشعار کہے ہیں۔ پھر راوی نے آگے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: ایک آدمی آیا جس کا گندمی رنگ اور لمبا قد تھا، سر کے کچھ بال گرے ہوئے تھے اور دونوں ہاتھوں سے کام کرنے والا تھا، اس نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے خاموش کرا دیا۔۔۔ ابوسلمہ نے نبی ﷺ کے خاموش کرانے کا انداز بھی بیان کیا، جس طرح بلی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔۔۔ پھر وہ آدمی اندر آیا اور اس نے کچھ دیر بات چیت کی، پھر چلا گیا۔ راوی نے آگے حدیث بیان کی کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ کون شخص ہے جس کی وجہ سے آپ مجھے خاموش کرا دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص باطل کو پسند نہیں کرتا، یہ عمر بن خطاب ہے۔

336۔ ایک اور سند کے ساتھ یہی حدیث مروی ہے۔ [2]

337۔ عبداللہ بن عبید بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ:

بَيْنَا عُمَرُ يَقْسِمُ مَالًا إِذْ رَفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا رَجُلٌ فِي وَجْهِهِ ضَرْبَةٌ قَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: أَصَابَنِي فِي غَزَاةِ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَأَمَرَ لَهُ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ، ثُمَّ مَكَثَ سَاعَةً ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِأَلْفٍ أُخْرَى حَتّٰى أَمَرَ لَهُ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ، فَقَالُوا: اسْتَحِي، فَخَرَجَ، فَقَالَ: لَوْ مَكَثَ لَأَعْطَيْتُهُ مَا بَقِيَ مِنَ الْمَالِ دِرْهَمٌ، رَجُلٌ ضُرِبَ فِي وَجْهِهِ ضَرْبَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَفَرَتْ وَجْهَهُ. [3]

---

[1] [إسناده حسن لغيره] مسند أحمد: ٣/ ٤٣٥۔تاريخ بغداد: ٧/ ٤٢٦

[2] [إسناده حسن لغيره] الطبقات لابن سعد: ٧/ ٢٩٦۔تاريخ بغداد: ٨/ ٤٠١

[3] [رجال الإسناد ثقات] التاريخ الكبير: ٣/ ١٤٣

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مال تقسیم کر رہے تھے کہ اچانک انہوں نے اپنا سر اوپر اُٹھایا تو ایک آدمی کے چہرے پر چوٹ کا نشان دیکھا، پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھے فلاں غزوے میں زخم آیا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ اسے ایک ہزار درہم دے دیے جائیں۔ پھر کچھ دیر ٹھہرے اور پھر حکم دیا کہ ایک ہزار درہم اسے اور دے دو۔ یہاں تک کہ آپ نے اس کو چار ہزار درہم دینے کا حکم دے دیا۔ لوگوں نے (اس آدمی سے) کہا: شرم کرو (اور ہمیں بھی کچھ لینے دو) چنانچہ وہ آدمی چلا گیا۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ کھڑا رہتا تو یقیناً میں باقی مال کے درہم بھی اسے دے دیتا، یہ ایسا آدمی تھا کہ جس کے چہرے پر راہِ خدا میں ایسا زخم آیا کہ اس نے اس کے چہرے پر نشان ڈال دیا۔

338 ۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الدِّينَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)). ❶

اے اللہ! عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام کو عزت بخش۔

339 ۔ امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ عَامِرِ بْنِ الطُّفَيْلِ)). ❷

اے اللہ! عمر بن خطاب یا عامر بن طفیل کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔

توضیح: ...... یعنی ان دونوں میں سے کسی ایک کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا کر دے، تاکہ ان کی آمد سے اسلام کو غلبہ حاصل ہو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی تھی اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

340 ۔ طارق بن شہاب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُونَ فَحَيَّهَلا بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. ❸

جب نیک لوگوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سرفہرست ہوتے ہیں۔

341 ۔ طارق بن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَنْطِقُ عَلَى لِسَانِهِ مَلَكٌ. ❹

ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے۔

342 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ فَانْظُرُوا إِلَى قَوْلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. ❺

جب لوگوں کا کسی چیز کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف دیکھو۔

---

❶ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٢٦٧ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٦٢

❷ [رجال الإسناد ثقات] ابن حبان (موارد): ٥٣٥

❸ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ٩/ ١٨٠ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٩٣ ـ مسند أحمد: ٦/ ١٤٨ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٦٧

❹ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ٨/ ٣٨٤

❺ [إسناده صحيح] التاريخ الكبير: ٢/ ١٦١

توضیح :...... یعنی جو موقف سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہو، اسی پر عمل کرو۔

343۔ عبیدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَلَغَ عَلِيًّا أَنَّ رَجُلًا يَنَالُ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَأُتِيَ بِهِ فَجَعَلَ يُعَرِّضُ بِذِكْرِهِمَا، وَفَطِنَ الرَّجُلُ فَأَمْسَكَ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَمَا لَوْ أَقْرَرْتَ بِالَّذِي بَلَغَنِي عَنْكَ لَأَلْقَيْتُ أَكْثَرَكَ شَعْرًا. ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پتا چلا کہ ایک آدمی سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق زبان درازی کرتا ہے۔ اسے آپ کے پاس لایا گیا تو آپ اس کے سامنے ان دونوں کا اچھا تذکرہ کرنے لگے۔ آدمی کو سمجھ آ گئی اور وہ باز آ گیا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: سنو! اگر تم اس بات کا اقرار کر لیتے جو مجھے پتا چلا تھی، تو میں (سزا کے طور پر) تمہارے زیادہ تر بال مونڈ دیتا۔

344۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَجُلٌ لِعَلِيٍّ: إِنْ أَرَدْتَ أَنْ تَكُونَ مِثْلَ عُمَرَ فَاخْصِفْ نَعْلَكَ، وَشَمِّرْ ثَوْبَكَ، وَكُلْ دُونَ الشِّبَعِ. ❷

ایک آدمی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ عمر رضی اللہ عنہ کے جیسا بننا چاہتے ہیں تو پھر اپنے جوتے کو پیوند لگایا کریں، اپنی آستین چڑھا کر رکھیں اور پیٹ بھر کر کھانے سے پرہیز کیا کریں۔

345۔ امام محمد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا أُصِيبَ أَرْسَلَ إِلَى الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ: عَنْ مَلَأٍ مِنْكُمْ كَانَ هٰذَا، فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: إِنِّي وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ اللّٰهَ نَقَصَ مِنْ آجَالِنَا فِي أَجَلِكَ، ثُمَّ أَتَى سَرِيرَهُ وَقَدْ سُجِّيَ عَلَيْهِ بِثَوْبٍ فَقَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ الْيَوْمَ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمَا فِي صَحِيفَتِهِ مِنْ هٰذَا الْمُسَجَّى عَلَيْهِ. ❸

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب زخمی تھے تو آپ نے مہاجرین کی طرف پیغام بھیجا اور فرمایا: تمہارے تعاون سے ہی یہ سب کچھ ہوا ہے۔ تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یقیناً میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری زندگی کم کر کے آپ کو دے دے۔ پھر وہ آپ کی چارپائی کے پاس آئے اور آپ پر کپڑا ڈالا ہوا تھا، تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج اس کپڑا اوڑھے ہوئے شخص کے علاوہ کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کے اعمال نامے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا مجھے محبوب ہو۔

توضیح :...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے علاوہ آج مجھے ایسا کوئی شخص نظر نہیں آ رہا کہ جس کے متعلق میں یہ خواہش کر سکوں کہ کاش! جب میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوتا تو میرے پاس اس کا اعمال نامہ ہوتا، کیونکہ جو بلند پایہ اور عظیم تر اعمال سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہیں آج وہ کسی بھی اور شخص میں نہیں مل سکتے۔

❶ [إسناده ضعيف جدًا] تفرّد به المؤلف

❷ [ضعيف لانقطاعه ولكن رجاله ثقات غير الرجل المبهم] تفرّد به المؤلف

❸ [رجال الإسناد ثقات] المستدرك للحاكم: ٣/ ٩٤۔ مسند أحمد: ١/ ١٠٩

346۔ ابوجعفر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا غُسِّلَ وَكُفِّنَ وَوُضِعَ عَلٰى سَرِيرِهٖ، وَسُجِّيَ عَلَيْهِ بِثَوْبٍ، قَالَ عَلِيٌّ: مَا عَلَى الْأَرْضِ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا فِي صَحِيفَتِهٖ مِنْ هٰذَا الْمُسَجّٰى. ❶

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جب غسل دے کر اور کفن پہنا کر چارپائی پر لٹا دیا گیا اور ان پر ایک کپڑا ڈال دیا گیا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رُوئے زمین پر کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے کہ مجھے اس کپڑا اوڑھے شخص سے بڑھ کر جس کے اعمال نامے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند ہو۔

347۔ ابوجہضم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ وَغُسِّلَ وَكُفِّنَ وَسُجِّيَ ثَوْبًا، فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَلِيٌّ فَتَرَحَّمَ عَلَيْهِ، وَقَالَ: مَا عَلَى الْأَرْضِ الْيَوْمَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى مَا فِي صَحِيفَتِهٖ مِنْ هٰذَا الْمُسَجّٰى. ❷

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر خنجر کے وار کیے گئے (اور وہ شہید ہو گئے) تو انہیں غسل دے کر اور کفن پہنا کر ان پر کپڑا ڈال دیا گیا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے، ان کے لیے دعائے رحمت کی اور فرمایا: آج رُوئے زمین پر کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے کہ مجھے اس کپڑا اوڑھے شخص سے بڑھ کر جس کے اعمال نامے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند ہو۔

348۔ ابوجحیفہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ وَهُوَ مُسَجًّى بِثَوْبِهٖ قَدْ قَضٰى نَحْبَهٗ، فَجَاءَ عَلِيٌّ فَكَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ يَا أَبَا حَفْصٍ، فَوَاللّٰهِ مَا بَقِيَ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِصَحِيفَتِهٖ مِنْكَ. ❸

میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا اور آپ پر کپڑا ڈالا ہوا تھا، وہ اپنا وعدہ پورا کر گئے تھے (یعنی شہادت پا چکے تھے) پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے آپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا، پھر فرمایا: اے ابوحفص! آپ پر اللہ کی رحمت ہو، اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ سے بڑھ کر کوئی بھی ایسا شخص باقی نہیں ہے کہ جس کا نامۂ اعمال لے کر اللہ تعالیٰ سے ملنا مجھے پسند ہو۔

349۔ امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي شَيْءٍ، فَانْظُرُوا مَا صَنَعَ عُمَرُ، فَخُذُوا بِهٖ. ❹

جب لوگوں کا کسی مسئلے میں اختلاف ہو جائے تو پھر دیکھو کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کیا کرتے ہیں؟ پس (جو کام وہ کریں) اسی کو اپنا لو۔

350۔ امام ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ [رجال الإسناد ثقات] تاريخ المدينة لابن شبة: ١/ ٢٧٤۔التاريخ الكبير: ٤/ ٢٨٤

❷ [منقطع رجاله ثقات] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٣٧١

❸ [إسناده حسن لغيره] مسند أحمد: ١/ ١٠٩ ❹ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٣٤٢

كَانَ لَا يُعْدَلُ بِقَوْلِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ إِذَا اجْتَمَعَا . ❶

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اقوال اکٹھے ہو جائیں تو ان دونوں کو برابر نہیں سمجھا جا سکتا۔

توضیح :...... یعنی جب کسی مسئلے میں ان دونوں اصحاب کے اقوال اکٹھے ہو جائیں گے تو پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو ترجیح دی جائے گی۔

351 ۔ سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ النَّاسَ جُمِعُوا ، فَكَأَنِّي بِرَجُلٍ قَدْ فَرَعَهُمْ فَوْقَهُمْ بِثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ، قَالَ: قُلْتُ: لِمَ؟ قَالُوا: إِنَّهُ لَا تَلُومُهُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ ، وَإِنَّهُ خَلِيفَةٌ مُسْتَخْلَفٌ ، وَشَهِيدٌ مُسْتَشْهَدٌ ، قَالَ: فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ ، قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ يُبَشِّرُهُ ، فَقَالَ لِي: اقْصُصْ رُؤْيَاكَ ، فَلَمَّا بَلَغَ إِلَى خَلِيفَةٍ قَالَ: زَبَرَنِي عُمَرُ وَانْتَهَرَنِي قَالَ: تَقُولُ هٰذَا وَأَبُو بَكْرٍ حَيٌّ؟ قَالَ: فَسَكَتُّ ، فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ كَانَ بَعْدُ بِالشَّامِ مَرَرْتُ بِهِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ، فَدَعَانِي فَقَالَ لِي: اقْصُصْ رُؤْيَاكَ ، قَالَ: فَلَمَّا بَلَغْتُ لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ قَالَ: إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَنِي اللّٰهُ مِنْهُمْ ، وَأَمَّا خَلِيفَةٌ مُسْتَخْلَفٌ فَقَدْ وَاللّٰهِ اسْتَخْلَفَنِي ، فَأَسْأَلُهُ أَنْ يُعِينَنِي عَلَى مَا وَلَّانِي ، قَالَ: فَلَمَّا بَلَغْتُ: وَشَهِيدٌ مُسْتَشْهَدٌ قَالَ: وَأَنَّى الشَّهَادَةُ وَأَنَا فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَحَوْلِي يَغْزُونَ ، ثُمَّ قَالَ: يَأْتِي اللّٰهُ بِهَا أَنَّى شَاءَ ، مَرَّتَيْنِ . ❷

میں نے خواب دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اور میں ایسے آدمی کے پاس ہوں جو ان سب سے تین ہاتھ اوپر کو بڑھا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتلایا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ میں نے پوچھا: (ان کے ممتاز ونمایاں مقام کی) کیا وجہ ہے؟ لوگوں نے کہا: انہیں معاملاتِ خداوندی میں کسی کی ملامت سے چنداں فرق نہیں پڑتا تھا، یہ ایسے خلیفہ ہیں جنہیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا) جانشین بنایا گیا تھا اور ایسے شہید ہیں کہ جس نے خدا کی راہ میں جان قربان کر دی۔ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی جانب آدمی بھیج کر انہیں بشارت سنائی۔ تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: مجھے بھی اپنا خواب سناؤ۔ چنانچہ وہ خواب سنانے لگے اور جب خلیفہ کے ذکر پر پہنچے تو انہوں نے مجھے روکا اور جھڑکتے ہوئے فرمایا: تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زندہ ہونے کے باوجود یہ بات کہہ رہے ہو؟ راوی کہتے ہیں کہ میں خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شام کے گورنر بنے اور منبر پر بیٹھے ہوئے تھے، میں ان کے پاس سے گزرا تو انہوں نے مجھے بلایا اور فرمایا: مجھے اپنا خواب سناؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ (میں خواب سنانے لگا اور) جب اس بات پر پہنچا کہ ''انہیں معاملاتِ خداوندی میں کسی کی ملامت سے چنداں فرق نہیں پڑتا تھا'' تو انہوں نے فرمایا: یقیناً مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسے لوگوں میں شامل فرمائے گا، اور جہاں تک (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) جانشین اور خلیفہ بننے کی بات ہے تو اللہ کی قسم! یقیناً اللہ نے مجھے خلیفہ منتخب کر دیا ہے اور میں اس سے دعا کرتا ہوں کہ اس نے جو ذِمہ داری مجھے سونپی ہے اس پر میری مدد فرمائے۔ راوی کہتے ہیں کہ جب میں اس بات پر پہنچا کہ ''یہ ایسے شہید ہیں کہ جس نے خدا کی راہ میں

❶ [إسناده حسن] العلل لعبد الله بن أحمد: ١٦٥٩ ❷ [إسناده صحيح] تاريخ المدينة لابن شبّة: ٣/ ٨٦٩

جان قربان کر دی'' تو انہوں نے فرمایا: شہادت کہاں ہے؟ جبکہ میں تو جزیرۂ عرب میں ہوں اور میرے ارد گرد لوگ جہاد کر رہے ہیں۔ پھر انہوں نے دو مرتبہ فرمایا: شہادت چاہے جہاں بھی ہوگی؛ اللہ تعالیٰ اسے لے آئے گا۔

352 ۔ اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كَانَ عُمَرُ إِذَا سَلَكَ طَرِيقًا فَاتَّبَعْنَاهُ وَجَدْنَاهُ سَهْلًا ، وَأَنَّهُ أُتِيَ فِي امْرَأَةٍ وَأَبَوَيْنِ ، فَقَسَمَهَا مِنْ أَرْبَعَةٍ فَأَعْطَى الْمَرْأَةَ الرُّبُعَ ، وَالْأُمَّ ثُلُثَ مَا بَقِيَ ، وَجَعَلَ ثُلُثَيْ مَا بَقِيَ لِلْأَبِ . ❶

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب کسی راستے پر چلتے اور ہم ان کے پیچھے چل رہے ہوتے تو ہمیں وہ راستہ بہت نرم محسوس ہوتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس وراثت کا مسئلہ لایا گیا جس میں بیوی اور ماں باپ تھے، تو انہوں نے بیوی کو چار حصوں میں سے چوتھا حصہ دیا، ماں کو باقی مال کا تہائی حصہ اور باقی کا دو تہائی مال باپ کو دیا۔

353 ۔ اسود رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُونَ فَحَيَّهَلَا بِعُمَرَ . ❷

جب نیک لوگوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سرفہرست ہوتے ہیں۔

354 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ ، نِعْمَ الرَّجُلُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ ، نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ)) . ❸

ابوبکر اچھے آدمی ہیں، عمر اچھے آدمی ہیں، ابوعبیدہ بن جراح اچھے آدمی ہیں، اُسید بن حضیر اچھے آدمی ہیں، ثابت بن قیس بن شماس اچھے آدمی ہیں، معاذ بن جبل اچھے آدمی ہیں اور معاذ بن عمرو بن جموح اچھے آدمی ہیں۔ اللہ ان تمام سے راضی وخوش ہوا۔

355 ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَ جَيْشًا ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعٰى سَارِيَةَ ، قَالَ: فَبَيْنَا عُمَرُ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمًا ، قَالَ: فَجَعَلَ يَصِيحُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: يَا سَارِيَ الْجَبَلَ ، يَا سَارِيَ الْجَبَلَ ، قَالَ: فَقَدِمَ رَسُولُ الْجَيْشِ فَسَأَلَهُ ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمْنَاهُمْ ، فَإِذَا بِصَائِحٍ يَصِيحُ: يَا سَارِيَ الْجَبَلَ ، يَا سَارِيَ الْجَبَلَ ، فَأَسْنَدْنَا ظُهُورَنَا بِالْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ ، فَقِيلَ لِعُمَرَ ، يَعْنِي: ابْنَ الْخَطَّابِ: إِنَّكَ كُنْتَ تَصِيحُ بِذَالِكَ . ❹

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اور ساریہ نامی ایک شخص کو ان کا امیر مقرر کیا۔ پھر ایک روز سیدنا

---

❶ [إسناده صحيح] سنن سعيد بن منصور: ٢/ ١٣ـ المستدرك للحاكم: ٤/ ٣٣٥ـ سنن الدارمي: ٢/ ٣٤٥

❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٣٤٠

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٢/ ٤١٩ـ الأدب المفرد للبخاري: ص ١٢٣ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٢٣٣

❹ [إسناده حسن] الدلائل لأبي نعيم: ٣/ ٢١٠ـ تاريخ بغداد: ٨/ ٢١٦

عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اسی دوران وہ منبر پر ہی اونچی آواز میں پکارنے لگے: اے ساریہ! پہاڑ سے لگ جاؤ، اے ساریہ! پہاڑ سے لگ جاؤ۔ پھر جب لشکر کا نمائندہ آیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے (جنگ کے) حالات دریافت کیے تو اس نے کہا: اے امیر المومنین! ہمارا دشمن سے سامنا ہوا اور ہم نے انہیں شکست دے دی۔ دورانِ جنگ اچانک کسی کی اونچی آواز میں پکار سنائی دی کہ اے ساریہ! پہاڑ سے لگ جاؤ، اے ساریہ! پہاڑ سے لگ جاؤ۔ چنانچہ ہم نے اپنی پشتیں پہاڑ کے ساتھ لگا دیں اور اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست سے دوچار کر دیا۔ یہ سن کر کسی نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ بات تو آپ نے پکار کر کہی تھی۔

356 ۔ ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِذَا ذُكِـرَ الصَّالِحُونَ فَحَيَّهَلا بِعُمَرَ ، إِنَّ عُمَرَ كَانَ حَائِطًا حَصِينًا ، يَدْخُلُهُ الْإِسْلَامُ وَلَا يَخْرُجُ مِـنْـهُ ، فَـلَـمَّا قُتِلَ عُمَرُ انْثَلَمَ الْحَائِطُ ، فَالْإِسْلَامُ يَخْرُجُ مِنْهُ وَلَا يَدْخُلُ ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَـوَدِدْتُ أَنِّـي خَادِمٌ لِمِثْلِ عُمَرَ حَتَّى أَمُوتَ ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ مَنْ فِي الْأَرْضِ الْيَوْمَ وُضِـعُوا فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ ، وَوُضِعَ عُمَرُ فِي الْكِفَّةِ الْأُخْرَى ، لَرَجَحَ شِقُّ عُمَرَ ، إِنَّ عُمَرَ كَانَ يَأْمُرُ بِالْجَزُورِ فَتُنْحَرُ فَتَكُونُ الْكَبِدُ وَالسَّنَامُ وَأَطَايِبُهَا لِابْنِ السَّبِيلِ ، وَيَكُونُ الْعُنُقُ لِآلِ عُمَرَ ، إِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُونَ فَحَيَّهَلا بِعُمَرَ . ❶

جب نیک لوگوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سرفہرست ہوتے ہیں۔ یقیناً سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک ایسا محفوظ باغ تھے کہ جس میں اسلام داخل تو ہوتا تھا مگر اس سے نکلتا نہیں تھا۔ لیکن جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو اس باغ میں شگاف پڑ گیا، پھر اس سے اسلام نکلنے لگا اور داخل نہیں ہوتا تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری خواہش ہے کہ میں عمر جیسی شخصیت کا مرتے دَم تک خادم رہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! زمین پر جتنی بھی مخلوق موجود ہے؛ اگر ان سب کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو عمر رضی اللہ عنہ کا پلڑا جھک جائے گا۔ یقیناً عمر رضی اللہ عنہ اونٹ ذبح کرنے کا حکم فرمایا کرتے تھے، چنانچہ اسے ذبح کیا جاتا اور (اس کا) جگر، کوہان اور اچھے اچھے حصے مسافروں کو دیے جاتے اور گردن آلِ عمر کو بھیج دی جاتی۔ جب بھی نیک لوگوں کا تذکرہ ہوگا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سرفہرست ہوں گے۔

357 ۔ ابراہیم رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَـقَـدْ أَحْبَبْـتُ هٰـذَا الرَّجُلَ حُبًّا قَدْ خِفْتُ اللّٰهَ فِي حُبِّهِ ، إِنَّ عُمَرَ كَانَ حَائِطًا حَصِينًا ، يَدْخُلُهُ الْإِسْلَامُ وَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ ، فَلَمَّا قُتِلَ عُمَرُ انْثَلَمَ الْحَائِطُ ، إِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُونَ فَحَيَّهَلا بِعُمَرَ . ❷

یقیناً میں اس شخص سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ مجھے اس کی محبت کے متعلق اللہ سے ڈر لگنے لگتا ہے (کہ کہیں میں مبالغہ تو نہیں کر رہا)۔ یقیناً عمر رضی اللہ عنہ ایک ایسا محفوظ باغ تھے کہ جس میں اسلام داخل تو ہوتا تھا مگر اس سے نکلتا نہیں تھا۔ لیکن جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو اس باغ میں شگاف پڑ گیا، پھر اس سے اسلام نکلنے لگا اور

❶ [إسناده صحيح لغيره] المعجم الكبير للطبراني: ٩/ ٧٩۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٧٨

❷ [إسناده صحيح لغيره] المستدرك للحاكم: ٣/ ٩٣۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٧٨

داخل نہیں ہوتا تھا۔ جب بھی نیک لوگوں کا تذکرہ ہوگا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سرفہرست ہوں گے۔

358 ۔ ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَخِلَّائِي مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ ثَلَاثَةٌ وَلَمْ آلُ أَبُو بَكْرٍ ، وَعُمَرُ ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ . [1]

اصحابِ محمد میں سے تین لوگ میرے گہرے دوست ہیں: سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم۔

359 ۔ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُتِيتُ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَظْفَارِي ، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ))، فَقَالَ مَنْ حَوْلَهُ: مَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَوَّلْتُهُ الدِّينَ)) . [2]

اس دوران کہ میں سویا ہوا تھا تو مجھے (خواب میں) دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا، میں نے (اس میں سے دودھ) پیا، یہاں تک کہ میں نے تری دیکھی جو میری انگلیوں کے پوروں سے نکل رہی تھی، پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا۔ آپ کے گرد بیٹھے لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ (دودھ سے مراد) دین ہے۔

360 ۔ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ ، مِنْهَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ ، وَمِنْهَا يَبْلُغُ الرُّكَبَ ، قَالَ: وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ))، فَقَالُوا: مَا أَوَّلْتَهُ؟ قَالَ: ((الْعِلْمُ)) . [3]

میں نے (خواب میں) لوگوں کو دیکھا کہ انہیں میرے سامنے پیش کیا گیا، انہوں نے قمیصیں زیب تن کر رکھی تھیں، ان میں سے کچھ کی قمیصیں سینے تک تھیں اور کچھ کی گھٹنے تک پہنچ رہی تھیں، اور میرے سامنے عمر (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا تو انہوں نے جو قمیض پہن رکھی تھی وہ اسے گھسیٹ رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: علم۔

توضیح: ......یعنی لوگ اپنے زیادہ یا کم علم کے لحاظ سے اسی قدر آگے اور پیچھے تھے، جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قرآن و سنت کے علم میں درجۂ کمال رکھنے کے باعث اتنے ہی اعلیٰ ترین درجے پر فائز تھے۔

361 ۔ امام زہری رحمہ اللہ آلِ ربیع کے کسی آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا ان کے ہاں تھیں۔ اس آدمی نے محصّب کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

جَزَى اللّٰهُ خَيْرًا مِنْ أَمِيرٍ وَبَارَكَتْ ... يَدُ اللّٰهِ فِي ذَاكَ الْأَدِيمِ الْمُمَزَّقِ
فَمَنْ يَسْعَ أَوْ يَرْكَبْ جَنَاحَيْ نَعَامَةٍ ... لِيُدْرِكَ مَا قَدَّمْتَ بِالْأَمْسِ يُسْبَقِ
قَضَيْتَ أُمُورًا ثُمَّ غَادَرْتَ بَعْدَهَا ... بَوَائِجَ فِي أَكْمَامِهَا لَمْ تُفَتَّقِ

---

[1] [إسناده ضعيف] سير أعلام النبلاء: ۳/ ۷
[2] [إسناده ضعيف] سنن الدارمي: ۲/ ۳۵۵
[3] [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ۱/ ۷۳۔ صحيح مسلم: ٤/ ۱۸۵۹۔ سنن الترمذي: ٤/ ۵۳۹۔ سنن النسائي: ۸/ ۱۱۳۔ سنن الدارمي: ۲/ ۱۲۷۔ مسند أحمد: ۳/ ۸٦

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَنحلُوهُ الشَّمَّاخَ بْنَ ضِرَارٍ ، فَسأَلُوهُ ، فَقَالَ: مَا قُلْتُهُ . ❶

''اللہ تعالیٰ اس امیر المومنین کو اچھا بدلہ دے اور برکات کا نزول ہو کہ جس پھٹے ہوئے چمڑوں میں بھی اللہ کی تائید ونصرت شامل ہوتی تھی۔ سو جو شخص کوشش کرتا ہے یا شترمرغ کے پروں پر سوار ہو جاتا ہے تو یقیناً وہ تیرے گزشتہ سبقت لے جانے والے امور کو بھی پالیتا ہے۔ (اے امیر المومنین!) آپ نے ان امور کو ادا کر دیا ہے، پھر اس کے بعد آپ ایسی آفات چھوڑ گئے کہ جو اپنی آستینوں میں بھی کھل نہ پائیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے ان اشعار کو شماخ بن ضرار کی طرف منسوب کیا ہے لیکن جب لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: میں نے یہ اشعار نہیں کہے۔

توضیح :...... آخری مصرعے سے مراد یہ ہے کہ جب آپ نے زمامِ حکومت سنبھالی تو بہت سے امور نمٹا دیے لیکن پھر بھی آپ اپنے بعد ایسے پوشیدہ امور و معاملات چھوڑ گئے کہ جو آپ کی رحلت کے بعد ہی منکشف ہوئے۔ ❷

362۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

لَمَّا كَانَ آخِرُ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ حَجَّ أُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِينَ ، فَلَمَّا صَدَرْنَا عَنْ مِنًى مَرُّوا بِالْمُحَصَّبِ ، فَسَمِعْتُ رَجُلًا عَلَى رَاحِلَتِهِ يَقُولُ: أَيْنَ كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَسَمِعْتُ آخَرَ قَالَ: كَانَ هَاهُنَا كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ، قَالَتْ: فَأَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ قَالَ:

عَلَيْكَ سَلَامٌ مِنْ إِمَامٍ وَبَارَكَتْ ... يَدُ اللّٰهِ فِي ذَاكَ الْأَدِيمِ الْمُمَزَّقِ
فَمَنْ يَسْعَ أَوْ يَرْكَبْ جَنَاحَيْ نَعَامَةٍ ... لِيُدْرِكَ مَا قَدَّمْتَ بِالْأَمْسِ يُسْبَقِ
قَضَيْتَ أُمُورًا ثُمَّ غَادَرْتَ بَعْدَهَا ... بَوَائِجَ فِي أَكْمَامِهَا لَمْ يُفَتَّقِ

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَالْتَمِسَ ذَالِكَ الرَّاكِبُ ، فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ ، وَلَمْ يُدْرَ مَنْ هُوَ ، فَكُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ مِنَ الْجِنِّ ، قَالَ فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ ذَالِكَ الْحَجِّ فَطُعِنَ فَمَاتَ . ❸

جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آخری حج ادا فرمایا تو اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن بھی اس حج میں شریک تھیں۔ جب ہم منیٰ سے واپس آئے اور لوگ محصب کے پاس سے گزرے تو میں نے ایک آدمی کو اپنی سواری پر یہ کہتے سنا: امیر المومنین کہاں ہیں؟ پھر مجھے دوسرے کی آواز سنائی دی کہ امیر المومنین یہیں ہیں۔ چنانچہ اس آدمی نے اپنی سواری کے جانور کو بٹھایا اور یہ اشعار پڑھنے لگا:

عَلَيْكَ سَلَامٌ مِنْ إِمَامٍ وَبَارَكَتْ ... يَدُ اللّٰهِ فِي ذَاكَ الْأَدِيمِ الْمُمَزَّقِ
فَمَنْ يَسْعَ أَوْ يَرْكَبْ جَنَاحَيْ نَعَامَةٍ ... لِيُدْرِكَ مَا قَدَّمْتَ بِالْأَمْسِ يُسْبَقِ
قَضَيْتَ أُمُورًا ثُمَّ غَادَرْتَ بَعْدَهَا ... بَوَائِجَ فِي أَكْمَامِهَا لَمْ يُفَتَّقِ

''اے امام! آپ پر سلامتی ہو اور (اللہ تعالیٰ کی) برکات کا نزول ہو، آپ کے پھٹے ہوئے چمڑوں میں بھی اللہ کی تائید ونصرت شامل ہوتی تھی۔ سو جو شخص کوشش کرتا ہے یا شترمرغ کے پروں پر سوار ہو جاتا ہے تو یقیناً وہ تیرے

❶ [إسناده حسن] المستدرك للحاكم: ٣/ ٩٢۔الدلائل لأبی نعيم: ٣/ ٢١٠

❷ غريب الحديث لابن قتيبة: ٢/ ١٨ . ❸ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٣٧٤۔تاريخ المدينة لابن شبّة: ٢/ ٢٥٥

گزشتہ سبقت لے جانے والے امور کو بھی پا لیتا ہے۔ (اے امیر المومنین!) آپ نے ان امور کو ادا کر دیا ہے، پھر اس کے بعد آپ ایسی آفات چھوڑ گئے کہ جو اپنی آستینوں میں بھی کھل نہ پائیں۔"

363 ۔ امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَأَيْتُ لِعُمَرَ أَرْبَعَةَ رُؤْيَا: رَأَيْتُ كَأَنِّي أُتِيتُ بِإِنَاءٍ فِيهِ لَبَنٌ فَشَرِبْتُ حَتَّى رَأَيْتُ الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَنَامِلِي ، ثُمَّ نَاوَلْتُ فَضْلِي عُمَرَ)) ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ ، فَمَا أَوَّلْتَ ذَاكَ؟ قَالَ: ((الْعِلْمُ)) . ((وَرَأَيْتُ كَأَنَّ أُمَّتِي عَلَيْهِمُ الْقُمُصُ إِلَى الثَّدْيِ وَإِلَى الرُّكَبِ ، وَإِلَى الْكَعْبِ ، وَمَرَّ عُمَرُ يَسْحَبُ قَمِيصًا)) ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ ، مَا أَوَّلْتَ ذَالِكَ؟ قَالَ: ((الدِّينُ)) . قَالَ: ((وَدَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ فِيهَا قَصْرًا ، أَوْ دَارًا ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ ، فَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ ، فَقِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ يَا أَبَا حَفْصٍ)) ، فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ: أَوَ يُغَارُ عَلَيْكَ؟ وَرَأَيْتُ كَأَنِّي وَرَدْتُ بِئْرًا فَوَرَدَ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ ، وَنَزْعُهُ فِيهِ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ، ثُمَّ وَرَدَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتِ الدَّلْوُ فِي يَدِهِ غَرْبًا ، فَاسْتَقَى فَأَرْوَى الظَّمِئَةَ وَضَرَبَ النَّاسَ بِعَطَنٍ ، فَلَمْ أَرَ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ ، أَوْ قَالَ: عَبْقَرِيًّا: يَفْرِي فَرْيَهُ . [1]

میں نے عمر کے لیے چار خواب دیکھے: "میں نے دیکھا کہ مجھے ایک برتن دیا گیا جس میں دودھ تھا، میں نے اتنا پیا کہ مجھے انگلیوں کے پوروں سے (دودھ کی) تری نکلتی دکھائی دی، پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر کو دے دیا۔" لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (دودھ سے مراد) علم ہے۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) "میں نے (دوسرا خواب یہ) دیکھا کہ میری امت کے لوگوں نے قمیصیں زیب تن کر رکھی ہیں (کچھ کی قمیصیں) سینے تک ہیں، (کچھ کی) گھٹنے تک اور (کچھ کی) ٹخنے تک ہیں، اور (اتنے میں) عمر (رضی اللہ عنہ) گزرے تو وہ قمیض کو گھسیٹ رہے تھے۔" (یعنی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس وافر طور پر قمیض دستیاب تھا)۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قمیض سے مراد) دین ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں (نے خواب میں دیکھا کہ میں) جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں ایک محل دیکھا، یا فرمایا کہ ایک گھر دیکھا، تو میں نے پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟ تو فرشتوں نے جواب دیا: یہ قریش کے ایک شخص کا ہے۔ مجھے اُمید پیدا ہوئی کہ وہ میں ہی ہوں گا، لیکن (مجھے) بتلایا گیا کہ یہ محل عمر بن خطاب کا ہے۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:) اے ابوحفص! میں نے (اس محل کے اندر) داخل ہونا چاہا تو مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ پر بھی غیرت کا مظاہرہ ہوسکتا ہے؟! (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) میں نے (چوتھا خواب یہ) دیکھا کہ میں ایک کنویں کے پاس آیا ہوں، پھر ابن ابی قحافہ (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) بھی اس کنویں پر آئے، انہوں نے ایک یا دو ڈول پانی نکالا، پھر ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری واقع ہوگئی، پھر عمر بھی

[1] [إسناده حسن] صحيح البخاري: ٧/ ٤٠ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٦١ ـ مسند أحمد: ٢/ ٣٣٩ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦١٩

وہاں آ گئے تو انہوں نے بھی پانی نکالا، یہاں تک کہ ان کے ہاتھ میں ہی اس ڈول نے ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر لی اور (انہوں نے اسقدر پانی نکالا کہ) لوگوں نے اپنے اونٹوں کو حوض سے سیراب کر لیا، میں نے ان کی طرح کام کرنے والا لوگوں میں سے کوئی اتنا زورآور بہادر شخص نہیں دیکھا۔

364۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيتُ بِقَدَحٍ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَجْرِي فِي أَظْفَارِي، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ))، قَالُوا: مَا أَوَّلْتَ ذَالِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الْعِلْمُ)). ❶

میں سویا ہوا تھا تو میں نے (خواب میں) دیکھا کہ مجھے ایک برتن دیا گیا، میں نے اس سے اتنا پیا کہ مجھے انگلیوں کے پوروں سے (دودھ کی) تری بہتی ہوئی دکھائی دی، پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر کو دے دیا۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (دودھ سے مراد) علم ہے۔

365۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ حَتّٰى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَظْفَارِي، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ))، قَالُوا: مَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الْعِلْمُ)). ❷

اس دوران کہ میں سویا ہوا تھا تو مجھے (خواب میں) دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا، میں نے (اس میں سے دودھ) پیا، یہاں تک کہ میں نے تری دیکھی جو میری انگلیوں کے پوروں سے نکل رہی تھی، پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر کو دے دیا۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علم۔

توضیح: ...... یعنی جب میں علم سے سیر ہو گیا تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔

366۔ ابو امامہ بن سہل بن حنیف ایک صحابیٔ رسول سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمُ الْقُمُصُ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ أَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ))، قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَ ذَالِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الدِّينُ)). ❸

میں سویا ہوا تھا تو میں نے (خواب میں) دیکھا کہ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا گیا، جو کہ قمیصیں زیب تن کیے ہوئے تھے، (کچھ کی قمیصیں) سینے تک تھیں، اور کچھ کی (جسم کے) اس سے زیادہ حصے تک تھیں، اور میرے سامنے عمر (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا تو انہوں نے جو قمیض پہن رکھی تھی وہ اسے گھسیٹ رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دین۔

توضیح: ...... یعنی لوگ اپنے کثیر و قلیل عمل کے لحاظ سے دین میں بھی اسی قدر آگے اور پیچھے تھے، جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عبادت و ریاضت، زہد و قناعت اور جہاد و خدمت میں درجۂ کمال رکھنے کے باعث دین میں بھی اتنے ہی اعلیٰ ترین درجے پر فائز تھے۔

---

❶ [إسناده حسن] مضى الحديث برقم: ٣١٩

❷ [إسناده حسن] مضى الحديث برقم: ٣٢٠

❸ [إسناده حسن] مضى برقم: ٣٦٠

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

367 ۔ ابوعثمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں کسی نے کہا کہ آپ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے ہجرت کی تھی، جب ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس بات کا پتا چلا تو غصے میں آ گئے اور فرمایا:

قَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ ، فَوَجَدْنَاهُ قَائِلًا ، فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ ، فَبَعَثَنِي عُمَرُ فَقَالَ: اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلِ اسْتَيْقَظَ؟ فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلٰى عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ ، فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ ، نُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ ، فَبَايَعَهُ ثُمَّ بَايَعْتُهُ ، فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَغْضَبُ إِذَا قِيلَ إِنَّهُ هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيهِ . ❶

میں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ آرام فرما رہے ہیں، چنانچہ ہم واپس گھر آ گئے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بھیجا اور کہا: جاؤ دیکھ کر آؤ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے ہیں؟ چنانچہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کر لی۔ پھر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے ہیں۔ پھر ہم آپ کی طرف چل پڑے اور لپک کر آ رہے تھے، یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور آپ سے بیعت کر لی، پھر میں نے بھی بیعت کی۔ (راوی بیان کرتے ہیں کہ) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اس بات سے خفا ہو جایا کرتے تھے جب کہا جاتا تھا کہ انہوں نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی ہے۔

368 ۔ قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ . ❷

جب سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تب سے ہم ہمیشہ غالب ہی رہے۔

369 ۔ قیس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نُفیل کو فرماتے سنا:

وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوثِقِي ، وَأُخْتَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ ، وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا ارْفَضَّ لِلَّذِي صَنَعْتُمْ بِابْنِ عَفَّانَ لَكَانَ قَدْ . ❸

اللہ کی قسم! میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (قبولِ اسلام سے پہلے) مجھے اسلام قبول کرنے کی پاداش میں باندھ رکھا تھا، جبکہ ان کی ہمشیرہ اسلام قبول کر چکی تھیں، لیکن تم لوگوں نے جو سلوک سیدنا

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٢٥٥

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٧٧ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٩/ ١٨٢

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٧٦ ـ مصنف ابن أبي شيبة: ٢/ ٣٧٧

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کیا ہے اس کی وجہ سے اگر اُحد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اس کے لائق ہے۔

370 ۔ محمد بن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ، وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، عَلٰى قُرَيْشٍ وَلَمْ يُدْرِكُوا مَا طَلَبُوا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَدَّهُمُ النَّجَاشِيُّ بِمَا يَكْرَهُونَ، أَسْلَمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَكَانَ رَجُلًا ذَا شَكِيمَةٍ، لَا يُرَامُ مَا وَرَاءَ ظَهْرِهِ، امْتَنَعَ بِهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِحَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، حَتّٰى غَزَا قُرَيْشًا، فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ يَقُولُ: مَا كُنَّا نَقْدِرُ عَلٰى أَنْ نُصَلِّيَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ حَتّٰى أَسْلَمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمَّا أَسْلَمَ قَاتَلَ قُرَيْشًا حَتّٰى صَلّٰى عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ، وَكَانَ إِسْلَامُ عُمَرَ بَعْدَ خُرُوجِ مَنْ خَرَجَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَرْضِ الْحَبَشَةِ. [1]

جب عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن عاص قریش کے پاس آئے اور انہوں نے جن اصحابِ رسول کا مطالبہ کیا تھا وہ انہیں نہ ملے اور نجاشی نے انہیں وہ جواب دیا جو انہیں بہت ناگوار تھا، تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا، وہ بڑے خودداری اور بڑائی والے شخص تھے، ان کی عدم موجودگی میں ان پر کوئی الزام نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ ان کی اور سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ (کفار کے مظالم سے) محفوظ ہو گئے، یہاں تک کہ انہوں نے قریش سے جنگ لڑی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: ہم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کر لینے تک کعبے کے پاس نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو قریش سے قتال کیا، یہاں تک کہ انہوں نے کعبے کے پاس نماز ادا کی اور ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے صحابہ کی ہجرتِ حبشہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔

371 ۔ سیدہ اُمِ عبداللہ بنت ابو حثمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَنَرْتَحِلُ إِلٰى أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَقَدْ ذَهَبَ عَامِرٌ فِي بَعْضِ حَاجَتِنَا، إِذْ أَقْبَلَ عُمَرُ حَتّٰى وَقَفَ عَلَيَّ وَهُوَ عَلٰى شِرْكِهِ، قَالَتْ: وَكُنَّا نَلْقٰى مِنْهُ الْبَلَاءَ أَذًى لَنَا وَشَرًّا عَلَيْنَا، فَقَالَتْ: فَقَالَ: إِنَّهُ لَانْطِلَاقٌ يَا أُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَتْ: قُلْتُ: نَعَمْ، وَاللّٰهِ لَنَخْرُجَنَّ فِي أَرْضِ اللّٰهِ، آذَيْتُمُونَا وَقَهَرْتُمُونَا، حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَنَا مَخْرَجًا، قَالَتْ: فَقَالَ: صَحِبَكُمُ اللّٰهُ، وَرَأَيْتُ لَهُ رِقَّةً لَمْ أَكُنْ أَرَاهَا، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ أَحْزَنَهُ فِيمَا أَرٰى خُرُوجُنَا، قَالَتْ: فَجَاءَ عَامِرٌ مِنْ حَاجَتِنَا تِلْكَ فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، لَوْ رَأَيْتَ عُمَرَ آنِفًا وَرِقَّتَهُ وَحُزْنَهُ عَلَيْنَا، قَالَ: أَطَمِعْتِ فِي إِسْلَامِهِ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: لَا يُسْلِمُ الَّذِي رَأَيْتِ حَتّٰى يُسْلِمَ حِمَارُ الْخَطَّابِ، قَالَتْ: يَأْسًا لِمَا كَانَ يَرٰى مِنْ غِلْظَتِهِ وَقَسْوَتِهِ عَنِ الْإِسْلَامِ. وَكَانَ إِسْلَامُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيمَا بَلَغَنِي أَنَّ أُخْتَهُ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْخَطَّابِ، وَكَانَتْ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، كَانَتْ قَدْ أَسْلَمَتْ وَأَسْلَمَ زَوْجُهَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ مَعَهَا، وَهُمْ يَسْتَخْفُونَ بِإِسْلَامِهِمْ مِنْ

[1] [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٦٣ ـ سيرة ابن هشام: ١/ ٣٤٢

عُمَرَ، وَكَانَ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّحَّامُ رَجُلًا مِنْ قَوْمِهِ مِنْ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ قَدْ أَسْلَمَ، وَكَانَ أَيْضًا يَسْتَخْفِي بِإِسْلَامِهِ فَرَقًا مِنْ قَوْمِهِ، وَكَانَ خَبَّابُ بْنُ الْأَرَتِّ يَخْتَلِفُ إِلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ الْخَطَّابِ يُقْرِئُهَا الْقُرْآنَ، فَخَرَجَ عُمَرُ يَوْمًا مُتَوَشِّحًا سَيْفَهُ يُرِيدُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَرَهْطًا مِنْ أَصْحَابِهِ، فَذُكِرَ لَهُ أَنَّهُمْ قَدِ اجْتَمَعُوا فِي بَيْتٍ عِنْدَ الصَّفَا وَهُمْ قَرِيبٌ مِنْ أَرْبَعِينَ مِنْ رِجَالٍ وَنِسَاءٍ، وَمَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمُّهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ، فِي رِجَالٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِمَّنْ كَانَ أَقَامَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ، وَلَمْ يَخْرُجْ فِيمَنْ خَرَجَ إِلٰى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، فَلَقِيَهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أُرِيدُ مُحَمَّدًا، هٰذَا الصَّابِئُ الَّذِي قَدْ فَرَّقَ أَمْرَ قُرَيْشٍ، وَسَفَّهَ أَحْلَامَهَا، وَعَابَ دِينَهَا، وَسَبَّ آلِهَتَهَا، فَأَقْتُلُهُ، فَقَالَ لَهُ نُعَيْمٌ: وَاللّٰهِ، لَقَدْ غَرَّتْكَ نَفْسُكَ مِنْ نَفْسِكَ يَا عُمَرُ، أَتَرٰى بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ تَارِكِيكَ تَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ وَقَدْ قَتَلْتَ مُحَمَّدًا؟ أَفَلَا تَرْجِعُ إِلٰى أَهْلِ بَيْتِكَ فَتُقِيمَ أَمْرَهُمْ؟ قَالَ: وَأَيُّ أَهْلِ بَيْتِي؟ قَالَ: خَتَنُكَ وَابْنُ عَمِّكَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، وَأُخْتُكَ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْخَطَّابِ، فَقَدْ أَسْلَمَا وَتَابَعَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى دِينِهِ، فَعَلَيْكَ بِهِمَا، فَرَجَعَ عُمَرُ عَامِدًا لِخَتَنِهِ وَأُخْتِهِ، وَعِنْدَهُمَا خَبَّابُ بْنُ الْأَرَتِّ مَعَهُ صَحِيفَةٌ فِيهَا طٰهٰ يُقْرِئُهُمَا إِيَّاهَا، فَلَمَّا سَمِعُوا حِسَّ عُمَرَ تَغَيَّبَ خَبَّابُ بْنُ الْأَرَتِّ فِي مَخْدَعٍ لِعُمَرَ أَوْ فِي بَعْضِ الْبَيْتِ، وَأَخَذَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْخَطَّابِ الصَّحِيفَةَ فَجَعَلَتْهَا تَحْتَ فَخِذِهَا، وَقَدْ سَمِعَ عُمَرُ حِينَ دَنَا مِنَ الْبَيْتِ قِرَاءَةَ خَبَّابٍ عَلَيْهِمَا، فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: مَا هٰذِهِ الْهَيْنَمَةُ الَّتِي سَمِعْتُهَا؟ قَالَا: مَا سَمِعْتَ شَيْئًا، قَالَ: بَلٰى وَاللّٰهِ لَقَدْ أُخْبِرْتُ عَمَّا تَابَعْتُمَا مُحَمَّدًا عَلٰى دِينِهِ، وَبَطَشَ بِخَتَنِهِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، وَقَامَتْ إِلَيْهِ فَاطِمَةُ أُخْتُهُ لِتَكُفَّهُ عَنْ زَوْجِهَا، فَضَرَبَهَا فَشَجَّهَا، فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ قَالَتْ لَهُ أُخْتُهُ وَخَتَنُهُ: نَعَمْ، قَدْ أَسْلَمْنَا وَآمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ، فَاصْنَعْ مَا بَدَا لَكَ. وَلَمَّا رَأٰى عُمَرُ مَا بِأُخْتِهِ مِنَ الدَّمِ نَدِمَ عَلٰى مَا صَنَعَ فَارْعَوٰى وَقَالَ لِأُخْتِهِ: أَعْطِينِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةَ الَّتِي سَمِعْتُكُمْ تَقْرَؤُونَ آنِفًا أَنْظُرْ مَا هٰذَا الَّذِي جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ؟ وَكَانَ عُمَرُ كَاتِبًا، فَلَمَّا قَالَ ذٰلِكَ قَالَتْ لَهُ أُخْتُهُ: إِنَّا نَخْشَاكَ عَلَيْهَا، قَالَ: لَا تَخَافِي، وَحَلَفَ لَهَا بِآلِهَتِهِ لَيَرُدَّنَّهَا إِلَيْهَا إِذَا قَرَأَهَا، فَلَمَّا قَالَ لَهَا ذٰلِكَ طَمِعَتْ فِي إِسْلَامِهِ، فَقَالَتْ لَهُ: يَا أَخِي، إِنَّكَ نَجِسٌ عَلٰى شِرْكِكَ، وَإِنَّهُ لَا يَمَسُّهَا إِلَّا الطَّاهِرُ، فَقَامَ عُمَرُ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ أَعْطَتْهُ الصَّحِيفَةَ، وَفِيهَا طٰهٰ، فَقَرَأَهَا، فَلَمَّا قَرَأَ صَدْرًا مِنْهَا قَالَ: مَا أَحْسَنَ هٰذَا الْكَلَامَ وَأَكْرَمَهُ، فَلَمَّا سَمِعَ خَبَّابٌ ذٰلِكَ خَرَجَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ: يَا عُمَرُ، وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ قَدْ خَصَّكَ بِدَعْوَةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ أَيِّدِ الْإِسْلَامَ بِأَبِي الْحَكَمِ بْنِ هِشَامٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ))، فَاللّٰهَ اللّٰهَ يَا عُمَرُ، فَقَالَ لَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ: فَدُلَّنِي عَلَيْهِ يَا خَبَّابُ حَتّٰى آتِيَهُ فَأُسْلِمَ، فَقَالَ لَهُ

خَبَّابٌ: هُوَ فِي بَيْتٍ عِنْدَ الصَّفَا، مَعَهُ فِئَةٌ، يَعْنِي مِنْ أَصْحَابِهِ، فَأَخَذَ عُمَرُ سَيْفَهُ فَتَوَشَّحَهُ، ثُمَّ عَمَدَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ فَضَرَبَ عَلَيْهِمُ الْبَابَ، فَرَآهُ مُتَوَشِّحًا السَّيْفَ، فَرَجَعَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فَزِعٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مُتَوَشِّحًا السَّيْفَ، فَقَالَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: فَائْذَنْ لَهُ، فَإِنْ كَانَ يُرِيدُ خَيْرًا بَذَلْنَا لَهُ، وَإِنْ كَانَ يُرِيدُ شَرًّا قَتَلْنَاهُ بِسَيْفِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ائْذَنْ لَهُ))، فَأَذِنَ لَهُ الرَّجُلُ وَنَهَضَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى لَقِيَهُ فِي الْحُجْرَةِ، فَأَخَذَ بِحُجْزَتِهِ أَوْ بِجُمْعِ رِدَائِهِ، ثُمَّ جَبَذَهُ جَبْذَةً شَدِيدَةً وَقَالَ: ((مَا جَاءَ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ وَاللّٰهِ مَا أَرَى أَنْ تَنْتَهِيَ حَتّٰى يُنْزِلَ اللّٰهُ بِكَ قَارِعَةً))، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، جِئْتُكَ أُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَبِرَسُولِهِ وَبِمَا جِئْتَ بِهِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ، قَالَ: فَكَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكْبِيرَةً عَرَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عُمَرَ قَدْ أَسْلَمَ، فَتَفَرَّقَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَانِهِمْ ذَالِكَ وَقَدْ عَزُّوا فِي أَنْفُسِهِمْ حِينَ أَسْلَمَ عُمَرُ مَعَ إِسْلَامِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَعَرَفُوا أَنَّهُمَا سَيَمْنَعَانِ رَسُولَ اللّٰهِ، وَيَنْتَصِفُونَ بِهِمَا مِنْ عَدُوِّهِمْ. [1]

اللہ کی قسم! جب ہم سرزمین حبشہ کی طرف روانہ ہوئے اور عامر رضی اللہ عنہ ہمارے کسی ضروری کام کی غرض سے گئے ہوئے تھے کہ اسی وقت عمر (رضی اللہ عنہ) آئے اور میرے پاس آ کھڑے ہوئے، اس وقت وہ مشرک ہی تھے۔ ہمیں ان کی طرف سے بہت سی آزمائشیں جھیلنا پڑی تھیں، ہمیں تکلیفیں بھی آئیں اور بُرے رویے کا بھی سامنا ہوا۔ راویہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا: اے اُمِ عبداللہ! رہائی پا کر جا رہے ہو؟ میں نے کہا: ہاں، اللہ کی قسم! یقیناً ہم اللہ کی سرزمین میں ضرور جائیں گے، تم لوگوں نے ہمیں تکلیفیں دیں اور ہمیں اپنے قہر کا نشانہ بنایا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے راہِ نجات نکال دی۔ یہ سن کر انہوں نے کہا: اللہ تمہارا ساتھی ہو۔ میں نے دیکھا کہ ان کی رِقت آمیز حالت ہو گئی تھی، میں نے (کبھی ان کی) ایسی حالت نہیں دیکھی تھی۔ پھر وہ واپس چلے گئے اور میرے خیال کے مطابق ہمارے (مکہ سے) نکل جانے نے انہیں غمزدہ کر دیا تھا۔ پھر عامر رضی اللہ عنہ ہمارے کام سے فارغ ہو کر آئے تو میں نے ان سے کہا: اے ابوعبداللہ! کاش کہ آپ بھی ابھی ابھی عمر کی رِقت آمیز حالت اور ہمارے جانے پر غمزدہ ہونا دیکھ پاتے۔ انہوں نے کہا: کیا تم چاہتی ہو کہ وہ اسلام قبول کر لے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا: جس شخص کو تم نے دیکھا ہے وہ اس وقت تک اسلام قبول نہیں کر سکتا جب تک کہ خطاب کا گدھا اسلام نہ لے آئے (ان کا مطلب تھا کہ عمر کا اسلام قبول کرنا ناممکن ہے)۔ راویہ کہتی ہیں کہ انہوں نے اس ناامیدی کا اظہار اس لیے کیا تھا کیونکہ وہ عمر (رضی اللہ عنہ) کی اسلام سے نفرت اور قساوت خود دیکھا کرتے تھے۔ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے قبولِ اسلام کا جو واقعہ مجھے معلوم پڑا ہے؛ وہ یہ ہے کہ ان کی ہمشیرہ فاطمہ بنت خطاب سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کے عقدِ نکاح میں تھیں۔ وہ خود بھی اسلام لا چکی تھیں اور ان کے ساتھ ان کے

[1] [إسناده حسن] سيرة ابن هشام: ١/ ٣٤٣۔ الدلائل لأبی نعيم: ٢/ ٩

خاوند سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ وہ عمر (رضی اللہ عنہ) سے اپنے اسلام کو چھپا کر رکھتے تھے۔ ان کی قوم یعنی بنوعدی بن کعب کے ایک شخص نُعیم بن عبداللہ النحام نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ بھی اپنی قوم سے نکالے جانے کے ڈر سے اپنے اسلام کو چھپا کر رکھتے تھے۔ خباب بن اَرت رضی اللہ عنہ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کے پاس آیا جایا کرتے تھے اور انہیں قرآن پڑھاتے تھے۔ ایک روز عمر (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی جماعت (کو قتل کرنے) کے ارادے سے اپنی تلوار تانے نکلے تو انہیں کسی نے بتایا کہ وہ سب صفا کے پاس ایک گھر میں جمع ہیں اور مرد و خواتین ملا کر سب کی تعداد تقریباً چالیس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں جن مسلمان مردوں نے قیام کیا تھا ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب، علی بن ابی طالب اور ابوبکر صدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے لیکن وہ سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں شامل نہ ہوئے تھے۔ عمر (رضی اللہ عنہ) کی ملاقات نُعیم بن عبداللہ سے ہوگئی، انہوں نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا: میں محمد (کے قتل) کا ارادہ کیے ہوئے ہوں، اس بے دِین نے قریش کی اجتماعیت کو توڑ دیا ہے، ان کے عقلمند لوگوں کو بیوقوف بنا لیا ہے، ان کے دِین پر عیب تراشی کرتا ہے اور ان کے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے، لہٰذا میں اسے قتل کر دوں گا (نعوذ باللہ)۔ یہ سن کر نعیم رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے عمر! اللہ کی قسم! تمہارے نفس نے ہی تمہیں دھوکے میں مبتلا کر دیا ہے، تمہارا کیا خیال ہے کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرو گے تو وہ تمہیں زمین پر چلتا (یعنی زندہ) چھوڑ دیں گے؟ کیا تم واپس اپنے گھر والوں کے پاس جا کر ان کے معاملے کو درست کر سکتے ہو؟ انہوں نے پوچھا: میرے گھر والے کون؟ انہوں نے کہا: تمہارے بہنوئی اور چچازاد سعید بن زید اور تمہاری بہن فاطمہ بنت خطاب دونوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اتباع کر چکے ہیں، تم پہلے ان کی خبر لو۔ یہ سن کر عمر (رضی اللہ عنہ) اپنے بہنوئی اور اپنی بہن کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ ان کے پاس خباب بن اَرت رضی اللہ عنہ موجود تھے، جن کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں سورۃ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اور وہ ان دونوں کو وہ سورت پڑھا رہے تھے۔ جب انہوں نے عمر (رضی اللہ عنہ) کی چاپ سنی تو خباب بن اَرت رضی اللہ عنہ عمر (رضی اللہ عنہ) کی کوٹھڑی میں یا گھر کے کسی حصے میں غائب ہو گئے، اور فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا نے صحیفہ پکڑ کر اپنی ران کے نیچے چھپا لیا۔ عمر (رضی اللہ عنہ) جب گھر کے قریب آ گئے تھے تو انہوں نے خباب رضی اللہ عنہ کا ان دونوں کو پڑھانا سن لیا تھا، چنانچہ جب وہ اندر آئے تو انہوں نے پوچھا: یہ سمجھ میں نہ آنے والی آواز کیسی تھی جو میں نے سنی؟ ان دونوں نے کہا: تم نے کچھ نہیں سنا۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! مجھے اس بات کے متعلق پتا چل گیا ہے کہ تم دونوں نے محمد کے دِین کی پیروی کر لی ہے۔ (یہ کہتے ہی) انہوں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور ان کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کو بچانے کے لیے اُٹھ کر ان کی طرف بڑھیں تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے انہیں مارا اور زخمی کر دیا۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو ان کی بہن اور بہنوئی بول اُٹھے: ہاں ہم نے اسلام قبول کیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے ہیں، اب تم نے جو کرنا ہے کر لو۔ جب عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنی بہن کا خون نکلتا دیکھا تو اپنے کیے پر شرمندہ ہوئے اور ان کا دِل نرم ہو گیا، پھر اپنی بہن سے کہا: لاؤ یہ صحیفہ مجھے دو جو میں نے ابھی تم لوگوں کو پڑھاتے ہوئے سنا تھا؛ تاکہ میں بھی دیکھوں کہ یہ کیا چیز ہے جو محمد لے کر آیا ہے۔ عمر (رضی اللہ عنہ) کتابت کیا کرتے تھے۔ جب انہوں نے ایسے کہا تو ان

کی بہن نے کہا: ہمیں ڈر ہے کہ تم اس کی بے حرمتی کرو گے۔ انہوں نے کہا: ڈرو نہیں۔ اور انہوں نے اپنے معبودوں کی قسم اُٹھا کر اپنی بہن کو یقین دِلایا کہ جب وہ یہ صحیفہ پڑھ لیں گے تو اسے ضرور واپس کر دیں گے۔ جب انہوں نے یہ بات کہی تو انہیں (یعنی ان کی بہن کو) ان کے قبولِ اسلام کی خواہش ہوئی، چنانچہ انہوں نے ان سے کہا: اے میرے بھائی! تم اپنے شرک کی وجہ سے ناپاک ہو جبکہ اس صحیفے کو صرف پاک شخص ہی ہاتھ لگا سکتا ہے۔ یہ سن کر عمر (رضی اللہ عنہ) اُٹھے اور غسل کیا۔ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں وہ صحیفہ دِیا۔ اس میں سورۃ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ انہوں نے اسے پڑھا۔ جب سورت کی ابتدائی آیات ہی پڑھی تھیں تو بول اُٹھے: یہ کلام کس قدر خوبصورت اور کتنا معزز ہے۔ جب خباب رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو وہ باہر نکل کر ان کے پاس آ گئے اور ان سے کہا: اے عمر! اللہ کی قسم! یقیناً میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے خصوصیت بخشی ہے، کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا فرماتے سنا تھا کہ اے اللہ! ابوالحکم بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کی تائید فرما۔ اے عمر! اللہ سے ڈر جاؤ، اللہ سے ڈر جاؤ۔ تو اس پر انہوں نے کہا: اے خباب! مجھے ان کے پاس (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) لے چلو، تاکہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلوں۔ تو خباب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: وہ صفا کے پاس ایک گھر میں تشریف فرما ہیں، ان کے ساتھ ان کے صحابہ میں سے کچھ نوجوان بھی ہیں۔ چنانچہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنی تلوار پکڑی اور اسے لہراتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور جا کر ان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب (دروازہ کھولنے کے لیے آنے والے نے) انہیں تلوار سونتے دیکھا تو وہ گھبراہٹ کے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! عمر بن خطاب آیا ہے اور تلوار سونتے ہوئے ہے۔ یہ سن کر حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے کہا: آنے دو، اگر تو وہ اچھے ارادے سے آیا ہے تو ہم بھی وقار سے پیش آئیں گے لیکن اگر وہ کسی برے ارادے سے آیا ہے تو اسی کی تلوار سے اس کو قتل کر دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اندر آنے کی اجازت دے دو۔ چنانچہ اس آدمی نے انہیں اجازت دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستعدی سے اُٹھ کر ان کی جانب گئے، یہاں تک کہ حجرے میں انہیں آ ملے، پھر ان کے نیفے سے (یا کہا کہ) ان کی ساری چادر کو پکڑا، پھر انہیں سختی کے ساتھ کھینچ کر فرمایا: اے ابن خطاب! کون سا مقصد تجھے لے کر آیا ہے؟ اللہ کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ تم تب تک (ہمیں تکلیفیں دینے سے) باز نہیں آؤ گے جب تک کہ تم پر اللہ تعالیٰ کوئی مصیبت نہ نازل کر دے۔ یہ سن کر عمر (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور جو آپ اللہ کی طرف سے لے کر آئے ہیں (یعنی قرآنِ کریم) پر ایمان لانے کے لیے آیا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اللہ اکبر'' کہا، جس سے گھر میں موجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سمجھ گئے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا ہے، چنانچہ اصحابِ رسول اپنی اس جگہ سے بکھر گئے اور انہوں نے سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے اپنے آپ میں عزت و غلبہ محسوس کیا اور یہ بات جان لی کہ اب وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کریں گے اور مسلمان اب ان دونوں کے ذریعے اپنے دشمنوں سے انتقام لے سکیں گے۔

372 / 1 ۔ قیس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُذْ أَسْلَمَ عُمَرُ. ❶

جب سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تب سے ہم ہمیشہ غالب ہی رہے۔

372 / 2 ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: أَيُّ قُرَيْشٍ أَنْقَلُ لِلْحَدِيثِ؟ قِيلَ لَهُ: جَمِيلُ بْنُ مَعْمَرٍ الْجُمَحِيُّ، قَالَ: فَغَدَا عَلَيْهِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَغَدَوْتُ أَتْبَعُ أَثَرَهُ أَنْظُرُ مَا يَفْعَلُ، وَأَنَا غُلَامٌ، وَجَمِيلُ بْنُ مَعْمَرٍ هُوَ جَدُّ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ بْنِ جَمِيلِ بْنِ مَعْمَرٍ الْجُمَحِيُّ ۔ أَعْقِلُ كُلَّمَا رَأَيْتُ، حَتّٰى جَاءَهُ فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ يَا جَمِيلُ أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَدَخَلْتُ فِي دِينِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: فَوَاللّٰهِ، مَا رَاجَعَهُ حَتّٰى قَامَ يَجُرُّ رِجْلَيْهِ، وَاتَّبَعَهُ عُمَرُ، وَاتَّبَعْتُ أَبِي، حَتّٰى إِذَا قَامَ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ صَرَخَ بِأَعْلٰى صَوْتِهِ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ ۔ وَهُمْ فِي أَنْدِيَتِهِمْ حَوْلَ الْكَعْبَةِ ۔ أَلَا إِنَّ عُمَرَ قَدْ صَبَا، قَالَ: يَقُولُ عُمَرُ مِنْ خَلْفِهِ: كَذَبَ، وَلٰكِنْ قَدْ أَسْلَمْتُ وَشَهِدْتُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: وَثَارُوا إِلَيْهِ، قَالَ: فَمَا بَرِحَ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُونَهُ حَتّٰى قَامَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رُءُوسِهِمْ، قَالَ: وَطَلَحَ فَقَعَدَ، وَقَامُوا عَلٰى رَأْسِهِ وَهُوَ يَقُولُ: افْعَلُوا مَا بَدَا لَكُمْ، فَأَحْلِفُ أَنْ لَوْ كُنَّا ثَلَاثَمِائَةِ رَجُلٍ لَقَدْ تَرَكْنَاهَا لَكُمْ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا لَنَا، قَالَ: فَبَيْنَاهُمْ عَلٰى ذَالِكَ إِذْ أَقْبَلَ شَيْخٌ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ حِبَرَةٌ وَقَمِيصٌ قُومِسٌ حَتّٰى وَقَفَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوا: صَبَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ: فَمَهْ، رَجُلٌ اخْتَارَ لِنَفْسِهِ أَمْرًا فَمَاذَا تُرِيدُونَ؟ أَتَرَوْنَ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ يُسْلِمُونَ لَكُمْ صَاحِبَهُمْ؟ هٰكَذَا عَنِ الرَّجُلِ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ لَكَأَنَّمَا كَانُوا ثَوْبًا كُشِفَ عَنْهُ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَقُلْتُ لِأَبِي بَعْدَ أَنْ هَاجَرْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ: يَا أَبَتِ، مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي زَجَرَ الْقَوْمَ بِمَكَّةَ يَوْمَ أَسْلَمْتَ وَهُمْ يُقَاتِلُونَكَ؟ قَالَ: ذَاكَ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ. ❷

جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے کہا: قریش میں سب سے اچھے انداز میں بات کو نقل کرنے والا کون ہے؟ آپ کو بتلایا گیا کہ جمیل بن معمر جمحی۔ آپ صبح کے وقت اس کے پاس گئے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا، تاکہ میں دیکھوں آپ کیا کرتے ہیں۔ میں اس وقت بچہ تھا اور جمیل بن معمر، نافع بن عمر بن جمیل بن معمر جمحی کے دادا تھے۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچ گئے تو کہا: اے جمیل! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور محمد ﷺ کے دین میں داخل ہوگیا ہوں؟ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے اس سے رجوع نہیں کیا، یہاں تک کہ وہ اپنی ٹانگوں کو کھینچتے ہوئے کھڑا ہوگیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے گئے اور میں بھی اپنے والد گرامی کے پیچھے پیچھے چل دیا، یہاں تک کہ جب وہ مسجد کے دروازے پر جا پہنچا تو اونچی آواز سے چلایا کہ اے قریش کی جماعت! ۔۔۔اس وقت قریشی کعبے کے گرد اپنی مجالس لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٣٦٨

❷ [إسناده حسن] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٦٥ ـ سيرة ابن اسحاق: ١٨٤ ـ سيرة ابن هشام: ١/ ٣٤٨

سن لو! عمر بے دِین ہو گیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے سے کہنے لگے: یہ جھوٹ بولتا ہے (میں بے دِین نہیں ہوا) بلکہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے، اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور بلاشبہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ سن کر قریشی ان پر بھڑک اُٹھے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ ان سے اور وہ آپ سے لڑنے لگے، یہاں تک کہ سورج ان کے سروں پر آ کھڑا ہوا۔ جب آپ تھک گئے تو بیٹھ گئے اور وہ آپ کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ آپ کہہ رہے تھے: جو تم کرنا چاہتے ہو کر لو، کیونکہ میں قسم اُٹھاتا ہوں کہ اگر ہم تین سو آدمی ہوتے تو ہم نے انہیں تمہارے لیے چھوڑ دینا تھا یا تم نے انہیں ہمارے لیے چھوڑ دینا تھا۔ ان کے مابین یہ گفتگو چل رہی تھی کہ اسی وقت ایک قریشی بزرگ آیا جس نے دھاری دار یمنی چوغہ اور منقش ریشمی قمیض پہنی ہوئی تھی، وہ آ کر ان کے پاس کھڑا ہو گیا اور پوچھا: تم لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: عمر بن خطاب بے دِین ہو گیا ہے۔ اس بزرگ نے کہا: چھوڑو، ایک آدمی نے اپنے لیے کوئی دِین منتخب کیا ہے تو تم کیا چاہتے ہو؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ بنو عدی بن کعب اپنے ساتھی کو تمہارے حوالے کر دیں گے؟ اس آدمی کو چھوڑ دو۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! قریشی اس طرح دُور ہٹ گئے کہ جیسے وہ ایک کپڑا تھے جسے عمر رضی اللہ عنہ سے ہٹا دیا گیا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ کی جانب ہجرت کر گئے تو اس کے بعد میں نے اپنے والد سے پوچھا: ابا جان! وہ آدمی کون تھا جس نے مکہ میں اس روز لوگوں کو جھڑکا تھا جس روز آپ نے اسلام قبول کیا تھا اور لوگ آپ سے لڑ رہے تھے؟ تو انہوں نے بتلایا کہ وہ عاص بن وائل سہمی تھا۔

373۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالُوا: صَبَا عُمَرُ، مَرَّتَيْنِ، وَكُنْتُ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ، فَأَتَى الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ وَعَلَيْهِ قُبَاءٌ دِيبَاجٌ مَكْفُوفٌ بِحَرِيرٍ، فَقَالَ: صَبَا عُمَرُ، صَبَا عُمَرُ، أَنَا لَهُ جَارٌ، فَتَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَتَعَجَّبْتُ مِنْ عِزِّهِ. [1]

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو لوگ ان کے پاس اکٹھے ہو گئے اور دو مرتبہ کہا: عمر بے دِین ہو گیا۔ میں اس وقت گھر کی چھت پر تھا۔ اتنے میں عاص بن وائل سہمی آیا، اس نے ریشمی چادر اوڑھ رکھی تھی جسے باریک ریشم سے گوٹ لگائی گئی تھی، اس نے کہا: عمر بے دِین ہو گیا، عمر بے دِین ہو گیا، میں نے اس کو پناہ دی ہے۔ یہ سن کر لوگ آپ سے جدا ہو گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے اس کی عزت سے تعجب ہوا۔

374۔ امام عطاء اور امام مجاہد رحمہما اللہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ إِسْلَامَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَ فِيمَا تُحَدِّثُوا بِهِ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: كُنْتُ لِلْإِسْلَامِ مُبَاعِدًا، وَكُنْتُ صَاحِبَ خَمْرٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، أُحِبُّهَا وَأَشْرَبُهَا، وَكَانَ لَنَا مَجْلِسٌ يَجْتَمِعُ فِيهِ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ بِالْحَزْوَرَةِ عِنْدَ دَارِ عَمْرِو بْنِ عَائِذِ بْنِ عِمْرَانَ بْنِ مَخْزُومٍ، قَالَ: فَخَرَجْتُ لَيْلَةً أُرِيدُ جُلَسَائِي أُولَئِكَ فِي مَجْلِسِنَا ذَاكَ، فَلَمْ أَجِدْ مِنْهُمْ أَحَدًا، قَالَ: فَقُلْتُ: لَوْ أَنِّي جِئْتُ فُلَانًا، خَمَّارًا كَانَ بِمَكَّةَ، رَجُلٌ يَبِيعُ الْخَمْرَ، لَعَلِّي أَجِدُ عِنْدَهُ خَمْرًا فَأَشْرَبُ مِنْهَا، قَالَ:

[1] [إسناده حسن] التاريخ الكبير: ١/ ٢٦٥

فَجِئْتُهُ فَلَمْ أَجِدْهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: لَوْ جِئْتُ الْكَعْبَةَ فَطُفْتُ بِهَا سَبْعًا أَوْ سَبْعِينَ، قَالَ: فَجِئْتُ الْمَسْجِدَ أُرِيدُ أَنْ أَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي، وَكَانَ إِذَا صَلَّى اسْتَقْبَلَ الشَّامَ وَجَعَلَ الْكَعْبَةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الشَّامِ، كَانَ مُصَلَّاهُ بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ: الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ وَالرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ، قَالَ: فَقُلْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ: وَاللّٰهِ، لَوْ أَنِّي اسْتَمَعْتُ بِمُحَمَّدٍ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَسْمَعَ مَا يَقُولُ، قَالَ: فَقُلْتُ: لَئِنْ دَنَوْتُ مِنْهُ أَسْمَعُ مِنْهُ لَأُرَوِّعَنَّهُ، قَالَ: فَجِئْتُ الْكَعْبَةَ مِنْ قِبَلِ الْحِجْرِ فَدَخَلْتُ تَحْتَ ثِيَابِهَا فَجَعَلْتُ أَمْشِي رُوَيْدًا، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، حَتّٰى قُمْتُ فِي قِبْلَتِهِ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا ثِيَابُ الْكَعْبَةِ، قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُ الْقُرْآنَ رَقَّ لَهُ قَلْبِي، فَبَكَيْتُ وَدَخَلَنِي الْإِسْلَامُ، فَلَمْ أَزَلْ قَائِمًا فِي مَكَانِي ذٰلِكَ حَتّٰى قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ، وَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ خَرَجَ عَلٰى دَارِ بَنِي أَبِي حُسَيْنٍ، وَكَانَتْ طَرِيقَهُ حَتّٰى خَرَجَ إِلَى الْمَسْعٰى، ثُمَّ يَشْتَدُّ بَيْنَ دَارِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ دَارِ ابْنِ أَزْهَرَ بْنِ عَبْدِ عَوْفٍ الزُّهْرِيِّ، ثُمَّ عَلٰى دَارِ الْأَخْنَسِ بْنِ شَرِيقٍ، حَتّٰى يَدْخُلَ بَيْتَهُ، وَكَانَ مَسْكَنُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدَّارِ الرَّقْطَاءِ الَّتِي كَانَتْ بِيَدِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ عُمَرُ: فَتَبِعْتُهُ، حَتّٰى إِذَا دَخَلَ بَيْنَ دَارِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ دَارِ ابْنِ أَزْهَرَ أَدْرَكْتُهُ، فَلَمَّا سَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِسِّي قَامَ، وَعَرَفَنِي، فَظَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي إِنَّمَا اتَّبَعْتُهُ لِأُوذِيَهُ فَنَهَمَنِي ثُمَّ قَالَ: ((مَا جَاءَ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: أَنْ أُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَبِرَسُولِهِ وَبِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَحَمِدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهَ وَقَالَ: ((قَدْ هَدَاكَ اللّٰهُ يَا عُمَرُ))، ثُمَّ مَسَحَ صَدْرِي وَدَعَا لِي بِالثَّبَاتِ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَهُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَيُّ ذٰلِكَ كَانَ. [1]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ ان باتوں میں سے ہے جو ان کے متعلق بیان کی جاتی ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے: میں اسلام سے دور تھا اور دورِ جاہلیت میں شرابی تھا، میں شراب کو پسند بھی کرتا تھا اور اسے پیتا بھی تھا۔ ہم عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کے گھر کے پاس چھوٹے سے ٹیلے پر مجلس لگاتے تھے جس میں قریش کے لوگ جمع ہوتے تھے۔ ایک رات میں اپنی اسی مجلس میں ان مجلس نشینوں سے ملنے کی غرض سے گیا تو مجھے ان میں سے کوئی بھی نہ ملا، تو میں نے سوچا: اگر میں فلاں شرابی کے پاس چلا جاؤں، جو مکہ میں رہتا ہے اور وہ آدمی شراب کا کاروبار کرتا ہے، تو شاید مجھے اس کے ہاں سے شراب مل جائے اور میں پی سکوں۔ میں اس کے پاس آیا لیکن اس سے بھی نہ ملی۔ پھر میں نے سوچا کہ میں کعبے میں جاتا ہوں اور اس کے سات یا ستر طواف کرتا ہوں۔ چنانچہ میں مسجد حرام میں آیا اور میں کعبے کا طواف کرنا چاہتا تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر پڑی، آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ جب نماز ادا فرماتے تھے تو شام کی طرف رُخ کرتے تھے اور کعبے کو اپنے اور شام کے

[1] [إسناده ضعيف] الحلية لأبی نعيم: ١/ ٣٩ـ سيرة ابن هشام: ١/ ٣٤٦

درمیان میں کر لیتے تھے۔ آپ ﷺ کی جائے نماز دو رُکنوں، یعنی حجر اسود اور رُکن یمانی کے درمیان ہوتی تھی۔ میں نے جب آپ کو دیکھا تو کہا: اللہ کی قسم! اگر میں آج رات کان لگائے رکھوں تو جو آپ کہیں گے اسے میں سن سکتا ہوں۔ پھر میں نے سوچا کہ اگر میں آپ کے قریب چلا جاؤں اور انہیں سنوں تو میں لازماً انہیں ڈرا سکوں گا۔ چنانچہ میں حجر اسود کی جانب سے کعبے میں آیا اور اس کے پردوں کے نیچے داخل ہو گیا، پھر میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور رسول اللہ ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور قرآن کی قرأت کر رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کے قبلہ میں آ کھڑا ہوا، میرے اور قبلہ کے درمیان صرف کعبے کے پردے تھے۔ جب میں نے قرآن سنا تو میرا دِل بہت نرم ہو گیا، پھر میں رونے لگا اور مجھ میں اسلام داخل ہو گیا۔ میں اپنی جگہ پر ہی کھڑا رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نماز مکمل کی، پھر سلام پھیر دیا۔ آپ ﷺ جب سلام پھیرتے تھے تو بنی ابی حسین کے گھر کی جانب نکلتے تھے، ان کا راستہ سعی کرنے کی جگہ پر جا نکلتا تھا، پھر آپ عباس بن عبدالمطلب اور ابن ازھر بن عبدعوف الزھری کے گھر کے درمیان میں چلتے جاتے، پھر اخنس بن شریق کے گھر پر سے ہوتے ہوئے اپنے گھر میں جا داخل ہوتے۔ آپ ﷺ کی جائے سکونت دارِ رقطاء میں تھی جو معاویہ بن ابی سفیان کے بالکل ساتھ تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا، یہاں تک کہ جب آپ عباس بن عبدالمطلب اور ابن ازھر بن عبدعوف الزھری کے گھر کے درمیان میں داخل ہوئے تو میں آپ تک جا پہنچا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے میرے قدموں کی چاپ سنی تو کھڑے ہو گئے اور مجھے پہچان لیا۔ رسول اللہ ﷺ سمجھے کہ میں ان کے پیچھے اس لیے آیا ہوں تاکہ آپ کو ایذاء پہنچاؤں، لہٰذا آپ نے ڈانٹا، پھر فرمایا: اے ابن خطاب! اس وقت تجھے کون سا مقصد لایا ہے؟ میں نے عرض کیا: یہ مقصد کہ میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور جو وہ اللہ کے ہاں سے لے کر آئے ہیں (یعنی قرآن کریم) پر ایمان لے آؤں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فرمایا: اے عمر! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت نصیب فرما دی ہے۔ پھر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ میرا اور میرے لیے ثابت قدمی کی دعا کی۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے واپس آ گیا اور آپ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔

375 ۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا أَسْلَمْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ ، تَذَكَّرْتُ أَيُّ أَهْلِ مَكَّةَ أَشَدُّ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَاوَةً؟ حَتّٰى آتِيَهُ فَأُخْبِرَهُ أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ ، قَالَ: قُلْتُ: أَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ ، وَكَانَ مِنْ أَخْوَالِ أُمِّ عُمَرَ حَنْتَمَةَ بِنْتِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ ، فَأَقْبَلْتُ حِينَ أَصْبَحْتُ حَتّٰى ضَرَبْتُ عَلَيْهِ بَابَهُ ، فَخَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا يَا ابْنَ أُخْتِي ، مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: جِئْتُ أُخْبِرُكَ أَنِّي قَدْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَصَدَّقْتُهُ بِمَا جَاءَ بِهِ ، قَالَ: فَضَرَبَ بِالْبَابِ فِي وَجْهِي وَقَالَ: قَبَّحَكَ اللّٰهُ وَقَبَّحَ مَا جِئْتَ بِهِ . فَزَعَمُوا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ فِي إِسْلَامِهِ حِينَ أَسْلَمَ يَذْكُرُ بَدْءَ إِسْلَامِهِ وَمَا كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أُخْتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْخَطَّابِ حِينَ كَانَ أَمْرُهُ وَأَمْرُهَا مَا كَانَ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِي الْفَضْلِ الَّذِي وَجَبَتْ مِنْهُ عَلَيْنَا أَيَادٍ مَا لَهَا غِيَرُ

وَقَدْ بَدَأْنَا فَكَذَّبْنَا فَقَالَ لَنَا صِدْقَ الْحَدِيثِ نَبِيٌّ عِنْدَهُ الْخَبَرُ
وَقَدْ ظَلَمْتُ ابْنَةَ الْخَطَّابِ ثُمَّ هَدٰى رَبِّي عَشِيَّةَ قَالُوا: قَدْ صَبَا عُمَرُ
وَقَدْ نَدِمْتُ عَلٰى مَا كَانَ مِنْ زَلَلِي وَظُلْمِهَا حِينَ تُتْلٰى عِنْدَهَا السُّوَرُ
لَمَّا دَعَتْ رَبَّهَا ذَا الْعَرْشِ جَاهِدَةً وَالدَّمْعُ مِنْ عَيْنِهَا عَجْلَانُ يَنْحَدِرُ
أَيْقَنْتُ أَنَّ الَّذِي تَدْعُو لَخَالِقُهَا وَكَادَ يَسْبِقُنِي مِنْ عَبْرَةٍ دِرَرُ
فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ خَالِقُنَا وَأَنَّ أَحْمَدَ فِينَا الْيَوْمَ مُشْتَهِرُ
نَبِيُّ صِدْقٍ أَتٰى بِالصِّدْقِ مِنْ ثِقَةٍ وَافِي الْأَمَانَةِ مَا فِي عُودِهِ خَوَرُ
مِنْ هَاشِمٍ فِي الذُّرَى وَالْأَنْفِ حَيْثُ رَبَتْ مِنْهَا الذَّوَائِبُ وَالْأَسْمَاعُ وَالْبَصَرُ
وَحَيْثُ يَلْجَأُ ذُو خَوْفٍ وَمُفْتَقِرُ وَحَيْثُ يَسْمُو إِذَا مَا فَاخَرَتْ مُضَرُ
يَتْلُو مِنَ اللّٰهِ آيَاتٍ مُنَزَّلَةً يَظَلُّ يَسْجُدُ مِنْهَا النَّجْمُ وَالشَّجَرُ
بِهِ هَدَى اللّٰهُ قَوْمًا مِنْ ضَلَالَتِهِمْ وَقَدْ أُعِدَّتْ لَهُمْ إِذْ أُبْلِسُوا سَقَرُ [1]

جب اس رات میں نے اسلام قبول کیا تو میں نے یاد کیا کہ اہل مکہ میں سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سخت دشمنی رکھنے والا کون شخص ہوسکتا ہے؟ تا کہ میں اس کے پاس جا کر اسے بتلاؤں کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ میں نے سوچا کہ ایسا شخص ابوجہل بن ہشام ہی ہوسکتا ہے، اور وہ اُم عمر رضی اللہ عنہ کی حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ کے ماموؤں میں سے تھا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو میں اس کے پاس آیا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب وہ باہر نکلا تو اس نے کہا: اے بھانجے! مرحبا! خوش آمدید، کیسے آنا ہوا؟ میں نے کہا: میں تمہارے پاس یہ بتانے آیا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول محمد ﷺ پر ایمان لا چکا ہوں اور جو چیز وہ لے کر آئے ہیں اس کی تصدیق بھی کر چکا ہوں۔ کہتے ہیں کہ اس نے دروازہ میرے منہ پر مارا اور بولا: اللہ تعالیٰ تجھے بھی بدشکل بنا دے اور جو خبر تو لے کر آیا ہے اسے بھی قبیح کر دے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دورِ اسلام میں جب اپنے قبولِ اسلام کے ابتدائی وقت کو یاد کرتے اور جو کچھ ان کے اور ان کی بہن فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کے مابین پیش آیا تھا؛ وہ یاد آتا تو یہ اشعار پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِي الْفَضْلِ الَّذِي وَجَبَتْ مِنْهُ عَلَيْنَا أَيَادٍ مَا لَهَا غِيَرُ
وَقَدْ بَدَأْنَا فَكَذَّبْنَا فَقَالَ لَنَا صِدْقَ الْحَدِيثِ نَبِيٌّ عِنْدَهُ الْخَبَرُ
وَقَدْ ظَلَمْتُ ابْنَةَ الْخَطَّابِ ثُمَّ هَدٰى رَبِّي عَشِيَّةَ قَالُوا: قَدْ صَبَا عُمَرُ
وَقَدْ نَدِمْتُ عَلٰى مَا كَانَ مِنْ زَلَلِي وَظُلْمِهَا حِينَ تُتْلٰى عِنْدَهَا السُّوَرُ
لَمَّا دَعَتْ رَبَّهَا ذَا الْعَرْشِ جَاهِدَةً وَالدَّمْعُ مِنْ عَيْنِهَا عَجْلَانُ يَنْحَدِرُ
أَيْقَنْتُ أَنَّ الَّذِي تَدْعُو لَخَالِقُهَا وَكَادَ يَسْبِقُنِي مِنْ عَبْرَةٍ دِرَرُ
فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ خَالِقُنَا وَأَنَّ أَحْمَدَ فِينَا الْيَوْمَ مُشْتَهِرُ

[1] [منقطع، رجاله ثقات] التاريخ الكبير: ٣/ ٢٧٢۔ سيرة ابن هشام: ١/ ٣٥٠۔ الروض الأنف: ٣/ ٣٧٧

نَبِـيٌّ صِـدْقٍ أَتَـى بِـالـصِّـدْقِ مِنْ ثِقَةٍ ... وَافَـى الْأَمَـانَةَ مَـا فِـي عُـودِهِ خَـوَرُ
مِنْ هَاشِمٍ فِي الذُّرَى وَالْأَنْفِ حَيْثُ رَبَتْ ... مِنْهَـا الـذَّوَائِـبُ وَالْأَسْمَـاعُ وَالْبَصَـرُ
وَحَيْـثُ يَـلْـجَـأُ ذُو خَـوْفٍ وَمُـفْـتَـقِـرُ ... وَحَيْـثُ يَسْـمُـو إِذَا مَـا فَـاخَرَتْ مُضَرُ
يَتْـلُـو مِـنَ الـلّٰـهِ آيَـاتٍ مُـنَـزَّلَةً ... يَـظَـلُّ يَسْـجُـدُ مِـنْهَـا الـنَّجْمُ وَالشَّجَـرُ
بِـهِ هَـدَى الـلّٰـهُ قَـوْمًـا مِـنْ ضَلَالَتِهِمْ ... وَقَـدْ أُعِـدَّتْ لَهُـمْ إِذْ أُبْلِسُـوا سَـقَـرُ

’’تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو فضل والی ذات ہے، جس نے اپنی طرف سے ہم پر ایسی شفقتیں واجب کر رکھی ہیں کہ جو حوادثِ زمانہ سے ختم نہیں ہوتیں۔ ابتدا میں ہم نے تکذیب کی لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سچی بات ہی بتائی، کیونکہ ان کے پاس (رب تعالیٰ کی طرف سے) خبر تھی۔ میں نے بنتِ خطاب پر ظلم کیا، پھر شام کو ہی میرے رب نے مجھے ہدایت بخش دی اور لوگ کہنے لگے: عمر بے دِین ہو گیا ہے۔ میں اپنی کی ہوئی غلطی پر اور جو بہن پر ظلم کیا اس پر شرمندہ تھا، جبکہ اس کو سورتیں پڑھائی جا رہی تھیں۔ جب اس نے ہمت کرتے ہوئے اپنے عرش والے رب سے دعا کی اور اس کی آنکھوں سے تیزی سے آنسو گرنے لگے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ دعا کر رہی ہے کہ اس کا خالق مجھے پہلے ہی خیر کثیر والی عبرت دے دے۔ میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی میرا خالق ہے اور آج کے روز سے ہم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہرت پا لیں گے۔ وہ سچے پیغمبر ہیں اور سچی ذات کی طرف سے سچے احکام لے کر آئے ہیں، انہوں نے وہ امانت پوری ادا کی، ان کے حسب ونسب میں کوئی کجی نہیں ہے، وہ بنو ہاشم قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں، جو بلند قامتی اور ناک رکھنے میں سب سے بالا ہے۔ یہ وہ قبیلہ ہے جہاں سے ان کے گیسوؤں، کانوں اور آنکھوں نے پرورش پائی ہے، یہ وہ قبیلہ ہے جو خوف وفقر کے ماروں کی جائے پناہ ہے، یہ وہ قبیلہ ہے کہ جب مضر فخر کا اظہار کرتا ہے تو یہ اس سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی جانب سے نازل شدہ آیات کی تلاوت کرتے ہیں جنہیں سن کر ستارے اور درخت بھی سجدے میں گر جاتے ہیں۔ انہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت بخشی اور جب وہ (کافر) لاجواب کر دیے جائیں تو ان کے لیے (جہنم کی) تپش تیار کی گئی ہو گی۔‘‘

376۔ اسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا:

أَتُحِبُّونَ أَنْ أُعْلِمَكُمْ بُدُوَّ إِسْلَامِي؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: كُنْتُ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَيْنَا أَنَا فِي يَوْمٍ حَارٍّ فِي بَعْضِ طُرُقِ مَكَّةَ إِذْ لَقِيَنِي رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: أَيْنَ تَذْهَبُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ قَالَ: قُلْتُ: أُرِيدُ هٰذَا الَّذِي الَّذِي الَّذِي، قَالَ: عَجَبًا لَكَ تَزْعُمُ أَنَّكَ هٰكَذَا، وَقَدْ دَخَلَ عَلَيْكَ هٰذَا الْأَمْرُ بَيْتَكَ، قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: أُخْتُكَ قَدْ صَبَتْ، قَالَ: فَرَجَعْتُ مُغْضَبًا، وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ الرَّجُلَ وَالرَّجُلَيْنِ إِذَا أَسْلَمَا عِنْدَ الرَّجُلِ بِهِ قُوَّةٌ يُصِيبَانِ مِنْ طَعَامِهِ، قَالَ: وَقَدْ كَانَ ضَمَّ إِلٰى زَوْجِ أُخْتِي رَجُلَيْنِ، فَجِئْتُ حَتّٰى قَرَعْتُ الْبَابَ، قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قُلْتُ: ابْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ: وَكَانُوا يَقْرَءُونَ صَحِيفَةً مَعَهُمْ، فَلَمَّا سَمِعُوا صَوْتِي اخْتَفَوْا وَنَسُوا الصَّحِيفَةَ، فَقَامَتِ

الْمَرْأَةُ فَفَتَحَتْ لِي ، فَقُلْتُ: يَا عَدُوَّةَ نَفْسِهَا ، قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكِ صَبَوْتِ ، وَأَرْفَعُ شَيْئًا فِي يَدِي فَأَضْرِبُهَا ، فَسَالَ الدَّمُ ، فَلَمَّا رَأَتِ الدَّمَ بَكَتْ وَقَالَتْ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ ، مَا كُنْتَ فَاعِلًا فَافْعَلْ ، فَقَدْ أَسْلَمْتُ ، قَالَ: فَجَلَسْتُ عَلَى السَّرِيرِ فَنَظَرْتُ ، فَإِذَا بِكِتَابٍ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ أَعْطِينِيهِ ، قَالَتْ: لَسْتَ مِنْ أَهْلِهِ ، إِنَّكَ لَا تَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ ، وَلَا تَطْهُرُ ، وَهٰذَا لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ، فَلَمْ أَزَلْ بِهَا حَتّٰى أَعْطَتْنِيهِ ، فَإِذَا فِيهِ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ، فَلَمَّا مَرَرْتُ بِالرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ذُعِرْتُ وَرَمَيْتُ بِالصَّحِيفَةِ ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَإِذَا فِيهِ: ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝﴾ ، كُلَّمَا مَرَرْتُ بِاسْمٍ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ ذُعِرْتُ ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلٰى نَفْسِي ، حَتّٰى بَلَغْتُ ﴿آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ﴾ [الحديد:۷] إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝﴾ [البقرة:۹۱] ، فَقُلْتُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ ، فَخَرَجَ الْقَوْمُ يَتَنَادَوْنَ بِالتَّكْبِيرِ اسْتِبْشَارًا بِمَا سَمِعُوا مِنِّي ، وَحَمِدُوا اللّٰهَ ، وَقَالُوا: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ ، أَبْشِرْ ، فَلَمَّا أَنْ عَرَفُوا مِنِّي الصِّدْقَ قُلْتُ لَهُمْ: أَخْبِرُونِي بِمَكَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ، قَالُوا: هُوَ فِي بَيْتٍ فِي أَسْفَلِ الصَّفَا ، فَخَرَجْتُ حَتّٰى قَرَعْتُ الْبَابَ ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قُلْتُ: ابْنُ الْخَطَّابِ ، وَقَدْ عَرَفُوا شِدَّتِي عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ، وَلَمْ يَعْلَمُوا إِسْلَامِي ، قَالَ: فَمَا اجْتَرَأَ أَحَدٌ مِنْهُمْ بِفَتْحِ الْبَابِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((افْتَحُوا لَهُ ، فَإِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يَهْدِهِ)) ، قَالَ: فَفَتَحُوا لِي ، وَأَخَذَ رَجُلٌ بِعَضُدِي ، حَتّٰى دَنَوْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَرْسِلُوهُ)) ، فَأَرْسَلُونِي فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَأَخَذَ بِمَجْمَعِ قَمِيصِي فَجَبَذَنِي إِلَيْهِ وَقَالَ: ((أَسْلِمْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ ، اللّٰهُمَّ اهْدِهِ)) ، قَالَ: قُلْتُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ ، فَكَبَّرَ الْمُسْلِمُونَ تَكْبِيرَةً سُمِعَتْ بِطُرُقِ مَكَّةَ ، وَقَدْ كَانَ اسْتَخْفَى ، وَكُنْتُ لَا أَشَاءُ أَنْ أَرٰى رَجُلًا إِذَا أَسْلَمَ يُضْرَبُ إِلَّا رَأَيْتُهُ ، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ: مَا أُحِبُّ إِلَّا أَنْ يُصِيبَنِي مِمَّا يُصِيبُ الْمُسْلِمِينَ ، فَذَهَبْتُ إِلٰى خَالِي ، وَكَانَ شَرِيفًا فِيهِمْ ، فَقَرَعْتُ عَلَيْهِ الْبَابَ ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قُلْتُ: ابْنُ الْخَطَّابِ ، فَخَرَجَ ، فَقُلْتُ: أَشَعَرْتَ أَنِّي قَدْ صَبَوْتُ؟ قَالَ: لَا تَفْعَلْ ، قُلْتُ: قَدْ فَعَلْتُ ، قَالَ: لَا تَفْعَلْ ، وَأَجَافَ الْبَابَ دُونِي ، قُلْتُ: مَا هٰذَا بِشَيْءٍ ، فَخَرَجْتُ حَتّٰى جِئْتُ رَجُلًا مِنْ عُظَمَاءِ قُرَيْشٍ ، فَقَرَعْتُ الْبَابَ ، فَخَرَجَ ، فَقُلْتُ: أَشَعَرْتَ أَنِّي قَدْ صَبَوْتُ؟ قَالَ: لَا تَفْعَلْ ، قُلْتُ: قَدْ فَعَلْتُ ، فَدَخَلَ فَأَجَافَ الْبَابَ ، قَالَ: فَانْصَرَفْتُ ، فَقَالَ لِي رَجُلٌ: أَتُحِبُّ أَنْ يُعْلَمَ بِإِسْلَامِكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ ، قَالَ: فَإِذَا جَلَسَ النَّاسُ فِي الْحِجْرِ فَائْتِ فُلَانًا ، رَجُلًا لَمْ يَكُنْ يَكْتُمُ السِّرَّ ، فَأَصْغِ إِلَيْهِ وَقُلْ لَهُ فِيمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ: إِنِّي قَدْ صَبَوْتُ ، فَإِنَّهُ سَوْفَ يَظْهَرُ عَلَيْكَ وَيَصِيحُ وَيُعْلِنُهُ ، قَالَ: فَلَمَّا اجْتَمَعَ النَّاسُ فِي الْحِجْرِ جِئْتُ إِلَى الرَّجُلِ فَدَنَوْتُ فَأَصْغَيْتُ إِلَيْهِ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ: إِنِّي قَدْ صَبَوْتُ ، فَقَالَ: قَدْ صَبَوْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ ، فَرَفَعَ بِأَعْلٰى

صَوْتِهِ وَقَالَ: أَلَا إِنَّ ابْنَ الْخَطَّابِ قَدْ صَبَا، فَثَابَ إِلَيَّ النَّاسُ فَضَرَبُونِي وَضَرَبْتُهُمْ، قَالَ: فَقَالَ خَالِي: مَا هٰذَا؟ فَقِيلَ: ابْنُ الْخَطَّابِ، فَقَامَ عَلَى الْحِجْرِ فَأَشَارَ بِكُمِّهِ: أَلَا إِنِّي قَدْ أَجَرْتُ ابْنَ أُخْتِي، فَانْكَشَفَ النَّاسُ عَنِّي، وَكُنْتُ لَا أَشَاءُ أَنْ أَرَى أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُضْرَبُ إِلَّا رَأَيْتُهُ، وَأَنَا لَا أُضْرَبُ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا بِشَيْءٍ حَتَّى يُصِيبَنِي مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمْهَلْتُ حَتَّى إِذَا جُلِسَ فِي الْحِجْرِ، دَخَلْتُ إِلَى خَالِي قُلْتُ: اسْمَعْ، قَالَ: مَا أَسْمَعُ؟ قُلْتُ: جِوَارُكَ عَلَيْكَ رَدٌّ، فَقَالَ: لَا تَفْعَلْ يَا ابْنَ أُخْتِي، قُلْتُ: بَلٰى هُوَ ذَاكَ، قَالَ: مَا شِئْتَ، قَالَ: فَمَا زِلْتُ أَضْرِبُ وَأُضْرَبُ حَتَّى أَعَزَّ اللّٰهُ الْإِسْلَامَ. [1]

کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اپنے قبولِ اسلام کا ابتدائی واقعہ سناؤں؟ ہم نے کہا: جی ہاں۔ تو انہوں نے بتلایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ سخت (دشمنی) رکھتا تھا۔ ایک دن سورج کی بہت تپش پڑ رہی تھی اور میں مکہ کے ایک راستے پر جا رہا تھا کہ اچانک مجھ سے ایک قریشی آدمی ملا۔ اس نے پوچھا: اے ابن خطاب! کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: میں اس شخص کے پاس جا رہا ہوں جو ایسا ہے ویسا ہے وغیرہ۔ اس نے کہا: تم پر تعجب ہے! تم سمجھتے ہو کہ ایسا کر لو گے جبکہ یہ امر (یعنی اسلام) تمہارے اپنے گھر میں داخل ہو چکا ہے۔ میں نے پوچھا: وہ کیسے؟ اس نے کہا: تمہارے بہن نے اپنا دِین چھوڑ دیا ہے۔ میں غصے کے عالم میں واپس پلٹ آیا۔ جب ایک یا دو آدمی اسلام قبول کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کسی طاقت ور آدمی کے ہاں اکٹھا کر دیتے تھے تا کہ وہ دونوں اس سے کھانا حاصل کر سکیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بہنوئی کے پاس بھی دو آدمیوں کو بھیج رکھا تھا۔ جب میں نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو انہوں نے پوچھا: کون ہو؟ میں نے کہا: ابن خطاب۔ وہ سب ایک صحیفہ پڑھ رہے تھے جو ان کے پاس تھا، انہوں نے جب میری آواز سنی تو خوفزدہ ہو گئے اور صحیفہ بھول گئے۔ خاتون نے اُٹھ کر دروازہ کھولا۔ میں نے کہا: اے اپنی جان کی دشمن! مجھے پتا چلا ہے کہ تو نے اپنا دِین چھوڑ دیا ہے۔ یہ کہتے ہی میں نے وہ چیز اسے دے ماری جو میرے ہاتھ میں تھی، تو خون بہنے لگا۔ اس نے جب خون دیکھا تو رونے لگی اور بولی: اے ابن خطاب! تم جو کرنا چاہتے ہو کر لو، میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ یہ سن کر میں چارپائی پر بیٹھ گیا اور دیکھا تو میری نظر ایک کتاب پر پڑی جو گھر کے ایک کونے میں پڑی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: تم اس کے اہل نہیں ہو، تم نہ تو غسل جنابت کرتے ہو اور نہ ہی پاک رہتے ہو، جبکہ اس کتاب کو صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ میں اسے کہتا ہی رہا، یہاں تک کہ اس نے وہ کتاب مجھے دے دی۔ میں نے دیکھا کہ اس میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ لکھی ہوئی ہے۔ جب میں نے الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ پڑھا تو مجھ پر خوف طاری ہو گیا اور میں نے صحیفہ لپیٹ دیا۔ پھر میں نے دوبارہ کھولا تو اس آیت پر نظر پڑی: ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ ''جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور وہ غلبے والا حکمت والا ہے۔'' میں جب بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی نام پڑھتا تو خوفزدہ سا ہو جاتا، پھر میں اپنی ذات کی طرف پلٹ آتا، یہاں تک کہ میں ان آیات پر پہنچ گیا: ﴿آمِنُوا

[1] [إسناده ضعيف] دلائل النبوة للبيهقي: ٢/ ٥٤۔ عيون الأثر: ١/ ١٢٢۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٦٣

بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں تمہیں اللہ تعالیٰ نے (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے۔'' سے لے کر ﴿إِنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ تک۔ (جب میں نے یہ آیات پڑھیں) تو میں نے کہا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ یہ سن کر لوگ باہر نکل آئے اور جو انہوں نے مجھ سے سنا تھا اس کی خوشی میں نعرہ تکبیر لگانے لگے، انہوں نے (میرے قبولِ اسلام پر) اللہ کا شکر ادا کیا، اور کہا: اے ابن خطاب! مبارک ہو۔ پھر جب انہیں یقین ہو گیا کہ میں نے سچے دِل سے اسلام قبول کیا ہے تو میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ کا مکان بتلاؤ۔ انہوں نے کہا: وہ صفا پہاڑی کے نیچے ایک گھر میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں نکلا (اور وہاں پہنچ کر) دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا گیا: کون؟ میں نے کہا: ابن خطاب۔ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میرا سخت رویہ جانتے تھے لیکن انہیں میرے قبولِ اسلام کا علم نہیں تھا۔ لہٰذا ان میں سے کوئی بھی دروازہ کھولنے کی جرأت نہیں کر رہا تھا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دروازہ کھول دو، اگر تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسے ہدایت دے گا۔ چنانچہ انہوں نے دروازہ کھول کر مجھے اندر آنے دیا۔ ایک آدمی نے میرا بازو پکڑ لیا، یہاں تک کہ میں نبی ﷺ کے قریب آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ صحابہ نے مجھے چھوڑ دیا اور میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے میرے قمیض کو پکڑا اور مجھے اپنی طرف کھینچ کر فرمایا: اے ابن خطاب! اسلام لے آؤ۔ اے اللہ! اسے ہدایت عطا فرما۔ میں نے کہا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ یہ سن کر مسلمانوں نے اس قدر بلند آواز میں ''اللہ اکبر'' کہا کہ مکہ کے راستوں پر سنائی دیا۔ آپ چھپ کر رہتے تھے اور میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی آدمی جب اسلام قبول کرے تو اسے مارا جائے، لہٰذا جب بھی میں ایسا دیکھتا تو سوچتا: میں یہی پسند کرتا ہوں کہ مجھے بھی تکلیفیں آئیں جو مسلمانوں کو آتی ہیں۔ چنانچہ میں اپنے ماموں کی جانب گیا، وہ مشرکین میں بہت معزز تھا۔ میں نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے پوچھا: کون؟ میں نے کہا: ابن خطاب۔ وہ باہر نکلا تو میں نے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اپنا دِین چھوڑ دیا ہے؟ اس نے کہا: ایسا مت کرنا۔ میں نے کہا: میں ایسا کر چکا ہوں۔ اس نے کہا: ایسا مت کرنا، اور ساتھ ہی اس نے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے سوچا: یہاں تو کچھ نہیں بنا۔ چنانچہ میں وہاں سے نکلا اور قریش کے سرداروں میں سے ایک کے پاس آ گیا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، وہ باہر نکلا تو میں نے کہا: کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنا دِین چھوڑ دیا ہے؟ اس نے کہا: ایسا مت کرنا۔ میں نے کہا: میں ایسا کر چکا ہوں۔ وہ اندر چلا گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ میں واپس آ گیا۔ اتنے میں ایک آدمی نے مجھ سے کہا: کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے قبولِ اسلام کا لوگوں کو پتا چل جائے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: جب لوگ خانہ کعبہ میں بیٹھے ہوں تو تم فلاں آدمی کے پاس جانا، وہ ایسا شخص ہے کہ جو راز کو چھپا نہیں سکتا۔ تم اس سے رازداری میں کہنا کہ میں نے اپنا دِین چھوڑ دیا ہے۔ یہ سنتے ہی یقیناً وہ تمہارا چرچہ کر دے گا اور چلاتا ہوا اعلان کرتا پھرے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب لوگ خانہ کعبہ میں جمع ہو گئے تو میں اسی شخص کے پاس گیا اور قریب ہو کر اس سے رازداری میں کہا کہ میں نے اپنا دِین چھوڑ دیا ہے۔ اس نے کہا: تم نے اپنا دِین چھوڑ دیا؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے بلند آواز میں کہا: سنو! ابن خطاب بے دِین ہو گیا ہے۔ یہ سن کر لوگ

مجھ پر پل پڑے اور مجھے مارنے لگے، میں نے جواباً انہیں مارا۔ اتنے میں میرے ماموں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ اسے بتلایا گیا کہ ابن خطاب ہے۔ وہ ایک پتھر پر کھڑا ہوا اور اپنی آستین کے ساتھ اشارہ کیا (اور کہا:) سنو! میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دی۔ یہ سن کر لوگ مجھ سے ہٹ گئے۔ میں چاہتا ہوتا تھا کہ مسلمانوں میں سے جس بھی شخص کو مارا جائے تو میں اسے دیکھ لوں (تاکہ بچا سکوں) جبکہ مجھے نہیں مارا جاتا تھا۔ میں نے سوچا: تب تک بات نہیں بنے گی جب تک مجھے بھی وہ مصیبتیں نہ پہنچیں جو مسلمانوں پر آئی ہیں۔ میں نے انتظار کیا، یہاں تک کہ جب وہ خانہ کعبہ میں بیٹھ گئے تو میں اپنے ماموں کے پاس گیا اور کہا: بات سنو۔ اس نے کہا: کیا سنوں؟ میں نے کہا: میں تمہاری پناہ تمہیں واپس کرتا ہوں۔ اس نے کہا: اے بھانجے! ایسا مت کر۔ میں نے کہا: کیوں نہ کروں؟ ایسا ہی ہوگا۔ اس نے کہا: جو تمہاری مرضی۔ پھر میں مسلسل مارتا بھی رہا اور مار کھاتا بھی رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دے دیا۔

377۔ اسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا:

أَتُحِبُّونَ أَنْ أُعْلِمَكُمْ أَوَّلَ إِسْلَامِي؟ قَالَ: قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: كُنْتُ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ فِي الْهَاجِرَةِ فِي بَعْضِ طُرُقِ مَكَّةَ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ قُلْتُ: أُرِيدُ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِي الَّذِي، فَقَالَ: عَجَبٌ لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ إِلَى آخِرِهِ. [1]

کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں اپنے قبولِ اسلام کا ابتدائی واقعہ سناؤں؟ ہم نے کہا: جی ہاں۔ تو انہوں نے بتلایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمام لوگوں سے زیادہ سخت رویہ رکھتا تھا۔ ایک روز میں دوپہر کے وقت شدید گرمی میں مکہ کے ایک راستے پر جا رہا تھا کہ اچانک مجھے ایک قریشی شخص ملا، اس نے پوچھا: اے ابن خطاب! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: میرا ارادہ اس شخص کے پاس جانے کا ہے جو ایسا ہے ویسا ہے۔ اس نے کہا: اے ابن خطاب! تجھ پر تعجب ہے۔ پھر راوی نے طوالت کے ساتھ آخر تک مکمل حدیث بیان کی۔

378۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام نافع بیان کرتے ہیں کہ:

أَصَابَ النَّاسُ فَتْحًا بِالشَّامِ، فِيهِمْ بِلَالٌ، وَأَظُنُّهُ ذَكَرَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، فَكَتَبُوا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: إِنَّ هٰذَا الْفَيْءَ الَّذِي أَصَبْنَا لَكَ خُمُسُهُ، وَلَنَا مَا بَقِيَ لَيْسَ لِأَحَدٍ فِيهِ شَيْءٌ، كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِحُنَيْنٍ، فَكَتَبَ عُمَرُ: إِنَّهُ لَيْسَ عَلَى مَا قُلْتُمْ، وَلٰكِنِّي أَقِفُهَا لِلْمُسْلِمِينَ، فَرَاجَعُوهُ الْكِتَابَ، وَرَاجَعَهُمْ، يَأْبَوْنَ وَيَأْبَى، فَلَمَّا أَبَوْا قَامَ عُمَرُ فَدَعَا عَلَيْهِمْ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِلَالًا وَأَصْحَابَ بِلَالٍ، فَمَا حَالَ الْحَوْلُ عَلَيْهِمْ حَتّٰى مَاتُوا جَمِيعًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ. [2]

لوگوں نے شام کا علاقہ فتح کیا تو ان میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی کیا، تو لوگوں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف مراسلہ لکھا کہ یہاں جو مالِ غنیمت ہمیں

[1] [إسناده ضعيف] التاريخ الكبير: ١/ ٢٩٥۔تاريخ عمر لابن الجوزي: ص ٢٤

[2] [إسناده ضعيف] السنن الصغرى للبيهقي: ٣/ ٣٨٠

ملا ہے اس کا پانچواں حصہ آپ کے لیے ہے اور باقی ہمارا ہے، اس پانچویں حصے میں اور کسی کا کوئی حصہ نہیں ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حنین میں اسی طرح کیا تھا۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (جواب) لکھا: یہ ایسے نہیں ہوگا جیسے تم نے کہا، بلکہ میں اسے مسلمانوں کے لیے وقف کرتا ہوں۔ لوگوں نے دوبارہ آپ کو خط لکھا اور آپ نے بھی دوبارہ وہی جواب لکھ بھیجا۔ نہ تو لوگ یہ بات مان رہے تھے اور نہ ہی آپ ان کی بات ماننے کو تیار تھے۔ جب لوگوں نے انکار کیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ان کے خلاف بددعا کی اور فرمایا: اے اللہ! بلال اور بلال کے ساتھیوں سے مجھے کافی ہو جا۔ پھر انہیں ایک سال بھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ سب کی وفات ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔

379۔ محمد بن زید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُـمَـرَ جَعَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فِي الشُّوْرٰى، فَأَتَاهُ آتٍ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اسْتَخْلِفْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ، وَمِنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، وَابْنَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَ عُمَرُ: قَدْ قُلْتَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتُمْحَيَنَّ مِنْهَا، حَسْبُنَا آلَ عُمَرَ الْكَفَافُ، لَا لَنَا وَلَا عَلَيْنَا. [1]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے صاحبزادے) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو مجلس شوریٰ میں شامل کیا تو ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین! عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ منتخب کر دیجیے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، اوّلین مہاجرین میں سے ہیں اور امیر المومنین کے صاحبزادے ہیں۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے تو یہ بات کہہ دی، لیکن اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ایسا ہونے سے یقیناً تم امتحان میں ڈال دیے جاؤ گے۔ ہم آلِ عمر کو بس کفایت کی زندگی ہی کافی ہے، نہ تو ہم پر نوازشیں کی جائیں اور نہ ہی ہم سے زیادتی کی جائے۔

380۔ سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَاثَ عَلٰى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ خَبَرُ عُمَرَ وَهُوَ أَمِيرُ الْبَصْرَةِ، وَكَانَ بِهَا امْرَأَةٌ فِي جُبَّتِهَا شَيْطَانٌ يَتَكَلَّمُ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا رَسُولًا فَقَالَ لَهَا: مُرِي صَاحِبَكِ فَلْيَذْهَبْ فَلْيُخْبِرْنِي عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: هُوَ بِالْيَمَنِ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ، فَمَكَثُوا غَيْرَ طَوِيلٍ، قَالُوا: اذْهَبْ فَأَخْبِرْنَا عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّهُ قَدْ رَاثَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: إِنَّ ذَاكَ لَرَجُلٌ مَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَدْنُوَ مِنْهُ، إِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ رُوحَ الْقُدُسِ، وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ شَيْطَانًا يَسْمَعُ صَوْتَهُ إِلَّا خَرَّ لِوَجْهِهِ. [2]

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب بصرہ کے گورنر تھے تو ان کے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خبر تاخیر سے پہنچی، وہاں ایک عورت تھی جس کے چوغے میں شیطان بولتا تھا۔ آپ نے اس کی طرف ایک نمائندہ بھیجا اور اس سے کہا: اپنے صاحب سے کہو کہ وہ جائے اور امیر المومنین کے متعلق خبر لے کر آئے۔ اس نے کہا: وہ یمن میں ہیں، ممکن ہے کہ خود ہی آ جائیں۔ سو لوگ زیادہ دیر انتظار نہ کر پائے اور (پھر اس سے) کہا: جاؤ اور ہمیں امیر المومنین کے متعلق بتلاؤ، کیونکہ انہوں نے ہمارے پاس آنے میں بہت تاخیر کر دی ہے۔ تو اس شیطان نے کہا: وہ ایسی شخصیت ہیں کہ ہم میں ان کے قریب جانے کی بھی طاقت نہیں ہے، اس کی دو آنکھوں کے درمیان رُوح القدس (یعنی

[1] [إسناده ضعيف] تفرّد به المؤلف

[2] [إسناده ضعيف] تاريخ عمر لابن الجوزي: ص ٦٢

جبرائیل علیہ السلام) ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جس بھی شیطان کو پیدا کیا ہے؛ وہ ان کی آواز سنتا ہی جائے تو اپنے چہرے کے بل گر جاتا ہے۔

381۔ امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک روز فرمایا:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِسْلَامُهُ عِزًّا، وَكَانَتْ إِمَارَتُهُ فَتْحًا، وَكَانَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَلَكٌ يُسَدِّدُهُ، وَكَانَ الْفَارُوقُ فَرَّقَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَنَزَلَ الْقُرْآنُ بِتَصْدِيقِ رَأْيِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، يُقَالُ لَهُ حَرَمِيٌّ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ خَيْرًا مِنْهُ، فَأَعَادَ أَبُو مُوسَى الْقَوْلَ، فَقَالَ السُّلَمِيُّ مِثْلَ مَقَالَتِهِ ثَلَاثًا، فَلَمَّا قَفَلُوا صَارَ إِلَى عُمَرَ فَقَصَّ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَيْلَةٌ مِنْ أَبِي بَكْرٍ خَيْرٌ مِنْ عُمَرَ الدَّهْرَ كُلَّهُ، وَلَيَوْمٌ مِنْ أَبِي بَكْرٍ خَيْرٌ مِنْ عُمَرَ الدَّهْرَ كُلَّهُ، أَمَّا يَوْمُهُ فَيَوْمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ، وَأَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَيْلَةُ الْغَارِ، حِينَ وَقَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَفْسِهِ. [1]

یقیناً سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اسلام عزت کا باعث تھا اور ان کی امارت فتح کی علامت تھی، ان کی دو آنکھوں کے درمیان فرشتہ ہوتا تھا جو ان کی راہنمائی کرتا ہے۔ فاروق کا مطلب ہے کہ انہوں نے حق اور باطل میں تفریق کی۔ ان کی رائے کی تصدیق میں قرآن نازل ہوا۔ بنوسلیم کے حرمی نامی ایک آدمی نے کہا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر ہیں۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس بات کو (یعنی جو انہوں نے اوپر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی صفات بیان کیں) دوہرایا تو اس سلمی شخص نے تین بار اپنی اسی بات کے مثل ہی کہا۔ جب لوگ واپس لوٹ آئے تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک رات عمر کی ساری زندگی سے بہتر ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک دِن عمر کی ساری زندگی سے بہتر ہے۔ یہ دِن وہ ہے جس دِن عرب مرتد ہو گئے تھے اور رات وہ ہے جو (ہجرت کے وقت) غار کی رات تھی، جب انہوں نے اپنی جان پر کھیل کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا تھا۔

382۔ اسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلَى حَرَّةَ وَاقِمٍ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِصِرَارٍ إِذَا نَارٌ، فَقَالَ: يَا أَسْلَمُ، إِنِّي لَأَرَى هَا هُنَا رَكْبًا قَصَّرَ بِهِمُ اللَّيْلُ وَالْبَرْدُ، انْطَلِقْ بِنَا، فَخَرَجْنَا نُهَرْوِلُ حَتَّى دَنَوْنَا مِنْهُمْ، فَإِذَا بِامْرَأَةٍ مَعَهَا صِبْيَانٌ صِغَارٌ وَقِدْرٌ مَنْصُوبَةٌ عَلَى نَارٍ وَصِبْيَانُهَا يَتَضَاغَوْنَ، فَقَالَ عُمَرُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَصْحَابَ الضَّوْءِ، وَكَرِهَ أَنْ يَقُولَ: يَا أَصْحَابَ النَّارِ، فَقَالَتْ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، فَقَالَ: أَدْنُو؟، فَقَالَتْ: ادْنُ بِخَيْرٍ أَوْ دَعْ، فَدَنَا فَقَالَ: مَا بَالُكُمْ؟ قَالَتْ: قَصَّرَ بِنَا اللَّيْلُ وَالْبَرْدُ، قَالَ: فَمَا بَالُ هٰؤُلَاءِ الصِّبْيَةِ يَتَضَاغَوْنَ؟ قَالَتِ: الْجُوعُ، قَالَ: فَأَيُّ شَيْءٍ فِي هٰذِهِ الْقِدْرِ؟ قَالَتْ: مَا أُسْكِتُهُمْ بِهِ حَتَّى يَنَامُوا، وَاللَّهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عُمَرَ، فَقَالَ: أَيْ رَحِمَكِ اللَّهُ، وَمَا يُدْرِي عُمَرَ بِكُمْ؟ قَالَتْ: يَتَوَلَّى عُمَرُ أَمْرَنَا ثُمَّ يَغْفُلُ عَنَّا. قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: انْطَلِقْ بِنَا، فَخَرَجْنَا نُهَرْوِلُ حَتَّى أَتَيْنَا دَارَ الدَّقِيقِ، فَأَخْرَجَ عِدْلًا مِنْ دَقِيقٍ وَكُبَّةً مِنْ شَحْمٍ، فَقَالَ:

[1] [إسناده ضعيف] دلائل النبوة للبيهقي: ٢/ ٢٠٩

احْمِلْهُ عَلَيَّ، فَقُلْتُ: أَنَا أَحْمِلُهُ عَنْكَ، قَالَ: أَنْتَ تَحْمِلُ عَنِّي وِزْرِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا أُمَّ لَكَ؟ فَحَمَلْتُهُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ، وَانْطَلَقْتُ مَعَهُ إِلَيْهَا، نُهَرْوِلُ، فَأَلْقَى ذَالِكَ عِنْدَهَا وَأَخْرَجَ مِنَ الدَّقِيقِ شَيْئًا، فَجَعَلَ يَقُولُ لَهَا: ذُرِّي عَلَيَّ، وَأَنَا أُحَرِّكُ لَكِ، وَجَعَلَ يَنْفُخُ تَحْتَ الْقِدْرِ ثُمَّ أَنْزَلَهَا، فَقَالَ: أَبْغِينِي شَيْئًا، فَأَتَتْهُ بِصَحْفَةٍ فَأَفْرَغَهَا فِيهَا ثُمَّ جَعَلَ يَقُولُ لَهَا: أَطْعِمِيهِمْ وَأَنَا أَسْطَحُ لَهُمْ، فَلَمْ يَزَلْ حَتَّى شَبِعُوا، وَتَرَكَ عِنْدَهَا فَضْلَ ذَالِكَ، وَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ، فَجَعَلَتْ تَقُولُ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، كُنْتَ أَوْلَى بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَيَقُولُ: قُولِي خَيْرًا إِذَا جِئْتِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَحَدَّثِينِي هُنَاكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ تَنَحَّى نَاحِيَةً عَنْهَا ثُمَّ اسْتَقْبَلَهَا فَرَبَضَ مَرْبَضًا، فَقُلْنَا لَهُ: إِنَّ لَنَا شَأْنًا غَيْرَ هٰذَا، وَلَا يُكَلِّمُنِي حَتَّى رَأَيْتُ الصِّبْيَةَ يَصْطَرِعُونَ ثُمَّ نَامُوا وَهَدَأُوا، فَقَالَ: يَا أَسْلَمُ، إِنَّ الْجُوعَ أَسْهَرَهُمْ وَأَبْكَاهُمْ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَنْصَرِفَ حَتَّى أَرٰى مَا رَأَيْتُ. [1]

ہم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حرۂ واقم کی طرف روانہ ہوئے، یہاں تک کہ جب ہم صرار مقام پر پہنچے تو آگ دِکھائی دی۔ آپ نے کہا: اے اسلم! مجھے یہاں کوئی قافلہ دکھائی دے رہا ہے جنہیں رات اور سردی نے روک دیا ہے، ہمیں (وہاں) لے کر چلو۔ چنانچہ ہم تیزی سے گئے اور جب ان کے قریب پہنچ گئے تو دیکھا کہ وہاں ایک عورت تھی اور اس کے ساتھ دو چھوٹے بچے تھے۔ اس نے ایک ہنڈیا آگ پر چڑھائی ہوئی تھی اور اس کے بچے بلک بلک کر رو رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے روشنی والو! السلام علیکم۔ آپ نے انہیں 'اے آگ والو' کہہ کر بلانا پسند نہ کیا (کیونکہ یہ الفاظ جہنمیوں کے لیے بھی بولے جاتے ہیں)۔ تو عورت نے کہا: وعلیک السلام۔ آپ نے پوچھا: کیا میں پاس آ سکتا ہوں؟ اس نے کہا: اگر خیریت ہے تو پاس آ جاؤ، ورنہ رہنے دو۔ آپ قریب چلے گئے اور پوچھا: تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ اس نے کہا: رات اور سردی کی وجہ سے ہم آگے نہیں جا سکے۔ آپ نے پوچھا: ان بچوں کو کیا ہوا ہے؟ یہ کیوں بلک رہے ہیں؟ اس نے کہا: بھوک کی وجہ سے۔ آپ نے پوچھا: اس ہنڈیا میں کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: کچھ بھی نہیں، میں بس انہیں خاموش کرا رہی ہوں، تاکہ یہ سو جائیں، ہمارے اور عمر (رضی اللہ عنہ) کے درمیان اللہ ہی ہے۔ آپ نے کہا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے! کیا عمر کو تمہارے بارے میں پتا ہے؟ اس نے کہا: عمر ہمارے معاملات کا نگران بنا، پھر ہم سے غافل ہو گیا۔ یہ سن کر آپ میرے پاس آئے اور فرمایا: ہمیں لے کر چلو۔ چنانچہ ہم تیزی کے ساتھ نکل پڑے، یہاں تک کہ ہم ستو والے مکان میں آ گئے۔ آپ نے ستو کی ایک بوری اور چربی کا ایک تھیلا نکالا اور فرمایا: اسے مجھ پر لاد دو۔ میں نے کہا: آپ کی جگہ اسے میں اُٹھا لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تیرا بھلا کرے! کیا قیامت کے دِن تم میرا بوجھ اُٹھا سکو گے؟ چنانچہ میں نے وہ تھیلا ان پر لاد دیا اور وہ چل پڑے، اور میں بھی ان کے ساتھ اس عورت کی طرف چل پڑا۔ ہم تیز تیز جا رہے تھے اور اس کے پاس پہنچ کر آپ نے یہ سامان رکھ دیا اور کچھ ستو نکال کر اس عورت سے کہنے لگے: تم مجھ پر چھوڑ دو، میں تمہیں کام کر کے دیتا ہوں۔ آپ ہنڈیا کے نیچے پھونک مارنے لگے، پھر اسے نیچے اُتارا اور کہا: مجھے کوئی چیز دو۔

[1] [إسناده حسن] تاريخ الطبري: ٥/ ٢٠ـ البداية والنهاية: ٧/ ١٣٦ـ تاريخ عمر لابن الجوزي: ص ٨٦

وہ آپ کے پاس ایک تھال لائی، آپ نے اس میں کھانا ڈالا، پھر عورت سے کہنے لگے: ان بچوں کو کھلا دو اور میں ان کے (سونے کے) لیے چھت بناتا ہوں۔ پھر آپ تب تک وہیں رہے جب تک کہ وہ سیر نہ ہو گئے اور اضافی سامان آپ نے اس عورت کے پاس ہی چھوڑ دیا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ ہی اُٹھ پڑا۔ تو وہ عورت کہنے لگی: اللہ تعالیٰ تجھے بہتر جزا دے! امیر المومنین سے زیادہ تم خلیفہ بننے کے زیادہ لائق ہو۔ آپ فرمانے لگے: جب تم امیر المومنین کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہنا اور اگر اللہ نے چاہا تو وہاں مجھ سے بات کرنا۔ پھر آپ اس عورت کو چھوڑ کر ایک طرف کو ہو گئے، پھر اس کی طرف رُخ کر کے تاک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے آپ سے عرض کیا: ہمیں اس کے علاوہ اور بھی کام ہے۔ لیکن آپ مجھ سے کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے بچوں کو دیکھا کہ وہ (خوب پیٹ بھر کر کھانا کھا کر آپس میں) کشتی کرنے لگے، پھر وہ سو گئے اور انہیں سکون مل گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے اسلم! بھوک نے ان کی نیند اُڑائی تھی اور انہیں رُلایا تھا، سو میں چاہتا تھا کہ تب تک واپس نہ جاؤں جب تک کہ (ان کی خوشی کا) یہ منظر نہ دیکھ لوں جو دیکھا ہے۔

383۔ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ الزِّبْرِقَانَ بْنَ بَدْرٍ، وَالْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ طَلَبَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يُقْطِعَهُمَا، فَأَقْطَعَهُمَا وَكَتَبَ لَهُمَا كِتَابًا، فَقَالَ لَهُمَا عُثْمَانُ: أَشْهِدَا عُمَرَ فَإِنَّهُ الْخَلِيفَةُ بَعْدَهُ، وَهُوَ أَجْوَزُ لِأَمْرِكُمَا، فَأَتَيَا عُمَرَ بِالْكِتَابِ، فَلَمَّا نَظَرَ فِيهِ بَزَقَ فِيهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِهِ وُجُوهَهُمَا ثُمَّ قَالَ: لَا، وَلَا نَعْمَةَ عَيْنٍ، آللَّهَ لَتَفْلَقُنَّ وُجُوهَ الْمُسْلِمِينَ بِالسُّيُوفِ وَالْحِجَارَةِ ثُمَّ لَنَكْتُبَنَّ لَكُمْ لِفَيْئِهِمْ، فَرَجَعَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَا: وَاللّٰهِ مَا نَدْرِي أَنْتَ الْخَلِيفَةُ أَمْ عُمَرُ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ فَأَخْبَرَاهُ بِالَّذِي صَنَعَ، فَقَالَ: وَإِنَّا لَا نُجِيزُ إِلَّا مَا أَجَازَهُ عُمَرُ. [1]

زبرقان بن بدر اور اقرع بن حابس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس مطالبہ لے کر آئے کہ ان دونوں کو زمین الاٹ کریں، تو آپ نے ان دونوں کو الاٹ کر دی اور انہیں ایک تحریر لکھ دی۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کو گواہ بنا لو، کیونکہ ان کے بعد وہی خلیفہ ہوں گے اور تمہارے اس کام کی اجازت دینے کے زیادہ اہل ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں تحریر لے کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ نے جب اس تحریر کو دیکھا تو اس پر تھوک دیا، پھر اسے ان دونوں کے منہ پر مارا، پھر فرمایا: نہیں، تمہارا کوئی اکرام نہیں ہے، کیا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے چہروں کو تلواروں اور پتھروں کے ساتھ زخمی کر دے، پھر ہم ان کی غنیمتیں تمہیں لکھ دیں؟ یہ جواب سن کر وہ دونوں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس گئے اور کہا: اللہ کی قسم! ہمیں معلوم نہیں ہو پا رہا کہ خلیفہ آپ ہیں یا عمر؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ہوا؟ انہوں نے وہ روئیداد سنائی جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً ہم صرف اسی چیز کی اجازت دے سکتے ہیں جس کی اجازت عمر رضی اللہ عنہ دیں گے۔

384۔ نافع ہی بیان کرتے ہیں کہ:

كَتَبَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ: أَنْ زِدْنَا فِي

[1] [رجاله ثقات] الجامع لأخلاق الراوي: ١٦٢

أَرْزَاقِنَا وَإِلَّا فَابْعَثْ إِلَى عَمَلِكَ مَنْ يَكْفِيكَهُ، فَاسْتَشَارَ أَبُو بَكْرٍ فِي ذَالِكَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا تَزِدْهُمْ دِرْهَمًا وَاحِدًا، قَالَ: فَمَنْ لِعَمَلِهِمْ؟ قَالَ: أَنَا أَكْفِيهِ وَلَا أُرِيدُ أَنْ تَرْزُقَنِي شَيْئًا، قَالَ: فَتَجَهَّزَ، فَبَلَغَ ذَالِكَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ، إِنَّ قُرْبَ عُمَرَ مِنْكَ وَمُشَاوَرَتَهُ أَنْفَعُ لِلْمُسْلِمِينَ مِنْ شَيْءٍ يَسِيرٍ، فَزِدْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ، وَهُوَ الْخَلِيفَةُ بَعْدَكَ، فَعَزَمَ عَلَى عُمَرَ أَنْ يُقِيمَ، قَالَ: وَزَادَهُمْ مَا سَأَلُوا، قَالَ: فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ كَتَبَ إِلَيْهِمْ: إِنْ رَضِيتُمْ بِالرِّزْقِ الْأَوَّلِ وَإِلَّا فَاعْتَزِلُوا عَمَلَنَا، وَقَالَ: وَقَدْ كَانَ مُعَاوِيَةُ، يَعْنِي: ابْنَ أَبِي سُفْيَانَ، اسْتُعْمِلَ مَكَانَ يَزِيدَ، قَالَ: فَأَمَّا مُعَاوِيَةُ وَعَمْرٌو فَرَضِيَا، وَأَمَّا خَالِدٌ فَاعْتَزَلَ، قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيْهِمَا عُمَرُ: أَنِ اكْتُبَا لِي كُلَّ مَالٍ هُوَ لَكُمَا، فَفَعَلَا، قَالَ: فَجَعَلَ لَا يَقْدِرُ لَهُمَا بَعْدُ عَلَى مَالٍ إِلَّا أَخَذَهُ فَجَعَلَهُ فِي بَيْتِ الْمَالِ. ❶

سیدنا خالد بن ولید، یزید بن ابی سفیان اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام مراسلہ لکھا کہ ہماری تنخواہوں میں اضافہ کیجیے، وگرنہ اپنے اس کام کے لیے ایسے شخص کو بھیج دیجیے جو آپ کو کفایت کر سکے (یعنی اسی تنخواہ میں آپ کا کام کر سکے)۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں مشورہ مانگا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ان کا ایک بھی درہم مت بڑھائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: پھر ان کا کام کون کرے گا؟ انہوں نے کہا: میں یہ کام کروں گا اور میں آپ سے کوئی تنخواہ بھی نہیں چاہتا۔ پھر آپ نے سفر کی تیاری کی۔ اس بات کی اطلاع جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے خلیفۂ رسول! یقیناً عمر رضی اللہ عنہ کا آپ کے پاس رہنا اور ان کی مشاورت مسلمانوں کے لیے اس چھوٹے سے مسئلے سے زیادہ فائدہ مند ہے، لہٰذا ان لوگوں کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیجیے اور وہی تو آپ کے بعد خلیفہ بننے والے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو ٹھہرانے کا پختہ ارادہ کر لیا اور ان لوگوں نے جتنا مانگا تھا اتنا اضافہ کر دیا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو ان کی جانب پیغام لکھا: اگر تم پہلی تنخواہ پر ہی رضامند ہو تو ٹھیک ہے، وگرنہ ہمارے کام سے دستبردار ہو جاؤ۔ چنانچہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو یزید کی جگہ مقرر کر دیا گیا۔ معاویہ اور عمرو دونوں خوش رہے اور خالد رضی اللہ عنہ دستبردار ہو گئے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی جانب مراسلہ لکھا کہ جو مال تم حاصل کر چکے ہو؛ اس سارے کی تفصیل مجھے لکھ کر بھیجو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد آپ ان دونوں کے حصے کے جس مال پر بھی قدرت پاتے اسے پکڑ کر بیت المال میں جمع کرا دیتے۔

385 ۔ ابو احوص اور عمرو بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ ہم نے امام اسحاق رحمہ اللہ کو فرماتے سنا:

بُغْضُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنَ الْكَبَائِرِ. ❷

سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے بغض رکھنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

386 ۔ طلحہ الیامی فرماتے ہیں کہ تمام مسلمان یہ کہا کرتے تھے کہ:

بُغْضُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ نِفَاقٌ، وَبُغْضُ قُرَيْشٍ نِفَاقٌ، وَبُغْضُ الْأَنْصَارِ وَبُغْضُ الْمَوْلَى الْعَرَبِيِّ

---

❶ [إسناده منقطع ورجاله ثقات] تفرّد به المؤلف ❷ [إسناده حسن] التاريخ الكبير: ٣/ ٣١٩

نِفَاقٌ . ❶

سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے بغض رکھنا منافقت ہے، قریش سے بغض رکھنا منافقت ہے، انصار سے اور عربی آزاد کردہ غلام سے بغض رکھنا بھی منافقت ہے۔

387۔ حکم بن جحل بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

بَلَغَنِي أَنَّ أُنَاسًا يُفَضِّلُونِي عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ، لَا يُفَضِّلُنِي أَحَدٌ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ إِلَّا جَلَدْتُهُ حَدَّ الْمُفْتَرِي . ❷

مجھے پتا چلا ہے کہ لوگ مجھے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتے ہیں، اب جو بھی شخص مجھے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے گا میں اسے بہتان لگانے والے کی سزا دوں گا۔

388۔ عون بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَمَجْلِسٌ وَاحِدٌ مِنْ عُمَرَ أَوْثَقُ عِنْدِي مِنْ عَمَلِ سَنَةٍ . ❸

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ایک مجلس میرے نزدیک ایک سال کے اعمال سے بہتر ہے۔

389۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ أَبُو بَكْرٍ ، نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ عُمَرُ ، نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ ، نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ ، نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ، نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ)) ، فَذَكَرَ سِتَّةً مِنَ الْأَنْصَارِ ، وَثَلَاثَةً مِنَ الْمُهَاجِرِينَ ، فَحَفِظْتُ الثَّلَاثَةَ مِنَ الْأَنْصَارِ وَذَهَبَ مِنِّي ثَلَاثَةٌ . ❹

ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ کے اچھے بندے ہیں، عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے اچھے بندے ہیں، ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اللہ کے اچھے بندے ہیں، اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اللہ کے اچھے بندے ہیں، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اللہ کے اچھے بندے ہیں اور ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ اللہ کے اچھے بندے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ انصاریوں اور تین مہاجروں کا ذکر کیا، لیکن مجھے انصار کے تین لوگ یاد رہے اور تین مجھے بھول گئے۔

390۔ ابواسحاق سے مروی ہے کہ عمرو بن میمون رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِنِّي لَأَرٰى هَلَاكَ عُمَرَ هَدَمَ ثُلُثَ الْإِسْلَامِ . ❺

یقیناً میں سمجھتا تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے ایک تہائی اسلام ختم ہو جائے گا۔

391۔ مسیّب بن رافع بیان کرتے ہیں کہ:

سَارَ إِلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ سَبْعًا مِنَ الْمَدِينَةِ ، فَصَعَدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ غُلَامَ الْمُغِيرَةِ ، أَبَا لُؤْلُؤَةَ ، قَتَلَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ ، قَالَ: فَضَجَّ النَّاسُ وَصَاحُوا

---

❶ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٢٧ ❷ [إسناده ضعيف] السنة لعبد الله بن أحمد: ٢/ ٥٦٢

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤٩ ❹ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٣٥٤

❺ [إسناده صحيح] التاريخ الكبير: ٣/ ٣٧٤

وَاشْتَدَّ بُكَاؤُهُمْ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: إِنَّا اجْتَمَعْنَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّرْنَا عَلَيْنَا عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَلَمْ نَأْلُ خَيْرَنَا ذَا فُوقٍ. ❶

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ سے ہمارے پاس آئے۔ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابولؤلؤ نے امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ یہ سن کر لوگوں میں ہنگامہ و بے چینی پیدا ہوگئی اور اونچی اونچی آواز میں رونے لگے۔ پھر انہوں نے فرمایا: ہم تمام اصحابِ محمد نے مل کر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا امیر منتخب کر لیا ہے اور ہم نے تیر کے سوفار کے بہ قدر بھی ہم سے بہتر (اس شخص کو منتخب کرنے) پر ہچکچاہٹ نہیں دِکھائی۔

392 ۔ سالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جس روز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو میرے والد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ فَنَظَرَ الْمُسْلِمُونَ خَيْرَهُمْ فَاسْتَخْلَفُوهُ، وَهُوَ أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا قُبِضَ أَبُو بَكْرٍ نَظَرَ الْمُسْلِمُونَ خَيْرَهُمْ فَاسْتَخْلَفُوهُ، وَهُوَ عُمَرُ، فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرُ نَظَرَ الْمُسْلِمُونَ خَيْرَهُمْ فَاسْتَخْلَفُوهُ، وَهُوَ عُثْمَانُ، فَإِنْ قَتَلْتُمُوهُ فَهَاتُوا خَيْرًا مِنْهُ. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت ہوئی تو مسلمانوں نے اپنے میں سے بہترین شخص دیکھ کر اسے خلیفہ منتخب کر لیا، اور وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو مسلمانوں نے اپنے میں سے بہترین شخص دیکھ کر اسے خلیفہ منتخب کر لیا، اور وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے، پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دنیا سے کوچ کر گئے تو مسلمانوں نے اپنے میں سے بہترین شخص دیکھ کر اسے خلیفہ منتخب کر لیا، اور وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، سو اگر تم انہیں شہید کر دو گے تو پھر ان سے بہتر لا کر دِکھاؤ۔

393 ۔ امام حیّان نحوی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ لِي جَلِيسٌ يَذْكُرُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَأَنْهَاهُ فَيُغْرِي، فَأَقُومُ عَنْهُ، فَذَكَرَهُمَا يَوْمًا فَقُمْتُ عَنْهُ مُغْضَبًا، وَاغْتَمَمْتُ بِمَا سَمِعْتُ إِذْ لَمْ أَرُدَّ عَلَيْهِ الَّذِي يَنْبَغِي، فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِي كَأَنَّهُ أَقْبَلَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ لِي جَلِيسًا يُؤْذِينِي فِي هٰذَيْنِ، فَأَنْهَاهُ فَيُغْرِي يَزْدَادُ، فَالْتَفَتَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى رَجُلٍ قَرِيبٍ مِنْهُ فَقَالَ: ((اذْهَبْ إِلَيْهِ فَاذْبَحْهُ))، قَالَ: فَذَهَبَ الرَّجُلُ، وَأَصْبَحْتُ فَقُلْتُ: إِنَّهَا لَرُؤْيَا، لَوْ أَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ لَعَلَّهُ يَنْتَهِي، فَمَضَيْتُ أُرِيدُهُ، فَلَمَّا صِرْتُ قَرِيبًا مِنْ بَابِهِ إِذَا الصُّرَاخُ وَإِذَا بَوَارِيُّ مُلْقَاةٌ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: فُلَانٌ طَرَقَتْهُ الذَّبْحَةُ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ. ❸

میرا ایک مجلس نشین تھا، وہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا (برے الفاظ میں) تذکرہ کیا کرتا تھا، میں اسے منع کرتا لیکن وہ اور بھڑک جاتا۔ سو میں اس کے پاس سے اُٹھ کر چلا جاتا۔ پھر ایک روز اس نے ان دونوں اصحاب کا

❶ [رجال الإسناد ثقات] المعجم الكبير للطبراني: ٨/ ١٨٧ ـ تاريخ المدينة لابن شبّة: ٢/ ٢٧٧

❷ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٥/ ١٧٩ ❸ [إسناده صحيح] تاريخ بغداد: ١٣/ ١٣٦

تذکرہ کیا تو میں غصے سے اس کے پاس سے اُٹھ گیا۔ جب میں نے اسے وہ جواب نہ دیا جس کے وہ لائق تھا تو جو میں نے (اس سے) سنا تھا اس کی وجہ سے میں غمگین ہو گیا۔ پھر میں سویا تو مجھے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، مجھے یوں دِکھائی دیا کہ جیسے آپ تشریف لا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا ایک مجلس نشین ہے، وہ مجھے ان دو اصحاب کے بارے میں اذیت دیتا ہے، میں اسے منع کرتا ہوں لیکن وہ اور بھی بھڑک اُٹھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قریب والے شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس کی طرف جاؤ اور اسے ذبح کر ڈالو۔ چنانچہ وہ آدمی چلا گیا۔ جب میں صبح کو اُٹھا تو کہا: یہ تو خواب تھا۔ میں اس کے پاس جاتا ہوں اور اسے بتلاتا ہوں، شاید کہ وہ باز آ جائے۔ سو میں یہ ارادہ کر کے اس کی جانب چل پڑا۔ جب میں اس کے دروازے کے قریب پہنچا تو چیخنے چلانے کی آواز سنی، پھر میں نے دیکھا کہ وہاں چٹائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا: کیا ہوا؟ لوگوں نے بتلایا کہ گزشتہ رات فلاں شخص کو کوئی ذبح کر گیا۔

394۔ رضوان السمّان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ لِي جَارٌ فِي مَنْزِلِي وَسُوقِي وَكَانَ يَشْتِمُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، قَالَ: حَتّٰى كَثُرَ الْكَلَامُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، حَتّٰى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ شَتَمَهُمَا وَأَنَا حَاضِرٌ، فَوَقَعَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ كَلَامٌ كَثِيرٌ حَتّٰى تَنَاوَلَنِي وَتَنَاوَلْتُهُ، قَالَ: فَانْصَرَفْتُ إِلَى مَنْزِلِي وَأَنَا مَغْمُومٌ حَزِينٌ أَلُومُ نَفْسِي، قَالَ: فَنِمْتُ وَتَرَكْتُ الْعِشَاءَ مِنَ الْغَمِّ، قَالَ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي مَنَامِي مِنْ لَيْلَتِي، فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فُلَانٌ جَارِي فِي مَنْزِلِي وَفِي سُوقِي وَهُوَ يَسُبُّ أَصْحَابَكَ، فَقَالَ: ((مَنْ أَصْحَابِي؟)) فَقُلْتُ: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خُذْ هٰذِهِ الْمُدْيَةَ فَاذْبَحْهُ بِهَا))، قَالَ: فَأَخَذْتُهُ فَأَضْجَعْتُهُ فَذَبَحْتُهُ، قَالَ: فَرَأَيْتُ كَأَنَّ يَدَيَّ قَدْ أَصَابَهَا مِنْ دَمِهِ، فَأَلْقَيْتُ الْمُدْيَةَ وَضَرَبْتُ بِيَدِيَّ إِلَى الْأَرْضِ فَمَسَحْتُهَا بِالْأَرْضِ، فَانْتَبَهْتُ وَأَنَا أَسْمَعُ الصُّرَاخَ مِنْ نَحْوِ الدَّارِ، فَقُلْتُ لِلْخَادِمِ: انْظُرْ مَا هٰذَا الصُّرَاخُ؟ فَقَالَ: فُلَانٌ مَاتَ فَجْأَةً، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا نَظَرْنَا إِلَى حَلْقِهِ فَإِذَا فِيهِ خَطٌّ مَوْضِعَ الذَّبْحِ. [1]

میرے گھر اور بازار میں میرا ایک پڑوسی تھا، وہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے اور اس کے درمیان بہت زیادہ تلخ کلامی ہوا کرتی تھی۔ ایک روز وہ ان دونوں اصحاب کو گالیاں بکنے لگا اور میں بھی وہاں موجود تھا تو میرے اور اس کے درمیان پھر تلخ کلامی ہو گئی، یہاں تک کہ اس نے مجھے برا بھلا کہا اور میں نے اسے کہا۔ پھر میں اپنے گھر واپس آ گیا، میں بہت ہی غمزدہ و پریشان تھا اور اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا۔ پھر میں سو گیا اور غم کے باعث شام کا کھانا بھی نہ کھایا۔ اسی رات مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، میں نے آپ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! فلاں شخص میرے گھر اور بازار میں میرا پڑوسی ہے اور وہ آپ کے صحابہ کو گالیاں بکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: میرے کون سے صحابہ کو؟ میں نے کہا: ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ چھری پکڑو اور اس کے ساتھ اسے ذبح کر دو۔ میں نے وہ

[1] تاریخ بغداد: ۸/ ٦٨۔ تاریخ عمر لابن الجوزی: ص ۲۸۸

چھری پکڑی اور اسے سیدھا لٹا کر ذبح کر دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ جیسے میرے ہاتھوں پر اس کا خون لگ گیا ہے۔ چنانچہ میں نے چھری پھینک دی اور (خون صاف کرنے کے لیے) اپنے ہاتھ زمین پر مَلنے لگا۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے گھر کی طرف سے چیخنے چلانے کی آوازیں سنیں، میں نے خادم سے کہا: دیکھو یہ چیخنے چلانے کی آوازیں کیسی ہیں؟ اس نے کہا: فلاں شخص اچانک مر گیا ہے، جب ہم صبح کو اُٹھے تو دیکھا کہ اس کی گردن پر ذبح کا نشان تھا۔

395 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ)). [1]

بلاشبہ اللہ عزوجل نے عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور دِل پر حق کو رکھ دیا ہے۔

[1] [إسناده صحيح] مضى برقم: ٣١٥

396 ۔ ابن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ:
تَدَارَوْا فِي أَمْرِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ عُطَارِدَ: عُمَرُ أَفْضَلُ مِنْ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ الْجَارُودُ: بَلْ أَبُو بَكْرٍ، أَبُو بَكْرٍ أَفْضَلُ مِنْهُ، قَالَ: فَبَلَغَ ذَالِكَ عُمَرَ، قَالَ: فَجَعَلَ ضَرْبًا بِالدِّرَّةِ حَتَّى شَغَرَ بِرِجْلَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى الْجَارُودِ فَقَالَ: إِلَيْكَ عَنِّي، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: أَبُو بَكْرٍ كَانَ خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَذَا وَكَذَا، قَالَ: ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: مَنْ قَالَ غَيْرَ هٰذَا أَقَمْنَا عَلَيْهِ مَا نُقِيمُ عَلَى الْمُفْتَرِي. ❶
کچھ لوگ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما (کی افضلیت) کے بارے میں بحث کرنے لگ گئے، عطارد کے ایک آدمی نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ اور جارود نے کہا: (نہیں) بلکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سے افضل ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس بات کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پتا چلا تو آپ نے اسے (جو آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل کہہ رہا تھا، کو) کوڑے مارے، یہاں تک کہ اس کی ٹانگوں سے گوشت اُدھڑ گیا۔ پھر آپ جارُود کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم میری نگاہوں سے دُور چلے جاؤ۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بعد ان امور میں ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے بہتر تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: جو شخص اس کے علاوہ کوئی بات کہے گا تو میں اس پر وہی حدِ قذف لگاؤں گا جو ہم بہتان تراش پر حد لگاتے ہیں۔

397 ۔ عمرو بن حُریث بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:
خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الثَّالِثَ. ❷
اس اُمت کی بہترین شخصیت، ان کے پیغمبر ﷺ کے بعد، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں، اور اگر میں چاہوں تو تیسرے کا نام بھی لے سکتا ہوں۔

398 ۔ عمرو بن حُریث ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ فرماتے سنا:
أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالثَّانِي؟ فَإِنَّ الثَّانِيَ عُمَرُ. ❸
کیا میں تمہیں پیغمبر ﷺ کے بعد اس اُمت کا بہترین شخص نہ بتاؤں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیا میں تمہیں دوسرا (بہترین) شخص نہ بتاؤں؟ یقیناً دوسرے شخص عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

399 ۔ ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا:

---

❶ [إسناده صحيح] الصارم المسلول لابن تيمية: ص ٥٨٥ ❷ [إسناده حسن] مضى برقم: ٤٠

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٢/ ٢٣٩۔ مسند أبي يعلى الموصلي: ١/ ٤١٠

أَلا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: أَلا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا، وَبَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ عُمَرُ. ❶

کیا میں تمہیں پیغمبر ﷺ کے بعد اس اُمت کا بہترین شخص نہ بتاؤں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیا میں تمہیں اس امت کے پیغمبر ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

400 ۔ ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل روایت منقول ہے۔ ❷

401 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا نَعُدُّ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، ثُمَّ نَسْكُتُ. ❸

ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (بہ لحاظِ فضیلت؛ صحابہ کی ترتیب) یوں شمار کیا کرتے تھے: ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم۔ پھر ہم خاموش ہو جاتے۔

402 ۔ ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، ثُمَّ رَجُلٌ آخَرُ. ❹

کیا میں تمہیں پیغمبر ﷺ کے بعد اس اُمت کا بہترین شخص نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (پہلے نمبر پر) ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں (دوسرے) عمر رضی اللہ عنہ ہیں (اور) پھر ایک اور شخص ہے۔

توضیح:...... تیسری شخصیت کون تھی؟ اس کے متعلق دو طرح کی آراء ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس سے مراد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ جیسا کہ آئندہ روایات میں مذکور ہے۔ نیز اسی کتاب کی روایت نمبر ۷۶۲ میں بھی بیان ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہی ان کے بارے میں فرمایا تھا: یقیناً عثمان رضی اللہ عنہ ہم سے بہتر بھی ہیں اور افضل بھی۔ اور دوسری رائے یہ ہے کہ اس سے مراد خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے، جیسا کہ ایک روایت میں اس کی وضاحت ملتی ہے کہ عبدخیر الھمد انی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو تیسرے شخص کا نام بھی بتا سکتا ہوں، تو ہم سمجھ گئے کہ اس سے مراد خود آپ ہی ہیں اور بوجۂ انکساری اپنا نام نہیں لے رہے۔ (السنة لعبد الله بن أحمد: ۲/ ۵۸۶)

403 ۔ ابوجحیفہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَلَوْ شِئْتُ لَحَدَّثْتُكُمْ بِالثَّالِثِ. ❺

اس اُمت کے بہترین شخص، ان کے پیغمبر کے بعد، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں، اور اگر میں چاہوں تو تیسرے کا نام بھی بیان کر سکتا ہوں۔

404 ۔ ابوجحیفہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ أَرٰى أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنِّي لَمْ أَكُنْ أَرٰى أَنَّ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ بَعْدِ رَسُولِ اللهِ أَفْضَلَ مِنْكَ، قَالَ: أَوَلَا أُحَدِّثُكَ يَا أَبَا

---

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ۲/ ۲۲۰۔مصنف ابن أبي شيبة: ۷/ ۴۳۳

❷ [إسناده حسن] مضى برقم: ۴۰

❸ [إسناده حسن] مضى برقم: ۵۸

❹ [إسناده صحيح] مسند البزار: ۶/ ۴۶۲

❺ [إسناده صحيح] مضى برقم: ۲۶۰

جُـحَـيْـفَةَ بِأَفْضَلِ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قُـلْتُ: بَلٰى، قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: أَفَلَا أُخْبِرُكَ بِخَيْرِ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ وَأَبِي بَكْرٍ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلٰى فَدَيْتُكَ، قَالَ: عُمَرُ. ❶

میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو تمام لوگوں سے افضل سمجھا کرتا تھا، چنانچہ میں نے کہا: اے امیر المومنین! میں نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مسلمانوں میں سے کوئی شخص آپ سے افضل ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: اے ابوجحیفہ! کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل شخص کا نہ بتلاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پھر) فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد لوگوں میں سے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ میں نے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں! کیوں نہیں (ضرور بتلائیے)۔ تو آپ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔

405 ـ ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا:

يَـا أَبَـا جُحَيْفَةَ، أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ قُلْتُ: بَلٰى، وَلَمْ أَكُنْ أَرٰى أَنَّ أَحَدًا أَفْـضَـلَ مِنْهُ، قَالَ: أَفْضَلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، وَبَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ، وَبَعْدَهُمَا آخَرُ ثَالِثٌ، وَلَمْ يُسَمِّهِ. ❷

اے ابوجحیفہ! کیا میں تمہیں اس امت کے نبی ﷺ کے بعد سب سے زیادہ فضیلت کے حامل شخص کا نہ بتلاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ حالانکہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی آپ سے افضل ہوگا۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس امت کے نبی ﷺ کے بعد سب سے زیادہ فضیلت کے حامل شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اوران دونوں کے بعد تیسرا ایک اور شخص ہے۔ آپ نے اس کا نام نہیں لیا۔

406 ـ ابوجحیفہ ہی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ رَجُلٌ آخَرُ. ❸

کیا میں تمہیں اس اُمت کے پیغمبر ﷺ کے بعد سب سے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر ایک اور شخص ہے۔

407 ـ ابوجحیفہ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور فرمایا:

خَيْـرُ هٰـذِهِ الْأُمَّةِ بَـعْـدَ نَبِيِّهَـا أَبُـو بَـكْرٍ، ثُمَّ خَيْرُهَا بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الثَّالِثَ سَمَّيْتُ. ❹

اس امت کے نبی ﷺ کے بعد سب سے بہترین شخصیت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد ان سب سے بہترین شخصیت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور اگر میں تیسرے کا نام لینا چاہوں تو لے سکتا ہوں۔

408 ـ ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خَيْـرُ هٰـذِهِ الْأُمَّةِ بَـعْـدَ نَبِيِّهَـا أَبُـو بَكْرٍ، وَبَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ، وَلَوْ شِئْتُ أَخْبَرْتُكُمْ بِالثَّالِثِ

❶ [إسناده حسن صحيح لغيره] التاريخ الكبير: ٢/ ٢٣٦
❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٢٠١
❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤٠٢
❹ [إسناده ضعيف] تفرّد به المؤلف

لَفَعَلْتُ . ❶

اس اُمت کے بہترین شخص، ان کے پیغمبر کے بعد، ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہما ہیں، اور اگر میں تمہیں تیسرے شخص کا بتلانا چاہوں تو بتا سکتا ہوں۔

409۔ ابوجحیفہ ہی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خَيْـرُ هٰـذِهِ الْأُمَّةِ بَـعْـدَ نَبِيِّهَـا أَبُو بَكْرٍ ، وَبَعْدَ أَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ ، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ بِالثَّالِثِ لَفَعَلْتُ ، يَعْنِي نَفْسَهُ . ❷

اس اُمت کے نبی ﷺ کے بعد سب سے بہترین شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور اگر میں تم سے تیسرے شخص کا نام بیان کرنا چاہوں تو کرسکتا ہوں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مراد خود ہی تھے۔

410۔ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

كَـانَ أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ ، ثُمَّ عُمَرُ ، ثُمَّ أَحْدَثْنَا بَعْدَهُمْ أَحْدَاثًا يَفْعَلُ اللّٰهُ فِيهَا مَا يَشَاءُ . ❸

اس اُمت کے افضل شخص، ان کے پیغمبر ﷺ کے بعد، ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر ان کے بعد ہم نے نئی چیزیں ایجاد کرلیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ جو چاہے گا کردے گا۔

توضیح:...... نئی چیزیں ایجاد کرنے کا مطلب ہے کہ ہم نے ان دونوں خلفاء کے پُرامن مثالی دور کے بعد نئے نئے اختلافات پیدا کرلیے ہیں، جن میں سے ایک اختلاف منصبِ خلافت کا تھا، ایسے معاملات کے بارے میں اللہ تعالیٰ جو چاہے گا فیصلہ فرمادے گا۔

411۔ ابوجحیفہ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أُخْبِـرُكُـمْ بِـخَيْرِ النَّاسِ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ؟ قَالُوا: بَلٰى ، قَالَ: أَبُو بَكْرٍ ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالُوا: بَلٰى ، قَالَ: عُمَرُ ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ؟ قَالُوا: بَلٰى ، قَالَ: فَسَكَتَ . ❹

کیا میں تمہیں نبی ﷺ کے بعد بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد لوگوں میں سے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں (عمر رضی اللہ عنہ کے بعد) لوگوں میں سے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو آپ خاموش ہوگئے۔

412۔ ابوجحیفہ سے ہی مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ ، ثُمَّ عُمَرُ ، ثُمَّ سَكَتَ . ❺

---

❶ [إسناده حسن لغيره] مصنف ابن أبي شيبة: ٦/ ٣٥١
❷ [إسناده حسن لغيره] مسند ابن الجعد: ١/ ٣١١
❸ [إسناده حسن لغيره] مضى برقم: ٤٠٥
❹ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٧/ ٣٧٣
❺ [إسناده حسن] تفرّد به المؤلف

کیا میں تمہیں اس اُمت کے پیغمبر ﷺ کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے شخص کا نہ بتلاؤں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر آپ خاموش ہو گئے۔

413 ۔ ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سپاہ میں شامل تھے اور ان کی ڈیوٹی منبر کے پاس ہی ہوا کرتی تھی، انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد نبی ﷺ پر درود بھیجا، اور پھر فرمایا:

خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، وَالثَّانِي عُمَرُ، وَقَالَ: يَجْعَلُ اللّٰهُ الْخَيْرَ حَيْثُ أَحَبَّ. ❶

اس اُمت کے بہترین شخص، ان کے پیغمبر ﷺ کے بعد، ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، اور دوسرے عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور فرمایا: اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کو اسی جگہ رکھتا ہے جہاں وہ پسند فرماتا ہے۔

414 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أُخْبِرَكُمْ بِالثَّالِثِ لَفَعَلْتُ. ❷

اس امت کے نبی ﷺ کے بعد ان سب سے بہترین شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور اگر میں تمہیں تیسرے شخص کا بتانا چاہوں تو بتا سکتا ہوں۔

415 ۔ عبد خیر سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ، وَالثَّانِي عُمَرُ، وَأَحْدَثْنَا أَشْيَاءَ يَفْعَلُ اللّٰهُ فِيهَا مَا شَاءَ. ❸

کیا میں تمہیں نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، اور دوسرے عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور ہم نے (ان کے بعد) ایسی چیزیں ایجاد کر لی ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ جو چاہے گا کر دے گا۔

416 ۔ ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل مروی ہے۔ ❹

417 ۔ عبد خیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ، وَالثَّانِي عُمَرُ، وَلَوْ شِئْتُ سَمَّيْتُ الثَّالِثَ. ❺

کیا میں تمہیں اس اُمت کے پیغمبر ﷺ کے بعد سب سے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، دوسرے عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور اگر میں چاہوں تو تیسرے شخص کا نام بھی لے سکتا ہوں۔

418 ۔ حارث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عَلِيٌّ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ سَلَّمَ، قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا قُلْتُ لَكُمْ قَالَ اللّٰهُ، أَوْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ، أَوْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، فَتَعَلَّقُوا بِهِ، فَوَاللّٰهِ لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفَنِي الطَّيْرُ، أَوْ تَهْوِي بِيَ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ، أَوْ عَلَى رَسُولِهِ، أَوْ عَلَى

❶ [إسناده ضعيف] التاريخ الكبير: ٢/ ١٦١

❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٤٠٨

❸ [إسناده ضعيف] تاريخ بغداد: ٩/ ٢٤٤

❹ [إسناده ضعيف] راجع الحديث السابق

❺ [إسناده ضعيف] التاريخ الكبير: ٢/ ٣٢٨

كِتَابِهِ، وَمَا قُلْتُ لَكُمْ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي فَرَاجِعُونِي، خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، وَمِنْ بَعْدِ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ، وَالثَّالِثُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُ لَسَمَّيْتُهُ، ثُمَّ يَخْطُبُ. ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب منبر پر چڑھے تو سلام کہا، پھر فرمایا: اے لوگو! میں تمھیں یہ نہیں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یا اللہ کی کتاب میں (یوں) ہے۔ کیونکہ لوگ اسی سے چمٹ جائیں گے۔ اللہ کی قسم! اگر میں آسمان سے گر پڑوں اور مجھے کوئی پرندہ اُچک کر لے جائے یا پھر مجھے ہوا اُڑا کر کسی دُور جگہ پر پھینک دے، یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہوگا کہ میں اللہ تعالیٰ، یا اس کے رسول، یا کتاب اللہ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کروں، اور اگر میں تمھیں اپنی طرف سے کوئی بات کہوں تو تم مجھے واپس لوٹا دینا (وہ بات یہ ہے کہ) نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور تیسرے شخص کا اگر میں نام لینا چاہوں تو لے سکتا ہوں۔ پھر آپ خطبہ دینے لگ گئے۔

419۔ عبد خیر الھمدانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برسرِ منبر یہ فرماتے سنا کہ:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ قَالَ: فَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالثَّانِي؟ قَالَ: فَذَكَرَ عُمَرَ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ شِئْتُ لَأَنْبَأْتُكُمْ بِالثَّالِثِ، قَالَ: وَسَكَتَ، قَالَ: فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يَعْنِي نَفْسَهُ. ❷

کیا میں تمھیں اس اُمت کے پیغمبر ﷺ کے بعد سب سے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ذِکر کیا۔ پھر فرمایا: کیا میں تمھیں دوسرے (بہترین) شخص کا نہ بتلاؤں؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کا نام ذِکر کیا۔ پھر فرمایا: اگر میں چاہوں تو تمھیں تیسرے شخص کے بارے میں بھی بتا سکتا ہوں۔ پھر آپ خاموش ہو گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مراد آپ خود ہی تھے۔

420۔ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. ❸

کیا میں تمھیں اس اُمت کے پیغمبر ﷺ کے بعد سب سے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ وہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

421۔ عبد خیر سے ہی مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أُنَبِّئُكُمْ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ. ❹

کیا میں تمھیں نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، اور (دوسرے نمبر پر) عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

422۔ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ نَبِيُّهَا، وَخَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ أَحْدَثْنَا أَحْدَاثًا يَقْضِي اللّٰهُ فِيهَا مَا أَحَبَّ. ❺

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا] السنة لعبد الله بن أحمد: ٢/ ٥٨٦

❷ [رجال الإسناد ثقات] مضى برقم: ٣٩٨

❸ [إسناده معلول] مسند ابن أبي الجعد: ١/ ٣١١

❹ [إسناده معلول] مسند أحمد: ٢/ ٢٤٩

❺ [إسناده صحيح] السنة لعبد الله بن أحمد: ٢/ ٥٦٩

اس اُمت کی بہترین ہستی ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے بہترین شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر ان کے بعد ہم نے ایسی چیزیں ایجاد کر لی ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ جو پسند کرے گا وہی فیصلہ فرما دے گا۔

423 ۔ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب اہل بصرہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

إِنَّ خَيْـرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ ، وَبَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ ، وَأَحْدَثْنَا أَحْدَاثًا يَصْنَعُ اللّٰهُ فِيهَا مَا شَاءَ . ❶

بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور ہم نے (ان کے بعد) ایسی چیزیں ایجاد کر لی ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ جو چاہے گا فیصلہ فرما دے گا۔

424 ۔ عبد خیر ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

إِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ ، ثُمَّ عُمَرُ . ❷

یقیناً اس اُمت کے بہترین شخص، ان کے پیغمبر کے بعد، ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

425 ۔ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

خَيْـرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ، وَإِنَّا قَدْ أَحْدَثْنَا بَعْدَهُمَا أَحْدَاثًا يَقْضِي اللّٰهُ فِيهَا مَا شَاءَ . ❸

اس اُمت کے نبی کے بعد ان سب سے بہترین شخص ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں، اور ان دونوں کے بعد یقیناً ہم نے ایسے (اختلافات) ایجاد کر لیے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ جو چاہے گا فیصلہ کر دے گا۔

426 ۔ عبد خیر سے ہی مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أُخْبِـرُكُـمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ ، ثُمَّ خَيْرُهَا بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ ، يَجْعَلُ اللّٰهُ الْخَيْرَ حَيْثُ أَحَبَّ . ❹

کیا میں تمہیں اس اُمت کے نبی کے بعد ان سب سے بہتر شخص کا نہ بتلاؤں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد ان سب سے بہتر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کو وہیں رکھتا ہے جہاں وہ پسند کرتا ہے۔

427 ۔ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

قَبَـضَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ عَلٰى خَيْرِ مَا قَبَضَ عَلَيْهِ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ، قَالَ: فَأَثْنٰى عَلَيْهِ ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ أَبُو بَـكْـرٍ فَـعَـمِلَ بِعَمَلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَّتِهِ ، ثُمَّ قُبِضَ عَلٰى خَيْرِ مَا قَبَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ أَحَدًا ، فَكَانَ خَيْرَ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ ، فَعَمِلَ بِعَمَلِهِمَا وَسُنَّتِهِمَا ، ثُمَّ قُبِضَ عَلٰى خَيْرِ مَا قُبِضَ عَلَيْهِ أَحَدٌ ، فَكَانَ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا وَبَعْدَ أَبِي بَكْرٍ . ❺

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٣٠٢ـ السنة لعبد الله بن أحمد: ٢/ ٥٨٧

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٢/ ٣١٢

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٣٠٣

❹ [رجال إسناده ثقات] مسند أحمد: ٢/ ٢٤٥

❺ [إسناده حسن لغيره] مضى برقم: ٣٩٩

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء میں سب سے بہترین طریقے سے نبی ﷺ کی جان قبض کی، پھر انہوں نے آپ ﷺ کی تعریف کی۔ پھر (فرمایا کہ اس کے بعد) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا گیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عمل اور طریقے پر کام کیا، پھر ان کی وفات ایسی بہترین حالت میں ہوئی کہ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے کسی کی رُوح قبض نہیں کی، سو وہ نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کی بہترین شخصیت تھے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا گیا تو انہوں نے ان دونوں کے عمل اور طریقے پر کام کیا، پھر ان کی وفات ایسی بہترین حالت میں ہوئی کہ ایسی حالت میں کسی اور کی وفات نہیں ہوئی، سو وہ نبی ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس اُمت کی بہترین شخصیت تھے۔

428 ۔ علی بن ربیعہ الوالبی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّی لَأَعْرِفُ أَخْيَارَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الثَّالِثَ لَفَعَلْتُ . ❶

یقیناً میں جانتا ہوں کہ نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کی بہترین شخصیات کون سی ہیں، وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں، اور اگر میں تیسرے کا نام لینا چاہوں تو لے سکتا ہوں۔

429 ۔ نزّال بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مسجد میں خطبہ دیتے ہوئے یہ فرماتے سنا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ ثَلَاثَةً ، ثُمَّ ذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ ، وَلَوْ شِئْتُ لَسَمَّيْتُ الثَّالِثَ . ❷

کیا میں تمہیں نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ آپ نے تین مرتبہ پوچھا۔ پھر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا نام ذِکر کیا، اور (پھر فرمایا:) اگر میں چاہوں تو تیسرے کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔

430 ۔ امام حسن بن محمد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: مَنْ أَفْضَلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا بُنَيَّ! أَبُو بَكْرٍ ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا بُنَيَّ ثُمَّ عُمَرُ ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ مَخَافَةَ أَنْ أَزِيدَ فَيَزِيدَنِي: ثُمَّ أَنْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: ثُمَّ لَسْتُ هُنَاكَ ، ثُمَّ أَنَا بَعْدُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ . ❸

میں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی ﷺ کے بعد اس اُمت میں سب سے زیادہ فضیلت والی شخصیت کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ! اے میرے پیارے بیٹے! ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے عرض کیا: پھر کون؟ انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ! اے میرے پیارے بیٹے! پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں نے اس خدشے سے کہ میں آپ سے مزید پوچھوں تو آپ مجھے کسی اور کا نام نہ بتلا دیں، میں نے کہا: اے امیرالمومنین! پھر آپ ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: پھر میں نہیں ہوں بلکہ میں تو بعد میں آتا ہوں اور عام مسلمان آدمی ہوں۔

431 ۔ ہشام بن عبداللہ بن عکرمہ مخزومی بیان کرتے ہیں کہ:

❶ [إسناده حسن] السنة لعبد الله بن أحمد: ٢/ ٥٨٩

❷ [إسناده حسن] تفرّد به المؤلف

❸ [رجال الإسناد ثقات] مضى برقم: ٤٠٥

غِبْتُ غَيْبَةً عَنِ الْمَدِينَةِ ، ثُمَّ أَتَيْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَقَالَ لِي: أَيْنَ كُنْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: كُنْتُ بِوَادِي الْعَقِيقِ ، قَالَ: ذَاكَ وَادٍ لَا يَذْهَبُ إِلَيْهِ أَحَدٌ إِلَّا يَغْرَمُ ، وَلَا يَأْتِي أَحَدٌ مِنْهُ إِلَّا يَغْنَمُ ، قَالَ: قُلْتُ: لَا تَقُلْ ذَاكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ؛ فَإِنَّ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اطْلُبُوا الرِّزْقَ فِي خَبَايَا الْأَرْضِ)) . ❶

میں کچھ عرصہ مدینے سے غائب رہا، پھر میں امام مالک بن انس رحمہ اللہ کے پاس آیا اور انہیں سلام عرض کیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: آپ کہاں تھے؟ میں نے کہا: وادیٔ عقیق میں۔ انہوں نے فرمایا: وہ ایسی وادی ہے کہ جس میں صرف وہی جاتا ہے جو نقصان سے دوچار ہوتا ہے اور وہاں سے وہی آتا ہے جو فائدہ اٹھا چکا ہوتا ہے۔ میں نے کہا: اے ابوعبداللہ! ایسے مت کہیے، کیونکہ مجھے ہشام بن عروہ نے اپنے والد کے واسطے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین کی پوشیدہ چیزوں میں رزق تلاش کرو۔

توضیح :...... نبی ﷺ کے اس فرمان: ''زمین کی پوشیدہ چیزوں میں رزق تلاش کرو'' سے مقصود زراعت کے پیشے کو اختیار کرنے کی ترغیب ہے۔

432 ۔ امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَقُولُ لِعَبْدِ اللّٰهِ لَمَّا لَقِيتُهُ ۔۔۔ يَسِيرُ بِأَعْلَى الْقَرْيَتَيْنِ مُشَرِّقَا
تَتَبَّعْ خَبَايَا الْأَرْضِ وَادْعُ مَلِيكَهَا ۔۔۔ لَعَلَّكَ يَوْمًا أَنْ تُجَابَ فَتُرْزَقَا ❷

میں جب عبداللہ سے ملا تو انہیں کہا کہ وہ دو بستیوں کے بالائی حصے پر مشرق کی جانب رُخ کر کے چلا کریں۔ زمین کی پوشیدہ چیزوں کو تلاش کریں اور اس کے مالک سے دعا کریں، شاید کہ ایک روز دعا قبول ہو جائے اور آپ کو رزق سے نواز دیا جائے۔

433 ۔ عروہ بیان کرتے ہیں کہ (میرے بچپن میں) سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ مجھے اوپر اُچھالا کرتے اور فرماتے:

أَنْضَرُ مِنْ آلِ أَبِي عَتِيقٍ ، مُبَارَكٌ مِنْ وَلَدِ الصِّدِّيقِ ، أَلَذُّهُ كَمَا أَلَذُّ رِيقِي . ❸

میں آلِ ابی عتیق سے شگفتہ وخوش رہتا ہوں، یہ صدیق رضی اللہ عنہ کی مبارک اولاد ہیں، میں ان میں وہی لطف وسرور محسوس کرتا ہوں جو لطف مجھے اپنے آغازِ جوانی میں محسوس ہوتا تھا۔

434 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَافَقْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي ثَلَاثٍ ، أَوْ وَافَقَنِي رَبِّي فِي ثَلَاثٍ ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، لَوِ اتَّخَذْتَ الْمَقَامَ مُصَلًّى ، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة:١٢٥] ، وَقُلْتُ: لَوْ حَجَبْتَ عَنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ ، فَإِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ ، فَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ ، قَالَ: وَبَلَغَنِي عَنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ شَيْءٌ فَاسْتَقْرَيْتُهُنَّ أَقُولُ لَهُنَّ: لَتَكُفُّنَّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ لَيُبْدِلَنَّهُ اللّٰهُ بِكُنَّ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ ، حَتّٰى

❶ [إسناده ضعيف] ضعيف الجامع للألباني: ١/ ٢٩ـكشف الأستار: ٢/ ٥٨ـمجمع الزوائد للهيثمي: ٤/ ١٤

❷ [إسناده ضعيف] تفرّد به المؤلف ❸ [إسناده صحيح] معرفة علوم الحديث للحاكم: ص ٢١٠

أَتَيْتُ عَلٰى إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ ، فَقَالَتْ: يَا عُمَرُ ، أَمَا فِي رَسُولِ اللّٰهِ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ ، حَتّٰى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ؟ فَكَفَفْتُ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ﴾ [التحريم:٥] الْآيَةَ . ❶

تین کاموں میں میری بات رب تعالیٰ کے موافق ہوئی ہے، یا (کہا کہ) رب تعالیٰ کی بات میری بات کے موافق ہوئی ہے (یعنی جیسا میں نے سوچا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح حکم جاری فرما دیا۔ پہلی بات یہ تھی کہ): میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیں (تو کیا خوب ہو) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ''اور مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔'' (دوسری بات یہ تھی کہ) میں نے عرض کیا: کاش کہ آپ اُمہات المومنین کو پردے کا حکم فرما دیں، کیونکہ ان کے پاس اچھے برے (ہر طرح) کے لوگ آتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے پردے (کے حکم والی) آیت نازل فرمادی۔ اور (تیسری بات یہ تھی کہ) مجھے امہات المومنین کے بارے میں ایک بات کا پتا چلا (کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خرچے وغیرہ میں اضافے کا مطالبہ کر رہی ہیں) تو میں حقیقت جاننے کے لیے ان کے پاس گیا اور ان سے کہا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کو پریشان کرنے سے) باز آ جاؤ، یا پھر (ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری متبادل ایسی بیویاں دے دے جو تم سے بہتر ہوں گی۔ یہاں تک کہ میں امہات المومنین میں سے ایک کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: اے عمر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی ازواج کو اتنی نصیحتیں نہیں کرتے جتنی آپ کرتے رہتے ہیں۔ تو میں رُک گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ﴾ ''ہوسکتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدلے میں تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دے، جو مسلمان بھی ہوں گی، اہل ایمان بھی ہوں گی اور فرمانبردار بھی ہوں گی۔''

435 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة:١٢٥]، وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّ نِسَاءَكَ يَدْخُلُ عَلَيْهِنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ ، فَلَوْ أَمَرْتَهُنَّ أَنْ يَحْتَجِبْنَ ، فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ ، وَاجْتَمَعَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ نِسَاؤُهُ فِي الْغَيْرَةِ ، فَقُلْتُ لَهُنَّ: ﴿عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾ [التحريم:٥]، فَنَزَلَتْ كَذٰلِكَ . ❷

تین کاموں میں میری بات میرے پروردگار کی بات کے موافق ہوئی: (پہلی بات) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیں (تو کیا خوب ہو) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ''اور مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔'' (دوسری بات)

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ١/ ٥٠٤ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٦٥ ـ مسند أحمد: ١/ ٢٤

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ١/ ٥٠٤ ـ مسند أحمد: ١/ ٢٣

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً آپ کی ازواجِ مطہرات کے پاس اچھے برے (ہر طرح کے) لوگ آتے ہیں، کاش کہ آپ انہیں پردے کا حکم فرما دیں۔ تو آیتِ حجاب نازل ہوگئی۔ (تیسری بات) رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات آپؐ کے پاس غیرت میں آکر جمع ہوگئیں (کہ ہم نبی کی بیویاں ہوکر بھی اتنے تھوڑے خرچے میں گزارا کررہی ہیں) تو میں نے ان سے کہا: ﴿عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ﴾ ''ہوسکتا ہے کہ اگر نبی ﷺ تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بدلے میں تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دے۔'' تو (میری بات) اسی طرح (آیتِ قرآن بن کر) نازل ہوگئی۔

436۔ جُویریہ بن قدامہ بیان کرتے ہیں کہ جس سال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے اس سال میں حج پر روانہ ہوا، جب میں مدینے پہنچا تو آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا:

إِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّ دِيكًا نَقَرَنِي نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ، شُعْبَةُ الشَّاكُّ، فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ طُعِنَ، فَأَذِنَ لِلنَّاسِ عَلَيْهِ، فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ أَهْلُ الشَّامِ، ثُمَّ أَذِنَ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ، فَدَخَلْتُ فِيمَنْ دَخَلَ، قَالَ: وَكَانَ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهِ قَوْمٌ، أَثْنَوْا عَلَيْهِ وَبَكَوْا، قَالَ: فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَالَ: وَقَدْ عَصَبَ بَطْنَهُ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ وَالدَّمُ يَسِيلُ، قَالَ: فَقُلْنَا: أَوْصِنَا، قَالَ: وَمَا سَأَلَهُ الْوَصِيَّةَ غَيْرُنَا، فَقَالَ: عَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَإِنَّكُمْ لَنْ تَضِلُّوا مَا اتَّبَعْتُمُوهُ، فَقُلْنَا: أَوْصِنَا، قَالَ: أُوصِيكُمْ بِالْمُهَاجِرِينَ؛ فَإِنَّ النَّاسَ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ، فَأُوصِيكُمْ بِالْأَنْصَارِ؛ فَإِنَّهُمْ شِعْبُ الْإِسْلَامِ الَّذِي لَجَأَ إِلَيْهِ، وَأُوصِيكُمْ بِالْأَعْرَابِ؛ فَإِنَّهُمْ أَهْلُكُمْ وَمَادَّتُكُمْ، وَأُوصِيكُمْ بِأَهْلِ ذِمَّتِكُمْ؛ فَإِنَّهُمْ عَهْدُ نَبِيِّكُمْ وَرِزْقُ عِيَالِكُمْ، قُومُوا عَنِّي، قَالَ: فَمَا زَادَنَا عَلَى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ قَالَ: مُحَمَّدٌ قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ سَأَلْتُهُ بَعْدَ ذَالِكَ، فَقَالَ فِي الْأَعْرَابِ: وَأُوصِيكُمْ بِالْأَعْرَابِ؛ فَإِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَعَدُوُّ عَدُوِّكُمْ.[1]

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سرخ رنگ کا مرغا مجھے ایک یا دو مرتبہ ٹھونگ مارتا ہے، اور ایسا ہی ہوا تھا کہ قاتلانہ حملے میں ان پر نیزے کے زخم آئے تھے۔ بہرحال! (ان پر قاتلانہ حملہ ہونے کے بعد) لوگوں کو ان کے پاس (آخری ملاقات کے لیے) آنے کی اجازت دی گئی تو سب سے پہلے ان کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لائے، پھر عام اہل مدینہ، پھر اہل شام اور پھر اہل عراق۔ عراقیوں کے ساتھ داخل ہونے والوں میں میں بھی شامل تھا۔ جب بھی لوگوں کی کوئی جماعت ان کے پاس جاتی تو ان کی تعریف کرتی اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے۔ جب ہم ان کے کمرے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ان کے پیٹ کو سفید عمامے سے باندھ دیا گیا ہے لیکن اس میں سے خون بہہ رہا تھا۔ ہم نے ان سے وصیت کی درخواست کی جو کہ اس سے قبل ہمارے علاوہ کسی اور نے نہ کی تھی۔ تو انہوں نے فرمایا: تم کتاب اللہ کو لازم پکڑو، کیونکہ جب تک تم اس کی اتباع کرتے رہو گے تب تک ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ ہم نے مزید وصیت کی درخواست کی تو فرمایا: میں تمہیں مہاجرین کے

[1] [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ١/ ٣٩٦۔مسند أحمد: ١/ ٥١

ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ لوگ تو کم اور زیادہ ہوتے ہی رہتے ہیں، انصار کے ساتھ بھی حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ اسلام کا قلعہ ہیں جہاں اہل اسلام نے آ کر پناہ لی، نیز دیہاتیوں سے؛ کیونکہ وہ تمہاری اصل اور تمہارا مادہ ہیں، نیز ذِمیوں سے بھی حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ وہ تمہارے نبی کی ذِمہ داری میں ہیں (یعنی آپ ﷺ نے ان سے معاہدہ کیا تھا) اور تمہارے اہل وعیال کا رِزق ہیں (یعنی وہ تاوان کی ادائیگی کرتے ہیں)، اب تم میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ اس سے زائد بات انہوں نے کوئی ارشاد نہیں فرمائی، البتہ راوی نے ایک دوسرے موقع پر دیہاتیوں سے متعلق جملے میں اس بات کا بھی اضافہ کیا کہ وہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دشمن کے دشمن ہیں۔

437۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَافَقْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي ثَلَاثٍ، وَوَافَقَنِي رَبِّي فِي ثَلَاثٍ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة:١٢٥]، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ، وَبَلَغَنِي مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ ﷺ بَعْضَ نِسَائِهِ، قَالَ: فَاسْتَقْرَيْتُ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ فَجَعَلْتُ أَسْتَقْرِئُهُنَّ وَاحِدَةً وَاحِدَةً، وَاللّٰهِ لَئِنِ انْتَهَيْتُنَّ وَإِلَّا لَيُبَدِّلَنَّ اللّٰهُ رَسُولَهُ خَيْرًا مِنْكُنَّ، قَالَ: فَأَتَيْتُ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ قَالَتْ: يَا عُمَرُ، أَمَا فِي رَسُولِ اللّٰهِ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ حَتَّى تَكُونَ أَنْتَ تَعِظُهُنَّ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾ [التحريم:٥]. [1]

تین کاموں میں میری بات رب تعالیٰ کے موافق ہوئی ہے، یا (کہا کہ) رب تعالیٰ کی بات میری بات کے موافق ہوئی ہے: (پہلی بات یہ تھی کہ): میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیں (تو کیا خوب ہو) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ''اور مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لو۔'' (دوسری بات) میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ آپ کے پاس اچھے برے (ہر طرح) کے لوگ آتے ہیں، تو اگر آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم فرما دیں (تو بہت اچھا رہے گا)، تو اللہ تعالیٰ نے پردے (کے حکم والی) آیت نازل فرما دی۔ اور (تیسری بات یہ تھی کہ) مجھے نبی ﷺ کے اپنی بعض ازواج سے خفا ہونے کا پتا چلا، تو میں حقیقتِ حال جاننے کے لیے امہات المومنین کے پاس آیا، چنانچہ میں ایک ایک کے پاس جا کر تفتیش کرنے لگا (اور کہنے لگا:) اللہ کی قسم! اگر تم باز نہ آئیں تو اللہ تعالیٰ لازماً اپنے رسول کو تم سے بہتر بیویاں عطا کر دے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی ایک زوجہ مطہرہ کے پاس پاس آیا تو انہوں نے کہا: اے عمر! رسول اللہ ﷺ تو اپنی ازواج کو اتنی نصیحتیں نہیں کرتے جتنی تم کرتے رہتے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾ ''ہوسکتا ہے کہ اگر نبی ﷺ تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بدلے

[1] [إسناده صحيح] مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٧٣

میں تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دے۔''

438 ۔ علقمہ بن قیس بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا:

إِنَّ خَيْرَ النَّاسِ كَانَ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ أَبُو بَكْرٍ ، ثُمَّ عُمَرُ ، ثُمَّ أَحْدَثْنَا بَعْدَهُمَا أَحْدَاثًا يَقْضِي اللّٰهُ فِيهَا . ❶

یقیناً رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے بہترین ہستی ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر ان دونوں کے بعد ہم نے ایسی چیزیں ایجاد کر لیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ فرمائے گا۔

439 ۔ عبداللہ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا:

إِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ ، وَمِنْ بَعْدِ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ ، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الثَّالِثَ لَسَمَّيْتُهُ . ❷

یقیناً اس اُمت کی بہترین شخصیت؛ ان کے پیغمبر کے بعد، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور اگر میں تیسرے شخص کا نام لینا چاہوں تو لے سکتا ہوں۔

440 ۔ ابوصالح سے مروی ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا:

خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ ، ثُمَّ عُمَرُ . ❸

نبی ﷺ کے بعد اس اُمت کی بہترین شخصیت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

441 ۔ سیدنا عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَرَّ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حِمَارٌ عَلَيْهِ عَشْرُ لَبِنَاتٍ ، فَقَامَ فَوَضَعَ عَنْهُ خَمْسًا ، وَتَرَكَ عَلَيْهِ خَمْسًا ، وَقَالَ لِصَاحِبِهِ: إِذَا حَمَلْتَ عَلَيْهِ فَاحْمِلْ عَلَيْهِ هٰكَذَا . ❹

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس پر دس اینٹیں رکھی ہوئی تھیں، آپ اُٹھے اور اس پر سے پانچ اُتار دیں اور پانچ اس پر رہنے دیں، اور اس کے مالک سے فرمایا: جب تم اس پر بوجھ لا دو تو اسی طرح لا دو۔

توضیح:...... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صرف انسانوں کے ہی خیر خواہ نہیں تھے بلکہ جانوروں کو بھی مشقت میں دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔

442 ۔ ثابت رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، أَعْطِنِي ، فَوَاللّٰهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَنِي لَا أَحْمَدُكَ ، وَلَئِنْ مَنَعْتَنِي لَا أَذُمُّكَ ، قَالَ: وَلِمَ ذَاكَ؟ قَالَ: لِأَنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ هُوَ الْمُعْطِي ، وَهُوَ الْمَانِعُ ، قَالَ عُمَرُ: أَدْخِلُوهُ بَيْتَ الْمَالِ ، فَلْيَأْخُذْ مَا شَاءَ ، فَأَدْخَلُوهُ ، قَالَ: فَجَعَلَ يَرٰى صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ لَيْسَ لِي فِيمَا هَا هُنَا حَاجَةٌ ، إِنَّمَا أَرَدْتُ زَادًا وَرَاحِلَةً ، وَإِنَّمَا أَرَادَ عُمَرُ أَنْ يُزَوِّدَهُ ، فَأَمَرَ لَهُ عُمَرُ بِزَادٍ وَرَاحِلَةٍ ، فَرَحَلَ لَهُ ، فَلَمَّا رَكِبَ رَاحِلَتَهُ رَفَعَ يَدَهُ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى

❶ [إسناده حسن] الصارم المسلول لابن تيمية: ص ٥٨٥ ❷ [إسناده حسن] مسند البزار: ٢/ ١٣٠

❸ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٦٠ ❹ [رجال الإسناد ثقات] المراسيل لابن معين: ص ٧٩

عَلَيْهِ الَّذِي حَمَّلَهُ الَّذِي أَعْطَاهُ ، وَجَعَلَ عُمَرُ يَمْشِي خَلْفَهُ ، وَيَتَمَنَّى أَنْ يَدْعُوَ لَهُ ، قَالَ: اللّٰهُمَّ وَاجْزِ عُمَرَ خَيْرًا . ❶

ایک آدمی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین! مجھے کچھ دیجیے، اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے دیں گے تو میں آپ کی تعریف نہیں کروں گا اور اگر آپ مجھے نہیں دیں گے تو میں آپ کی مذمت بھی نہیں کروں گا۔ آپ نے پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: اس لیے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی عطا کرنے والا اور وہی (کوئی چیز دینے سے) روکنے والا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو بیت المال میں داخل کر دو اور یہ جو کچھ لینا چاہے لے لے۔ چنانچہ لوگوں نے اسے بیت المال میں داخل کر دیا۔ وہ زرد اور سفید چیزیں دیکھنے لگا (یعنی سونا اور چاندی)، اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ مجھے یہاں پہ موجود چیزوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مجھے تو صرف زادِ سفر اور سواری چاہیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے زادِ سفر دینے کا ارادہ فرما لیا، چنانچہ انہوں نے حکم دیا کہ اسے زادِ سفر اور سواری مہیا کر دو۔ سو اسے دے دیا۔ جب وہ اپنی سواری پر سوار ہوا تو اس نے اپنا ہاتھ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش بیان کی کہ اس نے عمر رضی اللہ عنہ کو اس چیز کی توفیق دی جو انہوں نے اسے عطا کر دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اور خواہش کرنے لگے کہ وہ ان کے لیے بھی دعا کر دے۔ سو اس نے کہا: اے اللہ! عمر (رضی اللہ عنہ) کو بہترین بدلہ عطا فرما۔

443 ۔ اسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَوْمًا: لَقَدْ خَطَرَ عَلَى قَلْبِي شَهْوَةُ الطَّرِيِّ مِنْ حِيتَانٍ ، قَالَ: فَيَخْرُجُ يَرْفَأُ فَرَحَلَ رَاحِلَةً لَهُ ، فَسَارَ لَيْلَتَيْنِ مُدْبِرًا وَلَيْلَتَيْنِ مُقْبِلًا ، وَاشْتَرَى مِكْتَلًا فَجَاءَ . قَالَ: وَيَعْمِدُ يَرْفَا إِلَى الرَّاحِلَةِ فَغَسَلَهَا ، فَقَالَ عُمَرُ: انْطَلِقْ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَى الرَّاحِلَةِ ، فَنَظَرَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: نَسِيتَ أَنْ تَغْسِلَ هٰذَا الْعَرَقَ الَّذِي تَحْتَ أُذُنِهَا ، عَذَّبْتَ بَهِيمَةً مِنَ الْبَهَائِمِ فِي شَهْوَةِ عُمَرَ ، لَا وَاللّٰهِ لَا يَذُوقُهُ عُمَرُ ، عَلَيْكَ بِمِكْتَلِكَ . ❷

ایک روز سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا دِل تر و تازہ مچھلی کھانے کو کر رہا ہے۔ چنانچہ (آپ کا خادم) یرفا نکلا اور اپنی سواری تیار لی، پھر وہ دو راتیں پیچھے کو چلتا رہا اور دو راتیں آگے کو چلتا رہا اور کھجور کے پتوں سے بنا (مچھلیوں سے بھرا) ایک ٹوکرا خرید لایا۔ یرفا اپنی سواری کی جانب آیا اور اسے دھویا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چلو، تاکہ میں سواری کو دیکھوں۔ پھر آپ نے دیکھا تو فرمایا: تم اس پسینے کو دھونا بھول گئے ہو جو اس کے کان کے نیچے ہے، تم نے عمر کی خواہش کی خاطر ایک جانور کو عذاب میں ڈالا ہے (یعنی اس پر اتنا لمبا سفر کیا ہے)، اللہ کی قسم! عمر اس کو چکھے گا بھی نہیں، اپنا یہ ٹوکرا تم ہی رکھ لو۔

444 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي دَارٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَسْأَلْنَهُ وَيَسْتَزِدْنَهُ رَافِعَاتٍ أَصْوَاتَهُنَّ فَوْقَ صَوْتِهِ ، فَأَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَأْذَنَ ، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَ عُمَرَ

❶ [إسناده ضعيف] تفرّد به المؤلف

❷ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ۷/ ۵۱۸۔ التذكرة: ۱/ ۳۰۴

بَادَرْنَ الْحُجُبَ أَوِ الْحِجَابَ، فَأَذِنَ لِعُمَرَ فَدَخَلَ، وَاسْتَضْحَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مِمَّ ضَحِكْتَ؟ قَالَ: ((أَلَا إِنَّ نِسْوَةً مِنْ قُرَيْشٍ دَخَلْنَ عَلَيَّ يَسْأَلْنَنِي وَيَسْتَزِدْنَنِي رَافِعَاتٍ أَصْوَاتَهُنَّ فَوْقَ صَوْتِي، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ بَادَرْنَ الْحِجَابَ أَوِ الْحُجُبَ))، فَقَالَ عُمَرُ: أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ، تَهَبْنَنِي وَتَجْتَرِئْنَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ؟ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: إِنَّكَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَهْ عَنْ عُمَرَ، فَوَاللّٰهِ مَا سَلَكَ عُمَرُ وَادِيًا قَطُّ فَسَلَكَهُ الشَّيْطَانُ)). [1]

رسول اللہ ﷺ گھر میں تھے کہ آپ کے پاس کچھ قریشی خواتین (یعنی آپ کی ازواج مطہرات) آ گئیں، وہ آپ کی آواز سے اونچی آواز میں آپ سے (خرچہ وغیرہ) مانگنے لگیں اور اسے بڑھانے کا مطالبہ کرنے لگیں۔ اتنے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آ گئے اور انہوں نے (اندر آنے کی) اجازت طلب کی۔ جب ازواج مطہرات نے عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو جلدی سے پردے میں چلی گئیں۔ آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی اور وہ اندر آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ ہنس رہے تھے۔ یہ دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے، کس بات سے آپ ہنس رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: سنو! میرے پاس کچھ قریشی عورتیں آئیں جو میری آواز سے زیادہ اونچی آواز میں مجھ سے (خرچہ وغیرہ) مانگنے لگیں اور اسے بڑھانے کا مطالبہ کرنے لگیں، لیکن جب انہوں نے آپ کی آواز سنی تو وہ جلدی سے پردے میں چلی گئیں۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اپنی جان کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے (اس طرح بولنے کی) جرأت کر لیتی ہو؟ ان میں سے ایک عورت نے کہا: یقیناً آپ زیادہ سخت مزاج اور زیادہ غصے والے ہیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: عمر! چھوڑو، اللہ کی قسم! جس وادی میں عمر چل رہا ہو اس وادی میں شیطان کبھی نہیں چلتا۔

445۔ محمد بن علی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِأَبِي عَلِيٍّ: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، قَالَ: ثُمَّ بَادَرْتُهُ وَخِفْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ فَيُجِيبُنِي بِغَيْرِهِ، ثُمَّ قُلْتُ: أَنْتَ؟ قَالَ: لَا، أَنَا رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ لِي حَسَنَاتٌ وَلِي سَيِّئَاتٌ، يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ. [2]

میں نے اپنے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سے بہترین شخصیت کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ انہوں نے فرمایا: پھر عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر مجھے خدشہ ہوا کہ میں اب ان سے پوچھوں گا تو وہ مجھے جواب میں کسی اور کا کہہ دیں گے، چنانچہ میں نے جلدی سے کہا: پھر آپ؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، میں تو عام سا شخص ہوں، میری نیکیاں بھی ہیں اور برائیاں بھی، اللہ تعالیٰ جو چاہے گا کرے گا۔

446۔ مسعدہ اعور بجلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کوفے میں منبر پر فرماتے ہوئے سنا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، وَلَوْ شِئْتُ لَسَمَّيْتُ الثَّالِثَ. [3]

---

[1] [إسناده ضعيف] مضى برقم: ۳۰۱
[2] [إسناده ضعيف] مضى برقم: ۱۳٦
[3] [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٤۲۹

کیا میں تمہیں اس اُمت کے نبی کے بعد سب سے بہترین شخصیت کا نہ بتلاؤں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ، اور اگر میں چاہوں تو تیسرے کا نام بھی لے سکتا ہوں۔

447 ۔ اختلافِ سند کے ساتھ اسی کے مثل روایت ہے۔ ❶

448 ۔ ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل مروی ہے۔ ❷

449 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَبَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ، وَصَلّٰى أَبُو بَكْرٍ ، وَثَلَّثَ عُمَرُ ، ثُمَّ كُنَّا قَوْمًا خَبَطَتْنَا فِتْنَةٌ مَا شَاءَ اللّٰهُ . ❸

رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے رحلت فرمائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی (یعنی آپ کے خلیفہ بنے) پھر تیسرے خلیفہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ منتخب ہوئے، پھر ہم ایسی قوم بن گئے کہ ہمیں جس قدر اللہ کی مشیت تھی، فتنوں نے گھیر لیا۔

450 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

اِسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ كَاشِفٌ فَخِذَيْهِ ، فَأَذِنَ لَهُ ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ ، فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ كَهَيْئَتِهِ ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَأَهْوٰى إِلٰى ثَوْبِهِ فَغَطّٰى فَخِذَيْهِ ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، كَأَنَّكَ كَرِهْتَ أَنْ يَرَاكَ عُثْمَانُ ، قَالَ: ((إِنَّ عُثْمَانَ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ)) . ❹

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کی اور آپ ﷺ اس حالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی ران مبارک سے کپڑا اٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں بھی اجازت دے دی اور آپ اسی حالت میں بیٹھے رہے، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے کپڑا نیچے کر لیا اور اپنی ران کو ڈھانپ لیا۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لگتا ہے کہ آپ نے مناسب نہیں سمجھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ آپ کو (اس حالت میں) دیکھیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً عثمان حیادار اور پاک دامن ہیں، ان سے تو فرشتے بھی حیا محسوس کرتے ہیں۔

451 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ فِيهَا قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ فَقِيلَ: لِشَابٍّ مِنْ قُرَيْشٍ ، قَالَ: فَظَنَنْتُ أَنِّي أَنَا هُوَ ، فَقُلْتُ: مَنْ هُوَ؟ فَقَالُوا: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَلَوْ مَا ذَكَرْتُ مِنْ غَيْرَتِكَ أَبَا حَفْصٍ لَدَخَلْتُهُ)) . ❺

میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس میں سونے کا ایک محل دیکھا، میں نے پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟ تو بتلایا گیا کہ یہ ایک قریشی نوجوان کا محل ہے۔ میں نے سوچا کہ وہ میں ہی ہوں گا، چنانچہ میں نے پوچھا: وہ کون ہے؟ تو

❶ [إسناده ضعيف] السنة لعبد الله بن أحمد: ٢/ ٥٨٥
❷ [إسناده ضعيف] السنة لعبد الله بن أحمد: ٢/ ٥٨٩
❸ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٢٤١
❹ [إسناده ضعيف] صحيح مسلم: ٤/ ١٨٦٦ـ مسند أحمد: ١/ ٧١
❺ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٤٠ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٦٣ـ مسند أحمد: ٢/ ٣٣٩ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦١٩

فرشتوں نے بتلایا کہ وہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اے ابوحفص! اگر مجھے آپ کی غیرت یاد نہ آتی تو میں اس میں ضرور داخل ہوتا۔

452۔ امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ أَعْلَنَ التَّسْلِيمَ فِي الصَّلَاةِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ . ❶

سب سے پہلے جس نے نماز میں واضح طور پر سلام کہا وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

453۔ امام طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ جَهَرَ بِالسَّلَامِ عُمَرُ ، فَأَنْكَرَتِ الْأَنْصَارُ ذَالِكَ عَلَيْهِ . ❷

سب سے پہلے جنھوں نے بلند آواز سے سلام کہا؛ وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے، لیکن انصار نے ان کے اس عمل کا انکار کیا۔

454۔ امام طاؤس رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ جَهَرَ بِالسَّلَامِ عُمَرُ فَأَنْكَرَتِ الْأَنْصَارُ فَقَالَتْ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ أَذَانًا . ❸

سب سے پہلے جنھوں نے بلند آواز سے سلام کہا؛ وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے، لیکن انصار نے انکار کیا اور کہا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے چاہا کہ یہ پکار بن جائے۔

455۔ ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام عطاء رحمہ اللہ اور دیگر اصحاب کو فرماتے سنا:

أَنَّ عُمَرَ أَوَّلُ مَنْ رَفَعَ الْمَقَامَ ، فَوَضَعَهُ فِي مَوْضِعِهِ الْآنَ ، وَإِنَّمَا كَانَ فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ . ❹

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مقامِ ابراہیم کو بلند کیا اور اسے اس جگہ پر رکھا جہاں اب موجود ہے، جبکہ وہ کعبے کے اگلے حصے میں تھا۔

456۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ حَصَبَ الْمَسَاجِدَ عُمَرُ . ❺

سب سے جس نے مسجدوں میں پتھر بچھائے وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

457۔ امام مجاہد اور طاؤس رحمہما اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ جَهَرَ بِالسَّلَامِ عُمَرُ . ❻

سب سے پہلے جس نے بلند آواز میں سلام کہا، وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

458۔ مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ إِنَّ عُمَرَ فِي الْجَنَّةِ ، وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي حُمْرَ النَّعَمِ ، وَإِنَّكُمْ تَفَرَّقْتُمْ قَبْلَ أَنْ أُخْبِرَكُمْ ، قَالَ: ثُمَّ ذَكَرَ رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ الَّتِي رَأَى فِي شَأْنِ عُمَرَ ، فَقَالَ: رُؤْيَا النَّبِيِّ حَقٌّ . ❼

❶ [إسناده ضعيف] مصنف عبد الرزاق: ٢/ ٢١٨

❷ [إسناده ضعيف] مصنف عبد الرزاق: ٢/ ٢١٨

❸ [إسناده ضعيف] أخبار مكة للفاكهي: ٣/ ١٤٥

❹ [إسناده صحيح] مصنف عبد الرزاق: ٥/ ٤٧

❺ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٢٨٤

❻ [رجال الإسناد ثقات] مضى برقم: ٤٥٣

❼ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٢٤٥۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٧٤

اللہ کی قسم! عمر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔ میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ مجھے سرخ اونٹ ملیں اور تم اس سے پہلے ہی تفرقہ بازی میں پڑ جاؤ کہ میں تمہیں کچھ بتلاؤں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے نبی ﷺ کا وہ خواب بیان کیا جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں دیکھا تھا، اور فرمایا: نبی کا خواب حق ہوتا ہے۔

459 ۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَيْنَمَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَوْمًا يَسِيرُ أَمَامَ رَكْبِهِ وَهُوَ يُحَدِّثُ نَفْسَهُ، إِذْ قَالَ: لِلّٰهِ دَرُّ ابْنِ حَنْتَمَةَ، أَيُّ امْرِءٍ كَانَ؟ يَعْنِي بِذَالِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ. ❶

ایک روز سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنے قافلے کے آگے چل رہے تھے اور اپنے آپ سے ہی باتیں کر رہے تھے، کہ اچانک انہوں نے فرمایا: ابن حنتمہ اس قدر خوبی و کمال کے حامل تھے کہ بس اللہ ہی کی شان ہے! وہ کیسے آدمی تھے؟! ان کی مراد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

460 ۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أُرِيتُ أَنِّي أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ، وَأُرِيتُ خَشْفًا بَيْنَ يَدَيَّ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هٰذَا بِلَالٌ، وَرَأَيْتُ جَارِيَةً بِفِنَاءِ قَصْرٍ أَبْيَضَ، قُلْتُ: يَا جَارِيَةُ، لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالَتْ: لِشَابٍّ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقُلْتُ: لِأَيِّ قُرَيْشٍ؟ قَالَتْ: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ يَا عُمَرُ))، فَقَالَ عُمَرُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَعَلَيْكَ أَغَارُ؟. ❷

مجھے (خواب میں) دِکھلایا گیا کہ مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا، میں نے وہاں ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) کی بیوی رُمیصاء کو دیکھا اور مجھے اپنے سامنے ایک حرکت دِکھائی گئی، میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ بلال (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ پھر میں نے ایک بچی دیکھی جو ایک سفید محل کے کونے میں تھی، میں نے پوچھا: اے بچی! یہ کس کا محل ہے؟ اس نے کہا: ایک قریشی نوجوان کا۔ میں نے پوچھا: کس قریشی کا؟ اس نے کہا: عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کا۔ پھر میں نے اس میں داخل ہونا چاہا لیکن اے عمر! مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کیا میں آپ پر غیرت کھاؤں گا؟

461 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا۔۔۔ پھر آپ ﷺ نے اسی کے مثل واقعہ بیان کیا۔ ❸

462 ۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو فرمایا:

كَانَ وَاللّٰهِ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ يَخْدَعَ، وَأَعْقَلَ مِنْ أَنْ يُخْدَعَ. ❹

اللہ کی قسم! وہ اس بات سے افضل تھے کہ کسی کو دھوکہ دیں اور اس سلسلے میں بہت سمجھدار تھے کہ کسی سے دھوکہ کھائیں۔

463 ۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ [إسناده ضعيف] أخرجه الخطيب: ١٣/ ٣٢
❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٢١١
❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤٥١
❹ [إسناده ضعيف] جواهر العلم للدينوري: ٢/ ٢٩١

كَانَ مَقَامُ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعَلِيٍّ، وَعُثْمَانَ، وَطَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرِ، وَسَعْدٍ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، كَانُوا أَمَامَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقِتَالِ، وَخَلْفَهُ فِي الصَّلَاةِ فِي الصَّفِّ، لَيْسَ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ يَقُومُ مَقَامَ أَحَدٍ مِنْهُمْ غَابَ أَمْ شَهِدَ. ❶

سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد، سیدنا عبدالرحمان بن عوف اور سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہم کا مقام یہ تھا کہ وہ سب قتال میں رسول اللہ ﷺ سے آگے ہوتے تھے اور نماز میں ان کے پیچھے صف میں ہوتے تھے۔ مہاجرین و انصار میں سے کسی بھی شخص کو یہ شان حاصل نہیں ہے کہ وہ ان میں سے کسی کے مقام کا حامل ٹھہرے، خواہ وہ موجود نہیں ہے یا موجود ہے۔

464 ۔ ابونضرہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ الدَّوَاوِينَ، وَعَرَفَ الْعُرَفَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. ❷

سب سے پہلے جس نے شعری دِیوان کو تدوین کیا اور صاحبِ فن لوگوں کو متعارف کرایا؛ وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

465 ۔ سیدنا عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ جَعَلَ الْعُشُورَ فِي الْإِسْلَامِ عُمَرُ. ❸

سب سے پہلے جس نے اسلام میں عشر کا نظام جاری کیا وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

466 ۔ امام ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ حَصَّبَ الْمَسَاجِدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، كَانَ الْمَسْجِدُ سَبِخَةً فَإِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَتَنَخَّعَ أَثَارَهُ بِقَدَمِهِ. ❹

سب سے پہلے جس نے مساجد میں پتھر بچھائے وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ پہلے مسجد شور زمین والی ہوتی تھی اور جب آدمی بلغم پھینکنا چاہتا تو اپنے پاؤں سے اس پر مٹی ڈال دیتا۔

467 ۔ امام طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ جَهَرَ بِالسَّلَامِ عُمَرُ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ أَذَانًا. ❺

سب سے پہلے جس نے اونچی آواز میں سلام کہا وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ انصار نے کہا: وعلیک السلام، آپ کو کیا ہوا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے چاہا کہ یہ پکار بن جائے۔

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا] تهذيب ابن عساكر: ٦/ ١٢٠

❷ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٣٠٠۔والفسوی: ٢/ ٥٨۔والعسكری فی الأوائل: ١٣٤

❸ [إسناده صحيح] الأموال لأبی عبيد: ص ٧١٣ ❹ [إسناده صحيح] مضی برقم: ٤٥٦

❺ [إسناده صحيح] أخبار مكة للفاكهی: ٣/ ١٤٥

468 ۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنِّي لَأَحْسَبُ الشَّيْطَانَ يَفْرَقُ مِنْ عُمَرَ، فَقِيلَ لِعَبْدِ اللّٰهِ: وَكَيْفَ يَفْرَقُ الشَّيْطَانُ مِنْ أَحَدٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، يَفْرَقُ أَنْ يُحْدِثَ فِي الْإِسْلَامِ حَدَثًا فَيَرُدَّهُ عُمَرُ، فَلَا يُعْمَلُ بِهِ أَبَدًا. ❶

میں سمجھتا ہوں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان ڈرتا ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: شیطان کسی سے کیسے ڈر سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، کیونکہ وہ اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کرتا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ اسے ختم کر دیتے ہیں، پھر اس پر کبھی عمل نہیں کیا جاتا۔

469 ۔ حبیب بن ابو ثابت بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَئِنْ بَقِيتُ لَأَبْعَثَنَّ إِلَى الرَّاعِي بِالْيَمَنِ بِنَصِيبِهِ مِنَ الْفَيْءِ وَدَمُ وَجْهِهِ كَمَا هُوَ. ❷

اللہ کی قسم! اگر میں زندہ رہا تو مالِ غنیمت میں سے یمن میں موجود چرواہے کو بھی اس کا حصہ ضرور بھیجوں گا اور اس کے چہرے کا خون ابھی اسی طرح ہو گا۔

470 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنْ كُنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ. ❸

یقیناً ہم یہ بات کیا کرتے تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینت بولتی ہے۔

471 ۔ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

إِنِّي لَآكُلُ مَعَ عُمَرَ خُبْزًا وَزَيْتًا، وَهُوَ يَقُولُ: أَمَا وَاللّٰهِ لَتَمَرَّنَنَّ أَيُّهَا الْبَطْنُ عَلَى الْخُبْزِ وَالزَّيْتِ مَا دَامَ السَّمْنُ يُبَاعُ بِالْأَوَاقِي. ❹

میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ روٹی اور زیتون کھا رہا تھا اور وہ فرما رہے تھے: اے پیٹ! اللہ کی قسم! تو روٹی اور زیتون کے تب تک مزے لے سکتا ہے جب تک گھی اوقیوں کے حساب سے فروخت ہوتا رہے گا۔

472 ۔ سیدنا قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ رَجُلًا قَطُّ أَعْلَمَ بِاللّٰهِ وَلَا أَقْرَأَ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَلَا أَفْقَهَ فِي دِينِ اللّٰهِ مِنْ عُمَرَ. ❺

میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والا، کتاب اللہ کو پڑھنے والا اور دین کی خوب سمجھ رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

473 ۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ لَمَّا اسْتُخْلِفَ كَانَ الْإِسْلَامُ كَالرَّجُلِ الْمُقْبِلِ؛ لَا يَزْدَادُ إِلَّا قُرْبًا، فَلَمَّا قُتِلَ عُمَرُ كَانَ الْإِسْلَامُ كَالرَّجُلِ الْمُدْبِرِ؛ لَا يَزْدَادُ إِلَّا بُعْدًا. ❻

❶ [الأثر صحيح] مضى برقم: ٤٦
❷ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٢٩٩
❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٣١٠
❹ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٣١٣-تاريخ المدينة لابن شبّة: ٢/ ٢١٧
❺ [إسناده صحيح] التاريخ الكبير: ٤/ ١٧٥-مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٧٧
❻ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٣٧٣

یقیناً جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا گیا تو اسلام اس شخص کی طرح ہو گیا تھا جو آ رہا ہو اور اس کی قربت بڑھتی ہی جا رہی ہو، لیکن جب عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہو گئی تو اسلام اس شخص کی طرح ہو گیا تھا جو جا رہا ہو اور اس کی دُوری بڑھتی ہی جا رہی ہو۔

474 ۔ منصور بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ إِلَّا هُوَ شَرٌّ مِنَ الَّذِي قَبْلَهُ، وَكَذَالِكَ الْآخِرُ فَالْآخِرُ.

ہر نیا دِن، گزشتہ دِن سے بدتر ہی آ رہا ہے، اسی طرح دِن بہ دِن (بدتر) ہی ہوتا جائے گا۔

پھر فرمایا:

قَدْ كَانَ عَامُ أَوَّلٍ فِيكُمْ عُمَرُ فَأَزْوَى الْعَامُ فِيكُمْ مِثْلَ عُمَرَ. ❶

پچھلے سال تم میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے لیکن یہ سال تم میں سے عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کو لے گیا۔

475 ۔ منصور بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

إِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُونَ فَحَيَّ هَلَا بِعُمَرَ، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي خَادِمٌ لِمِثْلِ عُمَرَ حَتَّى أَمُوتَ. ❷

جب نیک لوگوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سرفہرست ہوتے ہیں اور میری خواہش ہے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ جیسے شخص کی مرتے دَم تک خدمت کرتا رہوں۔

476 ۔ نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

وُضِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بَيْنَ الْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ فَجَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ حَتَّى قَامَ بَيْنَ يَدَيِ الصُّفُوفِ فَقَالَ: هُوَ ذَا، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ، مَا مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَلْقَاهُ بِصَحِيفَتِهِ، بَعْدَ صَحِيفَةِ النَّبِيِّ ﷺ، مِنْ هٰذَا الْمُسَجَّى عَلَيْهِ ثَوْبُهُ. ❸

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر اور قبر کے درمیان لا کر رکھ دِیا گیا تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لائے، یہاں تک کہ صفوں کے سامنے آ کھڑے ہوئے اور تین مرتبہ فرمایا: یہی وہ شخصیت ہیں۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو، نبی ﷺ کے بعد اس کپڑا لپٹے شخص سے بڑھ کر مخلوقِ خداوندی میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس کے متعلق میری یہ خواہش ہو کہ میں اس کے اعمال نامے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملوں۔

477 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جنگِ جمل کے روز فرمایا:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعْهَدْ إِلَيْنَا عَهْدًا نَأْخُذُ بِهِ فِي إِمَارَةٍ، وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ رَأَيْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنْفُسِنَا، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَى أَبِي بَكْرٍ، فَأَقَامَ وَاسْتَقَامَ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَى عُمَرَ، فَأَقَامَ وَاسْتَقَامَ، حَتَّى ضَرَبَ الدِّينُ بِجِرَانِهِ. ❹

امارت کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کوئی وصیت نہیں فرمائی تھی جس پر ہم عمل کرتے، بلکہ یہ تو ایک چیز تھی جسے ہم نے خود سے منتخب کر لیا تھا۔ پہلے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا گیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اللہ کی رحمت ہو،

❶ [إسناده ضعيف] تفرّد به المؤلف ❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٣٥٦

❸ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٣٤٥ ❹ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١١٤ ـ السنة لابن أبي عاصم: ١١٨

انہوں نے قائم رکھا اور خود بھی ثابت قدم رہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا گیا، اللہ تعالیٰ کی عمر رضی اللہ عنہ پر رحمت ہو، انہوں نے بھی قائم رکھا اور خود بھی ثابت قدم رہے، یہاں تک کہ دین نے اپنی گردن زمین پر گاڑ لی (یعنی مضبوط و مستحکم ہو گیا)۔

478 - سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا:

((إِنِّي لَا أَدْرِي مَا قَدْرُ بَقَائِي فِيكُمْ ، فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي)) ، وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ . ❶

یقیناً میں نہیں جانتا کہ میں کتنا عرصہ تم میں موجود رہوں گا، لہٰذا تم ان کی اقتداء کرنا جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے۔ اور (یہ فرماتے ہوئے) آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی جانب اشارہ کیا۔

479 - سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ جب آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

((إِنِّي لَسْتُ أَدْرِي مَا قَدْرُ بَقَائِي فِيكُمْ ، فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي)) . ❷

یقیناً مجھے نہیں معلوم کہ میں کتنا عرصہ تم میں موجود رہوں گا، سو تم (میری رحلت کے بعد) ان کی اقتدا کرنا جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے۔

480 - سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَمَةً سَوْدَاءَ أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَعَ مِنْ بَعْضِ مَغَازِيهِ ، فَقَالَتْ: إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ أَنْ أَضْرِبَ عِنْدَكَ بِالدُّفِّ ، قَالَ: ((إِنْ كُنْتِ فَعَلْتِ فَافْعَلِي ، وَإِنْ كُنْتِ لَمْ تَفْعَلِي فَلَا تَفْعَلِي)) ، فَضَرَبَتْ ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ، وَدَخَلَ غَيْرُهُ وَهِيَ تَضْرِبُ ، وَدَخَلَ عُمَرُ ، قَالَ: فَجَعَلَتْ دُفَّهَا خَلْفَهَا ، وَهِيَ مُقَنَّعَةٌ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَفْرَقُ مِنْكَ يَا عُمَرُ ، أَنَا جَالِسٌ هَاهُنَا وَدَخَلَ هٰؤُلَاءِ فَلَمَّا أَنْ دَخَلْتَ فَعَلَتْ مَا فَعَلَتْ)) . ❸

ایک سیاہ فام عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ اس وقت ایک غزوے سے واپس آئے تھے۔ اس عورت نے کہا: میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو واپس لے آئے گا تو میں آپ کے پاس دَف بجاؤں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم نے بجانا ہے تو بجا لو اور اگر نہیں بجانا تو مت بجاؤ۔ چنانچہ اس نے دف بجایا، اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو وہ بجاتی ہی رہی، ان کے بعد ایک اور صحابی آئے تو پھر بھی وہ بجاتی رہی، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس نے اپنا دف اپنے پیچھے پھینک دیا، اس نے نقاب اوڑھا ہوا تھا، یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! یقیناً شیطان آپ سے ڈرتا ہے، میں یہاں بیٹھا ہوا تھا اور یہ لوگ داخل ہوئے (تو یہ عورت دف بجاتی رہی) لیکن جب آپ داخل ہوئے تو اس نے ایسا کیا جو اس نے کیا (یعنی دف پھینک دیا)۔

---

❶ [إسناده صحيح] سنن ابن ماجه: ١/ ٣٧ ❷ [إسناده حسن] مضى برقم: ١٩٨

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٥/ ٣٥٣۔سنن الترمذي: ٥/ ٦٢١

481 ۔ سیدنا ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت گزاری کا شرف حاصل کیا کرتا تھا، پھر ربیعہ رضی اللہ عنہ نے مکمل حدیث بیان کی اور اس کے آخر میں یہ بیان کیا کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي بَعْدَ ذَالِكَ أَرْضًا، وَأَعْطَى أَبَا بَكْرٍ أَرْضًا، وَجَاءَتِ الدُّنْيَا فَاخْتَلَفْنَا فِي عِذْقِ نَخْلَةٍ، فَقُلْتُ أَنَا: هِيَ فِي جَدِّي، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هِيَ فِي جَدِّي، فَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي بَكْرٍ كَلَامٌ، فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ كَلِمَةً كَرِهَهَا وَنَدِمَ عَلَيْهَا، وَقَالَ لِي: يَا رَبِيعَةُ، رُدَّ عَلَيَّ مِثْلَهَا، حَتَّى يَكُونَ قِصَاصًا، فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَتَقُولَنَّ أَوْ لَأَسْتَعْدِيَنَّ عَلَيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ، قَالَ: وَرَفَضَ الْأَرْضَ، وَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَانْطَلَقْتُ أَتْلُوهُ، فَجَاءَ نَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ فَقَالُوا لِي: رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ، فِي أَيِّ شَيْءٍ يَسْتَعْدِي عَلَيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَهُوَ الَّذِي قَالَ لَكَ مَا قَالَ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: أَتَدْرُونَ مَا هٰذَا؟ هٰذَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، هٰذَا ثَانِي اثْنَيْنِ، وَهُوَ ذُو شَيْبَةِ الْمُسْلِمِينَ، أَتَاكُمْ لَا يَلْتَفِتُ فَيَرَاكُمْ تَنْصُرُونِي عَلَيْهِ فَيَغْضَبَ فَيَأْتِيَ رَسُولَ اللّٰهِ فَيَغْضَبَ لِغَضَبِهِ، فَيَغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِهِمَا، فَتَهْلِكَ رَبِيعَةُ، قَالَ: مَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ارْجِعُوا، وَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَبِعْتُهُ وَحْدِي، حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ فَحَدَّثَهُ الْحَدِيثَ كَمَا كَانَ، فَرَفَعَ إِلَيَّ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((يَا رَبِيعَةُ، مَا لَكَ وَلِلصِّدِّيقِ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَانَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ لِي كَلِمَةً كَرِهَهَا، فَقَالَ لِي: قُلْ كَمَا قُلْتُ؛ حَتَّى يَكُونَ قِصَاصًا، فَأَبَيْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَجَلْ، فَلَا تَرُدَّ عَلَيْهِ، وَلَكِنْ قُلْ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ))، فَقُلْتُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ، قَالَ الْحَسَنُ: فَوَلَّى أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ يَبْكِي. ❶

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے زمین کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا اور ساتھ ہی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی زمین کا ایک ٹکڑا دے دیا۔ جب دنیا آئی تو ایک مرتبہ ہم دونوں کے درمیان کھجور کے ایک درخت کے متعلق اختلاف ہو گیا، میں کہتا تھا کہ یہ درخت میری حدود میں ہے جبکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ یہ میری حدود میں ہے۔ میرے اور ان کے درمیان اس بات پر تکرار ہونے لگی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک ایسا لفظ کہہ دیا کہ جس پر بعد میں وہ خود پشیمان ہوئے اور فرمایا: اے ربیعہ! تم بھی مجھے اسی طرح کا لفظ کہہ دو تا کہ معاملہ برابر ہو جائے۔ میں نے کہا: میں تو ایسا نہیں کروں گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم یہ لفظ کہہ دو، ورنہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے تمہارے خلاف استغاثہ کروں گا۔ میں نے پھر کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ اس پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ زمین چھوڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں روانہ ہو گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے ہی روانہ ہونے لگا تو قبیلہ اسلم کے کچھ لوگ میرے پاس آئے اور مجھ سے کہنے لگے: اللہ تعالیٰ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے، وہ کس بات پر تمہارے خلاف نبی ﷺ کے سامنے استغاثہ کر رہے ہیں جبکہ خود ہی انہوں نے ایسی بات کہی ہے؟ میں نے انہیں جواب دیا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٥٠

ہیں؟ یہ ابوبکر صدیق ہیں، یہ دو میں سے دوسرے ہیں (یعنی ہجرت کے وقت نبی ﷺ کے ساتھ بس یہی تھے) اور یہ مسلمانوں کے بزرگ ہیں، تم واپس چلے جاؤ، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں دیکھ لیں کہ تم میری مدد کے لیے آئے ہو اور وہ غصے میں آ کر نبی ﷺ کے پاس پہنچ جائیں، انہیں غصے میں دیکھ کر نبی ﷺ کو غصہ آ جائے گا اور ان دونوں کے غصے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ غضب ناک ہو جائے گا، اور یوں ربیعہ کی بربادی کا سامان ہو جائے گا۔ انہوں نے پوچھا: پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو میں نے کہا: تم لوگ واپس چلے جاؤ۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہو گئے اور میں اکیلا ہی ان کے پیچھے چل پڑا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بعینہٖ بتا دیا۔ آپ ﷺ نے سر اُٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے ربیعہ! صدیق کے ساتھ تمہارا کیا جھگڑا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایسی ایسی بات ہوئی تھی اور انہوں نے ایک ایسا لفظ کہہ دیا تھا جو خود انہیں ناگوار لگا اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم بھی میری طرح مجھے یہ جملہ کہہ دو تا کہ معاملہ برابر ہو جائے، لیکن میں نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، تم وہ جملہ مت دوہراؤ، یہ کہہ دو کہ اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے۔ چنانچہ میں نے یہ الفاظ کہہ دیے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے واپس چلے گئے۔

سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے مزید فضائل

482۔ قاسم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ إِسْلَامَ عُمَرَ كَانَ عِزًّا، وَإِنَّ هِجْرَتَهُ كَانَتْ فَتْحًا وَنَصْرًا، وَإِنَّ إِمَارَتَهُ كَانَتْ رَحْمَةً، وَاللّٰهِ مَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نُصَلِّيَ حَوْلَ الْكَعْبَةِ ظَاهِرِينَ حَتّٰى أَسْلَمَ عُمَرُ، وَإِنِّي لَأَحْسَبُ أَنَّ بَيْنَ عَيْنَيْ عُمَرَ مَلَكَيْنِ يُسَدِّدَانِهِ، وَإِنِّي لَأَحْسَبُ أَنَّ الشَّيْطَانَ يَفْرَقُهُ، فَإِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُونَ فَحَيَّ هَلًا بِعُمَرَ. ❶

یقیناً سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام عزت کا باعث تھا، ان کی ہجرت فتح ونصرت کا پیام تھی اور ان کی امارت رحمت کی نوید تھی۔ اللہ کی قسم! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے تک ہم میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ ہم کعبے کے گرد واضح طور پر نماز ادا کرسکیں اور یقیناً مجھے لگتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی دو آنکھوں کے درمیان فرشتہ ہوتا ہے جو ان کی راہنمائی کرتا ہے اور بلاشبہ میں سمجھتا ہوں کہ شیطان ان سے ڈرتا ہے، لہٰذا جب بھی نیک لوگوں کا تذکرہ کیا جائے گا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سرفہرست ہوں گے۔

483۔ مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عُمَرُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَى فِي نَوْمِهِ أَوْ يَقَظَتِهِ فَهُوَ حَقٌّ، قَالَ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا فِي الْجَنَّةِ إِذْ رَأَيْتُ دَارًا فَسَأَلْتُ عَنْهَا، فَقِيلَ: لِعُمَرَ)). ❷

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اہل جنت میں سے ہیں، یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خواب یا بیداری میں جو کچھ بھی دیکھتے تھے وہ حق ہی ہوتا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں تھا کہ میری نظر ایک گھر پہ پڑی، میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو بتلایا گیا کہ یہ عمر (رضی اللہ عنہ) کا گھر ہے۔

484۔ علقمہ بن قیس بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا:

أَلَا إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ أُنَاسًا يُفَضِّلُونِي عَلٰى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِي ذَالِكَ لَعَاقَبْتُ، وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ الْعُقُوبَةَ قَبْلَ التَّقَدُّمِ، فَمَنْ قَالَ شَيْئًا مِنْ ذَالِكَ فَهُوَ مُفْتَرٍ، عَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِي، إِنَّ خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، وَإِنَّا أَحْدَثْنَا بَعْدَهُمْ أَحْدَاثًا يَقْضِي اللّٰهُ فِيهَا مَا أَحَبَّ، ثُمَّ قَالَ: أَحْبِبْ حَبِيبَكَ هَوْنًا مَا عَسٰى

❶ [إسناده ضعيف] المعجم الكبير للطبراني: ٩/ ١٢٨

❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤٥٨

أَنْ يَكُونَ بَغِيضَكَ يَوْمًا مَا، وَأَبْغِضْ بَغِيضَكَ هَوْنًا مَا عَسَى أَنْ يَكُونَ حَبِيبَكَ يَوْمًا مَا. ❶

سنو! مجھے پتا چلا ہے کہ لوگ مجھے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتے ہیں، اگر اس معاملے میں میں عجلت سے کام لیتا تو ضرور سزا دیتا، لیکن میں حجت قائم ہونے سے پہلے سزا دینے کو پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ایسی بات کرے گا تو وہ بہتان طراز ہوگا، اس کو وہی سزا ملے گی جو بہتان طراز کی سزا ہوتی ہے۔ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے بہترین شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور بلاشبہ ان کے بعد ہم نے ایسی چیزیں ایجاد کر لی ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ وہی فیصلہ فرمائے گا جو وہ پسند کرے گا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے دوست سے ایک حد تک محبت کرو، کیونکہ ممکن ہے کہ ایک دن وہ تمہارا قابل نفرت شخص بن جائے اور کسی سے ایک حد تک نفرت کرو، کیونکہ ممکن ہے کہ ایک دن وہ تمہارا قابل محبت دوست بن جائے۔

485 ۔ سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ دَخَلَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ حِينَ اشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، أُذَكِّرُكَ اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ، فَإِنَّكَ قَدِ اسْتَخْلَفْتَ عَلَى النَّاسِ رَجُلًا فَظًّا غَلِيظًا يَزَعُ النَّاسَ، وَلَا سُلْطَانَ لَهُمْ، وَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُكَ، فَقَالَ: أَجْلِسُونِي، فَأَجْلَسْنَاهُ، فَقَالَ: أَبِاللَّهِ تُخَوِّفُونِي، إِنِّي أَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمْ خَيْرَهُمْ. ❷

ایک مہاجر آدمی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا جس وقت آپ اس تکلیف میں مبتلا تھے جس میں آپ کی وفات ہو گئی تھی، اور اس نے کہا: اے ابوبکر! میں آپ کو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت کی یاد دِلاتا ہوں، یقیناً آپ نے لوگوں پر ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کر دیا ہے جو بہت سخت مزاج اور غصیلے ہیں، وہ لوگوں کو ڈانٹتے جھڑکتے رہتے ہیں اور کسی کی ان کے سامنے ایک نہیں چلتی، یقیناً اللہ تعالیٰ آپ سے اس بارے میں پوچھے گا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے بٹھاؤ۔ ہم نے آپ کو بٹھایا تو آپ نے فرمایا: کیا تم مجھے اللہ کا خوف دِلا رہے ہو؟ یقیناً میں کہوں گا: اے اللہ! میں نے ان پر ان سب سے بہترین شخص کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔

486 ۔ مسلم ابوسعید سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ مَرَّ عَلَى رَجُلَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ قَدِ اخْتَلَفَا فِي آيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: أَقْرَأَنِيهَا عُمَرُ، وَقَالَ الْآخَرُ: أَقْرَأَنِيهَا أُبَيٌّ، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: اقْرَأْهَا كَمَا أَقْرَأَكَهَا عُمَرُ، ثُمَّ هَمَلَتْ عَيْنَاهُ حَتَّى بَلَّ الْحَصَى وَهُوَ قَائِمٌ، قَالَ: إِنَّ عُمَرَ كَانَ حَائِطًا كَنِيفًا يَدْخُلُهُ الْمُسْلِمُونَ وَلَا يَخْرُجُونَ مِنْهُ، فَانْثَلَمَ الْحَائِطُ فَهُمْ يَخْرُجُونَ مِنْهُ وَلَا يَدْخُلُونَ، وَلَوْ أَنَّ كَلْبًا أَحَبَّ عُمَرَ لَأَحْبَبْتُهُ، وَلَا أَحْبَبْتُ أَحَدًا حُبِّي لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ. ❸

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے دو ایسے آدمیوں کے پاس سے گزرے جن کا قرآن کی ایک آیت کے

❶ [إسناده ضعيف] تاريخ بغداد: ١٤/ ٥٨ـ زيادات المسند: ١/ ١٢٨

❷ [إسناده ضعيف جدًا] مصنف عبد الرزاق: ٥/ ٤٤٩

❸ [إسناده ضعيف جدًا] التاريخ الكبير: ٤/ ٢٦٢ـ تعجيل المنفعة: ص ٢٦٣

متعلق اختلاف ہو گیا تھا، ان میں سے ایک نے کہا: مجھے یہ آیت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (اس طرح) پڑھائی ہے، جبکہ دوسرے نے کہا: مجھے یہ سیدنا اُبی رضی اللہ عنہ نے (اس طرح) پڑھائی ہے۔ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس آیت کو اسی طرح پڑھو جس طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تمہیں پڑھائی ہے۔ پھر ان کی آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں، یہاں تک کہ چٹائی تر ہو گئی، حالانکہ وہ کھڑے تھے، پھر فرمایا: یقیناً عمر رضی اللہ عنہ ایک ایسے مضبوط باغ (کی مثل) تھے کہ جس میں مسلمان داخل تو ہوتے تھے لیکن اس سے نکلتے نہیں تھے، پھر اس باغ میں شگاف پڑ گیا اور لوگ اس میں داخل ہونے کی بہ جائے باہر نکلنے لگے، اگر ایک کتا عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہو تو میں اس سے بھی محبت کروں گا اور مجھے اتنی کسی سے محبت نہیں ہے جتنی محبت مجھے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم سے ہے۔

487 ۔ علی بن زید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((حُبُّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ إِيمَانٌ، وَبُغْضُهُمَا كُفْرٌ)). [1]

ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت رکھنا ایمان ہے اور ان دونوں سے بغض رکھنا کفر ہے۔

488 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا قَالَ النَّاسُ فِي شَيْءٍ، وَقَالَ فِيهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، إِلَّا جَاءَ الْقُرْآنُ بِنَحْوِ مِمَّا يَقُولُ)). [2]

کسی مسئلے میں لوگوں نے بھی اپنی رائے دی ہو اور عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے بھی اپنی رائے دی ہو، تو قرآن اسی رائے کے مطابق آتا ہے جو عمر رضی اللہ عنہ نے دی ہوتی ہے۔

489 ۔ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

((مَنْ أَحَبَّ جَمِيعَ أَصْحَابِي، وَتَوَلَّاهُمْ، وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ، جَعَلَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَهُمْ فِي الْجَنَّةِ)). [3]

جو شخص میرے تمام صحابہ سے محبت رکھے، ان سے دوستی رکھے اور ان کے لیے استغفار کرے، اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت ان ہی کے ساتھ جنت میں رکھے گا۔

490 ۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [التحریم:٤] (نیک اہل ایمان) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ [4]

491 ۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۝﴾ [التوبة:١١٩] ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ مل جاؤ۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ سچے لوگوں سے مراد سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ [5]

492 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

[1] [إسناده ضعيف] الجامع الصغير: ١/ ١٤٦۔ كنز العمال: ٥/ ٥٦٣۔ تاريخ عمر لابن الجوزی: ص ٢٨٤

[2] [إسناده ضعيف] تاريخ بغداد: ٧/ ٤٥١

[3] [إسناده موضوع] الطبقات لابن سعد: ٧/ ٢٤٠

[4] [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٣٣٣

[5] [إسناده ضعيف جدًا] تفسير الطبری: ١١/ ٤٦

لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ صَرَخَتْ حَفْصَةُ ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا حَفْصَةُ ، أَمَا سَمِعْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ الْمُعَوَّلَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ)) ، وَجَاءَ صُهَيْبٌ فَقَالَ: وَاعُمَرَاهُ فَقَالَ: وَيْلَكَ يَا صُهَيْبُ ، أَمَا بَلَغَكَ أَنَّ الْمُعَوَّلَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ؟ . [1]

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہوئے تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی چیخ نکل گئی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے حفصہ! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے نہیں سنا کہ جس شخص پر گریہ زاری کی جائے اسے عذاب سے دوچار کیا جاتا ہے۔ پھر صہیب رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا: ہائے عمر۔ تو آپ نے فرمایا: اے صہیب! تجھ پر افسوس ہے، کیا تمہیں اس بات کا نہیں پتا کہ جس شخص پر گریہ زاری کی جائے اسے عذاب سے دوچار کیا جاتا ہے؟

493 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَافَقْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي ثَلَاثٍ ، أَوْ وَافَقَنِي رَبِّي فِي ثَلَاثٍ ، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ، لَوِ اتَّخَذْتَ مِنَ الْمَقَامِ قِبْلَةً ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة:١٢٥] ، وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ ، فَلَوْ حَجَبْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ الْحِجَابِ ، وَبَلَغَنِي عَنْ بَعْضِ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِدَّةٌ عَلَيْهِ ، فَأَتَيْتُهُنَّ أَعِظُهُنَّ امْرَأَةً امْرَأَةً ، وَأَنْهَاهَا عَنْ أَذَى رَسُولِ اللّٰهِ ، حَتّٰى أَتَيْتُ عَلَى إِحْدَاهُنَّ فَقَالَتْ: أَمَا فِي رَسُولِ اللّٰهِ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ حَتّٰى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾ [التحريم:٥] . [2]

تین کاموں میں میری بات رب تعالیٰ کے موافق ہوئی ہے، یا (کہا کہ) رب تعالیٰ کی بات میری بات کے موافق ہوئی ہے: (پہلی بات) میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کاش کہ آپ مقامِ ابراہیم کو قبلہ بنالیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ''اور مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لو۔'' (دوسری بات) میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ آپ کے پاس اچھے برے (ہر طرح) کے لوگ آتے ہیں، تو اگر آپ اُمہات المومنین کو پردے کا حکم فرما دیں (تو کیا خوب ہو)، تو اللہ تعالیٰ نے پردے (کے حکم والی) آیت نازل فرما دی۔ اور (تیسری بات) مجھے پتا چلا کہ نبی ﷺ اپنی بعض ازواج سے سخت نالاں ہیں، تو میں ان کے پاس آیا اور ایک ایک عورت کو نصیحت کرنے لگا اور انہیں رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے سے منع کرنے لگا، یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کی ایک زوجہ مطہرہ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: اے عمر! رسول اللہ ﷺ تو اپنی ازواج کو اتنی نصیحتیں نہیں کرتے جتنی آپ کرتے رہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾ ''ہوسکتا ہے کہ اگر نبی ﷺ تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بدلے میں تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دے۔''

494 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَافَقْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي ثَلَاثٍ ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٣٩ [2] [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤٣٥

مُصَلًّى، وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ نِسَاءَكَ يَدْخُلُ عَلَيْهِنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَهُنَّ أَنْ يَحْتَجِبْنَ، قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة:١٢٥]، وَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ، قَالَ: وَاجْتَمَعَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نِسَاؤُهُ فِي الْغَيْرَةِ، قَالَ: فَقُلْتُ: ﴿عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾ [التحريم:٥]، فَنَزَلَتْ كَذَالِكَ. ❶

میں نے تین باتوں میں اپنے رب تعالیٰ کی موافقت کی ہے (یعنی تین کاموں میں میری بات اور اللہ تعالیٰ کا حکم ایک ہی ہوا ہے) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کاش کہ ہم مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیں، اور (دوسری بات یہ تھی کہ) میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً آپ کی ازواجِ مطہرات کے پاس اچھے برے (ہر طرح کے) لوگ آتے ہیں، تو اگر آپ انہیں حکم فرمائیں کہ وہ پردہ کر لیا کریں۔ تو (پہلی بات کے جواب میں) یہ آیت نازل ہوگئی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ''اور مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لو۔'' اور (دوسری بات کے جواب میں) پردے (کے حکم) والی آیت نازل ہوگئی۔ اور (ایک بار) رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات ایک بات کو غیرت کا مسئلہ بنا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس اکٹھی ہوگئیں، تو میں نے (ان سے) کہا: ﴿عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾ ''ہوسکتا ہے کہ اگر نبی ﷺ تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بدلے میں تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دے۔'' تو اسی طرح آیت نازل ہوگئی۔

495 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَافَقَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي ثَلَاثٍ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى، فَنَزَلَتْ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة:١٢٥]، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَلَوْ حَجَبْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ، وَبَلَغَنِي أَنَّهُ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ كَلَامٌ، فَاسْتَقْرَيْتُهُنَّ امْرَأَةً امْرَأَةً، فَقُلْتُ: لَتَكُفُّنَّ عَنْ أَذٰى رَسُولِ اللّٰهِ أَوْ لَيُبْدِلَنَّهُ اللّٰهُ بِكُنَّ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ الْآيَةَ، حَتّٰى أَتَيْتُ عَلٰى إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَتْ: يَا عُمَرُ، أَمَا فِي رَسُولِ اللّٰهِ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ حَتّٰى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ، فَأَمْسَكْتُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ﴾ [التحريم:٥] الْآيَةَ. ❷

میرے پروردگار نے تین باتوں میں میری موافقت کی: (پہلی بات) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کاش کہ آپ مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا دیں۔ تو یہ آیت نازل ہوگئی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ''اور مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لو۔'' (دوسری بات) میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس اچھے برے (ہر طرح کے) لوگ آتے ہیں، چنانچہ اگر آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم فرما دیں (تو نہایت بہتر ہوگا) تو اللہ تعالیٰ نے پردے کی آیت نازل فرما دی۔ اور (تیسری بات یہ تھی کہ) مجھ کو یہ

❶ [إسناده صحيح] تاريخ بغداد: ١٠/ ٧٤ ❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤٣٤

بات پتا چلی کہ آپ ﷺ اور ازواج مطہرات کے درمیان کچھ ناراضی ہوگئی ہے، چنانچہ میں حقیقت جاننے کے لیے (امہات المؤمنین میں سے) ایک ایک عورت کے پاس گیا اور میں نے کہا: تم رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچانے سے لازماً باز آ جاؤ، یا پھر اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو تمہارے بدلے میں ایسی ازواج عطا کر دے گا جو تم سے بہتر بھی ہوں گی، مسلمان اور اہل ایمان بھی ہوں گی اور نہایت فرمانبردار بھی ہوں گی۔ پھر میں امہات المؤمنین میں سے ایک کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: اے عمر! رسول اللہ ﷺ تو اپنی ازواج کو اتنی نصیحتیں نہیں کرتے جتنی تم کرتے رہتے ہو۔ چنانچہ میں خاموش ہوگیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ﴾ ”ہوسکتا ہے کہ اگر نبی ﷺ تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بدلے میں تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دے جو مسلمان ہوں گی۔“

496 ۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ:

تَزَوَّجَ رِئَابُ بْنُ حُذَيْفَةَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سَهْمٍ أُمَّ وَائِلٍ بِنْتَ مَعْمَرِ بْنِ حَبِيبٍ الْجُمَحِيَّةَ، فَوَلَدَتْ لَهُ ثَلَاثَةَ غِلْمَةٍ: وَائِلًا، وَمَعْمَرًا، وَرَجُلًا آخَرَ، فَمَاتَتْ فَوَرِثُوهَا وَلَاءَ مَوَالِيهَا، وَكَانَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عَصَبَةً، فَخَرَجَ بِهِمْ عَمْرٌو إِلَى الشَّامِ، فَمَاتُوا فِي طَاعُونِ عَمَوَاسَ، فَلَمَّا قَدِمَ عَمْرٌو جَاءَ بَنُو مَعْمَرِ بْنِ حَبِيبٍ إِخْوَةُ أُمِّ وَائِلٍ فَخَاصَمُوهُ فِي مَوَالِي أُخْتِهِمْ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا أَحْرَزَ الْوَلَدُ فَهُوَ لِعَصَبَتِهِ مَنْ كَانَ))، قَالَ: فَكَتَبَ عُمَرُ بِذَالِكَ كِتَابًا فِيهِ شَهَادَةُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَرَجُلٍ آخَرَ، فَلَمْ يَزَلِ الْكِتَابُ فِي أَيْدِينَا حَتّٰى اسْتُخْلِفَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ، فَمَاتَ مَوْلَاهَا وَتَرَكَ أَلْفَيْ دِينَارٍ، فَبَلَغَهُمْ أَنَّ الْحَجَّاجَ قَدْ غَيَّرَ هٰذَا الْقَضَاءَ فَخَاصَمُوهُ إِلَى هِشَامِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، فَرَفَعَهُمْ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ، فَرَفَعَنَا إِلَى الْقَاضِي، فَأَتَيْتُهُ بِكِتَابِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ لِلْقَاضِي: حَقِيقٌ إِذَا أُتِيتُ بِكِتَابِ عُمَرَ أَنْ نَنْتَهِيَ إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: هٰذَا مِنَ الْقَضَاءِ الَّذِي كُنْتُ أَرٰى أَنَّ أَحَدًا لَا يَشُكُّ فِيهِ، وَمَا كُنْتُ أَرٰى أَنَّهُ بَلَغَ مِنْ رَأْيِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَنْ يَشُكُّوا، وَقَضٰى لَنَا بِكِتَابِ عُمَرَ، فَنَحْنُ فِيهِ بَعْدُ. ❶

رئاب بن حذیفہ بن سعید بن سہم نے اُمِ وائل بنت معمر بن حبیب جمحیہ سے شادی کی تو اس سے ان کے تین بچے پیدا ہوئے: وائل، معمر اور ایک اور بچہ۔ پھر اس کی وفات ہوگئی تو وہ بچے اس کے غلاموں کی ولاء کے وارث بنے اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ عصبہ تھے۔ عمرو انہیں لے کر شام چلے گئے اور وہ وہیں طاعون عمواس کی وبا سے فوت ہو گئے۔ جب عمرو رضی اللہ عنہ آئے تو بنو معمر بن حبیب (یعنی) اُمِ وائل کے بھائی آ گئے اور ان سے اپنی بہن کے غلاموں کے بارے میں جھگڑنے لگے، اور معاملہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں لے گئے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہارے مابین اسی کے مطابق فیصلہ کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بیٹے نے جو بھی جمع

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ۱/ ۲۷ ۔سنن أبی داود: ۳/ ۱۲۷ ۔سنن ابن ماجه: ۲/ ۹۱۲

کیا ہو وہ اس کے عصبہ کا ہوتا ہے، وہ جو بھی ہو۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس فیصلے کی ایک تحریر لکھ دی جس میں عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ایک اور آدمی کی گواہی درج تھی۔ وہ تحریر ہمارے پاس ہی موجود رہی، یہاں تک کہ جب عبدالملک بن مروان خلیفہ بنے تو اسی عورت کا غلام مرگیا اور دو ہزار دینار چھوڑ گیا۔ جب انہیں (یعنی عورت کے بھائیوں کو) پتا چلا کہ حجاج نے اس فیصلے کو تبدیل کر دیا ہے تو وہ اپنا جھگڑا ہشام بن اسماعیل کے پاس لے کر پہنچے، انہوں نے ان کو عبدالملک بن مروان کے پاس بھیج دیا، اور انہوں نے ہمیں قاضی کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ میں قاضی کے پاس سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تحریر لے گیا تو عبدالملک نے قاضی سے کہا: حق بات تو یہ ہے کہ جب مجھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تحریر دکھائی گئی ہے تو ہم اسی پر رُک جائیں۔ پھر انہوں نے کہا: یہ وہی فیصلہ ہے کہ جس کے بارے میں میرا خیال ہے کہ کسی کو شک نہیں ہوگا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ اہل مدینہ میں سے کسی کی یہ رائے پہنچے گی کہ انہوں نے شک کیا ہے، لہٰذا انہوں نے ہمارے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تحریر کے مطابق فیصلہ کر دیا اور ہم اس کے بعد اسی پر عمل پیرا ہیں۔

497۔ زاذان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يُمْسِكُ الشِّسْعَ بِيَدِهِ يَمُرُّ فِي الْأَسْوَاقِ، فَيُنَاوِلُ الرَّجُلَ الشِّسْعَ، وَيُرْشِدُ الضَّالَّ، وَيُعِينُ الْحَمَّالَ عَلَى الْحِوَازِ وَيَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَo﴾ [القصص:٨٣]، ثُمَّ يَقُولُ: هٰذِهِ الْآيَةُ أُنْزِلَتْ فِي الْوُلَاةِ وَذِي الْقُدْرَةِ مِنَ النَّاسِ. [1]

میں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں جوتوں کے تسمے تھامے بازار میں چلے جا رہے تھے، پھر وہ (جس) آدمی کو (ضرورت ہوتی اسے) تسمہ دے دیتے، جسے راستے کا نہ پتا ہوتا اس کی راہنمائی کرتے اور بوجھ اٹھانے والوں کی مدد فرماتے، اور یہ آیت پڑھتے: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ ''یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں بڑائی اور فساد نہیں چاہتے، اور پرہیزگاروں کے لیے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔'' پھر فرماتے: یہ آیت حکمرانوں کے متعلق اور لوگوں میں سے صاحب قدرت افراد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

498۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ كَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)). [2]

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔

توضیح:...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ختم ہو چکا ہے، لیکن آپ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو بیان کرنے کے لیے یہ فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔ گویا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس قدر فضائل کے حامل تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منصب کے لیے اگر کسی کا انتخاب فرمایا تو فقط آپ ہی کا نام لیا۔

499۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

[1] [إسناده ضعيف جدًا] تاريخ بغداد: ١١/ ١٣٠

[2] [إسناده حسن لغيره] تاريخ بغداد: ٦/ ١٢٠

كُنْتُ جَالِسًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِمَا قَالَ: ((يَا عَلِيُّ ، هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ)) ، ثُمَّ قَالَ: ((يَا عَلِيُّ ، لَا تُخْبِرْهُمَا)) . ❶

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اسی وقت سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تشریف لے آئے، جب آپ ﷺ نے ان دونوں اصحاب کی طرف دیکھا تو فرمایا: اے علی! یہ دونوں، نبیوں اور رسولوں کے علاوہ اگلے پچھلے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! تم انہیں یہ بات مت بتانا۔

500 ۔ سیدنا ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ قَوَائِمَ مِنْبَرِي رَوَاتِبُ فِي الْجَنَّةِ ، وَإِنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ الدُّنْيَا وَنَعِيمِهَا وَمَا عِنْدَهُ ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ)) ، فَلَمْ يَفْهَمْهَا أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ ، قَالَ: فَبَكَى وَقَالَ: بَلْ نَفْدِيكَ بِالْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالْأَهْلِينَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ أَمَنَّ عَلَيْنَا فِي ذَاتِ يَدِهِ مِنْ أَبِي بَكْرٍ ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا ، وَلٰكِنِّي خَلِيلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)) . ❷

یقیناً میرے منبر کے پائے جنت میں گڑھے ہوئے ہیں، بلاشبہ بندگانِ خدا میں سے ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور اس کی نعمتوں میں سے اور اپنے ہاں موجود (اُخروی زندگی) میں سے ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا تو اس نے اللہ کے ہاں (اُخروی زندگی) کو اختیار کر لیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ لوگوں میں سے کوئی بھی شخص اس بات کو نہ سمجھ پایا، چنانچہ وہ رونے لگے اور عرض کیا: ہم آپ پر اموال، جانیں اور گھر والے قربان کر دیں گے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جس نے اپنے تعاون کے ساتھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر ہم پہ احسان کیا ہو، اگر میں کوئی خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن میں اللہ عزوجل کا خلیل ہوں۔

توضیح:...... خُلت، محبت کا وہ آخری درجہ ہے جو بندۂ مومن صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ کر سکتا ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی اور کو خلیل بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن چونکہ یہ جائز نہیں ہے اس لیے خُلت کے بعد محبت کا جو اعلیٰ درجہ ہے، یعنی اسلامی اخوت ومحبت کے درجہ، اس سے میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو نوازتا ہوں۔

501 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ ، لَقَدِ اسْتَبْشَرَ أَهْلُ السَّمَاءِ بِإِسْلَامِ عُمَرَ . ❸

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو جبرائیل علیہ السلام (آسمان سے) نازل ہوئے اور کہا: اے محمد! یقیناً آسمان والے عمر (رضی اللہ عنہ) کے اسلام لانے کی وجہ سے خوشیاں منا رہے ہیں۔

502 ۔ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهِ

---

❶ [إسناده ضعيف] تاريخ بغداد: ٨/ ١٦٩
❷ [لم أجد عبد الرحمٰن والباقون ثقات] مضى برقم: ٢١
❸ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٣٣٠

حَتّٰـى أَبْدٰى عَنْ رُكْبَتِهِ، فَقَالَ: ((أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ))، فَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ، فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ، ثُمَّ نَدِمْتُ، فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِي، فَأَبٰى وَتَحَرَّزَ مِنِّي بِدَارِهِ، فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ، فَقَالَ: ((يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ)) ثُمَّ أَتٰى عُمَرُ فَأَتٰى مَنْزِلَ أَبِي بَكْرٍ، فَسَأَلَ: أَيْنَ أَبُو بَكْرٍ؟ فَقَالُوا: لَيْسَ هُوَ هَا هُنَا، فَأَقْبَلَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَعَّرُ، حَتّٰى أَشْفَقَ أَبُو بَكْرٍ فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقْتَ، وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُونَ لِي صَاحِبِي؟)) قَالَ: فَمَا أُوذِيَ بَعْدَهَا. ❶

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی چادر کا ایک کنارہ اُٹھائے ہوئے آئے، یہاں تک کہ ان کا گھٹنا ننگا ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے صاحب کسی سے لڑ کر آ رہے ہیں۔ انہوں نے سلام کیا اور کہنے لگے: میرے اور عمر (رضی اللہ عنہ) کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا تھا، میں نے جلد بازی میں انہیں سخت سست کہہ دیا، پھر مجھے اس پر ندامت ہوئی اور میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے معاف کر دیں، لیکن انہوں نے مجھے معاف کرنے سے انکار کر دیا اور مجھ سے بچنے کے لیے اپنے گھر میں چلے گئے، اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آ کر پوچھا: ابوبکر کہاں ہیں؟ تو گھر والوں نے کہا: وہ گھر نہیں ہیں۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے، تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہونے لگا، یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا تو تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا لیکن ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے سچا کہا اور انہوں نے اپنے مال اور اپنی جان سے میری خدمت کی، کیا تم میری خاطر میرے دوست کو ستانا چھوڑ سکتے ہو؟ آپ ﷺ نے یہ دو مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پھر کبھی تنگ نہیں کیا گیا۔

503۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَعْلٰى عِلِّيِّينَ لَيُشْرِفُ عَلٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَتُضِيءُ الْجَنَّةُ لِوَجْهِهِ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ)) ۔ مَرْفُوعَةُ الدَّالِ لَا تُهْمَزُ ۔ قَالَ: ((وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا)). ❷

بلند و بالا درجات کے حاملین میں سے ایک شخص نے جنتیوں کو جھانک کر دیکھا تو جنت نے اس کا چہرہ اس طرح روشن کر دیا کہ جیسے وہ چمکتا ہوا ستارہ ہو، اور یقیناً ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) ان ہی میں سے ہیں، بلکہ ان سے بھی اچھے ہیں۔

504۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

لَا أَزَالُ هَائِبَةً لِعُمَرَ بَعْدَ مَا رَأَيْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَنَعْتُ حَرِيرَةً وَعِنْدِي سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ جَالِسَةٌ، فَقُلْتُ لَهَا: كُلِي، فَقَالَتْ: لَا أَشْتَهِي وَلَا آكُلُ، فَقُلْتُ:

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٨ ❷ [إسناده ضعيف] التاريخ الكبير: ٤/ ١٧٧

لَتَأْكُلِنَّ أَوْ لَأُلَطِّخَنَّ وَجْهَكِ، فَلَطَخْتُ وَجْهَهَا، فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، فَأَخَذَتْ مِنْهَا فَلَطَخَتْ وَجْهِي، وَرَسُولُ اللّٰهِ يَضْحَكُ، إِذْ سَمِعْنَا صَوْتًا جَاءَ نَا يُنَادِي: يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: ((قُومَا فَاغْسِلَا وُجُوهَكُمَا، فَإِنَّ عُمَرَ دَاخِلٌ))، فَقَالَ عُمَرُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ؟ فَقَالَ: ((ادْخُلِ ادْخُلْ)). ❶

میں رسول اللہ ﷺ کی نظر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مقام دیکھنے کے بعد ہمیشہ ان سے ڈرتی ہی رہتی تھی۔ ایک مرتبہ میں نے آٹے کا حلوہ بنایا اور میرے پاس سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں، میں نے ان سے کہا: کھائیے۔ انہوں نے کہا: میرا دِل نہیں کر رہا اور نہ ہی میں کھاتی ہوں۔ میں نے کہا: یا تو آپ کھالیں یا پھر میں آپ کے چہرے پر مَل دوں گی۔ چنانچہ میں نے ان کے چہرے پر مَل دیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے اور ان کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے، آپ ہنسنے لگ گئے۔ پھر میں نے تھوڑا سا حلوہ پکڑ کر اپنے چہرے پر بھی مَل لیا۔ اسی وقت ہمیں کسی کی آواز سنائی دی جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو آواز دے رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (ہمیں) فرمایا: اُٹھو اور اپنے منہ دھولو، عمر (رضی اللہ عنہ) آ رہے ہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے نبی! السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر ہمیں ''السلام علیکم'' کہا اور بولے: کیا میں اندر آ جاؤں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آ جائیں، آ جائیں۔

505 - سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((أُتِيتُ وَأَنَا نَائِمٌ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى جَعَلَ اللَّبَنُ يَخْرُجُ مِنْ أَظْفَارِي، فَنَاوَلْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ))، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَمَا أَوَّلْتَهُ؟ قَالَ: ((الْعِلْمُ)). ❷

میں سویا ہوا تھا تو (خواب میں) میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا، میں نے اس سے اس قدر دودھ پیا کہ میرے ناخنوں میں سے باہر نکلنے لگا، پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی تعبیر کیا فرمائی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: علم۔

506 - سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ، وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ، وَكَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهِ، كُهُولًا كَانُوا أَوْ شُبَّانًا، قَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيهِ: هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ الْأَمِيرِ تَسْتَأْذِنُ لِي عَلَيْهِ؟ فَفَعَلَ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، وَاللّٰهِ مَا تُعْطِينَا الْجَزْلَ، وَلَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ حَتَّى هَمَّ أَنْ يَقَعَ بِهِ، فَقَالَ الْحُرُّ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ [الأعراف:١٩٩]، وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ، فَوَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا حِينَ تَلَاهَا، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❸

❶ [إسناده حسن] تاريخ بغداد: ١١/ ٣٧٧ ❷ [لم أجد محمد بن علي والباقون ثقات] مضى برقم: ٣٢٠

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٨/ ٣٠٤

عیینہ بن حصن (مدینہ) آیا اور اپنے بھتیجے حر بن قیس بن حصن کے ہاں قیام کیا۔ حر بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جنہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے قریب رکھتے تھے۔ قراء کرام؛ خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کا حصہ ہوا کرتے تھے۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: کیا تمہیں امیرالمومنین کے ہاں اثر ورسوخ حاصل ہے کہ تم میرے لیے ان سے ملاقات کی اجازت لے سکو؟ تو انہوں نے اجازت لے لی۔ پھر وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا: اے ابن خطاب! اللہ کی قسم! تم ہمیں زیادہ عطیے نہیں دیتے اور نہ ہی ہمارے درمیان عدل سے فیصلے کرتے ہو۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس قدر غصہ آ گیا کہ آپ نے اسے سزا دینے کا ارادہ کر لیا۔ یہ دیکھ کر حر نے کہا: اے امیرالمومنین! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ ''معافی کو اپنایئے، اچھائی کا حکم دیجیے اور جاہلوں سے اعراض کیجیے۔'' اور یقیناً یہ بھی جاہلوں میں سے ہے۔ (راوی بیان کرتے ہیں کہ) اللہ کی قسم! جب حر نے یہ آیت پڑھی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ٹھنڈے ہو گئے اور آپ کی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ کتاب اللہ (کے حکم) پر بہت زیادہ عمل کیا کرتے تھے۔

507۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، أَنَا أُبْعَثُ، أَوْ أُحْشَرُ، بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَأَذْهَبُ إِلَى الْبَقِيعِ فَيُحْشَرُونَ مَعِي، ثُمَّ أَنْتَظِرُ أَهْلَ مَكَّةَ فَيُحْشَرُونَ مَعِي، فَآتِي بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ)). ❶

میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کو شق کیا جائے گا، مجھ کو ابوبکر و عمر کے درمیان اُٹھایا جائے گا، یا (فرمایا کہ) میرا حشر ہوگا، اور میں اہل بقیع کی طرف جاؤں گا تو ان کو بھی میرے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا، پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا، چنانچہ ان کا بھی میرے ساتھ حشر ہوگا، پھر میں حرمین کے درمیان آؤں گا۔

508۔ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَى أَحَدٍ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيٌّ)). ❷

کسی ایسے شخص پر سورج طلوع نہیں ہوتا جو ابوبکر سے افضل ہو، سوائے اس کے کہ وہ نبی ہو۔

توضیح: ...... ''سورج طلوع نہیں ہوتا'' سے مراد یہ ہے کہ دنیا بھر میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو، سوائے انبیاء کرام علیہم السلام کے۔

509۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوْ نَظَرَ الْقَوْمُ إِلَيْنَا لَأَبْصَرُونَا تَحْتَ أَقْدَامِهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟)). ❸

جب ہم غار میں تھے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر لوگوں نے ہماری طرف دیکھا تو لازماً ان کی اپنے قدموں کے نیچے (کی طرف) ہم پر بھی نظر پڑ سکتی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! ان دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ جن کا تیسرا ساتھی اللہ تعالیٰ ہو؟

❶ [إسناده ضعيف] دلائل النبوة للبيهقي: ١/ ١٣-الفتن والملاحم لابن كثير ١/ ٢٠٦

❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٣٥　❸ إسناده صحيح: مضى برقم ٢٢٣

510 ۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

نَظَرْتُ إِلَى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِينَ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ ، وَهُمْ عَلَى رُءُوسِنَا ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلَى قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ ، مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟)) . ❶

ہم غار میں تھے اور میری نظر مشرکین کے قدموں پر پڑ رہی تھی، کیونکہ وہ ہمارے سروں پر کھڑے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر ان میں سے کسی نے اپنے قدموں کی جانب دیکھ لیا تو لازماً اس کی اپنے قدموں کے نیچے سے ہم پر بھی نظر پڑ جائے گی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ جن کا تیسرا ساتھی اللہ تعالیٰ ہو؟

توضیح :...... یعنی مجھے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کا ساتھ حاصل ہے، اس لیے کہ کوئی بھی دشمن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اسی بات کا ذکر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے: ﴿إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ [التوبة: ٤٠] ”جب وہ دونوں غار میں تھے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔“ ❷

511 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا نَفَعَنِي مَالٌ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ)) ، قَالَ: فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: وَهَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ . ❸

مجھے کسی مال سے کبھی اس قدر فائدہ حاصل نہیں ہوا جس قدر فائدہ مجھے ابوبکر کے مال سے ہوا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ (یہ سن کر) ابوبکر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں بھی اور میرا مال بھی آپ ہی کے لیے تو ہے۔

512 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ خُيِّرَ مَا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَ رَبِّهِ ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ رَبِّهِ)) ، فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ ، وَعَلِمَ أَنَّهُ يُرِيدُ نَفْسَهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((سُدُّوا الْأَبْوَابَ الشَّوَارِعَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ ، فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَفْضَلَ عِنْدِي يَدًا فِي الصُّحْبَةِ مِنْ أَبِي بَكْرٍ)) . ❹

یقیناً بندگانِ خدا میں سے ایک بندے کو دنیا اور اس کے پروردگار کے ہاں موجود (انعامات وعنایات) میں سے ایک کو لینے کا اختیار دیا گیا، تو اس نے اسے اختیار کر لیا جو اس کے پروردگار کے پاس موجود ہے۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد خود آپ ہی ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تمام دروازے جو مسجد میں راستے کے طور پر کھلے ہوئے ہیں، انہیں بند کر دو، سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے،

---

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٢٢٣

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٨/ ٣٢٥۔صحيح مسلم: ٤/ ١٨٥٤۔سنن الترمذي: ٥/ ٢٧٨

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٢٥ ❹ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٣٣، ٦٧

کیونکہ یقیناً میں ایسے کسی شخص کو نہیں جانتا جو میری نظر میں (مجھے) اپنا ساتھ دینے کی تائید کے لحاظ سے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے افضل ہو۔

513 ۔ عبدخیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ أَجْرًا فِي الْمَصَاحِفِ أَبُو بَكْرِ الصِّدِّيقُ ، كَانَ أَوَّلَ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ . ❶

بلاشبہ مصاحف کے سلسلے میں لوگوں میں سب سے عظیم اجر کے حامل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، یہ وہ پہلی ہستی ہیں جنھوں نے قرآن کو دو گتوں کے درمیان جمع کیا۔

514 ۔ عبدخیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ ، هُوَ أَوَّلُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ . ❷

اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، وہ پہلی شخصیت ہیں جنھوں نے قرآن کو دو گتوں کے درمیان جمع کیا۔

توضیح :...... دو گتوں کے درمیان جمع کرنے سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کو باقاعدہ کتابی شکل دی، کیونکہ اس سے پہلے قرآن اسی صورت میں موجود تھا جیسے عہد نبوت میں لکھا جاتا تھا، یعنی پتوں، پتھروں اور چمڑوں وغیرہ پر۔ تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان تمام کو یکجا کر کے مصحف کی صورت دے دی۔

515 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ ، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)) ، قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الْعِلْمُ)) . ❸

میں سویا ہوا تھا تو اسی دوران (یعنی خواب میں) میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا، میں نے اس میں سے کچھ پی لیا، پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم۔

516 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَدْ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) . ❹

پہلی اُمتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، سو اگر میری اُمت میں کوئی محدث ہوا تو وہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہوں گے۔

توضیح :...... محدَّث سے مراد اللہ تعالیٰ کا ایسا محبوب و مقرب بندہ کہ جس پر اللہ کی طرف سے الہام ہو اور اس کی زبان پر حق جاری ہو جائے، یا جس سے فرشتے ہم کلام ہو، یا جس کی رائے بالکل حق اور درست ثابت ہو۔ بے شائبہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی شخص تھے۔

517 ۔ ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل حدیث منقول ہے۔ ❺

---

❶ [إسناده حسن] الشريعة للآجري: ٤/ ٧٨٢ ❷ [إسناده حسن] الشريعة للآجري: ٤/ ٧٨٣

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٣٢٠

❹ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٥١٢ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٦٤ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٢٢ ـ مسند أحمد: ٢/ ٣٣٩

❺ [إسناده صحيح] المعرفة للحاكم: ص ٢٢٠ ـ التاريخ للفسوي: ١/ ٤٥٧

518 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَفِي أُمَّتِهِ مِنْ بَعْدِهِ مُعَلَّمٌ ، أَوْ مُعَلَّمٌ ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَهُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ، إِنَّ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ)) . ❶
ہر نبی کے بعد اس کی اُمت میں ایک معلّم ضرور ہوا ہے، سو اگر میری اُمت میں سے کوئی معلم ہوا تو وہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہوں گے، یقیناً عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور دِل پر حق (جاری کر دیا گیا) ہے۔

519 ۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:
((لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) . ❷
اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔

520 ۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى قَلْبِ عُمَرَ وَلِسَانِهِ)) . ❸
بلاشبہ اللہ عزوجل نے عمر (رضی اللہ عنہ) کے دِل اور زبان پر حق بات کو رکھ دیا ہے۔

521 ۔ غضیف بن حارث بیان کرتے ہیں کہ:
مَرَرْتُ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأَنَا غُلَامٌ ، فَقَالَ: نِعْمَ الْغُلَامُ ، فَقَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي ، ادْعُ اللّٰهَ لِي بِخَيْرٍ ، قَالَ: قُلْتُ: وَمَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا أَبُو ذَرٍّ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقُلْتُ: يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ تَدْعُوَ لِي مِنِّي لَكَ ، قَالَ: بَلَى يَا ابْنَ أَخِي ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ آنِفًا حِينَ مَرَرْتَ بِهِ يَقُولُ: نِعْمَ الْغُلَامُ ، وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ)) . ❹
میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا اور میں (اس وقت) بچہ تھا۔ تو ایک صاحب اُٹھ کر میری طرف آئے اور انہوں نے کہا: اے بھتیجے! اللہ تعالیٰ سے میرے لیے خیر و بھلائی کی دعا کر دو۔ میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ابوذر ہوں۔ تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے، میری بہ نسبت آپ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ تو انہوں نے کہا: اے بھتیجے! کیوں نہیں، لیکن ابھی جب تم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تھے تو میں نے ان کو یہ فرماتے سنا کہ یہ لڑکا بہت اچھا ہے۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ فرمان سنا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق رکھ دیا ہے، وہ اسی کے مطابق بات کرتے ہیں۔

توضیح :...... ابوذر رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تمہاری تعریف کی ہے تو بالکل سچ ہی

---

❶ [إسناده حسن] الطبقات لابن سعد: ٢/ ٣٣٥
❷ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٤/ ١٥٤ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦١٩ ـ السلسلة الصحيحة: ٣٢٧ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٨٥
❸ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٣١٣، ٣١٥
❹ [إسناده حسن] السنة لابن أبي عاصم: ١٢٢ ـ معجم الصحابة للبغوي: ٤٠٩

کہا ہوگا، کیونکہ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انہیں حق بات کہنے کے اعزاز سے نوازا ہے۔

522۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا كُنَّا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ . ❶

ہم اس بات کو بعید از امکان نہیں سمجھا کرتے تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینت بولتی تھی۔

523۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی کا فرمان ہے:

مَا كُنَّا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ . ❷

ہم اس بات کو بعید از امکان نہیں سمجھا کرتے تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینت بولتی تھی۔

524۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ)) . ❸

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو رکھ دیا ہے۔

525۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ)) . ❹

یقیناً عمر کی زبان اور دل پر اللہ تعالیٰ نے حق کو رکھ دیا ہے۔

526۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ)) . ❺

میرے بعد ان دو اصحاب (یعنی) ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی اقتدا کرنا۔

527۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّدَقَةِ، فَقَالَ عُمَرُ: وَعِنْدِي مَالٌ كَثِيرٌ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَأُفَضِّلَنَّ أَبَا بَكْرٍ، قَالَ: فَأَخَذْتُ ذَالِكَ الْمَالَ وَتَرَكْتُ لِأَهْلِي نِصْفَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عُمَرُ: إِنَّ هٰذَا مَالٌ كَثِيرٌ، فَمَا تَرَكْتَ لِأَهْلِكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ نِصْفَهُ، قَالَ: وَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ بِمَالٍ كَثِيرٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ هٰذَا مَالٌ كَثِيرٌ، فَمَا تَرَكْتَ لِأَهْلِكَ؟)) قَالَ: اللّٰهَ وَرَسُولَهُ . ❻

رسول اللہ ﷺ نے صدقے کا حکم فرمایا تو عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوچا: میرے پاس بہت سا مال موجود ہے، اللہ کی قسم! آج تو میں ابوبکر رضی اللہ عنہ پر لازماً فوقیت لے جاؤں گا۔ چنانچہ میں نے آدھا مال لے لیا اور آدھا اپنے اہل خانہ کے لیے چھوڑ دیا۔ (جب مال لے کر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا) تو نبی ﷺ نے فرمایا:

---

❶ [إسناده حسن] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٢٢ ❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٣١٠

❸ [إسناده حسن] مضى برقم: ٣١٧

❹ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٥/ ٤٤١ـهدى الساري: ص ٤٥٤

❺ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٩٨

❻ [إسناده ضعيف] سنن أبي داود: ٢/ ١٢٩ـسنن الترمذي: ٥/ ٦١٤ـسنن الدارمي: ١/ ٣٩١

اے عمر! یہ تو بہت زیادہ ہے، اپنے اہل خانہ کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: آدھا مال چھوڑ آیا ہوں۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی بہت سا مال لے کر آ گئے، تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: اے ابوبکر! یہ تو بہت ہی زیادہ ہے، اپنے اہل خانہ کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ تو انہوں نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول کو۔

توضیح:...... یعنی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ راہِ خدا میں صدقہ کرنے کے لیے اپنا سارا مال ہی اُٹھا لائے تھے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ان کا نیک کاموں میں سبقت لے جانے کا بہ خوبی علم تھا، اسی لیے انہوں نے خواہش کی کہ آج میں اپنا آدھا مال صدقہ کر دوں گا اور یوں ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر نیکی کما پاؤں گا۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا ہو گا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تو سارا مال ہی لے آئے ہیں تو یقیناً وہ صدیق کی صداقت کے ساتھ ساتھ ان کی سخاوت کے بھی معترف ہو گئے ہوں گے۔

528 ۔ سوّار بیان کرتے ہیں کہ میرے والد سیدنا عبداللہ بن سوّار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے جو کھودی جا رہی تھی، تو آپ ﷺ نے استفسار فرمایا:

((قَبْرُ مَنْ هٰذَا؟)) قَالُوا: قَبْرُ فُلَانٍ الْحَبَشِيِّ ، قَالَ: ((يَا سُبْحَانَ اللّٰهِ سِيقَ مِنْ أَرْضِهِ وَسَمَائِهِ إِلَى التُّرْبَةِ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا)) ، قَالَ أَبِي: يَا سَوَّارُ ، مَا أَعْلَمُ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَضِيلَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ يَكُونَا خُلِقَا مِنَ التُّرْبَةِ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . ❶

یہ کس کی قبر ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتلایا کہ فلاں حبشی کی قبر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: واہ سبحان اللہ! اسے اس زمین و آسمان سے چلایا گیا اور اسی مٹی میں لے جایا گیا جس سے اسے پیدا کیا گیا تھا۔ (راوی بیان کرتے ہیں کہ) میرے والد نے کہا: اے سوّار! میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی اس سے بڑی فضیلت کوئی نہیں سمجھتا کہ انہیں اسی مٹی سے پیدا کیا گیا جس سے رسول اللہ ﷺ کو پیدا کیا گیا تھا۔

529 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّهُ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ نَاسٌ مُحَدَّثُونَ ، فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَهُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) . ❷

یقیناً تم سے پہلی اُمتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، سو اگر میری اُمت میں بھی ان میں سے کوئی (محدث) ہوا تو وہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہوں گے۔

530 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّهُ كَانَ فِيمَا خَلَا قَبْلَكُمْ نَاسٌ يُحَدَّثُونَ ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَهُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) . قَالَ إِسْحَاقُ: فَقُلْتُ لِأَبِي ضَمْرَةَ: مَا مَعْنٰى يُحَدَّثُونَ؟ قَالَ: يُلْقٰى عَلٰى أَفْئِدَتِهِمُ الْعِلْمُ . ❸

یقیناً تم سے پہلے گزر جانے والی اُمتوں میں ایسے لوگ ہوا کرتے تھے جن سے بیان کیا جاتا تھا، سو اگر میری

❶ [إسناده منقطع] اللآلئ المصنوعة: ١/ ٣١٢ ❷ [إسناده حسن] مضى برقم: ٥١٦

❸ [إسناده حسن] الطبقات لابن سعد: ٧/ ٣٨٣

اُمت میں بھی ان میں سے کوئی (محدث) ہوا تو وہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہوں گے۔ اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے ابوضمرہ رحمہ اللہ سے پوچھا: ''ایسے لوگ کہ جن سے بیان کیا جاتا تھا'' سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جن کے دِلوں پر علم کا القاء کیا جاتا تھا۔

531۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا مَنَعَنَا أَنْ نُبَايِعَكَ إِنْكَارٌ مِنَّا لِفَضْلِكَ ، وَلَا تَنَافُسٌ مِنَّا عَلَيْكَ لِخَيْرٍ سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْكَ ، وَلٰكِنَّا كُنَّا نَرَى أَنَّ لَنَا فِي هٰذَا الْأَمْرِ حَقًّا ، فَاسْتَبْدَدْتُمْ عَلَيْنَا ، ثُمَّ ذَكَرَ قَرَابَتَهُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَكٰى أَبُو بَكْرٍ ، ثُمَّ صَمَتَ ثُمَّ تَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ قَرَابَتِي ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا آلَوْتُ فِي هٰذِهِ الْأَمْوَالِ الَّتِي بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ عَنِ الْخَيْرِ ، وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا نُورَثُ ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا الْمَالِ)) ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَدَعُ أَمْرًا صَنَعَهُ فِيهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالَ: مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةَ لِلْبَيْعَةِ ، فَلَمَّا صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الظُّهْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ، وَعَذَرَ عَلِيًّا بِبَعْضِ مَا اعْتَذَرَ ، ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ فَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ وَفَضِيلَتَهُ وَسَابِقَتَهُ ، ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ فَبَايَعَهُ ، فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلٰى عَلِيٍّ فَقَالُوا: أَحْسَنْتَ وَأَصَبْتَ ، وَكَانَ النَّاسُ قَرِيبًا إِلٰى عَلِيٍّ حِينَ قَارَبَ الْأَمْرَ الْمَعْرُوفَ . (1)

اللہ کی قسم! ہمیں آپ کی بیعت کرنے سے اس بات نے نہیں روکا کہ ہم آپ کی فضیلت کے انکاری ہیں اور نہ ہی ہم آپ سے اس خیر و بھلائی (یعنی فضیلت) میں مقابلہ کر سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے، بلکہ بات یہ ہے کہ ہم سمجھا کرتے تھے کہ خلافت کا حق ہمارا ہے لیکن آپ نے ہمارا حق مار لیا ہے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت داری کا تذکرہ کیا، یہاں تک کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ پھر آپ خاموش ہوئے اور گواہی دیتے ہوئے فرمایا: اللہ کی قسم! یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری میری نظر میں اپنی قرابت داری سے زیادہ محبوب ہے، اور اللہ کی قسم! میں ان اموال کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا جو ہمارے اور تمہارے درمیان بھلائی کی رُو سے مشترکہ ہے، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے، آلِ محمد صرف اسی مال سے کھا سکتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں (آپ کے متعلق) کوئی ایسا کام نہیں چھوڑوں گا کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے، مگر میں بھی اِن شاءاللہ اسے کیا کروں گا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کو بیعت کے لیے شام کا وقت دیا جاتا ہے۔ پھر جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ نے کسی بات پر معذرت کی تو ان کی معذرت کو قبول کیا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت و سبقت کا تذکرہ کیا، پھر ان کے پاس جا کر ان کی بیعت کی۔ یہ دیکھ کر لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا: آپ نے اچھا کیا اور درست کام کیا۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نیک کام کے قریب ہوتے تھے تو لوگ بھی ان کے قریب ہو جاتے تھے۔

(1) [الحديث من أصح الصحاح] صحيح البخاري: ٦/ ١٩٦۔ صحيح مسلم: ٣/ ١٣٨٠

532 ۔ زید بن اسلم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا بُویِعَ لِأَبِی بَکْرٍ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، کَانَ عَلِیٌّ وَالزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ یَدْخُلَانِ عَلٰی فَاطِمَةَ فَیُشَاوِرَانِهَا، فَبَلَغَ عُمَرَ فَدَخَلَ عَلٰی فَاطِمَةَ فَقَالَ: یَا بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ، مَا أَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ أَحَبَّ إِلَیْنَا مِنْ أَبِیكِ، وَمَا أَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ بَعْدَ أَبِیكِ أَحَبَّ إِلَیْنَا مِنْكِ، وَکَلَّمَهَا، فَدَخَلَ عَلِیٌّ وَالزُّبَیْرُ عَلٰی فَاطِمَةَ فَقَالَتْ: انْصَرِفَا رَاشِدَیْنِ، فَمَا رَجَعَا إِلَیْهَا حَتّٰی بَایَعَا. ❶

نبی ﷺ (کی رحلت) کے بعد جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو سیدنا علی اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے مشاورت کرنے لگے۔ اس بات کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پتا چلا تو وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا: اے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی! مخلوق میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جو مجھے آپ کے والد گرامی سے زیادہ محبوب ہو اور آپ کے والد گرامی کے بعد تمام مخلوق میں ایسا کوئی نہیں ہے جو مجھے آپ سے زیادہ محبوب ہو۔ اس کے بعد انہوں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کچھ گفتگو کی۔ پھر سیدنا علی اور زبیر رضی اللہ عنہما سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: آپ راست روی سے واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ دونوں ان کے پاس تب تک واپس نہ آئے جب تک کہ (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی) بیعت نہ کر لی۔

533 ۔ عبد خیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِعَلِیٍّ: مَنْ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: الَّذِی لَا نَشُكُّ فِیهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ أَبُو بَکْرِ بْنُ أَبِی قُحَافَةَ، قَالَ: قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: الَّذِی لَا نَشُكُّ فِیهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ الَّذِی تَلِیهِمَا؟ قَالَ: لَا، وَلَا الَّذِی یَلِی یَلِیهِمَا. ❷

میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی ﷺ کے بعد لوگوں میں سے بہترین شخص کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ شخص جس کے (بہتر ہونے) کے بارے میں الحمدللہ ہمیں کوئی شک نہیں ہے (یعنی) ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ تو انہوں نے فرمایا: پھر وہ کہ جس کے متعلق ہمیں الحمدللہ کوئی شک نہیں (یعنی) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا: پھر ان دونوں کے بعد آپ ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں، ان دونوں کے بعد میں نہیں ہوں۔

534 ۔ سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِی، فَلَوْ أَنْفَقَ أَحَدُکُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِیفَهُ)). ❸

میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو ان کے ایک مُد، بلکہ آدھے مُد کے (صدقے کے) اجر و ثواب کو بھی نہیں پہنچ پائے گا۔

توضیح:...... مُد ایک قدیم پیمانے کا نام ہے۔ اس کے وزن کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے: شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اس کا وزن آدھے پیالے کے برابر اور اہل حجاز کے نزدیک ایک رِطل اور ایک تہائی رِطل کے بہ قدر ہے،

❶ [رجال الإسناد ثقات] الفتح لابن حجر: ۷/ ٤٩٥ ❷ [إسناده حسن] تفرّد به المؤلف

❸ [رجال الإسناد ثقات] مضی برقم: ٥

جبکہ اہل عراق اور احناف اسے دو رِطل کے برابر مانتے ہیں۔

535 ۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید اور عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي ، فَلَوْ أَنْفَقَ أَحَدُكُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ عَمَلَ صَاحِبِهِ ، وَلَا نَصِيفَهُ)) . ❶

میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، کیونکہ بلاشبہ تم میں سے کوئی بھی شخص اگر اُحد پہاڑ کے بہ قدر سونا بھی خرچ کر دے تو وہ آپ ﷺ کے صحابی کے ایک عمل، بلکہ آدھے عمل کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

توضیح :...... اس حدیث میں آپ ﷺ کا خطاب صحابہ کے بعد آنے والے لوگوں سے ہے جن کا بڑے سے بڑا عمل بھی صحابہ کے ایک معمولی سے عمل کے مقام و مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ انہوں نے اس وقت جان و مال کی قربانیاں پیش کیں جب اسلام کی بنیاد رکھی جا رہی تھی اور ان چند نفوسِ قدسیہ کے سوا پوری دنیا میں اسلام کی حمایت میں قدم اُٹھانے والا کوئی نہ تھا۔

536 ۔ ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خطبے میں یہ ارشاد فرماتے سنا کہ:

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ، ثُمَّ رَجُلٌ لَوْ شِئْتُ لَأَخْبَرْتُكُمْ بِهِ . ❷

رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے بہتر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں، پھر جو آدمی بہتر ہے اگر میں چاہوں تو تمہیں اس کا بھی بتا سکتا ہوں۔

537 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَاهُ أَهْلُ نَجْرَانَ فَنَاشَدُوهُ لَمَا زِدْتَنَا إِلَى أَرْضِنَا ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا أَفْعَلُ ، إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ رَشِيدَ الْأَمْرِ ، وَلَنْ أُغَيِّرَ مَا فَعَلَ . ❸

ان کے پاس اہل نجران آئے اور انہوں نے اللہ کا واسطہ دیتے ہوئے کہا کہ آپ نے ہماری زمینوں میں اضافہ نہیں کیا۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا، بلاشبہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بہت سمجھدار آدمی تھے اور ان کے جاری کردہ کام کو ہرگز تبدیل نہیں کروں گا۔

538 ۔ عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَخْيَرُكُمْ وَأَفْضَلُكُمْ أَبُو بَكْرٍ ، وَاسَانِي بِنَفْسِهِ ، وَزَوَّجَنِي ابْنَتَهُ . وَخَيْرُ أَمْوَالِكُمْ مَالُ أَبِي بَكْرٍ ، أَعْتَقَ مِنْهُ بِلَالًا ، وَحَمَلَ نَبِيَّكُمْ إِلَى دَارِ الْهِجْرَةِ)) . ❹

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تم سب سے بہتر اور افضل ہیں، انہوں نے اپنی جان کے ساتھ میری خدمت کی اور اپنی بیٹی کی میرے ساتھ شادی کی۔ اور تمہارے مالوں میں سے بہترین مال ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا ہے، انہوں نے اس مال سے

---

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٦ ❷ [رجاله ثقات] مضى برقم: ٤٠

❸ [إسناده ضعيف] مصنف ابن أبي شيبة: ٦/ ٣٥٧ـ السنة لعبد الله بن أحمد: ٢/ ٥٥٩

❹ [إسناده ضعيف جدًا] الأحاديث المختارة للمقدسي: ٣٢

بلال (رضی اللہ عنہ) کو آزاد کرایا اور تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دارالہجرت کی طرف جانے کے لیے سواری مہیا کی۔

539 ۔ امام ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ . ❶

سب سے پہلے جو صاحب اسلام لائے وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

540 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي قُلْتُ: إِنَّ قَوْمِي لَا يُصَدِّقُونِي)) ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يُصَدِّقُكَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ . ❷

جس رات مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میں نے کہا: میری قوم مجھے سچا نبی نہیں مانے گی۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ابوبکر صدیق آپ کی تصدیق کریں گے۔

541 ۔ زر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَهُ ، يُقَاتِلُونَ عَلَى دِينِهِ ، فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا ، فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ ، وَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ سَيِّءٌ ، وَقَدْ رَأَى أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيعًا أَنْ يَسْتَخْلِفُوا أَبَا بَكْرٍ . ❸

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا تو سب سے بہترین دل آپ کے صحابہ کے نظر آئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آپ کے وزراء بنا دیا۔ وہ آپ کے دین کی حمایت میں قتال کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے جسے بہتر سمجھا وہ اللہ کے ہاں بھی بہتر ہی نکلا اور جسے مسلمانوں نے برا خیال کیا تو وہ اللہ کے ہاں بھی برا ہی ٹھہرا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ نے یہی رائے دی کہ وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کریں گے۔

توضیح :...... گویا جب آپ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خواہش اور رائے پر منتخب ہوئے تو یقیناً اللہ کے ہاں اچھے ہونے کا اعزاز پایا۔

542 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا بَكْرٍ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ: لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ، وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ . ❹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حجۃ الوداع سے پہلے ایک حج کا امیر بنا کر بھیجا کہ وہ لوگوں میں اعلان کر

❶ [الحسن بن يزيد لم أجده والباقون ثقات] مضى برقم: ٢٦٥ ، ٢٧٣

❷ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٤٠

❸ [الحسن بن يزيد لم أجده والباقون ثقات] مسند أحمد: ١/ ٣٧٩۔المستدرك للحاكم: ٣/ ٧٨۔كشف الأستار: ١/ ٨١۔المعجم الكبير للطبراني: ٩/ ١١٨۔مسند أبي داود الطيالسي: ١/ ٣٣

❹ [إسناده ضعيف] صحيح البخاري: ٨/ ٨٢۔سنن الترمذي: ٥/ ٢٧٥

دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور نہ ہی کوئی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا۔

543 ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہو گئے اور اسی مرض میں آپ کی وفات ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ أَبُو بَكْرٍ))، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ حِينَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَمُرْ عُمَرَ لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِيُصَلِّ بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ))، فَرَاجَعَتْهُ عَائِشَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ أَبُو بَكْرٍ، فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ))، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَمَا حَمَلَنِي حِينَئِذٍ عَلَى أَنْ أُكَلِّمَهُ فِي ذَالِكَ إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ يَتَشَاءَمَ النَّاسُ بِأَوَّلِ رَجُلٍ يَقُومُ مَقَامَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَاللّٰهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي أَنْ يُحِبَّ النَّاسُ رَجُلًا يَقُومُ مَقَامَ رَسُولِ اللّٰهِ أَبَدًا. [1]

ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول! یقیناً ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت نرم دِل انسان ہیں، وہ جب قرآن پڑھیں گے تو اپنے آنسو روک نہیں پائیں گے، چنانچہ آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر ہی لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہی بات دوہرائی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائیں، یقیناً تم تو یوسف کے ساتھ والیاں ہو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے اس وقت یہ بات کرنے پر صرف اس چیز نے برانگیخت کیا تھا کہ لوگ اس پہلے شخص (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے بارے میں بری سوچ نہ سوچیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہو گئے ہیں، اللہ کی قسم! میرے دِل میں یہ یقین نہیں پیدا ہو رہا تھا کہ لوگ اس شخص کو پسند کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑا ہو گا۔

544 ۔ ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل روایت منقول ہے۔ [2]

545 ۔ ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَا وَهْبُ! أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ رَجُلٌ آخَرُ. [3]

اے وہب! کیا میں تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت کے افضل شخص کا نہ بتاؤں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر ایک اور آدمی ہے۔

546 ۔ ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ رَجُلٌ آخَرُ. [4]

کیا میں تمہیں اس امت کے پیغمبر کے بعد ان کے بہترین شخص کا نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو انہوں

[1] [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٢/ ١٦٥۔ صحيح مسلم: ١/ ٣١٣

[2] [إسناده صحيح] التذكرة: ٢/ ٥٢٤ [3] [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤٠٢

[4] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٢٢٠۔ مصنف ابن أبي شيبة: ٧/ ٤٣٣

نے فرمایا: وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر ایک اور آدمی ہے۔

547 ۔ ابو جحیفہ ہی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ رَجُلٌ آخَرُ. ❶

کیا میں تمہیں اس امت کے نبی کے بعد ان کے بہترین شخص کا نہ بتاؤں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر ایک اور آدمی ہے۔

548 ۔ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، وَلَوْ شِئْتُ لَسَمَّيْتُ الثَّالِثَ. ❷

اس اُمت کے پیغمبر کے بعد بہترین شخصیت ابوبکر رضی اللہ عنہ، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور اگر میں چاہوں تو تیسرے شخص کا نام بھی لے سکتا ہوں۔

549 ۔ عبداللہ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خطبے میں یہ فرماتے سنا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ عُمَرُ. ❸

کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین ہستی کا نہ بتلاؤں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد بہترین شخصیت کا نہ بتاؤں؟ وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

550 ۔ سند کے اختلاف کے ساتھ اسی کے مثل روایت منقول ہے۔ ❹

551 ۔ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ خَيْرَ مَنْ تَرَكَ نَبِيُّكُمْ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، وَلَقَدْ عَلِمْتُ مَكَانَ الثَّالِثِ. ❺

بلاشبہ ان لوگوں میں سے کہ جن کو تمہارے پیغمبر چھوڑ کر گئے ہیں؛ بہترین شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور میں تیسرے شخص کا نام بھی جانتا ہوں۔

552 ۔ ابن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ: يَا أَبَتِ، مَنْ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ. ❻

میں نے (اپنے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے) پوچھا: اے ابا جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون سا شخص لوگوں میں سے بہتر ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ تو انہوں نے فرمایا: پھر عمر رضی اللہ عنہ۔

553 ۔ محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤٠٢

❷ [إسناده صحيح] السنة لعبد الله بن أحمد: ٢/ ٥٨١

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤٠

❹ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤١

❺ [إسناده حسن] الشريعة للآجري: ١٨١١

❻ [إسناده صحيح] مصنف ابن أبي شيبة: ٦/ ٣٥٠ ـ السنة لعبد الله بن أحمد: ٢/ ٥٧٨

قُلْتُ لِعَلِيٍّ: يَا أَبَتَاهُ، أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ . ❶

میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے ابا جان! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے کون سی شخصیت بہتر ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ انہوں نے فرمایا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ۔

554۔ محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا:

مَنْ خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ قَالَ: يَا بُنَيَّ، خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ . ❷

اس اُمت کے نبی کے بعد سب سے بہترین شخص کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! اس اُمت کے نبی کے بعد سب سے بہترین شخص سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے پوچھا: پھر کون؟ تو انہوں نے فرمایا: پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ۔

555۔ عبداللہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

إِيَّاكُمْ وَالْأَحَادِيثَ إِلَّا حَدِيثٌ كَانَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ، فَإِنَّ عُمَرَ كَانَ يُخِيفُ النَّاسَ بِاللّٰهِ . سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ)) . وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ، فَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ وَشَرَهٍ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)) . ❸

تم احادیث بیان کرنے سے بچو؛ سوائے ان احادیث کے جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیان کی جاتی رہیں، وہ لوگوں کو اللہ کا خوف دِلایا کرتے تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دِین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میں تو بس خزانچی ہوں (یعنی دینے والا تو اللہ ہے) سو جس کو میں خوشی سے دوں تو اس کے لیے اس چیز میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور جسے میں مانگنے پر اور (اس کے) حرص کے سبب دوں تو وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے جو کھاتا رہتا ہو لیکن اس کا پیٹ نہ بھرتا ہو۔

556۔ عبد خیر الہمدانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے سنا:

إِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، وَإِنَّا قَدْ أَحْدَثْنَا بَعْدَهُمْ أَحْدَاثًا يَقْضِي اللّٰهُ فِيهَا مَا أَحَبَّ . ❹

یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت کی بہترین شخصیت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور یقیناً ہم نے ان کے بعد ایسی چیزیں ایجاد کر لی ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ وہی فیصلہ فرمائے گا جو وہ پسند کرے گا۔

توضیح:...... چیزیں ایجاد کرنے کا مطلب ہے کہ ہم نے ان دونوں خلفاء کے پُرامن مثالی دور کے بعد نئے

❶ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٧/ ٣١٥ ❷ [إسناده صحيح] السنة لابن أبي عاصم: ٢/ ٥٧١

❸ [إسناده صحيح لغيره] صحيح مسلم: ٢/ ٧١٨ ❹ [إسناده حسن] مضى برقم: ١٢٨

نئے اختلافات پیدا کر لیے ہیں، جن میں سے ایک اختلاف منصبِ خلافت کا تھا، ایسے معاملات کے بارے میں اللہ تعالیٰ جو چاہے گا فیصلہ فرما دے گا۔

557 ۔ سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نُفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَوْهُ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَرِنَا رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، فَقَالَ: ((النَّبِيُّ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَعُثْمَانُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَعَلِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَطَلْحَةُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَالزُّبَيْرُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) . قَالَ سَعِيدُ بْنُ فُلَانٍ ، أَوْ فُلَانُ بْنُ سَعِيدٍ: وَأَنَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَاللّٰهِ لَا أُخْبِرُهُ بَعْدَكُمْ أَحَدًا أَبَدًا . [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں کوئی جنتی شخص دِکھلایئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جنتی ہیں، ابوبکر اور عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہے، علی جنتی ہے، طلحہ جنتی ہے، زبیر جنتی ہے، عبدالرحمان بن عوف جنتی ہے اور سعد بن ابی وقاص جنتی ہے، رضی اللہ عنہم۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں بھی جنتی ہوں، اللہ کی قسم! میں یہ بات تمہارے بعد کبھی کسی کو نہیں بتلاؤں گا۔

558 ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اتَّهِمُوا الرَّأْيَ عَلَى الدِّينِ ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَأَنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِرَأْيِي اجْتِهَادًا إِلَيْهِ مَا آلُو عَنِ الْحَقِّ ، وَالْكِتَابُ يُكْتَبُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اكْتُبُوا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ)) ، فَقَالَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو: إِذَنْ قَدْ صَدَّقْنَاكَ بِمَا تَقُولُ ، وَلٰكِنَّا نَكْتُبُ كَمَا نَكْتُبُ: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ ، فَرَضِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَبَيْتُ عَلَيْهِمْ ، حَتّٰى قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ: ((تَرٰى أَنِّي قَدْ رَضِيتُ وَتَأْبٰى؟)) قَالَ: فَرَضِيتُ . [2]

انہوں نے دِین کے معاملے میں رائے کو بُرا جانا۔ ابوجندل کے روز میں نے خود کو دیکھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور اپنی رائے سے اجتہاد کر رہا تھا، حق بات سے بھی کوئی کوتاہی نہیں کر رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تحریر لکھی جارہی تھی تو آپ نے فرمایا: لکھو: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ اس پر سہیل بن عمرو نے کہا: تب تو ہم آپ کی بات کی تصدیق کر دیں گے (یعنی اگر یہی لکھنا ہے تو پھر اختلاف کس بات کا رہ جائے گا؟) بلکہ ہم تو اسی طرح لکھیں گے جیسے ہم لکھتے ہوتے ہیں، یعنی: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بھی راضی ہو گئے جبکہ میں نے (اس کی یہ بات ماننے سے) انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم دیکھ رہے ہو کہ میں راضی ہو گیا ہوں، پھر بھی تم انکار کر رہے ہو؟ سو میں بھی راضی ہو گیا۔

559 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا يَرٰى أَحَدُهُمُ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي

---

[1] [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ١٨٧ ـ السنن الكبرٰى للنسائي: ٤/ ٧ ـ مسند الحميدي: ١/ ٤٥

[2] [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٦/ ١٤٥ ـ كشف الأستار: ٢/ ٣٣٨ ـ مسند أبي عوانة: ٤/ ٢٤٢

أُفُقٍ مِنْ آفَاقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا)) . قُلْتُ: وَمَا أَنْعَمَا؟ قَالَ: أَخْصَبَا . ❶

بلاشبہ (جنت میں) اونچے درجات والے لوگوں کو ان سے نچلے درجات کے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح کہ ان میں سے کوئی شخص آسمان کے اُفق باقی رہ جانے والے روشن ستارے کو دیکھتے ہو، اور یقیناً ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ان (اونچے درجات والوں) میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔ میں نے کہا: ان سے بھی اچھے ہونے سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ان سے زیادہ ارزانی، فراخی اور خوش حالی میں ہوں گے۔

560 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ [التوبة:٣٤] كَبُرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَقَالُوا: مَا يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ أَنْ يَدَعَ مَالًا لِوَلَدِهِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَنَا أُفَرِّجُ عَنْكُمْ، فَانْطَلَقَ عُمَرُ، وَاتَّبَعَهُ ثَوْبَانُ، فَأَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِنَّهُ قَدْ كَبُرَ عَلٰى أَصْحَابِكَ هٰذِهِ الْآيَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكَاةَ إِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ أَمْوَالِكُمْ، وَإِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيثَ لِأَمْوَالٍ تَبْقٰى بَعْدَكُمْ))، قَالَ: فَكَبَّرَ عُمَرُ وَكَبَّرَ الْمُسْلِمُونَ . ❷

جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ ''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں۔'' تو یہ آیت مسلمانوں پر بہت گراں گزری اور انہوں نے کہا: اس طرح تو ہم میں سے کوئی بھی اپنی اولاد کے لیے مال نہیں چھوڑ سکتا۔ تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس حکم میں تمہارے لیے وسعت پیدا کرواتا ہوں۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف) چلے گئے اور سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے چل پڑے۔ وہ دونوں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! یقیناً آپ کے صحابہ پر یہ آیت بہت گراں گزری ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زکاۃ کو اسی لیے فرض کیا ہے تاکہ وہ تمہارے باقی مال کو پاک کر سکے اور جو تمہارے اموال تمہارے بعد باقی رہیں گے اللہ تعالیٰ نے ان میں وراثت کے حصے بنا دیے ہیں۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ''اللہ اکبر'' کہا اور مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر لگایا۔

561 ۔ ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا:

إِنِّي لَأَحْسِبُهُمَا مِنَ السَّبْعِينَ الَّذِينَ سَأَلَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ فَأُخْبِرُكَ مَا أَعْطٰى مُحَمَّدًا، ثُمَّ تَلَا ﴿وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا﴾ [الأعراف:١٥٥] الْآيَةَ . ❸

میں ان دونوں اصحاب کو ان ستر لوگوں میں سے سمجھتا ہوں جو حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مانگے

❶ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ١٣١

❷ [إسناده ضعيف جدًا] سنن أبي داود: ٢/ ١٢٦ ـ المستدرك للحاكم: ١/ ٤٠٨ ـ السنن الكبرى للبيهقي: ٤/ ٨٣

❸ [إسناده ضعيف جدًا] الطبقات لابن سعد: ٦/ ٣٤٠

تھے لیکن میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے وہ محمد ﷺ کو عطا فرما دیے۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:
﴿وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا﴾ ''اور موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کے ستر آدمی منتخب کر لیے۔''

562 ۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَجَّهَ نَحْوَ أُحُدٍ، فَاتَّبَعَهُ أَبُو ذَرٍّ، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَبُو ذَرٍّ))، قَالَ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَأَنَا فِدَاؤُكَ، فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا وَقَالَ فِي آخِرِهِ: ((أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُخْلِصًا))، فَذَكَرَ خَيْرًا كَثِيرًا. فَلَمَّا جَاءَ الْمَدِينَةَ قَالَ: ((ادْعُوا لِي أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَجَاءَ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُبَشِّرَ النَّاسَ، فَرَدَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِذًا يَتَّكِلُ النَّاسُ عَلٰى قَوْلِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَيَتْرُكُوا الْعَمَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَرْشَدَكَ اللّٰهُ))، أَوْ نَحْوًا مِنْ هٰذَا. ❶

نبی ﷺ اُحد پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے تو ابوذر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ نبی ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ابوذر۔ انہوں نے عرض کیا: جی حضور! میں حاضر ہوں، آپ پر میری جان قربان۔ اس کے بعد راوی نے لمبی حدیث بیان کی اور اس کے آخر میں کہا کہ (آپ ﷺ نے فرمایا:) میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے (اور انہوں نے کہا:) اپنی اُمت کو خوشخبری دے دیجیے کہ جو شخص خلوصِ دل سے ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھے گا؛ اسے بہت سی خیر و بھلائی ملے گی۔ پھر جب آپ مدینہ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوالدرداء کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ وہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ لوگوں کو یہ بشارت سنا دو۔ لیکن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں روک لیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اگر لوگوں کو یہ پتا چل گیا تو وہ ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھنے پر ہی تکیہ کر بیٹھیں گے اور عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی راہنمائی فرمائے۔ یا اسی جیسی کوئی بات فرمائی۔

563 ۔ سیدنا ابومریم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مَا خَلَا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ)). ❷

ابوبکر اور عمر نبیوں اور رسولوں کے علاوہ اگلے پچھلے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔

564 ۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

((يَا أَبَا بَكْرٍ، أَعْطَاكَ اللّٰهُ رِضْوَانَهُ الْأَكْبَرَ))، قَالَ: بِأَبِي وَأُمِّي، وَمَا رِضْوَانُهُ الْأَكْبَرُ؟ قَالَ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ تَجَلّٰى لِلْخَلَائِقِ عَامَّةً وَلَكَ خَاصَّةً)). ❸

اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رضوانِ اکبر عطا کی ہے۔ انہوں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں! اللہ تعالیٰ کی رضوانِ اکبر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ مخلوق

❶ [إسناده ضعيف جدًا] مسند أحمد: ٦/ ٤٤٢　　❷ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٩٣

❸ [موضوع] الموضوعات لابن الجوزي: ١/ ٣٠٤ـ اللآلئ المصنوعة: ١/ ٢٨٦

کے لیے عمومی تجلی فرمائے گا (یعنی اپنا دیدار کرائے گا) جبکہ تمہارے لیے خصوصی تجلی فرمائے گا۔

565 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا ، وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ)) . ❶

اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن اسلامی بھائی چارہ زیادہ فضیلت والا ہے۔

566 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا ، وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ)) . ❷

اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا، البتہ اسلامی بھائی چارہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

توضیح :...... خلیل اس شخص کو کہتے ہیں جو محبت کے اعلیٰ ترین درجے پر فائز ہو، جو جان سے بھی بڑھ کر عزیز ہو۔ ❷

567 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سُدُّوا الْأَبْوَابَ الَّتِي فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ)) . ❸

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے علاوہ مسجد میں کھلنے والے سب دروازے بند کردو۔

توضیح :...... مسجد نبوی کے پڑوس میں رہنے والے صحابہ نے بہ آسانی مسجد میں آنے اور جماعت کے ساتھ اوّلیں وقت میں شامل ہونے کے لیے اپنے اپنے گھروں سے مسجد میں چھوٹے چھوٹے دروازے کھول رکھے تھے، انہی دروازوں سے وہ مسجد میں آتے جاتے تھے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ختم کرنے کا حکم فرمایا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے پیش نظر ان کا دروازہ باقی رکھنے کا حکم دیا۔

568 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ عِلِّيِّينَ لَيَرَاهُمْ مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ ، وَأَنْعَمَا)) . ❹

بلاشبہ (جنت میں) اونچے درجات والے لوگوں کو ان سے کم تر درجات کے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم روشن ستارے کو دیکھتے ہو، اور یقیناً ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ان (اونچے درجات والوں) میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

569 ۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ عِلِّيِّينَ لَيَرَوْنَ مَنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ مِنْ آفَاقِ السَّمَاءِ ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ ، وَأَنْعَمَا)) . ❺

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا ولكن الحديث صحيح] صحيح البخاري: ٥/ ٤

❷ [رجال الإسناد ثقات عدا عمر بن يوسف] صحيح البخاري: ٧/ ١٧

❸ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٣٣١ ❹ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٣١

❺ [عطية ضعيف والباقون ثقات] مضى برقم: ١٦٥

یقیناً بلند و بالا درجات کے حامل لوگوں کو ان سے کم تر درجوں والے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے اُفق پر روشن ستارے کو دیکھتے ہو، اور بلاشبہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان (بالا درجات والوں) میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

570 - سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي أَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَطْرَافِي)) ، قَالَ: ((ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ)) ، فَقَالَ مَنْ حَوْلَهُ: فَمَا أَوَّلْتَ ذَالِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الْعِلْمُ)) . ❶

اس دوران کہ میں سویا ہوا تھا تو (مجھے خواب میں) دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا، سو میں نے اس سے اتنا پیا کہ مجھے انگلیوں کے پوروں سے (دودھ کی) تری جھلکتی ہوئی دکھائی دی۔ فرمایا کہ پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر کو دے دیا۔ جو لوگ آپ کے گرد تھے، انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (دودھ سے مراد) علم ہے۔

توضیح: ......یعنی جب میں علم سے سیر ہو گیا تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔

571 - حمزہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مرض کی تکلیف بہت بڑھ گئی جس میں آپ کی وفات ہوئی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ أَبُو بَكْرٍ)) . ❷

ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

572 - عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بہ آوازِ بلند فرمایا کرتے تھے:

اجْتَنِبُوا اللَّغْوَ فِي الْمَسَاجِدِ . ❸

مساجد میں فضول گفتگو اور بے مقصد کام کرنے سے اجتناب کیا کرو۔

573 - سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تُعْجِبُهُ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ فَيَسْأَلُ عَنْهَا ، فَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ: ((أَيُّكُمْ رَأَى رُؤْيَا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: رَأَيْتُ كَأَنَّ مِيزَانًا مِنَ السَّمَاءِ ، فَوُزِنْتَ وَأَبُو بَكْرٍ فَرَجَحْتَ بِأَبِي بَكْرٍ ، وَوُزِنَ أَبُو بَكْرٍ بِعُمَرَ ، فَرَجَحَ أَبُو بَكْرٍ بِعُمَرَ ، ثُمَّ وُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ بِعُثْمَانَ ، ثُمَّ رُفِعَ الْمِيزَانُ ، فَاسْتَاءَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ، ثُمَّ يُؤْتِي اللّٰهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ)) . ❹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے خواب پسند ہوا کرتے تھے اور آپ ان کے متعلق پوچھتے بھی ہوتے تھے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم میں سے کس نے خواب دیکھا؟ تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے

---

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٣٢٠　❷ [مرسل ، ورجاله ثقات] مضى برقم: ٧٨

❸ [لم أجد مزاحم والباقون ثقات] تفرّد به المؤلف　❹ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٩٤

دیکھا کہ ایک ترازو کو آسمان سے اتارا گیا، پھر آپ کو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت آپ کا پلڑا بھاری رہا، پھر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو تولا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پلڑا جھک گیا، پھر عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کو تولا گیا تو عثمان رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت عمر رضی اللہ عنہ کا پلڑا اوزنی رہا، پھر ترازو کو اُٹھا لیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خواب سن کر کبیدہ خاطر ہو گئے اور فرمایا: (اس سے مراد) نبوت کی خلافت ہے، پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا حکومت دے گا۔

574 ۔ محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِأَبِي: يَا أَبَتِ، مَنْ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أَوَمَا عَلِمْتَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: عُمَرُ، قَالَ: ثُمَّ عَجِلْتُ لِلْحَدَاثَةِ فَقُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ يَا أَبَتِ؟ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ، أَبُوكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، لَهُ مَا لَهُمْ، وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْهِمْ. ❶

میں نے اپنے والد (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: اے ابا جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے بہترین شخص کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ تو انہوں نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر میں نے بات کرنے میں جلدی کی اور کہا: اے ابا جان! پھر آپ ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تمہارا باپ تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہے، اس کو بھی ان کاموں کا اجر ملے گا جن کا انہیں ملے گا اور اس کو بھی ان کاموں کی سزا ملے گی جن کی انہیں ملے گی۔

575 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَ رَجُلًا فِي حَاجَةٍ وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ يَمِينِهِ، وَعُمَرُ عَنْ يَسَارِهِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَلَا تَبْعَثُ هٰذَيْنِ؟ فَقَالَ: ((كَيْفَ أَبْعَثُهُمَا وَهُمَا مِنَ الدِّينِ كَمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ مِنَ الرَّأْسِ؟)). ❷

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کسی ضروری کام بھیجنا چاہا، آپ کے دائیں جانب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بائیں جانب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ ان دونوں کو کیوں نہیں بھیج دیتے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں انہیں کیسے بھیج دوں؛ جبکہ ان دونوں کا دین میں وہی مقام ہے جو سر میں کانوں اور آنکھوں کا ہے؟

576 ۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، جبکہ ہم غار میں موجود تھے:

((يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟)). ❸

اے ابوبکر! تمہارا ان دو آدمیوں کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا (ساتھی) اللہ تعالیٰ ہو؟

577 ۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ إِلَى سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، وَذَكَرَهُ بِطُولِهِ. ❹

---

❶ [إسناده حسن لغيره] شعب الإيمان للبيهقي: ٦/ ٣٥٠

❷ [إسناده ضعيف جدًا] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٥٢۔ الحلية لأبي نعيم: ٤/ ٩٣

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٢٣

❹ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ١٢/ ١٤٤۔ مسند أحمد: ١/ ٥٥

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو مہاجرین سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ (کوخلیفہ بنانے کے لیے ان) کے پاس جمع ہو گئے اور انصار سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف اکٹھے ہو گئے۔ آگے راوی نے لمبی حدیث بیان کی۔

578 - سیدنا ابواَروٰی سدوسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَيَّدَنِي بِهِمَا)) . ❶

تمام تر حمد وستائش اس ذاتِ الٰہ کے لیے ہے جس نے ان دونوں کے ساتھ میری تائید فرمائی۔

579 - سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ، فَأَمَرَ بِأَمْرِهٖ، فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَجِدْكَ؟ فَقَالَ: ((ائْتِ أَبَا بَكْرٍ)) . ❷

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے آپ سے کسی مسئلے کے بابت بات چیت کی، تو آپ ﷺ نے اسے اس (مسئلے کا جو بھی حکم تھا وہ) حکم بتایا۔ تو اس عورت نے کہا: (اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو پھر کیا آپ (مجھے کسی سے راہنمائی لینے) حکم فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس چلی جانا۔

توضیح:...... اس عورت کا مطلب تھا کہ اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ زندہ نہ ہوں، آپ وفات پا چکے ہوں تو پھر میں آپ کی جگہ کس سے راہنمائی لوں؟ تو آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ یہ ایک طرح سے نبی ﷺ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب منتخب کرنے کا اشارہ بھی تھا۔

580 - عبداللہ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ ثُمَّ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ ثُمَّ قَالَ: عُمَرُ . ❸

کیا میں تمہیں اس اُمت کے پیغمبر ﷺ کے بعد ان کے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ پھر آپ نے فرمایا: وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس امت کے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ پھر (خود ہی) بتلا دیا کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

581 - سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ هُوَ دُونَهُمْ كَمَا يُرَى الْكَوْكَبُ الدُّرِّيُّ فِي أُفُقٍ مِنْ آفَاقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا)) . ❹

بلاشبہ (جنت میں) اونچے درجات والے لوگوں کو ان سے ادنیٰ درجات کے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح

❶ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٣٧

❷ [الحديث من أصح الصحاح] صحيح البخاري: ٧/ ١٧ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٥ ـ مسند أحمد: ٤/ ٨٣

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤٠ ❹ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٣١، ١٦٥

آسمان کے اُفق پر روشن ستارے کو دیکھا جاتا ہے، اور یقیناً ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان (اونچے درجات والوں) میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

582 ۔ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے تو فرمایا:

((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ))، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ، فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ))، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ، فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ))، قَالَ: فَأَمَّ أَبُوبَكْرٍ النَّاسَ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❶

ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر بہت نرم دِل انسان ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر بہت نرم دِل انسان ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر) فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، یقیناً تم یوسف کے ساتھ والیاں ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی لوگوں کی امامت کرادی تھی۔

توضیح:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دِل بہت نرم ہے، وہ مصلیٰ امامت پر آپ کی جگہ کھڑے نہیں ہو پائے گے، ان میں اتنی ہمت نہیں ہے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر اس سے بھی اہم مسئلہ تھا، اور وہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے مصلیٰ امامت پر کھڑا کر کے لوگوں کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ میرے بعد میری نیابت کا بار ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر ہوگا۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خود ہی خلیفہ منتخب کر گئے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جو ''یوسف کے ساتھ والیاں'' کہا، یہ آپ نے خفگی کے انداز میں فرمایا تھا، اس کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک نامناسب کام کے لیے کہا تھا اسی طرح تم میرا حکم ماننے کی بہ جائے ایک ایسی بات کہہ رہی ہو کہ جو مناسب نہیں ہے۔ وہ بات یہ تھی کہ آپ کی ازواجِ مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مشورہ دے رہی تھیں کہ آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دینے کی بہ جائے عمر رضی اللہ عنہ سے کہیں، وہ نہایت دلیری اور ہمت والے ہیں، وہ یہ کام بہ خوبی سرانجام دے سکیں گے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف امامت ہی نہیں بلکہ خلافت کی تعیین کا اشارہ دینا چاہتے تھے، اس لیے بار بار سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہی حکم صادر فرما رہے تھے کہ وہی لوگوں کو امامت کروائیں۔

583 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا نَفَعَنَا مَالٌ مَا نَفَعَنَا مَالُ أَبِي بَكْرٍ)). ❷

ہمیں کسی مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا فائدہ ہمیں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے دیا ہے۔

584 ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا:

لَوْ أَنَّ لِيَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ هَوْلِ يَوْمِ الْمَطْلَعِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقُلْتُ: صَحِبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، وَصَحِبْتَ أَبَا بَكْرٍ فَفَارَقَكَ

---

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٧٨ ❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٢٤

وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ وَلِيتَ الْمُسْلِمِينَ فَعَدَلْتَ فِيهِمْ، قَالَ: أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ. ❶

اگر میرے پاس ساری دنیا اور اس میں موجود ہر شے ہوتی تو میں اسے قیامت کی ہولنا کی کے عوض میں فدیہ دے دیتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں اور جب وہ آپ سے جدا ہوئے تو آپ سے راضی وخوش تھے، اسی طرح آپ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے، وہ بھی جب آپ سے جدا ہوئے تو آپ سے راضی وخوش تھے، پھر آپ مسلمانوں کے حاکم بن گئے تو آپ نے ان میں عدل کیا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنی یہ باتیں مجھے ایک بار پھر سناؤ۔

585 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ: ((مَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا الْيَوْمَ؟)) قَالَ عُمَرُ: أَنَا، قَالَ: ((فَمَنْ تَصَدَّقَ الْيَوْمَ؟)) قَالَ عُمَرُ: أَنَا، قَالَ: ((فَمَنْ عَادَ مَرِيضًا؟)) قَالَ عُمَرُ: أَنَا، قَالَ: ((فَمَنْ شَيَّعَ جِنَازَةً؟)) قَالَ عُمَرُ: أَنَا، قَالَ: ((وَجَبَتْ لَكَ)) يَعْنِي الْجَنَّةَ. ❷

نبی ﷺ نے اپنے صحابہ سے پوچھا: آج روزہ کس نے رکھا ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: آج صدقہ کس نے کیا؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: آج مریض کی عیادت کس نے کی؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: آج جنازے میں شرکت کس نے کی؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر جنت واجب ہوگئی۔

586 ۔ سعید بن قیس الخارفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے سنا:

سَبَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ، وَثَلَّثَ عُمَرُ، ثُمَّ خَبَطَتْنَا فِتْنَةٌ فَمَا شَاءَ اللّٰهُ. ❸

رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے رحلت فرما گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی (یعنی وہ خلیفہ بنے) اور تیسرے نمبر پر عمر رضی اللہ عنہ آئے، پھر اللہ کی مشیت کے مطابق ہمیں فتنوں نے گھر لیا۔

587 ۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَبْرَأُ إِلَى كُلِّ خَلِيلٍ مِنْ خُلَّتِهِ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلَكِنْ وُدٌّ وَإِخَاءُ إِيمَانٍ، وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ)). ❹

میں ہر دوست کی دوستی سے مستغنی ہوں، اگر میں کسی کو خلیل (دلی دوست) بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن محبت اور ایمانی بھائی چارہ قائم ہے، اور بلاشبہ تمہارے صاحب (یعنی نبی ﷺ) اللہ کے خلیل ہیں۔

588 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

---

❶ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ٩٢۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٧٦

❷ [إسناده ضعيف والحديث صحيح] صحيح مسلم: ٢/ ٧١٣۔ مسند أحمد: ٣/ ١١٨۔ كشف الأستار: ١/ ٤٨٩۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٣/ ١٦٣

❸ [إسناده حسن لغيره] مضى برقم: ٢٤١

❹ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٤/ ١٨٥٦۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٠٦۔ سنن ابن ماجه: ١/ ٣٦۔ مسند أحمد: ١/ ٣٧٧

مَا أَدْرَكْتُ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِينَا فِي كُلِّ يَوْمٍ طَرَفَيِ النَّهَارِ، فَأَتَانَا ذَاتَ يَوْمٍ فِي نَحْرَةِ الظَّهِيرَةِ فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ، هَلْ عَلَيْنَا مِنْ عَيْنٍ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّمَا أَنَا وَأُمُّ رُومَانَ وَعَائِشَةُ، قَالَ: ((فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَذِنَ لِي بِالْهِجْرَةِ))، قَالَ: فَالصُّحْبَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((لَكَ الصُّحْبَةُ))، قَالَ: فَإِنَّ عِنْدِي رَاحِلَتَيْنِ قَدْ أَعْدَدْتُهُمَا لِهٰذَا الْيَوْمِ، فَخُذْ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَ: ((بِالثَّمَنِ يَا أَبَا بَكْرٍ))، فَخَرَجَا جَمِيعًا. ❶

میں نے اپنے والدین کو ہمیشہ دِین داری کی حالت میں ہی پایا۔ رسول اللہ ﷺ روزانہ صبح وشام ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دِن آپ سخت دوپہر کے وقت ہمارے پاس آئے اور فرمایا: اے ابوبکر! کیا یہاں کوئی ہماری بات تو نہیں سن سکتا؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! گھر میں صرف میں، اُمِ رومان اور عائشہ ہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کا حکم فرمایا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ساتھ کسے لے جا رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آپ کا ساتھ چاہیے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس دو سواریاں ہیں، میں انہیں اس دِن کے لیے تیار کیا ہے، آپ ان میں سے ایک لے لیجیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! قیمت کے ساتھ لوں گا۔ پھر آپ دونوں روانہ ہو گئے۔

589 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے بیماری کی حالت میں فرمایا:

((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ))، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَرِهْتُ أَنْ يَتَشَاءَمَ النَّاسُ بِأَبِي، فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ، وَمَتٰى مَا يَقُمْ مَقَامَكَ يَبْكِ، فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ، فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ))، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَعَادَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((إِنَّكُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، يَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ)). ❷

ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس بات کو ناپسند جانا کہ لوگ میرے والد سے بدشگونی لیں گے، چنانچہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ (نبی ﷺ سے) کہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت نرم دِل شخص ہیں، وہ جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رو پڑیں گے، چنانچہ اگر آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرما دیں (تو زیادہ بہتر ہوگا)۔ تو نبی ﷺ نے (سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے کہنے کے باوجود بھی یہی) فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کو دوبارہ وہی بات کہی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ تم یوسف کے ساتھ والیاں ہوں، ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، اللہ تعالیٰ اور مومنین صرف ابوبکر کو ہی (امام) تسلیم کریں گے۔

توضیح:...... بدشگونی لینے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کے مصلّٰی امامت پر دیکھیں گے تو کہیں نبی ﷺ کی زندگی کے بارے میں اپنی اپنی رائے قائم نہ کرنے لگ جائیں اور یہ نہ سمجھ لیں کہ آپ کا آخری وقت آ گیا ہے، یا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کسی بدگمانی کا شکار نہ ہو جائیں کہ یہ کیوں آپ ﷺ کے مصلّٰی پر کھڑے ہوئے ہیں۔

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٢٣٠ ❷ [إسناده منقطع ولكن الحديث صحيح] مضى برقم: ٧٨

اور آپ ﷺ کے اس فرمان کہ "اللہ تعالیٰ اور مومنین صرف ابوبکر کو ہی (امام) تسلیم کریں گے" سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا امامت کے لیے انتخاب صرف نبی ﷺ کی طرف سے نہیں تھا بلکہ اللہ کی مرضی بھی اس میں شامل تھی۔

590 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ ظُلَّةً تَنْطِفُ سَمْنًا وَعَسَلًا، وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهُ، فَالْمُسْتَقِلُّ وَالْمُسْتَكْثِرُ، وَرَأَيْتُ سَبَبًا وَاصِلًا إِلَى السَّمَاءِ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ آخَرُ بَعْدَكَ فَعَلَا، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ آخَرُ بَعْدَهُ فَعَلَا، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ آخَرُ بَعْدَهُ فَانْقَطَعَ، فَوُصِلَ لَهُ فَعَلَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، دَعْنِي أَعْبُرْهَا، قَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ فَهُوَ الْإِسْلَامُ، وَأَمَّا مَا تَنْطِفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ، فَهُوَ الْقُرْآنُ حَلَاوَتُهُ وَلِينُهُ، وَالنَّاسُ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهُ فَالْمُسْتَقِلُّ وَالْمُسْتَكْثِرُ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ إِلَى السَّمَاءِ فَهُوَ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ آخَرُ بَعْدَكَ فَعَلَا، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ آخَرُ بَعْدَهُ فَعَلَا، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ آخَرُ بَعْدَهُ فَانْقَطَعَ فَوُصِلَ لَهُ، فَقَالَ: أَصَبْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَصَبْتَ بَعْضًا، وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا))، قَالَ: أَقْسَمْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((لَا تُقْسِمْ يَا أَبَا بَكْرٍ)). [1]

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بادل سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اسے لینے کے لیے ہتھیلیاں پھیلائے ہوئے تھے، کچھ نے کم لیا اور کچھ نے خوب خوب لیا، اور میں نے ایک رسّی دیکھی جو آسمان سے ملی ہوئی تھی، آپ نے اس رسّی کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے، پھر ایک دوسرے آدمی نے اسے پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا، پھر ایک اور آدمی نے پکڑا اور وہ بھی چڑھ گیا، اس کے بعد ایک اور آدمی نے اسے پکڑا لیکن وہ رسّی ٹوٹ گئی۔ پھر اس رسّی کو جوڑ دیا گیا تو وہ بھی اوپر چڑھ گیا۔ یہ خواب سن کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت مرحمت فرمائیے کہ میں اس کی تعبیر بتلاؤں۔ پھر انہوں نے کہا: بادل سے مراد اسلام ہے اور اس سے ٹپکنے والا گھی اور شہد؛ اسلام کی ملائمت اور شیرینی ہے۔ جو لوگ اسے لینے کے لیے ہتھیلیاں پھیلائے ہوئے ہیں؛ یہ وہی ہیں جو (قرآن سے اپنا حصہ) زیادہ یا کم لینے والے ہیں۔ آسمان تک پہنچنے والی رسّی وہ حق ہے جس پر آپ ﷺ قائم ہیں، آپ نے اسے پکڑا ہے اور (ایک روز آپ) اوپر چڑھ جائیں گے، پھر ایک اور آدمی اسے پکڑے گا اور وہ بھی اوپر چڑھ جائے گا، پھر ایک اور آدمی اسے پکڑے گا اور وہ بھی اوپر چڑھ جائے گا، اس کے بعد ایک اور آدمی اسے پکڑے گا تو وہ رسّی ٹوٹ جائے گی، پھر اس کے لیے اسے جوڑا جائے گا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے درست تعبیر بیان کی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آپ نے کچھ درست بیان کی اور کچھ میں غلطی کر بیٹھے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں قسم دیتا ہوں (کہ آپ مجھے غلطی سے آگاہ فرمایئے)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! قسم مت دو۔

[1] [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ١٢/ ٤٣١۔ صحيح مسلم: ٤/ ١٧٧٧۔ سنن الترمذي: ٤/ ٥٤٢۔ سنن ابن ماجه: ٢/ ٢٨٩۔ سنن الدارمي: ٢/ ١٢٨۔ مسند أحمد: ١/ ٢٣٦

591 ۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَكُنِ الْقُرْآنُ جُمِعَ، إِنَّمَا كَانَ فِي الْعُسُبِ، وَالْكَرَانِيفِ، وَجَرَائِدِ النَّخْلِ، وَالسَّعَفِ، فَلَمَّا قُتِلَ سَالِمٌ يَوْمَ الْيَمَامَةِ ۔ قَالَ سُفْيَانُ: وَهُوَ أَحَدُ الْأَرْبَعَةِ الَّذِينَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْهُمْ)) ۔ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ بِأَهْلِ الْقُرْآنِ، وَقَدْ قُتِلَ سَالِمٌ مَوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأَخَافُ أَنْ لَا يَلْقَى الْمُسْلِمُونَ زَحْفًا آخَرَ إِلَّا اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ فِيهِمْ، فَاجْمَعِ الْقُرْآنَ فِي شَيْءٍ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَذْهَبَ، قَالَ: فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَفْعَلَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلَّذِي شَرَحَ صَدْرَ عُمَرَ، قَالَ: فَأَرْسِلْ إِلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَادْعُهُ حَتّٰى يَكُونَ مَعَنَا؛ فَإِنَّهُ كَانَ شَابًّا حَدَثًا ثَقِفًا يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيَ فَادْعُهُ، حَتّٰى يَكُونَ مَعَنَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، فَأَرْسَلَا إِلَيَّ فَدَعَوَانِي، فَجِئْتُ إِلَيْهِمَا، فَقَالَا: إِنَّا نُرِيدُ أَنْ نَجْمَعَ الْقُرْآنَ فِي شَيْءٍ، تَكُونُ مَعَنَا، فَإِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُنْتَ حَدَثًا ثَقِفًا، فَقُلْتُ لَهُمَا: وَكَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ ذَاكَ لِهٰذَا، قَالَ: فَلَمْ يَزَالَا بِي حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صُدُورَهُمَا، قَالَ: فَتَتَبَّعْنَاهُ فَكَتَبْنَاهُ. ❶

جب رسول اللہ ﷺ کی رحلت ہوئی تو اس وقت قرآن (کتابی صورت میں) جمع نہیں کیا گیا تھا بلکہ ہڈیوں، کھجور کے پتوں، کھجور کی ٹہنیوں اور شاخوں پہ لکھا ہوا تھا۔ جب سالم رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی، کہ جوان چار اصحاب میں سے تھے جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان لوگوں سے قرآن (کا علم) حاصل کرو۔ (ان کی شہادت کے بعد) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: (جنگ یمامہ میں) بہت سے قراء شہید ہو گئے ہیں، ابوحذیفہ کے آزادکردہ غلام سالم رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے ہیں اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ مسلمانوں کو کوئی اور جنگ لڑنا پڑ گئی تو اس میں بھی (قراء) شہید ہو جائیں گے، چنانچہ قرآن کو کسی چیز میں جمع کر لیجیے، کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ کہیں یہ ضائع نہ ہو جائے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ مجھے اس کام کے کرنے کا کیونکر حکم فرما رہے ہیں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسلسل یہی بات کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اس بات کے لیے سینہ کھول دیا جس کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا تھا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایئے، تاکہ وہ بھی ہمارے ساتھ ہو جائے۔ چنانچہ ان دونوں اصحاب نے میری طرف پیغام بھیجا اور مجھے بلایا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ قرآن کو کسی چیز میں جمع کر لیں، لہٰذا آپ بھی ہمارے ساتھ مل جائیں، کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی کی کتابت کیا کرتے تھے اور آپ نوجوان اور قوی حافظے کے مالک ہیں۔ میں نے ان سے کہا: آپ ایسا کام کیوں کرنے لگے ہیں جسے نبی ﷺ نے نہیں کیا؟ تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی بات میں نے کہی تھی۔

❶ [إسناده منقطع ولكن الحديث صحيح] صحيح البخاري: ٨/ ٣٤٤ـسنن الترمذي: ٥/ ٢٨٣ـمسند أحمد: ١/ ١٣

زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں مسلسل مجھے آمادہ کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا بھی اس کام کے لیے شرح صدر کر دیا جس کے لیے ان دونوں کا شرح صدر کیا تھا۔ پھر ہم نے اسے جمع کرنا شروع کر دیا اور (ایک جگہ) لکھ لیا۔

592 - سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَمُوتُ نَبِيٌّ حَتّٰى يَؤُمَّهُ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِهِ)). [1]

کسی بھی نبی کی اس وقت تک وفات نہیں ہوتی جب تک کہ ان کی اُمت میں سے کوئی شخص ان کی امامت نہیں کرا لیتا۔

593 - سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَخَذَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِيَدِي فَأَرَانِي بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِي تَدْخُلُ مِنْهُ أُمَّتِي))، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰى أَرَاهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَا إِنَّكَ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي)). [2]

جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دِکھلایا جس سے میری اُمت داخل ہوگی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا جی چاہ رہا ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور میں بھی اسے دیکھ پاتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! یقیناً میری اُمت میں سب سے پہلے آپ ہی جنت میں داخل ہوں گے۔

594 - سیدہ بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ نَذَرَتْ إِنَّ اللّٰهُ رَدَّ رَسُولَهُ مِنْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا أَنْ تَضْرِبَ عِنْدَهُ بِالدُّفِّ، فَرَجَعَ وَقَدْ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَأَخْبَرَتْهُ، فَقَالَ: ((اضْرِبِي))، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ، فَلَمَّا سَمِعَتْ حِسَّهُ أَلْقَتِ الدُّفَّ وَجَلَسَتْ مُنْقَمِعَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَا هَا هُنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُثْمَانُ، إِنِّي لَأَحْسَبُ الشَّيْطَانَ يَفْرَقُ مِنْكَ يَا عُمَرُ)). [3]

ایک سیاہ فام عورت نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوے سے (بہ خیر و عافیت) واپس لوٹا دیا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دف بجائے گی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے اور اللہ نے آپ کو مالِ غنیمت سے بھی نوازا، تو اس عورت نے آپ کو (اپنی نذر کے متعلق) بتلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بجا لو۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو وہ دف بجاتی رہی، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو پھر بھی وہ بجاتی رہی، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اس نے ان کی آہٹ سنی تو دف کو پھینک دیا اور پردے کی اوٹ میں جا کر بیٹھ گئی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہاں میں، ابو بکر اور عثمان موجود تھے، لیکن اے عمر! مجھے لگتا ہے شیطان آپ سے ڈرتا ہے۔

595 - سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا نَفَعَنِي مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ))، فَبَكٰى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: مَا أَنَا وَمَالِي يَا رَسُولَ

---

[1] [إسناده ضعيف جدًا] مضى الحديث أطول منه برقم: ٢١٦ [2] [إسناده صحيح] مضى برقم: ٢٥٨

[3] [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤٨٠

اللّٰهِ إِلَّا لَكَ . ❶

مجھے کسی مال سے کبھی اس قدر فائدہ حاصل نہیں ہوا جس قدر فائدہ مجھے ابوبکر کے مال سے ہوا ہے۔ (یہ سن کر) ابوبکر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں بھی اور میرا مال بھی آپ ہی کے لیے تو ہے۔

596 ۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ كَمَا يَرٰى أَحَدُكُمُ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا)) . ❷

بلاشبہ (جنت میں) اونچے درجات والے لوگوں کو ان سے کم تر درجات کے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح کہ ان میں سے کوئی شخص آسمان کے اُفق پر روشن ستارے کو دیکھتا ہے، اور یقیناً ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی ان (اونچے درجات والوں) میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

597 ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

((لَا يُبْغِضُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يُحِبُّهُمَا مُنَافِقٌ)) . ❸

ابوبکر اور عمر سے کوئی مومن بُغض نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی کوئی منافق ان دونوں سے محبت رکھ سکتا ہے۔

598 ۔ ابوحصین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ مَا وُلِدَ لِآدَمَ بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ أَفْضَلُ مِنْ أَبِي بَكْرٍ . ❹

اللہ کی قسم! اولادِ آدم میں نبیوں اور رسولوں کے بعد ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے افضل کوئی نہیں ہے۔

599 ۔ ابن ابی خالد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

نَظَرَتْ عَائِشَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا سَيِّدَ الْعَرَبِ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ، وَأَبُوكِ سَيِّدُ كُهُولِ الْعَرَبِ، وَعَلِيٌّ سَيِّدُ شَبَابِ الْعَرَبِ)) . ❺

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو کہا: اے عرب کے سردار۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: میں اولادِ آدم کا سردار ہوں، اور مجھے کوئی فخر نہیں، اور تمہارے والد (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) عرب کے عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں اور علی (رضی اللہ عنہ) عرب کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

600 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ: ((ائْتِنِي بِكِتَابٍ؛ حَتّٰى أَكْتُبَ لِأَبِي بَكْرٍ كِتَابًا لَا يُخْتَلَفُ عَلَيْهِ))، فَلَمَّا قَامَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُونَ أَنْ يُخْتَلَفَ عَلٰى رَأْيِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ)) . ❻

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٢٥
❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٣١، ١٦٤
❸ [إسناده ضعيف جدًا] الفوائد لأبي قاسم الرازي: ٢/ ٢٣٥
❹ [إسناده ضعيف] تاريخ بغداد: ٢/ ٩٨
❺ [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٢٤ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣١
❻ [إسناده ضعيف والحديث صحيح] مضى برقم: ٢٠٥

جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت بہت ناساز ہوگئی تو آپ نے عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: میرے پاس لکھنے کی کوئی چیز لاؤ، تاکہ میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے لیے ایک تحریر لکھ دوں، جس پر اختلاف نہ کیا جائے۔ جب عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور مومنوں نے اس بات کا انکار کر دیا کہ ابوبکر پر اختلاف کیا جائے گا (یعنی سب ہی آپ کو قبول کر لیں گے)۔

601 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا كُنَّا نُبْعِدُ أَنْ تَكُونَ السَّكِينَةُ تَنْطِقُ بِلِسَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ . [1]

ہم اس بات کو بعید از امکان نہیں سمجھا کرتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینت بولتی تھی۔

توضیح: ......سکینت سے مراد زبان کا وقار و سنجیدگی اور دِل کا سکون و اطمینان ہے، جو رب تعالیٰ کی طرف سے اس کے نیکوکار اور پاکباز بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔

602 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ ، وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ يَمِينِهِ ، وَعُمَرُ عَنْ يَسَارِهِ ، فَقَالَ: ((هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) . [2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو آپ کے دائیں جانب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور آپ کے بائیں جانب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دِن ہم اسی طرح اُٹھائے جائیں گے۔

603 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَبُو بَكْرٍ صَاحِبِي وَمُؤْنِسِي فِي الْغَارِ ، سُدُّوا كُلَّ خَوْخَةٍ فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا خَوْخَةَ أَبِي بَكْرٍ)) . [3]

ابوبکر (ہجرتِ مدینہ کے وقت) غار میں میرے ساتھی اور میرے غم خوار تھے، (لہٰذا) ابوبکر کی کھڑکی کے علاوہ مسجد میں (کھلنے والی) ہر کھڑکی کو بند کر دو۔

604 ۔ سیدنا ابوعنبہ خولانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُثَابُ عَلَى الْإِسْلَامِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ، وَلَوْ حَدَّثْتُكُمْ بِثَوَابِ مَا يُعْطَى أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مَا بَلَّغْتُ)) . [4]

سب سے پہلے اسلام پر جسے ثواب عطا کیا گیا وہ ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں اور اگر میں تمہیں وہ ثواب بیان کروں جو ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کو دِیا گیا تو میں وہ بیان نہیں کر پاؤں گا۔

605 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

اِرْتَدَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ ، فَكَانَ إِذَا مَرَّ عَلَى الْمَلَأِ مِنْ

---

[1] [إسناده صحيح] مضى برقم: ٣١٠ [2] [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٧٧

[3] [إسناده ضعيف ولكن الحديث صحيح] صحيح البخاري: ١/ ٥٥٨ ـ مسند أحمد: ١/ ٢٧٠

[4] [إسناده ضعيف جدًا] التاريخ الكبير: ١/ ٣٥

قُرَيْشٍ قَالُوا لَهُ: يَا أَبَا بَكْرٍ ، مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ مَعَكَ؟ فَيَقُولُ: هٰذَا رَجُلٌ يَهْدِينِي السَّبِيلَ . ❶

رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھے، جب آپ قریش کے سرداروں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا: اے ابوبکر! تمہارے ساتھ یہ آدمی کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ آدمی مجھے راستہ دِکھا رہے ہیں۔

توضیح:...... سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ مجھے راستہ دِکھا رہے ہیں۔ اس سے مشرکین یہ سمجھے کہ یہ مدینہ جانے کا راستہ بتلا رہے ہیں جبکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دِل میں اس سے مراد یہ لیا تھا کہ یہ میری دینی راہنمائی کر کے مجھے جنت کا راستہ دِکھا رہے ہیں۔

606 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَالْعَنُوهُمْ)) . ❷

جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو کہ جو میرے صحابہ کو گالی دیتے ہوں تو ان پر لعنت کر دیا کرو۔

607 ۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ، وَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ خَلِيلٌ ، أَلَا إِنَّ خَلِيلِي أَبُو بَكْرٍ)) . ❸

یقیناً اللہ عزوجل نے مجھے خلیل بنایا ہے، جس طرح اس نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔ یقیناً ہر نبی کا اس کی اُمت میں سے ایک خلیل رہا ہے، سنو! بلاشبہ میرا خلیل ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہے۔

608 ۔ ابوعون محمد بن عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ:

صَدَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا ، فَأَتَى الْبَطْحَاءَ ، فَكَوَّمَ كَوْمًا مِنَ الْبَطْحَاءِ ، ثُمَّ اسْتَلْقَى فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَيْهَا ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ: اللّٰهُمَّ كَبِرَتْ سِنِّي ، وَرَقَّ عَظْمِي ، وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِي ، وَتَخَوَّفْتُ الْعَجْزَ ، فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ عَاجِزٍ ، وَلَا مَفْتُونٍ .

قَالَ: فَقَامَ مِنْ مَضْجَعِهِ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ:

جَزَى اللّٰهُ خَيْرًا مِنْ أَمِيرٍ وَبَارَكَتْ　يَدُ اللّٰهِ فِي ذَاكَ الْإِهَابِ الْمُمَزَّقِ
قَضَيْتَ أُمُورًا ثُمَّ غَادَرْتَ بَعْدَهَا　بَوَائِجَ فِي أَكْمَامِهَا لَمْ تُفَتَّقِ
فَمَنْ يَسْعَ أَوْ يَرْكَبْ جَنَاحَيْ نَعَامَةٍ　لِيُدْرِكَ مَا قَدَّمْتَ بِالْأَمْسِ يُسْبَقِ
فَمَا كُنْتُ أَرْجُو أَنْ تَكُونَ وَفَاتُهُ　بِكَفَّيْ سَبَنْتِيٍّ أَزْرَقِ الْعَيْنِ مُطْرِقِ

ثُمَّ وَلَّى عَنْهُ ، فَقَالَ عُمَرُ: عَلَيَّ الرَّجُلَ ، فَطُلِبَ فَلَمْ يُوجَدْ ، فَظَنَّ عُمَرُ أَنَّ الرَّجُلَ مِنَ الْجِنِّ نَعَى إِلَيْهِ نَفْسَهُ ، فَمَا لَبِثَ بِالْمَدِينَةِ إِلَّا قَلِيلًا حَتَّى أُصِيبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ . ❹

جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آخری حج سے واپس آئے تو بطحا مقام پر آ کر مٹی کا ایک ٹیلہ سا بنایا، پھر اس پر اپنا

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا والحديث صحيح] صحيح البخاري: ۷/ ۲۴۹

❷ [إسناده ضعيف جدًا] سنن الترمذي: ۵/ ۶۹۷　❸ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ۷۳

❹ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ۳۶۱، ۳۶۲

سر رکھ کر لیٹ گئے اور اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا: اے اللہ! میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں، میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں، میری رعایا منتشر ہو چکی ہے اور میں بے بسی سے ڈرتا ہوں، لہٰذا مجھے بے بس ہونے اور کسی فتنے کا شکار ہونے سے پہلے ہی اپنے پاس بلا لے۔ اس کے بعد جب آپ وہاں سے اُٹھے تو آپ سے ایک آدمی ملا، اس نے یہ اشعار پڑھے:

جَزَى اللّٰهُ خَيْرًا مِنْ أَمِيرٍ وَبَارَكَتْ ... يَدُ اللّٰهِ فِي ذَاكَ الْإِهَابَ الْمُمَزَّقِ

قَضَيْتَ أُمُورًا ثُمَّ غَادَرْتَ بَعْدَهَا ... بَوَائِجَ فِي أَكْمَامِهَا لَمْ تُفَتَّقِ

فَمَنْ يَسْعَ أَوْ يَرْكَبْ جَنَاحَيْ نَعَامَةٍ ... لِيُدْرِكَ مَا قَدَّمْتَ بِالْأَمْسِ يُسْبَقِ

فَمَا كُنْتُ أَرْجُو أَنْ تَكُونَ وَفَاتُهُ ... بِكَفَّيْ سَبَنْتِيٍّ أَزْرَقِ الْعَيْنِ مُطْرِقِ

''اللہ تعالیٰ اس امیر المومنین کو اچھا بدلہ دے اور برکات کا نزول ہو کہ جس پھٹے ہوئے چمڑوں میں بھی اللہ کی تائید و نصرت شامل ہوتی تھی۔ (اے امیر المومنین!) آپ نے ان امور کو ادا کر دیا ہے، پھر اس کے بعد آپ ایسی آفات چھوڑ گئے کہ جو اپنی آستینوں میں بھی کھل نہ پائیں۔ سو جو شخص کوشش کرتا ہے یا شتر مرغ کے پروں پر سوار ہو جاتا ہے تو یقیناً وہ تیرے گزشتہ سبقت لے جانے والے امور کو بھی پا لیتا ہے۔ میں یہ بالکل اُمید نہیں کرتا تھا کہ آپ کی وفات ایسے سنگدل شخص کے ہاتھوں ہوگی جس کی آنکھیں زرد ہیں اور فطرت کا کمینہ ہے۔''

یہ اشعار پڑھ کر وہ آدمی آپ کے پاس سے غائب ہو گیا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آدمی کو ڈھونڈ کر میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اسے تلاش کیا گیا لیکن وہ نہ ملا۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ایسا لگا کہ جیسے وہ جن تھا اور آپ کو آپ کی موت کی اطلاع دے کر گیا ہے (کیونکہ اس نے آپ کے قاتل کا حلیہ بھی بیان کر دیا تھا) سو اس کے بعد مدینے میں آپ کو کچھ ہی عرصہ ہوا تھا کہ آپ کی شہادت ہو گئی۔

609 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

آخَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَأَقْبَلَ أَحَدُهُمَا آخِذًا بِيَدِ صَاحِبِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى سَيِّدَيْ كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَيْنِ الْمُقْبِلَيْنِ)). [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ چنانچہ (ایک روز) ان میں سے ایک صاحب دوسرے کا ہاتھ پکڑے آ رہے تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی خواہش ہو کہ وہ نبیوں اور رسولوں کے علاوہ اگلے پچھلے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے دو سرداروں کو دیکھے تو وہ ان آنے والے دو صاحبوں کو دیکھ لے۔

610 ۔ میمون بن مہران رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ [التحریم:۳] ''اور جب نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی ایک بیوی سے راز کی بات کہی۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ مطہرہ

[1] [مرسل، رجاله ثقات] مضى برقم: ۹۳، ۱۲۹

(سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا) سے یہ بات کہی تھی کہ میرے بعد ابوبکر میرے خلیفہ ہوں گے۔ ❶

611 ۔ فرات بن سائب رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [التحريم:٤] ''اور اگر تم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو گی تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ، جبرائیل اور نیک اہل ایمان اس کے دوست و مددگار ہیں۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ 'نیک اہل ایمان' سے مراد سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ ❷

612 ۔ حسن بن سہل بیان کرتے ہیں کہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا:

مَا كَتَمَ أَحَدٌ الْعِلْمَ فَأَفْلَحَ . ❸

کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس نے علم چھپایا ہو اور کامیاب ہو گیا ہو۔

توضیح :......علم چھپانے سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس کسی مسئلے کا علم ہو اور وہ سائل کی راہنمائی نہ کرے، یا طلباء کو علم کی دولت سے محروم رکھے۔ فرمایا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ علم چھپانے والا کامیاب ہوا ہو، وہ اگر بہ ظاہر ترقی کر بھی لیتا ہے تو درحقیقت ناکام و نامراد ہی رہتا ہے۔

613 ۔ سری بن یحییٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَرَأَ الْحَسَنُ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ [المائدة:٥٤] حَتّٰى قَرَأَ الْآيَةَ قَالَ: فَقَالَ الْحَسَنُ: فَوَلَّاهَا أَبَا بَكْرٍ وَأَصْحَابَهُ . ❹

امام حسن بصری رحمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ....الخ﴾ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے، وہ مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے، جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے؛ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت والا اور بہ خوبی علم رکھنے والا ہے۔'' اس کے بعد امام حسن رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کو اس آیت کا مصداق بنایا۔

614 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا كُنَّا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ . ❺

---

❶ [رجال إسناده ثقات] تفسير القرطبي: ١٨/ ١٨٧

❷ [خالد بن العوام لم يذكر بجرح ولا تعديل] مضى برقم: ٩٨، ١٦١

❸ الدر المنثور: ٢/ ٢٩

❹ [إسناده صحيح] الحلية لأبي نعيم: ٨/ ٢١١ـ السنة لأبي بكر بن الخلال: ٢/ ٤٨٢ـ الشريعة للآجري: ٤/ ٦٨٧

❺ [لم أجد عمر بن ابراهيم والباقون ثقات] مضى برقم: ٣٧٢

ہم اس بات کو بعید از امکان نہیں سمجھا کرتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینت بولتی تھی۔

615 ۔ قیس بن ابوحازم سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ . ❶

جب سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تب سے ہم ہمیشہ غالب ہی رہے۔

616 ۔ طلحہ بن عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ، وَرَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ)) . ❷

ہر نبی کا ایک ساتھی ہوتا ہے اور جنت میں میرا ساتھی عثمان ہوگا۔

617 ۔ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِهَا بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ؟ ثُمَّ سَكَتَ . ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ پھر آپ خاموش ہو گئے۔

618 ۔ اختلافِ سند کے ساتھ گزشتہ حدیث کے ہی مثل ہے۔ ❹

619 ۔ ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل حدیث مروی ہے۔ ❺

620 ۔ اختلافِ رُواۃ کے ساتھ یہی حدیث مروی ہے۔ ❻

621 ۔ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ قَالُوا: بَلٰى، قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ سَكَتَ سَكْتَةً، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ عُمَرُ . ❼

کیا میں تمہیں اس اُمت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ پھر آپ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا: کیا میں تمہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

622 ۔ شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قِيلَ لِعَلِيٍّ: أَلَا تُوصِي؟ قَالَ: مَا أَوْصٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُوصِي، وَلٰكِنْ إِنْ

---

❶ [لم أجد عمر بن ابراهيم والباقون ثقات] مضى برقم: ۳۷۲

❷ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ۵/ ۶۲۴۔سنن ابن ماجه: ۱/ ۴۰

❸ [لم أجد عمر بن ابراهيم والباقون ثقات] مضى برقم: ۴۰

❹ [لم أجد عمر بن ابراهيم والباقون ثقات] مضى برقم: ۴۱۲

❺ [إسناده ضعيف جدًا] التاريخ الكبير: ۱/ ۱۷۱

❻ [إسناده ضعيف] شرح أصول اعتقاد أهل السنة: ۷/ ۴۰۶

❼ [إسناده ضعيف جدًا] مسند أحمد: ۲/ ۲۰۰

يُرِدِ اللّٰهُ بِالنَّاسِ خَيْرًا فَسَيَجْمَعُهُمْ عَلٰى خَيْرِهِمْ، كَمَا جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ عَلٰى خَيْرِهِمْ. ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کیا آپ وصیت نہیں کریں گے؟ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصیت نہیں کی جو میں بھی کروں، البتہ اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنا چاہی تو عنقریب انہیں بہتر شخص پر متفق کر دے گا، جس طرح کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے بہترین شخص (یعنی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) پر متفق کیا تھا۔

623 ۔ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أُمِرْتُ أَنْ أُوَلِّيَ الرُّؤْيَا أَبَا بَكْرٍ)). ❷

مجھے حکم دیا گیا کہ میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے خواب کی تعبیر کراؤں۔

توضیح:...... اس سے مراد وہ خواب ہے جس کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں روایت نمبر 590 میں بیان ہوا ہے، جس میں خود سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کے خواب کی تعبیر کرنے کی اجازت چاہی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجازت مرحمت فرمانے پر پھر انہوں نے خواب کی تعبیر کی۔

624 ۔ احنف بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رِجَالٌ عَلٰى بَابِ عُمَرَ، فَمَرَّتْ بِهِمْ جَارِيَةٌ، فَقَالُوا: هٰذِهِ سَرِيَّةُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَتْ: إِنِّي لَا أَحِلُّ، إِنِّي مِنْ مَالِ اللّٰهِ، قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ، فَقَالَ: أَتَدْرُونَ مَا لِعُمَرَ مِنْ مَالِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ حُلَّتَاهُ: حُلَّةُ شِتَائِهِ وَقَيْظِهِ، وَمَطِيَّتُهُ الَّتِي يَتَبَلَّغُ عَلَيْهَا لِحَجِّهِ وَعُمْرَتِهِ، وَقُوتُهُ كَقُوتِ رَجُلٍ. ❸

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر کچھ آدمی کھڑے تھے، ان کے پاس سے ایک لونڈی گزری تو انہوں نے کہا: یہ امیرالمومنین کی کنیز ہے۔ تو اس نے کہا: میں حلال نہیں ہوں، میں تو اللہ کا مال ہوں۔ جب اس بات کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پتا چلا تو انہوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کے مال میں سے عمر کا کیا حصہ ہے؟ یہ دو چوغے، ایک سردیوں کے لیے اور ایک گرمیوں کے لیے، ایک سواری؛ جس پر سوار ہو کر وہ حج یا عمرے کے لیے جا سکے اور ایک عام آدمی جتنا راشن۔

625 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ أَيِّدِ الْإِسْلَامَ بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ))، فَأَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ. ❹

اے اللہ! ابوجہل بن ہشام کے ذریعے یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کی مدد فرما (یعنی ان دونوں میں سے کسی ایک کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرما) چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا] كنز العمال: ١١/ ٥٤٤ـ السنة لابن أبي عاصم: ١١٢ـ فضائل الصديق لابن العشاري: ص ٥

❷ [إسناده ضعيف] ضعيف الجامع: ١/ ٣٨٥ـ الفتح الكبير: ١/ ٢٦١

❸ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٢٧٥

❹ [إسناده ضعيف جدًا] المستدرك للحاكم: ٣/ ٨٣ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٦١

قبول کرلیا، پھر وہ (علانیہ طور پر) نکلے اور مسجد حرام میں نماز پڑھی۔

626 ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا أَخَذْتُهَا رَغْبَةً فِيهَا، وَلَا إِرَادَةَ اسْتِئْثَارٍ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَلَا حَرَصْتُ عَلَيْهَا يَوْمًا وَلَا لَيْلَةً قَطُّ، وَلَا سَأَلْتُهَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً، وَلَقَدْ تَقَلَّدْتُ أَمْرًا عَظِيمًا لَا طَاقَةَ لِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُعِينَنِي اللّٰهُ عَلَيْهِ. ❶

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے اسے (یعنی عہدۂ خلافت کو) رغبت کے ساتھ قبول نہیں کیا، نہ ہی کسی مسلمان پر ترجیح وفوقیت پانے کا ارادہ تھا، نہ ہی میں نے ایک بھی دن یا ایک بھی رات اس کی لالچ رکھی اور نہ ہی میں نے اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ یا علانیہ طور پر اس کا سوال کیا، یقیناً مجھے ایسے عظیم کام کی ذمہ داری اُٹھانا پڑ گئی جس کی مجھ میں طاقت نہیں تھی، سوائے اس صورت کے کہ اللہ تعالیٰ میری اس پر مدد فرمائے۔

627 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ أَوَّاهًا حَلِيمًا، وَإِنَّ عُمَرَ نَاصَحَ اللّٰهَ فَنَصَحَهُ اللّٰهُ، وَقَدْ كُنَّا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ نَرٰى أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ، يَعْنِي عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ، وَقَدْ كُنَّا نَرٰى أَنَّ الشَّيْطَانَ يَهَابُهُ أَنْ يَأْمُرَهُ بِالْخَطِيئَةِ. ❷

یقیناً سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت نرم دل اور بڑے بردبار تھے اور بلاشبہ عمر رضی اللہ عنہ نے سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے ساتھ خیرخواہی کی۔ یقیناً ہم اصحاب محمد رضی اللہ عنہم یہ رائے رکھا کرتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینت بولتی ہے اور یقیناً ہم یہ بھی سمجھا کرتے تھے کہ شیطان انہیں گناہ کا کہنے سے ڈرتا ہے۔

628 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ سَبْعَ سِنِينَ، قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِي يَوْمًا مِنَ الْأَيَّامِ، فَخَرَجَ إِلٰى حَدِيقَةٍ مِنْ حَدَائِقِ الْمَدِينَةِ فَدَخَلَهَا، وَأَغْلَقْتُ الْبَابَ عَلَيْهِ، قَالَ: فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَقَّ الْبَابَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((افْتَحْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، وَإِنَّهُ الْوَالِي مِنْ بَعْدِي))، قَالَ: فَفَتَحْتُ لَهُ الْبَابَ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ وَأَنَّهُ هُوَ الْوَالِي مِنْ بَعْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَسَبَقَتْهُ عَيْنَاهُ، وَدَخَلَ فَأَغْلَقْتُ الْبَابَ، قَالَ: فَجَاءَ عُمَرُ فَدَقَّ الْبَابَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((افْتَحْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، وَأَنَّهُ سَيَلِي مِنْ بَعْدِي))، قَالَ: فَفَتَحْتُ لَهُ الْبَابَ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ وَأَنَّهُ سَيَلِي مِنْ بَعْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَشَهِقَ شَهْقَةً ظَنَنْتُ أَنَّ رَأْسَهُ انْصَدَعَ مِنْهَا، قَالَ: وَدَخَلْتُ وَغَلَّقْتُ الْبَابَ. وَذَكَرَ الْحَدِيثَ. ❸

میں نے سات برس تک نبی ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ ایک روز آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مدینے کے ایک باغ میں لے گئے۔ پھر آپ اس میں داخل ہو گئے اور میں نے آپ کے داخل ہونے کے بعد اس

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا] المستدرك للحاكم: ٣/ ٦٦ ❷ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ١١٢، ١٧٨

❸ [إسناده ضعيف] السنة لابن أبي عاصم: ١١٣ ـ الفضائل لابن خيثمة: ص ٢٤٧

کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھول دیا اور انہیں جنت کی بشارت سنائی، اور وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفہ بنے۔ وہ اندر آئے تو میں نے دروازہ بند کر دیا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو، یقیناً یہ میرے بعد نگران بنیں گے۔ میں نے ان کے لیے دروازہ کھول دیا اور انہیں جنت کی بشارت سنائی، اور وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نگران بنے۔ پھر آپ کا سانس گھٹ سا گیا، مجھے لگا کہ آپ کا سر اس سے پھٹ جائے گا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں اندر آ گیا اور دروازہ بند کر دیا۔ آگے راوی نے مکمل حدیث بیان کی۔

629 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنَا أَنْ نَصُبَّ عَلَيْهِ مِنْ مَاءٍ سَبْعَ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ ، قَالَتْ: فَوَضَعْنَاهُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ ، ثُمَّ شَنَنَّا عَلَيْهِ الْمَاءَ ، حَتّٰى أَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ كُفُّوا ، قَالَتْ: ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ ، فَسُدُّوا هٰذِهِ الْأَبْوَابَ الشَّوَارِعَ كُلَّهَا فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا خَوْخَةَ أَبِي بَكْرٍ ، فَإِنَّهُ لَيْسَ امْرُؤٌ أَمَنَّ عَلَيْنَا فِي إِخَائِهِ وَذَاتِ يَدِهِ مِنِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ)) . [1]

رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوئے تو آپ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم آپ پر ایسی سات مشکوں کا پانی ڈالیں جن کے سربند نہ کھولے گئے ہوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے لگن (کپڑے دھونے کے بڑے برتن) میں بٹھا دیا، پھر ہم آپ پر پانی ڈالنے لگیں، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بس کر دو۔ پھر آپ ﷺ منبر پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: امابعد! ان تمام دروازوں کو بند کر دو جو مسجد میں راستے بنے ہوئے ہیں، سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے، کیونکہ کوئی بھی آدمی ایسا نہیں ہے کہ جس کا اپنے بھائی چارے اور اپنی قربانیوں کے سلسلے میں ابن ابی قحافہ (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر مجھ پر احسان ہو۔

630 ۔ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُهُ الْحَقُّ عُمَرُ ، وَأَوَّلُ مَنْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ ، وَأَوَّلُ مَنْ يَأْخُذُ بِيَدِهِ يُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ)) . [2]

حق تعالیٰ سب سے پہلے جس شخص سے مصافحہ کرے گا، سب سے پہلے جسے سلام کہے گا اور سب سے پہلے جس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا، وہ عمر رضی اللہ عنہ ہے۔

631 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَنْظُرُونَ إِلٰى أَهْلِ الدَّرَجَاتِ فَوْقَهُمْ كَمَا يَنْظُرُ أَحَدُكُمْ إِلَى الْكَوْكَبِ الدُّرِّيِّ

[1] [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٦٧ ، ١٣٤ ، ٥١٢

[2] [إسناده ضعيف] سنن ابن ماجه: ١/ ٣٩ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٨٤ـ العلل المتناهية: ١/ ١٩٢

فِي الْأُفُقِ مِنْ آفَاقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْ أُولَئِكَ، وَأَنْعَمَا)). ❶

بلاشبہ (عام) جنتی لوگ اپنے سے اوپر فائز بلند و بالا درجات والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم میں سے کوئی شخص آسمان کے اُفق پر روشن ستارے کو دیکھتا ہے، اور یقیناً ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ان (بلند و بالا درجات والے) لوگوں میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

632 - سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا کہ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا عَلِيُّ، هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ، لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ)). ❷

اے علی! یہ دونوں، نبیوں اور رسولوں کے علاوہ اگلے پچھلے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔ اے علی! تم انہیں یہ بات مت بتانا۔

633 - سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو آتے دیکھا تو فرمایا:

((يَا عَلِيُّ، هٰذَانِ الْمُقْبِلَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ، لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ بِذَالِكَ)). ❸

اے علی! یہ جو دو صاحب آرہے ہیں یہ نبیوں اور رسولوں کے علاوہ اگلے پچھلے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔ اے علی! تم ان کو یہ بات مت بتلانا۔

634 - امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا كُنَّا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَكُونُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ. ❹

ہم اس بات کو بعید از امکان نہیں سمجھا کرتے تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینت ہوتی ہے۔

635 - عمرو بن حریث بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ. ❺

اس اُمت کے بہترین شخص، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد، سیدنا ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔

636 - سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ عَنْهُ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، ثُمَّ أَهْلُ الْبَقِيعِ يُبْعَثُونَ مَعِي، ثُمَّ أَهْلُ مَكَّةَ، ثُمَّ أُحْشَرُ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ)). ❻

میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کو شق کیا جائے گا، پھر ابوبکر و عمر (کی قبروں) کو (کھولا جائے گا)، پھر اہل بقیع (یعنی بقیع میں دفن لوگوں کو) اٹھایا جائے گا، پھر اہل مکہ کو، پھر حرمین کے درمیان میرا حشر ہوگا۔

---

❶ [إسناده ضعيف] مسند أبي يعلى الموصلي: ٢/ ٣٦٩

❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٩٣

❸ [إسناده ضعيف] راجع الحديث السابق

❹ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٣١٠

❺ [رجال الإسناد ثقات] السنة لابن أبي عاصم: ١١٩٣

❻ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٥٠٧

توضیح:...... اس حدیثِ مبارکہ میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب اور ان کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔

637 ۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا)) . ❶

اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔

638 ۔ شیبہ بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَدَعَ صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا قَسَمْتُهَا ، فَقُلْتُ: إِنَّهُ كَانَ لَكَ صَاحِبَانِ ، النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ، لَمْ يَفْعَلَا ذَالِكَ ، قَالَ: هُمَا الْمَرْآنِ أَقْتَدِيهِمَا . ❷

یقیناً میرا ارادہ ہے کہ میں کوئی سونا اور چاندی نہ چھوڑوں؛ مگر اسے تقسیم کر دوں۔ (شیبہؒ کہتے ہیں کہ) میں نے کہا: آپ کے دونوں ساتھیوں (یعنی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو ایسا نہیں کیا۔ تو آپ نے فرمایا: وہ دونوں ایسے بزرگ تھے کہ میں ان ہی کی پیروی کروں گا۔

639 ۔ عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

سُئِلَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: مَا أَشَدُّ مَا رَأَيْتَ الْمُشْرِكِينَ نَالُوا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: أَشَدُّ مَا رَأَيْتُ مِنْهُمْ نَالُوا مِنْهُ قَطُّ أَنَّهُمْ عَدَوْا عَلَيْهِ يَوْمًا فَأَخَذُوهُ وَهُوَ يَطُوفُ ، يَعْنِي بِالْبَيْتِ ، فَأَخَذُوا بِجُمْعِ رِدَائِهِ فَلَبَّبُوهُ وَقَالُوا: أَنْتَ الَّذِي تَسُبُّ آلِهَتَنَا ، وَتَنْهَانَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا؟ فَيَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَعَمْ ، أَنَا ذَاكَ)) ، وَأَبُو بَكْرٍ مُحْتَضِنُهُ إِلَيْهِ يَقُولُ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا قَوْمِ ، أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ: رَبِّيَ اللّٰهُ ، وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ؟ قَالَ: وَعَيْنَاهُ تَسْفَحَانِ . ❸

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے مشرکین کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرنے کی سب سے سخت صورت کیا دیکھی ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے ان کی طرف سے جو سخت ترین اذیت دیکھی وہ یہ تھی کہ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو وہ آپ پر ٹوٹ پڑے اور آپ کی ساری چادر کو پکڑ کر اسے کھینچنے لگے اور کہنے لگے: تم ہی وہ آدمی ہو جو ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتے ہو اور ہمیں ان کی پرستش سے منع کرتے ہو جن کی پوجا ہمارے آباء و اجداد کرتے رہے ہیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ہاں، میں ہی ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کو حصار میں لیے ہوئے بلند آواز میں کہہ رہے تھے: اے لوگو! کیا تم ایک آدمی کو صرف اس بنا پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ حالانکہ تمہارے پاس واضح دلائل بھی آ چکے ہیں۔ (یہ کہتے ہوئے) ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

640 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ [إسناده ضعيف والحديث صحيح] مضى الحديث من طرق كثيرة

❷ [إسناده حسن والحديث صحيح] صحيح البخاري: ٣/ ٤٥٦

❸ [إسناده حسن والحديث صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٦٥

((احْفَظُونِي فِي أَصْحَابِي، وَأَزْوَاجِي، وَأَصْهَارِي)). ❶

میرے صحابہ، میری ازواج مطہرات اور میرے دامادوں کے معاملات میں میرا خیال رکھا کرو۔

توضیح :...... خیال رکھنے کا مطلب ہے کہ ان سے میری نسبت کا لحاظ رکھا کرو۔ میری تعلق داری کی بنا پر ان کا خاص ادب واحترام کیا کرو۔

641 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر، علی، عثمان، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم حراء پہاڑ پر موجود تھے، اتنے میں پہاڑ حرکت کرنے لگا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اهْدَئِي فَمَا عَلَيْكِ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ)). ❷

رُک جاؤ، تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔

642 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنِّي كُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللّٰهُ بِهِ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي، وَإِذَا حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ، فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ، وَإِنَّهُ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ، وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ مُؤْمِنٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ يُصَلِّي، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ))، ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ﴾ [آل عمران:١٣٥] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. ❸

یقیناً میں جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تھا تو اللہ تعالیٰ مجھے اس حدیث سے جس قدر چاہتا فائدہ بخشتا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کوئی آدمی مجھ سے حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا تھا، سو جب وہ مجھے قسم دے دیتا تو میں اس کی تصدیق کر دیتا، اور (یہ حدیث) مجھ سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کی ۔۔۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سچ ہی بولتے ہیں ۔۔۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو بھی مسلمان آدمی کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے، پھر اُٹھ کر اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر نماز پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہ کی) بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ۔۔۔ الخ﴾ ''اور جن لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اسی وقت انہیں اللہ یاد آ جاتا ہے، پھر وہ اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں، کیونکہ اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہوں کو بخش سکتا ہو؟ اور وہ دانستہ کبھی اپنے کیے پر اصرار بھی نہیں کرتے۔''

643 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً فَبَدَا لَهُ أَنْ يَرْكَبَهَا، فَأَقْبَلَتْ بِهِ فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحِرَاثَةِ))، فَقَالَ مَنْ حَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٦ ـ المطالب العالية: ٤/ ١٥١ ـ الكامل لابن عدى: ٢/ ١٠٨

❷ [إسناده حسن والحديث صحيح] مضى برقم: ٨١، ٨٢ ❸ [إسناده حسن] تفسير ابن جرير الطبرى: ٤/ ٦٣

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَإِنِّي آمَنْتُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ))، وَلَمْ يَكُنْ ثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَلَا عُمَرُ، وَقَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ فِي غَنَمِهِ إِذْ جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِشَاةٍ مِنَ الْغَنَمِ، فَطَلَبَهُ، فَلَمَّا أَدْرَكَهُ لَفَظَهَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ: فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ يَكُونُ لَهَا غَيْرِي؟)) فَقَالَ مَنْ حَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: ((فَإِنِّي آمَنْتُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ))، وَلَمْ يَكُنْ ثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَلَا عُمَرُ. ❶

ایک شخص گائے کو ہانکنے لیے جا رہا تھا، پھر وہ اس پر سوار ہو گیا، تو وہ گائے اس کی جانب متوجہ ہو کر بولی: یقیناً ہم اس کے لیے پیدا نہیں کیے گئے، ہمیں تو صرف کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اِرد گرد بیٹھے لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! (یعنی انہوں نے حیرت اور تعجب کا اظہار کیا) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً میں، ابوبکر اور عمر اس پر یقین رکھتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما وہاں موجود نہیں تھے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح ایک شخص اپنی بکریوں میں موجود تھا کہ اچانک بھیڑیا آ گیا اور ایک بکری اٹھا کر لے گیا۔ چرواہا اس کے پیچھے بھاگا، جب اس نے اسے دبوچ لیا تو بھیڑیے نے بکری کو پھینک دیا، پھر آدمی کی طرف متوجہ ہو کر بولا: درندوں والے دِن اسے کون بچائے گا، جس دِن میرے علاوہ ان کا اور کوئی چرواہا نہیں ہو گا؟ لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے اِرد گرد بیٹھے لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! (یعنی انہوں نے حیرت اور تعجب کا اظہار کیا) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً میں، ابوبکر اور عمر اس پر یقین رکھتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما وہاں موجود نہیں تھے۔

644۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُبْعَثُ مِنْهُمْ بَعْثٌ فَيَقُولُونَ: انْظُرُوا هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ الْوَاحِدُ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهِ، ثُمَّ يُبْعَثُ مِنَ النَّاسِ بَعْثٌ فَيُقَالُ: انْظُرُوا هَلْ فِيكُمْ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ أَحَدٌ؟ فَلَا يُوجَدُ أَحَدٌ مِنْهُمْ))، قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ فَلَوْ سَمِعُوا بِرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِي مِنْ وَرَاءِ الْبُحُورِ لَالْتَمَسُوهُ، ثُمَّ لَا يَجِدُونَهُ)). ❷

عنقریب لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ ان میں سے ایک جنگی دستہ بھیجا جائے گا اور لوگ کہیں گے: دیکھو کہ تم میں اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم میں سے کوئی آدمی ہے؟ تو ایک آدمی مل جائے گا، چنانچہ اسی کی برکت سے لوگوں کو فتح نصیب ہو جائے گی۔ پھر لوگوں میں سے ایک دستہ بھیجا جائے گا اور کہا جائے گا: دیکھو، کیا تم میں اصحابِ رسول میں سے کوئی ہے؟ تو کوئی بھی نہیں ملے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: عنقریب لوگوں پر ایسا دِن آئے گا کہ اگر لوگ سمندر پار بھی میرے کسی صحابی کی موجودگی کا سنیں گے تو اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے، لیکن انہیں کوئی نہیں ملے گا۔

---

❶ [إسناده ضعيف ولكن الحديث من أصح الصحاح] مضى برقم: ۱۸۳

❷ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ۱۰/ ۱۸

645 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَبْغَضَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَهُوَ مُنَافِقٌ)) . ❶

جو شخص ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) سے بُغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔

646 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى يَنْظُرُونَ إِلَى عِلِّيِّينَ كَمَا تَنْظُرُونَ إِلَى الْكَوْكَبِ الطَّالِعِ فِي السَّمَاءِ ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ ، وَأَنْعَمَا)) . ❷

بلاشبہ بلند درجات والے لوگ بہت بالا درجات والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان میں طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو، اور یقیناً ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

647 ۔ عیسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ ، أَخْبِرْنِي عَنْ سَلَفِنَا حَتَّى كَأَنِّي عَايَنْتُهُمْ ؛ قَالَ: تَسْأَلُنِي عَنْ أَبِي بَكْرٍ؟ كَانَ وَاللّٰهِ يَا ابْنَ أَخِي تَقِيًّا يُرَى الْخَيْرُ فِيهِ مِنْ رَجُلٍ يُصَادٰى مِنْهُ غَرْبٌ ، قَالَ: يَعْنِي الْحِدَّةَ ، تَسْأَلُنِي عَنْ عُمَرَ؟ كَانَ وَاللّٰهِ فِي عِلْمِي قَوِيًّا تَقِيًّا قَدْ وُضِعَتْ لَهُ الْحَبَائِلُ بِكُلِّ مَرْصَدٍ ، فَهُوَ لَهَا حَذِرٌ مِنْ رَجُلٍ سَوْقُهُ عَنِفٌ . ❸

میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا اور کہا: اے ابوعباس! مجھے ہمارے اسلاف کے بارے میں اس طرح بتلایئے کہ گویا میں ان کا مشاہدہ کر لوں۔ انہوں نے فرمایا: تم مجھ سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھتے ہو (تو سنو) اے بھتیجے! اللہ کی قسم! وہ بہت ہی متقی شخص تھے، ان میں اس آدمی کی بہ نسبت زیادہ خیر و بھلائی نظر آتی تھی جس کے مزاج میں کچھ سختی پائی جاتی تھی۔ تم مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھتے ہو تو سنو! اللہ کی قسم! میرے علم کے مطابق وہ بہت طاقت ور اور پرہیز گار شخصیت تھے، ان کے لیے ہر گھات پر رسیاں بچھائی گئی ہوتی تھیں لیکن وہ ان سے اس آدمی کی بہ نسبت بہت بچ کر گزرتے تھے جس کے ہانکنے میں سختی ہو۔

648 ۔ مقاتل رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [التحريم:٤] ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ، جبرائیل اور نیک اہل ایمان نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دوست و مددگار ہیں۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ 'نیک اہل ایمان' سے مراد سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ ❹

649 ۔ ابوعمران عبدالملک بن حبیب بیان کرتے ہیں کہ:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى أَبِي مُوسَى: إِنَّهُ لَمْ يَزَلْ لِلنَّاسِ وُجُوهٌ يَرْفَعُونَ بِحَوَائِجِ النَّاسِ ، فَأَكْرِمْ وُجُوهَ النَّاسِ ، فَبِحَسْبِ الْمُسْلِمِ الضَّعِيفِ مِنَ الْعَدْلِ أَنْ يُنْصَفَ فِي الْعَطِيَّةِ وَالْقِسْمَةِ . ❺

---

❶ [إسناده ضعيف] تاريخ بغداد: ٤/ ١٦٤ ❷ [إسناده ضعيف] مضى الحديث من طرق كثيرة

❸ [إسناده ضعيف جدًا] تاريخ المدينة لابن الشبّة: ٢٥٩ـ التاريخ للفسوی: ١/ ٤٨٢

❹ [إسناده صحيح] الدر المنثور: ٦/ ٢٤٣ـ التاريخ الكبير: ٤/ ١٤

❺ [رجال الإسناد ثقات] تفرّد به المؤلف

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے نام یہ مراسلہ لکھا کہ لوگوں کے ہمیشہ کچھ چہرے ہوتے ہیں جو وہ ضروریات کی بنا پر ہی اٹھاتے ہیں (یعنی کچھ لوگ ہمیشہ ضرورت مند رہتے ہیں اور ضرورت کی بنا پر ہی مانگتے ہیں) لہٰذا لوگوں کے چہروں کی عزت کرو اور کمزور مسلمان کے لحاظ سے عدل کرو اور عطیہ دیتے ہوئے (یا مال) تقسیم کرتے ہوئے انصاف کیا جائے۔

650 ۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْـلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ ، أَلَا وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ ، وَأَنْعَمَا)) . ❶

بلاشبہ (جنت میں) اونچے درجات والے لوگوں کو ان سے نچلے درجات کے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے اُفق پر طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو، سنو! یقیناً ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان (اونچے درجات والوں) میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

651 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَكُـونُ فِـي آخِـرِ الـزَّمَانِ قَوْمٌ يُنْبَزُونَ الرَّافِضَةَ ، يَرْفُضُونَ الْإِسْلَامَ وَيَلْفِظُونَهُ، فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّهُمْ مُشْرِكُونَ)) . ❷

آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جنہیں ''رافضی'' کا لقب دیا جائے گا، وہ اسلام سے کنارہ کش رہیں گے اور اس کے بارے میں دریدہ دہنی کریں گے۔ تم انہیں قتل کر دینا، کیونکہ بلاشبہ وہ مشرک ہوں گے۔

652 ۔ امام محمد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَـمَّـا غُسِّـلَ عُـمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَكُفِّنَ وَحُمِلَ عَلٰى سَرِيرِهٖ ، وَقَفَ عَلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ رَجُلٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِصَحِيفَتِهٖ مِنْ هٰذَا الْمُسَجّٰى . ❸

جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو غسل دیا گیا، کفن پہنایا گیا اور انہیں چارپائی پر لٹا دیا گیا تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: اللہ کی قسم! رُوئے زمین پر اس کپڑا اوڑھے شخص سے بڑھ کر کوئی بھی آدمی ایسا نہیں ہے کہ جس کے متعلق میری یہ خواہش ہو کہ میں اس کے اعمال نامے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملوں۔

653 ۔ ہزیل بن شرحبیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

لَوْ وُزِنَ إِيمَانُ أَبِي بَكْرٍ بِإِيمَانِ أَهْلِ الْأَرْضِ لَرَجَحَ بِهِمْ . ❹

اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کو زمین پر بسنے والے تمام لوگوں کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ان کے مقابلے میں یہ

---

❶ [إسناده ضعيف] مضى الحديث من طرق كثيرة

❷ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٢٢ ـ زيادات المسند: ١/ ١٠٣

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٣٤٥

❹ [إسناده ضعيف جدًا] المطالب المسندة: ٣/ ٢٥١ ـ المقاصد الحسنة للسخاوي: ص ٣٤٩

وزنی ہو جائے گا۔

654 ۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ)) . [1]

میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو ان کے ایک مُد، بلکہ آدھے مُد (صدقے کے اجر وثواب) کو بھی نہیں پہنچ پائے گا۔

655 ۔ عروہ بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ فَقُلْتُ: مَا قَوْلُكَ فِي حِلْيَةِ السُّيُوفِ؟ فَقَالَ: لَا بَأْسَ، قَدْ حَلَّى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ سَيْفَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: وَتَقُولُ الصِّدِّيقُ؟ قَالَ: فَوَثَبَ وَثْبَةً وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ قَالَ: نَعَمُ الصِّدِّيقُ، نَعَمُ الصِّدِّيقُ، نَعَمُ الصِّدِّيقُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَمَنْ لَمْ يَقُلْ لَهُ الصِّدِّيقَ فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ لَهُ قَوْلًا فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ . [2]

میں ابوجعفر محمد بن علی رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہا: تلواروں کو زیور ڈالنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے کہا: کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تلوار کو زیور پہنایا تھا۔ میں نے کہا: آپ ''صدیق'' کہہ رہے ہیں؟ تو وہ جلدی سے اُٹھے اور قبلہ کی جانب رُخ کیا، پھر فرمایا: ہاں؛ وہ صدیق ہیں، ہاں؛ وہ صدیق ہیں، ہاں؛ وہ صدیق ہیں۔ انہوں نے تین مرتبہ ایسے کہا۔ (پھر فرمایا:) جو شخص انہیں صدیق نہ مانے؛ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی کسی بات کی تصدیق نہ کرے۔

656 ۔ اسماعیل بن اُمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مُؤْمِنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، يَعْنِي: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ . [3]

نبی ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے، یعنی سب سے پہلے جو مسلمان ہوئے، وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

657 ۔ امام ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُو بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ . [4]

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے شخص ہیں۔

658 ۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَبْرَأُ إِلَى كُلِّ خَلِيلٍ مِنْ خِلِّهِ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا أَحَدًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا)) . [5]

میں ہر دوست کی دوستی سے مستغنی ہوں، البتہ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔

---

[1] [إسناده ضعيف ولكن الحديث صحيح] مضى برقم: ٥

[2] [إسناده ضعيف جدًا] فضائل الصديق للدارقطني: ٢٢

[3] [رجال إسناده ثقات] مضى برقم: ٢٦١، ٢٧٣

[4] [رجال إسناده ثقات] مضى برقم: ٢٠٧

[5] [رجال إسناده ثقات] مضى برقم: ٦٩

659 - سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي السَّمَاءِ لَيَكْرَهُ أَنْ يُخَطَّأَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْأَرْضِ)) . ❶

یقیناً اللہ عزوجل آسمان میں اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ زمین میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو غلط قرار دیا جائے۔

660 - سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((أَيُّكُمْ أَصْبَحَ صَائِمًا؟)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، قَالَ: ((أَيُّكُمْ عَادَ مَرِيضًا؟)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، قَالَ: ((أَيُّكُمْ شَيَّعَ جَنَازَةً؟)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَنِيئًا، مَنْ كَمُلَتْ لَهُ هٰذِهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) . ❷

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) اپنے صحابہ سے پوچھا: آج تم میں سے روزے دار کون ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم میں سے مریض کی عیادت کس نے کی؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: تم میں سے جنازے میں کس نے شرکت کی؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مبارک ہو! جس میں یہ خصلتیں کامل طور پر موجود ہوں؛ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔

661 - امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ لِكُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْبِرِّ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَإِذَا اسْتَغْلَبَ عَلٰى عَمَلِ الرَّجُلِ مِنْهَا شَيْءٌ دَعَاهُ ذَالِكَ الْبَابُ، وَبَابُ الصَّوْمِ يُدْعَى الرَّيَّانُ))، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَلْ يَدْعُونِي شَيْءٌ مِنْهَا؟ قَالَ: ((إِنَّهَا لَتَدْعُوكَ، وَإِنَّكَ لَتَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شِئْتَ)) . ❸

نیکی کے ہر کام کے لیے جنت کا ایک دروازہ مختص ہے، سو جب آدمی کے عمل پر ان میں سے کوئی چیز غالب آ جاتی ہے (یعنی جب آدمی کسی ایک عمل کا زیادہ اہتمام کرتا ہے) تو وہ اسے اسی دروازے سے بلائے گا اور روزے والے دروازے کو ''ریان'' کہا جاتا ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ان اعمال میں سے کوئی مجھے بھی (جنت کے کسی دروازے سے) بلائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً یہ آپ کو بلائیں گے اور آپ ان میں سے جس دروازے سے چاہو گے (جنت میں) داخل ہو سکو گے۔

662 - سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے چلتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَتَمْشِي أَمَامَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰى أَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ خَيْرٍ، أَوْ قَالَ: أَفْضَلَ، مِنْ أَبِي بَكْرٍ)) . ❹

کیا تم اس شخص سے آگے چل رہے ہو جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے؟ نبیوں اور رسولوں کے بعد کسی ایسے

❶ [موضوع] المطالب العالية: ٣/ ٢١٣۔ اللآلیء المصنوعة: ١/ ٣٠٠۔ الموضوعات لابن الجوزی: ١/ ٢١٩

❷ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٥٨٥

❸ [مرسل ورجاله ثقات] مضى برقم: ٢١٣

❹ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٣٥

شخص پر سورج طلوع یا غروب نہیں ہوا جو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے بہتر ہو، یا فرمایا کہ افضل ہو۔

663 ۔ امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((يَا أَبَا بَكْرٍ ، إِنِّي رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا كَأَنِّي ابْتَدَرْتُ أَنَا وَأَنْتَ دَرَجَةً فَسَبَقْتُكَ بِمِرْقَاتَيْنِ وَنِصْفٍ)) ، قَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: خَيْرًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، يُبْقِيكَ اللّٰهُ حَتّٰى تَرٰى مَا يَسُرُّكَ ، فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ قَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ ، إِنِّي رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنِّي ابْتَدَرْتُ أَنَا وَأَنْتَ دَرَجَةً فَسَبَقْتُكَ بِمِرْقَاتَيْنِ وَنِصْفٍ)) ، قَالَ: خَيْرًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، يُبْقِيكَ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِرَّ عَيْنَكَ وَتَرٰى مَا يَسُرُّكَ ، فَأَعَادَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ ، إِنِّي رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنِّي ابْتَدَرْتُ أَنَا وَأَنْتَ دَرَجَةً فَسَبَقْتُكَ بِمِرْقَاتَيْنِ وَنِصْفٍ)) ، قَالَ: خَيْرًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، يُبْقِيكَ اللّٰهُ إِلٰى رَحْمَتِهِ وَمَغْفِرَتِهِ ، وَأَبْقٰى بَعْدَكَ سَنَتَيْنِ وَنِصْفًا ، قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ يَعْبُرُ . ❶

اے ابوبکر! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور آپ ایک درجے کو پانے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں اور میں آپ سے اڑھائی زِینے آگے بڑھ گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اچھا خواب ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو تب تک زندہ سلامت رکھے گا جب تک کہ آپ ایسے دِن نہ دیکھ لیں جو آپ کو خوش کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوبارہ یہ خواب بیان کیا اور فرمایا: اے ابوبکر! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور آپ ایک درجے کو پانے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں اور میں آپ سے اڑھائی زِینے آگے بڑھ گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اچھا خواب ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو تب تک زندہ سلامت رکھے گا جب تک کہ آپ کی آنکھیں نہ ٹھنڈی کر دے اور آپ ایسے دِن نہ دیکھ لیں جو آپ کو خوش کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار پھر بیان کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوبکر! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور آپ ایک درجے کو پانے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں اور میں آپ سے اڑھائی زِینے آگے بڑھ گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اچھا خواب ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت و مغفرت تک باقی رکھے گا اور آپ کے بعد (مجھے) اڑھائی سال تک زندہ رکھے گا۔ امام ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خوابوں کی تعبیر کیا کرتے تھے۔

توضیح:...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی تعبیر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ بیان فرمائی کہ حضور! آپ مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں چلے جائیں گے اور میری وفات آپ کے اڑھائی سال بعد ہوگی۔

664 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ إِلَّا مَكْتُوبٌ عَلٰى كُلِّ وَرَقَةٍ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ ، أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ، عُمَرُ الْفَارُوقُ ، عُثْمَانُ ذُو النُّورَيْنِ)) . ❷

جنت میں جو بھی درخت ہے اس کے ہر پتے پر یہ (اسمائے گرامی) لکھے ہوئے ہیں: محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)،

❶ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٣/ ١٧٧

❷ [إسناده موضوع] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٥٨ ـ الحلية لأبي نعيم: ٣/ ٣٤ ـ الموضوعات لابن الجوزي: ١/ ٣٣٦

ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین (رضی اللہ عنہم)۔

665 ۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَرْسَلَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، يَعْنِي الصِّدِّيقَ، فَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، وَإِلَى عُمَرَ فَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، وَإِلَى عُثْمَانَ فَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ. ❶

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور میں نے انہیں جنت کی بشارت سنائی، عمر رضی اللہ عنہ کی جانب بھیجا تو میں نے انہیں بھی جنت کی بشارت سنائی، اور عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب بھیجا تو انہیں بھی میں نے جنت کی بشارت سنائی۔

666 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھا تو فرمایا:

((هٰذَانِ الْمُقْبِلَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ، لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ)). ❷

یہ آنے والے دو صاحب نبیوں اور رسولوں کے علاوہ اگلے پچھلے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔ اے علی! تم انہیں مت بتلانا۔

667 ۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا)). ❸

بلاشبہ (جنت میں) اونچے درجات والے لوگوں کو ان سے کم تر درجات کے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے اُفق پر روشن ستارے کو دیکھتے ہو، اور یقیناً ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ان (اونچے درجات والوں) میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

668 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ أَمِينَانِ وَوَزِيرَانِ، فَوَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، وَأَمِينَايَ وَوَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ)). ❹

ہر نبی کے دو امین اور دو وزیر رہے ہیں، سو میرے وزیر اہل آسمان میں سے ہیں؛ جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام اور میرے امین اہل زمین میں سے ہیں؛ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما۔

669 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَفِيهِ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ، فَمَا أَحَدٌ مِنْهُمْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ حَبْوَتِهِ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَإِنَّهُ يَبْتَسِمُ إِلَيْهِمَا وَيَبْتَسِمَانِ إِلَيْهِ. ❺

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٢٠٧
❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٩٣
❸ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٦٥
❹ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ١٠٥
❺ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٣/ ١٥٠ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦١٢ ـ مسند أبوداؤد الطيالسي: ٢/ ١٣٩

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے اور مہاجرین و انصار بھی وہاں موجود ہوتے تو ان میں سے کوئی بھی اپنے ''حبوۃ'' سے سر نہ اُٹھاتا تھا، سوائے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کی جانب دیکھ کر مسکرا دیتے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مسکرانے لگتے۔

توضیح:...... ''حبوۃ'' بیٹھنے کی ایک خاص کیفیت کا نام ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ آدمی سرین کے بل بیٹھ کر اپنی دونوں رانوں سے پنڈلیاں ملا کر گھٹنے کھڑے کر لے اور ہاتھ پنڈلیوں پر باندھ لے۔

670۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي: أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ)). ❶

میرے بعد ان دو اصحاب کی اقتدا کرنا: ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما)۔

671۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى كُلِّ خَلِيلٍ مِنْ خِلِّهِ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ)). ❷

آگاہ رہو! یقیناً میں ہر دوست کی دوستی سے مستغنی ہوں، البتہ اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا، اور بلاشبہ تمہارے صاحب اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔

672۔ قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات السلاسل سے واپس آئے تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کو تمام لوگوں سے زیادہ کون محبوب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضور! میں نے صرف مردوں میں سے پوچھا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ کا باپ (یعنی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)۔ ❸

توضیح:......غزوہ ذات السلاسل سن ۷ ہجری میں ہوا تھا، اس کی کمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ دی تھی، حالانکہ اس غزوے میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی شریک تھے۔ تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ان دونوں اصحاب کے ہوتے ہوئے بھی لشکر کی کمان مجھے سونپی گئی ہے تو شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں، میں ان دونوں سے افضل ہوں گا۔ اسی بنا پر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس غزوے سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا۔

673۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى يَرَاهُمْ مَنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الطَّالِعَ فِي الْأُفُقِ)) ۔ وَقَالَ عَمْرٌو: فِي الْأُفُقِ مِنْ آفَاقِ السَّمَاءِ ۔ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا. ❹

بلاشبہ (جنت میں) اونچے درجوں والے لوگوں کو ان سے کم تر درجوں کے لوگ اس طرح دیکھیں گے جس طرح

---

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ۱۹۸، ۲۹۳، ۲۹۴ ❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ۱۵۷

❸ [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ٥/ ٧٠٦ـ السنن الكبرىٰ للنسائي: ٨/ ١٥٧ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٣٨

❹ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٦٥

تم اُفق میں طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو۔ عمرو نے ''آسمان کے اُفق میں'' کے الفاظ ذِکر کیے ہیں۔ اور یقیناً ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان (اونچے درجات والوں) میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

674 ۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهُ﴾ [المائدة:٥٤] ''عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا اور وہ لوگ اسؐ سے محبت کرتے ہوں گے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب ہیں۔ ❶

675 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَجْمَعُ حُبَّ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةِ إِلَّا قَلْبُ مُؤْمِنٍ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ)). ❷

ان چار لوگوں کی محبت صرف مومن دِل میں ہی جمع ہو سکتی ہے: ابوبکر، عمر، عثمان اور علی (رضی اللہ عنہم)۔

676 ۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ لَمْ أُبْعَثْ فِيكُمْ لَبُعِثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)). ❸

اگر تم میں مجھے مبعوث نہ کیا جاتا تو عمر بن خطاب کو مبعوث کیا جاتا۔

توضیح: ...... یہ روایت اسی حدیث کے ہم معنی ہے جو پیچھے گزر چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔ اور اس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے بھی بڑھ کر فضیلت بخش رہے ہیں کہ اگر مجھے منصبِ رسالت پر فائز نہ کیا جاتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آخری پیغمبر بن کر آتے۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے بلکہ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے تو اسے موضوع (من گھڑت) قرار دیا ہے۔

677 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سِرَاجُ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). ❹

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جنتیوں کے چراغ ہیں۔

678 ۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا عَمَّارُ، أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، حَدِّثْنِي بِفَضَائِلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي السَّمَاءِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، لَوْ حَدَّثْتُكَ بِفَضَائِلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي السَّمَاءِ مِثْلَ لُبْثِ نُوحٍ فِي قَوْمِهِ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا، مَا نَفِدَتْ فَضَائِلُ عُمَرَ، وَإِنَّ عُمَرَ حَسَنَةٌ مِنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ)). ❺

اے عمار! میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تو میں نے کہا: اے جبرائیل! مجھے عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے آسمان میں

---

❶ [إسناده حسن لغيره] الحلية لأبي نعيم: ٨/ ٢١١۔السنة لأبي بكر بن الخلال: ٢/ ٤٨٢۔الشريعة للآجري: ٤/ ٦٨٧

❷ [إسناده ضعيف] المطالب العالية: ٤/ ٨٤۔الرياض النضرة: ١/ ٥٤۔الصواعق المحرقة: ص ٧٨

❸ [إسناده ضعيف] اللآلئ المصنوعة: ١/ ٣٠٢۔الفوائد المجموعة: ص ٣٣٧۔الموضوعات لابن الجوزي: ١/ ٣٢٠

❹ [موضوع] الحلية لأبي نعيم: ٦/ ٣٣٣۔الصواعق المحرقة: ص ٩٧

❺ [موضوع] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٦٨۔الموضوعات لابن الجوزي: ١/ ٣٢١

(بیان کیے جانے والے) فضائل بتلاؤ۔ تو انہوں نے کہا: اے محمد! اگر میں آپ کو عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے آسمان میں (بیان کیے جانے والے) فضائل اتنے عرصے تک بتلاتا رہوں جتنا عرصہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں گزارا تھا (یعنی) ساڑھے نو سو سال تک، تو تب بھی عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ختم نہیں ہوں گے، اور عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں کی بہ نسبت ایک نیکی ہیں۔

679۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ؟ فَقَالَ: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، ثُمَّ سِرْتُ هُنَيْئَةً فَرَأَيْتُ قَصْرًا هُوَ أَحْسَنُ مِنَ الْقَصْرِ الْأَوَّلِ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ؟ فَقَالَ: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَإِنَّ فِيهِ لَمِنَ الْحُورِ الْعِيْنِ، فَمَا مَنَعَنِي أَنْ أَدْخُلَهُ إِلَّا مَا عَرَفْتُ مِنْ غَيْرَتِكَ يَا أَبَا حَفْصٍ))، فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ: أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟. [1]

میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے ایک محل دیکھا، میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کس کا محل ہے؟ تو انہوں نے بتلایا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کا۔ پھر میں تھوڑا سا آگے چلا تو مجھے ایک اور محل دکھائی دیا جو پہلے محل سے بھی زیادہ اچھا تھا، سو میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ بھی عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔ اس محل میں حُور عِین تھیں۔ اے ابوحفص! مجھے اس محل کے اندر جانے سے صرف اس بات نے روک دیا کہ مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ پر غیرت کھاؤں گا؟!

680۔ ثابت بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کے گھر ان کی صاحبزادی سے نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے انکار کر دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ رَجُلٌ خَيْرٌ مِنْ عُمَرَ)). [2]

مدینے کے دونوں پتھریلے کناروں کے درمیان ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو عمر (رضی اللہ عنہ) سے بہتر ہو۔

توضیح:...... "مدینے کے دونوں پتھریلے کناروں کے درمیان" سے مراد یہ ہے کہ مدینہ کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک، یعنی پورے مدینے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے۔

681۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [التحريم:٤] (نیک اہل ایمان) سے مراد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ [3]

682۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَافَقْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي ثَلَاثٍ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى، فَنَزَلَتْ ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة:١٢٥]، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ نِسَاءَكَ يَدْخُلُ عَلَيْهِنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَهُنَّ أَنْ يَحْتَجِبْنَ، فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ،

[1] [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤٥١

[2] [رجال الإسناد ثقات لكنه منقطع] الرياض النضرة: ٢/ ٢٥۔ المطالب العالية: ٤/ ٤١

[3] [رجال الإسناد ثقات لكن فيه علة] مضى برقم: ٩٨

وَاجْتَمَعَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاؤُهُ فِي الْغَيْرَةِ، فَقُلْتُ: ﴿عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾ [التحريم:٥]، فَنَزَلَتْ كَذٰلِكَ. ❶

تین کاموں میں میری بات رب تعالیٰ کے موافق ہوئی (یعنی جیسا میں نے سوچا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح حکم جاری فرما دیا۔ پہلی بات یہ تھی کہ): میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیں (تو کیا خوب ہو) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ''اور مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لو۔'' (دوسری بات یہ تھی کہ) میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً آپ کی ازواجِ مطہرات کے پاس اچھے برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، کاش کہ آپ انہیں پردے کا حکم فرما دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے پردے (کے حکم والی) آیت نازل فرما دی۔ اور (تیسری بات یہ تھی کہ) رسول اللہ ﷺ کی بیویاں (ایک بار) جوش میں آ کر آپ ﷺ کے پاس اکٹھی ہو گئیں (اور خرچ میں اضافے کا مطالبہ کرنے لگیں)، تو میں نے (انہیں) کہا: ﴿عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾ ''ہوسکتا ہے کہ اگر نبی ﷺ تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرما دے۔'' تو (میری بات) اسی طرح (آیتِ قرآن بن کر) نازل ہو گئی۔

683۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ)). ❷

یقیناً اللہ تعالیٰ نے عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور ان کے دل پر حق کو رکھ دیا ہے۔

توضیح:...... یعنی یہ حق بات ہی کرتے اور سوچتے ہیں۔

684۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی نبی ﷺ کا اسی کے مثل فرمان منقول ہے۔ ❸

685۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ، وَلَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ، بَعْدَ النَّبِيِّينَ عَلٰى رَجُلٍ خَيْرٍ مِنْكَ يَا عُمَرُ)). ❹

اے عمر! انبیاء کے بعد کسی بھی ایسے آدمی پر آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین نے جگہ نہیں دی جو تجھ سے بہتر ہو۔

توضیح:...... ''آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین نے جگہ نہیں دی'' سے مراد یہ ہے کہ رُوئے زمین پر انبیاء کے بعد تجھ سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے۔

686۔ سیدنا عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھ کر فرمایا:

((هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ)). ❺

یہ دونوں سماعت اور بصارت (کی حیثیت رکھتے) ہیں۔

---

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤٣٤
❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٣١٣
❸ [إسناده حسن] مضى برقم: ٣١٤
❹ [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ٥/ ٦٦٩
❺ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦١٣۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٦٩

687 ۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ)) . ❶
بلاشبہ اللہ عزوجل نے عمر کی زبان پر حق کو رکھ دیا ہے۔

688 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا:
((يَا أَبَا بَكْرٍ ، وَيَا عُمَرُ ، وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُحِبُّكُمَا ، وَوَاللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَيُحِبُّكُمَا لِحُبِّي إِيَّاكُمَا ، وَوَاللّٰهِ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتُحِبُّكُمَا لِحُبِّ اللّٰهِ إِيَّاكُمَا ، أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّكُمَا ، وَوَصَلَ اللّٰهُ مَنْ وَصَلَكُمَا ، قَطَعَ اللّٰهُ مَنْ قَطَعَكُمَا ، أَبْغَضَ اللّٰهُ مَنْ أَبْغَضَكُمَا)) . ❷
اے ابوبکر اور اے عمر! اللہ کی قسم! یقیناً میں تم دونوں سے محبت کرتا ہوں اور اللہ کی قسم! یقیناً اللہ تعالیٰ بھی تم دونوں سے اس وجہ سے محبت کرتا ہے کیونکہ مجھے تم سے محبت ہے، اور اللہ کی قسم! یقیناً فرشتے بھی تم دونوں سے محبت کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تم سے محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت فرمائے جو تم دونوں سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص سے تعلق جوڑے جو تم دونوں سے تعلق جوڑتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے تعلق توڑے جو تم دونوں سے تعلق توڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس شخص سے نفرت کرے جو تم دونوں سے نفرت کرتا ہے۔

689 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((يَا أَبَا بَكْرٍ ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَعْطَانِي ثَوَابَ مَنْ آمَنَ بِهِ مُنْذُ يَوْمِ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ ، وَإِنَّ اللّٰهَ أَعْطَاكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ثَوَابَ مَنْ آمَنَ بِي مُنْذُ يَوْمِ بَعَثَنِي اللّٰهُ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ)) . ❸
اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے دن سے لے کر روزِ قیامت تک مجھے اس کا ثواب عطا فرمائے گا جو اس پر ایمان لایا، اور اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ مجھے مبعوث فرمانے کے دن سے لے کر روزِ قیامت تک آپ کو اس کے ثواب سے نوازے گا جو مجھ پر ایمان لائے گا۔

690 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ﴾ سے مراد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ﴿وَالَّذِينَ مَعَهُ﴾ ''اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں۔'' سے مراد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ﴿أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ ''کافروں پر بہت سخت ہیں۔'' سے مراد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ﴿رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ ''آپس میں بہت رحم دِل ہیں۔'' سے مراد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ ﴿تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا﴾ ''آپ انہیں رکوع وسجود کی حالت میں دیکھیں گے۔'' سے مراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ﴿يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾ ''وہ اللہ کا فضل اور خوشنودی تلاش کرتے ہیں۔'' سے مراد طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔ ﴿سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ﴾ ''ان کی پہچان ان کے چہروں پر سجدوں کے نشانات ہیں۔'' سے مراد عبدالرحمان بن عوف اور سعد رضی اللہ عنہما ہیں۔ ﴿ذَالِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ

❶ [إسناده حسن] مضى برقم: ٣١٦، ٣١٧　❷ [إسناده ضعيف جدًا] تفرّد به المؤلف
❸ [إسناده ضعيف جدًا] فضائل الصديق لابن العشاري: ص ٦ ـ تاريخ بغداد: ٤/ ٢٥٦ ـ العلل المتناهية لابن الجوزي: ١/ ١٨٤

شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ﴾ ''یہ تورات میں ان کی مثال دی گئی ہے۔ اور انجیل میں ان کی مثال یوں بیان ہوئی ہے کہ گویا ایک کھیتی ہے جس نے پہلے کونپل نکالی، پھر اس کو تقویت دی، پھر وہ گدرائی، پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی۔ کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے۔'' سے مراد ایسے مومنین جوان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سے محبت کرتے ہیں۔ ﴿لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ ''تاکہ کفار ان کے پھلنے پھولنے پر جلیں۔'' سے مراد وہ لوگ ہیں جوان سے نفرت کرتے ہیں۔ ﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا۝﴾ ''اس گروہ کے لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کیے ہیں، ان سے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔'' [الفتح:٢٩] ❶

691 ۔ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءُ وا بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَصَابَ حَدًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: ((مَا تَرَوْنَ فِيهِ؟)) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَرَى أَنْ تُوجِعَ قَرْنَيْهِ، فَقَالَ الْأَنْصَارُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ إِنْ تُطِعْ عُمَرَ فِي أُمَّتِكَ تَشْتَدَّ عَلَيْهِمْ، وَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ رَبَّكَ عَزَّ وَجَلَّ أَعَزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَالْقَوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَ النَّاسَ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عُمَرُ مِنِّي، وَأَنَا مِنْ عُمَرَ، وَأَحُلُّ حَيْثُ يَحِلُّ عُمَرُ))، وَدَعَا بِالْأَنْصَارِيِّ فَأَقَامَ عَلَيْهِ الْحَدَّ. ❷

لوگ ایک انصاری شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں لے کر آئے، اس نے کسی قابلِ حد جرم کا ارتکاب کیا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے استفسار فرمایا: تم اس کے متعلق کیا رائے دیتے ہو؟ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: میری رائے ہے کہ آپ اس کے سینگوں کو تکلیف دیں (یعنی اس پر حد لاگو کریں) یہ سن کر انصار نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ اپنی اُمت کے بارے میں عمر (رضی اللہ عنہ) کی بات مانیں گے تو ان پر سختی کر بیٹھیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے گئے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے کہا: اے محمد! آپ کے رب نے اسلام کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ذریعے غلبہ عطا فرمایا ہے، اس لیے وہی بات معتبر ہے جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور لوگوں کو خبر دی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر مجھ سے ہے اور میں عمر سے ہوں، میں بھی مسئلے کا وہی حل نکالتا ہوں جو عمر نکالتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری کو بلایا اور اس پر حد جاری فرمائی۔

692 ۔ سیدنا قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْلَمَ بِاللَّهِ، وَلَا أَقْرَأَ لِكِتَابِ اللَّهِ، وَلَا أَفْقَهَ فِي دِينِ اللَّهِ، مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. ❸

میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اللہ کی معرفت رکھنے والا، کتاب اللہ کو پڑھنے والا اور دین کی سمجھ

❶ [إسناده ضعيف جدًا] الدر المنثور: ٦/ ٨٣۔ الرياض النضرة: ١/ ٢٢٨ ❷ [إسناده ضعيف جدًا] تفرّد به المؤلف

❸ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٤٨٢

رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

693 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا ثَمَانِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ لِمَنْ أَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ ، وَفِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ ثَمَانُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَلْعَنُونَ مَنْ أَبْغَضَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ)) . ❶

یقیناً آسمانِ دنیا میں اَسّی ہزار فرشتے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے اس شخص کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں جو ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرتا ہے اور دوسرے آسمان میں اَسّی ہزار ایسے فرشتے ہیں جو اس شخص پر لعنت برساتے ہیں جو ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) سے نفرت کرتا ہے۔

694 ۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) . ❷

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔

695 ۔ امام قاسم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يَأْتِيهِ بِكِسْرَتِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ فَيَسْأَلُهُ عَنْهَا: مِنْ أَيْنَ أَصَبْتَهُ؟ قَالَ: أَصَبْتُهُ مِنْ كَذَا وَكَذَا ، فَأَتَى لَيْلَةً بِكَسْبِهِ وَأَبُو بَكْرٍ قَدْ طَالَ صِيَامُهُ فَنَسِيَ أَنْ يَسْأَلَهُ ، فَوَضَعَ يَدَهُ فَأَكَلَ ، فَقَالَ الْغُلَامُ لِأَبِي بَكْرٍ: كُنْتَ تَسْأَلُنِي كُلَّ لَيْلَةٍ عَنْ كَسْبِي إِذَا جِئْتُكَ ، فَلَمْ أَرَ سَأَلْتَنِي عَنْ كَسْبِي اللَّيْلَةَ ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي مِنْ أَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِقَوْمٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، فَلَمْ يُعْطُونِي أَجْرَ كَهَانَتِي ، حَتَّى كَانَ الْيَوْمُ فَلَقِيتُهُمُ الْيَوْمَ فَأَعْطَوْنِي ، وَإِنَّمَا كَانَ كَذْبَةً ، قَالَ: فَأَدْخَلَ أَبُو بَكْرٍ أُصْبُعَهُ فِي حَلْقِهِ فَجَعَلَ يَتَقَيَّأُ ، قَالَ: فَذَهَبَ الْغُلَامُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هِيهِ ، أَكْذَبْتَ أَبَا بَكْرٍ)) ، قَالَ: فَضَحِكَ ، أَحْسَبُهُ قَالَ: ضَحِكًا شَدِيدًا ، وَقَالَ: ((وَيْحَكَ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ يَكْرَهُ أَنْ يَدْخُلَ بَطْنَهُ إِلَّا طَيِّبٌ)) . ❸

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا، وہ روزانہ آپ کے پاس پنیر کا ٹکڑا لاتا تھا اور آپ اس سے اس کے متعلق پوچھتے تھے کہ تجھے یہ کہاں سے ملا؟ تو وہ کہتا: میں نے یہ فلاں فلاں کام کر کے حاصل کیا ہے۔ ایک رات وہ اپنی کمائی سے لے کر آیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت دیر سے روزے میں تھے، جس وجہ سے آپ اس سے پوچھنا بھول گئے۔ اس نے (پنیر کا وہ ٹکڑا) آپ کے ہاتھ پہ رکھا اور آپ کھا گئے۔ غلام نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: میں روزانہ جب بھی آپ کے پاس آتا ہوں تو آپ مجھ سے میری کمائی کے متعلق پوچھتے ہیں لیکن آج کی کمائی کے متعلق آپ نے مجھ سے پوچھا ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے بتلاؤ یہ کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک قوم کے لیے کہانت کی تھی تو انہوں نے مجھے میری کہانت کی اُجرت نہیں دی تھی، آج میری ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے اجرت دی، جبکہ (میں نے جو کہانت کی تھی) وہ سراسر جھوٹ تھی۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے حلق

❶ [موضوع] اللآلئ المصنوعة: ٢/ ٣٠٧-الموضوعات لابن الجوزي: ١/ ٣٢٤

❷ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٦٧٦ ❸ [إسناده ضعيف] تفرّد به المؤلف

میں اُنگلی ڈالی اور قے کرنے لگے۔ وہ غلام نبی ﷺ کے پاس گیا اور آپ کو بتلایا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: اوہ! تو نے ابوبکر کو جھوٹا بنانا چاہا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر وہ غلام بہت زیادہ ہنسا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر افسوس! ابوبکر اس بات کو سخت ناپسند کرتے ہیں کہ ان کے پیٹ میں پاکیزہ چیز کے علاوہ کچھ داخل ہو۔

696 ۔ طلحہ بن مصرّف بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَلَيْسَ هٰذَا مَقَامُ خَلِيلِ رَبِّنَا عَزَّ وَجَلَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((بَلٰى))، قَالَ: أَلَا نَتَّخِذُهُ مُصَلًّى؟ قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة:١٢٥]، قَالَ: فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَتَّخِذُوا. ❶

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ ہمارے پروردگار کے خلیل کا مقام نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ تو انہوں نے کہا: کیا ہم اسے نماز کی جگہ نہ بنالیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی موافقت میں یہ حکم) نازل فرمادیا کہ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ''اور مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم فرمادیا کہ وہ اسے نماز کی جگہ بنالیں۔

697 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُحد پہاڑ حرکت کرنے لگا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((اسْكُنْ حِرَاءَ عَلَيْكَ نَبِيٌّ، وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَانِ)) الصِّدِّيقُ أَبُو بَكْرٍ، وَالشَّهِيدَانِ عُمَرُ وَعُثْمَانُ. ❷

اے حراء! ٹھہر جا، تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ صدیق سے مراد سیدنا ابوبکر ہیں اور دو شہیدوں سے مراد سیدنا عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔

698 ۔ ابوغصن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں کوفے کی مسجد میں داخل ہوا تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے، تو آپ نے تین مرتبہ بلند آواز سے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، نُبِّئْتُ أَنَّكُمْ تُكْثِرُونَ فِيَّ وَفِي عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَإِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَهُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ [الحجر:٤٧]. ❸

اے لوگو! مجھے پتا چلا ہے کہ تم میرے اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے بارے میں بہت کچھ کہتے ہو، حالانکہ میری اور اس کی مثال بلاشبہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ ''ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا ہم وہ سب نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔'' [الحجر:٤٧]

699 ۔ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَلِيَنَا أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ خَلِيفَةِ اللّٰهِ أَبَرُّهُ وَأَحْنَاهُ عَلَيْنَا. ❹

---

❶ [إسناده ضعيف] تفرّد به المؤلف ❷ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٨١

❸ [إسناده صحيح] تفسير ابن جرير الطبرى: ١٤/ ٢٦۔الدر المنثور: ٤/ ١٠١

❹ [إسناده حسن لغيره] معجم الصحابة للبغوى: ص ٣٢٦

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے حکمران بنے؛ جو کہ اللہ کے خلیفہ ہیں، اس کی بہت نیکی کرنے والے اور ہم پر بڑی شفقت کرنے والے ہیں۔

700 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ بَعَثَ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ إِلَى الشَّامِ ، فَمَشَى مَعَهُ نَحْوًا مِنْ مِيلَيْنِ فَقِيلَ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ، لَوِ انْصَرَفْتَ ، فَقَالَ: لَا ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُمَا اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) . وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: بَلَغَنَا أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَأْمُرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُنَادِيًا فَيُنَادِي: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ شَيْءٌ فَلْيَقُمْ ، فَيَقُومُ أَهْلُ الْعَفْوِ فَيُكَافِئُهُمُ اللّٰهُ عَلَى مَا كَانَ مِنْ عَفْوِهِمْ . [1]

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان کو شام کی طرف بھیجا اور ان کے ساتھ دو میل جتنی مسافت چل کر گئے۔ کسی نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! اگر آپ واپس چلے جائیں (تو کوئی حرج نہیں)۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں، یقیناً میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس شخص کے قدم راہِ خدا میں غبار آلود ہو جائیں اللہ تعالیٰ ان دونوں قدموں کو جہنم پر حرام کر دیتا ہے۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (مزید) فرمایا: میرے احاطہ علم میں یہ حدیث بھی آئی ہے کہ اللہ عزوجل روزِ قیامت ایک منادی کو حکم دے گا، وہ آواز لگائے گا کہ جس کی اللہ تعالیٰ کے ذِمے کوئی چیز ہے وہ کھڑا ہو جائے، تو معاف کر دینے والے کھڑے ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان کے معاف کر دینے کا انہیں صلہ عطا فرمائے گا۔

701 ۔ عبید المکتب، ابومعشر کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَهُ فِي الْكُنَاسَةِ فَرَأَى رَجُلًا فَقَالَ: تَعْرِفُ هٰذَا؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا ، قَالَ: هٰذَا الْمُكْمِلُ فِي الشَّرِّ ، قُلْتُ: لِمَ سُمِّيَ هٰذَا الْمُكْمِلَ فِي الشَّرِّ؟ قَالَ: يَنْتَقِصُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ ، لَيْسَ بِالْكُوفَةِ أَحَدٌ يَنْتَقِصُهُمَا غَيْرُهُ . [2]

میں کُناسہ میں ان کے ساتھ تھا تو انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا اور پوچھا: کیا تم اسے جانتے ہو؟ میں نے جواب دیا: نہیں۔ انہوں نے کہا: یہ برائی میں کمال پانے والا ہے۔ میں نے پوچھا: اس کو ایسے کیوں جاتا ہے کہ یہ برائی میں کمال پانے والا ہے۔ انہوں نے کہا: یہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بدگوئی کرتا ہے، اور کوفے میں اس کے علاوہ کوئی بھی شخص ان دونوں اصحاب کے متعلق بدگوئی نہیں کرتا۔

توضیح :...... کُنَاسَة: یہ کوفہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔

702 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يُنْبَزُونَ الرَّافِضَةَ ، يَرْفُضُونَ الْإِسْلَامَ وَيَلْفُظُونَهُ ، فَاقْتُلُوهُمْ

[1] [إسناده ضعيف جدًا] تاريخ بغداد: ١٠/ ٤٢٠ ـ الرياض النضرة: ١/ ٢١٣

[2] [إسناده ضعيف] تفرّد به المؤلف

فَإِنَّهُمْ مُشْرِكُونَ)) . ❶

آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جنہیں ''رافضی'' کا لقب دیا جائے گا، وہ اسلام سے کنارہ کش رہیں گے اور اس کے بارے میں دریدہ دہنی کریں گے۔ تم انہیں قتل کر دینا، کیونکہ بلاشبہ وہ مشرک ہوں گے۔

703 ۔ ابوسلیمان الہمدانی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَـأْتِي قَوْمٌ بَعْدَنَا يَنْتَحِلُونَ شِيعَتَنَا وَلَيْسُوا بِشِيعَتِنَا ، لَهُمْ نَبَزُوا آيَةً ذَالِكَ أَنَّهُمْ يَشْتِمُونَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّهُمْ مُشْرِكُونَ . ❷

ہمارے بعد کچھ لوگ آئیں گے جو ہمارے شیعہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کریں گے، حالانکہ وہ ہمارے شیعہ نہیں ہوں گے، ان کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بدزبانی کیا کریں گے، سو جہاں بھی تم ان سے ملو؛ انہیں قتل کر دینا، کیونکہ یقیناً وہ مشرک ہیں۔

704 ۔ اُم المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: جب آپ بیمار ہوئے تو آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے منتخب فرمایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ أَنَا أُقَدِّمُهُ ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُقَدِّمُهُ)) . ❸

میں نے انہیں (امامت کے لیے) آگے نہیں کیا بلکہ اللہ عزوجل نے انہیں آگے کیا ہے۔

705 ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ)) . ❹

یہ دونوں، نبیوں اور رسولوں کے علاوہ اگلے پچھلے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔

706 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الـرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَيُشْرِفُ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ كَأَنَّهُ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ ، وَأَنْعَمَا)) . ❺

بلاشبہ جنتیوں میں سے ایک (عام) آدمی اہل جنت کو اس طرح نظریں اُٹھا کر دیکھے گا جیسے وہ آسمان کے اُفق پر چمکدار ستارے ہوں، اور یقیناً ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ان (اونچے درجات والوں) میں سے ہوں گے، بلکہ ان سے بھی اچھے ہوں گے۔

707 ۔ ابوعمرو شیبانی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا كُنَّا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْزِلُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ . ❻

---

❶ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٢٢۔زيادات المسند: ١/ ١٠٣

❷ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٢/ ١١٠ ❸ مضى برقم: ٢٩٨

❹ [سكت عن إبراهيم والباقون ثقات] مضى برقم: ٢٠٠

❺ [إسناده حسن] مضى برقم: ١٣١ ، ١٦٤ ، ١٦٥ ، ٥٩٦ ، ٦٦٧

❻ [لم أجد حُميد بن الأصبغ والباقون ثقات] مضى برقم: ٣١٠

ہم اس بات کو بعید از امکان نہیں سمجھا کرتے تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینت نازل ہوتی تھی۔

توضیح:...... سکینت سے مراد زبان کا وقار و سنجیدگی اور دل کا سکون و اطمینان ہے، جو رب تعالیٰ کی طرف سے اس کے نیکوکار اور پاکباز بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔

708 - سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا، اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور تیسرا کوئی بھی وہاں موجود نہیں تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما پر پڑی تو فرمایا:

((هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ ، لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ)) . [1]

یہ دونوں، نبیوں اور رسولوں کے علاوہ اگلے پچھلے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔ اے علی! تم انہیں یہ بات مت بتانا۔

709 - سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب آ رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صاحبان کو دیکھا تو فرمایا:

((هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ ، لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ)) . [2]

یہ دونوں، انبیاء و رسل کے علاوہ اگلے پچھلے تمام عمر رسیدہ جنتیوں کے سردار ہوں گے۔ اے علی! ان کو اس بات کا نہ بتلانا۔

710 - امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا، ایک روز یہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى سَيِّدَيْ كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَيْنِ الْمُقْبِلَيْنِ)) . [3]

جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ وہ نبیوں اور رسولوں کے علاوہ (باقی تمام) اگلے پچھلے عمر رسیدہ جنتیوں کے سرداروں کو دیکھے، تو وہ آنے والے ان دو اصحاب کو دیکھ لے۔

711 - امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا كُنَّا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلٰى فَمِ عُمَرَ ، وَقَدْ كُنَّا نَرٰى أَنَّ شَيْطَانَ عُمَرَ يَهَابُ عُمَرَ أَنْ يَأْمُرَ بِمَعْصِيَةٍ . [4]

ہم اس بات کو بعید از امکان نہیں سمجھا کرتے تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے منہ پر سکینت بولتی ہے اور ہم دیکھا کرتے تھے کہ شیطان کسی نافرمانی کے کام کا حکم دینے سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے خوف کھاتا تھا۔

---

[1] [إسناده حسن لغيره] مضى برقم: ٩٣ [2] [إسناده صحيح] تاريخ بغداد: ٣/ ١٣

[3] [مرسل ، رجاله ثقات] مضى برقم: ٦٠٩

[4] [إسناده ضعيف] الجزء الأول مضى برقم: ٣١٠ ، والجزء الثانى تفرّد به المؤلف

712 ۔ سیدنا حکم بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ إِلَى جَانِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ، فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: مِنْ أَهْلِ نَجْرَانَ، قَالَ: هَلْ لَكَ نَسَبٌ فِي غَيْرِهِمْ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ، قَالَ: بَلٰى وَاللّٰهِ، حَتّٰى تَحَالَفَا، حَتّٰى لَكَأَنِّي وَجَدْتُ عَلٰى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فِي نَفْسِي، ثُمَّ قَالَ: أَعْزِمُ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَعْلَمُ أَنَّ لَهُ نَسَبًا فِي غَيْرِ أَهْلِ نَجْرَانَ إِلَّا قَامَ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، جَدَّتُهُ، أَوْ جَدَّةُ أَبِيهِ، مِنْ غَيْرِ أَهْلِ نَجْرَانَ، فَقَالَ عُمَرُ: مَهْ، إِنَّا نَقْفُو الْأَثَرَ، ثَلَاثًا ۔ [1]

میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پہلو میں تھا کہ اسی وقت ان کے پاس ایک آدمی آیا تو آپ نے پوچھا: تمہارا تعلق کن سے ہے؟ اس نے کہا: اہل نجران سے۔ آپ نے پوچھا: کیا ان کے علاوہ بھی کسی سے تمہاری نسبت ہے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! نہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! کیوں نہیں (تمہاری ان کے علاوہ کسی اور سے بھی نسبت ہے)۔ یہاں تک کہ ان دونوں نے اس قدر قسمیں اٹھائیں کہ میرے دِل میں امیرالمومنین کے متعلق عجیب سا خیال آنے لگا۔ پھر آپ نے فرمایا: میں ہر ایسے مسلمان کو حکم دیتا ہوں جو یہ جانتا ہو کہ اس کا اہل نجران کے علاوہ کسی اور میں بھی نسب ہے؛ وہ کھڑا ہو جائے۔ یہ سن کر ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے امیرالمومنین! اس کی دادی، یا (اس نے کہا کہ) اس کے باپ کی دادی اہل نجران کے علاوہ (کسی اور) سے تھی۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چھوڑو، ہم تو اس کی ٹوہ میں لگ گئے۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔

713 ۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا:

((يَا بِلَالُ، بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ إِنِّي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ الْبَارِحَةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، فَأَتَيْتُ عَلٰى قَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ مُرَبَّعٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِرَجُلٍ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، قُلْتُ: فَأَنَا مُحَمَّدٌ، لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِرَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ، قُلْتُ: أَنَا عَرَبِيٌّ، لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، قُلْتُ: أَنَا قُرَشِيٌّ، لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)) ۔ [2]

اے بلال! کس عمل کی بنا پر تم جنت میں مجھ پر سبقت لے گئے ہو؟ کیونکہ میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے تمہارے قدموں کی چاپ سنی۔ پھر میں سونے سے بنے ہوئے ایک محل کے پاس آیا جو کہ چہار گوشہ تھا، میں نے پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے بتلایا کہ اُمتِ محمدیہ میں سے ایک آدمی کا ہے۔ میں نے کہا: میں محمد ہوں، یہ کس کا محل ہے؟ انہوں نے کہا: عرب کے ایک آدمی کا۔ میں نے کہا: میں بھی عربی ہوں، یہ کس کا محل ہے؟ انہوں نے کہا: ایک قریشی آدمی کا۔ میں نے کہا: میں بھی قریشی ہی ہوں لیکن یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: عمر بن خطاب کا۔

714 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] [إسناده ضعيف جدًا] الطبقات لابن سعد: ۳/ ۲۸۹

[2] [رجال الإسناد ثقات] مسند أحمد: ۵/ ۳۶۰۔ سنن الترمذي: ۵/ ۶۲۰

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَدَنِي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي أَرْبَعَمِائَةِ أَلْفٍ))، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: زِدْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((وَهٰكَذَا))، وَجَمَعَ كَفَّهُ، قَالَ: زِدْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((وَهٰكَذَا))، فَقَالَ عُمَرُ: حَسْبُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: دَعْنِي يَا عُمَرُ، وَمَا عَلَيْكَ أَنْ يُدْخِلَنَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ كُلَّنَا، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ شَاءَ أَدْخَلَ خَلْقَهُ الْجَنَّةَ بِكَفٍّ وَاحِدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صَدَقَ عُمَرُ)). ❶

یقیناً اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری اُمت میں سے چار لاکھ افراد کو جنت میں داخل کرے گا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری اس تعداد میں اضافہ کیجیے۔ آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی کو اکٹھا کر کے فرمایا: اتنے افراد مزید جنت میں جائیں گے۔ انہوں نے عرض کہا: اے اللہ کے رسول! اور بھی اضافہ فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اتنے ہی اور۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بولے: اے ابوبکر! بس کیجیے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمر! مجھے مت روکو، آپ کو کیا اعتراض ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہی جنت میں داخل کر دے؟ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنی ساری مخلوق کو ایک ہی ہاتھ میں لے کر جنت میں داخل کر دے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: عمر نے سچ کہا۔

715 - سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ، قُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: هٰذَا لِشَابٍّ مِنْ قُرَيْشٍ، فَظَنَنْتُ أَنِّي أَنَا هُوَ، قَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)). ❷

میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے سونے کا ایک محل دِکھائی دیا، میں نے پوچھا: یہ کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا: ایک قریشی نوجوان کا۔ میں نے سوچا کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ تو فرشتوں نے بتلایا کہ عمر بن خطاب کا۔

716 - سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَرْحَمُ أُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهَا فِي دِينِ اللّٰهِ عُمَرُ)). ❸

میری اُمت میں سب سے رحم دِل شخص ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں سب سے سخت عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

717 - سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ أَتَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّا لَقِينَا رَجُلًا يَسْأَلُ عَنْ تَأْوِيلِ الْقُرْآنِ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ أَمْكِنِّي مِنْهُ، قَالَ: فَبَيْنَا عُمَرُ ذَاتَ يَوْمٍ جَالِسٌ يُغَدِّي النَّاسَ إِذْ جَاءَهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ وَعِمَامَةٌ، فَغَدَّاهُ، ثُمَّ إِذَا فَرَغَ قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا ۝ فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا ۝﴾ [الذاريات: ١، ٢]، قَالَ عُمَرُ: أَنْتَ هُوَ؟ فَمَالَ إِلَيْهِ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ يَجْلِدُهُ حَتَّى سَقَطَتْ عِمَامَتُهُ، ثُمَّ قَالَ: وَاحْمِلُوهُ حَتَّى تُقْدِمُوهُ بِلَادَهُ، ثُمَّ لِيَقُمْ

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ١٦٥ ❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤٥١

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ١٨٤ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٦٤ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٥٥

خَطِيبًا ثُمَّ لِيَقُلْ: إِنَّ صَبِيغًا ابْتَغَى الْعِلْمَ فَأَخْطَأَ، فَلَمْ يَزَلْ وَضِيعًا فِي قَوْمِهِ حَتَّى هَلَكَ، وَكَانَ سَيِّدَ قَوْمِهِ. [1]

وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین! ہماری ملاقات ایسے آدمی سے ہوئی ہے جو قرآن کی تاویل کے متعلق سوال کرتا ہے۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! اس کو میرے قابو میں کر دے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے کہ اسی وقت وہ آدمی آپ کے پاس آیا، اس ایک کپڑا اوڑھ رکھا تھا اور پگڑی پہنی ہوئی تھی۔ آپ نے اسے بھی کھانا کھلایا، پھر جب وہ فارغ ہو گیا تو اس نے کہا: اے امیر المومنین! ﴿وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا ○ فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا ○﴾ ''قسم ہے ان ہواؤں کی جو گرد اُڑانے والی ہیں، پھر پانی سے لدے ہوئے بادل اُٹھانے والی ہیں۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ہو وہ آدمی؟ پھر آپ اس کی طرف لپکے اور اس کی کہنیوں سے کپڑا ہٹا کر اسے کوڑے مارنے لگے، اور اس قدر مارے کہ آپ کا عمامہ گر گیا۔ پھر فرمایا: اس کو اٹھاؤ اور اسے اس کے علاقے میں بھیج دو۔ پھر ایک خطیب کھڑا ہو کر کہے: ایک رنگ ریز نے علم کی جستجو کی اور غلطی کر لی۔ پھر وہ مرتے دم تک اپنی قوم میں ذلیل و بے حیثیت ہو گیا، حالانکہ وہ اپنی قوم کا سردار ہوا کرتا تھا۔

توضیح:...... تاویل سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے مآخذ تفسیر، یعنی قرآن و حدیث اور اقوالِ صحابہ و تابعین کی بہ جائے محض اپنی رائے اور نظریات کو بنیاد بنانا اور اپنی خواہشات اور اختراعات سے قرآن کے مفاہیم متعین کرنا۔ یہ سراسر گناہ اور مذموم عمل ہے۔

[1] [إسناده ضعيف] الشريعة للآجري: ١/ ٤٨١۔ تفسير القرطبي: ٤/ ١٤۔ تاريخ عمر لابن الجوزي: ص ١٤٦

718 ۔ ایک بدری صحابی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ نسب یوں بیان کرتے ہیں:
عمر بن خطاب بن نُفَیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔
البتہ ابراہیم الحربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ نسب اس طرح نہیں ہے بلکہ یوں ہے: عمر بن خطاب بن عبداللہ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح۔ [1]

[1] [إسناده ضعيف] سيرة ابن هشام: ١/ ٦٨٣ ـ أنساب العرب لابن حزم: ص ١٥٠ ـ الإستيعاب: ٢/ ٤٥٨ ـ الإصابة: ٢/ ٥١٨

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل

719 ۔ سیدنا ابن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ دُومَةٍ ، وَعِنْدَهُ كَاتِبٌ يُمْلِي عَلَيْهِ ، فَقَالَ: ((أَنَكْتُبُكَ يَا ابْنَ حَوَالَةَ؟)) قُلْتُ: فِيمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَأَعْرَضَ عَنِّي وَأَكَبَّ عَلٰى كَاتِبِهِ يُمْلِي عَلَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيَّ فَقَالَ: ((أَنَكْتُبُكَ يَا ابْنَ حَوَالَةَ؟)) قُلْتُ: فِيمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَأَعْرَضَ عَنِّي وَأَكَبَّ عَلٰى كَاتِبِهِ يُمْلِي عَلَيْهِ ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِي الْكِتَابِ عُمَرُ ، فَعَرَفْتُ أَنَّ عُمَرَ لَا يُكْتَبُ إِلَّا فِي خَيْرٍ ، فَقَالَ: ((أَنَكْتُبُكَ يَا ابْنَ حَوَالَةَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ ، فَقَالَ: ((يَا ابْنَ حَوَالَةَ ، كَيْفَ تَفْعَلُ فِي فِتَنٍ تَخْرُجُ فِي أَطْرَافِ الْأَرْضِ كَأَنَّهَا صَيَاصِي بَقَرٍ؟)) قُلْتُ: لَا أَدْرِي ، مَا خَارَ اللّٰهُ لِي وَرَسُولُهُ ، فَقَالَ: ((فَكَيْفَ تَفْعَلُ فِي أُخْرٰى تَخْرُجُ بَعْدَهَا كَأَنَّ الْأُولٰى فِيهَا انْتِفَاخَةُ أَرْنَبٍ؟)) قُلْتُ: لَا أَدْرِي ، مَا خَارَ اللّٰهُ لِي وَرَسُولُهُ ، قَالَ: ((اتَّبِعُوا هٰذَا)) ، وَرَجُلٌ مُقَفًّى حِينَئِذٍ ، فَانْطَلَقْتُ فَسَعَيْتُ فَأَخَذْتُ بِمَنْكِبَيْهِ ، فَأَقْبَلْتُ بِهِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: أَهٰذَا؟ ـ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ مَرَّةً: هٰذَا؟ ـ قَالَ: نَعَمْ ، يَعْنِي وَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ . [1]

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت ایک درخت کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے پاس ایک کاتب تھا جسے آپ کچھ لکھوا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن حوالہ! کیا ہم تمہیں بھی نہ لکھ دیں؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کس بارے میں؟ آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض فرمایا اور کاتب پر جھک کر اسے لکھوانے لگے۔ پھر آپ نے اپنا سر مبارک میری جانب اٹھایا اور فرمایا: اے ابن حوالہ! کیا ہم تمہیں بھی نہ لکھ دیں؟ تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کس بارے میں؟ آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض فرمایا اور کاتب پر جھک کر اسے لکھوانے لگے۔ پھر میں نے دیکھا تو اس تحریر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نام تھا، یہ دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا نام خیر کے ہی کام میں لکھا جا سکتا ہے، چنانچہ جب تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن حوالہ! کیا ہم تمہیں بھی نہ لکھ دیں؟ تو میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن حوالہ! جب زمین کے اطراف واکناف میں فتنے اس طرح اُبل پڑیں گے جیسے گائے کے سینگ ہوتے ہیں، تب تم کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے میرے لیے کیا اختیار فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے (اگلا سوال پوچھتے ہوئے) فرمایا: اس کے بعد جب دوسرا فتنہ بھی فوراً ہی نمودار ہو جائے گا تو تب تم کیا کرو گے؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے میرے لیے کیا اختیار فرمایا

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ١٠٩ ـ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٧٥

ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی پیروی کرنا۔ اس وقت وہ آدمی پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا، میں دوڑتا ہوا گیا اور اسے شانوں سے پکڑا اور اسے لے کر نبی ﷺ کے پاس آ گیا اور عرض کیا: کیا یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق آپ نے جو ابھی حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اور وہ شخص سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

720۔ سیدنا مُرۃ البہزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَهِيجُ عَلَى الْأَرْضِ فِتَنٌ كَصَيَاصِي الْبَقَرِ))، فَمَرَّ رَجُلٌ مُتَقَنِّعٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هٰذَا وَأَصْحَابُهُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْحَقِّ))، فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَكَشَفْتُ قِنَاعَهُ وَأَقْبَلْتُ بِوَجْهِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هُوَ هٰذَا؟ قَالَ: ((هُوَ هٰذَا))، قَالَ: فَإِذَا بِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ. ❶

زمین پر فتنے اس طرح زور پکڑیں گے جس طرح گائے کے سینگ ہوتے ہیں۔ اتنے میں ایک آدمی گزرا جس نے چادر سے منہ ڈھانپا ہوا تھا، اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُس روز یہ اور اس کے ساتھی حق پر ہوں گے۔ میں اُٹھ کر اس آدمی کی جانب گیا اور اس کا سر پوش ہٹا کر اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہی وہ شخص ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہی وہ شخص ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ آدمی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

721۔ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا وَعَظَّمَهَا، قَالَ: ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ مُتَقَنِّعٌ فِي مِلْحَفَةٍ فَقَالَ: ((هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْحَقِّ))، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ مُسْرِعًا، أَوْ مُحْضِرًا، فَأَخَذْتُ بِضَبْعَيْهِ فَقُلْتُ: هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((هٰذَا))، فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. ❷

رسول اللہ ﷺ نے فتنے کا ذکر کیا اور یہ بھی بتلایا کہ وہ قریب ہی ہے اور بہت بڑا ہوگا۔ پھر ایک آدمی وہاں سے گزرا جس نے چادر میں اپنا منہ چھپایا ہوا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ آدمی اُس روز حق پر ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں جلدی سے گیا اور اس کے شانوں کو پکڑ لیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (ہاں) یہی۔ وہ آدمی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

722۔ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا، فَمَرَّ رَجُلٌ مُتَقَنِّعٌ فَقَالَ: ((هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدَى))، قَالَ: فَاتَّبَعْتُهُ حَتّٰى أَخَذْتُ بِضَبْعَيْهِ فَحَوَّلْتُ وَجْهَهُ إِلَيْهِ وَكَشَفْتُ عَنْ رَأْسِهِ فَقُلْتُ: هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. ❸

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھا کہ آپ نے فتنے کا تذکرہ کیا اور بتلایا کہ وہ وقت قریب ہی ہے۔

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٤/ ٢٣٥ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٢٨ـ المستدرك للحاكم: ٤/ ٤٣٣

❷ [إسناده حسن لغيره] مسند أحمد: ٤/ ٢٤٢ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٤١

❸ [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ٥/ ٦٢٨ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٤١

پھر منہ چھپائے ایک آدمی گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اُس روز ہدایت پر ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں اس کے پیچھے چل دِیا، یہاں تک کہ اس کے شانوں کو پکڑ کر اس کا چہرہ آپ ﷺ کی جانب کر دیا اور اس کے سر سے چادر اُتار کر پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ وہ آدمی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

723 ۔ ابوامی حبیبہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اس گھر میں داخل ہوئے جہاں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے اور انہوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ لوگوں کے ساتھ بات کرنے کے لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگ رہے تھے، تو عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت مرحمت فرما دی۔ چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِنَّكُمْ تَلْقَوْنَ بَعْدِي فِتْنَةً وَاخْتِلَافًا، أَوْ قَالَ: اخْتِلَافًا وَفِتْنَةً))، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِنَ النَّاسِ: فَمَنْ لَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَمِينِ وَأَصْحَابِهِ)) وَهُوَ يُشِيرُ إِلٰى عُثْمَانَ بِذَالِكَ. ❶

یقیناً تم میرے بعد فتنے اور اختلاف میں پڑ جاؤ گے۔ یہ سن کر لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس صورت میں ہمارا راہنما کون ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تم پر امین اور اس کے ساتھیوں کی اطاعت لازم ہے۔ آپ ﷺ اس بات سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ فرما رہے تھے۔

724 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فتنے کا ذِکر کیا تو ایک صاحب وہاں سے گزرے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہتھیار بند شخص اس روز مظلومانہ طور پر شہید کر دِیا جائے گا۔ میں نے دیکھا تو وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ ❷

725 ۔ سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

اِسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَارِيَةٌ تَضْرِبُ بِالدُّفِّ، فَدَخَلَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَدَخَلَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَأَمْسَكَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ)). ❸

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، اس وقت ایک باندی دَف بجا رہی تھی۔ پھر وہ اندر آ گئے (اور وہ دف بجاتی رہی) پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی اور اندر آ گئے (وہ پھر بھی دَف بجاتی رہی) پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو اس نے دَف بجانا روک دِیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً عثمان حیادار آدمی ہیں۔

726 ۔ موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

اسْمَعُوا نُحَدِّثْكُمْ عَمَّا جِئْتُمُونَا لَهُ، إِنَّكُمْ عَتَبْتُمْ عَلَى عُثْمَانَ فِي ثَلَاثِ خِلَالٍ: فِي إِمَارَةِ الْفَتٰى، وَمَوْضِعِ الْغَمَامَةِ، وَضَرْبِهِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا، حَتّٰى إِذَا مُصْتُمُوهُ مَوْصَ الثَّوْبِ بِالصَّابُونِ عَدَوْتُمْ عَلَيْهِ الْفِقَرَ الثَّلَاثَ: حُرْمَةَ الْبَلَدِ، وَحُرْمَةَ الْخِلَافَةِ، وَحُرْمَةَ الشَّهْرِ

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٣٤٥۔المستدرك للحاكم: ٣/ ٩٩

❷ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٢/ ١١٥۔سنن الترمذي: ٥/ ٦٣ ❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٤/ ٣٥٣

الْحَرَامِ، وَإِنْ كَانَ عُثْمَانُ لَأَحْصَنَهُمْ فَرْجًا، وَأَوْصَلَهُمْ لِلرَّحِمِ. ❶

سنو! ہم تمہیں اس کا جواب دیتے ہیں جو سلوک تم نے ان سے (یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے) کیا ہے۔ تم نے عثمان رضی اللہ عنہ پر تین امور میں اعتراض کیا: نوجوان کی حکمرانی، غمامہ کی جگہ اور چمڑے کے چابک اور لاٹھی سے مارنا۔ یہاں تک کہ تم ان پر کپڑے میں صابن کے گھس جانے کی طرح چڑھ دوڑے اور تم نے ان پر تین چیزوں کو پامال کیا: شہر کی حرمت، خلافت کی حرمت اور ماہِ حرام کی حرمت۔ جبکہ بلاشبہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے زیادہ پاکدامن اور سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

توضیح:...... نوجوان کی حکمرانی سے مراد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ولید بن عقبہ کو گورنر بنانا، غمامہ کی جگہ سے مراد ان کی چراگاہ ہے اور چمڑے کے چابک اور لاٹھی سے سزا دینے کے اعتراض کا سبب یہ تھا کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما اس طرح سزا نہیں دیا کرتے تھے۔

727 ۔ عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے دونوں بازو اٹھا کر یہ فرماتے سنا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ. ❷

اے اللہ! یقیناً میں تیرے سامنے عثمان رضی اللہ عنہ کے خون (قتل) سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔

728 ۔ جبیر بن نفیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ كَسَاكَ يَوْمًا قَمِيصًا، وَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تَخْلَعَهُ فَلَا تَخْلَعْهُ)). ❸

یقیناً اللہ عزوجل تمہیں ایک روز (خلافت کی) قمیض پہنائے گا اور اگر منافقین اس قمیض کو تم سے اُتارنا چاہیں تو تم اسے مت اُتارنا۔

729 ۔ حسان بن یزید ابوالغصن بیان کرتے ہیں کہ میں کوفے کی مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہے ہیں، آپؓ نے تین مرتبہ بلند آواز سے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، يَا أَيُّهَا النَّاسُ، يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ تُكْثِرُونَ فِي عُثْمَانَ، فَإِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَهُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ [الحجر:٤٧]. ❹

اے لوگو! اے لوگو! اے لوگو! بلاشبہ تم میرے اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے بارے میں بہت کچھ کہتے ہو، حالانکہ میری اور اس کی مثال اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ٥﴾ ''ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا ہم وہ سب نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔'' [الحجر:۴۷]

---

❶ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٨٢۔تاريخ مدينة لابن شبّة: ٢/ ٣٧٧

❷ [إسناده حسن] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٠٣

❸ [مرسل، رجال إسناده ثقات] مسند أحمد: ٦/ ٧٥۔سنن ابن ماجه: ١/ ٤١

❹ [إسناده الى حسان صحيح] مضى برقم: ٦٩٨

توضیح :...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو تین بار مخاطب کرنے کا مقصد اس معاملے کی سنگینی کا احساس دِلانا تھا کہ سب لوگ بغور سن لیں کہ وہ جو کام کرتے ہیں نہایت بُرا ہے، لہٰذا اس سے احتراز کریں۔

730 ۔ سیدنا حسان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ))، قَالَ: فَقَالَ عُثْمَانُ: عَلَيَّ مِائَةُ رَاحِلَةٍ، ثُمَّ قَالَ: أَقِلْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَأَقَالَهُ، فَقَالَ عَلَيَّ عَدَدُهَا مِنَ الْخَيْلِ، فَسَرَّ ذَاكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ عِنْدَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ عِنْدَ ذَالِكَ كَلَامًا حَسَنًا . فَحَفِظَهُ أَبُوهَا وَنَسِيَتْهُ أُمُّ عُمَرَ، قَالَتْ: وَسَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: إِنَّ عُثْمَانَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مَرَّتَيْنِ . ❶

جو شخص جیشِ عُسرہ کو سامان فراہم کرے گا؛ اسے جنت ملے گی۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایک سو سواریاں دیتا ہوں۔ پھر انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا یہ عطیہ مجھے واپس کر دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس کر دیا، تو انہوں نے کہا: میں اتنی ہی تعداد میں گھوڑے دیتا ہوں۔ اس بات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے پاس موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوش کر دیا۔ اس موقع پر آپ نے ان کے لیے بہت اچھی بات فرمائی، جسے اُمِ عمر تو بھول گئیں لیکن ان کے والد کو یاد رہی۔ اُمِ عمر بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا تھا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جیشِ عُسرہ کو دوبار سامان فراہم کیا تھا۔

توضیح :...... جیشِ عُسرہ سے مراد غزوہ تبوک کا لشکر ہے۔

731 ۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا أَلَوْنَا عَنْ أَعْلَانَا ذِي فُوقٍ . ❷

ہم نے تیر کے سوفار کے بہ قدر بھی اپنے سے اعلیٰ (شخص کو منتخب کرنے) پر ہچکچاہٹ نہیں دِکھائی۔

732 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ صحابہ سے) فرمایا:

((يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))، فَطَلَعَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ . ❸

اس طویل و کشادہ راستے سے تمہارے پاس ایک جنتی شخص نمودار ہوگا۔ تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نمودار ہو گئے۔

733 ۔ محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَلَغَ عَلِيًّا أَنَّ عَائِشَةَ تَلْعَنُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ فِي الْمِرْبَدِ، قَالَ: فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى بَلَغَ بِهِمَا وَجْهَهُ فَقَالَ: وَأَنَا أَلْعَنُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ، لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ، قَالَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا . ❹

مربد کے مقام پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتا چلا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر لعنت بھیجتی ہیں تو انہوں نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا، یہاں تک کہ انہیں اپنے چہرے کے برابر کر لیا، پھر فرمایا: میں بھی عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر لعنت بھیجتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان پر آسان و دشوار (یعنی ہر مقام اور ہر وقت) لعنت فرمائے۔ آپ نے

❶ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦٢٥ ـ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٧٠ ـ مسند أحمد: ١/ ٧٠ ـ سنن النسائي: ٦/ ٤٦

❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٣٩١

❸ [إسناده ضعيف جدًا] تفرّد به المؤلف

❹ [إسناده صحيح] تاريخ المدينة لابن شبّة: ٢/ ٣٨٢

دو یا تین مرتبہ یوں ہی فرمایا۔

734 ۔ موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالُوا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ ، أَخْبِرِينَا عَنْ عُثْمَانَ ، قَالَ: فَاسْتَجْلَسَتِ النَّاسَ ، فَحَمِدَتِ اللّٰهَ وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ ، فَقَالَتْ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ ، إِنَّا نَقَمْنَا عَلَى عُثْمَانَ ثَلَاثًا: إِمْرَةَ الْفَتَى ، وَالْحِمٰى ، وَضَرْبَهُ السَّوْطَ ، ثُمَّ تَرَكْتُمُوهُ حَتّٰى إِذَا مُصْتُمُوهُ مَوْصَ الثَّوْبِ عَدَوْتُمْ عَلَيْهِ الْفِقَرَ الثَّلَاثَ: حُرْمَةَ دَمِهِ الْحَرَامِ ، وَحُرْمَةَ الْبَلَدِ الْحَرَامِ ، لَعُثْمَانُ كَانَ أَتْقَاهُمْ لِلرَّبِّ ، وَأَحْصَنَهُمْ لِلْفَرْجِ ، وَأَوْصَلَهُمْ لِلرَّحِمِ . ❶

لوگوں نے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) کہا: اے اُم المومنین! ہمیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق بتلایئے۔تو انہوں نے لوگوں کو بیٹھ جانے کو کہا، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: اے لوگو! ہم نے عثمان رضی اللہ عنہ پر تین الزام لگائے: نوجوان کی حکمرانی، چراگاہ کا مسئلہ اور چمڑے کے چابک سے مارنا۔ پھر تم لوگوں نے انہیں تب تک نہ چھوڑا جب تک کہ تم ان پر کپڑے میں صابن کے گھس جانے کی طرح چڑھ نہ دوڑے اور تم نے ان پر تین چیزوں کو پامال کیا: ان کے حرام خون کی حرمت، شہرِ حرام کی حرمت، یقیناً عثمان رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے زیادہ رب سے ڈرنے والے، سب سے زیادہ پاکدامن اور سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

735 ۔ سیدنا جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ بَابَ حُذَيْفَةَ فَاسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي ، فَذَكَرَ هُشَيْمٌ قِصَّةً فِيهَا قَالَ: ذَهَبُوا لِيَقْتُلُوهُ ، قُلْتُ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي الْجَنَّةِ ، قُلْتُ: فَأَيْنَ قَتَلَتُهُ؟ قَالَ: فِي النَّارِ ، يَعْنِي قَتَلَةَ عُثْمَانَ . ❷

میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا اور تین مرتبہ (اندر آنے کی) اجازت طلب کی لیکن مجھے اجازت نہ ملی۔۔۔اس سے آگے ہُشیم نے مکمل واقعہ ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے بیان کیا کہ پھر باغی انہیں (یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو) شہید کرنے کے لیے چلے گئے۔ (جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے (سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے) پوچھا: وہ کہاں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جنت میں۔ میں نے کہا: ان کے قاتل کہاں ہوں گے؟ انہوں نے فرمایا: جہنم میں۔یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل۔

736 ۔ سیدنا حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا عُثْمَانُ مَا قَدَّمْتَ وَمَا أَخَّرْتَ ، وَمَا أَسْرَرْتَ وَمَا أَعْلَنْتَ ، وَمَا أَخْفَيْتَ وَمَا أَبْدَيْتَ ، وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) . ❸

اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اگلے اور پچھلے، پوشیدہ وعلانیہ،مخفی وظاہری اور قیامت تک سرزد ہونے والے تمام گناہ معاف فرما دِیے ہیں۔

737 ۔ عثمان بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ [إسناده صحيح] تاريخ المدينة لابن شبّة: ٢/ ٣٧٧

❷ [إسناده ضعيف] تفرّد به المؤلف

❸ [إسناده ضعيف جدًا] تفرّد به المؤلف

جَاءَ رَجُلٌ مِنْ مِصْرَ قَدْ حَجَّ الْبَيْتَ، فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَقَالُوا: هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ، قَالَ: فَمَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ؟ قَالُوا: ابْنُ عُمَرَ، فَأَتَى فَقَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ، إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ تُحَدِّثُنِي؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْبَيْتِ، أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَتَعْلَمُهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَتَعْلَمُ أَنَّهُ يَعْنِي تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَكَبَّرَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ حَتّٰى أُخْبِرَكَ وَأُبَيِّنَ لَكَ مَا سَأَلْتَنِي عَنْهُ: أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ. وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ شَهِدَ بَدْرًا، وَسَهْمَهُ لَكَ)). وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ، فَبَعَثَ عُثْمَانَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى: ((هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ))، فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأُخْرَى عَلَيْهَا فَقَالَ: ((هٰذِهِ لِعُثْمَانَ))، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: اذْهَبْ بِهٰذِهِ الثَّلَاثِ مَعَكَ. [1]

ایک مصری آدمی آیا، اس نے بیت اللہ کا حج کیا، پھر کچھ لوگوں کو بیٹھے دیکھا تو پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ یہ قریش ہیں۔ اس نے کہا: ان میں سے بزرگ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ وہ (ان کے پاس) آیا اور بولا: اے ابن عمر! اگر میں آپ سے کوئی بات پوچھوں تو آپ مجھے بتلائیں گے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ اس نے کہا: میں آپ کو اس گھر کی حرمت کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد کے روز میدان چھوڑ گئے تھے۔ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ اس نے کہا: آپ کو یہ بھی علم ہے کہ وہ غزوۂ بدر سے بھی غائب تھے، اس میں بھی شریک نہیں ہوئے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ اس نے کہا: آپ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ وہ بیعتِ رضوان میں بھی موجود نہیں تھے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس آدمی نے ''اللہ اکبر'' کہا۔ اس کے بعد سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا: آؤ اب میں تمہیں بتلاؤں اور تمہارے سوالات کے جوابات کی وضاحت بھی کروں: ان کا غزوۂ اُحد میں میدان سے جانے کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا ہے اور بخش دیا ہے۔ ان کے غزوۂ بدر میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ان کے عقدِ نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور وہ اس وقت بیمار تھیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا: تمہیں اسی شخص کے برابر اجر ملے گا جو غزوۂ بدر میں شریک ہوا اور (مالِ غنیمت سے) تمہارا حصہ بھی تمہیں ملے گا۔ اور جہاں تک بیعتِ رضوان میں شریک نہ ہونے کی بات ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ اگر مکہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی معزز ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بھیجتے، لیکن آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو ہی بھیجا، اور بیعتِ رضوان کا معاملہ عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ جانے کے بعد ہوا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بیعت لیتے ہوئے) اپنا دایاں ہاتھ نیچے رکھ کر فرمایا: یہ عثمان کا ہاتھ ہے، پھر اس پر دوسرا ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا: یہ

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ۷/ ۳۶۳۔سنن الترمذي: ۵/ ۶۲۹

عثمان کی بیعت ہوگئی۔ پھر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس آدمی سے فرمایا: اب یہ تینوں جواب اپنے ساتھ لے کر جاؤ۔

738 ۔ سیدنا عبدالرحمان بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَلْفِ دِينَارٍ فِي ثَوْبِهِ حِينَ جَهَّزَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، قَالَ: فَصَبَّهَا فِي حِجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا وَهُوَ يَقُولُ: ((مَا ضَرَّ ابْنَ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ))، يُرَدِّدُ ذَالِكَ مِرَارًا. ❶

جس وقت نبی ﷺ غزوۂ تبوک کے لشکر کی تیاری فرمارہے تھے تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے میں ایک ہزار دینار لے کر آئے اور انہیں نبی ﷺ کی گود مبارک میں انڈیل دیا۔ نبی ﷺ انہیں اُلٹنے پلٹنے لگے اور فرمارہے تھے: آج کے بعد ابن عفان کوئی عمل نہ بھی کرے تو اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ آپ یہ بات بار بار فرمارہے تھے۔

739 ۔ عمیرہ بن سعد بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ عَلِيٍّ عَلَى شَاطِئِ الْفُرَاتِ، فَمَرَّتْ سَفِينَةٌ مَرْفُوعٌ شِرَاعُهَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ﴾ [الرحمٰن:٢٤]، وَالَّذِي أَنْشَأَهَا فِي بَحْرٍ مِنْ بِحَارِهِ مَا قَتَلْتُ عُثْمَانَ، وَلَا مَالَأْتُ عَلَى قَتْلِهِ. ❷

ہم دریائے فرات کے کنارے پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے کہ ایک کشتی گزری، جس کا بادبان اُوپر کو اٹھایا ہوا تھا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ﴾ ''اور اللہ ہی کی ملکیت میں ہیں وہ جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح (چل پھر رہے) ہیں۔'' (پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) اس ذات کی قسم جس نے اس کشتی کو اپنے سمندر میں چلایا! نہ تو میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور نہ ہی میرا ان کے قتل کا کوئی ارادہ تھا۔

740 ۔ امام طاؤس رحمہ اللہ نے ایک آدمی کو دوسرے آدمی سے یہ کہتے سنا کہ میں نے تجھ سے زیادہ بُرا شخص کبھی نہیں دیکھا۔ تو آپؒ نے اس سے فرمایا:

أَنْتَ لَمْ تَرَ قَاتِلَ عُثْمَانَ. ❸

تم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل کو نہیں دیکھا۔

توضیح: ...... یعنی وہ اس سے بھی زیادہ بُرا شخص تھا اور اس سے برا کوئی نہیں ہے۔

741 ۔ عمرو بن مُرہ سے مروی ہے کہ مُرہ بن شراحیل نے فرمایا:

لَئِنْ أَكُونُ يَوْمَئِذٍ قُتِلْتُ مَعَ عُثْمَانَ فِي الدَّارِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا كَذَا. ❹

---

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٥/ ٦٣ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٢٦ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٠٢ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٨٥

❷ [إسناده حسن لغيره] سنن سعيد بن منصور: ٢/ ٣٦٤ ـ الفتن لأبي نعيم: ٤١

❸ [إسناده ضعيف] الرياض النضرة: ٣/ ١٠٤

❹ [إسناده ضعيف] المعارف لابن قتيبة: ٢٣١

یقیناً اگر میں اس دِن ہوتا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ گھر میں شہید کر دیا جاتا؛ تو یہ مجھے فلاں فلاں چیز سے زیادہ محبوب ہوتا۔

742۔ زبیر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میری دادی نے مجھ سے بیان کیا کہ:

أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ لَا يُوقِظُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ يَقْظَانَ فَيَدْعُوهُ، فَيُنَاوِلَهُ وَضُوءَهُ، وَكَانَ يَصُومُ الدَّهْرَ. ❶

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے اہل خانہ میں سے کسی کو رات کے وقت بیدار نہیں کیا کرتے تھے، ہاں اگر کسی کو جاگتا ہوا دیکھتے تو اسے (نوافل پڑھنے کی) دعوت دیتے، پھر اسے وضو کا پانی پیش کرتے، اور آپ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔

743۔ امام ابن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَتَبَ عُثْمَانُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ يَعْزِمُ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَضَعَ كِتَابَهُ مِنْ يَدِهِ حَتّٰى يَشْخَصَ إِلَيْهِ، قَالَ: فَأَتَى بِالْكِتَابِ فَجَعَلَ يَذْهَبُ وَيَجِيءُ وَالْكِتَابُ فِي يَدِهِ، لَا يَقْرَؤُهُ، فَقَالَتْ لَهُ أُمُّهُ: أَيْنَ تَذْهَبُ وَالْكِتَابُ فِي يَدِكَ، افْتَحِ الْكِتَابَ فَاقْرَأْهُ، فَقَالَ: يَا بِنْتَ الْكَافِرِينَ، أَتُرِيدِينَ أَنْ أَبِيتَ عَاصِيًا لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوْ أَشْخَصَ مِنْ لَيْلَتِي. ❷

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نام پیغام لکھ کر انہیں یہ حکم دیا کہ وہ جب تک ان کے پاس واپس نہیں آ جاتے تب تک وہ ان کی تحریر اپنے ہاتھ سے نہیں رکھیں گے۔ چنانچہ وہ جہاں بھی آتے جاتے وہ تحریر ان کے ہاتھ میں ہی رہتی اور اسے پڑھتے نہیں تھے۔ ان کی والدہ نے ان سے کہا: تم جہاں بھی جاتے ہو یہ تحریر تمہارے ہاتھ میں ہی ہوتی ہے، تم اسے کھول کر پڑھ لو ناں۔ انہوں نے کہا: اے کافروں کی بیٹی! کیا تم چاہتی ہو کہ میں امیر المومنین کی نافرمانی کر کے رات گزاروں یا میں اس رات واپس چلا جاؤں۔

744۔ مہاجر التیمی سے مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا عُثْمَانَ، فَإِنَّا كُنَّا نَعُدُّهُ مِنْ خِيَارِنَا. ❸

تم عثمان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ بلاشبہ ہم انہیں اپنے بہترین لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے۔

745۔ امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ هَلَكَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي بَعْضِ الزَّمَانِ لَهَلَكَ عِلْمُ الْفَرَائِضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَلَقَدْ جَاءَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ وَمَا يَعْلَمُهَا غَيْرُهُمَا. ❹

اگر کسی زمانے میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس دنیا سے (اکٹھے) رحلت فرما جاتے تو قیامت تک علمِ وراثت ختم ہو جاتا اور لوگوں پر ایسا وقت بھی آیا کہ ان دونوں کے علاوہ کسی کو وراثت کا علم ہی نہ تھا۔

---

❶ [إسناده صحيح] الزهد لامام أحمد: ص ١٢٦ـ الزهد لابن المبارك: ص ٤٣٨

❷ [إسناده صحيح] الميزان: ١/ ٢٦٦ ❸ [إسناده صحيح] تفرّد به المؤلف

❹ [إسناده الى الزهرى صحيح] سنن الدارمى: ٢٨٩٤

746 ۔ ملیح رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

لَوِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلٰی قَتْلِ عُثْمَانَ، لَرُمُوا بِالْحِجَارَةِ كَمَا رُمِيَ قَوْمُ لُوطٍ . ❶

اگر تمام لوگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر اکٹھے ہو جاتے تو یقیناً ان پر اسی طرح پتھر برسائے جاتے جس طرح حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر پتھر برسائے گئے تھے۔

747 ۔ نزال بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو عہدۂ خلافت سونپا گیا تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَمَّرْنَا خَيْرَ مَنْ بَقِيَ وَلَمْ نَأْلُ . ❷

ہم نے باقی رہ جانے والے لوگوں میں سے بہترین شخص کو امیر منتخب کیا ہے اور ہم نے چنداں ہچکچاہٹ نہیں دکھائی۔

748 ۔ اُم المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ:

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ بَيْنَ فَخِذَيْهِ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ، فَأَذِنَ لَهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ عَلٰى هَيْئَتِهِ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ، فَأَذِنَ لَهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هَيْئَتِهِ، وَجَاءَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَأَذِنَ لَهُمْ، وَجَاءَ عَلِيٌّ يَسْتَأْذِنُ فَأَذِنَ لَهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هَيْئَتِهِ، ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَاسْتَأْذَنَ، فَتَجَلَّلَ ثَوْبَهُ ثُمَّ أَذِنَ لَهُ، فَتَحَدَّثُوا سَاعَةً ثُمَّ خَرَجُوا . فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، دَخَلَ عَلَيْكَ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعَلِيٌّ، وَنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِكَ، وَأَنْتَ فِي هَيْئَتِكَ لَمْ تَحَرَّكْ، فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ تَجَلَّلْتَ ثَوْبَكَ؟ قَالَ: ((أَلَا أَسْتَحْيِي مِمَّنْ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ؟)) . ❸

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور آپ نے اپنا کپڑا اپنی دونوں رانوں کے درمیان میں رکھا ہوا تھا (یعنی آپ کی ران مبارک پر کپڑا نہیں تھا)۔ اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور (اندر آنے کی) اجازت طلب کرنے لگے، تو آپ نے انہیں اجازت دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں بیٹھے رہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت طلب کرنے لگے، تو آپ نے انہیں بھی اجازت دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں بیٹھے رہے۔ پھر آپ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ آئے؛ آپ نے انہیں بھی اجازت مرحمت فرمائی۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت مانگنے لگے تو آپ نے انہیں بھی اجازت دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں بیٹھے رہے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت مانگنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ران مبارک پر) کپڑا ڈال لیا، پھر انہیں اجازت دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کچھ دیر بات چیت کی، پھر چلے گئے، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس ابوبکر، عمر، علی اور آپ کے دیگر صحابہ آئے اور آپ اپنی اسی حالت میں بیٹھے رہے اور حرکت نہیں کی، لیکن جب عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے (اپنی ران پر) کپڑا ڈال لیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! کیا میں بھی اس سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں؟

749 ۔ سیدہ حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ:

❶ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٩٧ ❷ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ٩/ ١٨٨

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ٢٨٨

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ قَدْ وَضَعَ ثَوْبًا بَيْنَ فَخِذَيْهِ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَاسْتَأْذَنَ، فَأَذِنَ لَهُ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى هَيْئَتِهِ، ثُمَّ عُمَرُ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ، فَذَكَرَ مِثْلَ مَعْنَى حَدِيثِ شَيْبَانَ أَبِي مُعَاوِيَةَ. ❶

ایک دِن رسول اللہ ﷺ نے اپنی رانوں کے درمیان میں کپڑا رکھا ہوا تھا، اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے (ملاقات کی) اجازت چاہی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی، اور نبی ﷺ اسی طرح تشریف فرما رہے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یوں ہی معاملہ ہوا۔ اس سے آگے راوی نے گزشتہ حدیث کے مثل ہی بیان کیا۔

750 ۔ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں:

يَا لَيْتَنِي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا، فَأَمَّا الَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِ عُثْمَانَ فَوَاللّٰهِ مَا أَحْبَبْتُ أَنْ يُنْتَهَكَ مِنْ عُثْمَانَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا انْتُهِكَ مِنِّي مِثْلُهُ، حَتّٰى لَوْ أَحْبَبْتُ قَتْلَهُ قُتِلْتُ، يَا عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيٍّ، لَا يَغُرَّنَّكَ أَحَدٌ بَعْدَ الَّذِي تَعْلَمُ، فَوَاللّٰهِ مَا احْتَقَرْتُ أَعْمَالَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَجَمَ النَّفَرُ الَّذِينَ طَعَنُوا فِي عُثْمَانَ، فَقَالُوا قَوْلًا لَا يَحْسُنُ مِثْلُهُ، وَقَرَءُوا قِرَاءَةً لَا يَحْسُنُ مِثْلُهَا، وَصَلَّوْا صَلَاةً لَا يُصَلّٰى مِثْلُهَا، فَلَمَّا تَدَبَّرْتُ الصَّنِيعَ إِذَنْ وَاللّٰهِ مَا تَقَارَبُوا أَعْمَالَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَإِذَا أَعْجَبَكَ حُسْنُ قَوْلِ امْرِءٍ: ﴿فَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾ [التوبة:١٠٥]، وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ أَحَدٌ. ❷

اے کاش! میں بھولی بسری ہوتی۔ کیونکہ جو کچھ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا ہے؛ اللہ کی قسم! میں یہی پسند کرتی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے جس معاملے کی بے حرمتی کرنی ہے؛ اس کی جگہ میری اپنی بے حرمتی ہو جائے، یہاں تک کہ اگر میں انہیں شہید کرنا پسند کرتی تو مجھے ہی قتل کر دیا جاتا۔ اے عبیداللہ بن عدی! یہ بات جان لینے کے بعد کوئی تجھے بالکل دھوکے میں نہ ڈالے: اللہ کی قسم! میں نے اصحابِ رسول کے اعمال کو کبھی کمتر نہیں سمجھا تھا، یہاں تک کہ وہ جماعت ظاہر ہوئی جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق طعن و تشنیع کی، انہوں نے ایسی بات کی کہ اس جیسی اچھی بات کسی نے نہیں کہی، انہوں نے (قرآن کی) اس طرح قرأت کی کہ اس جیسی اچھی قرأت کسی نے نہیں کی اور انہوں نے اس انداز میں نماز پڑھی کہ اس کے مثل نماز نہیں پڑھی گئی۔ پھر جب میں نے (ان کے) کرتوتوں کو غور سے دیکھا تو تب مجھے اندازہ ہوا کہ اللہ کی قسم! یہ تو اصحابِ رسول کے اعمال کے قریب بھی نہیں ہیں، سو جب تمہیں کسی آدمی کی اچھی بات بھلی لگے تو تم یوں کہو: ''عمل کرتے رہو، عنقریب اللہ، اس کے رسول اور مومنین تمہارا عمل دیکھ لیں گے۔'' اور کسی کا نیک عمل تمہیں بالکل بھی دھوکے میں نہ ڈالے۔

751 ۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ:

أَشْرَفَ عُثْمَانُ مِنَ الْقَصْرِ وَهُوَ مَحْصُورٌ فَقَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حِرَاءٍ إِذِ اهْتَزَّ الْجَبَلُ فَرَكَلَهُ بِقَدَمِهِ ثُمَّ قَالَ: ((اسْكُنْ حِرَاءُ، لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٦/ ١٥٥ ❷ [إسناده صحيح] خلق أفعال العباد للبخاري: ص ٢٥

نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ))، وَأَنَا مَعَهُ؟ فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، فَقَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ إِذْ بَعَثَنِي إِلَى الْمُشْرِكِينَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ: ((هٰذِهِ يَدِي وَيَدُ عُثْمَانَ))، فَبَايَعَ لِي؟ فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، قَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ يُوَسِّعُ لَنَا هٰذَا الْبَيْتَ فِي الْمَسْجِدِ؟)) ؟ فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، قَالَ: وَأَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ قَالَ: ((مَنْ يُنْفِقُ الْيَوْمَ نَفَقَةً مُتَقَبَّلَةً؟))، فَجَهَّزْتُ نِصْفَ الْجَيْشِ مِنْ مَالِي؟ قَالَ: فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، قَالَ: وَأَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رُومَةَ يُبَاعُ مَاؤُهَا ابْنَ السَّبِيلِ، فَابْتَعْتُهَا مِنْ مَالِي فَأَبَحْتُهَا ابْنَ السَّبِيلِ؟ قَالَ: فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ. [1]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے محل سے جھانک کر دیکھا جبکہ وہ محصور تھے، اور انہوں نے کہا: میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ حراء کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون شریک تھا جب پہاڑ نے حرکت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم مبارک پہاڑ پر مارا اور فرمایا: اے حراء! ٹھہر جا، تجھ پر نبی، صدیق اور شہید موجود ہیں۔ اور میں بھی (اس وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا؟ تو متعدد لوگوں نے ان کی بات کی تصدیق کی۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ بیعتِ رضوان کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت کون حاضر تھا جب آپ نے مجھے مشرکینِ مکہ کی طرف بھیجا تھا (پھر صحابہ سے بیعت کرتے ہوئے) فرمایا: یہ میرا ہاتھ ہے اور عثمان کا ہاتھ ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنا ہاتھ اوپر رکھ کر) میری طرف سے بیعت لے لی؟ تو لوگوں نے ان کی بات کی تصدیق کی۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت کون موجود تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو اس گھر (کو خرید کر مسجد میں شامل کر کے اس) مسجد کو ہمارے لیے وسیع کرے گا؟ تو لوگوں نے ان کی اس بات کی بھی تصدیق کی۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جہادی لشکر کی تیاری کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت کون حاضر تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو آج (اللہ کی راہ میں) قبول ہونے والی چیز خرچ کرے؟ تو میں نے اپنے مال سے آدھے لشکر کو سامان مہیا کر دیا تھا؟ تو لوگوں نے ان کی اس بات کی بھی تصدیق کی۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ رومہ (کنویں والے واقعہ کے وقت) کون موجود تھا، جس کا پانی مسافروں کو فروخت کیا جاتا تھا، لیکن میں نے اس کو خرید کر مسافروں کے لیے وقف کر دیا تھا؟ تو لوگوں نے ان کی اس بات کی بھی تصدیق کی۔

752 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُثْمَانَ أَشْرَفَ عَلَى أَصْحَابِهِ وَهُوَ مَحْصُورٌ فَقَالَ: عَلَامَ تَقْتُلُونِي؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانِهِ فَعَلَيْهِ الرَّجْمُ، أَوْ قَتَلَ عَمْدًا فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ، أَوِ ارْتَدَّ بَعْدَ إِسْلَامِهِ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ))،

[1] [إسناده صحيح لغيره] مسند أحمد: ١/ ٥٩ ـ سنن النسائي: ٦/ ٢٣٦ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٢٧

فَوَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ، وَلَا قَتَلْتُ أَحَدًا فَأُقِيدَ نَفْسِي مِنْهُ، وَلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. ❶

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو جھانک کر دیکھا جبکہ آپ محصور تھے اور فرمایا: تم کس جرم میں مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: مسلمان کا خون صرف ان تین کاموں میں سے کسی ایک کے ارتکاب پر ہی حلال ہوتا ہے: وہ آدمی جس نے شادی کے بعد زنا کیا؛ اس پر رجم کی حد لاگو ہوتی ہے، یا اس نے جان بوجھ کر قتل کیا تو اسے بدلے میں قتل کیا جائے گا، یا وہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا تو اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اللہ کی قسم! میں نے نہ دورِ جاہلیت میں زنا کیا اور نہ ہی اسلام میں، میں نے کسی کی جان بھی نہیں لی کہ بدلے میں مجھے قتل کر دیا جائے اور نہ ہی میں مرتد ہوا ہوں جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے، یقیناً میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

753 ۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ وَرَجُلًا آخَرَ مَعَهُ مِنَ الْأَنْصَارِ دَخَلَا عَلَى عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ، فَاسْتَأْذَنَا فِي الْحَجِّ فَأَذِنَ لَهُمَا، ثُمَّ قَالَا: مَعَ مَنْ نَكُونُ إِنْ ظَهَرَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ؟ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ، قَالَا: أَرَأَيْتَ إِنْ أَصَابَكَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ، وَكَانَتِ الْجَمَاعَةُ فِيهِمْ؟ قَالَ: الْزَمُوا الْجَمَاعَةَ حَيْثُ كَانَتْ، قَالَ: فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ، فَلَمَّا بَلَغْنَا بَابَ الدَّارِ لَقِينَا الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ دَاخِلًا، فَرَجَعْنَا عَلَى أَثَرِ الْحَسَنِ لِنَنْظُرَ مَا يُرِيدُ، فَلَمَّا دَخَلَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّا طَوْعُ يَدِكَ، فَمُرْنِي بِمَا شِئْتَ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: يَا ابْنَ أَخِي، ارْجِعْ فَاجْلِسْ فِي بَيْتِكَ حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ، فَلَا حَاجَةَ لِي فِي هِرَاقَةِ الدِّمَاءِ. ❷

ابوقتادہ اور ان کے ساتھ ایک اور انصاری شخص سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ وہ محصور تھے۔ ان دونوں نے حج کی اجازت مانگی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی، پھر ان دونوں نے پوچھا: اگر یہ قوم غلبہ پا لیتی ہے تو پھر ہم کس کا ساتھ دیں؟ آپ نے فرمایا: تم جماعت کے ساتھ رہنا۔ انہوں نے پوچھا: آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر یہ آپ پر حملہ کر دیتے ہیں اور جماعت بھی ان میں موجود ہو تو پھر؟ آپ نے فرمایا: جماعت کو لازم پکڑنا، خواہ وہ جہاں بھی ہو۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلے اور جب ہم گھر کے دروازے پر پہنچے تو ہماری ملاقات سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے ہوئی جو گھر میں داخل ہو رہے تھے، ہم بھی حسن رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہی لوٹ آئے تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ کس ارادے سے آئے ہیں۔ جب حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے تو کہا: اے امیر المومنین! ہم آپ کے اشارے کے پابند ہیں، آپ ہمیں جو چاہے حکم فرما دیجیے۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اے بھتیجے! واپس چلے جاؤ اور اپنے گھر میں بیٹھ جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ فرما دے، کیونکہ مجھے خون بہانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

❶ [إسناده حسن والحديث صحيح] سنن الترمذي: ٤/ ٤٦٠ ـ سنن ابن ماجه: ٢/ ٨٤٨ ـ مسند أحمد: ١/ ٦١

❷ [إسناده صحيح] الرياض النضرة: ٣/ ٨٨

754 ۔ ابوامامہ بن سہل بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ فِي الدَّارِ وَهُوَ مَحْصُورٌ، قَالَ: وَكُنَّا نَدْخُلُ مَدْخَلًا إِذَا دَخَلْنَاهُ سَمِعْنَا كَلَامَ مَنْ عَلَى الْبَلَاطِ، قَالَ: فَدَخَلَ عُثْمَانُ يَوْمًا لِحَاجَةٍ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا مُنْتَقِعًا لَوْنُهُ فَقَالَ: إِنَّهُمْ لَيَتَوَاعَدُونِي بِالْقَتْلِ آنِفًا، قَالَ: قُلْنَا: يَكْفِيكُمُ اللّٰهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: وَبِمَ يَقْتُلُونِي؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّهُ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا فِي إِحْدٰى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِيمَانِهِ، أَوْ زَنَا بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ))، فَوَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ قَطُّ، وَلَا تَمَنَّيْتُ أَنَّ لِي بِدِينِي بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِي اللّٰهُ لَهُ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا، فَبِمَ يَقْتُلُونِي؟. ❶

میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ گھر میں تھا جبکہ وہ محصور تھے۔ تھوڑی دیر کے لیے ہم کسی کمرے میں داخل ہوتے تو ہمیں چوکی پر بیٹھنے والوں کی بات بھی سنائی دیتی تھی۔ اسی طرح ایک مرتبہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس کمرے میں داخل ہوئے، پھر تھوڑی دیر بعد باہر تشریف لائے تو ان کا رنگ اُڑا ہوا تھا اور فرمانے لگے: ان لوگوں نے مجھے ابھی ابھی قتل کی دھمکی دی ہے، ہم نے عرض کیا: اے امیر المومنین! اللہ ان کی طرف سے آپ کی کفایت وحفاظت فرمائے گا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھلا کس جرم میں یہ لوگ مجھے قتل کریں گے؟ جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کسی مسلمان کا خون ان تین صورتوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے کے سوا حلال نہیں ہے: وہ آدمی جو اپنے ایمان کے بعد کافر ہو جائے، یا شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے، یا کسی کو ناحق قتل کر دے۔ لیکن اللہ کی قسم! میں نے نہ تو کبھی دورِ جاہلیت میں زنا کیا اور نہ ہی اسلام میں، جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت سے نوازا ہے تب سے میں نے کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ میں کوئی اور دین اختیار کروں اور نہ ہی میں نے کسی جان کو قتل کیا ہے، تو پھر یہ مجھے کس جرم میں قتل کریں گے؟

755 ۔ ابوامامہ بن سہل بن حُنیف بیان کرتے ہیں کہ:

إِنِّي لَمَعَ عُثْمَانَ فِي الدَّارِ وَهُوَ مَحْصُورٌ، فَكُنَّا نَدْخُلُ مَدْخَلًا إِذَا دَخَلْنَاهُ سَمِعْنَا كَلَامَ مَنْ عَلَى الْبَلَاطِ، فَدَخَلَ يَوْمًا ذَاكَ الْمَدْخَلَ فَخَرَجَ إِلَيْنَا مُتَغَيِّرَ اللَّوْنِ قَالَ: وَبِمَ يَقْتُلُونِي؟ وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا مِنْ إِحْدٰى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، أَوْ زَنَا بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ))، فَوَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ قَطُّ، وَلَا أَحْبَبْتُ أَنَّ لِيَ الدُّنْيَا بِدِينِي بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِي لَهُ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا، فَبِمَ يَقْتُلُونِي؟. ❷

میں گھر میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا جب وہ محصور تھے، تو جب بھی ہم کمرے میں داخل ہوا کرتے تھے تو ہمیں چوکی پر بیٹھنے والوں کی بات بھی سنائی دیتی تھی۔ ایک روز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس کمرے میں داخل ہوئے، پھر

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٦٥۔تاريخ المدينة لابن شبّة: ٢/ ٣٥٨۔المنتقى لابن الجارود: ص ٢٨٤

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٦٢

باہر تشریف لائے تو ان (کے چہرے کا) رنگ متغیر تھا، انہوں نے فرمایا: یہ لوگ مجھے کیوں قتل کریں گے؟ جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کسی بھی مسلمان کا خون حلال نہیں ہوتا، سوائے ان تین امور میں سے کسی ایک کے پائے جانے پر: وہ آدمی جو اسلام قبول کرنے کے بعد کفر کرے، یا شادی کرنے کے بعد زنا کرے، یا کسی کو قصاص کے بغیر قتل کر دے۔ لیکن اللہ کی قسم! میں نے نہ تو کبھی دورِ جاہلیت میں زنا کیا اور نہ ہی اسلام میں، جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت سے نوازا ہے تب سے مجھے یہ بھی پسند نہیں ہے کہ مجھے اس دین کے بدلے میں ساری دنیا مل جائے اور نہ ہی میں نے کسی جان کو قتل کیا ہے، تو پھر یہ مجھے کس جرم میں قتل کریں گے؟

756 ۔ حمران رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَغْتَسِلُ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ . ❶

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جب سے اسلام قبول کیا تب سے وہ روزانہ ایک مرتبہ غسل کیا کرتے تھے۔

757 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ فِي الْجَنَّةِ، وَرَفِيقِي فِيهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ)). ❷

جنت میں ہر نبی کا ایک ساتھی ہوگا اور میرا ساتھی وہاں عثمان بن عفان ہوگا۔

758 ۔ عبدالرحمان بن شرید بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خطبے میں یہ فرماتے سنا کہ:

إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا وَعُثْمَانُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ [الحجر: ٤٧]. ❸

بلاشبہ مجھے اُمید ہے کہ میں اور عثمان (جنت میں) اسی طرح ہوں گے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ ''ان کے دِلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا ہم وہ سب نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔'' [الحجر: ٤٧]

759 ۔ ابو وائل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ سَارَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْكُوفَةِ ثَمَانِيًا حِينَ اسْتُخْلِفَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَاتَ، فَلَمْ يُرَ يَوْمٌ أَكْثَرُ نَشِيجًا مِنْ يَوْمَئِذٍ، وَإِنَّا اجْتَمَعْنَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَأْلُ عَنْ خَيْرِنَا ذِي فُوقٍ، فَبَايَعْنَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ، فَبَايِعُوهُ. ❹

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے کوفہ کی جانب آٹھ میل تک مسافت طے کی تھی جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا گیا، تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: اما بعد! امیر المومنین

❶ [إسناده حسن] التقريب: ١/ ١٩٨ ❷ [إسناده ضعيف جدًا] سنن الترمذي: ٥/ ٦٢٤

❸ [لم أجد عبد الرحمٰن بن الشريد والباقون ثقات] مضى برقم: ٦٩٨

❹ [إسناده حسن] تاريخ المدينة لابن شبّة: ٢/ ٢٧٧ ـ التاريخ للفسوي: ٢/ ٧٦

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وفات پا گئے ہیں۔ اس روز سے زیادہ سسکیاں لے کر روئے جانے والا کوئی دِن نہیں دیکھا گیا اور ہم اصحابِ محمد نے تیر کے سوفار کے بہ قدر بھی اپنے سے اعلیٰ (شخص کو منتخب کرنے) پر ہچکچاہٹ نہیں دِکھائی۔ چنانچہ ہم نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی، سو تم بھی ان کی بیعت کر لو۔

760 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

اِسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ فِي مِرْطٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ خَرَجَ، قَالَتْ: فَأَذِنَ لَهُ فَقَضَى حَاجَتَهُ، وَهُوَ مَعِي فِي الْمِرْطِ، ثُمَّ خَرَجَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهِمْ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ، عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، ثُمَّ خَرَجَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ عُثْمَانُ، فَأَصْلَحَ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ وَجَلَسَ، فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ، ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اسْتَأْذَنَ عَلَيْكَ أَبُو بَكْرٍ، فَقَضَى إِلَيْكَ حَاجَتَهُ عَلَى حَالِكَ تِلْكَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلَيْكَ عُمَرُ فَقَضَى حَاجَتَهُ عَلَى حَالِكَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ عَلَيْكَ فَكَأَنَّكَ احْتَفَظْتَ، فَقَالَ: ((إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ، وَإِنِّي لَوْ أَذِنْتُ لَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ خَشِيتُ أَلَّا يَقْضِيَ إِلَيَّ حَاجَتَهُ)). قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَلَيْسَ كَمَا يَقُولُ الْكَذَّابُونَ: أَلَا أَسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ؟ . [1]

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت طلب کی اور میں اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ ایک ہی چادر میں تھی۔ پھر آپ نکلے اور انہیں اجازت دی، انہوں نے اپنا کام کیا اور آپ ﷺ میرے ساتھ چادر میں ہی تھے، پھر وہ نکل گئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں بھی اجازت دی، انہوں نے آپ سے ضروری بات چیت کی جبکہ آپ اسی حالت میں تھے، پھر وہ بھی چلے گئے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ سے ملاقات کی اجازت چاہی تو آپ نے اپنے کپڑے درست کیے اور بیٹھ گئے، پھر انہوں نے بھی آپ سے ضروری کام نمٹایا اور نکل گئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے اجازت طلب کی اور آپ سے اسی حالت میں ہی ضروری بات چیت کی، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے اجازت طلب کی اور انہوں نے بھی آپ سے اسی حالت میں ہی اپنا کام نمٹایا، لیکن جب عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ سے ملاقات کی اجازت چاہی تو آپ نے گویا خود کو محتاط اور محفوظ کر لیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً عثمان حیادار آدمی ہے، اگر میں اسے بھی اسی حالت میں اجازت دے دیتا تو مجھے خدشہ تھا کہ وہ مجھ سے اپنا کام بیان نہ کر پاتا۔ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (صحیح الفاظ یہی ہیں) اس طرح نہیں ہیں جس طرح جھوٹے راویوں نے بیان کیے ہیں کہ (آپ ﷺ نے فرمایا:) میں بھی اس شخص سے حیا کیوں نہ محسوس کروں جس سے فرشتے بھی حیا محسوس کرتے ہیں۔

761 ۔ مطرف بن شخیر بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس پتھریلی زمین میں ملا تو انہوں نے فرمایا:

أَحُبُّ عُثْمَانَ مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنَا؟

کیا عثمان کی محبت نے تمہیں ہمارے پاس آنے سے روکے رکھا؟

---

[1] [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٤/ ١٨٦٦ ـ مسند أحمد: ٦/ ١٥

آپ نے دو مرتبہ یہی فرمایا۔ پھر جب آپؓ اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گئے تو فرمایا:

إِنْ تُحِبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ خَيْرَنَا وَأَوْصَلَنَا . ❶

اگر تم ان سے محبت کرتے ہو تو بلاشبہ وہ ہم سے بہتر بھی ہیں اور ہم سے زیادہ ناتہ داری نبھانے والے ہیں۔

762 ۔ مطرف ہی بیان کرتے ہیں کہ میں جنگ جمل کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے صحرائی علاقے میں ملا، آپ اونٹ پر سوار تھے، چنانچہ آپ جلدی سے نیچے اتر آئے، تو میں نے عرض کیا: حضور! حق تو میرا بنتا تھا کہ میں جلدی سے آپ کے پاس آتا۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَحُبُّ عُثْمَانَ مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنَا؟

کیا عثمان کی محبت نے تمہیں ہمارے پاس آنے سے روکے رکھا؟

میں آپ سے معذرت کرنے لگا، تو آپ نے پھر سے فرمایا:

أَحُبُّ عُثْمَانَ مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنَا؟

کیا عثمان کی محبت نے تمہیں ہمارے پاس آنے سے روکے رکھا؟

پھر جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ آپ کے ساتھی آپ کی بات کو سن نہیں پا رہے تو آپ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَئِنْ أَحْبَبْتَهُ إِنْ كَانَ لَخَيْرَنَا وَأَفْضَلَنَا . ❷

اللہ کی قسم! اگر تم اُن سے محبت کرتے ہو تو (اچھا کرتے ہو، کیونکہ) یقیناً وہ ہم سے بہتر بھی ہیں اور افضل بھی ہیں۔

763 ۔ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ لَبِسَ يَوْمَئِذٍ الدِّرْعَ مَرَّتَيْنِ ، يَعْنِي يَوْمَ الدَّارِ . ❸

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس دِن دو مرتبہ زِرہ پہنی۔ یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز۔

764 ۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانُوا لَا يَفْقِدُونَ الْخَيْلَ الْبُلْقَ فِي الْمَغَازِي حَتّٰى قُتِلَ عُثْمَانُ ، فَلَمَّا قُتِلَ فُقِدَتْ فَلَمْ يُرَ مِنْهَا شَيْءٌ ، قَالَ: كَانُوا يَرَوْنَهَا الْمَلَائِكَةَ ، قَالَ: وَكَانُوا لَا يَخْتَلِفُونَ فِي الْأَهِلَّةِ حَتّٰى قُتِلَ عُثْمَانُ ، فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ لُبِسَتْ عَلَيْهِمْ ، قَالَ: وَكَانَتِ الصَّدَقَةُ تُدْفَعُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ أَمَرَ بِهِ ، وَإِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَمَنْ أَمَرَ بِهِ ، وَإِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَمَنْ أَمَرَ بِهِ ، فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ اخْتَلَفُوا فَرَأَى قَوْمٌ يَقْسِمُونَهَا بِرَأْيِهِمْ ، وَرَأَى قَوْمٌ يَرْفَعُونَهَا إِلَى السُّلْطَانِ ، قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: وَسَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيَّ يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ﴾ [الزمر:٣١] قَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خُصُومَتُنَا هٰذِهِ؟ وَإِنَّمَا نَحْنُ إِخْوَانٌ ، فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ قَالُوا: هٰذِهِ هٰذِهِ . ❹

❶ [إسناده ضعيف] السنة لابن أبي عاصم: ١١٨۔صفة الصفوة لابن الجوزي: ١/ ٣٠٦

❷ [خليل لم أجده والباقون ثقات] تفرّد به المؤلف ❸ [إسناده صحيح] البداية والنهاية لابن كثير: ٧/ ١٨٢

❹ [إسناده حسن لغيره] الدر المنثور للسيوطي: ٥/ ٣٢٧۔تاريخ المدينة لابن شبّة: ٢/ ٣٨٧۔الأموال لابن عبيد: ص ٧٥١

لوگ غزوات میں سفید و سیاہ رنگ کے گھوڑے موجود پاتے تھے، یہاں تک کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ سو جب ان کی شہادت ہوئی تو یہ گھوڑے بھی غائب ہو گئے اور (اس کے بعد) ایسی کوئی چیز دکھائی نہ دی۔ لوگوں کے خیال کے مطابق یہ فرشتے ہوتے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ لوگ چاند کے معاملے میں اختلاف کا شکار نہیں ہوا کرتے تھے، یہاں تک کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا، سو جب ان کی شہادت ہو گئی تو چاند ان پر خلط ملط ہونے لگا۔ صدقے کی صورتِ حال پہلے یہ ہوتی تھی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا یا جس نے صدقہ کرنے کا کہا ہوتا تھا، (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا یا جس نے صدقہ کرنے کا کہا ہوتا تھا (ان کی وفات کے بعد) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا یا جس نے صدقہ کرنے کا کہا ہوتا تھا، لیکن جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو لوگ اختلاف کا شکار ہو گئے، کچھ لوگ اپنی رائے کے مطابق ہی اسے تقسیم کرنے لگے اور کچھ لوگ اسے حکمران کے ہاں بھیجنا مناسب سمجھنے لگے۔ ابن عون بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کو فرماتے سنا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ﴾ ''پھر یقیناً تم قیامت کے روز اپنے پروردگار کے ہاں جھگڑا کرو گے۔'' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے پوچھا: ہمارے اس جھگڑے سے کیا مراد ہے؟ جبکہ ہم تو باہم بھائی بھائی ہیں۔ لیکن جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے: اس سے مراد یہی ہے۔

765 ۔ سیدنا ابواُسید انصاری رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ:

سَمِعَ عُثْمَانُ أَنَّ وَفْدَ أَهْلِ مِصْرَ قَدْ أَقْبَلُوا، قَالَ: فَاسْتَقْبَلَهُمْ، قَالَ: وَكَانَ فِي قَرْيَةٍ لَهُ خَارِجًا مِنَ الْمَدِينَةِ، أَوْ كَمَا قَالَ، فَلَمَّا سَمِعُوا بِهِ أَقْبَلُوا نَحْوَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي هُوَ فِيهِ، أُرَاهُ قَالَ: وَكَرِهَ أَنْ يَقْدَمُوا عَلَيْهِ الْمَدِينَةَ أَوْ نَحْوًا مِنْ ذَالِكَ، قَالَ: فَأَتَوْهُ فَقَالُوا: ادْعُ لَنَا بِالْمُصْحَفِ، فَدَعَا بِالْمُصْحَفِ، فَقَالُوا لَهُ: افْتَحِ السَّابِعَةَ، قَالَ: وَكَانُوا يُسَمُّونَ سُورَةَ يُونُسَ السَّابِعَةَ، قَالَ: فَقَرَأَهَا حَتَّى أَتَى عَلَى آخِرِ هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ﴾ [يونس: ٥٩]، قَالَ: قَالُوا لَهُ: قِفْ، قَالَ: قَالُوا لَهُ: أَرَأَيْتَ مَا حَمَيْتَ مِنَ الْحِمَى، آللَّهُ أَذِنَ لَكَ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرِي؟ قَالَ: فَقَالَ: أَمْضِهِ، نَزَلَتْ فِي كَذَا وَكَذَا، قَالَ: وَأَمَّا الْحِمَى فَإِنَّ عُمَرَ حَمَى الْحِمَى قَبْلِي لِإِبِلِ الصَّدَقَةِ، فَزِدْتُ فِي الْحِمَى لَمَّا زَادَ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ، أَمْضِهِ، قَالَ: فَجَعَلُوا يَأْخُذُونَهُ بِالْآيَةِ فَيَقُولُ: أَمْضِهِ نَزَلَتْ فِي كَذَا وَكَذَا، قَالَ: وَالَّذِي يَلِي كَلَامَ عُثْمَانَ يَوْمَئِذٍ فِي سِنِّكَ، قَالَ: يَقُولُ أَبُو نَضْرَةَ: يَقُولُ لِي ذَاكَ أَبُو سَعِيدٍ، قَالَ أَبُو نَضْرَةَ: وَأَنَا فِي سِنِّكَ يَوْمَئِذٍ، قَالَ: وَلَمْ يَخْرُجْ وَجْهِي يَوْمَئِذٍ، لَا أَدْرِي لَعَلَّهُ قَدْ قَالَ مَرَّةً أُخْرَى: وَأَنَا يَوْمَئِذٍ ابْنُ ثَلَاثِينَ سَنَةً، قَالَ: وَأَخَذَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَشُقُّوا عَصَا الْمُسْلِمِينَ، وَلَا يُفَارِقُوا جَمَاعَةً مَا أَقَامَ لَهُمْ شَرْطَهُمْ، أَوْ كَمَا أَخَذُوا عَلَيْهِ، قَالَ: فَقَالَ لَهُمْ: وَمَا تُرِيدُونَ؟ قَالُوا: نُرِيدُ أَنْ لَا يَأْخُذَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ عَطَاءً، فَإِنَّمَا هَذَا الْمَالُ لِمَنْ قَاتَلَ عَلَيْهِ، وَلِهَذِهِ الشُّيُوخِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: فَرَضُوا وَأَقْبَلُوا

مَعَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ رَاضِينَ، قَالَ: فَقَامَ فَخَطَبَ قَالَ: أَلَا إِنَّ مَنْ كَانَ لَهُ زَرْعٌ فَلْيَلْحَقْ بِزَرْعِهِ، وَمَنْ كَانَ لَهُ ضَرْعٌ فَلْيَلْحَقْ بِهِ، أَلَا إِنَّهُ لَا مَالَ لَكُمْ عِنْدَنَا، إِنَّمَا هٰذَا الْمَالُ لِمَنْ قَاتَلَ عَلَيْهِ وَلِهٰذِهِ الشُّيُوخِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَغَضِبَ النَّاسُ وَقَالُوا: مَكْرُ بَنِي أُمَيَّةَ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ الْوَفْدُ الْمِصْرِيُّونَ رَاضِينَ، فَبَيْنَا هُمْ بِالطَّرِيقِ، إِذَا هُمْ بِرَاكِبٍ يَتَعَرَّضُ لَهُمْ ثُمَّ يُفَارِقُهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ، ثُمَّ يُفَارِقُهُمْ وَيَسُبُّهُمْ، قَالَ: فَقَالُوا لَهُ: مَا لَكَ؟ إِنَّ لَكَ لَأَمْرًا، مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: أَنَا رَسُولُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلٰى عَامِلِهِ بِمِصْرَ، قَالَ: فَفَتَّشُوهُ فَإِذَا هُمْ بِالْكِتَابِ عَلٰى لِسَانِ عُثْمَانَ عَلَيْهِ خَاتَمُهُ إِلٰى عَامِلِ مِصْرَ أَنْ يَصْلُبَهُمْ، أَوْ يَقْتُلَهُمْ، أَوْ يَقْطَعَ أَيْدِيَهِمْ وَأَرْجُلَهُمْ، قَالَ: فَأَقْبَلُوا حَتّٰى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ، قَالَ: فَأَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا: أَلَمْ تَرَ أَنَّهُ كَتَبَ فِينَا بِكَذَا وَكَذَا؟ فَمُرَّ مَعَنَا إِلَيْهِ، قَالَ: لَا وَاللّٰهِ لَا أَقُومُ مَعَكُمْ، قَالُوا: فَلِمَ كَتَبْتَ إِلَيْنَا؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ مَا كَتَبْتُ إِلَيْكُمْ كِتَابًا قَطُّ، قَالَ: فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَلِهٰذَا تُقَاتِلُونَ، أَوْ لِهٰذَا تَغْضَبُونَ؟ قَالَ: وَانْطَلَقَ عَلِيٌّ فَخَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلٰى قَرْيَةٍ، وَانْطَلَقُوا حَتّٰى دَخَلُوا عَلٰى عُثْمَانَ فَقَالُوا: كَتَبْتَ فِينَا بِكَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: إِنَّمَا هُمَا اثْنَتَانِ، أَنْ تُقِيمُوا عَلَيَّ رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، أَوْ يَمِينِي بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ مَا كَتَبْتُ وَلَا أَمْلَيْتُ وَلَا عَلِمْتُ، قَالَ: وَقَالَ: قَدْ تَعْلَمُونَ أَنَّ الْكِتَابَ يُكْتَبُ عَلٰى لِسَانِ الرَّجُلِ، وَقَدْ يُنْقَشُ الْخَاتَمُ عَلَى الْخَاتَمِ. قَالَ: حَصَرُوهُ فِي الْقَصْرِ، قَالَ: فَأَشْرَفَ عَلَيْهِمْ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، قَالَ: فَمَا أَسْمَعُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ رَدَّ عَلَيْهِ، إِلَّا أَنْ يَرُدَّ رَجُلٌ فِي نَفْسِهِ، قَالَ: فَقَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ، هَلْ عَلِمْتُمْ أَنِّي اشْتَرَيْتُ رُومَةَ مِنْ مَالِي يُسْتَعْذَبُ بِهَا؟ قَالَ: فَجَعَلْتُ رِشَائِي فِيهَا كَرِشَاءِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: قِيلَ: نَعَمْ، قَالَ: فَعَلَامَ تَمْنَعُونِي أَنْ أَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى أُفْطِرَ عَلٰى مَاءِ الْبَحْرِ؟ قَالَ: وَأَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ، هَلْ عَلِمْتُمْ أَنِّي اشْتَرَيْتُ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْأَرْضِ فَزِدْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ؟ قَالَ: قِيلَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ عَلِمْتُمْ أَنَّ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ مُنِعَ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ قَبْلِي؟ قَالَ: وَأَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ، هَلْ سَمِعْتُمْ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَيْئًا فِي شَأْنِهِ، وَذَكَرَ أُرٰى كِتَابَهُ الْمُفَصَّلَ، قَالَ: فَفَشَا النَّهْيُ، قَالَ: فَجَعَلَ النَّاسُ يَقُولُونَ: قَالَ: مَهْلًا عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، مَهْلًا عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: وَفَشَا النَّهْيُ، قَالَ: فَقَامَ الْأَشْتَرُ قَالَ: فَلَا أَدْرِي أَيَوْمَئِذٍ أَمْ يَوْمٌ آخَرُ؟ قَالَ: فَلَعَلَّهُ قَدْ مُكِرَ بِي وَبِكُمْ، قَالَ: فَوَطِئَهُ النَّاسُ حَتّٰى أَلْقٰى كَذَا وَكَذَا، قَالَ: ثُمَّ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مَرَّةً أُخْرٰى، فَوَعَظَهُمْ وَذَكَّرَهُمْ، فَلَمْ تَأْخُذْ فِيهِمُ الْمَوْعِظَةُ، قَالَ: وَكَانَ النَّاسُ تَأْخُذُ فِيهِمُ الْمَوْعِظَةُ أَوَّلَ مَا يَسْمَعُونَهَا، فَإِذَا أُعِيدَتْ عَلَيْهِمْ لَمْ تَأْخُذْ فِيهِمْ، أَوْ كَمَا قَالَ، قَالَ: وَرَأٰى فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَفْطِرْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ))، قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ فَتَحَ الْبَابَ وَوَضَعَ الْمُصْحَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ: فَزَعَمَ الْحَسَنُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، فَقَالَ عُثْمَانُ: لَقَدْ أَخَذْتَ

مِـنِّـي مَـأْخَـذًا، أَوْ قَـعَـدْتَ مِنِّي مَقْعَدًا، مَا كَانَ أَبُو بَكْرٍ لِيَقْعُدَهُ، أَوْ لِيَأْخُذَهُ، قَالَ: فَخَرَجَ وَتَـرَكَـهُ، قَـالَ: وَقَـالَ فِـي حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ: وَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ، فَقَالَ: بَيْنِي وَبَيْنَكَ كِتَابُ اللّٰـهِ، قَـالَ: فَـخَـرَجَ وَتَرَكَهُ، قَالَ: فَدَخَلَ عَلَيْهِ آخَرُ، فَقَالَ: بَيْنِي وَبَيْنَكَ كِتَابُ اللّٰهِ، قَالَ: وَالْـمُصْحَفُ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: فَيَهْوِي إِلَيْهِ بِالسَّيْفِ قَالَ: فَاتَّقَاهُ بِيَدِهِ فَقَطَعَهَا، فَلَا أَدْرِي أَبَانَهَا أَمْ قَـطَعَهَا وَلَمْ يُبِنْهَا، فَقَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَأَوَّلُ كَفٍّ قَدْ خَطَّتِ الْمُفَصَّلَ، قَالَ: وَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُـلٌ يُـقَـالُ لَـهُ الْـمَـوْتُ الْأَسْـوَدُ، قَـالَ: فَخَنَقَهُ، وَخَنَقَهُ، قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ قَبْلَ أَنْ يَضْرِبَ السَّيْفَ، فَـقَـالَ: وَاللّٰـهِ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ هُوَ أَلْيَنُ مِنْ حَلْقِهِ، وَاللّٰهِ لَقَدْ خَنَقْتُهُ حَتّٰى رَأَيْتُ نَـفَسَـهُ مِثْـلَ نَـفَـسِ الْجَانِّ يَتَرَدَّدُ فِي جَسَدِهِ، قَالَ: وَفِي غَيْرِ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ: فَدَخَلَ عَلَيْهِ التُّـجُـوبِـيُّ فَـأَشْـعَـرَهُ مِشْقَصًا، قَالَ: فَانْتَضَحَ الدَّمُ عَلٰى هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ [البقرة:١٣٧]، قَالَ: فَإِنَّهَا فِي الْمُصْحَفِ، مَا حُكَّتْ، قَالَ: وَأَخَذَتِ ابْنَةُ الْـفُـرَافِـصَةِ - فِي حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ - حُلِيَّهَا فَوَضَعَتْهُ فِي حِجْرِهَا وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ يُقْتَلَ، قَالَ: فَـلَـمَّـا أُشْـعِـرَ وَقُـتِـلَ تَـفَاجَّتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: قَاتَلَهَا اللّٰهُ مَا أَعْظَمَ عَجِيزَتَهَا، قَالَتْ: فَعَرَفْتُ أَنَّ أَعْدَاءَ اللّٰهِ لَمْ يُرِيدُوا إِلَّا الدُّنْيَا. [1]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سنا کہ اہل مصر کا ایک وفد آیا ہے۔ آپ نے ان کا استقبال کیا۔ آپ اس وقت مدینہ کے بیرونی جانب اپنی ایک بستی میں تھے۔ جب وفد کے لوگوں نے آپ کے متعلق سنا تو وہ آپ کے پاس اسی جگہ آ گئے جہاں آپ تشریف فرما تھے، جبکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ناگوار گزرا کہ وہ آپ کے پاس مدینے میں کیوں آئے ہیں۔ سو جب وہ آپ کے پاس آ گئے تو انہوں نے کہا: ہمارے لیے ایک مصحف (یعنی قرآنِ کریم) منگوائیے۔ آپ نے مصحف منگوایا تو انہوں نے کہا: ساتویں سورت کھولیے۔ وہ سورۃ یونس کو ساتویں سورت کہا کرتے تھے۔ آپ نے اس سورت کو پڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ جب اس آیت کے اختتام پر پہنچے: ﴿قُـلْ أَرَأَيْتُـمْ مَـا أَنْـزَلَ الـلّٰـهُ لَـكُـمْ مِـنْ رِزْقٍ فَـجَـعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللّٰهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللّٰهِ تَـفْتَرُونَ﴾ ''کہہ دیجیے: تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جو رزق نازل فرمایا ہے، تم نے اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حصہ حلال قرار دے لیا ہے۔ آپ پوچھیے کہ کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی تھی یا تم اللہ پر افتراء کرتے ہو؟'' انہوں نے آپ سے کہا: ٹھہر جائیے۔ پھر انہوں نے پوچھا: آپ کا کیا خیال ہے کہ جو آپ نے چراگاہ بنائی ہے؛ کیا اللہ نے آپ کو اجازت دی ہے یا آپ اللہ پر افتراء کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس کو چھوڑو، کیونکہ یہ آیت تو فلاں فلاں معاملے میں نازل ہوئی ہے اور جہاں تک چراگاہ کا معاملہ ہے تو مجھ سے پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی صدقے کے اونٹوں کے لیے چراگاہ بنائی تھی، میں نے تو بس یہ کیا ہے کہ جب صدقے کے اونٹوں میں اضافہ ہو گیا تو میں نے چراگاہ کو بھی بڑھا دیا، لہٰذا اس بات کو چھوڑو، لیکن وہ لوگ آپ کو اسی آیت کے باعث پکڑ رہے تھے جبکہ عثمان رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے کہ اسے چھوڑ دو، یہ تو فلاں فلاں بات کے متعلق نازل ہوئی

[1] [إسناده صحيح] مسند اسحاق بن راهويه: ٩٩۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٧/ ٢٢٩۔ الرياض النضرة: ٣/ ٧٨

ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ جو اس روز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بحث کر رہا تھا وہ تمہاری عمر کا ہی تھا۔ (ابونضرہ کہتے ہیں کہ مجھ سے یہ ابوسعید نے کہا تھا۔ ابونضرہ کے الفاظ ہیں: اس روز میں تمہاری عمر کا تھا۔ انہوں نے کہا: اس روز میرے چہرے پر داڑھی نہیں نکلی تھی، مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے دوسری مرتبہ یہ الفاظ بیان کیے ہیں کہ اس روز میں تیس برس کا تھا)۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے وعدہ لیا کہ وہ اس وقت تک مسلمانوں میں دراڑ نہیں ڈالیں گے اور نہ ہی اجتماعیت سے الگ ہوں گے جب تک وہ ان کی شرائط کو پورا کرتے رہیں گے۔ پھر آپ نے ان سے پوچھا: تم چاہتے کیا ہو؟ انہوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ مدینے والے ہم سے کوئی مال وصول نہ کریں بلکہ یہ مال اس شخص کو ہی ملنا چاہیے جس کے قتال کی بدولت یہ حاصل ہوا ہے اور اصحاب محمد رضی اللہ عنہم میں سے بزرگ لوگوں کو ملنا چاہیے۔ چنانچہ وہ رضامند ہو گئے اور وہ لوگ آپ کے ساتھ راضی وخوشی مدینہ آ گئے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: سنو! جس کے پاس کوئی کھیتی ہے؛ وہ اپنی کھیتی کے پاس پہنچ جائے اور جس کے پاس مویشی ہیں وہ ان کے پاس چلا جائے۔ خبردار! تمہارے لیے ہمارے پاس اب کوئی مال نہیں ہے۔ یہ مال صرف ان لوگوں کو ملے گا جن کے قتال کی بدولت یہ حاصل ہوا ہے اور نیز یہ اصحابِ محمد رضی اللہ عنہم میں سے بزرگ لوگوں کا حق ہوگا۔ یہ سن کر لوگ غصے میں آ گئے اور کہنے لگے: یہ بنواُمیہ کا فریب ہے۔ پھر مصریوں کا وہ وفد راضی خوشی واپس چلا گیا۔ ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ پیچھے سے ایک سوار ان تک پہنچا اور انہیں اپنی باتوں کا نشانہ بنانے لگا، پھر وہ انہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا، پھر واپس ان کے پاس آیا، پھر انہیں چھوڑ کر چلا گیا اور انہیں برا بھلا کہتا رہا۔ اس کی یہ حرکت دیکھ کر انہوں نے اس سے پوچھا: تمہیں کیا مسئلہ ہے؟ کیا تجھے کوئی حکم ملا ہے؟ یا کوئی اور معاملہ ہے؟ اس نے کہا: میں امیرالمومنین کا ایلچی ہوں اور مصر میں مقرر ان کے گورنر کی جانب جا رہا ہوں۔ جب انہوں نے اس سے پوچھ تاچھ کی اور اس کی تلاشی لی تو انہیں اس کے پاس سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر ملی جس پر ان کی مہر بھی ثبت تھی (اور اس میں لکھا تھا کہ) ان کو سُولی پر چڑھا دیا جائے، یا انہیں قتل کر دیا جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دِیے جائیں۔ وہ یہ دیکھ کر واپس مدینہ آ گئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: کیا آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے ہمارے بارے میں کیا حکم لکھ کر بھیجا ہے؟ آپ ہمارے ساتھ ان کے پاس چلیے۔ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ کھڑا نہیں ہوں گا۔ انہوں نے کہا: پھر آپ نے ہمیں پیغام کیوں لکھ بھیجا تھا؟ آپ نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! میں نے تمہیں کبھی کوئی خط نہیں لکھا۔ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور پھر ایک دوسرے سے بولے: کیا تم اس شخص کے لیے لڑائی کرتے پھرتے ہو؟ یا تم اس شخص کے لیے غصے میں آئے ہوئے ہو؟ علی رضی اللہ عنہ چل پڑے اور مدینہ سے نکل کر بستی کی طرف روانہ ہو گئے، وہ لوگ بھی (آپ کے ساتھ) چل پڑے، یہاں تک کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے، پھر انہوں نے کہا: ہمارے متعلق آپ نے یہ حکم لکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: دو ہی باتیں ہیں: یا تو تم مسلمانوں میں سے دو آدمی گواہ لے آؤ یا پھر میں اس اللہ کی قسم اُٹھاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ نہ تو میں نے یہ خط خود لکھا، نہ لکھوایا اور نہ ہی مجھے اس کا علم ہے۔ تم جانتے ہو کہ خط تو آدمی کی زبان میں ہی لکھا جاتا ہے اور اختتام پر مہر بھی لگائی جاتی ہے۔ لیکن انہوں نے پھر بھی انہیں محل کے اندر محصور کر دیا۔ ایک روز آپ نے لوگوں کو جھانک کر دیکھا اور

''السلام علیکم'' کہا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے سلام کا جواب دیتے کسی کو بھی نہیں سنا، ہاں البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ کسی نے اپنے دِل میں ہی جواب دے دیا ہو۔ پھر آپ نے فرمایا: میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے رومہ کا کنواں خرید (کر وقف) کیا تھا، جس سے میٹھا پانی حاصل کیا جاتا تھا؟ اور میں بھی اس سے ایک عام مسلمان آدمی کی طرح ہی اپنا حصہ لیتا تھا۔ آپ کی بات کے جواب میں کہا گیا: جی ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: پھر تم مجھے اس کنویں کا پانی پینے سے کس بنا پر روک رہے ہو، کہ مجھے سمندر کے پانی پر روزہ افطار کرنا پڑ رہا ہے؟ پھر آپ نے فرمایا: میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے فلاں زمین خرید کر مسجد کی توسیع کے لیے وقف کر دی تھی؟ جواب دیا گیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مجھ سے پہلے اس مسجد میں کسی کو نماز پڑھنے سے روکا گیا ہو؟ پھر فرمایا: میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم نے اللہ کے نبی ﷺ کو ان کے معاملے میں کچھ بیان کرتے سنا ہے؟ اتنے میں ممانعت کی آوازیں پھیل گئیں (یعنی باغی آپ کو بات کرنے سے روکنے لگے) تو لوگ کہنے لگ گئے: امیر المومنین کو چھوڑ دو، امیر المومنین کو چھوڑ دو۔ لیکن آپ کو بولنے سے روکنے کی آوازیں بڑھتی گئیں۔ اتنے میں اشتر کھڑا ہوا اور بولا: میں نہیں جانتا کہ یہ اسی دن ہے یا کسی اور دن؟ آپ نے فرمایا: شاید یہ میرے اور تمہارے متعلق سازش کی گئی ہے۔ دوسری مرتبہ آپ نے جھانک کر لوگوں کو دیکھا، انہیں وعظ و نصیحت کی اور انہیں وہی باتیں یاد دِلائیں، لیکن انہیں کسی نصیحت کا اثر نہیں ہوا۔ لوگ پہلے پہل تو آپ کی نصیحت سن کر اس کا اثر لیا کرتے تھے لیکن جب انہیں بار بار کی جانے لگی تو ان میں نصیحت کا اثر نہ رہا۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا: آج شام کو ہمارے ہاں افطاری کرنا۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا اور قرآنِ کریم کو اپنے ہاتھوں پر اُٹھا رکھا تھا لیکن (حسنؒ کے مطابق) محمد بن ابی بکر آپ کے پاس آئے اور آپ کی داڑھی پکڑ لی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو فرمایا: تم نے میرے پکڑنے کی جگہ کو پکڑ لیا ہے اور میرے بیٹھنے کی جگہ پر آ بیٹھا ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوتے تو وہ کبھی نہ اس کو پکڑتے اور نہ ہی اس پر بیٹھے۔ یہ سن کر وہ باہر نکل گئے اور آپ کو چھوڑ دیا۔ ابوسعید کی روایت کردہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک آدمی ان کے پاس گیا تو آپ نے کہا: میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب فیصلہ کرے گی۔ وہ یہ سن کر باہر نکل گیا اور آپ کو چھوڑ دیا۔ پھر دوسرا آدمی آپ کے پاس آیا تو آپ نے وہی کہا کہ میرے اور آپ کے درمیان اللہ کی کتاب فیصلہ کرے گی۔ اس وقت قرآنِ کریم آپ کے ہاتھوں میں تھا۔ اس آدمی نے تلوار کے ساتھ اسے نیچے گرا دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ کے ذریعے قرآن کو (نیچے گرنے سے) بچانا چاہا تو اس نے اسے کاٹ دیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس نے قرآن کو دو ٹکڑوں میں کر دیا تھا یا صرف کاٹا ہی تھا اور ٹکڑوں میں تقسیم نہیں کیا تھا۔ یہ دیکھ کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ پہلا ہاتھ ہے جس نے سورتوں کو کاٹا ہے۔ پھر ایک آدمی آپ کے پاس آیا جس کو ''کالی موت'' کہا جاتا تھا، اس نے آپ کا گلا گھونٹا۔ پھر وہ تلوار مارنے سے پہلے ہی نکل گیا اور اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے ان کے حلق سے زیادہ نرم کوئی چیز نہیں دیکھی۔ اللہ کی قسم! میں نے ان کا گلا گھونٹا، یہاں تک کہ میں نے ان کی سانس کو ایک سانپ کی سانس کے مثل دیکھا جو اس کے جسم میں پس و پیش ہو رہی ہو۔ ابوسعید کی روایت کے علاوہ دیگر کے الفاظ یہ ہیں کہ پھر تجوبی ان کے پاس گیا اور اس نے چوڑے

پھل کے نیزے کے ساتھ آپ پر وار کیا تو آپ کے خون کے چھینٹے اس آیت کریمہ پر گرے: ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ''عنقریب انہیں اللہ ہی کافی ہو جائے گا اور وہ خوب سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔'' وہ خون اسی طرح اس قرآن پر لگا رہا، اس کو صاف نہیں کیا گیا۔ ابوسعید کی روایت کے الفاظ ہیں کہ فرافصہ کی بیٹی نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل اپنے زیور لیے اور انہیں اپنی گود میں رکھ لیا۔ جب حملہ ہوا اور آپ کو شہید کر دیا گیا تو آپ کی طرف دوڑیں، تو کسی (بدبخت نے انہیں دیکھ کر) کہا: اللہ اس کو ہلاک کرے، اس کے سرین کتنے بڑے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: مجھے پتا ہے کہ اللہ کے دشمن تو صرف دنیا ہی چاہتے ہیں۔

766 - ابوسعید ہی بیان کرتے ہیں کہ:

سَمِعَ عُثْمَانُ أَنَّ وَفْدَ أَهْلِ مِصْرَ قَدْ أَقْبَلُوا، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَقَالَ: حَصَرُوهُ فِي الْقَصْرِ، فَأَشْرَفَ عَلَيْهِمْ ذَاتَ يَوْمٍ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ، هَلْ عَلِمْتُمْ أَنِّي اشْتَرَيْتُ رُومَةَ مِنْ مَالِي لِيُسْتَعْذَبَ مِنْهَا فَجَعَلْتُ رِشَائِي فِيهَا كَرِشَاءِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ؟ فَقِيلَ: نَعَمْ، قَالَ: فَعَلَامَ تَمْنَعُونِي أَنْ أَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى أُفْطِرَ عَلٰى مَاءِ الْبَحْرِ؟ قَالَ: وَالْمُصْحَفُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَهْوٰى إِلَيْهِ بِالسَّيْفِ، فَتَلَقَّاهُ بِيَدِهِ فَقَطَعَهَا، فَلَا أَدْرِي أَبَانَهَا أَوْ قَطَعَهَا فَلَمْ يُبِنْهَا، فَقَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَأَوَّلُ كَفٍّ قَدْ خَطَّتِ الْمُفَصَّلَ، وَفِي غَيْرِ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ: فَدَخَلَ عَلَيْهِ التُّجُوبِيُّ فَأَشْعَرَهُ مِشْقَصًا فَانْتَضَحَ الدَّمُ عَلٰى هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ [البقرة:١٣٧]، فَإِنَّهَا فِي الْمُصْحَفِ مَا حُكَّتْ، وَأَخَذَتِ ابْنَةُ الْفُرَافِصَةِ فِي حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ حُلِيَّهَا فَوَضَعَتْهُ فِي حِجْرِهَا، وَذَالِكَ قَبْلَ أَنْ يُقْتَلَ، فَلَمَّا أُشْعِرَ وَقُتِلَ تَفَاجَّتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: قَاتَلَهَا اللّٰهُ، مَا أَعْظَمَ عَجِيزَتَهَا، قَالَتْ: فَعَرَفْتُ أَنَّ أَعْدَاءَ اللّٰهِ لَمْ يُرِيدُوا إِلَّا الدُّنْيَا. [1]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سنا کہ اہل مصر کا ایک وفد آیا ہے۔۔۔ پھر راوی نے آگے مکمل حدیث بیان کی اور کہا: انہوں نے آپ کا محل میں محاصرہ کر لیا۔ ایک روز آپ نے انہیں جھانک کر دیکھا اور فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے اپنے مال سے رومہ کا کنواں خریدا تھا تاکہ اس سے میٹھا پانی حاصل کیا جا سکے اور میں نے اس میں اپنا حصہ مسلمانوں کے عام آدمی کے حصے کی طرح ہی رکھا تھا؟ جواب آیا: جی ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: پھر تم مجھے اسی کنویں سے پانی پینے سے کیوں منع کر رہے ہو؟ یہاں تک کہ میں نے سمندر کے پانی سے روزہ چھوڑوں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ مصحف آپ کے سامنے تھا، آپ تلوار لے کر اس کی جانب جھکے اور اسے اپنے ہاتھ میں لے کر کاٹ دیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے اسے جدا کر دیا یا بس کاٹا ہی تھا اور جدا نہیں کیا تھا۔ پھر فرمایا: اللہ کی قسم! یہ پہلا ہاتھ ہے جس نے قرآن کے آخری ساتویں حصے پر لکیر کھینچی ہے۔ ابوسعید کی حدیث کے علاوہ (دوسری روایت) میں بیان ہے کہ پھر آپ کے پاس تجوبی آیا اور اس نے آپ کو چوڑے پھل کا نیزا مارا اور آپ کے خون کے چھینٹے اس آیت پر گرے: ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ''عنقریب انہیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہو جائے گا اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔'' ابوسعید کی روایت کے

[1] [إسناده صحيح] تفرّد به المؤلف

الفاظ ہیں کہ فرافصہ کی بیٹی نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل اپنے زیور لیے اور انہیں اپنی گود میں رکھ لیا۔ جب حملہ ہوا اور آپ کو شہید کر دیا گیا تو آپ کی طرف دوڑیں، تو کسی (بد بخت نے انہیں دیکھ کر) کہا: اللہ اس کو ہلاک کرے، اس کے سرین کتنے بڑے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: مجھے پتا ہے کہ اللہ کے دشمن تو صرف دنیا ہی چاہتے ہیں۔

767 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

اسْتَشَارَنِي عُثْمَانُ وَهُوَ مَحْصُورٌ فَقَالَ: مَا تَرٰى فِيمَا يَقُولُ الْمُغِيرَةُ بْنُ الْأَخْنَسِ؟ قُلْتُ: مَا يَقُولُ؟ قَالَ: يَقُولُ: إِنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ إِنَّمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَخْلَعَ هٰذَا الْأَمْرَ، وَتُخَلِّيَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ، فَقُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ فَعَلْتَ أَمُخَلَّفٌ أَنْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ هَلْ يَزِيدُونَ عَلٰى أَنْ يَقْتُلُوكَ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: أَفَيَمْلِكُونَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَإِنِّي لَا أَرٰى أَنْ تَسِنَّ هٰذِهِ السُّنَّةَ فِي الْإِسْلَامِ، كُلَّمَا اسْتَخَطُوا أَمِيرًا خَلَعُوهُ، وَلَا أَنْ تَخْلَعَ قَمِيصًا أَلْبَسَكَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ. ❶

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مشورہ طلب کیا جبکہ وہ محصور تھے، انہوں نے فرمایا: جو بات مغیرہ بن اخنس کہتا ہے آپ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے؟ میں نے پوچھا: وہ کیا کہتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ کہتا ہے: یہ لوگ صرف یہی چاہتے ہیں کہ آپ اس معاملے کو (یعنی منصبِ خلافت کو) چھوڑ دیں اور ان کے اور اس (عہدے) کے درمیان سے ہٹ جائیں۔ میں نے عرض کیا: آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو دنیا میں آپ باقی رہیں گے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے پوچھا: آپ کو کیا لگتا ہے کہ اگر آپ ایسا نہ کریں تو یہ لوگ آپ کو شہید کرنے سے زیادہ کچھ کر سکتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: کیا یہ لوگ جنت اور جہنم کے مالک ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: پھر میں نہیں سمجھتا کہ آپ کو اسلام میں یہ طریقہ (یعنی خلافت سے استعفیٰ دینے کا طریقہ) ایجاد کرنا چاہیے، کیونکہ پھر جو بھی امیر سے نالاں ہو گا وہ اسے معزول کر دے گا، اور آپ اس قمیض کو مت اُتاریں جو اللہ عزوجل نے آپ کو پہنائی ہے۔

768 ۔ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلُوا عَلٰى عُثْمَانَ مِنْ بَابٍ، فَسَدَّدَ الْحَرْبَةَ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ، فَوَلّٰى وَقَالَ: اللّٰهَ اللّٰهَ يَا عُثْمَانُ، فَقَالَ عُثْمَانُ: اللّٰهَ اللّٰهَ يَا عُثْمَانُ، اللّٰهَ اللّٰهَ يَا عُثْمَانُ، ثُمَّ كَفَّ حَتّٰى قُتِلَ. ❷

لوگ دروازے سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ان میں سے ایک آدمی نے نیزہ سیدھا کیا، پھر جب واپس مڑا تو بولا: اے عثمان! اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا: اے عثمان! اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔ اے عثمان! اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔ پھر آپ نے لڑائی کا ارادہ ترک کر دیا، یہاں تک کہ آپ کو شہید کر دیا گیا۔

769 ۔ ابو صالح سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے (باغیوں سے) فرمایا:

❶ [إسناده صحيح] تاريخ المدينة لابن شبّة: ٢/ ٣٧١

❷ [مرسل، رجاله ثقات] تاريخ المدينة لابن شبّة: ٤/ ٢١٤

لَا تَقْتُلُوا عُثْمَانَ، فَإِنَّكُمْ إِنْ فَعَلْتُمْ لَمْ تُصَلُّوا جَمِيعًا أَبَدًا. ❶

تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کو قتل مت کرو، کیونکہ اگر تم نے اس جرم کا ارتکاب کر لیا تو تم پر کبھی بھی رحمت کا نزول نہیں ہوگا۔

770 ۔ محمد بن حاطب بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

هُوَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا. ❷

وہ ان لوگوں میں سے تھے جو ایمان لائے، پھر تقویٰ اختیار کیا، پھر ایمان لائے اور پھر تقویٰ اختیار کیا۔''

771 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى﴾ [الأنبياء: ١٠١] ''بلاشبہ وہ لوگ کہ جن کے لیے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی سبقت لے چکی ہے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے ایک سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ ❸

772 ۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِعُثْمَانَ يَوْمَ الدَّارِ: قَاتِلْهُمْ، فَوَاللّٰهِ لَقَدْ أُحِلَّ لَكَ قِتَالُهُمْ، فَقَالَ لَهُ: وَاللّٰهِ لَا أُقَاتِلُهُمْ أَبَدًا، قَالَ: فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَتَلُوهُ وَهُوَ صَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: وَقَدْ كَانَ عُثْمَانُ أَمَّرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الدَّارِ، فَقَالَ عُثْمَانُ: مَنْ كَانَتْ لِي عَلَيْهِ طَاعَةٌ فَلْيُطِعْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ. ❹

میں نے محاصرے کے روز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: ان سے قتال کیجیے، اللہ کی قسم! میں ان سے قتال کرنا آپ کے لیے حلال قرار دیتا ہوں۔ تو انہوں نے ان سے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ان سے کبھی قتال نہیں کروں گا۔ پھر باغی آپ کے گھر میں داخل ہوئے اور آپ کو شہید کر دیا، اور آپ اس دن روزے کی حالت میں تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو گھر کا امیر مقرر کیا تھا، اسی لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس پر میری اطاعت کرنا لازم ہے اسے چاہیے کہ وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرے۔

773 ۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہانی بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عُثْمَانُ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرٍ بَكَى حَتَّى تَبْتَلَّ لِحْيَتُهُ، فَقِيلَ لَهُ: تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَتَبْكِي مِنْ هٰذَا؟ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ، فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ)).

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تھے تو اس قدر روتے کہ (آنسوؤں سے) ان کی داڑھی تر ہو جاتی۔ ان سے پوچھا گیا: کیا آپ جنت وجہنم کو یاد کر کے روتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ قبر؛ آخرت کی پہلی منزل ہے، اگر کوئی اس سے نجات پا گیا تو اس کے بعد والی منازل اس سے بھی آسان ہو جائیں گی اور اگر کسی نے اسی منزل سے نجات نہ پائی تو اس کے بعد والی منازل اس سے بھی زیادہ سخت

---

❶ [إسناده صحيح] السنة لأبي بكر بن الخلال: ٢/ ٣٧٧ ❷ [إسناده صحيح] تفرّد به المؤلف

❸ [إسناده صحيح] تفسير ابن جرير الطبري: ١٧/ ٧٥ ـ السنة لابن أبي عاصم: ١١٨

❹ [إسناده صحيح] الزهد لأحمد بن حنبل: ص ١٢٩

ہو جائیں گی۔
اور بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ)).
اللہ کی قسم! میں نے جو بھی منظر دیکھا ہے؛ قبر کا منظر اس سے زیادہ بھیانک ہے۔
راوی بیان کرتے ہیں کہ:
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ، وَسَلُوا لَهُ بِالتَّثَبُّتِ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ)). [1]
نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے تو اس کے پاس ٹھہر جاتے، پھر فرماتے: اپنے بھائی کے لیے مغفرت کی دعا کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا مانگو، کیونکہ اس سے اب سوالات کیے جا رہے ہیں۔
774 - محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام بیان کرتے ہیں کہ:
أَنَّهُ أَتَى الْحَجَّاجَ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ، فَأَنْكَرَهُ الْبَوَّابُونَ فَرَدُّوهُ، فَلَمْ يَتْرُكُوهُ حَتَّى جَاءَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ فَاسْتَأْذَنَ لَهُ، فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِ، فَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ مَشَى فَقَبَّلَ رَأْسَهُ، فَأَمَرَ الْحَجَّاجُ رَجُلَيْنِ مِمَّا يَلِي السَّرِيرَ أَنْ يُوسِعَا لَهُ، فَجَلَسَ فَقَالَ لَهُ الْحَجَّاجُ: لِلّٰهِ أَبُوكَ هَلْ تَعْلَمُ حَدِيثًا حَدَّثَهُ أَبُوكَ عَبْدَ الْمَلِكِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ جَدِّكَ؟ قَالَ: أَيُّ حَدِيثٍ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ؟ قَالَ: حَدِيثُ عُثْمَانَ إِذْ حَصَرَهُ أَهْلُ مِصْرَ، فَقَالَ: نَعَمْ، قَدْ عَلِمْتُ ذَالِكَ الْحَدِيثَ، فَقَالَ: أَقْبَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَصَرَخَ النَّاسُ لَهُ، حَتَّى دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ، فَوَجَدَ عُثْمَانَ وَحْدَهُ فِي الدَّارِ، لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، قَدْ عَزَمَ عَلَى النَّاسِ أَنْ يَخْرُجُوا عَنْهُ، فَخَرَجُوا، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ: مَا جَاءَ بِكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ؟ قَالَ: جِئْتُ لِأَبِيتَ مَعَكَ حَتَّى يَفْتَحَ اللّٰهُ لَكَ أَوْ أُسْتَشْهَدَ مَعَكَ، فَإِنِّي لَا أَرَى هٰؤُلَاءِ إِلَّا قَاتِلِيكَ، فَإِنْ يَقْتُلُوكَ فَخَيْرٌ لَكَ وَشَرٌّ لَهُمْ، قَالَ عُثْمَانُ: فَإِنِّي أَعْزِمُ عَلَيْكَ بِمَا لِي عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا خَرَجْتَ إِلَيْهِمْ، خَيْرٌ يَسُوقُهُ اللّٰهُ بِكَ أَوْ شَرٌّ يَدْفَعُهُ اللّٰهُ بِكَ، فَسَمِعَ وَأَطَاعَ، فَخَرَجَ إِلَى الْقَوْمِ، فَلَمَّا رَأَوْهُ عَظَّمُوهُ، وَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ جَاءَهُمْ بِبَعْضِ الَّذِي يَسُرُّهُمْ، فَقَامَ خَطِيبًا فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِيرًا وَنَذِيرًا، يُبَشِّرُ بِالْجَنَّةِ وَيُنْذِرُ بِالنَّارِ، فَأَظْهَرَ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَهُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ، ثُمَّ اخْتَارَ اللّٰهُ لَهُ الْمَسَاكِنَ فَجَعَلَ مَسْكَنَهُ الْمَدِينَةَ، فَجَعَلَهَا دَارَ الْهِجْرَةِ وَالْإِيمَانِ، وَجَعَلَ بِهَا قَبْرَهُ، وَقَبْرَ أَزْوَاجِهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا هُدًى وَرَحْمَةً، فَمَنْ يَهْتَدِي مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي بِهُدَى اللّٰهِ، وَمَنْ يَضِلُّ مِنْهُمْ فَإِنَّمَا يَضِلُّ بَعْدَ السُّنَّةِ وَالْحُجَّةِ، فَبَلَّغَ مُحَمَّدٌ

[1] [إسناده حسن] المستدرك للحاكم: ١/ ٣٧١۔سنن أبي داود: ٣/ ٢١٥۔الترغيب والترهيب للمنذري: ٦/ ١٥٧

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي أُرْسِلَ بِهِ، ثُمَّ قَبَضَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ، ثُمَّ إِنَّهُ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ إِذَا قُتِلَ النَّبِيُّ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ كَانَتْ دِيَتُهُ سَبْعِينَ أَلْفَ مُقَاتِلٍ، كُلُّهُمْ يُقْتَلُ بِهِ، وَإِذَا قُتِلَ الْخَلِيفَةُ كَانَتْ دِيَتُهُ خَمْسَةً وَثَلَاثِينَ أَلْفَ مُقَاتِلٍ، كُلُّهُمْ يُقْتَلُ بِهِ، فَلَا تَعْجَلُوا إِلَى هٰذَا الشَّيْخِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ بِقَتْلِ الْيَوْمَ، فَإِنِّي أُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَقَدْ حَضَرَ أَجَلُهُ، نَجِدُهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، ثُمَّ أُقْسِمُ لَكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَقْتُلُهُ رَجُلٌ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُشَلًّا يَدُهُ مَقْطُوعَةٌ، ثُمَّ اعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ لِلْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ حَقٌّ إِلَّا لِهٰذَا الشَّيْخِ عَلَيْكُمْ مِثْلُهُ، وَقَدْ أُقْسِمُ لَكُمْ بِاللّٰهِ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ بِهٰذِهِ الْمَدِينَةِ مُنْذُ دَخَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَوْمِ، وَمَا زَالَ سَيْفُ اللّٰهِ مَغْمُودًا عَنْكُمْ مُنْذُ دَخَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَا تَسُلُّوا سَيْفَ اللّٰهِ بَعْدَ إِذْ غُمِدَ عَنْكُمْ وَلَا تَطْرُدُوا جِيرَانَكُمْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَلَمَّا قَالَ ذَالِكَ لَهُمْ قَامُوا يَسُبُّونَهُ وَيَقُولُونَ: كَذَبَ الْيَهُودِيُّ، فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ: كَذَبْتُمْ وَاللّٰهِ وَأَثِمْتُمْ، مَا أَنَا بِالْيَهُودِيِّ، إِنِّي لَأَحَدُ الْمُؤْمِنِينَ يَعْلَمُ ذَالِكَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ، وَلَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيَّ قُرْآنًا فَقَالَ فِي آيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ: ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ﴾ [الأحقاف:١٠]، وَأَنْزَلَ فِيَّ آيَةً أُخْرَى: ﴿قُلْ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ۝﴾ [الرعد:٤٣]، فَانْصَرَفُوا مِنْ عِنْدِهِ وَدَخَلُوا عَلَى عُثْمَانَ، فَذَبَحُوهُ كَمَا تُذْبَحُ الْحُمْلَانُ، فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ حِينَ فَرَغُوا مِنْهُ، وَقَتَلَتُهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا أَهْلَ مِصْرَ، يَا قَتَلَةَ عُثْمَانَ، أَقَتَلْتُمْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يَزَالُ بَعْدَهُ عَهْدٌ مَنْكُوثٌ، وَدَمٌ مَسْفُوحٌ، وَمَالٌ مَقْسُومٌ، أَبَدًا مَا بَقِيتُمْ، وَقَدْ دَخَلَ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُقْتَلَ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ الْكِنْدِيُّ لَيْلَةَ قُتِلَ فِيهَا مِنْ آخِرِ النَّهَارِ، فَقَالَ عُثْمَانُ: يَا كَثِيرُ، إِنِّي مَقْتُولٌ غَدًا، فَقَالَ لَهُ كَثِيرٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، بَلْ يُعْلِي اللّٰهُ كَعْبَكَ، وَيَكْبِتُ عَدُوَّكَ، فَقَالَ لَهُ الثَّانِيَةَ: يَا كَثِيرُ، إِنِّي مَقْتُولٌ غَدًا، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، بَلْ يُعْلِي اللّٰهُ كَعْبَكَ وَيَكْبِتُ عَدُوَّكَ، فَقَالَ لَهُ الثَّالِثَةَ أَيْضًا، فَقَالَ لَهُ كَثِيرٌ، عَمَّنْ تَقُولُ هٰذَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: أَتَانِي أَوَّلَ اللَّيْلِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ: ((يَا عُثْمَانُ، إِنَّكَ مَقْتُولٌ غَدًا))، فَأَنَا وَاللّٰهِ يَا كَثِيرُ بْنَ الصَّلْتِ مَقْتُولٌ غَدًا، فَقُتِلَ رَحِمَهُ اللّٰهُ. ❶

وہ حجاج کے پاس آئے تا کہ اس کے دربار میں جا سکیں، تو دربانوں نے ان کو اندر جانے سے روک دیا اور واپس بھیج دیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عنبسہ بن سعید آئے اور انہوں نے داخلے کی اجازت طلب کی تو حجاج نے ان کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ انہوں نے حجاج کو سلام کہا، اس نے بھی ان کے سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ چل کر پاس گئے اور اس کے سر کو بوسہ دیا۔ حجاج نے اپنے تخت کے پاس بیٹھے دو لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ان کو بیٹھنے کی جگہ دیں۔ چنانچہ وہ بیٹھ گئے۔ پھر حجاج نے ان سے کہا: اللہ کے لیے بتاؤ کہ کیا تمہارے علم میں کوئی ایسی حدیث

ہے جسے تمہارے والد نے تمہارے دادا عبداللہ بن سلام سے روایت کرتے ہوئے امیر المومنین عبدالملک سے بیان کی ہے؟ تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! کون سی حدیث؟ حجاج نے کہا: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث، جب اہل مصر نے ان کا محاصرہ کر لیا تھا۔ تو انہوں نے کہا: جی ہاں، یہ حدیث مجھے معلوم ہے۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے تو لوگ ان کو دیکھ کر فریادیں کرنے لگے، یہاں تک کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو گھر میں اکیلے پایا، ان کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔ انہوں نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کے پاس سے چلے جائیں، چنانچہ لوگ چلے گئے۔ پھر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام کہا اور عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔ امیر المومنین نے ان سے پوچھا: اے عبداللہ بن سلام! کس لیے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں اس لیے آیا ہوں تا کہ رات آپ کے پاس گزاروں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح سے ہمکنار کرے، یا پھر مجھے بھی آپ کے ساتھ ہی شہید کر دیا جائے، کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ سب لوگ آپ کو شہید کرنے والے ہیں، لہٰذا اگر یہ آپ کو شہید کریں گے تو یہ آپ کے حق میں تو بہتر ہی ثابت ہو گا لیکن ان کے لیے بہت برا ہو گا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ پر میں جس قدر حق رکھتا ہوں اس کے باعث میں آپ کو یہ حکم دیتا ہوں کہ (یہاں سے نکل کر لوگوں کے پاس جائیں، کیونکہ) جب آپ (یہاں سے) نکل کر لوگوں کے پاس جائیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی وجہ سے یا تو خیر کی کوئی صورت نکال دے گا یا پھر برائی کو رفع دفع کر دے گا۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی بات سن کی فرمانبرداری کی اور لوگوں کی طرف نکل گئے۔ جب لوگوں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو انہوں نے بڑی تعظیم کی اور سمجھا کہ یہ ان کے پاس ایسی خبر لائے ہوں گے جو انہیں خوش کر دے گی۔ پھر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر خطبہ دینا شروع کیا۔ تمام لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی بشارت دیتے اور جہنم سے ڈراتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے مومن پیروکاروں کو تمام ادیان (باطلہ) پر غلبہ عطا فرما دیا، اگر چہ مشرکین کو یہ بات بالکل بھی پسند نہ تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مساکن (یعنی رہائش کے مقامات) کو چنا، تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن مدینہ منورہ بنا دیا اور پھر اسے دار الہجرت اور دار الایمان بنا دیا، پھر اسی شہر میں اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک اور آپ کی ازواجِ مطہرات کی قبریں بنائیں۔ پھر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا، سو اس اُمت میں سے جو شخص (ان کی ہدایت کی) اقتدا کرے گا تو یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی ہی اقتدا کرے گا اور جو شخص گمراہی اختیار کرے گا تو یقیناً وہ سُنت اور حجت قائم ہونے کے بعد گمراہ ہو گا (یعنی اس کا کوئی عذر نہیں رہے گا)۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیغام (تمام لوگوں تک بہ خوبی) پہنچا دیا جو انہیں دے کر بھیجا گیا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ بلاشبہ تم سے پہلی اُمتوں میں اگر کسی نبی کو شہید کر دیا جاتا تو اس کی دِیت ستر ہزار جنگجو سپاہی ہوتے تھے (یعنی) ان تمام کو نبی علیہ السلام کے قصاص میں قتل کر دیا جاتا تھا۔ اور جب ان میں کسی خلیفہ کو قتل کر دیا جاتا تو اس کی دِیت پینتیس ہزار جنگجو سپاہی ہوتے تھے اور ان سب کو اس کے بدلے میں قتل کر دیا جاتا تھا، لہٰذا آج تم بھی اس بزرگ امیر المومنین کے قتل

میں جلدی نہ کرو، کیونکہ بلاشبہ میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ ان کی موت کا وقت آ چکا ہے، کیونکہ ہم نے یہ بات اللہ کی کتاب میں پڑھی ہے۔ پھر میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں ان کی (یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی) جان ہے! جو بھی شخص انہیں شہید کرے گا وہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کا ہاتھ شل ہوا ہوگا اور کٹا ہوگا۔ پھر تم یہ بات بھی جان لو کہ جتنا حق ایک والد اپنی اولاد پر رکھتا ہے اتنا ہی حق یہ بزرگ (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) تم پر رکھتے ہیں۔ میں تمہیں اللہ کی قسم اٹھا کر بتاتا ہوں کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس (مدینہ) شہر میں تشریف لائے ہیں تب سے لے کر آج تک یہاں فرشتے موجود رہتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد سے ہی اللہ تعالیٰ کی تلوار بھی میان میں ہے، لہٰذا اس تلوار کے تم سے میان میں رہنے کے بعد اب تم اس کو خود ہی مت سونتو (یعنی تم خود اللہ کے عذاب کو دعوت مت دو) اور نہ ہی تم اپنے ہمسایوں (یعنی) فرشتوں کو یہاں سے بھگاؤ۔ جب سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ انہیں یہ سب کہہ چکے تو وہ کھڑے ہوئے اور آپ کو گالیاں دیتے ہوئے کہنے لگے: یہودی نے جھوٹ بولا ہے۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اللہ کی قسم! جھوٹے تو تم ہو اور گناہ بھی مول لے رہے ہو، میں یہودی نہیں ہوں، بلاشبہ میں مومن ہی ہوں اور اس بات کو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور تمام مومنین جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تو میرے بارے میں قرآن نازل فرمایا ہے اور قرآن کی اس آیت میں (میرے متعلق ہی) فرمایا: ﴿قُلْ اَرَأَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ﴾ ”(اے نبی!) آپ کہہ دیجیے کہ اگر یہ (قرآن) اللہ ہی کی طرف سے ہو اور تم نے اسے نہ مانا ہو اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس جیسی کی گواہی بھی دے چکا ہو اور وہ ایمان بھی لا چکا ہو، اور تم نے سرکشی کی ہو۔“ اور اللہ تعالیٰ نے ایک اور آیت میرے بارے میں نازل فرمائی تھی: ﴿قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ۝﴾ ”کہہ دیجیے! میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے اور وہ بھی کہ جس کے پاس کتاب (یعنی تورات) کا علم ہے۔“ پھر وہ لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہو گئے اور انہیں اس طرح ذبح کر دیا جس طرح جانور کو ذبح کیا جاتا ہے۔ پھر جب وہ اس (شنیع عمل) سے فارغ ہو گئے اور قاتلین مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے تو سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے اہل مصر! اے قاتلانِ عثمان! کیا تم نے امیر المومنین کو قتل کر دیا؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس کے بعد ہمیشہ عہد کو توڑا جائے گا، خون بہایا جائے گا اور مال تقسیم ہوتا رہے گا، جب تک تم زندہ ہو ایسے ہی ہوتا رہے گا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل دِن کے آخری پہر اسی رات میں کہ جب آپ کی شہادت ہوئی، کثیر بن صلت رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کثیر! مجھے کل قتل کر دیا جائے گا۔ تو کثیر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: اے امیر المومنین! (ایسا نہیں ہوگا) بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کو غالب کرے گا اور آپ کے دشمن کو رُسوا کرے گا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے دوسری مرتبہ کہا: اے کثیر! مجھے کل قتل کر دیا جائے گا۔ تو کثیر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ آپ کو غالب کرے گا اور آپ کے دشمن کو رُسوا کرے گا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے تیسری مرتبہ بھی یوں ہی فرمایا، تو کثیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

نے فرمایا: آج رات ابتدائی پہر میں (میرے خواب میں) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! کل تجھے قتل کر دیا جائے گا۔ تو اے کثیر! اللہ کی قسم! مجھے کل قتل کر دیا جائے گا۔ (راوی کہتے ہیں کہ پھر ایسا ہی ہوا اور) اگلے روز انہیں شہید کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

توضیح:...... سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے قبل یہودی تھے اور یہودیوں کے بڑے عالم تھے۔ آپ کو تورات میں بیان کیے گئے احکام وفرامین بہ خوبی یاد تھے۔ پہلی اُمتوں میں نبی اور خلیفہ کے قتل کی دِیت بھی انہوں نے تورات کے ہی علم سے بتلائی تھی۔ آپ نے جو فرمایا کہ ''بلاشبہ میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ ان کی موت کا وقت آ چکا ہے، کیونکہ ہم نے یہ بات اللہ کی کتاب میں پڑھی ہے'' اس کتاب اللہ سے مراد تورات ہے۔

775 ۔ امام سفیان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوْ طَهُرَتْ قُلُوبُكُمْ مَا شَبِعَتْ مِنْ كَلَامِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ . ❷

اگر تمہارے دِل پاکیزہ ہو جائیں تو یہ کلام اللہ (کو سننے) سے کبھی سیر نہ ہوں۔

776 ۔ اسی طرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا أُحِبُّ أَنْ يَأْتِيَ عَلَيَّ يَوْمٌ وَلَا لَيْلَةٌ إِلَّا أَنْظُرُ فِي كَلَامِ اللّٰهِ ، يَعْنِي الْقِرَاءَةَ فِي الْمُصْحَفِ . ❸

میں یہی پسند کرتا ہوں کہ میں ہر شب وروز میں کلام اللہ کو دیکھوں، یعنی قرآنِ کریم پڑھوں۔

777 ۔ ابوقلابہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ عَمَلًا إِلَّا كَسَاهُ اللّٰهُ رِدَاءَ عَمَلِهِ . ❹

جو بھی شخص کوئی عمل کرے گا؛ اللہ تعالیٰ اسے اس کے عمل کی چادر پہنائے گا۔

778 ۔ ابومعشر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُتِلَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِثَمَانَ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ ، فَكَانَتْ خِلَافَتُهُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً إِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ يَوْمًا . ❺

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت جمعے کے روز، اٹھارہ ذوالحجہ، سن پینتیس ہجری کو ہوئی اور آپ کا دورِ خلافت بارہ دِن کم بارہ سال رہا۔

779 ۔ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ وَهُوَ ابْنُ تِسْعِينَ سَنَةً أَوْ ثَمَانٍ وَثَمَانِينَ . ❻

---

❶ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ۹/ ۹۳۔التاريخ الكبير للبخاري: ۱/ ۲٦۲

❷ [إسناده ضعيف] الزهد لأحمد بن حنبل: ص ۱۲۸ ❸ [إسناده ضعيف] تفرّد به المؤلف

❹ [رجال الإسناد ثقات] الزهد لأحمد بن حنبل: ص ۱۲٦۔التاريخ الكبير: ۳/ ۹۲۔مشكاة المصابيح: ۲/ ٦۸۷

❺ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ۱/ ۷٤۔مجمع الزوائد للهيثمي: ۷/ ۲۳۲۔تاريخ الطبرى: ۵/ ۱٤۵

❻ [إسناده ضعيف] المعجم الكبير للطبراني: ۱/ ۳٤۔مجمع الزوائد للهيثمي: ۹/ ۹۹۔تاريخ الطبرى: ۵/ ۱٤٦

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت نوے یا اٹھاسی برس کی عمر میں ہوئی۔

780۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل رحمہ اللہ نے فرمایا:

قُتِلَ عُثْمَانُ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلاثِينَ، وَكَانَتِ الْفِتْنَةُ خَمْسَ سِنِينَ، مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ لِلْحَسَنِ. ❶

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی سن پینتیس ہجری میں شہادت ہوئی اور پانچ سال فتنے کے تھے، ان میں سے چار مہینے حسن رضی اللہ عنہ کے تھے۔

781۔ قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

صَلَّى الزُّبَيْرُ عَلَى عُثْمَانَ وَدَفَنَهُ، وَكَانَ أَوْصَى إِلَيْهِ. ❷

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور انہیں سپردِ خاک کیا، اور عثمان رضی اللہ عنہ نے وصیت بھی انہی کو کی تھی۔

782۔ عبداللہ بن حسن بیان کرتے ہیں کہ میرے علم میں یہ بات آئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلا أَبُو أَيِّمٍ، أَلا وَلِيُّ أَيِّمٍ، أَلا أَخُو أَيِّمٍ، يُزَوِّجُ عُثْمَانَ؟ فَلَوْ كَانَتْ عِنْدِي ثَالِثَةٌ لَزَوَّجْتُهُ، وَمَا زَوَّجْتُهُ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ السَّمَاءِ)). ❸

کیا کسی غیر شادی شدہ عورت کا باپ، ولی یا بھائی (اپنی اس عزیزہ کی) عثمان کے ساتھ شادی نہیں کرے گا؟ اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو میں اس کی شادی بھی عثمان سے کر دیتا اور میں نے آسمان سے وحی کی تعمیل میں ہی (اپنی صاحبزادی کی) اس سے شادی کی۔

783۔ اسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

شَهِدْتُ عُثْمَانَ يَوْمَ حُوصِرَ فِي مَوْضِعِ الْجَنَائِزِ، فَرَأَيْتُ عُثْمَانَ أَشْرَفَ مِنَ الْخَوْخَةِ الَّتِي تَلِي مَقَامَ جِبْرِيلَ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، أَفِيكُمْ طَلْحَةُ؟ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ قَالَ: مَا كُنْتُ أَرَى أَنْ تَكُونَ فِي جَمَاعَةٍ تَسْمَعُ نِدَائِي ثُمَّ لا تُجِيبُنِي، أَنْشُدُكَ اللّٰهَ يَا طَلْحَةُ تَذْكُرُ يَوْمَ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْضِعِ كَذَا وَكَذَا، لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ غَيْرِي وَغَيْرَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا طَلْحَةُ، إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَمَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ رَفِيقٌ مِنْ أُمَّتِهِ مَعَهُ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ هٰذَا، يَعْنِينِي، رَفِيقِي مَعِي فِي الْجَنَّةِ))؟ قَالَ طَلْحَةُ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ، ثُمَّ انْصَرَفَ. ❹

میں اس روز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا جس روز جنازوں کے مقام پر ان کا محاصرہ کر لیا گیا تھا،

---

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٧٤۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٧/ ٢٣٢

❷ [رجال الإسناد ثقات إلا أنه منقطع] مصنف عبد الرزاق: ٣/ ٤٧١۔مسند أحمد: ١/ ٧٤

❸ [ضعيف لانقطاعه ورجاله رجال الحسن] السنة لابن أبي عاصم: ١٢٥۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٨٣

❹ [إسناده ضعيف جدًا] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٩١۔المستدرك للحاكم: ٣/ ٩٧

میں نے دیکھا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس چھوٹے دروازے سے جھانک کر دیکھا جو مقام جبرائیل کے ساتھ تھا اور فرمایا: اے لوگو! کیا تم میں طلحہ موجود ہیں؟۔۔۔اس کے بعد راوی نے لمبی حدیث بیان کی اور (اس میں یہ بھی ذکر تھا کہ) آپ نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ آپ ایسی جماعت میں ہوں جو میری آواز سنے، پھر مجھے جواب نہ دے۔ اے طلحہ! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اس دن کو یاد کرو جس دن میں اور آپ فلاں مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور میرے اور آپ کے علاوہ اور کوئی بھی صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں (مجھے یاد ہے)۔ (پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بتلاؤ کہ کیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا نہیں تھا کہ اے طلحہ! ہر نبی کے ساتھ اس کے اصحاب میں سے ایک رفیق ہوتا تھا جو اس کا اُمتی ہی ہوتا تھا اور وہ جنت میں بھی اس کے ساتھ ہوگا، اور بلاشبہ یہ عثمان بن عفان جنت میں میرا رفیق ہوگا؟ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں (فرمایا تھا) پھر وہ واپس چلے گئے۔

784 ۔ مہلب ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَكَانَ الرَّجُلُ مِمَّنْ يَحْمَدُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَيَذُمُّ عُثْمَانَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا أَبَا الْفَضْلِ، أَلَا تُخْبِرُنِي هَلْ شَهِدَ عُثْمَانُ الْبَيْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا: بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ وَبَيْعَةَ الْفَتْحِ؟ فَقَالَ سَالِمٌ: لَا، فَكَبَّرَ الرَّجُلُ وَقَامَ وَنَفَضَ رِدَاءَهُ وَخَرَجَ مُنْطَلِقًا، فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ قَالَ لَهُ جُلَسَاؤُهُ: وَاللّٰهِ مَا أَرَاكَ تَدْرِي مَا أَمْرُ الرَّجُلِ، قَالَ: أَجَلْ، وَمَا أَمْرُهُ؟ قَالُوا: فَإِنَّهُ مِمَّنْ يَحْمَدُ عَلِيًّا وَيَذُمُّ عُثْمَانَ، فَقَالَ: عَلَيَّ بِالرَّجُلِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَلَمَّا أَتَاهُ قَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ الصَّالِحَ، إِنَّكَ سَأَلْتَنِي: هَلْ شَهِدَ عُثْمَانُ الْبَيْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا: بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ وَبَيْعَةَ الْفَتْحِ، فَقُلْتُ: لَا، فَكَبَّرْتَ وَخَرَجْتَ شَامِتًا، فَلَعَلَّكَ مِمَّنْ يَحْمَدُ عَلِيًّا وَيَذُمُّ عُثْمَانَ، فَقَالَ: أَجَلْ وَاللّٰهِ إِنِّي لَمِنْهُمْ، قَالَ: فَاسْمَعْ مِنِّي وَافْهَمْ، ثُمَّ ارْوِ عَلَيَّ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَايَعَ النَّاسَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ كَانَ بَعَثَ عُثْمَانَ فِي سَرِيَّةٍ، وَكَانَ فِي حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُولِهِ وَحَاجَةِ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا إِنَّ يَمِينِي يَدِي، وَشِمَالِي يَدُ عُثْمَانَ))، فَضَرَبَ شِمَالَهُ عَلَى يَمِينِهِ فَقَالَ: ((هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ، وَإِنِّي قَدْ بَايَعْتُ لَهُ))، ثُمَّ كَانَ مِنْ شَأْنِ عُثْمَانَ فِي الْبَيْعَةِ الثَّانِيَةِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عُثْمَانَ إِلَى عَلِيٍّ، وَكَانَ أَمِيرَ الْيَمَنِ، فَصَنَعَ بِهِ مِثْلَ ذَالِكَ، ثُمَّ كَانَ مِنْ شَأْنِ عُثْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ: ((يَا فُلَانُ، أَلَا تَبِيعُنِي دَارَكَ أَزِيدُهَا فِي مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ بِبَيْتٍ أَضْمَنُهُ لَكَ فِي الْجَنَّةِ؟)) فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ مَا لِي بَيْتٌ غَيْرُهُ، فَإِنْ أَنَا بِعْتُكَ دَارِي لَا يُؤْوِينِي وَوَلَدِي بِمَكَّةَ شَيْءٌ، قَالَ: ((أَلَا بَلْ بِعْنِي دَارَكَ أَزِيدُهَا فِي مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ بِبَيْتٍ أَضْمَنُهُ لَكَ فِي الْجَنَّةِ))، فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللّٰهِ مَا لِي فِي ذَالِكَ حَاجَةٌ وَلَا أُرِيدُهُ، فَبَلَغَ ذَالِكَ عُثْمَانَ، وَكَانَ الرَّجُلُ نُدْمَانًا لِعُثْمَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَصَدِيقًا، فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَا فُلَانُ، بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ مِنْكَ دَارَكَ لِيَزِيدَهَا فِي مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ بِبَيْتٍ يَضْمَنُهُ لَكَ فِي الْجَنَّةِ فَأَبَيْتَ عَلَيْهِ؟ قَالَ: أَجَلْ، قَدْ أَبَيْتُ، فَلَمْ يَزَلْ عُثْمَانُ يُرَاوِدُهُ حَتَّى اشْتَرَى مِنْهُ دَارَهُ بِعَشَرَةِ آلَافِ دِينَارٍ، ثُمَّ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَلَغَنِي أَنَّكَ أَرَدْتَ مِنْ فُلَانٍ دَارَهُ لِتَزِيدَهَا فِي مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ بِبَيْتٍ تَضْمَنُهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنَّمَا هِيَ دَارِي فَهَلْ أَنْتَ آخِذُهَا مِنِّي بِبَيْتٍ تَضْمَنُهُ لِي فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، فَأَخَذَهَا مِنْهُ وَضَمِنَ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، وَأَشْهَدَ لَهُ عَلَى ذَالِكَ الْمُؤْمِنِينَ، ثُمَّ كَانَ مِنْ جِهَازِهِ جَيْشَ الْعُسْرَةِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا غَزْوَةَ تَبُوكَ، فَلَمْ يَلْقَ فِي غَزْوَةٍ مِنْ غَزَوَاتِهِ مَا لَقِيَ فِيهَا مِنَ الْمَخْمَصَةِ وَالظَّمَأِ وَقِلَّةِ الظَّهْرِ وَالْمَجَاعَاتِ، فَبَلَغَ ذَالِكَ عُثْمَانَ فَاشْتَرَى قُوتًا وَطَعَامًا وَأُدْمًا وَمَا يُصْلِحُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ، فَجَهَّزَ إِلَيْهِ عِيرًا، فَحَمَلَ عَلَى الْحَامِلِ وَالْمَحْمُولِ، وَسَرَّحَهَا إِلَيْهِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ مَا عَلَيْهَا مِنَ الطَّعَامِ وَالْأُدْمِ وَمَا يُصْلِحُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ يَلْوِي بِهِمَا إِلَى السَّمَاءِ: ((اَللّٰهُمَّ رَضِيتُ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْهُ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، ادْعُوا لِعُثْمَانَ))، فَدَعَا لَهُ النَّاسُ جَمِيعًا مُجْتَهِدِينَ وَنَبِيُّهُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ، ثُمَّ كَانَ مِنْ شَأْنِ عُثْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ زَوَّجَهُ ابْنَتَهُ فَمَاتَتْ، فَجَاءَ عُثْمَانُ إِلَى عُمَرَ، وَهُوَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ، فَقَالَ: يَا عُمَرُ إِنِّي خَاطِبٌ فَزَوِّجْنِي بِنْتَكَ، فَسَمِعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَا عُمَرُ، خَطَبَ إِلَيْكَ عُثْمَانُ ابْنَتَكَ، زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ وَأَنَا أُزَوِّجُهُ ابْنَتِي))، فَتَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَةَ عُمَرَ، وَزَوَّجَهُ ابْنَتَهُ، فَهٰذَا مَا كَانَ مِنْ شَأْنِ عُثْمَانَ. [1]

وہ سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب کے پاس گئے۔ (وہاں) ایک آدمی ان لوگوں میں سے تھا جو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تعریف وستائش کرتے تھے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مذمت کرتے تھے۔ اس آدمی نے کہا: اے ابوالفضل! کیا آپ مجھے یہ بتائیں گے کہ کیا عثمان (رضی اللہ عنہ) دونوں بیعتوں میں شریک ہوئے تھے؟ بیعتِ رضوان میں اور بیعتِ فتح میں؟ تو سالم رحمہ اللہ نے فرمایا: نہیں۔ تو وہ آدمی ''اللہ اکبر'' کہہ کر اُٹھا اور اپنی چادر کو جھاڑ کر نکل گیا۔ جب وہ نکل گیا تو اہل مجلس نے آپ سے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں لگتا ہے کہ آپ کو اس آدمی کے معاملے کا نہیں پتا۔ تو سالم رحمہ اللہ نے کہا: ہاں (ایسا ہی ہے)، لیکن اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہیں اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مذمت کرتے ہیں۔ تو آپ نے (یہ سن کر) کہا: میں اس آدمی کو جواب دوں گا۔ پھر آپ نے اس کی طرف پیغام بھیجا، جب وہ آپ کے پاس آ گیا، تو آپ نے کہا: اے اللہ کے نیک بندے! تو نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا عثمان رضی اللہ عنہ دونوں بیعتوں میں شریک ہوئے تھے؟ بیعتِ رضوان میں اور بیعتِ فتح میں؟ تو میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ تو تُو نے ''اللہ اکبر'' کہا اور خوش

[1] [إسناده ضعيف] التاريخ الكبير: ٣/ ٥٤

ہوتا ہوا نکل گیا، شاید کہ تو ان لوگوں میں سے ہے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تعریف و ستائش کرتے ہیں اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مذمت کرتے ہیں۔ تو اس نے کہا: جی ہاں، یقیناً میں انہی میں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر جو میں بتانے لگا ہوں وہ سُن اور اچھی طرح سمجھ لے، پھر مجھے بھی بیان کرنا۔ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں سے درخت کے نیچے بیعت لی (یعنی بیعتِ رضوان) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک مہم پر بھیجا ہوا تھا، (یعنی) وہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مومنوں کے کام ہی گئے ہوئے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بیعت لیتے ہوئے) فرمایا: آگاہ رہو! یقیناً میرا دایاں ہاتھ میرا ہاتھ ہے اور یہ میرا بایاں ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ پر رکھ لیا، اور فرمایا: یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور میں نے اس سے بھی بیعت لے لی ہے۔ پھر دوسری بیعت (یعنی بیعتِ فتح) کا معاملہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جانب بھیجا ہوا تھا، اور علی رضی اللہ عنہ (اُن دِنوں) یمن کے امیر تھے، تو اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا (یعنی اپنے بائیں ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر ان سے بیعت لے لی تھی)۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی (مزید) شان سنیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ میں سے ایک آدمی سے فرمایا: اے فلاں! کیا تم مجھے اپنا گھر نہیں بیچ دیتے؟ تاکہ میں اس سے میں مسجد کعبہ کی توسیع کر دوں اور اس کے بدلے میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ تو اس آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس اس کے علاوہ کوئی گھر نہیں ہے، اگر میں یہ گھر آپ کو بیچ دیتا ہوں تو پھر مکہ میں مجھے اور میرے بچوں کو جگہ دینے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے یہ گھر دے دو، میں اس سے مسجد کعبہ کو بڑا کر لیتا ہوں، اور اس کے بدلے تمہیں جنت میں ایک گھر کی میں ضمانت دیتا ہوں۔ تو اس آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! میرے لیے اس میں کوئی حاجت نہیں ہے اور نہ ہی میں اس کو چاہتا ہوں۔ اس بات کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو پتا چل گیا، اور وہ آدمی دورِ جاہلیت میں عثمان رضی اللہ عنہ کا ہم نشیں اور دوست ہوتا تھا، چنانچہ آپ اس کے پاس آئے اور کہا: اے فلاں! مجھے پتا چلا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے یہ گھر لینا چاہا ہے تاکہ وہ اسے مسجد کعبہ میں شامل کر دیں اور اس کے بدلے میں تمہیں جنت کی ضمانت بھی دے رہے ہیں، اور تو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکار کر دیا؟ اس نے کہا: ہاں، میں نے انکار کر دیا ہے۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ (اسے راضی کرنے کی کوشش کرنے لگے اور) مسلسل اسے آمادہ کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے اس سے دس ہزار دینار کے عوض اس کا گھر خرید لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے پتا چلا ہے کہ آپ نے فلاں شخص سے گھر لے کر اسے مسجد میں شامل کرنا چاہا، اور بدلے میں اسے جنت میں گھر کی ضمانت دی ہے، اب وہ گھر میری ملکیت میں ہے، تو کیا آپ جنت میں گھر کی ضمانت کے بدلے میں وہ گھر مجھ سے قبول کرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وہ گھر قبول کر لیا اور بدلے میں انہیں جنت میں گھر ملنے کی ضمانت دی۔ اور میں اس بات پر مومنوں کو گواہ بنا سکتا ہوں۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا جیشِ عُسرہ کی تیاری کا کارنامہ ہے، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک لڑنے کی تیاری کی تو اس جیسی فاقہ کشی، بھوک و پیاس، ساز و سامان کی قلت کسی بھی غزوے میں پیش نہ آئی تھی۔ جب اس بات کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو پتا چلا تو انہوں نے اناج، کھانا

اور جو بھی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے صحابہ کو چاہیے تھی، خریدی اور اونٹوں کا ایک قافلہ تیار کر دیا، پھر سوار اور سواری (دونوں) کا سامان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بھیج دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اونٹوں کے قافلے کو) اوران پر لدے کھانے، اناج اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی ضرورت کی چیزوں کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہو گیا ہوں، تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا تین مرتبہ کی۔ پھر فرمایا: اے لوگو! عثمان کے لیے دعا کرو۔ چنانچہ تمام لوگوں نے اکٹھے مل کر نہایت خشوع سے ان کے لیے دعا کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ہمراہ (دعا کر رہے) تھے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ فضیلت ملاحظہ کیجیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی اپنی صاحبزادی سے کر دی، پھر وہ فوت ہو گئیں، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، تو انہوں نے کہا: اے عمر! میں رشتہ مانگنے آیا ہوں، آپ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن لی اور فرمایا: اے عمر! عثمان تم سے تمہاری بیٹی کا رشتہ مانگنے آیا ہے، تم (اس طرح کرو کہ) اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دو اور میں اس سے اپنی بیٹی کی شادی کر دوں گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی (سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا) سے شادی کر لی اور اپنی صاحبزادی کی شادی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دی۔ یہ تھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شان۔

785 - سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ فَقَالَ: إِنَّكَ إِمَامُ الْعَامَّةِ، وَقَدْ نَزَلَ بِكَ مَا تَرٰى، وَإِنِّي أَعْرِضُ عَلَيْكَ خِصَالًا ثَلَاثًا اخْتَرْ إِحْدَاهُنَّ: إِمَّا أَنْ تَخْرُجَ فَتُقَاتِلَهُمْ، فَإِنَّ مَعَكَ عَدَدًا وَقُوَّةً وَأَنْتَ عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ، وَإِمَّا أَنْ تَخْرِقَ لَكَ بَابًا سِوَى الْبَابِ الَّذِي هُمْ عَلَيْهِ فَتَقْعُدَ عَلَى رَوَاحِلِكَ فَتَلْحَقَ بِمَكَّةَ؛ فَإِنَّهُمْ لَنْ يَسْتَحِلُّوكَ وَأَنْتَ بِهَا، وَإِمَّا أَنْ تَلْحَقَ بِالشَّامِ؛ فَإِنَّهُمْ أَهْلُ الشَّامِ وَفِيهِمْ مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ عُثْمَانُ: أَمَّا أَنْ أَخْرُجَ فَأُقَاتِلَ؛ فَلَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ خَلَفَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي أُمَّتِهِ بِسَفْكِ الدِّمَاءِ، وَأَمَّا أَنْ أَخْرُجَ إِلٰى مَكَّةَ فَإِنَّهُمْ لَنْ يَسْتَحِلُّونِي بِهَا؛ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يُلْحِدُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ يَكُونُ عَلَيْهِ نِصْفُ عَذَابِ الْعَالَمِ، فَلَنْ أَكُونَ إِيَّاهُ، وَأَمَّا أَنْ أَلْحَقَ بِالشَّامِ، فَإِنَّهُمْ أَهْلُ الشَّامِ وَفِيهِمْ مُعَاوِيَةُ؛ فَلَنْ أُفَارِقَ دَارَ هِجْرَتِي وَمُجَاوَرَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. [1]

وہ (یعنی مغیرہ رضی اللہ عنہ) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جبکہ وہ محصور تھے، اور انہوں نے کہا: یقیناً آپ عوام کے امام ہیں، آپ پر ایسی مصیبت ٹوٹ پڑی ہے جو آپ بھی دیکھ رہے ہیں اور میں آپ کے سامنے تین باتیں رکھتا ہوں، آپ ان میں سے ایک کو اختیار کر لیں: (۱) یا تو آپ باہر نکل آئیں اور ان (باغیوں) سے قتال کریں، لوگوں کی ایک تعداد بھی آپ کے ساتھ ہے اور آپ کو قوت بھی حاصل ہے، آپ حق پر ہیں اور وہ باطل پر۔ (۲) یا آپ یوں کریں کہ جس دروازے پر وہ بیٹھے ہوئے ہیں اس کے علاوہ کسی اور دروازے کو توڑ کر نکلیں اور اپنی سواری پر

[1] [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ۱/ ٦٧۔مجمع الزوائد للهيثمي: ۷/ ۲۲۹

بیٹھ کر مکہ کی جانب نکل جائیں، جب آپ مکہ میں ہوں گے تو وہ آپ کو قتل نہیں کر سکیں گے (۳) یا پھر آپ شام کی طرف نکل جائیں، یقیناً وہ اہل شام ہیں اور معاویہ بھی وہیں ہے۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جہاں تک اس تجویز کا تعلق ہے کہ میں باہر نکلوں اور قتال کروں، تو میں رسول اللہ ﷺ کی اُمت میں سے خون بہانے والا پہلا شخص ہرگز نہیں بننا چاہتا۔ پھر جہاں تک یہ بات ہے کہ میں مکہ کی جانب نکل جاؤں تو وہاں وہ مجھے قتل نہیں کر پائیں گے، تو (اس کا جواب یہ ہے کہ) بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: قریش کا ایک آدمی مکہ میں ظلم وستم کا سبب بنے گا، اس پر آدھے جہان کا عذاب ہوگا۔ تو میں وہ شخص ہرگز نہیں بننا چاہتا۔ اور جہاں تک یہ بات ہے کہ میں شام کی طرف چلا جاؤں تو یقیناً وہ بھی اہل شام ہی ہیں اور ان میں معاویہ بھی ہے۔ لہٰذا میں اپنی ہجرت کا اور رسول اللہ ﷺ کی ہمسائیگی کا شہر ہرگز نہیں چھوڑ کر جاؤں گا۔

786 ۔ عبدالرحمان بن محیر بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُثْمَانَ أَشْرَفَ عَلَى الَّذِينَ حَصَرُوهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، فَلَمْ يَرُدُّوا عَلَيْهِ، فَقَالَ عُثْمَانُ: أَفِي الْقَوْمِ طَلْحَةُ؟ قَالَ طَلْحَةُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، أُسَلِّمُ عَلٰى قَوْمٍ أَنْتَ فِيهِمْ فَلَا يَرُدُّونَ، قَالَ: قَدْ رَدَدْتُ، قَالَ: أَهٰكَذَا الرَّدُّ؟ أَسْمَعْتُكَ وَلَا تُسْمِعُنِي، يَا طَلْحَةُ، أَنْشُدُكَ اللّٰهَ أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ دَمُ الْمُسْلِمِ إِلَّا وَاحِدَةٌ مِنْ ثَلَاثٍ: أَنْ يَكْفُرَ بَعْدَ إِيمَانِهِ، أَوْ يَزْنِيَ بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ يَقْتُلَ نَفْسًا فَيُقْتَلَ بِهَا))؟ قَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ، فَكَبَّرَ عُثْمَانُ فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا أَنْكَرْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ مُنْذُ عَرَفْتُهُ، وَلَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ، وَقَدْ تَرَكْتُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَكَرُّمًا، وَفِي الْإِسْلَامِ تَعَفُّفًا، وَمَا قَتَلْتُ نَفْسًا يَحِلُّ بِهَا قَتْلِي. [1]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو جھانک کر دیکھا جنھوں نے آپ کا محاصرہ کیا تھا، آپ نے انہیں سلام کیا لیکن انہوں نے آپ کے سلام کا جواب نہیں دیا، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا لوگوں میں طلحہ موجود ہیں؟ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: إنا للہ وإنا الیہ راجعون، میں نے لوگوں کو سلام کہا اور آپ بھی ان میں موجود ہیں لیکن انہوں نے جواب ہی نہیں دیا۔ انہوں نے کہا: میں نے جواب دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا اس طرح جواب دیتے ہیں؟ میں نے تو آپ کو سلام سنایا ہے لیکن آپ نے مجھے جواب نہیں سنایا۔ اے طلحہ! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ کسی مسلمان کا خون ان تین کاموں میں سے کسی ایک کے ارتکاب پر ہی حلال ہوسکتا ہے: وہ ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائے، یا شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے، یا وہ کسی کو قتل کر دے تو بدلے میں اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں (سنا تھا)۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ''اللہ اکبر'' کہا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے جب سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی ہے تب سے اس کا انکار نہیں کیا، میں نے دورِ جاہلیت میں بھی اور قبولِ اسلام کے بعد بھی کبھی زنا نہیں کیا بلکہ میں نے جاہلیت میں اسے بدکرداری سے بچنے کے لیے چھوڑے رکھا تھا اور اسلام میں پاک دامن رہنے کی وجہ سے اسے چھوڑا تھا، اور میں نے کسی جان کو قتل بھی نہیں کیا کہ جس وجہ سے مجھے قتل کرنا جائز ہو جاتا۔

[1] [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٦٣

787 ۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:
جَاءَ عُثْمَانُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَنَانِيرَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ ، قَالَ: فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا بِيَدِهِ وَهُوَ يَقُولُ: ((مَا عَلَى ابْنِ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهِ)) . ❶
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک میں دینار لے کر آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اسے اُلٹ پلٹ کرتے ہوئے فرما رہے تھے: اس کے بعد ابن عفان کوئی عمل نہ کرے تو تب بھی اسے کوئی نقصان نہیں۔

788 ۔ قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:
لَيُحْكَمَنَّ فِي قَتْلَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . ❷
یقیناً ان کے قتل کا فیصلہ قیامت کے دِن ضرور ہوگا۔

789 ۔ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:
((الْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ عَامًا ، ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَ ذَالِكَ الْمُلْكُ)) . قَالَ سَفِينَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ سَنَتَيْنِ ، وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشْرَ سِنِينَ ، وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً ، وَخِلَافَةَ عَلِيٍّ سِتَّ سِنِينَ . ❸
خلافت تیس سال رہے گی، پھر اس کے بعد بادشاہت آ جائے گی۔ سفینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال شمار کرو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دس سال، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارہ سال اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھے سال۔

790 ۔ سیدنا سفینہ ابوعبدالرحمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:
((الْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ عَامًا ، ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَ ذَالِكَ مُلْكًا)) . قَالَ سَفِينَةُ: فَخُذْ سَنَتَيْنِ أَبُو بَكْرٍ ، وَعَشْرًا عُمَرُ ، وَثِنْتَيْ عَشْرَةَ عُثْمَانُ ، وَسِتًّا عَلِيٌّ . ❹
خلافت تیس سال رہے گی، پھر اس کے بعد بادشاہت آ جائے گی۔ سفینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دو سال سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لگاؤ، دس سال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے، بارہ سال عثمان رضی اللہ عنہ کے اور چھے سال علی رضی اللہ عنہ کے تھے۔

توضیح :...... مذکورہ بالا مُدت خلافتِ راشدہ کی بیان ہوئی ہے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہ لیا جائے کہ اس کے بعد خلافت ختم ہوگئی، کیونکہ نظامِ خلافت تو صدیوں تک قائم رہا ہے۔ لہٰذا اس سے مراد یہ ہے کہ دُنیوی اغراض سے پاک اور درجۂ کمال کی خلافت صرف خلفائے راشدین کی ہوگی، اس کے بعد ان چیزوں کی کچھ آمیزش ہو جائے گی۔

791 ۔ عبیداللہ بن عدی بن خیار بیان کرتے ہیں کہ:
مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ خَالَكَ يُكَلِّمُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ فِي الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ ، وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ

---

❶ [إسناده ضعيف] المعجم الأوسط للطبراني: ٩٢٢٢ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٠٢ـ دلائل النبوة للبيهقي: ٥/ ٢١٥

❷ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٨٢

❸ [إسناده حسن] سنن أبي داود: ٤/ ٢١١ـ سنن الترمذي: ٤/ ٥٠٣ـ السنن الكبرٰى للنسائي: ٤/ ٢٢

❹ [إسناده حسن] السنة لابن أبي عاصم: ١٥

فِيمَا فَعَلَ؟ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَاعْتَرَضْتُ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ حِينَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، هِيَ نَصِيحَةٌ، قَالَ: قَالَ: يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ، إِنِّي أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ، قَالَ: فَانْصَرَفْتُ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ جَلَسْتُ إِلَى الْمِسْوَرِ وَابْنِ عَبْدِ يَغُوثَ، فَحَدَّثْتُهُمَا بِالَّذِي قُلْتُ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَقَالَ لِي، فَقَالَا: قَدْ قَضَيْتَ الَّذِي عَلَيْكَ، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا جَاءَنِي رَسُولُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ، فَقَالَا لِي: قَدِ ابْتَلَاكَ اللّٰهُ، فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى عُثْمَانَ، فَقَالَ: مَا نَصِيحَتُكَ الَّتِي ذَكَرْتَ لِي آنِفًا؟ قَالَ: فَتَشَهَّدْتُ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، فَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَآمَنَ، فَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ، وَنِلْتَ صِهْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَأَيْتَ هَدْيَهُ، وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَأْنِ الْوَلِيدِ، فَحَقٌّ عَلَيْكَ أَنْ تُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدَّ، قَالَ: فَقَالَ لِي: ابْنَ أُخْتِي، أَدْرَكْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: لَا، وَلٰكِنْ خَلُصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ وَالْيَقِينِ مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرِهَا، قَالَ: فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ، فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ، وَآمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ هَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا قُلْتَ، وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ فَبَايَعْنَاهُ، فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ، فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتَخْلَفَنِي اللّٰهُ، أَفَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: فَمَا هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَبْلُغُنِي عَنْكُمْ؟ فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيدِ فَسَنَأْخُذُ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ، قَالَ: فَجَلَدَ الْوَلِيدَ أَرْبَعِينَ سَوْطًا، وَأَمَرَ عَلِيًّا بِجَلْدِهِ، فَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهُ. [1]

سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا عبدالرحمان بن اسود رضی اللہ عنہما نے ان سے (یعنی عبید اللہ سے) کہا: تمہارے لیے کونسی چیز مانع ہے کہ تم اپنے ماموں امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ولید بن عقبہ کے بارے میں بات کرو؟ کیونکہ جو انہوں نے کیا ہے لوگ اس کے بارے میں بہت باتیں کر رہے ہیں۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ جب امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نماز کے لیے نکلے تو میں ان کے سامنے آیا اور عرض کیا: مجھے آپ سے ایک کام ہے، وہ کا ایک نصیحت ہے۔ تو انہوں نے کہا: اے آدمی! میں تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں (آپ کا یہ جواب سن کر) واپس آ گیا۔ پھر جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں مسور اور ابن عبد یغوث کے پاس آ بیٹھا اور میں نے انہیں وہ بات بتائی جو میں نے امیر المومنین سے کہی تھی اور جو انہوں نے مجھے جواب دیا۔ تو ان دونوں نے کہا: تو نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ میں ان دونوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو اسی دوران میرے پاس امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد آیا (اور اس نے مجھے کہا کہ تمہیں امیر المومنین بلا رہے ہیں)۔ تو ان دونوں نے مجھ سے کہا: اللہ نے تمہیں آزمائش

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٧٥۔ صحيح البخاري: ٧/ ٢٦٣

میں ڈال دیا ہے۔ چنانچہ میں چل پڑا، یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: وہ کیا نصیحت تھی جو تم نے ابھی مجھے کرنا تھی؟ میں نے کلمۂ شہادت پڑھا اور پھر آپ سے کہا: یقیناً اللہ عزوجل نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دینِ حق دے کر مبعوث کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب نازل فرمائی، تو آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات کو تسلیم کیا اور ایمان لے آئے، پھر آپ نے پہلی دونوں ہجرتیں بھی کی ہیں، آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کا شرف بھی حاصل ہے اور آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور طریقے کو بھی دیکھا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ لوگ ولید کے معاملے میں بہت باتیں کر رہے ہیں، آپ کا یہ فرض بنتا ہے کہ آپ اس پر حد قائم کریں۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بھانجے! کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور دیکھا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و فرامین جب ایک کنواری لڑکی تک کو بھی اس کے تمام تر پردوں کے باوجود پہنچ گئے ہیں تو پھر مجھے کیوں نہ پہنچے ہوں گے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کلمۂ شہادت پڑھا اور فرمایا: اما بعد! یقیناً اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دینِ حق دے کر مبعوث فرمایا، میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات کو مانا اور جو چیز دے کر آپ کو مبعوث کیا گیا تھا اس پر ایمان لائے (یعنی قرآنِ کریم)، پھر میں نے دو ہجرتیں کیں جیسا کہ تو نے بھی کہا، اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت بھی کی۔ اللہ کی قسم! نہ تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور نہ ہی آپ کو دھوکہ دیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا گیا، اللہ کی قسم! میں نے ان کے وفات پا جانے تک بھی نہ ان کی نافرمانی کی اور نہ ہی انہیں دھوکہ دیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو اللہ کی قسم! میں نے ان کی بھی نہ تو نافرمانی کی اور نہ ہی انہیں دھوکہ دیا، یہاں تک کہ وہ بھی وفات پا گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے منصبِ خلافت مجھے سونپ دیا، کیا میرا ابھی تم پر وہ حق نہیں ہے جو ان کا مجھ پر تھا؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: تو پھر تمہاری طرف سے یہ جو باتیں مجھے پہنچ رہی ہیں یہ کس لیے ہیں؟ اور جہاں تک ولید کے معاملے کی بات ہے تو اِن شاء اللہ ہم جلد ہی اس بارے میں مواخذہ کریں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ نے ولید کو چالیس کوڑے لگائے اور علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ کوڑے لگائیں، کیونکہ وہی کوڑے لگایا کرتے تھے۔

توضیح :...... ولید سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا۔ ہوا یوں کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ ان میں اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں کچھ تکرار ہو گئی، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے رضاعی بھائی ولید کو وہاں کا گورنر مقرر کر دیا اور سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا۔ ولید نے بڑی بے اعتدالیاں شروع کر دیں، شراب نوشی اور ظلم و زیادتی کرنے لگا۔ لوگ اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئے کہ سعد جیسے جلیل القدر صحابی کو معزول کر کے ایک ایسے شخص کو گورنر مقرر کر دیا جس کی کوئی حیثیت ہی نہ تھی، اور اس کا باپ عقبہ بن ابی معیط ملعون تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گلا گھونٹا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر دورانِ نماز اوجھڑی رکھی تھی۔

792 ۔ سیدنا عبداللہ بن سلاّم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ أُسَلِّمُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِأَخِي، مَرْحَبًا بِأَخِي، مَا يَسُرُّنِي أَنَّكَ

وَرَاءَكَ، أَلَا أُحَدِّثُكَ مَا رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ؟ قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي هٰذِهِ الْخَوْخَةِ، وَإِذَا خَوْخَةٌ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: ((حَصَرُوكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَعْطَشُوكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَدْلٰى لِي دَلْوًا مِنْ مَاءٍ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى رَوِيتُ، فَإِنِّي لَأَجِدُ بَرْدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ وَبَيْنَ ثَدْيَيَّ، قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ نُصِرْتَ عَلَيْهِمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَفْطَرْتَ عِنْدَنَا))، فَاخْتَرْتُ أَنْ أُفْطِرَ عِنْدَهُ، قَالَ: فَقُتِلَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. (1)

میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جبکہ وہ محصور تھے، میں نے انہیں سلام کہا تو انہوں نے فرمایا: میرے بھائی کو خوش آمدید! میرے بھائی کو خوش آمدید! مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ آپ اپنے پیچھے ہوں، کیا میں آپ کو وہ خواب نہ سناؤں جو میں نے گزشتہ رات دیکھا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اس چھوٹے دروازے میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔۔۔ میں نے دیکھا تو گھر میں ایک چھوٹا سا دروازہ موجود تھا۔۔۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر لیا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے تمہیں پیاسا رکھا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے پانی کا ایک ڈول میری طرف لٹکایا، میں نے اس سے اتنا پانی پیا کہ سیر ہو گیا، یقیناً میں اپنے کندھوں کے درمیان اور سینے پر اس کی ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو ان کے خلاف تمہاری مدد کی جا سکتی ہے اور اگر چاہو تو ہمارے ہاں روزہ افطار کرنا۔ تو میں نے اسی کو اختیار کر لیا کہ میں آپ کے ہاں روزہ افطار کروں گا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر اسی روز آپ کو شہید کر دیا گیا تھا۔

توضیح:...... اَلْخَوْخَة: اس سے مراد وہ چھوٹا سا دروازہ ہوتا ہے جو بڑے گیٹ میں لگا ہوتا ہے۔ نیز اس سے وہ دروازہ بھی مراد ہوتا ہے جو دو ساتھ ساتھ والے گھروں کے درمیان میں لگا ہوتا ہے۔

793۔ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ اسْتَأْذَنَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهِ لَابِسٌ مِرْطَ عَائِشَةَ، فَأَذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ كَذٰلِكَ، فَقَضٰى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ، فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلٰى ذٰلِكَ الْحَالِ، فَقَضٰى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ، قَالَ عُثْمَانُ: ثُمَّ اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، وَقَالَ لِعَائِشَةَ: ((اجْمَعِي عَلَيْكِ ثِيَابَكِ))، فَقَضَيْتُ إِلَيْهِ حَاجَتِي ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ: مَا لِي لَمْ أَرَ فَزِعْتَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ، وَإِنِّي خَشِيتُ إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ أَنْ لَا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِي حَاجَتِهِ)). وَقَالَ لَيْثٌ: وَقَالَ جَمَاعَةُ النَّاسِ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَائِشَةَ: ((أَلَا أَسْتَحْيِي مِمَّنْ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ؟)). (2)

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے (ملاقات کی) اجازت طلب کی اور آپ اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر

(1) [إسناده ضعيف] سنن سعيد بن منصور: ٢/ ٣٨٩۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٧/ ٢٣٢۔ زيادات المسند: ١/ ٧٣

(2) [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٤/ ٨٦٦

اوڑھے اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (اندر آنے کی) اجازت دے دی اور آپ اسی حالت میں لیٹے رہے۔ انہوں نے آپ سے اپنا ضروری کام نمٹایا اور چلے گئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو آپ نے انہیں بھی اسی حالت میں اجازت دے دی، انہوں نے بھی اپنا ضروری کام نمٹایا اور واپس چلے گئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں نے آپ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی تو آپ بیٹھ گئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اپنے کپڑے درست کرلو۔ پھر میں نے آپ سے اپنا کام نمٹایا اور واپس آ گیا۔ اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا بات ہے؟ میں نے دیکھا کہ آپ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے احتیاط نہیں کی لیکن عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے محتاط ہو گئے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان بہت حیادار آدمی ہے اور مجھے خدشہ تھا کہ میں اسی حالت میں اسے اجازت دے دیتا اور وہ مجھ سے اپنا کام ہی بیان نہ کر پاتا۔ لیث بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کی ایک جماعت نے یہ الفاظ بیان کیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا میں بھی اس سے حیا محسوس نہ کروں جس سے فرشتے حیا محسوس کرتے ہیں؟

794 ۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ لَابِسٌ مِرْطَ عَائِشَةَ، فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ عَقِيلٍ . ❶

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اجازت چاہی اور آپ اس وقت اپنے بستر پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔۔۔ پھر راوی نے عقیل کی حدیث کے مثل ہی بیان کیا۔

795 ۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ، لَا تَقْتُلُوا عُثْمَانَ، فَوَاللّٰهِ إِنَّ سَيْفَ اللّٰهِ مَغْمُودٌ عَنْكُمْ، وَإِنَّ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ لَيَحْرُسُونَ الْمَدِينَةَ مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ، مَا مِنْ نِقَابِ الْمَدِينَةِ مِنْ نَقَبٍ إِلَّا وَعَلَيْهِ مَلَكٌ سَالٌّ سَيْفَهُ، فَلَا تَسُلُّوا سَيْفَ اللّٰهِ الْمَغْمُودَ عَنْكُمْ، وَلَا تُنَفِّرُوا مَلَائِكَةَ اللّٰهِ الَّذِينَ يَحْرُسُونَكُمْ . ❷

اے اہل مدینہ! عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل مت کرو، کیونکہ اللہ کی قسم! یقیناً اللہ کی تلوار تم سے میان میں ہے اور اللہ کے فرشتے مدینے کا ہر کونے سے پہرہ دے رہے ہیں۔ مدینے کا جو بھی راستہ ہے اس پر فرشتہ اپنی تلوار تانے کھڑا ہے، لہٰذا تم اللہ کی اس تلوار کو مت تانو جو تم سے میان میں ہے اور نہ ہی تم اللہ کے ان فرشتوں کو بھگاؤ جو تمہارا پہرہ دے رہے ہیں۔

796 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً، وَمَرَّ رَجُلٌ مُتَقَنِّعٌ، فَقَالَ: ((هٰذَا يُقْتَلُ يَوْمَئِذٍ مَظْلُومًا))، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ . ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) فتنے کا ذکر کیا اور (اسی دوران وہاں سے) ایک ہتھیار بند صاحب گزرے، تو

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٧١
❷ [إسناده صحيح] التاريخ الكبير: ٢/ ٢٣٠
❸ [إسناده حسن] مضى برقم: ٧٢٤

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص اس روز مظلومانہ انداز میں شہید کر دیا جائے گا۔ میں نے اُٹھ کر انہیں دیکھا تو وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

797 - ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

هَاتَانِ رِجْلَایَ ، فَإِنْ وَجَدْتُمْ فِی كِتَابِ اللّٰهِ أَنْ تَضَعُوهُمَا فِی الْقُيُودِ فَضَعُوهُمَا . ❶

یہ میری دونوں ٹانگیں ہیں، اگر تو تم کتاب اللہ میں انہیں بیڑیوں میں جکڑنے کا حکم پاتے ہو تو انہیں جکڑ دو۔

798 - سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا جب محاصرہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

إِنْ وَجَدْتُمْ فِی كِتَابِ اللّٰهِ أَنْ تَضَعُوا رِجْلَیَّ فِی قُيُودٍ ، فَضَعُوهُمَا . ❷

اگر تم کتاب اللہ میں میری ٹانگوں کو بیڑیوں میں جکڑنے کا حکم پاتے ہو تو انہیں جکڑ دو۔

799 - امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا اشْتَدَّ أَمْرُهُمْ يَوْمَ الدَّارِ ، قَالَ: قَالُوا: فَمَنْ فَمَنْ؟ قَالَ: فَبَعَثُوا إِلٰی أُمِّ حَبِيبَةَ ، فَجَاءُ وا بِهَا عَلٰی بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ وَمِلْحَفَةٍ قَدْ سَتَرَتْ ، فَلَمَّا دَنَتْ مِنَ الْبَابِ قَالُوا: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: أُمُّ حَبِيبَةَ ، قَالُوا: وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُ ، فَرَدُّوهَا . ❸

محاصرے کے روز جب ان کا (یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا) معاملہ نہایت سخت ہو گیا تو وہ کہنے لگے: کون کون (ان کے ساتھ) ہے؟ پھر انہوں نے اُم المومنین سیدہ اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی جانب کچھ لوگ بھیجے جو انہیں ایک سفید خچر پر لے کر آئے اور انہوں نے چادر سے پردہ کیا ہوا تھا۔ جب وہ دروازے کے قریب پہنچیں تو باغیوں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتلایا کہ سیدہ اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا۔ تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ اندر نہیں جا سکتیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کو واپس بھیج دیا۔

800 - امام حسن رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ عُثْمَانَ قَائِلًا فِی الْمَسْجِدِ فِی مِلْحَفَةٍ لَيْسَ حَوْلَهُ أَحَدٌ ، وَهُوَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ . ❹

میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ ایک چادر اوڑھے مسجد میں دوپہر کے وقت آرام کر رہے تھے اور آپ ان دنوں امیر المومنین تھے۔

توضیح:...... یہ آپ کے زُہد و ورع اور عجز و انکساری کی علامت ہے کہ اس قدر مال دار ہونے کے باوجود اور مسند خلافت پر متمکن ہونے کے باوصف بھی مسجد میں چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے اور آرام فرما رہے تھے۔

801 - امام ابن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ بَرَاءَ تِی مِنْ دَمِ عُثْمَانَ ، فَإِنْ كَانَ الَّذِينَ قَتَلُوهُ أَصَابُوا بِقَتْلِهِ فَإِنِّی بَرِیءٌ مِنْهُ ،

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٧٢ ❷ [إسناده صحيح] تفرّد به المؤلف

❸ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٧/ ٢٩٤

❹ [إسناده حسن] الرياض النضرة: ٣/ ٥٨ـ صفة الصفوة لابن الجوزی: ١/ ٣٠٣

وَإِنْ كَانُوا أَخْطَأُوا بِقَتْلِهِ فَقَدْ تَعْلَمُ بَرَاءَتِي مِنْ دَمِهِ، وَسَتَعْلَمُ الْعَرَبُ لَئِنْ كَانَتْ أَصَابَتْ بِقَتْلِهِ، لَتَحْتَلِبَنَّ بِذَالِكَ لَبَنًا، وَإِنْ كَانَتْ أَخْطَأَتْ بِقَتْلِهِ لَتَحْتَلِبَنَّ بِذَالِكَ دَمًا، فَاحْتَلَبُوا بِذَالِكَ دَمًا، مَا رُفِعَتْ عَنْهُمُ السُّيُوفُ وَلَا الْقَتْلُ. ❶

اے اللہ! یقیناً تو جانتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ جن لوگوں نے انہیں قتل کیا ہے اگر تو ان کا انہیں قتل کرنا درست اقدام ہے تو تب بھی میں اس قتل سے بری ہوں اور اگر ان کا یہ فعل غلط ہے تو پھر بھی ان کے خون سے میری لاتعلقی تیرے علم میں ہے۔ عرب کو عنقریب پتا چل جائے گا کہ اگر تو انہوں نے ان کا قتل درست کیا ہے تو وہ اس کے ذریعے دودھ دوہیں گے اور اگر انہوں نے یہ غلط کام کیا ہے تو پھر وہ اس کے بدلے میں خون دوہیں گے۔ سو انہوں نے اس کے بدلے میں خون ہی دوہا (کیونکہ) ان سے تلواریں اور قتل اٹھایا ہی نہیں گیا (یعنی وہ اس کے بعد کشت وخون میں ہی مبتلا ہیں)۔

802 ۔ حارثہ بن مضرّب بیان کرتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ حَادِيًا يَحْدُو فِي إِمَارَةِ عُمَرَ، أَلَا إِنَّ الْأَمِيرَ بَعْدَهُ عُثْمَانُ، وَسَمِعْتُهُ يَحْدُو فِي إِمْرَةِ عُثْمَانَ، إِنَّ الْأَمِيرَ بَعْدَهُ عَلِيٌّ. ❷

میں نے عہد فاروقی میں ایک حدی خواں کو یہ گنگناتے سنا: سنو! ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔ اور میں نے اسے عہد عثمانی میں یوں گنگناتے سنا: سنو! ان کے بعد علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔

803 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَصْدَقُهَا حَيَاءً عُثْمَانُ)). ❸

سب سے زیادہ حیادار انسان عثمان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

804 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ادْعُوا لِي بَعْضَ أَصْحَابِي))، قُلْتُ: أَبُو بَكْرٍ؟ قَالَ: ((لَا))، قُلْتُ: عُمَرُ؟ قَالَ: ((لَا))، قُلْتُ: ابْنُ عَمِّكَ عَلِيٌّ؟ قَالَ: ((لَا))، قَالَتْ: قُلْتُ: عُثْمَانُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((تَنَحَّيْ))، فَجَعَلَ يُسَارُّهُ وَلَوْنُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ وَحُصِرَ قُلْنَا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَلَا تُقَاتِلُ؟ قَالَ: لَا، إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، وَإِنِّي صَابِرٌ نَفْسِي عَلَيْهِ. ❹

میرے کسی صحابی کو میرے پاس بلاؤ۔ میں نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے پوچھا: عمر رضی اللہ عنہ کو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: آپ کے چچا زاد علی رضی اللہ عنہ کو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

❶ [إسناده حسن لغيره] تاريخ المدينة لابن شبّة: ٢/ ٣٧٧

❷ [إسناده صحيح] تاريخ المدينة لابن شبّة: ٢/ ٢٧٣ ـ الرياض النضرة: ٣/ ٦٦

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ١٨٤ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٥٥

❹ [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ٥/ ٦٣١ ـ مسند أحمد: ١/ ٦٩

نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: عثمان رضی اللہ عنہ کو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ سو جب وہ آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا: تم ایک طرف ہو جاؤ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رازداری میں ان سے کچھ کہنے لگے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ بدلنے لگا۔ جب بغاوت کا دن آیا اور آپ کا محاصرہ کر لیا گیا تو ہم نے کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ (ان باغیوں سے) قتال نہیں کریں گے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ لیا تھا اور میں اس آزمائش پر صبر کا مظاہرہ کروں گا۔

805۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ:

أَشْرَفَ عُثْمَانُ وَهُوَ مَحْصُورٌ، فَقَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حِرَاءَ إِذِ اهْتَزَّ الْجَبَلُ فَرَكَلَهُ بِقَدَمِهِ ثُمَّ قَالَ: ((اسْكُنْ حِرَاءُ، لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ))، وَأَنَا مَعَهُ؟ فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، وَقَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ إِذْ بَعَثَنِي إِلَى الْمُشْرِكِينَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ: ((هٰذِهِ يَدِي، وَهٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ))، فَبَايَعَ لِي؟ فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، قَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ يُوَسِّعْ لَنَا بِهٰذَا الْبَيْتِ فِي الْمَسْجِدِ بِبَيْتٍ لَهُ فِي الْجَنَّةِ؟))، فَابْتَعْتُهُ مِنْ مَالِي فَوَسَّعْتُ بِهِ الْمَسْجِدَ؟ فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، قَالَ: وَأَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ قَالَ: ((مَنْ يُنْفِقِ الْيَوْمَ نَفَقَةً مُتَقَبَّلَةً؟)) فَجَهَّزْتُ نِصْفَ الْجَيْشِ مِنْ مَالِي؟ قَالَ: فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ، وَأَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رُومَةَ يُبَاعُ مَاؤُهَا ابْنَ السَّبِيلِ، فَابْتَعْتُهَا مِنْ مَالِي فَأَبَحْتُهَا ابْنَ السَّبِيلِ؟ قَالَ: فَانْتَشَدَ لَهُ رِجَالٌ. [1]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے محل سے جھانک کر دیکھا؛ جبکہ وہ محصور تھے، اور انہوں نے کہا: میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ حراء کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون شریک تھا جب پہاڑ نے حرکت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم مبارک پہاڑ پر مارا اور فرمایا: اے حراء! ٹھہر جا، تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔ اور میں بھی (اس وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا؟ تو متعدد لوگوں نے ان کی بات کی تصدیق کی۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ بیعتِ رضوان کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت کون حاضر تھا جب آپ نے مجھے مشرکینِ مکہ کی طرف بھیجا تھا (پھر صحابہ سے بیعت کرتے ہوئے) فرمایا: یہ میرا ہاتھ ہے اور عثمان کا ہاتھ ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنا ہاتھ اوپر رکھ کر) میری طرف سے بیعت لے لی؟ تو لوگوں نے ان کی بات کی تصدیق کی۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت کون موجود تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو اس گھر (کو خرید کر مسجد میں شامل کر کے اس) مسجد کو ہمارے لیے وسیع کرے گا؟ تو لوگوں نے ان کی اس بات کی بھی تصدیق کی۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جہادی لشکر کی تیاری کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت کون حاضر تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو آج (اللہ کی راہ میں) قبول ہونے

[1] [إسناده صحيح لغيره] مضى برقم: ٧٥١

والی چیز خرچ کرے؟ تو میں نے اپنے مال سے آدھے لشکر کو سامان مہیا کر دیا تھا؟ تو لوگوں نے ان کی اس بات کی بھی تصدیق کی۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ رومہ (کنویں والے واقعہ کے وقت) کون موجود تھا، جس کا پانی مسافروں کو فروخت کیا جاتا تھا، لیکن میں نے اس کو خرید کر مسافروں کے لیے وقف کر دیا تھا؟ تو لوگوں نے ان کی اس بات کی بھی تصدیق کی۔

806 ۔ ابوامامہ بن سہل بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ فِي الدَّارِ وَهُوَ مَحْصُورٌ، قَالَ: وَكُنَّا نَدْخُلُ مَدْخَلًا إِذَا دَخَلْنَاهُ سَمِعْنَا كَلَامَ مَنْ عَلَى الْبَلَاطِ، قَالَ: فَدَخَلَ عُثْمَانُ يَوْمًا لِحَاجَةٍ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا مُنْتَقِعًا لَوْنُهُ فَقَالَ: إِنَّهُمْ لَيَتَوَاعَدُونِي بِالْقَتْلِ آنِفًا، قَالَ: قُلْنَا: يَكْفِيكُمُ اللّٰهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: وَبِمَ يَقْتُلُونِي؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّهُ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا فِي إِحْدٰى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِيمَانِهِ، أَوْ زَنَا بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ))، فَوَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ قَطُّ، وَلَا تَمَنَّيْتُ أَنَّ لِي بِدِينِي بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِي اللّٰهُ لَهُ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا، فَبِمَ يَقْتُلُونِي؟ . [1]

میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ گھر میں تھا جبکہ وہ محصور تھے۔ تھوڑی دیر کے لیے ہم کسی کمرے میں داخل ہوتے تو ہمیں چوکی پر بیٹھنے والوں کی بات بھی سنائی دیتی تھی۔ اسی طرح ایک مرتبہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس کمرے میں داخل ہوئے، پھر تھوڑی دیر بعد باہر تشریف لائے تو ان کا رنگ اُڑا ہوا تھا اور فرمانے لگے: ان لوگوں نے مجھے ابھی ابھی قتل کی دھمکی دی ہے، ہم نے عرض کیا: اے امیر المومنین! اللہ ان کی طرف سے آپ کی کفایت و حفاظت فرمائے گا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھلا کس جرم میں یہ لوگ مجھے قتل کریں گے؟ جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کسی مسلمان کا خون ان تین صورتوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے کے سوا حلال نہیں ہے: وہ آدمی جو اپنے ایمان کے بعد کافر ہو جائے، یا شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے، یا کسی کو ناحق قتل کر دے۔ لیکن اللہ کی قسم! میں نے نہ تو کبھی دورِ جاہلیت میں زنا کیا اور نہ ہی اسلام میں، جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت سے نوازا ہے تب سے میں نے کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ میں کوئی اور دین اختیار کروں اور نہ ہی میں نے کسی جان کو قتل کیا ہے، تو پھر یہ مجھے کس جرم میں قتل کریں گے؟

807 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُثْمَانَ أَشْرَفَ عَلَى أَصْحَابِهِ وَهُوَ مَحْصُورٌ فَقَالَ: عَلَامَ تَقْتُلُونِي؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانِهِ فَعَلَيْهِ الرَّجْمُ، أَوْ قَتَلَ عَمْدًا فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ، أَوِ ارْتَدَّ بَعْدَ إِسْلَامِهِ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ))، فَوَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ، وَلَا قَتَلْتُ أَحَدًا فَأُقِيدَ نَفْسِي مِنْهُ، وَلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٦٥ـ تاريخ المدينة لابن شبة: ٢/ ٣٥٨ـ المنتقى لابن الجارود: ص ٢٨٤

أَسْلَمْتُ ، إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ . ❶

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو جھانک کر دیکھا جبکہ آپ محصور تھے اور فرمایا: تم کس جرم میں مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: مسلمان کا خون صرف ان تین کاموں میں سے کسی ایک کے ارتکاب پر ہی حلال ہوتا ہے: وہ آدمی جس نے شادی کے بعد زنا کیا؛ اس پر رجم کی حد لاگو ہوتی ہے، یا اس نے جان بوجھ کر قتل کیا تو اسے بدلے میں قتل کیا جائے گا، یا وہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا تو اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اللہ کی قسم! میں نے نہ دورِ جاہلیت میں زنا کیا اور نہ ہی اسلام میں، میں نے کسی کی جان بھی نہیں لی کہ بدلے میں مجھے قتل کر دیا جائے اور نہ ہی میں مرتد ہوا ہوں جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے، یقیناً میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلا شبہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

808۔ سعد بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنْ وَجَدْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ أَنْ تَضَعُوا رِجْلَيَّ فِي الْقَيْدِ ، فَضَعُوهُمَا . ❷

اگر تم کتاب اللہ میں میری ٹانگوں کو بیڑیوں میں جکڑنے کا کوئی حکم پاتے ہو تو جکڑ دو۔

809۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام مسلم ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَعْتَقَ عِشْرِينَ مَمْلُوكًا ، وَدَعَا سَرَاوِيلَ فَشَدَّهَا عَلَيْهِ ، وَلَمْ يَلْبَسْهَا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ ، قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَارِحَةَ فِي النَّوْمِ ، وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ ، وَإِنَّهُمْ قَالُوا لِي: ((اصْبِرْ ، فَإِنَّكَ تُفْطِرُ عِنْدَنَا الْقَابِلَةَ)) ، ثُمَّ دَعَا بِمُصْحَفٍ فَنَشَرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَقُتِلَ وَهُوَ بَيْنَ يَدَيْهِ . ❸

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے (شہادت کے روز) بیس غلام آزاد کیے اور شلوار منگوا کر (پہنی) اور اسے مضبوطی سے باندھ لیا، حالانکہ انہوں نے (اس سے پہلے) نہ دورِ جاہلیت میں شلوار پہنی تھی اور نہ اسلام قبول کرنے کے بعد۔ پھر انہوں نے فرمایا: میں نے گزشتہ رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور ان سب نے مجھ سے کہا: صبر کیجیے؛ کل کا روزہ آپ ہمارے ساتھ افطار کریں گے۔ پھر آپ نے قرآنِ کریم منگوایا اور اسے اپنے سامنے کھول لیا (یعنی تلاوت کرنے لگے) اور جب آپ کی شہادت ہوئی تو قرآن آپ کے سامنے ہی پڑا تھا۔

810۔ عبداللہ بن فروخ بیان کرتے ہیں کہ:

شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دُفِنَ فِي ثِيَابِهِ بِدِمَائِهِ ، وَلَمْ يُغَسَّلْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ . ❹

میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (کے جنازے میں) حاضر ہوا، آپ کو خون آلود کپڑوں میں ہی دفن کیا گیا اور غسل بھی نہیں دیا گیا۔

811۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نائلہ بنت فرافصہ بیان کرتی ہیں کہ:

❶ [إسناده حسن لغيره] مضى برقم: ٧٥٢ ❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٧٩٧ ، ٧٩٨

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٧٢۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٧/ ٢٣٢

❹ [إسناده ضعيف] صفة الصفوة لابن الجوزي: ١/ ٣٠٥۔الرياض النضرة: ٣/ ٩٥

نَعَسَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانُ، فَأَغْفَى، فَاسْتَيْقَظَ فَقَالَ: لَيَقْتُلُنَّنِي الْقَوْمُ، قُلْتُ: كَلَّا، لَمْ تَبْلُغْ ذَالِكَ، إِنَّ رَعِيَّتَكَ اسْتَعْتَبُوكَ، قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِي وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالُوا: ((تُفْطِرُ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ)). ❶

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اُونگھ آئی، پھر ہلکی سی نیند آ گئی، جب بیدار ہوئے تو فرمایا: مجھے لوگ قتل کر کے ہی چھوڑیں گے۔ میں نے کہا: ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، وہ اس حد تک نہیں پہنچیں گے، یقیناً آپ کی رعایا آپ کو رضامند کر لے گی۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور انہوں نے فرمایا: آج کی افطاری آپ ہمارے پاس کریں گے۔

812۔ موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيمُ، وَهُوَ يَسْتَخْبِرُ النَّاسَ يَسْأَلُهُمْ عَنْ أَخْبَارِهِمْ وَأَسْعَارِهِمْ. ❷

میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سنا، جبکہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور مؤذن اقامت کہہ رہا تھا۔ آپ لوگوں سے ان کے حالات معلوم کر رہے تھے اور اشیاء کی قیمتوں کے نرخ دریافت کر رہے تھے۔

813۔ فاطمہ بنت عبدالرحمان بیان کرتی ہیں کہ:

حَدَّثَتْنِي أُمِّي، أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ، وَأَرْسَلَهَا عَمُّهَا، فَقَالَ: إِنَّ أَحَدَ بَنِيكِ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ وَيَسْأَلُكِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ شَتَمُوهُ، فَقَالَتْ: لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَهُ، فَوَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ قَاعِدًا عِنْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَيَّ، وَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيُوحِي إِلَيْهِ الْقُرْآنَ، إِنَّهُ لَيَقُولُ لَهُ: ((اكْتُبْ يَا عُثَيْمُ))، فَمَا كَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِيُنْزِلَهُ تِلْكَ الْمَنْزِلَةَ إِلَّا وَهُوَ كَرِيمٌ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ. ❸

مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا کہ انہیں ان کے چچا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ آپ کا ایک بیٹا آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے اور آپ سے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق (آپ کی رائے) پوچھتا ہے، کیونکہ لوگ انہیں برا بھلا کہتے ہیں۔ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرمائے جو اُن پر لعنت کرتا ہے، اللہ کی قسم! وہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پشت کی میرے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی، اسی وقت جبرائیل علیہ السلام آپ پر قرآن کی وحی لاتے ہیں اور آپ عثمان رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: اے عثیم! لکھو۔ سو اللہ تعالیٰ یہ مقام و مرتبہ اسی شخص کو عنایت فرما سکتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں معزز ہو۔

814۔ عمر بن ابراہیم الیشکری بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے سنا کہ:

أَنَّ أُمَّهَا انْطَلَقَتْ إِلَى الْبَيْتِ حَاجَّةً، وَالْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ لَهُ بَابَانِ، قَالَتْ: فَلَمَّا قَضَيْتُ طَوَافِي

❶ [إسناده ضعيف] تاريخ المدينة لابن شبّة: ٢/ ٣٧٢
❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٧٣
❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٦/ ٢٥٠

دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ ، قَالَتْ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ ، إِنَّ بَعْضَ بَنِيكِ بَعَثَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ ، وَإِنَّ النَّاسَ قَدْ أَكْثَرُوا فِي عُثْمَانَ ، فَمَا تَقُولِينَ فِيهِ؟ قَالَتْ: لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَهُ ، لَا أَحْسَبُهَا إِلَّا قَالَتْ ثَلَاثَ مِرَارٍ ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْنِدٌ فَخِذَهُ إِلَى عُثْمَانَ ، فَإِنِّي لَأَمْسَحُ الْعَرَقَ عَنْ جَبِينِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَإِنَّ الْوَحْيَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ ، وَلَقَدْ زَوَّجَهُ ابْنَتَيْهِ ، إِحْدَاهُمَا بَعْدَ الْأُخْرَى ، وَإِنَّهُ لَيَقُولُ: ((اكْتُبْ عُثَيْمُ)) ، قَالَتْ: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُنْزِلَ عَبْدًا مِنْ نَبِيِّهِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ إِلَّا عَبْدًا عَلَيْهِ كَرِيمًا . ❶

ان کی والدہ حج کرنے کی غرض سے بیت اللہ گئی اور ان دِنوں بیت اللہ کے دو دروازے ہوتے تھے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب میں نے اپنا طواف مکمل کیا تو میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اُم المومنین! آپ کے ایک بیٹے نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور (یہ بھی پوچھا ہے کہ) لوگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق بہت بدزبانی کرتے ہیں، سو آپ ان کے متعلق کیا فرماتی ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرمائے جو اُن پر لعنت کرتا ہے۔ (راویہ بیان کرتی ہیں کہ) میرے حساب سے آپ نے یہی بات تین مرتبہ فرمائی (اور پھر فرمایا:) یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی ران مبارک کی ٹیک عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ لگائی ہوئی تھی اور میں آپ کی پیشانی مبارک سے پسینہ پونچھ رہی تھی، اور اس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی، اور آپ فرمانے لگے: اے عثیم! لکھو۔ نیز آپ ﷺ نے اپنی ایک صاحبزادی کے بعد دوسری کی شادی بھی ان ہی کے ساتھ کر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی نسبت سے اس شرف اور مقام سے صرف اسی شخص کو نواز سکتا ہے جو اس کی نظر میں قابل عزت ہو۔

815۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ ، لَوْ كَانَ عِنْدَنَا مَنْ يُحَدِّثُنَا)) ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَلَا أَبْعَثُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ؟ فَسَكَتَ ، ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ كَانَ عِنْدَنَا مَنْ يُحَدِّثُنَا)) ، فَقُلْتُ: أَلَا أَبْعَثُ إِلَى عُمَرَ؟ فَسَكَتَ ، قَالَتْ: ثُمَّ دَعَا وَصِيفًا بَيْنَ يَدَيْهِ فَسَارَّهُ فَذَهَبَ ، قَالَتْ: فَإِذَا عُثْمَانُ يَسْتَأْذِنُ فَأَذِنَ لَهُ ، فَدَخَلَ فَنَاجَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوِيلًا ثُمَّ قَالَ: ((يَا عُثْمَانُ ، إِنَّ اللّٰهَ مُقَمِّصُكَ قَمِيصًا ، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلَى أَنْ تَخْلَعَهُ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ ، وَلَا كَرَامَةَ)) يَقُولُهَا لَهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا . ❷

میں نبی ﷺ کی خدمت میں موجود تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ہمارے پاس کوئی ہوتا جو ہم سے باتیں کرتا (تو وقت گذر جاتا)۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام نہ بھیجوں (کہ وہ آ جائیں)؟ تو آپ خاموش رہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ہمارے پاس کوئی ہوتا جو ہم سے باتیں کرتا (تو وقت گذر جاتا)۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام نہ بھیجوں (کہ وہ آ جائیں)؟

❶ [لم أعرف أم عمر ولا جدته والبقية ثقات] مسند أحمد: ٦/ ٢٦١ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٨٦

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٦/ ٧٥ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٤١ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٩٩

تو آپ پھر بھی خاموش رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم کو بلا کر اس کے کان میں سرگوشی کی تو وہ چلا گیا۔ کچھ ہی دیر بعد عثمان رضی اللہ عنہ (اندر آنے کی) اجازت طلب کرنے لگے، تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ پھر وہ اندر آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی دیر تک ان باتیں کیں، پھر فرمایا: اے عثمان! اللہ تعالیٰ تمہیں (خلافت کی) قمیض پہنائے گا، اگر منافقین چاہیں کہ تم اسے اُتار دو تو ان کے کہنے پر اسے مت اُتارنا، یہ عزت والی بات نہیں ہو گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات ان سے دو یا تین مرتبہ فرمائی۔

816۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ:

أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمَّا رَأَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَتْ إِحْدَانَا عَلَى الْأُخْرٰى ، فَكَانَ مِنْ آخِرِ كَلَامٍ كَلَّمَهُ أَنْ ضَرَبَ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ وَقَالَ: ((يَا عُثْمَانُ ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَسٰى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيصًا ، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلَى خَلْعِهِ ، فَلَا تَخْلَعْهُ حَتّٰى تَلْقَانِي . يَا عُثْمَانُ ، إِنَّ اللّٰهَ عَسٰى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيصًا ، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ حَتّٰى تَلْقَانِي)) ثَلَاثًا ، فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ ، فَأَيْنَ كَانَ هٰذَا عَنْكِ؟ قَالَتْ: نَسِيتُهُ وَاللّٰهِ فَمَا ذَكَرْتُهُ ، قَالَ: فَأَخْبَرْتُهُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ . [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (ان کی جانب متوجہ ہوتے) دیکھا تو ہم ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گفتگو کے آخر میں عثمان رضی اللہ عنہ کے کندھوں کے درمیان مارا اور فرمایا: اے عثمان! یقیناً اللہ عزوجل عنقریب تجھے (خلافت کی) قمیض پہنائے گا، اگر منافقین تم سے وہ قمیض اُتروانا چاہیں تو اسے مت اُتارنا، یہاں تک کہ (جنت میں) مجھ سے آملو۔ اے عثمان! یقیناً اللہ عزوجل عنقریب تجھے (خلافت کی) قمیض پہنائے گا، اگر منافقین تم سے وہ قمیض اُتروانا چاہیں تو اسے مت اُتارنا، یہاں تک کہ (جنت میں) مجھ سے آملو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات تین مرتبہ فرمائی۔ (سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: اے اُم المومنین! آپ نے اب تک یہ بات کیوں نہیں بیان فرمائی؟ تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اسے بھول گئی تھی اور مجھے یاد نہیں رہی تھی۔ سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے یہ بات معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو بتلائی۔

817۔ عمرہ بنت ارطاۃ العدویہ بیان کرتی ہیں کہ:

خَرَجْتُ مَعَ عَائِشَةَ سَنَةَ قُتِلَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ ، فَمَرَرْنَا بِالْمَدِينَةِ وَرَأَيْنَا الْمُصْحَفَ الَّذِي قُتِلَ وَهُوَ فِي حِجْرِهِ ، فَكَانَتْ أَوَّلُ قَطْرَةٍ قَطَرَتْ مِنْ دَمِهِ عَلَى هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ [البقرة:١٣٧]، قَالَتْ عَمْرَةُ: فَمَا مَاتَ رَجُلٌ مِنْهُمْ سَوِيًّا . [2]

جس سال سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی؛ اسی سال میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ مکہ روانہ ہوئی۔ ہم مدینہ

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ١٤٩۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٢٨۔ سنن ابن ماجه: ١/ ٤١

[2] [إسناده صحيح] الزهد لأحمد بن حنبل: ص ١٢٧

میں سے گزرے تو ہم نے وہی مصحف دیکھا جو شہادت کے وقت عثمان رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا اور ان کے خون کا پہلا قطرہ اس آیت پر گرا تھا: ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ''عنقریب انہیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہو جائے گا اور وہ خوب سننے والا، بہت جاننے والا ہے۔'' عمرہ بیان کرتی ہیں کہ ان (باغیوں) میں سے کوئی بھی آدمی آرام سے مرا۔

818 - سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا فَتَبِعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ لَهُ: ((اسْكُنْ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ)). ❶

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ پر چڑھے تو آپ کے پیچھے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی چڑھے، تو پہاڑ نے ان کو زور زور سے ہلایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ سے فرمایا: ٹھہر جا، (تجھ پر) ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید (سوار ہیں)۔

819 - سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم اُحد پہاڑ پر کھڑے تھے کہ وہ لرزنے لگا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اسْكُنْ أُحُدُ، مَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ)). ❷

اُحد ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

820 - سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ، وَرَفِيقِي عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ)). ❸

ہر نبی کا ایک ساتھی ہوتا ہے اور میرا ساتھی عثمان بن عفان ہے۔

821 - سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا، وَأَنْتَ وَلِيِّي فِي الْآخِرَةِ)). ❹

تم دنیا میں بھی میرے دوست ہو اور آخرت میں بھی تم میرے دوست ہو گے۔

822 - سیدنا عبدالرحمان بن خباب سُلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنِّي لَتَحْتَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَضَّضَ عَلَى جَيْشِ الْعُسْرَةِ، فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا عَوْنًا فِي هٰذَا الْجَيْشِ، ثُمَّ حَضَّضَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا عَوْنًا فِي هٰذَا الْجَيْشِ، ثُمَّ حَضَّضَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عَلَيَّ ثَلَاثُمِائَةِ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا عَوْنًا فِي هٰذَا الْجَيْشِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَبَّابٍ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يَدِ رَسُولِ

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ۷/ ۲۲ ـ مسند أحمد: ۳/ ۱۱۲ ❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ۵/ ۳۳۱

❸ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٦١٦

❹ [إسناده موضوع] المطالب العالية: ٤/ ٥٦١ ـ المستدرك للحاكم: ۳/ ۹۷

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَہُوَ یَقُولُ: ((مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ ہٰذَا الْیَوْمِ)). ❶

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے نیچے تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں کو) جیشِ عُسرہ (غزوۂ تبوک کے لیے لشکر کی تیاری) پر اُبھارا، لیکن کسی نے جواب نہ دیا، تو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس لشکر کی مدد کے لیے ایک سو اونٹ بمعہ کجاووں اور ساز و سامان کے فراہم کرنا میرے ذِمے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترغیب دِلائی، لیکن (اس بار بھی) کسی نے جواب نہ دیا، تو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (دوبارہ) کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس لشکر کی مدد کے لیے دو سو اونٹ بمعہ کجاووں اور ساز و سامان کے مہیا کرنا میرے ذِمے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار پھر (لوگوں کو تعاون کے لیے) اُبھارا، لیکن کسی نے جواب نہ دیا، تو (اس بار پھر) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس لشکر کی مدد کے لیے تین سو اونٹ بمعہ کجاووں اور ساز و سامان کے دینا میرے ذِمے ہے۔ عبدالرحمان بن خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو دیکھ رہا ہوں (جس سے آپ دعا کرتے ہوئے) فرما رہے تھے: عثمان اگر آج کے بعد کوئی عمل نہ کرے تو بھی اسے کوئی نقصان نہیں۔

823۔ ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل حدیث منقول ہے۔ ❷

824۔ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

ذَکَرَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِتْنَۃً فَقَرَّبَہَا، فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ، فَقَالَ: ((ہٰذَا وَأَصْحَابُہُ یَوْمَئِذٍ عَلَی الْحَقِّ))، فَقَامَ إِلَیْہِ رَجُلٌ فَأَخَذَ بِمَنْکِبِہِ، وَاسْتَقْبَلَ بِوَجْہِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ، ہٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، فَإِذَا ہُوَ عُثْمَانُ. ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے کا ذکر کیا اور یہ بھی بتلایا کہ وہ قریب ہی ہے۔ پھر ایک آدمی وہاں سے گزرا جس نے اپنا منہ چھپایا ہوا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اور اس کے ساتھی اُس روز حق پر ہوں گے۔ کعب رضی اللہ عنہ اُٹھ کر اس آدمی کی طرف گئے اور اس کے شانوں کو پکڑ لیا، اور اس کا رُخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کرتے ہوئے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ہاں) یہی۔ وہ آدمی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

825۔ سیدنا عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَہُوَ تَحْتَ دُومَۃٍ، وَہُوَ یَکْتُبُ النَّاسَ، فَرَفَعَ رَأْسَہُ فَقَالَ: ((یَا ابْنَ حَوَالَۃَ، أَکْتُبُکَ؟))، قُلْتُ: مَا خَارَ اللّٰہُ لِی وَرَسُولُہُ، ثُمَّ جَعَلَ یُمْلِی عَلَی الْکَاتِبِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَہُ فَقَالَ: ((یَا ابْنَ حَوَالَۃَ أَکْتُبُکَ؟))، فَقُلْتُ: مَا خَارَ اللّٰہُ لِی وَرَسُولُہُ، ثُمَّ جَعَلَ یُمْلِی عَلَی الْکَاتِبِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَہُ فَقَالَ: ((یَا ابْنَ حَوَالَۃَ، أَکْتُبُکَ؟)) فَقُلْتُ: مَا خَارَ اللّٰہُ لِی وَرَسُولُہُ، ثُمَّ جَعَلَ یُمْلِی عَلَی الْکَاتِبِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَہُ فَقَالَ: ((أَکْتُبُکَ؟)) فَقُلْتُ: مَا خَارَ اللّٰہُ لِی وَرَسُولُہُ، فَجَعَلَ یُمْلِی عَلَی الْکَاتِبِ، فَنَظَرْتُ فِی الْکِتَابِ فَإِذَا فِیہِ أَبُو بَکْرٍ وَعُمَرُ،

---

❶ [إسناده ضعیف] مسند أحمد: ٤/ ٧٥ ❷ [إسناده ضعیف] السنة لابن أبی عاصم: ١٢٤

❸ [إسناده ضعیف] مسند أبی داود الطیالسی: ٦/ ٥٧٧ ـ شعب الإیمان للبیهقی: ٢/ ٥٦٠

فَعَلِمْتُ أَنَّهُمَا لَمْ يُكْتَبَا إِلَّا فِي خَيْرٍ، قَالَ: ((يَا ابْنَ حَوَالَةَ، أَكْتُبُكَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَكَتَبَنِي، ثُمَّ قَالَ: ((يَا ابْنَ حَوَالَةَ، كَيْفَ أَنْتَ وَفِتْنَةٌ تَكُونُ بِأَقْطَارِ الْأَرْضِ كَأَنَّهَا صَيَاصِي الْبَقَرِ، وَالَّتِي تَلِيهَا كَنَفْخَةِ أَرْنَبٍ؟)) قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّهُ يَوْمَئِذٍ وَمَنْ مَعَهُ عَلَى الْحَقِّ))، قَالَ: فَذَهَبْتُ فَلَفَفْتُهُ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَقُلْتُ: هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ))، قَالَ: وَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ: ((يَدْخُلُ عَلَيَّ رَجُلٌ مُعْتَجِرٌ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ يُبَايِعُ النَّاسَ، مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))، قَالَ: فَهَجَمْنَا عَلٰى عُثْمَانَ وَهُوَ مُعْتَجِرٌ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ يُبَايِعُ النَّاسَ. [1]

میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت ایک درخت کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگوں کو کچھ لکھوا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن حوالہ! کیا ہم تمہیں بھی لکھ دیں؟ میں نے عرض کیا: جو اللہ اور اس کے رسول میرے لیے اختیار فرمائیں (مجھے قبول ہے)۔ آپ ﷺ پھر کاتب کو لکھوانے لگے۔ پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: اے ابن حوالہ! کیا ہم تمہیں بھی لکھ دیں؟ تو میں نے عرض کیا: جو اللہ اور اس کے رسول میرے لیے اختیار فرمائیں۔ آپ پھر سے کاتب کو لکھوانے لگ گئے۔ پھر سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: اے ابن حوالہ! کیا ہم تمہیں بھی لکھ دیں؟ میں نے عرض کیا: جو اللہ اور اس کے رسول میرے لیے اختیار فرمائیں۔ آپ ایک مرتبہ پھر کاتب کو لکھوانے لگ گئے، پھر سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: کیا ہم تمہیں بھی لکھ دیں؟ میں نے پھر وہی جواب عرض کیا کہ جو اللہ اور اس کے رسول میرے لیے اختیار فرمائیں (مجھے قبول ہے)۔ آپ پھر سے لکھوانے لگ گئے۔ میں نے تحریر پر نظر ڈالی تو اس میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے نام تھے۔ میں سمجھ گیا کہ ان دونوں کے نام کسی اچھے کام کے سلسلے میں ہی لکھے جا سکتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن حوالہ! کیا ہم تمہیں بھی لکھ دیں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ سو آپ ﷺ نے مجھے بھی لکھ دیا۔ پھر فرمایا: اے ابن حوالہ! اے ابن حوالہ! جب زمین کے اطراف واکناف میں فتنے اس طرح اُبل پڑیں گے جیسے گائے کے سینگ ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی دوسرا فتنہ اس طرح آئے گا جیسے، تب تم کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص اور اس کے ساتھی اس روز حق پر قائم ہوں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے جا کر دیکھا تو وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اور ایک روز آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ایک جنتی شخص آیا جس نے دھاری دار یمنی چادر اوڑھی ہوئی تھی اور وہ لوگوں سے بیعت لے رہا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ (کو خلیفہ منتخب کرنے کے لیے) اکٹھے ہوئے تو وہ دھاری دار یمنی چادر اوڑھ کر لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔

826۔ عبداللہ بن موہب بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتَ، فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ؟ قَالُوا: قُرَيْشٌ، قَالَ: مَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ؟ قَالُوا: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: فَقَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ، إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي، أَنْشُدُكَ اللّٰهَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْبَيْتِ، أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟

[1] [إسناده صحيح] مضى برقم: ٧١٩

قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، فَكَبَّرَ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ كُلَّ مَا سَأَلْتَنِي عَنْهُ: أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ. وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَتْ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَكَ أَجْرُ رَجُلٍ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمُهُ)). وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ بَعَثَهُ مَكَانَهُ، بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ إِلٰى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى: ((هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ))، فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((هٰذِهِ لِعُثْمَانَ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ لِلرَّجُلِ: اذْهَبْ بِهٰذَا الْآنَ مَعَكَ. [1]

ایک مصری آدمی آیا، اس نے بیت اللہ کا حج کیا، پھر کچھ لوگوں کو بیٹھے دیکھا تو پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ یہ قریش ہیں۔ اس نے کہا: ان میں سے بزرگ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ اس نے کہا: اے ابن عمر! میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں؛ آپ مجھے اس کا جواب دیجیے۔ اس نے کہا: میں آپ کو اس گھر کی حرمت کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد کے روز میدان چھوڑ گئے تھے۔ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ اس نے کہا: آپ کو یہ بھی علم ہے کہ وہ غزوۂ بدر سے بھی غائب تھے، اس میں بھی شریک نہیں ہوئے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ اس نے کہا: آپ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ وہ بیعتِ رضوان میں بھی موجود نہیں تھے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس آدمی نے ''اللہ اکبر'' کہا۔ اس کے بعد سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا: آؤ اب میں تمہارے تمام سوالات تمہیں وضاحت بھی کروں: ان کا غزوۂ اُحد میں میدان سے جانے کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا ہے اور بخش دیا ہے۔ ان کے غزوۂ بدر میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ان کے عقد نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور وہ اس وقت بیمار تھیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا: تمہیں اسی شخص کے برابر اجر ملے گا جو غزوۂ بدر میں شریک ہوا اور (مالِ غنیمت سے) تمہارا حصہ بھی تمہیں ملے گا۔ اور جہاں تک بیعتِ رضوان میں شریک نہ ہونے کی بات ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ اگر مکہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی معزز ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جگہ اسے بھیجتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا اور (بیعت لیتے ہوئے) اپنا دایاں ہاتھ رکھ کر فرمایا: یہ عثمان کا ہاتھ ہے، پھر اس پر دوسرا ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا: یہ عثمان کی بیعت ہوگئی۔ پھر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس آدمی سے فرمایا: اب اپنے ساتھ یہ وضاحت لے کر جاؤ۔

827۔ حصین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ جَاوَانَ: لِمَ كَانَ اعْتَزَلَ الْأَحْنَفُ؟ قَالَ: قَالَ الْأَحْنَفُ: انْطَلَقْنَا حُجَّاجًا فَمَرَرْنَا بِالْمَدِينَةِ، فَبَيْنَمَا نَحْنُ فِي مَنْزِلِنَا إِذْ أَتَانَا آتٍ فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ فَزِعُوا فِي الْمَسْجِدِ، قَالَ:

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٧/ ٣٦٣۔سنن الترمذي: ٥/ ٦٢٩

فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَصَاحِبِي، فَإِذَا النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَى نَفَرٍ فِي وَسَطِ الْمَسْجِدِ، قَالَ: فَتَخَلَّلْتُهُمْ حَتَّى قُمْتُ عَلَيْهِمْ، وَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قُعُودٌ، فَلَمْ يَكُنْ ذَالِكَ بِأَسْرَعَ مِنْ أَنَّ جَاءَ عُثْمَانُ يَمْشِي فِي الْمَسْجِدِ عَلَيْهِ مُلَيَّةٌ صَفْرَاءُ قَدْ رَفَعَهَا، فَقُلْتُ لِصَاحِبِي: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَنْظُرَ مَا جَاءَ بِهِ، فَلَمَّا دَنَا قَالُوا: هٰذَا ابْنُ عَفَّانَ، قَالَ: أَهَاهُنَا عَلِيٌّ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَهَاهُنَا الزُّبَيْرُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَهَاهُنَا طَلْحَةُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَهَاهُنَا سَعْدٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ يَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ)) ؟ فَابْتَعْتُهُ - قَالَ حُصَيْنٌ: أَحْسَبُهُ قَالَ: بِعِشْرِينَ أَلْفًا، أَوْ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ أَلْفًا - فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي قَدِ ابْتَعْتُهُ، قَالَ: ((فَاجْعَلْهُ فِي مَسْجِدِنَا وَأَجْرُهُ لَكَ)) ؟ قَالُوا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ يَبْتَاعُ بِئْرَ رُومَةَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ))، فَابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: إِنِّي قَدِ ابْتَعْتُ بِئْرَ رُومَةَ قَالَ: ((اجْعَلْهَا سِقَايَةً لِلْمُسْلِمِينَ وَأَجْرُهَا لَكَ))؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ يَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَالَ: ((مَنْ يُجَهِّزْ هٰؤُلَاءِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ))، فَجَهَّزْتُهُمْ حَتَّى مَا يَفْقِدُونَ خِطَامًا وَلَا عِقَالًا؟ قَالُوا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: اللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اللّٰهُمَّ اشْهَدْ، ثُمَّ انْصَرَفَ. [1]

میں نے عمرو بن جاوان سے پوچھا: احنف کیوں الگ تھلگ ہو گئے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: احنف کا بیان ہے کہ ہم حج کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے اور ہم مدینہ کے پاس سے گزرے، تو اس دوران کہ ہم اپنی منزل میں تھے تو ہمارے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا: لوگ مسجد میں بہت گھبرائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ چنانچہ میں اور میرا ساتھی (مسجد میں) گئے تو دیکھا کہ لوگ مسجد کے درمیان میں ایک جماعت کے پاس جمع ہیں۔ میں لوگوں میں سے راستہ بناتا ہوا ان کے پاس جا کھڑا ہوا۔ دیکھا تو علی بن ابی طالب، طلحہ، زبیر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تو عثمان رضی اللہ عنہ آ گئے، انہوں نے زرد چادر زیب تن کر رکھی تھی، جسے انہوں نے اٹھایا ہوا تھا۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا: تم یہیں رہنا، میں دیکھ کر آتا ہوں کہ یہ کیا لے کر آئے ہیں۔ جب میں قریب گیا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے پوچھا: کیا یہاں علی (رضی اللہ عنہ) ہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر آپ نے پوچھا: کیا یہاں زبیر (رضی اللہ عنہ) ہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر آپ نے پوچھا: کیا یہاں طلحہ (رضی اللہ عنہ) ہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر آپ نے پوچھا: کیا یہاں سعد (رضی اللہ عنہ) ہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: کون ہے جو بنوفلاں کا اونٹوں کا باڑہ خرید دے؟ تو میں نے اسے بیس

[1] [إسناده حسن لغيره] مسند أحمد: ١/ ٧٠ ـ سنن النسائی: ٦/ ٢٣٣ ـ السنة لابن أبی عاصم: ١٢٨

ہزار، یا (فرمایا کہ) پچیس ہزار کے عوض خریدا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسے خرید لیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے ہماری مسجد میں شامل کر دو اور تمہیں اس کا اجر و ثواب ملے گا۔ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں (ہم جانتے ہیں)۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: کون ہے جو رومہ کا کنواں خرید دے، (اس کے بدلے میں) اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔ تو میں نے وہ کنواں اتنے اتنے (درہم یا دینار) میں خرید لیا تھا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے رومہ کا کنواں خرید لیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے مسلمانوں کے پانی پینے کے لیے وقف کر دو اور تمہیں اس کا اجر ملے گا۔ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں (ہم جانتے ہیں)۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے جیشِ عسرہ (غزوۂ تبوک کی تیاری کے روز تنگیٔ حالات کی صورت میں) لوگوں کے چہروں پر نگاہ ڈالی اور فرمایا: کون ہے جو انہیں سامان فراہم کر دے، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔ تو میں نے لوگوں کو سامان فراہم کر دیا، یہاں تک کہ نہ تو انہیں کوئی لگام کم ہوئی اور نہ رسّی (یعنی ہر چیز دستیاب کر دی تھی)۔ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں (ہم جانتے ہیں)۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا۔ پھر آپ واپس چلے گئے۔

828۔ سیدنا مُرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیش آنے والے فتنے کا ذِکر فرما رہے تھے کہ وہاں سے ایک ہتھیار بند صاحب گزرے، تو آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا:

((هٰذَا وَأَصْحَابُهُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى)). ❶

یہ اور اس کے ساتھی اس روز ہدایت پر ہوں گے۔

وہ صاحب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

829۔ سیدنا مُرۃ البہزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَهِيجُ عَلَى الْأَرْضِ فِتْنَةٌ كَصَيَاصِي الْبَقَرِ))، فَمَرَّ رَجُلٌ مُتَقَنِّعٌ فَقَالَ: ((هٰذَا وَأَصْحَابُهُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْحَقِّ))، فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَأَخَذْتُ بِمَجَامِعِ ثَوْبِهِ فَقُلْتُ: هُوَ ذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((هُوَ ذَا))، فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. ❷

زمین پر فتنے اس طرح زور پکڑیں گے جس طرح گائے کے سینگ ہوتے ہیں۔ اتنے میں ایک آدمی گزرا جس نے چادر سے منہ ڈھانپا ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُس روز یہ اور اس کے ساتھی حق پر ہوں گے۔ میں اُٹھ کر اس آدمی کی جانب گیا اور اس کے کپڑے کا کنارہ پکڑ کر کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہی وہ شخص ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہی وہ شخص ہے۔ وہ آدمی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

830۔ ابوامامہ بن سہل بیان کرتے ہیں کہ:

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٢٣٥۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٢٨ ❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٧٢٠

كُنَّا مَعَ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ فِي الدَّارِ، وَكَانَ فِي الدَّارِ مَدْخَلٌ كَانَ مَنْ دَخَلَهُ سَمِعَ كَلَامَ مَنْ عَلَى الْبَلَاطِ، فَدَخَلَهُ فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَهُوَ مُتَغَيِّرٌ لَوْنُهُ قَالَ: إِنَّهُمْ لَيَتَوَعَّدُونِي بِالْقَتْلِ آنِفًا، فَقُلْنَا يَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: وَبِمَ يَقْتُلُونِي؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، أَوْ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ))، فَوَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ قَطُّ، وَلَا أَحْبَبْتُ أَنَّ لِي بِدِينِي بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِي اللّٰهُ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا، فَبِمَ يَقْتُلُونِي؟ . ❶

ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ گھر میں تھا جبکہ وہ محصور تھے۔ گھر میں ایک کمرہ تھا، جو بھی اس میں داخل ہوتا وہ چوکی پر بیٹھنے والوں کی گفتگو سن لیتا تھا۔ چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس میں داخل ہوئے، پھر نکل کر ہمارے پاس آئے تو ان کا رنگ بدلا ہوا تھا، انہوں نے فرمایا: ان لوگوں نے مجھے ابھی ابھی قتل کی دھمکی دی ہے۔ ہم نے عرض کیا: اے امیر المومنین! اللہ ان سے آپ کی کفایت وحفاظت فرمائے گا۔ آپ نے فرمایا: بھلا کس جرم میں یہ لوگ مجھے قتل کریں گے؟ جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کسی مسلمان کا خون ان تین صورتوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے کے سوا حلال نہیں ہے: وہ آدمی جو اپنے ایمان کے بعد کافر ہو جائے، یا شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے، یا کسی کو ناحق قتل کر دے۔ لیکن اللہ کی قسم! میں نے نہ تو کبھی دورِ جاہلیت میں زنا کیا اور نہ ہی اسلام میں، جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت سے نوازا ہے تب سے میں نے کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ میں کوئی اور دین اختیار کروں اور نہ ہی میں نے کسی جان کو قتل کیا ہے، تو پھر یہ مجھے کس جرم میں قتل کریں گے؟

831 ۔ عبداللہ بن حُر اُموی بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عقدِ نکاح میں رہنے والی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی فوت ہوئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا أَبُو أَيِّمٍ، أَلَا وَلِيُّ أَيِّمٍ يُنْكِحُ عُثْمَانَ، إِنِّي أَنْكَحْتُهُ ابْنَتَيَّ، وَلَوْ كَانَتْ عِنْدِي ثَالِثَةٌ لَأَنْكَحْتُهُ، وَمَا أَنْكَحْتُهُ إِحْدَى ابْنَتَيَّ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ السَّمَاءِ)) . ❷

کیا کسی غیر شادی شدہ عورت کا باپ، ولی یا بھائی (اپنی اس عزیزہ کی) عثمان کے ساتھ شادی نہیں کرے گا؟ اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو میں اس کی شادی بھی عثمان سے کر دیتا اور میں نے آسمان سے وحی کی تعمیل میں ہی (اپنی صاحبزادی کی) اس سے شادی کی۔

832 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو لِفَرْدٍ إِلَّا لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَإِنِّي رَأَيْتُهُ يَعْنِي يَدْعُو حَتّٰى رَأَيْتُ ضَبْعَيْهِ . ❸

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اکیلے شخص کے لیے دعا کرتے نہیں دیکھا، سو یقیناً

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٦٥ ـ تاريخ المدينة لابن شبّة: ٢/ ٣٥٨ ـ المنتقى لابن الجارود: ص ٢٨٤

❷ [ضعيف لانقطاعه ورجاله رجال الحسن] السنة لابن أبي عاصم: ١٢٥ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٨٣

❸ [إسناده ضعيف جدًا] تفرّد به المؤلف

میں نے آپ ﷺ کو دعا کرتے دیکھا، یہاں تک کہ مجھے آپ ﷺ کی بغلیں نظر آ گئیں۔

توضیح :...... یعنی آپ ﷺ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے ہاتھوں کو اس قدر بلند کر کے دعا فرما رہے تھے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کی بغلیں دکھائی دینے لگیں۔

833۔ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا مَعَ أَصْحَابِهِ، إِذْ ذَكَرَ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا، فَجَاءَ رَجُلٌ مُتَقَنِّعٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هٰذَا يَوْمَئِذٍ وَمَنْ تَبِعَهُ عَلَى الْهُدٰى))، قَالَ: فَلَحِقْتُهُ فَأَخَذْتُ بِضَبْعَيْهِ فَمَيَّلْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((هٰذَا))، فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ. [1]

اس دوران کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فتنے کا تذکرہ کیا اور بتلایا کہ وہ جلد ہی آئے گا۔ پھر منہ ڈھانپے ایک آدمی آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس روز یہ اور اس کے متبعین ہدایت پر ہوں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں اس کے پیچھے ہولیا اور اس کے شانوں سے پکڑ کر اسے نبی ﷺ کی جانب گھما دیا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ شخص؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (ہاں) یہی شخص۔ میں نے دیکھا تو وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

834۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلَى رُقَيَّةَ ابْنَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ امْرَأَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَفِي يَدِهَا مُشْطٌ، فَقَالَتْ: خَرَجَ مِنْ عِنْدِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آنِفًا رَجَّلْتُ رَأْسَهُ، فَقَالَ: ((كَيْفَ تَجِدِينَ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ؟)) قُلْتُ: كَخَيْرِ الرِّجَالِ، قَالَ: ((أَكْرِمِيهِ؛ فَإِنَّهُ مِنْ أَشْبَهِ أَصْحَابِي بِي خُلُقًا)). [2]

میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ سیدہ رُقیہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، ان کے ہاتھ میں کنگھی تھی، انہوں نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ ابھی میرے پاس سے گئے ہیں؛ میں نے آپ کے سر میں کنگھی کی تھی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ابوعبداللہ (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) کو تم نے کیسا پایا؟ میں نے عرض کیا: اچھے لوگوں جیسا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی عزت کرنا؛ کیونکہ وہ اخلاق کے اعتبار سے میرے صحابہ میں سب سے زیادہ میرے مشابہ ہے۔

835۔ ابوبکر العدوی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ: هَلْ عَهِدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ؟ فَقَالَتْ: مَعَاذَ اللّٰهِ، غَيْرَ أَنِّي سَأُحَدِّثُكَ، ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَى حَفْصَةَ فَقَالَتْ: يَا حَفْصَةُ، نَشَدْتُكِ اللّٰهَ أَنْ تُكَذِّبِينِي بِحَقٍّ أَوْ تُصَدِّقِينِي بِبَاطِلٍ، قَالَتْ: أَفْعَلُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: هَلْ تَعْلَمِينَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُغْمِيَ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: أُفْرِغُ؟ قُلْتِ: لَا أَدْرِي، فَأَفَاقَ فَقَالَ:

[1] [لم أجد زكريا بن يحيى والباقون ثقات] مضى برقم: ٧٢١

[2] [رجال إسناده ثقات إلا أنه معلول] الرياض النضرة: ٣/ ١٤

((افْتَحُوا عَنْهُ))، فَقُلْتُ: أَبِي؟ فَسَكَتَ، فَقُلْتِ أَنْتِ: أَبِي؟ فَسَكَتَ، فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثَلَاثًا، أَقُولُ لَهُ مِثْلَ ذَالِكَ، فَقُلْتِ: أَتَعْلَمِينَ أَنَّ عَلَى الْبَابِ لَرَجُلًا مَا هُوَ بِأَبِي وَلَا بِأَبِيكِ، فَانْظُرِي مَنْ هُوَ؟ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَدَخَلَ فَقَالَ: ((ادْنُهْ)) ثَلَاثًا، حَتَّى اتَّكَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَجَعَلَهَا مِنْ وَرَاءِ عُنُقِهِ ثُمَّ سَارَّهُ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((فَهِمْتَ؟)) قَالَ: سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَوَعَى قَلْبِي، حَتَّى فَعَلَ ذَالِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ حَفْصَةُ: نَعَمْ. ❶

میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے قبل اپنے صحابہ میں سے کسی کو خاص وصیت فرمائی تھی؟ انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ! البتہ میں تمہیں عنقریب کچھ بتلاؤں گی۔ پھر وہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی جانب متوجہ ہوئیں اور کہا: اے حفصہ! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہوں کہ یا آپ سچ بول کر مجھے جھوٹا کر دینا یا غلط بات کہہ کر مجھے سچا کر دینا۔ تو انہوں نے کہا: میں بتلاتی ہوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا آپ جانتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری ہوئی تھی تو میں نے کہا تھا: میں پانی ڈالوں؟ تو آپ نے کہا تھا: میں نہیں معلوم۔ پھر آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو فرمایا: دروازہ کھولو؛ اسے اندر آنے دو۔ میں نے عرض کیا: میرے والد کو؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ پھر آپ نے کہا تھا: میرے والد کو؟ تو آپ ﷺ پھر بھی خاموش رہے۔ پھر آپ پر تیسری مرتبہ غشی طاری ہوگئی۔ میں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل بات کہی تو آپ نے (یعنی حفصہ رضی اللہ عنہا نے) کہا تھا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ دروازے پر جو شخص موجود ہیں وہ نہ میرے والد ہیں اور نہ آپ کے والد ہیں، جائیں دیکھیں وہ کون ہیں؟ میں نے دیکھا تو وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ اندر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: قریب ہو جاؤ۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے ان کا آسرا لیا اور ہاتھ کو ان کی گردن کے پیچھے سے لا کر ان سے کوئی سرگوشی کی، جب آپ فارغ ہوئے تو استفسار فرمایا: سمجھ گئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: میرے کانوں نے سُن لیا اور دِل نے یاد کر لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایسا تین مرتبہ کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ رحلت فرما گئے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جی ہاں (آپ نے درست کہا ہے)۔

836 ۔ ابوحبیبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَنِي الزُّبَيْرُ إِلَى عُثْمَانَ، وَهُوَ مَحْصُورٌ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ، وَهُوَ عَلَى فُرُشٍ ذِي ظَهْرٍ، وَعِنْدَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ مَرَاكِنُ مَاءٍ مَمْلُوءَةٌ، وَرِيَاطٌ مُطَرَّحَةٌ، فَقُلْتُ: بَعَثَنِي إِلَيْكَ الزُّبَيْرُ وَهُوَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ: إِنِّي عَلَى طَاعَتِكَ لَمْ أُبَدِّلْ وَلَمْ أَنْكُثْ، فَإِنْ شِئْتَ دَخَلْتُ الدَّارَ مَعَكَ، فَكُنْتُ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ، وَإِنْ شِئْتَ أَقَمْتُ، وَإِنَّ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَعَدُونِي أَنْ يُصْبِحُوا عَلَى بَابِي، ثُمَّ يَمْضُوا لِمَا آمُرُهُمْ بِهِ، فَلَمَّا سَمِعَ الرِّسَالَةَ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ٢٦٣۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٩٠

لِـلّٰـهِ الَّذِي عَصَمَ أَخِي ، أَقْرِئْهُ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ الدَّارَ لَا يَكُونُ إِلَّا رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ ، فَمَكَانُكَ أَحَبُّ إِلَيَّ ، وَعَسٰى أَنْ يَدْفَعَ اللّٰهُ بِكَ عَنِّي ، فَلَمَّا سَمِعَ الرِّسَالَةَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَامَ فَقَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا سَمِعَتْ أُذُنَايَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالُوا: بَلٰى يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ، قَالَ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((تَكُونُ بَعْدِي فِتَنٌ وَأُمُورٌ وَأَحْدَاثٌ)) ، قُلْنَا: فَأَيْنَ الْمَنْجَا مِنْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِلَى الْأَمِينِ وَحِزْبِهِ)) وَأَشَارَ إِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ، فَقَامَ النَّاسُ فَقَالُوا: قَدْ أَمْكَنَتْنَا الْبَصَائِرُ ، فَائْذَنْ لَنَا فِي الْجِهَادِ ، فَقَالَ عُثْمَانُ: عَزَمْتُ عَلٰى مَنْ كَانَتْ لِي عَلَيْهِ طَاعَةٌ أَلَّا يُقَاتِلَ ، قَالَ: فَبَادَرَ الَّذِينَ قَتَلُوا عُثْمَانَ مِيعَادَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ ، فَقَتَلُوهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ . [1]

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھے عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب بھیجا؛ جب وہ محصور تھے۔ چنانچہ میں گرمی کے دِن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ اس وقت ٹیک والے پلنگ پر تشریف فرما تھے۔ آپ کے پاس سیدنا حسن بن علی، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے اور آپ کے سامنے پانی سے بھرے ہوئے ٹب پڑے تھے اور ایک پاٹ کی چادریں رکھی ہوئی تھیں (یعنی جن میں جوڑ نہیں ہوتا)۔ میں نے عرض کیا: مجھے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کی جانب بھیجا ہے، وہ آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں آپ کا مطیع ہوں، نہ میں بدلوں گا اور نہ بیعت توڑوں گا، لہٰذا اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے ساتھ گھر میں آ جاتا ہوں اور قوم میں شامل ہو جاتا ہوں اور اگر آپ چاہیں تو میں یہیں قیام کرتا ہوں۔ نیز بنو عمرو بن عوف نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ صبح میرے دروازے پر آ جائیں گے، پھر میں انہیں جو بھی حکم کروں گا وہ اسی پر عمل کریں گے۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ پیغام سن لیا تو فرمایا: اللہ اکبر! تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میرے بھائی کو محفوظ رکھا! انہیں میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ وہ (یہاں ہمارے ساتھ) گھر میں آ جائیں اور وہ قوم کے ہی ایک فرد بن جائیں، کیونکہ آپ کا رُتبہ وحیثیت مجھے زیادہ محبوب ہے اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے مجھ سے یہ آزمائش ٹال دے۔ جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ پیغام سنا تو وہ کھڑے ہو گئے اور کہا: کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتلاؤں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ لوگوں نے کہا: اے ابو ہریرہ! کیوں نہیں۔ تو انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میرے بعد فتنے، (عجیب وغریب) معاملات اور نئے نئے امور رونما ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان سے نجات پانے کی جگہ کہاں ہوگی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امین اور اس کی جماعت کے پاس۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کیا تھا۔ پھر لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: ہمیں بصیرت حاصل ہو گئی ہے، سو آپ مجھے جہاد کی اجازت دیجیے۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس بھی شخص پر میری اطاعت لازم ہے؛ میں اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ قتال نہیں کرے گا۔ پھر آپ کے قاتلوں نے بنو عمرو بن عوف کے وعدے کا وقت آنے سے پہلے ہی آپ کو شہید کر دیا۔

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٣٤٥

837 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَوْحٰى إِلَيَّ أَنْ أُزَوِّجَ كَرِيمَتَيَّ عُثْمَانَ)) . ❶
یقیناً اللہ عزوجل نے میری طرف یہ وحی فرمائی کہ میں اپنی دو پیاری بیٹیوں کی عثمان (رضی اللہ عنہ) سے شادی کر دوں۔

838 ۔ سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((أَرْحَمُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ))، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِي آخِرِهِ: ((وَإِنَّ أَشَدَّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا حَيَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ)) . ❷
اس اُمت کے نبی کے بعد سب سے زیادہ شفیق و مہربان شخص ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔۔۔ آگے راوی نے مکمل حدیث بیان کی اور اس کے آخر میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس اُمت کے نبی کے بعد سب سے زیادہ باحیا شخص عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) ہے۔

839 ۔ سیدنا عبدالرحمان بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:
جَاءَ عُثْمَانُ، يَعْنِي ابْنَ عَفَّانَ، بِدَنَانِيرَ فَصَبَّهَا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُقَلِّبُهَا بِيَدِهِ وَيَقُولُ: ((مَا عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذَا)) . ❸
سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دینار لے کر آئے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی گود میں ڈال دیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ انہیں اپنے دستِ مبارک سے اُلٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے: عثمان اس کے بعد کوئی عمل نہ بھی کرے تو اسے کچھ نہیں ہوگا۔

840 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:
دَخَلْتُ عَلٰى رُقَيَّةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَفِي يَدِهَا مُشْطٌ، فَقَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِي آنِفًا فَرَجَّلْتُ رَأْسَهُ، فَقَالَ: ((كَيْفَ تَجِدِينَ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي عُثْمَانَ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: كَخَيْرِ الرِّجَالِ، قَالَ: ((أَكْرِمِيهِ؛ فَإِنَّهُ مِنْ أَشْبَهِ أَصْحَابِي بِي خُلُقًا)) . ❹
میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ رُقیہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، ان کے ہاتھ میں کنگھی تھی، انہوں نے بتلایا کہ ابھی میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ گئے ہیں، میں نے آپ کے سر میں کنگھی کی تھی، اور آپ ﷺ نے پوچھا: تم نے ابوعبداللہ، یعنی عثمان کو کیسا پایا؟ میں نے عرض کیا: اچھے لوگوں جیسا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی عزت کرنا؛ کیونکہ وہ اخلاق کے اعتبار سے میرے صحابہ میں سب سے زیادہ میرے مشابہ ہے۔

841 ۔ طلحہ بن عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ فِي الْجَنَّةِ، وَرَفِيقِي عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فِي الْجَنَّةِ)) . ❺
جنت میں ہر نبی کا ایک ساتھی ہوگا اور جنت میں میرا ساتھی عثمان بن عفان ہوگا۔

---

❶ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ۹/ ۸۳۔ كنز العمال: ۱/ ۳۲۷

❷ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ۷۱٦

❸ [إسناده حسن] مضى برقم: ۷۸۷

❹ [رجال إسناده ثقات لكن فيه علة] مضى برقم: ۸۳٤

❺ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٦١٦، ۸۲۰

842 - سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نُفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَوْهُ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرِنَا رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((النَّبِيُّ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِي آخِرِهِ ((وَعُثْمَانُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). ❶

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں جنتی شخص دکھلایئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبی جنتی ہے۔۔۔ آگے راوی نے مکمل حدیث بیان کی اور اس کے آخر میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان جنتی ہے۔

843 - سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ فِي الْجَنَّةِ، وَرَفِيقِي فِيهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ)). ❷

جنت میں ہر نبی کا ایک ساتھی ہوگا اور میرا ساتھی وہاں عثمان بن عفان ہوگا۔

844 - سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازے پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا عُثْمَانُ، هٰذَا جِبْرِيلُ يُخْبِرُنِي أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ زَوَّجَكَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِمِثْلِ صَدَاقِ رُقَيَّةَ، وَعَلٰى مِثْلِ صُحْبَتِهَا)). ❸

اے عثمان! یہ جبرائیل علیہ السلام مجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شادی اُم کلثوم (رضی اللہ عنہا) رُقیہ (رضی اللہ عنہا) کے مہر کے برابر مہر پر کر دی ہے، اس شرط پر کہ اس کے ساتھ بھی ویسا ہی اچھا سلوک کرنا جیسا اس کے ساتھ کرتے تھے۔

توضیح:...... رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ رُقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کی تھی، پھر جب وہ وفات پا گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عقد نکاح میں دے دیا، اور اس سے بڑھ کر شان اور فضیلت کیا ہو سکتی ہے کہ یہ رشتہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے منتخب فرمایا اور بذریعہ جبرائیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان "اس کے ساتھ بھی ویسا ہی اچھا سلوک کرنا جیسا اس کے ساتھ کرتے تھے" سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ خوبی بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کرتے تھے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوش تھے اور آپ کے اس حسن سلوک کے معترف تھے۔

845 - سیدنا عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَهْجُمُونَ عَلٰى رَجُلٍ يُبَايِعُ النَّاسَ مُعْتَجِرٌ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))، فَهَجَمْنَا عَلٰى عُثْمَانَ وَهُوَ مُعْتَجِرٌ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ يُبَايِعُ النَّاسَ. ❹

لوگ ایسے آدمی کے پاس جوق در جوق آئیں گے جو دھاری دار یمنی چادر اوڑھے لوگوں سے بیعت لے رہا ہوگا اور وہ جنتی شخص ہوگا۔ پھر ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جوق در جوق حاضر ہوئے اور آپ دھاری دار یمنی چادر

---

❶ [إسناده حسن] مضى برقم: ۸۱، ۸۲ ❷ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ۷۵۷

❸ [إسناده ضعيف جدًا] تاريخ الفسوى: ۳/ ۱۵۹ ❹ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ۳/ ۹۸

اوڑھے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔

846 ۔ سیدنا عبدالرحمان بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَهُوَ يَتَجَهَّزُ إِلَى غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَفِي كُمِّهِ أَلْفُ دِينَارٍ، فَصَبَّهَا فِي حِجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَلَّى، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَلِّبُهَا بِيَدِهِ فِي حِجْرِهِ وَيَقُولُ: ((مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذَا أَبَدًا)). ❶

غزوۂ تبوک میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ اس وقت غزوۂ تبوک کی تیاری میں مصروف تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی آستین میں ایک ہزار دینار تھے، جنہیں انہوں نے نبی ﷺ کی گود میں ڈال دیا، پھر واپس چلے گئے۔ عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ انہیں اپنے ہاتھ سے گود میں ہی اُلٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے: اس کے بعد عثمان کوئی عمل نہ بھی کرے تو اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

847 ۔ ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل حدیث منقول ہے۔ ❷

848 ۔ امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَمَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ عَلَى تِسْعِمِائَةٍ وَأَرْبَعِينَ بَعِيرًا، ثُمَّ جَاءَ بِسِتِّينَ فَرَسًا فَأَتَمَّ بِهَا الْأَلْفَ. ❸

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک میں سواری کے لیے نوسو چالیس اونٹ دیے، پھر وہ ساٹھ گھوڑے لے آئے اور ایک ہزار کا عدد پورا کر دیا۔

849 ۔ ابوعبدالرحمان السلمی بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا حُصِرَ عُثْمَانُ وَأُحِيطَ بِدَارِهِ، أَشْرَفَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ انْتَفَضَ حِرَاءُ: ((اثْبُتْ حِرَاءُ، فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ))؟ قَالُوا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي غَزْوَةِ الْعُسْرَةِ: ((مَنْ يُنْفِقُ نَفَقَةً مُتَقَبَّلَةً؟)) وَالنَّاسُ يَوْمَئِذٍ مُعْسِرُونَ مُجْهَدُونَ، فَجَهَّزْتُ ثُلُثَ ذَالِكَ الْجَيْشِ مِنْ مَالِي؟ قَالُوا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رُومَةَ لَمْ يَكُنْ يُشْرَبُ مِنْهَا إِلَّا بِثَمَنٍ، فَابْتَعْتُهَا بِمَالِي فَجَعَلْتُهَا لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ وَابْنِ السَّبِيلِ؟ قَالُوا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ فِي أَشْيَاءَ حَدَّثَهَا. ❹

جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا اور ان کے گھر کو گھیر لیا گیا تو وہ لوگوں کے سامنے نمودار ہوئے اور فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ جس وقت حراء پہاڑ لرزنے لگا تو رسول اللہ ﷺ

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٢٠٦٣٠۔المعجم الأوسط للطبراني: ٦/ ٢٣٥

❷ [إسناده صحيح] السنة لابن أبي عاصم: ١٢٧٩۔الحلية لأبي نعيم: ١/ ٥٩

❸ [إسناده رجاله ثقات] الشريعة للآجري: ١٤١٥　❹ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٧٥١

نے فرمایا تھا: حراء! ٹھہر جا، تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں (ہم جانتے ہیں)۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگی والے غزوہ کے وقت فرمایا تھا کہ کون ہے جو قبول ہونے والا مال خرچ کرے؟ اور لوگ ان دنوں بہت تنگدست اور سخت حالات میں تھے، تو میں نے اپنے مال سے اس لشکر کا ایک تہائی سامان فراہم کیا تھا؟ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں (ہم جانتے ہیں)۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رومہ (کنویں) سے صرف قیمت ادا کر کے ہی پانی پیا جا سکتا تھا، تو میں نے اپنے مال سے اسے خرید کر مالدار، فقیر اور مسافر (یعنی ہر طرح کے شخص کے لیے) وقف کر دیا؟ تو لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! جی ہاں (ہم جانتے ہیں)۔ انہوں نے جتنی بھی باتیں بیان کیں، لوگوں نے ان سب کی تصدیق کی۔

850۔ قاسم ابوعبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَفْتَتِحُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِالْبَقَرَةِ إِلَى الْمَائِدَةِ، وَبِالْأَنْعَامِ إِلَى هُودٍ، وَيُوسُفَ إِلَى مَرْيَمَ، وَبِطٰهٰ إِلَى طسم فِرْعَوْنَ، وَبِالْعَنْكَبُوتِ إِلَى ص، وَتَنْزِيلَ إِلَى الرَّحْمٰنِ، ثُمَّ يَخْتَتِمُ، فَيَفْتَتِحُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَيَخْتِمُ لَيْلَةَ الْخَمِيسِ. ❶

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جمعے کی رات کو (قرآن پڑھنا) شروع کرتے تھے اور (ہفتے کے روز) سورۃ البقرۃ سے لے کر سورۃ المائدۃ تک، (اتوار کے روز) سورۃ انعام سے سورۃ ھود تک، (سوموار کے روز) سورۃ یوسف سے سورۃ مریم تک، (منگل کے روز) سورۃ طٰہٰ سے سورۃ القصص تک، (بدھ کے روز) سورۃ عنکبوت سے سورۃ ص تک اور (جمعرات کے روز) سورۃ زُمر سے سورۃ الرحمٰن تک، پھر قرآن مکمل کر کے جمعے کی رات کو پھر سے شروع کر دیتے تھے اور جمعرات کو مکمل کرتے تھے۔

851۔ ابوغصن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں کوفے کی مسجد میں داخل ہوا تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے، تو آپ نے تین مرتبہ بلند آواز سے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، نُبِّئْتُ أَنَّكُمْ تُكْثِرُونَ فِيَّ وَفِي عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَإِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَهُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ [الحجر:٤٧]، وَقَالَتْ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: إِنَّ عُثْمَانَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، مَرَّتَيْنِ. ❷

اے لوگو! مجھے پتا چلا ہے کہ تم میرے اور عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہما) کے بارے میں بہت باتیں کرتے ہو، حالانکہ یقیناً میری اور ان کی مثال اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ ''ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش وکینہ تھا ہم وہ سب نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔'' [الحجر:٤٧]

اُم عمرو بنت حسان کہتی ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے سنا کہ بلاشبہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جیشِ عسرۃ (یعنی غزوۂ تبوک) کو سامان فراہم کیا تھا۔ آپ نے یہ دو مرتبہ فرمایا۔

❶ [إسناده منقطع ورجاله ثقات] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٧٥ ❷ [إسناده الى حسان صحيح] مضى برقم: ٦٩٨، ٧٢٩

852 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا:

((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا قَتَلْتُمْ إِمَامَكُمْ، وَتَجَالَدْتُمْ بِأَسْيَافِكُمْ، وَوَرِثَ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ؟ فَبُؤْسٌ لِأُمَّتِي، فَبُؤْسٌ إِذَا فَعَلُوهُ)). ❶

تب تم لوگوں کا کیا حال ہوگا جب تم اپنے امام کو قتل کر دو گے اور تم اپنی تلواروں سے لڑنے لگو گے، اور تمہاری دنیا کے وارث تمہارے بدترین لوگ بن جائیں گے؟ میری اُمت کے برے حالات آ جائیں، جو لوگ اس جرم کا ارتکاب کریں گے ان کے برے حالات آ جائیں گے۔

853 ۔ حسان بن عطیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا عُثْمَانُ مَا قَدَّمْتَ وَمَا أَخَّرْتَ، وَمَا أَسْرَرْتَ وَمَا أَعْلَنْتَ، وَمَا أَخْفَيْتَ وَمَا أَبْدَيْتَ، وَمَا هُوَ كَائِنٌ وَمَا يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). ❷

اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اگلے پچھلے، پوشیدہ و علانیہ، مخفی و ظاہری اور قیامت تک ہونے والے تمام گناہ بخش دیے ہیں۔

854 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((مَنْ زَادَ بَيْتًا فِي الْمَسْجِدِ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ))، قَالَ: فَفَعَلَ ذَالِكَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ، غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا عُثْمَانُ)). ❸

جو مسجد میں گھر کا اضافہ کرے گا؛ اسے جنت ملے گی اور جو غزوۂ تبوک کے لشکر کو سامان فراہم کرے گا؛ اسے بھی جنت ملے گی۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ (دونوں ہی) کام کر دیے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان (اگر آج کے بعد) کوئی عمل نہ کرے تو پھر بھی اسے کوئی نقصان نہیں، اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا۔

توضیح: ...... ''جو مسجد میں گھر کا اضافہ کرے گا'' کا سیاق و سباق یہ ہے کہ جب اسلام پھیلنے لگا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد میں دِن بہ دِن اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا، تو نماز کے لیے مسجد نبوی کی جگہ کم پڑنے لگی، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ مسجد کے ساتھ والا گھر خرید کر اس کی مسجد میں شامل کر دی جائے اور اسے وسیع کر دیا جائے، لیکن بیت المال کے حالات اس قدر بہتر نہ تھے کہ وہ جگہ خرید لی جاتی، تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اکیلے ہی وہ جگہ خرید کر مسجد کے لیے وقف کر دی۔

855 ۔ سیدنا سعید بن عقبہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ:

اطَّلَعَ عُثْمَانُ مِنَ الْكُوَّةِ الَّتِي نَاجَى مِنْهَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِطَلْحَةَ: نَشَدْتُكَ بِاللّٰهِ، هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا] الرياض النضرة: ٣/ ٧٣ ❷ [إسناده ضعيف جدًا] تفرّد به المؤلف

❸ [إسناده ضعيف جدًا] الميزان: ٢/ ٤١٧

وَأَنَا مَعَهُ، وَأَنْتَ مَعَهُ جَالِسٌ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَرَفِيقِي عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ))؟ قَالَ، يَعْنِي طَلْحَةَ: أَمَا إِذْ نَشَدْتَنِي بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ كَانَ ذَالِكَ. ❶

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس روشن دان سے نمودار ہوئے جہاں سے جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کیا کرتے تھے، اور آپ نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ جب میں آپ کے ساتھ تھا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، تو کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا تھا کہ بلاشبہ ہر نبی کا قیامت کے دِن ایک رفیق ہوگا اور میرا رفیق عثمان بن عفان ہوگا؟ تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جب آپ نے اللہ کا واسطہ دیا ہے تو سنو! یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا تھا۔

856۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَنِي ابْنَتَيْهِ، إِحْدَاهُمَا بَعْدَ الْأُخْرٰى، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا أَبُو أَيِّمٍ، أَلَا أَخُو أَيِّمٍ، يُزَوِّجُهَا عُثْمَانَ، لَوْ كَانَ عِنْدَنَا شَيْءٌ زَوَّجْنَاهُ)). ❷

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ اپنی دو بیٹیوں کی شادی کی، پہلے ایک کی؛ پھر دوسری کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا کسی غیر شادی شدہ عورت کا بھائی عثمان سے اس کی شادی نہیں کرے گا؟ اگر میرے پاس کوئی اور بیٹی ہوتی تو میں اس کی شادی بھی اسی سے کر دیتا۔

857۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا نَتَحَدَّثُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، فَيَبْلُغُ ذَالِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يُنْكِرُهُ. ❸

ہم عہدِ رسالت میں یہ بات کیا کرتے تھے کہ اس اُمت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہترین شخصیت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا پتا چلتا لیکن آپ اسکا انکار نہ فرماتے۔

858۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازے پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے تو فرمایا:

((يَا عُثْمَانُ، هٰذَا جِبْرِيلُ يَقُولُ لِي عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: إِنِّي قَدْ زَوَّجْتُكَ أُمَّ كُلْثُومٍ عَلٰى مِثْلِ مَا زَوَّجْتُكَ رُقَيَّةَ، وَعَلٰى مِثْلِ صُحْبَتِهَا)). ❹

اے عثمان! یہ جبرائیل علیہ السلام مجھے اللہ کا پیغام دے رہے ہیں کہ میں اُمِ کلثوم (رضی اللہ عنہا) کا آپ سے اسی حق مہر پر نکاح کر دوں جس پر رُقیہ (رضی اللہ عنہا) کا کیا تھا، اس شرط پر کہ ان سے بھی اسی طرح حسن سلوک کرنا جس طرح رُقیہ سے کرتے تھے۔

859۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ يُصَلِّي عَلَيْهِ، فَأَبٰى أَنْ

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٧٨٢

❷ [إسناده ضعيف جدًا] تاريخ بغداد: ١٤/ ٣٠٤ـ السنة لابن أبي عاصم: ١٣١

❸ [إسناده صحيح لغيره] مضى برقم: ٥٦ ❹ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٨٤٤

يُصَلِّي عَلَيْهِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا تَرَكْتَ الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا عَلَى هٰذَا؟ فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذَا يُبْغِضُ عُثْمَانَ))، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ. ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے ایک صحابی کا جنازہ لایا گیا تاکہ آپ اس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں، لیکن آپ نے اس کا جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنی اُمت میں سے صرف اسی شخص کا جنازہ چھوڑا ہے (کیا بات ہے)؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ عثمان سے نفرت کرتا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ نہیں پڑھایا۔

860۔ طلحہ بن عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ، وَرَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ)). ❷

ہر نبی کا ایک ساتھی ہوتا ہے اور جنت میں میرا ساتھی عثمان بن عفان ہوگا۔

861۔ طلحہ بن عبیداللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَعُثْمَانُ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ)). ❸

ہر نبی کا ایک ساتھی ہوتا ہے اور عثمان جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔

862۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُو إِلَّا لِعُثْمَانَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَا تَنْسَ هٰذَا الْيَوْمَ لِعُثْمَانَ)). ❹

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے ہی ایسی دعا کرتے دیکھا کہ اے اللہ! عثمان کا یہ دِن نظر انداز مت کرنا۔

863۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دُعِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِنَازَةِ رَجُلٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا، قَالَ: فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهَا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا رَأَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى هٰذَا؟ قَالَ: ((كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ)). ❺

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آدمی کا جنازہ پڑھانے کے لیے بلایا گیا لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے اس کے علاوہ آپ کو کسی کا جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ عثمان سے نفرت کیا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے نفرت کرتا ہے۔

864۔ سیدنا عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَمَّا عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ دَخَلْتُ جَنَّةَ عَدْنٍ، فَوُضِعَ فِي كَفِّي تُفَّاحَةٌ، قَالَ: فَانْفَلَقَتْ عَنْ حَوْرَاءَ مَرْضِيَّةٍ كَأَنَّ أَشْفَارَ عَيْنَيْهَا مَقَادِيمُ أَجْنِحَةِ النُّسُورِ، فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتِ؟ فَقَالَتْ: أَنَا

---

❶ [موضوع] اللآلی المصنوعة: ۱/ ۳۱۵۔ الکامل لابن عدی: ٦/ ۱٤۳۔ الموضوعات لابن الجوزی: ۱/ ۳۳۲۔

❷ [إسناده ضعیف] مضی برقم: ٦۱٦

❸ [إسناده ضعیف] مضی برقم: ۸۲۰

❹ [إسناده ضعیف] مضی برقم: ۸۳۲

❺ [موضوع] مضی برقم: ۸۵۹

لِلْخَلِيفَةِ الْمَقْتُولِ مِنْ بَعْدِكَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ)) . ❶

جب مجھے آسمان پر معراج کرائی گئی اور میں جنت عدن میں داخل ہوا تو میری ہتھیلی پر ایک سیب رکھ دیا گیا۔ اس نے پھوٹ کر ایک خوش نما حُور کی شکل اختیار کر لی، اس کی آنکھوں کے پلکیں ایسی تھیں جیسے ''نسور'' پرندے کے پر ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا: تم کس کے لیے ہو؟ اس نے کہا: میں آپ کے بعد شہادت پانے والے خلیفہ عثمان بن عفان کے لیے ہوں۔

865 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَصْدَقُكُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ)) . ❷

تم سب سے زیادہ حیادار آدمی عثمان ہے۔

866 ۔ امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَشْفَعُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي مِثْلِ رَبِيعَةَ وَمُضَرَ)) . ❸

قیامت کے روز عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) ربیعہ اور مضر قبیلے جتنی تعداد میں لوگوں کی سفارش کرے گا۔

867 ۔ سیدنا بُریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ ، فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اثْبُتْ حِرَاءُ ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ)) . ❹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (پہاڑ پر) بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ سیدنا ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے، تو پہاڑ نے حرکت کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: حراء! ٹھہر جا، بلاشبہ تجھ پر صدیق اور شہید ہی موجود ہیں۔

868 ۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا ، وَأَنْتَ وَلِيِّي فِي الْآخِرَةِ)) . ❺

تم دنیا میں بھی میرے دوست ہو اور آخرت میں بھی تم میرے دوست ہو گے۔

869 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِرَاءَ ، أَوْ أُحُدًا ، وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ ، فَرَجَفَ الْجَبَلُ ، فَقَالَ: ((اثْبُتْ ، نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ)) . ❻

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حراء یا اُحد پہاڑ پر چڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدنا ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے، تو پہاڑ لرز اُٹھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہر جا، ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید (تجھ پر موجود ہیں)۔

---

❶ [موضوع] اللآلئ المصنوعة: ١/ ٣١٣۔ الموضوعات لابن الجوزی: ١/ ٣٢٩

❷ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٨٠٣

❸ [إسناده ضعيف جدًا] سنن الترمذی: ٤/ ٦٢٧۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٠٣

❹ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٥/ ٣٤٦ ❺ [موضوع] مضى برقم: ٨٢١

❻ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٧/ ٢٢۔ مسند أحمد: ٣/ ١١٢

870 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((سَأَلْتُ رَبِّی عَزَّ وَجَلَّ لِأَصْهَارِی الْجَنَّةَ ، فَأَعْطَانِيهَا الْبَتَّةَ)) . ❶
میں نے اپنے پروردگار سے جنت میں اپنے داماد مانگے تو اس نے مجھے یہ لوگ دے دیے۔

871 ۔ سیدنا زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:
دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدَهُ، فَذَكَرَ حَدِيثَ مُوَاخَاتِهِ بَيْنَ أَصْحَابِهِ، ثُمَّ دَعَا عُثْمَانَ فَقَالَ: ((ادْنُ يَا أَبَا عَمْرٍو ، ادْنُ يَا أَبَا عَمْرٍو))، فَلَمْ يَزَلْ يَدْنُو مِنْهُ حَتّٰى أَلْصَقَ رُكْبَتَيْهِ بِرُكْبَتَيْهِ ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ)) ثَلَاثَ مِرَارٍ ، ثُمَّ نَظَرَ إِلَى عُثْمَانَ وَكَانَتْ إِزَارُهُ مَحْلُولَةً ، فَزَرَّهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: ((اجْمَعْ عِطْفَيْ رِدَائِكَ عَلٰى نَحْرِكَ))، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ لَكَ شَأْنًا فِي أَهْلِ السَّمَاءِ ، أَنْتَ مِمَّنْ يَرِدُ عَلٰى حَوْضِي ، وَأَوْدَاجُهُ تَشْخَبُ دَمًا ، فَأَقُولُ: مَنْ فَعَلَ بِكَ هٰذَا؟ فَيَقُولُ: فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ ، وَذَالِكَ كَلَامُ جِبْرِيلَ ، إِذَا هَاتِفٌ يَهْتِفُ مِنَ السَّمَاءِ فَقَالَ: أَلَا إِنَّ عُثْمَانَ أَمِيرٌ عَلٰى كُلِّ مَخْذُولٍ))، ثُمَّ تَنَحّٰى عُثْمَانُ . ❷
میں مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔۔۔ اس کے بعد راوی نے آپ ﷺ کے صحابہ کے درمیان مواخات (بھائی چارہ قائم کرنے) کی حدیث ذکر کی (اور کہا:) پھر آپ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: اے ابوعمرو! قریب ہو جاؤ، اے ابوعمرو! قریب ہو جاؤ۔ وہ مسلسل آپ کے قریب ہوتے گئے، یہاں تک کہ ان کے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ مل گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی جانب دیکھا اور تین مرتبہ فرمایا: ''سبحان اللہ العظیم'' پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب دیکھا، ان کا تہہ بند ڈھیلا ہوا پڑا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے اسے مضبوط کیا، پھر فرمایا: اپنی چادر کے دونوں کنارے اپنے سینے پر اکٹھے کرلو۔ پھر فرمایا: اہل آسمان میں آپ کا ایک مقام ہے، آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو میرے حوض پر آئیں گے اور ان کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا، میں پوچھوں گا: تمہارے ساتھ یہ کس نے کیا؟ وہ کہے گا: فلاں بن فلاں نے۔ یہ جبرائیل علیہ السلام کی کلام ہوگی۔ اتنے میں آسمان سے ایک غیبی آواز آئے گی کہ سنو! عثمان ہر بے یار و مددگار کا امیر ہے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ ایک طرف کو ہو گئے۔

توضیح:...... أَوْدَاج: یہ لفظ وِدَاج کی جمع ہے، اس سے مراد گردن کی وہ رگ ہوتی ہے جسے ذبح کرنے والا کاٹ دے تو دَم نکل جاتا ہے۔

872 ۔ عبیداللہ بن عدی بن خیار بیان کرتے ہیں کہ:
أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ فَقَالَ لَهُ: إِنَّكَ إِمَامُ الْعَامَّةِ وَقَدْ نَزَلَ بِكَ مَا نَرٰى ، وَهُوَ ذَا يُصَلِّي بِنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ ، وَأَنَا أُحَرَّجُ مِنَ الصَّلَاةِ مَعَهُ ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: إِنَّ الصَّلَاةَ أَحْسَنُ مَا

❶ [موضوع] ضعيف الجامع للألبانی: ٣/ ٢٠٨۔الموضوعات لابن الجوزی: ١/ ٢١٣

❷ [إسناده ضعيف] التاريخ الكبير للبخاری: ٢/ ٣٨٦۔الرياض النضرة: ٣/ ٧٥

يَعْمَلُ النَّاسُ ، فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ ، فَإِذَا أَسَاءُ وا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَ تَهُمْ . ❶

وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جس وقت وہ محصور تھے، اور انہوں نے آپ سے کہا: آپ عوام کے امام ہیں اور آپ پر ایسی آزمائش آن پڑی ہے جسے ہم دیکھ رہے ہیں، صورتِ حال یہ ہے کہ ہمیں امامِ فتنہ نماز پڑھاتا ہے اور میں اس کے ساتھ نماز پڑھنے سے تنگ ہوتا ہوں۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: یقیناً نماز لوگوں کا سب سے اچھا عمل ہے، سو جب لوگ اچھا کام کریں تو تم بھی ان کے ساتھ اچھے کام میں شامل ہو جاؤ اور جب وہ کوئی برا کام کریں تو ان کے برے کام سے الگ تھلگ رہو۔

873۔ ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل روایت منقول ہے۔ ❷

874۔ ابوجحیفہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ أَبُو بَكْرٍ ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ عُمَرُ ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ بَعْدَ عُمَرَ؟ ثُمَّ سَكَتَ . ❸

کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سے بہترین شخصیت کا نہ بتلاؤں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد لوگوں میں سے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر فرمایا: کیا میں عمر رضی اللہ عنہ کے بعد لوگوں میں سے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ پھر آپ خاموش ہو گئے۔

875۔ ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کوفے میں برسرِ منبر یہ فرماتے سنا:

إِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ ، ثُمَّ خَيْرُهُمْ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ ، وَالثَّالِثُ لَوْ شِئْتُ سَمَّيْتُهُ . ❹

یقیناً اس اُمت کے پیغمبر کے بعد سب سے بہترین شخصیت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے بہترین شخص عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور اگر میں چاہوں تو تیسرے کا نام بھی لے سکتا ہوں۔

876۔ ابوجحیفہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک روز خطبہ دیا تو فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا وَبَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ عُمَرُ . ❺

کیا میں تمہیں اس اُمت کے نبی کے بعد ان کی بہترین شخصیت کا نہ بتلاؤں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص کا نہ بتلاؤں؟ وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

877۔ ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَا وَهْبُ ، أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ فَذَكَرَهُ . ❻

اے وہب! کیا میں تمہیں اس اُمت کے پیغمبر کے بعد سب سے افضل شخص کا نہ بتلاؤں؟ پھر راوی نے وہی حدیث بیان کی۔

❶ [الحديث صحيح] صحيح البخاري: ٢/ ١٨٨
❷ [إسناده صحيح] تاريخ المدينة لابن شبة: ٤/ ٢١٧
❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤١١
❹ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤١٨
❺ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٣٩٩
❻ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٤٠٥

878 - ابومطر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ عَلِيًّا مُؤْتَزِرًا بِإِزَارٍ مُرْتَدِيًا بِرِدَاءٍ مَعَهُ الدِّرَّةُ، كَأَنَّهُ أَعْرَابِيٌّ يَدُورُ بَدَوِيٌّ، حَتّٰى بَلَغَ أَسْوَاقَ الْكَرَابِيسِ فَقَالَ: يَا شَيْخُ، أَحْسِنْ بَيْعِي فِي قَمِيصٍ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ، فَلَمَّا عَرَفَهُ لَمْ يَشْتَرِ مِنْهُ شَيْئًا، ثُمَّ أَتٰى آخَرَ فَلَمَّا عَرَفَهُ لَمْ يَشْتَرِ مِنْهُ شَيْئًا، فَأَتٰى غُلَامًا حَدَثًا فَاشْتَرٰى مِنْهُ قَمِيصًا بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ، ثُمَّ جَاءَ أَبُو الْغُلَامِ فَأَخْبَرَهُ، فَأَخَذَ أَبُوهُ دِرْهَمًا ثُمَّ جَاءَ بِهِ فَقَالَ: هٰذَا الدِّرْهَمُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: مَا شَأْنُ هٰذَا الدِّرْهَمِ؟ قَالَ: كَانَ قَمِيصًا ثَمَنَ دِرْهَمَيْنِ قَالَ: بَاعَنِي رِضَايَ وَأَخَذَ رِضَاهُ. [1]

میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ تہہ بند باندھے ہوئے اور چادر اوڑھے ہوئے تھے، ان کے ہاتھ میں کوڑا تھا اور یوں دِکھائی دے رہے تھے جیسے کوئی دیہاتی گشت کر رہا ہو۔ یہاں تک کہ آپ کپڑے کے بازار میں پہنچ گئے اور (ایک دوکاندار سے) کہا: اے بزرگ! مجھے تین درہم میں ایک اچھا سا قمیض دے دو۔ جب اس نے آپ کو پہچان لیا تو آپ نے اس سے کچھ نہ خریدا۔ پھر آپ دوسرے کے پاس آئے تو اس نے بھی آپ کو پہچان لیا، چنانچہ آپ نے اس سے بھی نہ خریدا۔ پھر آپ ایک نوجوان لڑکے کے پاس آئے تو اس سے آپ نے تین درہم میں قمیض خرید لیا۔ پھر جب اس لڑکے کا والد آیا اور اس نے اسے بتلایا تو اس کے والد نے ایک درہم پکڑا اور لا کر آپ کو دے دیا اور کہا: اے امیر المومنین! یہ دِرہم لے لیجیے۔ آپ نے پوچھا: اس دِرہم کو کیا ہوا؟ اس نے کہا: اس قمیض کی قیمت دو درہم ہے۔ آپ نے فرمایا: اس نے میری رضامندی سے مجھے بیچا ہے اور اپنی رضامندی سے قیمت وصول کی ہے۔

879 - یحییٰ بن ہانی بن عروہ المرادی بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجَ عَلِيٌّ إِلٰى ظَهْرِ الْكُوفَةِ فَرَأٰى حُمَّرَةً تَطِيرُ فَقَالَ: يَا لَكِ مِنْ حُمَّرَةٍ بِمَعْمَرٍ ...... خَلَا لَكِ الْجَوُّ فَبِيضِي وَاصْفِرِي، وَزَادَ فِيهِ غَيْرُ عَلِيٍّ: وَنَقِّرِي مَا شِئْتِ أَنْ تَنْقُرِي.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کوفے کی جانب نکلے اور ایک پرندے کو اُڑتے دیکھا تو فرمایا:

يَا لَكِ مِنْ حُمَّرَةٍ بِمَعْمَرٍ   خَلَا لَكِ الْجَوُّ فَبِيضِي وَاصْفِرِي

''اے پرندے! تجھے تو بہت کشادہ اور شاداب ماحول میسر ہے، تیرے لیے فضا بھی خالی ہے، لہٰذا ہر طرف کھلم کھلا اُڑ اور کھلی فضا میں سیٹی بجا کر مزے لے۔''

---

[1] [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٥٧- مجمع الزوائد للهيثمي: ٥/ ١١٩

اور علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ:

وَنَقِّرِي مَا شِئْتِ أَنْ تَنْقُرِي ❶

''اور جہاں بھی تو انڈے دینا چاہتا ہے؛ دے لے۔''

توضیح:...... حُمَّرَة چڑیوں کی ہی ایک قسم کا پرندہ ہوتا ہے، اسے چنڈول بھی کہتے ہیں۔

880۔ اوفیٰ بن دھم العدوی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ تَعْرِفُوا بِهِ، وَاعْمَلُوا بِهِ تَكُونُوا مِنْ أَهْلِهِ، فَإِنَّهُ سَيَأْتِي مِنْ بَعْدِكُمْ زَمَانٌ يُنْكِرُ الْحَقَّ فِيهِ تِسْعَةُ أَعْشَارِهِمْ لَا يَنْجُو مِنْهُ إِلَّا كُلُّ نُوَمَةٍ، أُولَئِكَ أَئِمَّةُ الْهُدَى وَمَصَابِيحُ الْعِلْمِ، لَيْسُوا بِالْعُجُلِ الْمَذَايِيعِ بُذْرًا. ❷

علم حاصل کرو؛ یہ تمہاری پہچان بن جائے گا اور عمل کیا کرو؛ اس سے تم علم کے اہل بن جاؤ گے، تمہارے بعد عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے کہ جس میں ہر دس میں سے نو آدمی حق بات کا انکار کریں گے اور اس سے صرف وہی شخص نجات پائے گا جو گم نام ہوگا۔ یہی لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہوں گے۔ یہ لوگ نہ تو جلد باز ہوں گے، نہ ہر بات کو چہار سو پھیلا دینے والے اور نہ ہی فضول گو۔

881۔ مہاجر العامری بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَتَخَوَّفُ عَلَيْكُمُ اثْنَتَانِ: طُولُ الْأَمَلِ، وَاتِّبَاعُ الْهَوَى، فَأَمَّا طُولُ الْأَمَلِ فَيُنْسِي الْآخِرَةَ، وَأَمَّا اتِّبَاعُ الْهَوَى فَيَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ، أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ وَلَّتْ مُدْبِرَةً، وَالْآخِرَةُ مُقْبِلَةً، وَلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُونَ، فَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ وَلَا تَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا، فَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابٌ، وَغَدًا حِسَابٌ وَلَا عَمَلٌ. ❸

سب سے زیادہ مجھے جن امور میں تمہارے مبتلا ہو جانے کا ڈر ہے؛ وہ دو ہیں: لمبی آرزوئیں اور خواہشات کی پیروی۔ لمبی آرزوئیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں اور خواہشات کی پیروی حق سے روکتی ہے۔ آگاہ رہو! دنیا پیٹھ پھیر کر جانے والی ہے اور آخرت آنے والی ہے، اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے بیٹے ہوتے ہیں، سو تم آخرت کے بیٹے بنو؛ دنیا کے بیٹے مت بنو، کیونکہ آج عمل کا موقع میسر ہے اور حساب کا وقت نہیں ہے جبکہ کل حساب کا وقت ہوگا اور عمل کا موقع میسر نہیں ہوگا۔

882۔ مسلم بن ہرمز بیان کرتے ہیں کہ:

أَعْطَى عَلِيٌّ النَّاسَ فِي سَنَةٍ ثَلَاثَ عَطِيَّاتٍ، ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْهِ مَالٌ مِنْ أَصْبَهَانَ فَقَالَ: هَلُمُّوا إِلَى عَطَاءِ الرَّابِعِ فَخُذُوا، ثُمَّ كَنَسَ بَيْتَ الْمَالِ وَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ: يَا دُنْيَا غُرِّي غَيْرِي، قَالَ: وَقَدِمَ عَلَيْهِ حِبَالٌ مِنْ أَرْضٍ، فَقَالَ: إِيشْ هَذَا؟ قَالَ: حِبَالٌ جِيءَ بِهَا مِنْ أَرْضِ كَذَا

❶ [إسناده صحيح] الزهد لوكيع: ١/ ٣٩٦

❷ [إسناده ضعيف] سنن الدارمي: ١/ ٨١۔الزهد لابن المبارك: ص ٥٠٤

❸ الزهد لأحمد بن حنبل: ص ١٣٠۔الحلية لأبي نعيم: ١/ ٧٦۔شعب الإيمان للبيهقي: ١٣/ ٢٨١

وَكَذَا، قَالَ: أَعْطُوهَا النَّاسَ، قَالَ: فَأَخَذَ بَعْضُهُمْ وَتَرَكَ بَعْضُهُمْ، فَنَظَرُوا فَإِذَا هُوَ كَتَّانٌ يُعْمَلُ، فَبَلَغَ الْحَبْلُ آخِرَ النَّهَارِ دَرَاهِمَ. ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک سال میں لوگوں کو تین عطیات دِیے، پھر آپ کے پاس اصبہان سے مال آیا تو آپ نے فرمایا: آؤ چوتھا عطیہ بھی وصول کرلو۔ پھر آپ نے بیت المال کو صاف کر دیا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی، اور فرمایا: اے دُنیا! میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دینا (یعنی میں تیرے لالچ میں آنے والا نہیں ہوں)۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس کسی علاقے سے رسیاں آئیں تو آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ بتلایا کہ یہ رسیاں ہیں جو فلاں علاقے سے لائی گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا: اسے لوگوں کو دے دو۔ سو کچھ لوگوں نے لے لیں اور کچھ نے نہ لیں۔ لوگوں نے دیکھا کہ وہ تو سن کا ریشہ ہے جس کو کام میں لایا جاسکتا ہے، چنانچہ دِن کے آخر تک ایک رسی درہموں تک پہنچ گئی۔

883۔ عبداللہ بن سخبرہ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا أَصْبَحَ بِالْكُوفَةِ أَحَدٌ إِلَّا نَاعِمًا، إِنَّ أَدْنَاهُمْ مَنْزِلَةً لَيَأْكُلُ مِنَ الْبُرِّ، وَيَجْلِس فِي الظل، وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءِ الْفُرَاتِ. ❷

کوفہ میں ہر کوئی آسودگی کی زندگی ہی گزارتا ہے۔ ان کا ادنیٰ شخص بھی گندم کھاتا ہے، سائے میں بیٹھتا ہے اور دریائے فرات کا پانی پیتا ہے۔

884۔ علی بن ربیعہ والبی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَهُ ابْنُ التَّيَّاحِ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، امْتَلَأَ بَيْتُ مَالِ الْمُسْلِمِينَ مِنْ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ، قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، قَالَ: فَقَامَ مُتَوَكِّيًا عَلَى ابْنِ التَّيَّاحِ حَتّٰى قَامَ عَلَى بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: هٰذَا جَنَايَ وَخِيَارُهُ فِيهِ، وَكُلُّ جَانٍ يَدُهُ إِلَى فِيهِ، يَا ابْنَ التَّيَّاحِ، عَلَيَّ بِأَشْيَاخِ الْكُوفَةِ، قَالَ: فَنُودِيَ فِي النَّاسِ، فَأَعْطَى جَمِيعَ مَا فِي بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ وَهُوَ يَقُولُ: يَا صَفْرَاءُ، يَا بَيْضَاءُ، غُرِّي غَيْرِي، هَاوَهَا، حَتّٰى مَا بَقِيَ فِيهِ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، ثُمَّ أَمَرَ بِنَضْحِهِ وَصَلّٰى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ. ❸

ابن التیاح آپ کے پاس آیا اور کہا: اے امیر المومنین! مسلمانوں کا بیت المال سونے چاندی سے بھر گیا ہے۔ آپ نے ''اللہ اکبر'' کہا، پھر ابن التیاح کا آسرا لیتے ہوئے اُٹھے اور مسلمانوں کے بیت المال کے پاس آ کھڑے ہوئے اور فرمایا: یہ میری جمع پونجی ہے اور اس کی بہترین چیزیں بھی اسی میں ہیں، جبکہ ہر صاحبِ مال کا ہاتھ اس کے منہ پر ہوتا ہے۔ اے ابن التیاح! کوفے کے بزرگوں کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ لوگوں میں اعلان کر دیا گیا اور آپ نے مسلمانوں کے بیت المال میں موجود تمام چیزیں (لوگوں کو) دے دیں اور آپ فرما رہے تھے: اے سونے! اے چاندی! میرے علاوہ کسی اور کو لالچ دینا۔ آپ دونوں ہاتھوں سے خرچ کیے جا رہے تھے، یہاں تک کہ اس میں کوئی درہم و دینار باقی نہ رہا۔ پھر آپ نے اس میں پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی۔

---

❶ [إسناده حسن لغيره] تفرّد به المؤلف ❷ [إسناده ضعيف] الزهد لهنّاد: ٢/ ١٠٧

❸ [إسناده حسن] الصفوة لابن الجوزي: ١/ ٣١٤۔الذخائر للمحب الطبري: ص ١٠١

885 ۔ ابو بحر اپنے شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

رَأَيْتُ عَلَى عَلِيٍّ إِزَارًا غَلِيظًا ، قَالَ: اشْتَرَيْتُهُ بِخَمْسَةِ دَرَاهِمَ ، فَمَنْ أَرْبَحَنِي فِيهِ دِرْهَمًا بِعْتُهُ ، وَرَأَيْتُ مَعَهُ دَرَاهِمَ مَصْرُورَةً فَقَالَ: هٰذِهِ بَقِيَّةُ نَفَقَتِنَا مِنْ يَنْبُعَ . ❶

میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو موٹا تہہ بند پہنے دیکھا، آپ نے فرمایا: میں نے اسے پانچ درہم کے عوض خریدا تھا، سو جو شخص مجھے ایک درہم بھی نفع دے گا تو میں اسے یہ فروخت کر دوں گا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں درہموں کی منہ بند تھیلی تھی اور آپ نے فرمایا: یہ ینبع (مقام) کے ہمارے خرچ کا بقیہ مال ہے۔

886 ۔ مجمع التیمی بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَأْمُرُ بِبَيْتِ الْمَالِ فَيُكْنَسُ ، ثُمَّ يُنْضَحُ ، ثُمَّ يُصَلِّي رَجَاءَ أَنْ يَشْهَدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّهُ لَمْ يَحْبِسْ فِيهِ الْمَالَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ . ❷

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیت المال کے متعلق حکم فرمایا کرتے تھے تو اسے صاف کر دیا جاتا (یعنی اس میں موجود سارا مال تقسیم کر دیا جاتا) پھر اس میں پانی چھڑکا جاتا، پھر آپ اس اُمید کے ساتھ وہاں نماز پڑھتے کہ روزِ قیامت وہ جگہ آپ کے حق میں گواہی دے کہ اس نے مسلمانوں سے مال کو روکا نہیں تھا۔

887 ۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حُیّ قبیلے کی ایک بڑھیا نے بیان کیا:

زَوَّجَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ بَعْضَ بَنِيهِ ، فَأَوْلَمَ عَلَيْهِ ، فَدَعَا النَّاسَ ، قَالَتْ: فَأَتَى عَلِيٌّ قِيلَ: جَاءَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ، فَفُتِحَتْ بَابُ الدَّارِ ، قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلِيٌّ وَفِي يَدِهِ دِرَّةٌ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ لَيْسَ لَهُ جُرُبَّانُ . ❸

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کی شادی کی، پھر اس کا ولیمہ کیا تو لوگوں کو مدعو کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے۔ انہیں بتلایا گیا کہ امیر المومنین تشریف لائے ہیں۔ چنانچہ گھر کا دروازہ کھولا گیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اندر داخل ہو گئے، اس وقت ان کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا اور انہوں نے ایک قمیض زیب تن کیا ہوا تھا جس کا گریبان نہیں تھا۔

توضیح :...... یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عجز وانکساری تھی کہ آپ کبھی دنیوی زینت وآرائش کو خاطر میں نہیں لائے اور ولیمے جیسی اہم تقریب میں؛ کہ جہاں لوگ نسبتاً خاصے اہتمام سے تیار ہو کر جاتے ہیں لیکن آپ وہاں بھی صرف ایسا قمیض زیب تن کر کے تشریف لے گئے جس کا گریبان بھی نہیں تھا، یعنی آپ نے اس میں چنداں عار نہیں سمجھی۔

888 ۔ سعید بن وہب سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ أَعْلَمَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ بِالْفَرَائِضِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ . ❹

بلاشبہ اہل مدینہ میں سب سے زیادہ وراثت کے مسائل جاننے والے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

889 ۔ علی بن ربیعہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

❶ [إسناده ضعيف] الزهد لأحمد: ص ١٣٠

❷ [إسناده صحيح لغيره] الزهد لأحمد: ص ١٣١

❸ [إسناده حسن] أخرجه البغوي في معجمه: ٤١٩

❹ [إسناده ضعيف] أخبار القضاة لوكيع: ١/ ٨٩

أَنَّ عَلِيًّا كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ ، كَانَ إِذَا كَانَ يَوْمُ هٰذِهِ اشْتَرٰى لَحْمًا بِنِصْفِ دِرْهَمٍ ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ هٰذِهِ اشْتَرٰى لَحْمًا بِنِصْفِ دِرْهَمٍ . ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں، جب ایک بیوی کا دِن ہوتا تو آپ آدھے دینار کا (اس کے لیے) گوشت خریدتے اور جب دوسری بیوی کا دن ہوتا تو آپ (اس کے لیے بھی) آدھے دینار کا گوشت خریدتے۔

890 ۔ حطان بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَدْرُونَ كَيْفَ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ؟ قَالَ: قُلْنَا كَنَحْوِ هٰذِهِ الْأَبْوَابِ ، قَالَ: لَا ، وَلٰكِنَّهَا هٰكَذَا ، وَوَضَعَ يَدَهُ فَوْقَ وَبَسَطَ أَبُو عَمْرٍو يَدَهُ عَلٰى يَدِهِ . ❷

کیا تم جانتے ہو کہ جہنم کے دروازے کیسے ہوں گے؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: ان ہی دروازوں جیسے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ اس طرح کے ہوں گے، آپ نے (سمجھانے کی غرض سے) اپنا ہاتھ اوپر رکھا اور ابوعمرو نے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر پھیلا دیا۔

891 ۔ ابن ابی مُلیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا أَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلٰى عَلِيٍّ فِي الْيَعَاقِيبِ وَجَدَهُ مُتَّزِرًا بِعَبَاءَةٍ مُحْتَجِزًا الْعِقَالَ ، وَهُوَ يَهْنَأُ بَعِيرًا لَهُ . ❸

جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یعاقبہ فرقے کے لوگوں کے متعلق (رائے جاننے کے لیے) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جانب آدمی بھیجا تو اس نے دیکھا کہ آپ نے چادر کو تہہ بند کے طور پر باندھا ہوا تھا اور نکیل کو ہاتھ میں تھامے اپنے اونٹ کو چارہ کھلا رہے تھے۔

892 ۔ امام اعمش رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عَلِيٌّ يُغَدِّي وَيُعَشِّي ، وَيَأْكُلُ هُوَ مِنْ شَيْءٍ يَجِيئُهُ مِنَ الْمَدِينَةِ . ❹

سیدنا علی رضی اللہ عنہ صبح اور شام (دو وقت) کھانا کھایا کرتے تھے اور آپ وہ چیز کھاتے تھے جو آپ کے پاس مدینے سے آتی تھی۔

893 ۔ عمرو بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قِيلَ لِعَلِيٍّ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، لِمَ تَرْفَعُ قَمِيصَكَ؟ قَالَ: يَخْشَعُ الْقَلْبُ ، وَيَقْتَدِي بِهِ الْمُؤْمِنُ . ❺

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: اے امیر المومنین! آپ اپنی قمیض کیوں اُٹھا کر رکھتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اس سے دِل میں خشوع پیدا ہو جاتا ہے اور مومن اسی کی پیروی کرتا ہے۔

894 ۔ عدی بن ثابت رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ [إسناده صحيح] الرياض النضرة: ٣/ ٢٧١۔ذخائر العقبٰى للطبري: ص ١٠١

❷ [إسناده صحيح] الزهد لأحمد: ص ١٣١

❸ [إسناده حسن] زيادات الزهد لعبد الله بن أحمد: ص ١٣١

❹ [منقطع ورجاله ثقات] تفرّد به المؤلف

❺ [إسناده منقطع] الحلية لأبي نعيم: ١/ ٨٣۔زيادات الزهد لعبد الله بن أحمد: ص ١٣١

أَنَّ عَلِيًّا أُتِيَ بِفَالُوذَجٍ ، فَلَمْ يَأْكُلْهُ . ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فالودہ پیش کیا گیا لیکن آپ نے نہیں کھایا۔

895 - زیاد بن ملیح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَلِيًّا أُتِيَ بِشَيْءٍ مِنْ خَبِيصٍ ، فَوَضَعَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ فَجَعَلُوا يَأْكُلُونَ ، فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّ الْإِسْلَامَ لَيْسَ بِبَكْرٍ ضَالٍّ ، وَلٰكِنْ قُرَيْشٌ رَأَتْ هٰذَا فَتَنَاحَرَتْ عَلَيْهِ . ❷

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کھجور اور گھی سے تیار کیا ہوا کچھ حلوہ پیش کیا گیا تو آپ نے اسے لوگوں کے سامنے رکھ دیا اور وہ کھانے لگے، تو آپ نے فرمایا: اسلام کوئی گم شدہ اونٹ نہیں ہے لیکن قریش نے اسے دیکھا تو اس پر ٹوٹ پڑے۔

896 - سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جِئْتُ إِلٰى حَائِطٍ ، أَوْ بُسْتَانٍ ، فَقَالَ لِي صَاحِبُهُ: دَلْوٌ وَتَمْرَةٌ ، فَدَلَّوْتُ دَلْوًا بِتَمْرَةٍ ، فَمَلَأْتُ كَفِّي ثُمَّ شَرِبْتُ مِنَ الْمَاءِ ، ثُمَّ جِئْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِلْءِ كَفِّي ، فَأَكَلَ بَعْضَهُ وَأَكَلْتُ بَعْضَهُ . ❸

میں ایک باغ میں گیا تو اس کے مالک نے مجھ سے کہا: ڈول اور کھجوریں لے لو۔ چنانچہ میں نے کھجوروں سے ڈول بھر لیا۔ میں نے ہاتھ بھر کر کھجوریں کھائیں، پھر کچھ پانی پیا، پھر میں ہاتھ بھر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی لے آیا، ان میں سے کچھ آپ نے کھائیں اور کچھ میں نے۔

897 - امام مجمّع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ عَلِيٍّ وَهُوَ بِالرَّحَبَةِ ، فَدَعَا بِسَيْفٍ فَسَلَّهُ فَقَالَ: مَنْ يَشْتَرِي سَيْفِي هٰذَا؟ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَانَ عِنْدِي ثَمَنُ إِزَارٍ مَا بِعْتُهُ . ❹

ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور آپ اس وقت رحبہ مقام پر تھے۔ آپ نے ایک تلوار منگوائی اور اسے سونت کر فرمایا: میری اس تلوار کو کون خریدے گا؟ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس تہہ بند کی قیمت ہوتی تو میں اسے نہ بیچتا۔

898 - عبایہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أُحَاجُّ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِتِسْعٍ: بِإِقَامِ الصَّلَاةِ ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ، وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ ، وَالْعَدْلِ فِي الرَّعِيَّةِ ، وَالْقَسْمِ بِالسَّوِيَّةِ ، وَالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ، وَإِقَامَةِ الْحُدُودِ ، وَأَشْبَاهِهِ . ❺

میں روزِ قیامت لوگوں سے نو عملوں کے متعلق جھگڑوں گا: نماز قائم کرنا، زکاۃ کی ادائیگی کرنا، اچھے کام کی ترغیب دینا، برے کام سے روکنا، رعایا کے بارے میں عدل کرنا، برابری کی بنیاد پر (مال وغیرہ) تقسیم کرنا، راہِ خدا میں

❶ [إسناده صحيح] الزهد لهنّاد: ٢/ ١٠٦ - الزهد لأحمد: ص ١٣١

❷ [إسناده حسن] السنة لعبد الله بن أحمد: ٢/ ٥٥٥

❸ [منقطع ورجاله رجال الحسن] المراسيل: ص ١٢٥

❹ [إسناده ضعيف جدًا] الزهد لأحمد: ص ١٣١

❺ [إسناده ضعيف جدًا] التاريخ الكبير: ٣/ ١٤١

جہاد کرنا، حدود کا نفاذ کرنا اور اس جیسے دیگر امور۔

899۔ محمد بن کعب القرظی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنِّي لَأَرْبُطُ عَلٰى بَطْنِي الْحَجَرَ مِنَ الْجُوعِ، وَإِنَّ صَدَقَتِي الْيَوْمَ لَأَرْبَعُونَ أَلْفًا. ❶

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتا تھا اور بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتا ہوتا تھا جبکہ آج میں چالیس ہزار صدقہ کر دیتا ہوں۔

900۔ زاذان ابوعمر روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے ان سے بیان کیا:

أَنَّ عَلِيًّا سَأَلَ رَجُلًا عَنْ حَدِيثٍ فِي الرَّحَبَةِ فَكَذَّبَهُ، فَقَالَ: إِنَّكَ قَدْ كَذَّبْتَنِي، فَقَالَ: مَا كَذَّبْتُكَ، قَالَ: فَأَدْعُو اللّٰهَ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ قَدْ كَذَّبْتَنِي أَنْ يُعْمِيَ اللّٰهُ بَصَرَكَ، قَالَ: فَدَعَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُعْمِيَهُ، فَعَمِيَ. ❷

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے کھلے دالان میں ایک حدیث کے متعلق سوال کیا تو اس نے آپ کی تکذیب کر دی، آپ نے فرمایا: تم نے میری تکذیب کی ہے۔ اس نے کہا: میں نے آپ کی تکذیب نہیں کی۔ آپ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے خلاف بددعا کرتا ہوں کہ اگر تم نے میری تکذیب کی ہے تو اللہ تجھے اندھا کر دے۔ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسے اندھا کر دے، تو وہ اندھا ہو گیا۔

901۔ ابوصالح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عَلِيٍّ، فَإِذَا هِيَ تَمْشُطُ فِي سِتْرٍ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، فَجَاءَ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ فَدَخَلَا عَلَيْهَا وَهِيَ جَالِسَةٌ تَمْتَشِطُ فَقَالَا: أَلَا تُطْعِمُونَ أَبَا صَالِحٍ شَيْئًا؟ قَالَ: فَأَخْرَجُوا لِي قَصْعَةً فِيهَا مَرَقٌ بِحُبُوبٍ، قَالَ: فَقُلْتُ: تُطْعِمُونِي هٰذَا وَأَنْتُمْ أُمَرَاءُ؟ فَقَالَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ: يَا أَبَا صَالِحٍ، كَيْفَ لَوْ رَأَيْتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، يَعْنِي عَلِيًّا، وَأُتِيَ بِأُتْرُجٍّ، فَذَهَبَ حَسَنٌ يَأْخُذُ مِنْهُ أُتْرُجَّةً، فَنَزَعَهَا مِنْ يَدِهِ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَقُسِمَ بَيْنَ النَّاسِ. ❸

میں اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ کنگھی کر رہی ہیں، ان کے اور میرے درمیان پردہ حائل تھا، پھر سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے اور وہ اس وقت بھی بیٹھی کنگھی کر رہی تھیں۔ ان دونوں نے پوچھا: کیا آپ نے ابوصالح کو کچھ کھلایا نہیں؟ پھر انہوں نے ایک بڑا سا پیالہ نکالا جس میں دانوں کا شوربہ تھا۔ میں نے کہا: آپ لوگ مجھے یہ کھلا رہے ہیں حالانکہ آپ تو اُمراء ہو۔ تو سیدہ اُم کلثوم نے کہا: اے ابوصالح! تم نے یہ کیسے سوچ لیا؟ اگر آپ امیر المومنین، یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھتے کہ جب ان کے پاس لیموں لائے گئے اور حسن (رضی اللہ عنہ) اس میں سے کچھ لیموں لینے لگے تو انہوں نے ان کے ہاتھ سے وہ چھین لیے، پھر ان کے حکم پر

---

❶ [إسناده ضعيف] الخصائص للسيوطي: ٢/ ٢٤٠

❷ [إسناده ضعيف] زيادات الزهد لعبد الله بن أحمد: ص ١٣٢ - ذخائر العقبٰى للطبري: ص ٩٦

❸ [إسناده صحيح] الرياض النضرة: ٣/ ٢٨١

انہیں لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

902۔ زُبید اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا: جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس مال لایا گیا اور انہوں نے اسے کھلے دالان میں رکھ دیا تو میں نے انہیں فرماتے سنا:

هٰـذَا جَـنَـايَ وَخِيَـارُهُ فِيـهِ إِذْ كُـلُّ جَـانٍ يَـدُهُ إِلَـى فِيـهِ [1]

''یہ میری جمع پونجی ہے اور اس کی بہترین چیزیں بھی اسی میں ہیں، جبکہ ہر صاحبِ مال کا ہاتھ اس کے منہ پر ہوتا ہے۔''

903۔ عثمان بن ثابت اپنی دادی سے اور وہ اپنے باپ سے بیان کرتی ہیں کہ:

أَتَـى عَـلِـيٌّ دَارَ فُرَاتٍ فَقَالَ لِخَيَّاطٍ: أَتَبِيعُ الْقَمِيصَ ، أَتَعرِفُنِي؟ قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِيـهِ ، فَـأَتَى آخَرَ فَقَالَ: أَتَعْرِفُنِي؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: بِعْنِي قَمِيصَ كَرَابِيسَ ، قَالَ: فَبَاعَهُ ، ثُمَّ قَالَ لَـهُ: مُـدَّ يَدَ الْقَمِيصِ ، فَلَمَّا بَلَغَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ قَالَ: اقْطَعْ مَا فَوْقَ ذَالِكَ وَكَفَّهُ وَلَبِسَهُ فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أَتَوَارٰى بِهِ وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي خَلْقِهِ . [2]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرات کے گھر میں آئے اور ایک درزی سے فرمایا: کیا تم قمیض بیچو گے؟ (پھر اس سے پوچھا:) کیا تم مجھے جانتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر آپ دوسرے کے پاس آئے اور پوچھا: کیا تم مجھے جانتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے موٹے کپڑے کی قمیض دے دو۔ اس نے آپ کو وہ قمیض فروخت کر دی۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا: قمیض کے بازوؤں کو پھیلاؤ۔ جب وہ آپ کی انگلیوں کے کناروں تک پہنچا تو آپ نے فرمایا: اس سے اوپر کا حصہ کاٹ دو۔ اس نے بخیے کے اوپر سلائی کر دی اور آپ نے اسے پہن لیا، پھر فرمایا: تمام تر تعریفات اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ پہنایا، جس سے میں اپنا جسم ڈھانپ سکا ہوں اور اس کے ذریعے اس کی مخلوق میں خوب صورتی پا سکا ہوں۔

904۔ عبیدہ السلمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

صَحِبْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ سَنَةً ، ثُمَّ صَحِبْتُ عَلِيًّا ، فَكَانَ فَضْلُ عَلِيٍّ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ فِي الْعِلْمِ ، كَفَضْلِ الْمُهَاجِرِ عَلَى الْأَعْرَابِيِّ . [3]

میں ایک سال سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا، پھر میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی صحبت بھی اختیار کی، تو علم کے سلسلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ پر اسی طرح فضیلت حاصل تھی جس طرح مہاجر کو اعرابی پر فضیلت حاصل ہے۔

905۔ عثمان بن ثابت اپنی دادی سے اور وہ اپنے باپ سے بیان کرتی ہیں کہ:

كَـانَ إِذَا أَتَـى بَيْـتَ الْـمَـالِ قَالَ ، يَعْنِي عَلِيًّا ، قَالَ: غُرِّي غَيْرِي ، فَيَقْسِمُهُ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْهُ

[1] [لم أجد زبيد بن الحارث والباقون ثقات] الأموال لابن عبيد: ص ٣٨٤

[2] التاريخ الكبير: ٣/ ١١٨ ـزيادات الزهد لعبد الله: ص ١٣٢

[3] [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٥٦١

شَيْءٌ، ثُمَّ يَكْنِسُهُ وَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ. ❶

جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیت المال میں تشریف لاتے تو (مال کو مخاطب کرتے ہوئے) فرماتے: میرے علاوہ کسی اور کو لالچ دینا۔ پھر آپ اسے تقسیم کرنے لگتے، یہاں تک کہ کچھ بھی باقی نہ بچتا، پھر آپ اس کی صفائی کرتے اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرماتے۔

906۔ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، فَإِذَا عَلِمْتُمُوهُ فَاكْظِمُوا عَلَيْهِ، وَلَا تَخْلِطُوهُ بِضَحِكٍ فَتَمُجَّهُ الْقُلُوبُ. ❷

علم حاصل کرو، پھر جب تم اسے حاصل کرلو تو اس پر ضبط اختیار کرو اور اسے ہنسی مذاق میں گڈمڈ مت کرو، ورنہ (تمہارے) دل اس کو اُگل دیں گے (یعنی اپنے اندر محفوظ نہیں رکھیں گے)۔

907۔ ابوسنان شیبانی روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ایک آدمی نے بیان کیا:

رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَمْشِي إِلَى الْعِيدِ. ❸

میں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ عید (کی نماز کے لیے) چل کر جا رہے تھے۔

908۔ زید بن وہب بیان کرتے ہیں کہ:

قَدِمَ عَلَى عَلِيٍّ وَفْدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ مِنْهُمْ رَجُلٌ مِنْ رُءُوسِ الْخَوَارِجِ يُقَالُ لَهُ الْجَعْدُ بْنُ بَعْجَةَ، فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ: يَا عَلِيُّ، اتَّقِ اللّٰهَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ، وَقَدْ عَلِمْتَ سَبِيلَ الْمُحْسِنِ، يَعْنِي بِالْمُحْسِنِ عُمَرَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّكَ مَيِّتٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ: كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، بَلْ مَقْتُولٌ قَتْلًا ضَرْبَةً عَلٰى هٰذَا يُخَضَّبُ، هٰذِهِ قَضَاءٌ مَقْضِيٌّ، وَعَهْدٌ مَعْهُودٌ، وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى، ثُمَّ عَاتَبَهُ فِي لَبُوسِهِ فَقَالَ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَلْبَسَ؟ قَالَ: مَا لَكَ وَلِلَبُوسِي، إِنَّ لَبُوسِي هٰذَا أَبْعَدُ مِنَ الْكِبْرِ وَأَجْدَرُ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِ الْمُسْلِمُ. ❹

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اہل بصرہ کے ایک وفد کے پاس آئے، ان میں سے ایک آدمی خوارج کے سرداروں میں سے تھا اور اس کا نام جعد بن بعجہ تھا۔ اس نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد کہا: اے علی! اللہ سے ڈرو، یقیناً تم نے بھی مر جانا ہے، اور تمہیں محسن کے حال کا بھی بہ خوبی علم ہے۔ اس کی محسن سے مراد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے، پھر اس نے کہا: یقیناً آپ مرنے والے ہیں۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہرگز نہیں، بلکہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (میں مروں گا نہیں) بلکہ ایسی ضرب سے شہید ہوں گا جو اس (داڑھی کو خون سے) رنگین کر دے گی۔ یہ ایک طے شدہ معاملہ اور فیصلہ شدہ چیز ہے۔ یقیناً وہ شخص ناکام و نامراد ہوگا جو جھوٹی باتیں گھڑتا ہے۔ پھر اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لباس میں نکتہ چینی کی اور بولا: تمہیں (اچھا) لباس پہننے سے کون روکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تمہیں میرے لباس سے کیا مطلب؟ یقیناً میرا یہ لباس (مجھے) تکبر سے

❶ [إسناده حسن] مضى برقم: ٨٨٤   ❷ [ضعيف لإعضاله ورجاله ثقات] سنن الدارمي: ١/ ١٤٣

❸ [إسناده ضعيف] الميزان: ٢/ ١٤٣

❹ [إسناده ضعيف] مسند أبي داود الطيالسي: ١/ ١٣٣ـ السنة لابن أبي عاصم: ٢/ ٤٤٧

بہت دُور رکھتا ہے اور اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ مسلمان اس کی وجہ سے (میری) اقتدا کریں۔

توضیح :...... ”تمہیں محسن کے حال کا بھی بہ خوبی علم ہے“ سے اس آدمی کی مراد یہ تھی کہ جس طرح عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تھا وہی حال آپ کا بھی ہوگا۔

909 - زید رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

قَدِمَ عَلٰی عَلِیٍّ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ مِنَ الْخَوَارِجِ فِيهِمْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْجَعْدُ بْنُ بَعْجَةَ، فَقَالَ لَهُ: اتَّقِ اللّٰهَ يَا عَلِيُّ؛ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ: بَلْ مَقْتُولٌ قَتْلًا ضَرْبَةً عَلٰى هٰذَا، تُخَضِّبُ هٰذِهِ، يَعْنِي لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ، عَهْدٌ مَعْهُودٌ، وَقَضَاءٌ مَقْضِيٌّ، وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی، وَعَاتَبَهُ فِي لِبَاسِهِ فَقَالَ: مَا لَكُمْ وَلِلِّبَاسِي؟ هُوَ أَبْعَدُ مِنَ الْكِبْرِ، وَأَجْدَرُ أَنْ يَقْتَدِيَ بِيَ الْمُسْلِمُ. ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اہل بصرہ میں سے کچھ خارجیوں کے پاس آئے جن میں جعد بن بعجہ نامی ایک آدمی تھا، اس نے آپ سے کہا: اے علی! اللہ سے ڈر جاؤ، تم نے ایک دِن مرنا ہے۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (مرنا نہیں) بلکہ ایسی ضرب سے شہید ہونا ہے جو اس کو، یعنی داڑھی اور سر کو (خون سے) رنگین کر دے گی۔ یہ ایک طے شدہ معاملہ اور فیصلہ شدہ چیز ہے۔ یقیناً وہ شخص ناکام و نامراد ہوگا جو جھوٹی باتیں گھڑتا ہے۔ پھر اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لباس میں نکتہ چینی کی، تو آپ نے فرمایا: تمہیں میرے لباس سے کیا سروکار ہے؟ یہ (مجھے) تکبر سے بہت دُور رکھتا ہے اور یہ اس لائق ہے کہ مسلمان میری پیروی کریں۔

910 - حبہ العرنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ أُتِيَ بِفَالُوذَجٍ فَوُضِعَ قُدَّامَهُ، فَقَالَ: إِنَّكَ لَطَيِّبُ الرِّيحِ، حَسَنُ اللَّوْنِ، طَيِّبُ الطَّعْمِ، وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُعَوِّدَ نَفْسِي مَا لَمْ تَعْتَدْ. ❷

آپ کے پاس فالودہ لایا گیا اور آپ کے سامنے رکھ دیا گیا، تو آپ نے (اسے مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا: یقیناً تمہاری مہک بہت عمدہ ہے، رنگ بہت اچھا ہے، ذائقہ بھی بڑا لذیذ ہے، لیکن میں مناسب نہیں سمجھتا کہ میں اپنے نفس کو اس چیز کا عادی بناؤں جس کی اسے عادت نہیں ہے۔

911 - ابوالنوار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَانِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَمَعَهُ غُلَامٌ لَهُ، فَاشْتَرٰی مِنِّي قَمِيصَ كَرَابِيسَ، قَالَ لِغُلَامِهِ: اخْتَرْ أَيَّهُمَا شِئْتَ، فَأَخَذَ أَحَدَهُمَا، وَأَخَذَ عَلِيٌّ الْآخَرَ فَلَبِسَهُ، ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ فَقَالَ: اقْطَعِ الَّذِي يَفْضُلُ مِنْ قَدْرِ يَدِي، فَقَطَعَهُ وَكَفَّهُ، فَلَبِسَهُ وَذَهَبَ. ❸

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا۔ آپ نے مجھ سے موٹے کپڑے کی ایک قمیض خریدی اور اپنے غلام سے کہا: ان دونوں میں سے جو چاہو لے لو۔ اس نے ان میں

❶ [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٤٣

❷ [إسناده ضعيف] زيادات الزهد لعبد الله: ص ١٣٣ـ ذخائر العقبٰی للطبری: ص ١٠٢

❸ [إسناده حسن لغيره] صفة الصفوة لابن الجوزی: ١/ ٣١٨ـ الرياض النضرة: ٣/ ٣٦٩

سے ایک لے لی اور دوسری سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لے لی اور اسے پہن لیا۔ پھر اپنا ہاتھ پھیلایا اور فرمایا: میرے ہاتھ کی مقدار سے جو زائد ہے اسے کاٹ دو۔ چنانچہ انہوں نے اسے کاٹ دیا اور اس کے بخیے کے اوپر سلائی کر دی۔ پھر آپ نے اسے پہنا اور چلے گئے۔

912 ۔ ابوسعید الازدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ عَلِيًّا أَتَى السُّوقَ فَقَالَ: مَنْ عِنْدَهُ قَمِيصٌ صَالِحٌ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: عِنْدِي، فَجَاءَ بِهِ فَأَعْجَبَهُ، قَالَ: فَلَعَلَّهُ خَيْرٌ مِنْ ذَاكَ، قَالَ: لَا ذَاكَ ثَمَنُهُ، قَالَ: فَرَأَيْتُ عَلِيًّا يَقْرِضُ رِبَاطَ الدَّرَاهِمِ مِنْ ثَوْبِهِ، فَأَعْطَاهُ، فَلَبِسَهُ فَإِذَا هُوَ يَفْضُلُ عَلَى أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ، فَأَمَرَ فَقَطَعَ مَا فَضَلَ عَنْ أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ. ❶

میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ بازار میں آئے اور فرمایا: کسی کے پاس تین درہم قیمت کی کوئی مناسب سی قمیض ہے؟ ایک آدمی نے کہا: میرے پاس ہے۔ وہ آپ کے پاس قمیض لے کر آیا تو آپ کو وہ اچھی لگی۔ آپ نے فرمایا: شاید یہ اس قیمت سے بہتر ہے۔ اس نے کہا: نہیں، یہی اس کی قیمت ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے کپڑے سے درہموں کی پیٹی کھولی اور اسے قیمت ادا کی۔ پھر آپ نے قمیض پہنی تو دیکھا کہ وہ آپ کی انگلیوں کے کناروں سے بھی زائد تھی۔ چنانچہ آپ کے حکم پر درزی نے انگلیوں کے کناروں سے زائد حصہ کاٹ دیا۔

913 ۔ عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَلِيًّا قَسَمَ مَا فِي بَيْتِ الْمَالِ عَلَى سَبْعَةِ أَسْبَاعٍ، ثُمَّ وَجَدَ رَغِيفًا فَكَسَرَهُ سَبْعَ كِسَرٍ، ثُمَّ دَعَا أُمَرَاءَ الْأَجْنَادِ فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ. ❷

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (ایک مرتبہ) بیت المال میں جتنا بھی مال تھا؛ اسے سات حصوں میں تقسیم کر دیا، پھر آپ کو روٹی کی ایک ٹکیہ ملی تو آپ نے اس کے سات ٹکڑے کیے، پھر لشکروں کے اُمراء کو بلایا اور ان کے درمیان تقسیم کر دیے۔

914 ۔ ابوالجعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ الْغَنَمَ تَيْعَرُ فِي بَيْتِ مَالِ عَلِيٍّ فَيَقْسِمُهُ. ❸

میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر کے مال میں بکری کو چرتے دیکھا، آپ نے اسے بھی تقسیم کر دیا۔

915 ۔ امام اعمش رحمہ اللہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَلِيًّا كَانَ إِذَا قَسَمَ مَا فِي بَيْتِ الْمَالِ نَضَحَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ. ❹

سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب بیت المال میں موجود تمام مال تقسیم کر دیتے تھے تو آپ اس میں پانی چھڑکتے، پھر اس میں دو رکعت نماز ادا فرماتے۔

916 ۔ صالح اپنی والدہ یا اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ:

---

❶ [إسناده ثقات] الزهد لهناد: ٢/ ١١٥
❷ [إسناده صحيح] التاريخ الكبير: ٤/ ٢٢٩
❸ تفرّد به المؤلف
❹ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٨٨٦

رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ اشْتَرٰى تَمْرًا بِدِرْهَمٍ ، فَحَمَلَهُ فِي مِلْحَفَتِهِ ، فَقَالُوا: نَحْمِلُ عَنْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: لَا ، أَبُو الْعِيَالِ أَحَقُّ أَنْ يَحْمِلَ . ❶

میں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے کچھ دِرہموں کے عوض خشک کھجوریں خریدیں، پھر انہیں اپنی چادر میں باندھ کر اُٹھا لیا۔ لوگوں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ کی بہ جائے ہم اٹھا لیتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں، ابوالعیال کا ہی زیادہ حق بنتا ہے کہ اُٹھائے۔

917۔ اسماعیل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خادمہ اُم موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ: يَا أُمَّ مُوسٰى ، فَمَا كَانَ لِبَاسُهُ؟ يَعْنِي عَلِيًّا ، قَالَتْ: الْكَرَابِيسُ السُّنْبُلَانِيَّةُ . ❷

میں نے پوچھا: اے اُمِ موسیٰ! سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا لباس کیا تھا؟ انہوں نے کہا: سنبلانی کپڑے کا موٹا لباس۔

918۔ ضحاک بن عمیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ قَمِيصَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الَّذِي أُصِيبَ فِيهِ كَرَابِيسَ سُنْبُلَانِيَّةً ، وَرَأَيْتُ أَثَرَ دَمِهِ عَلَيْهِ كَهَيْئَةِ الدُّرْدِيِّ . ❸

میں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قمیض دیکھا جس میں آپ شہید ہوئے تھے؛ وہ سنبلانی کپڑے کی موٹی قمیض تھی، اور میں نے اس پر ''دُردِی'' جیسے ان کے خون کے نشانات دیکھے۔

توضیح :...... ''دُردِی'' سے مراد وہ گھاڑا مادہ ہے جو کسی مشروب یا تیل وغیرہ میں نیچے جم جاتا ہے۔

919۔ ابوخریم الباہلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ بِشَطِّ الْكَلَأِ يَسْأَلُ عَنِ الْأَسْعَارِ . ❹

میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھاس کے کنارے پر نرخوں کے متعلق سوال کرتے دیکھا۔

920۔ کریمہ بنت ہمام الطابیہ بیان کرتی ہیں کہ:

كَانَ عَلِيٌّ يَقْسِمُ فِينَا الْوَرْسَ بِالْكُوفَةِ ، قَالَ فَضَالَةُ: حَمَلْنَاهُ عَلَى الْعَدْلِ مِنْهُ رضی اللہ عنہ . ❺

کوفے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہم میں وَرس تقسیم کیا کرتے تھے۔ فضالہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو آپ سے عدل وانصاف پر ہی وصول کیا۔

توضیح :...... ''ورس'' ایک قسم کا پودا ہے جو رنگائی کے کام میں لایا جاتا ہے اور ہندوستان کے علاوہ عرب اور حبشہ میں پیدا ہوتا ہے۔ نیز ہلدی اور زعفران کو بھی ''ورس'' کہا جاتا ہے۔

921۔ امام ابن عیینہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

كُفُّوا عَنِّي عَنْ خَفْقِ نِعَالِكُمْ ، فَإِنَّهَا مُفْسِدَةٌ لِقُلُوبِ نَوْكَى الرِّجَالِ . ❻

---

❶ الزهد لأحمد: ص ١٣٣ ❷ [إسناده صحيح] الرياض النضرة: ٣/ ٢٧١

❸ [لم أجد الضحاك والباقون ثقات] الرياض النضرة: ٣/ ٢٧١۔ذخائر العقبٰى للطبرى: ص ١٠٢

❹ [رجاله ثقات عدا أبى الصهباء] ذخائر العقبٰى للطبرى: ص ١٠٩

❺ [إسناده حسن] التاريخ الكبير: ٤/ ١٢٦ ❻ [ضعيف لانقطاعه ورجاله ثقات] سنن الدارمى: ١/ ٤٥٢

تم مجھ سے اپنے جوتوں کی آواز روک کر رکھو (یعنی میرے ساتھ چلتے ہوئے جوتوں کی آواز نہ پیدا ہونے دو) کیونکہ یہ آواز بے وقوف لوگوں کے دِلوں میں بگاڑ پیدا کر دیتی ہے۔

922 ۔ عمرو بن حبشی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ہمیں خطبہ دِیا اور فرمایا:

لَقَدْ فَارَقَكُمْ رَجُلٌ أَمْسِ، مَا سَبَقَهُ الْأَوَّلُونَ بِعِلْمٍ، وَلَا أَدْرَكَهُ الْآخِرُونَ، إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَبْعَثُهُ وَيُعْطِيهِ الرَّايَةَ فَلَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يُفْتَحَ لَهُ، وَمَا تَرَكَ مِنْ صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا سَبْعَمِائَةِ دِرْهَمٍ مِنْ عَطَائِهِ كَانَ يَرْصُدُهَا لِخَادِمِ أَهْلِهِ. [1]

کل تم سے ایک ایسا شخص جدا ہو گیا ہے کہ نہ تو پہلے لوگ علم میں اس پر سبقت لے جا سکے اور نہ ہی بعد والے لوگ اس تک پہنچ سکیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنا جھنڈا دے کر بھیجا کرتے تھے اور وہ تب تک واپس نہیں آتے تھے جب تک فتح حاصل نہ کر لیتے۔ انہوں نے اپنے ترکے میں کوئی سونا چاندی نہیں چھوڑا، سوائے اپنے وظیفے کے سات سو درہم کے؛ جو وہ اپنے گھر کے لیے خادم (خریدنے) کے لیے جمع کیا کرتے تھے۔

923 ۔ عمرو بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رُئِيَ عَلَى عَلِيٍّ ثَوْبٌ مَرْقُوعٌ، فَعُوتِبَ فِي لِبَاسِهِ فَقَالَ: يَقْتَدِي الْمُؤْمِنُ، وَيَخْشَعُ الْقَلْبُ. [2]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پیوند لگا ہوا لباس زیب تن کیے دیکھا تو آپ کے لباس میں نکتہ چینی کی جانے لگی، تو آپ نے فرمایا: (ایسا عاجزانہ لباس پہننے سے) مومن اقتدا کرتا ہے اور دِل ڈرتا رہتا ہے۔

924 ۔ زید بن وہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ بَعْجَةَ عَاتَبَ عَلِيًّا فِي لِبَاسِهِ، فَقَالَ: يَقْتَدِي الْمُؤْمِنُ، وَيَخْشَعُ الْقَلْبُ. [3]

بعجہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لباس میں نکتہ چینی کی تو آپ نے فرمایا: (اس سے) مومن اقتدا کرتا ہے اور دِل ڈرتا رہتا ہے۔

925 ۔ مجمع ابو رجاء بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجَ عَلِيٌّ مَعَهُ سَيْفٌ إِلَى السُّوقِ فَقَالَ: مَنْ يَشْتَرِي مِنِّي هٰذَا؟ وَلَوْ كَانَ عِنْدِي ثَمَنُ إِزَارٍ لَمْ أَبِعْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَا أَبِيعُكَ وَأُنْسِئُكَ إِلَى الْعَطَاءِ. [4]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ تلوار لے کر بازار کی جانب نکلے اور فرمایا: یہ تلوار مجھ سے کون خریدے گا؟ اگر میرے پاس تہہ بند کی قیمت ہوتی تو میں اسے نہ بیچتا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! میں آپ کو (قمیض) فروخت کر دیتا ہوں اور (آپ کو) وظیفہ ملنے تک آپ سے اُدھار کر لیتا ہوں۔

926 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٩٩ـ المعجم الكبير للطبراني: ٧٩٣ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٤٦

[2] [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٣/ ١٢٨ـ الزهد لهنّاد: ٢/ ١١١

[3] [إسناده حسن لغيره] شعب الإيمان للبيهقي: ١٣/ ٢٨٢

[4] [إسناده ضعيف] التاريخ للفسوي: ٢/ ٦٨٣

مَا تَرَكَ عَلِيٌّ إِلَّا سَبْعَمِائَةِ دِرْهَمٍ مِنْ عَطَائِهِ ، أَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَ بِهَا خَادِمًا . ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے وظیفے میں سے صرف سات سو درہم چھوڑ کر گئے، جن سے آپ ایک خادم خریدنا چاہتے تھے۔

927 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَقَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَأَرْبُطُ الْحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ ، وَإِنَّ صَدَقَتِي الْيَوْمَ لَأَرْبَعُونَ أَلْفًا . ❷

میں نے خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (اس حالت میں بھی) دیکھا ہے کہ میں نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا ہوتا تھا، جبکہ آج میں چالیس ہزار صدقہ کر دیتا ہوں۔

928 ۔ حبیب بن ابوثابت بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ حُسَيْنًا كَانَ يُرِيدُ أَنْ يُحْرِمَ وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ فَقَدَّمَ إِلَيْهِمْ طِيبًا فَادَّهَنُوا بِهِ وَادَّهَنَ هُوَ بِزَيْتٍ . ❸

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے احرام باندھنا چاہا، اس وقت آپ کے ساتھ آپ کے کچھ ساتھی بھی تھے، چنانچہ آپ نے انہیں خوشبو پیش کی، جسے انہوں نے لگایا اور خود آپ نے تیل لگا لیا۔

❶ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ۹۲۲

❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ۸۹۹

❸ [إسناده ضعيف] تفرّد به المؤلف

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ نسب

929 ۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے: علی بن ابی طالب، ابوطالب کا نام عبدمناف بن عبدالمطلب تھا، عبدالمطلب کا نام شیبہ بن ہاشم تھا، ہاشم کا نام عمرو بن عبدمناف تھا، عبدمناف کا نام مغیرہ بن قصی تھا، قصی کا نام زید بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر تھا۔ ❶

930 ۔ ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل روایت منقول ہے۔ ❷

931 ۔ امام سفیان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قُتِلَ عَلِيٌّ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانٍ وَخَمْسِينَ ، يَعْنِي سَنَةً . ❸

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اٹھاون برس کی عمر میں شہادت پائی۔

آپ کی والدہ کا نام ونسب:

932 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا۔ ❹

933 ۔ امام مصعب الزبیری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أُمَّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَسَدِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ ، وَهِيَ أَوَّلُ هَاشِمِيَّةٍ وَلَدَتْ هَاشِمِيًّا ، وَهَاجَرَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَمَاتَتْ وَشَهِدَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . ❺

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی تھا۔ وہ پہلی ہاشمی خاتون تھیں جنھوں نے ہاشمی بچے کو جنم دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجرت کی۔ جب ان کی وفات ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنازے میں شرکت فرمائی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک:

934 ۔ ابواسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ أَبِي: يَا بُنَيَّ ، تُرِيدُ أَنْ أُرِيكَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ يَعْنِي عَلِيًّا ، قُلْتُ: نَعَمْ ، فَرَفَعَنِي عَلَى يَدَيْهِ ، فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ أَبْيَضَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ ، أَصْلَعَ ، عَظِيمَ الْبَطْنِ ، عَرِيضَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ . ❻

میرے والد نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمھیں امیرالمومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ دکھلاؤں؟

❶ [إسناده صحيح] البداية والنهاية لابن كثير: ٧/ ٣٣٣
❷ [إسناده صحيح] تاريخ بغداد: ٦/ ٢٠٤
❸ [إسناده صحيح الى جعفر] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٤٥
❹ [إسناده الى الشعبى حسن] تاريخ بغداد: ٥/ ١١٧
❺ معجم الصحابة للبغوى: ٤١٨
❻ [إسناده ضعيف] الرياض النضرة: ٣/ ١٣٨

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو انہوں نے مجھے اپنے ہاتھوں پر اُٹھایا تو مجھے ایک آدمی دِکھائی دِیا جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے، ان کے سر کے اگلے بال گرے ہوئے تھے، پیٹ بڑھا ہوا تھا اور دونوں کندھوں کے درمیان کافی چوڑائی تھی۔

935۔ ابوسعد التیمی بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا نَبِيعُ الثِّيَابَ عَلَى عَوَاتِقِنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ فِي السُّوقِ ، فَإِذَا رَأَيْنَا عَلِيًّا قَدْ أَقْبَلَ قُلْنَا: بوذا شكنب فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا يَقُولُونَ؟ فَقِيلَ لَهُ: يَقُولُونَ: عَظِيمُ الْبَطْنِ ، قَالَ: أَجَلْ ، أَعْلَاهُ عِلْمٌ ، وَأَسْفَلُهُ طَعَامٌ . ❶

ہم بچپن میں اپنے کندھوں پر کپڑے لاد کر بازار میں فروخت کیا کرتے تھے، جب (ایک روز) ہم نے دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ (بازار میں) تشریف لائے ہیں، تو ہم نے کہا: ''بوذا شکنب'' (یہ فارسی زبان کا لفظ ہے) تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے استفسار فرمایا: یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ تو آپ کو بتلایا گیا کہ یہ کہہ رہے ہیں: بڑے پیٹ والے۔ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں، اس کے اوپر والے حصے میں علم اور اس کے نچلے حصے میں کھانا (بھرا ہوا) ہے۔

936۔ سوادہ بن حنظلہ فرماتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ عَلِيًّا أَصْفَرَ اللِّحْيَةِ . ❷

میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، ان کی داڑھی نسبتاً زرد تھی۔

937۔ مدرک ابوالحجاج بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ عَلِيًّا لَهُ وَفْرَةٌ ، وَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ . ❸

میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ کے بال کانوں سے لگ رہے تھے۔ آپ کے پاس ایک بچے کو لایا گیا، آپ نے اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

938۔ جرموز المرادی بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ عَلِيًّا وَهُوَ يَخْرُجُ مِنَ الْقَصْرِ وَعَلَيْهِ قِطْرِيَّتَانِ ، إِزَارُهُ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ ، وَرِدَاؤُهُ مُشَمَّرٌ قَرِيبًا مِنْهُ ، وَمَعَهُ الدِّرَّةُ ، يَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ، وَيَأْمُرُهُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ ، وَحُسْنِ الْبَيْعِ ، وَيَقُولُ: أَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ ، وَلَا تَنْفُخُوا اللَّحْمَ . ❹

میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ محل سے نکل رہے تھے اور آپ نے دو قطری کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے۔ آپ کا تہہ بند نصف پنڈلی تک تھا اور آپ کی چادر اس کے قریب تک چڑھی ہوئی تھی۔ آپ کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ آپ بازار میں چلے جا رہے تھے اور لوگوں کو اللہ سے ڈرنے اور اچھے انداز میں خرید و فروخت کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرما رہے تھے: پورا پورا ماپ تول کرو اور گوشت کو ہڈی سے الگ نہ کرو۔

❶ [إسناده ضعيف] معجم الصحابة للبغوي: ٤١٩۔ الرياض النضرة: ٣/ ١٣٧

❷ [إسناده حسن] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٢٦

❸ [إسناده ضعيف] تفرّد به المؤلف

❹ [إسناده صحيح] ذخائر العقبٰى للطبري: ص ١٠١

توضیح:......''قطری'' کپڑے کی ایک قسم کا نام ہے جو نقش و نگار والا ہوتا ہے اور اس میں سرخ دھاریاں بھی ہوتی ہیں، یہ کپڑا ذرا کھر کھرا ہوتا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت:

939 - حُریث بن مُخَش رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ عَلِيًّا قُتِلَ صَبِيحَةَ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ . ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ماہِ رمضان کی اکیسویں تاریخ کی صبح کو شہید کیا گیا۔

940 - لیث بن سعد بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مُلْجِمٍ ضَرَبَ عَلِيًّا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ عَلٰى دَهْسٍ بِسَيْفٍ كَانَ سَمَّهُ بِالسُّمِّ ، وَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ وَدُفِنَ بِالْكُوفَةِ . ❷

عبدالرحمان بن ملجم نے صبح کی نماز میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نازک حصے پر ایسی تلوار سے وار کیا جسے اس نے زہر کی پان چڑھائی تھی، آپ اسی روز رحلت فرما گئے اور کوفہ میں دفن کیے گئے۔

941 - سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابو روق بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ الْحَسَنَ كَبَّرَ عَلٰى عَلِيٍّ أَرْبَعًا . ❸

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر چار تکبیریں کہیں (یعنی نمازِ جنازہ پڑھایا)۔

942 - ابو معشر بیان کرتے ہیں کہ:

قُتِلَ عَلِيٌّ فِي رَمَضَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي تِسْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً مِنْ رَمَضَانَ سَنَةَ أَرْبَعِينَ ، وَكَانَتْ يَعْنِي خِلَافَتَهُ خَمْسَ سِنِينَ وَثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ . ❹

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سن چالیس ہجری میں ماہِ رمضان کی اُنیس تاریخ کو جمعے کے روز شہید کیا گیا اور آپ کی خلافت پانچ سال اور تین مہینے تک رہی۔

943 - ہارون بن سعد بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عِنْدَ عَلِيٍّ مِسْكٌ ، فَوَصَّى أَنْ يُحَنَّطَ بِهِ وَقَالَ : فَضْلٌ مِنْ حَنُوطِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ . ❺

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس کستوری تھی، آپ نے وصیت فرمائی کہ آپ کو (وفات کے بعد) اسی کی خوشبو لگائی جائے اور فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کو لگائی جانے والی خوشبو سے بچی تھی۔

944 - حسن بن کثیر نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ دیکھا تھا، وہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجَ عَلِيٌّ إِلَى الْفَجْرِ فَأَقْبَلْنَ الْوَزُّ يَصِحْنَ فِي وَجْهِهِ ، فَطَرَدُوهُنَّ عَنْهُ ، فَقَالَ : ذَرُوهُنَّ ، فَإِنَّهُنَّ نَوَائِحُ ، فَضَرَبَهُ ابْنُ مُلْجِمٍ ، فَقُلْتُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، خَلِّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مُرَادٍ ، فَلَا تَقُومُ

---

❶ التاريخ الكبير: ٢/ ٧٠۔تاريخ الطبرى: ٦/ ٨٨　❷ [إسناده صحيح الى الليث] الرياض النضرة: ٣/ ٣٠٠

❸ [لم أجد أبا الوراق والباقون ثقات] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٣٧

❹ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ١١٤　❺ [إسناده ضعيف] الرياض النضرة: ٣/ ٣٠١

لَهُمْ زَاعِبَةٌ أَوْ رَاعِيَةٌ أَبَدًا، قَالَ: لَا، وَلَكِنِ احْبِسُوا الرَّجُلَ، فَإِنْ أَنَا مُتُّ فَاقْتُلُوهُ، وَإِنْ أَعِشْ فَالْجُرُوحُ قِصَاصٌ . ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کے لیے نکلے تو مرغابیاں آ گئیں اور آپ کے سامنے چیخنے لگیں، لوگوں نے انہیں آپ سے دُور ہٹا دیا تو آپ نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو، کیونکہ یہ نوحہ کرنے والیاں ہیں۔ پھر ابن ملجم نے آپ پر وار کر دیا تو میں نے کہا: اے امیر المومنین! ہمارے اور مراد کے درمیان سے آپ ہٹ جائیے (یعنی ہمیں ان سے آپ کا انتقام لینے دیجیے) نہ ان کے حق میں کوئی نیزہ اُٹھے گا اور نہ کبھی ان کا کوئی محافظ بنے گا۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں، البتہ تم اس آدمی کو قید کر لو، اگر تو میری موت ہو گئی تو اسے قتل کر دینا اور اگر میں زندہ رہا تو زخموں کا قصاص لیا جائے گا۔

945 - سفینہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَهْدَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَيْرَيْنِ بَيْنَ رَغِيفَيْنِ، فَقَدَّمَتْ إِلَيْهِ الطَّيْرَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَللّٰهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ وَإِلَى رَسُولِكَ))، وَرَفَعَ صَوْتَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) فَقَالَ: عَلِيٌّ، فَقَالَ: ((فَافْتَحْ لَهُ))، فَفُتِحَتْ، فَأَكَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّيْرَيْنِ حَتّٰى فَنِيَا . ❷

ایک انصاری عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آٹے کی دو ٹکیوں کے درمیان میں دو پرندے (یعنی ان کا گوشت) رکھ کر تحفے میں دیا۔ اس نے وہ گوشت آپ کو پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا: اے اللہ! میرے پاس اس شخص کو لے آ جو تجھے اور تیرے رسول کو محبوب ہو۔ (اتنے میں کوئی آدمی آ گیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے؟ اس نے کہا: علی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لیے دروازہ کھول دو۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان پرندوں کا گوشت کھایا اور دونوں دنیا سے رحلت فرمانے تک اس کا اثر محسوس کرتے رہے۔

946 - سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِبَرَاءَةَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَا الْحُلَيْفَةِ بَعَثَ إِلَيْهِ فَرَدَّهُ وَقَالَ: ((لَا يَذْهَبُ بِهَا إِلَّا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي))، فَبَعَثَ عَلِيًّا . ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کی جانب لاتعلقی کا پیغام دے کر بھیجا، جب وہ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو آپ نے آدمی بھیج کر انہیں واپس بُلا لیا اور فرمایا: اس پیغام کو میرے اہل بیت میں سے ہی کوئی شخص لے کر جائے گا۔ پھر آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

---

❶ [لم أجد كثيرا والباقون ثقات] معجم الصحابة للبغوي: ٤١٩ ـ ذخائر العقبٰى: ص ١١٢

❷ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٢٦ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٣٠

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٣/ ٢١٢ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٢٧٥

947۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَعَلِيٌّ وَلِيُّهُ)). ❶

جس کا میں دوست ہوں؛ علی بھی اس کا دوست ہونا چاہیے۔

توضیح:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے اس فرمان سے مراد یہ تھی کہ جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اور مجھے اپنا دوست رکھتا ہے؛ اس کو چاہیے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کرے اور ان سے بھی دوستی رکھے۔ گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و وِلایت؛ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت و وِلایت کی متقاضی ہے۔

948۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ)). ❷

بلاشبہ تم سے صرف مومن محبت کرے گا اور صرف منافق ہی تم سے نفرت کرے گا۔

949۔ عطیہ بن سعد العوفی بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَقَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ عَلِيٍّ، فَقُلْتُ: أَخْبِرْنَا عَنْهُ، قَالَ: فَرَفَعَ حَاجِبَيْهِ بِيَدَيْهِ فَقَالَ: ذَاكَ مِنْ خَيْرِ الْبَشَرِ. ❸

ہم سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ کی بھنویں آپ کی آنکھوں پر گر چکی تھیں (یعنی آپ بہت بزرگ ہو گئے تھے) ہم نے آپ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا اور میں نے عرض کیا: ہمیں ان کے بارے میں بتلایئے۔ تو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی بھنویں اُوپر اُٹھائیں اور فرمایا: وہ بہترین انسان تھے۔

950۔ عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ أَبِي يَسْمُرُ مَعَ عَلِيٍّ، وَكَانَ عَلِيٌّ يَلْبَسُ ثِيَابَ الصَّيْفِ فِي الشِّتَاءِ، وَثِيَابَ الشِّتَاءِ فِي الصَّيْفِ، فَقِيلَ لِي: لَوْ سَأَلْتَهُ عَنْ هٰذَا، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ إِلَيَّ وَأَنَا أَرْمَدُ يَوْمَ خَيْبَرَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَرْمَدُ، فَتَفَلَ فِي عَيْنَيَّ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ))، فَمَا وَجَدْتُ حَرًّا وَلَا بَرْدًا بَعْدُ، قَالَ: وَقَالَ: ((لَأَبْعَثَنَّ رَجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، وَيُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، لَيْسَ بِفَرَّارٍ))، قَالَ: فَتَشَرَّفَ لَهَا النَّاسُ، فَبَعَثَ عَلِيًّا. ❹

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٣٥٨۔سنن الترمذی: ٥/ ٦٣۔سنن ابن ماجه: ١/ ٤٣۔المستدرك للحاكم: ٣/ ١١٠

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٢٨۔سنن الترمذی: ٥/ ٦٤٣۔سنن ابن ماجه: ١/ ١٤٢۔

❸ [إسناده ضعيف] ذخائر العقبٰى: ٩٦ ❹ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٣٣۔سنن ابن ماجه: ١/ ٤٣

میرے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کو گپ شپ کیا کرتے تھے اور علی رضی اللہ عنہ سردیوں میں گرمیوں کے کپڑے اور گرمیوں میں سردیوں کے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ مجھ سے کسی نے کہا کہ ان سے اس کی وجہ تو پوچھیے۔ چنانچہ میں نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز مجھے بلایا اور اس روز میری آنکھیں خراب تھیں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے تو آشوبِ چشم کا مرض ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا تھوک مبارک لگایا اور فرمایا: اے اللہ! اس سے گرمی اور سردی کو دُور کر دے۔ چنانچہ اس کے بعد مجھے کبھی گرمی اور سردی محسوس نہیں ہوئی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا: میں لازماً ایسے شخص کو بھیجوں گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، نیز وہ میدان چھوڑ کر بھاگنے والا نہیں ہے۔ لوگ اُٹھ کر سامنے آنے لگے (کہ شاید ہمیں یہ سعادت نصیب ہو جائے) لیکن آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

951۔ ابوالبختری یا عبداللہ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ مُفْرِطٌ، وَمُبْغِضٌ مُفْتَرٍ. [1]

میرے بارے میں دو آدمی ہلاکت کا شکار ہوتے ہیں: غُلو کی حد تک محبت رکھنے والا اور دوسرا تہمت و بہتان لگانے کی حد تک نفرت کرنے والا۔

952۔ ابوالسوار بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَيُحِبُّنِي قَوْمٌ حَتّٰى يَدْخُلُوا النَّارَ فِي حُبِّي، وَلَيُبْغِضُنِي قَوْمٌ حَتّٰى يَدْخُلُوا النَّارَ فِي بُغْضِي. [2]

یقیناً مجھ سے کچھ لوگ اس قدر محبت کریں گے کہ وہ میرے ساتھ (غلوآمیز) محبت کی وجہ سے جہنم میں چلے جائیں گے اور کچھ لوگ میرے ساتھ اس قدر نفرت کریں گے کہ وہ میرے ساتھ نفرت رکھنے کے باعث جہنم میں چلے جائیں گے۔

953۔ سیدنا ضحاک بن مزاحم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا عَلِيُّ، تَدْرِي مَنْ شَرُّ الْأَوَّلِينَ؟)) وَقَالَ وَكِيعٌ مَرَّةً عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا عَلِيُّ، تَدْرِي مَنْ أَشْقَى الْأَوَّلِينَ؟)) قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((عَاقِرُ النَّاقَةِ))، قَالَ: ((تَدْرِي مَنْ شَرُّ))، وَقَالَ مَرَّةً: ((مَنْ أَشْقَى الْآخِرِينَ؟)) قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((قَاتِلُكَ)). [3]

اے علی! کیا تم جانتے ہو کہ (اس اُمت سے) پہلے لوگوں میں سے بدترین شخص کون تھا؟ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! کیا تم جانتے ہو کہ پہلے لوگوں میں سے بدبخت شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (صالح علیہ السلام کی قوم میں سے) اونٹنی

[1] [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٢٣۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣٣

[2] [إسناده صحيح] السنة لابن أبي عاصم: ٩٧

[3] [إسناده حسن لغيره] مسند أحمد: ٤/ ٢٦٣۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣٦

کی کونچیں کاٹنے والا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آخری لوگوں میں سے بدترین، یا فرمایا کہ بدبخت ترین شخص کون ہوگا؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا قاتل۔

954 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوسٰی ، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)) . ❶

تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی، سوائے اس بات کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

توضیح:...... نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہارون علیہ السلام اور تم میں فرق یہ ہے کہ تم نبی نہیں ہو اور ہارون علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے۔ اس کے علاوہ تمہارا مقام میرے لیے وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام کا مقام تھا۔ نبی ﷺ کے اس فرمان سے مراد یہ تھا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر تشریف لے گئے تھے تب اپنے پیچھے ہارون علیہ السلام کو اپنے خلیفہ کے طور پر چھوڑ گئے تھے اور بعینہٖ نبی ﷺ بھی جب غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے تو اپنے خلیفہ کے طور پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ ایک مماثلت یہ بھی ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی نبی ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔

955 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم عہد نبوت میں یہ کہا کرتے تھے کہ:

رَسُولُ اللّٰهِ خَيْرُ النَّاسِ ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ ، ثُمَّ عُمَرُ ، وَلَقَدْ أُوتِيَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ ثَلَاثَ خِصَالٍ ، لَئِنْ تَكُنْ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ ، زَوَّجَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ابْنَتَهُ ، وَوَلَدَتْ لَهُ ، وَسُدَّتِ الْأَبْوَابُ إِلَّا بَابَهُ فِي الْمَسْجِدِ ، وَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ يَوْمَ خَيْبَرَ . ❷

رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سے بہترین ہستی ہیں، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین ایسی خوبیاں عطا کی گئی تھیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہو جاتی تو یہ میرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہوتی: (پہلی خوبی یہ تھی کہ) رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی کی شادی ان سے کی اور ان کے بطن سے ان کی اولاد بھی ہوئی (دوسری خوبی یہ ہے کہ) مسجد میں (کھلنے والے دیگر صحابہ کے) تمام دروازے بند کر دیے گئے، سوائے علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے، اور (تیسری خوبی انہیں یہ حاصل تھی کہ) آپ ﷺ نے انہیں خیبر کے روز جھنڈا دیا تھا۔

956 ۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ اسْتَخْلَفَ عَلِيًّا عَلَى

---

❶ [إسناده ضعيف] صحيح البخاري: ٧/ ٧١۔صحيح مسلم: ٤/ ١٨٧٠۔سنن الترمذي: ٥/ ٦٤١۔سنن ابن ماجه: ١/ ٤٢۔مسند أحمد: ١/ ١٧٠

❷ [إسناده ضعيف] صحيح البخاري: ٧/ ٧١۔صحيح مسلم: ٤/ ١٨٧۔سنن الترمذي: ٥/ ٦٤١۔مسند أحمد: ٢/ ٢٦۔المستدرك للحاكم: ٣/ ١١٦

الْمَدِينَةِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ تَخْرُجَ وَجْهًا إِلَّا وَأَنَا مَعَكَ، فَقَالَ: ((أَوَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى؟ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)). ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت غزوۂ تبوک کے لیے نکلے تو آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا امیر مقرر کیا، تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو بس یہی چاہتا ہوں کہ آپ جدھر بھی جائیں میں آپ کے ساتھ ہی ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی؟ سوائے اس بات کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

957۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى))، قِيلَ لِسُفْيَانَ: ((غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي))، قَالَ: نَعَمْ. ❷

تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ سفیان رحمہ اللہ سے کہا گیا: (اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ) سوائے اس بات کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو انہوں نے کہا: جی ہاں۔

958۔ عکرمہ اور ابویزید المدنی رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا أُهْدِيَتْ فَاطِمَةُ إِلَى عَلِيٍّ لَمْ يَجِدْ أَوْ تَجِدْ عِنْدَهُ إِلَّا رَمْلًا مَبْسُوطًا وَوِسَادَةً، وَجَرَّةً، وَكُوزًا، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَلِيٍّ: ((لَا تَقْرَبِ امْرَأَتَكَ حَتّٰى آتِيَكَ))، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَقَالَ فِيهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ نَضَحَ بِهِ صَدْرَ عَلِيٍّ وَوَجْهَهُ، ثُمَّ دَعَا فَاطِمَةَ فَقَامَتْ إِلَيْهِ تَعْثُرُ فِي ثَوْبِهَا، وَرُبَّمَا قَالَ مَعْمَرٌ: فِي مِرْطِهَا، مِنَ الْحَيَاءِ، فَنَضَحَ عَلَيْهَا أَيْضًا وَقَالَ لَهَا: ((أَمَا إِنِّي لَمْ آلُ أَنْ أُنْكِحَكِ أَحَبَّ أَهْلِي إِلَيَّ))، فَرَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوَادًا وَرَاءَ الْبَابِ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالَتْ: أَسْمَاءُ، قَالَ: ((أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَمَعَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْتِ كَرَامَةً لِرَسُولِ اللّٰهِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَتْ: فَدَعَا لِي دُعَاءً إِنَّهُ لَأَوْثَقُ عَمَلِي عِنْدِي، قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجَ، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ: ((دُونَكَ أَهْلَكَ))، ثُمَّ وَلَّى فِي حُجْرَةٍ، فَمَا زَالَ يَدْعُو لَهُمَا حَتّٰى دَخَلَ فِي حُجْرَةٍ. ❸

جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا گیا تو انہوں نے ان کے پاس صرف ایک بچھی ہوئی چٹائی، تکیہ، مٹی کا گھڑا اور ایک پیالہ ہی پایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ جب تک میں نہ آؤں تب تک اپنی بیوی کے قریب مت جانا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے پانی منگوایا، پھر اس میں جو اللہ نے چاہا وہ پڑھا، پھر علی رضی اللہ عنہ کے چہرے اور سینے پر اس پانی کے چھینٹے مارے، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بُلایا تو وہ آپ

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٧٧۔ مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٢٦

❷ [إسناده حسن لغيره] التاريخ للخطيب: ٣/ ٢٨٩۔ العلل المتناهية لابن الجوزي: ١/ ٢٢٥

❸ [رجال الإسناد ثقات] مصنف عبد الرزاق: ٥/ ٤٨٥۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٥٩۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٠٩

کے سامنے کھڑی ہو کر شرم کے مارے اپنے کپڑے میں، اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی چادر میں ہی لپٹے جا رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان پر بھی چھینٹے مارے اور ان سے فرمایا: سنو! میں نے تمہارا نکاح اپنے خاندان کے اس شخص سے کیا ہے جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دروازے کے پیچھے سیاہ چیز (یعنی سایہ) دیکھا تو پوچھا: کون ہے؟ جواب آیا کہ اسماء۔ آپ نے پوچھا: اسماء بنت عمیس؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا رسول اللہ ﷺ کی عزت کرتے ہوئے ان کی صاحبزادی کے ساتھ آئی ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی؛ جو میری نظر میں میرا سب سے پختہ عمل ہے۔ پھر آپ باہر نکل گئے اور علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اپنی اہلیہ کے پاس چلے جاؤ۔ پھر آپ ﷺ مسلسل ان دونوں کے لیے دعا فرماتے رہے، یہاں تک کہ وہ کمرے میں داخل ہو گئے۔

959۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ)). ❶

جس کا دوست میں ہوں، علی بھی اس کا دوست ہونا چاہیے۔

960۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَلَّفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)). ❷

رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جنگ میں شرکت کی اجازت نہ دی، تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی؟ ماسوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

961۔ زر بن حبیش بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ إِنَّ لَمِمَّا عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ، وَلَا يُحِبُّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ. ❸

اللہ کی قسم! بلاشبہ نبی ﷺ نے مجھ کو جو باتیں تاکید کے ساتھ بتائیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ مجھ سے صرف منافق شخص بغض رکھے گا اور صرف مومن شخص محبت رکھے گا۔

962۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَلِيُّ، إِنَّهُ مَنْ فَارَقَنِي فَقَدْ فَارَقَ اللّٰهَ، وَمَنْ فَارَقَكَ فَقَدْ فَارَقَنِي)). ❹

اے علی! جس نے مجھ سے علیحدگی اختیار کی اس نے اللہ سے علیحدگی اختیار کر لی، اور جس نے تم سے علیحدگی اختیار

---

❶ [إسناده صحيح] انظر رقم: ٩٤٨

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٨٢

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٨٤

❹ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٢٣۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣٥

کی اس نے مجھ سے علیحدگی اختیار کر لی۔

963 ۔ عبداللہ بن ظالم بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ: إِنِّي أَحْبَبْتُ عَلِيًّا حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ شَيْئًا قَطُّ، قَالَ: نِعْمَ مَا رَأَيْتَ، أَحْبَبْتَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي أَبْغَضْتُ عُثْمَانَ بُغْضًا لَمْ أَبْغَضْهُ شَيْئًا قَطُّ، قَالَ: بِئْسَ مَا رَأَيْتَ، أَبْغَضْتَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. ❶

ایک آدمی سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ اتنی محبت میں نے کبھی کسی سے نہیں کی۔ انہوں نے فرمایا: تیری رائے بہت اچھی ہے، تو ایک جنتی شخص سے محبت کرتا ہے۔ پھر ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: میں عثمان رضی اللہ عنہ سے اس قدر نفرت کرتا ہوں کہ اتنی نفرت میں نے کبھی کسی سے نہیں کی تو انہوں نے فرمایا: تیری رائے بہت بری ہے، تو ایک جنتی شخص سے نفرت کرتا ہے۔

964 ۔ ابومریم بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ: مُفْرِطٌ غَالٍ، وَمُبْغِضٌ قَالٍ. ❷

میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاکت کا شکار ہو جاتے ہیں: ایک غلو کی حد تک افراط (حد سے زیادہ محبت) کرنے والا اور دوسرا مقام سے گرانے جیسی نفرت رکھنے والا۔

965 ۔ ابواسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يَغْزُ لَمْ يُعْطِ سِلَاحَهُ إِلَّا عَلِيًّا، أَوْ أُسَامَةَ. ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنگ میں بہ ذاتِ خود شریک نہیں ہوتے تھے تو اپنے ہتھیار سیدنا علی یا سیدنا اُسامہ رضی اللہ عنہما کے سوا کسی کو نہیں دیتے تھے۔

966 ۔ زید بن یثیع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيَنْتَهِيَنَّ بَنُو وَلِيعَةَ، أَوْ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْهِمْ رَجُلًا كَنَفْسِي، يُمْضِي فِيهِمْ أَمْرِي، يَقْتُلُ الْمُقَاتِلَةَ، وَيَسْبِي الذُّرِّيَّةَ))، قَالَ: فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: فَمَا رَاعَنِي إِلَّا بَرْدُ كَفِّ عُمَرَ فِي حُجْزَتِي مِنْ خَلْفِي، فَقَالَ: مَنْ تُرَاهُ يَعْنِي؟ قُلْتُ: مَا يَعْنِيكَ، وَلٰكِنْ يَعْنِي خَاصِفَ النَّعْلِ. ❹

بنو ولیعہ لازمی طور پر باز آ جائیں، ورنہ میں ان کی طرف اپنے جیسا ایک آدمی بھیجوں گا جو ان میں میرا حکم جاری کرے گا، جنگجوؤں سے قتال کرے گا اور عورتوں و بچوں کو قیدی بنائے گا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیچھے سے میری کوکھ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی ٹھنڈک لگی تو میں ڈر گیا۔ انہوں نے پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کون شخص ہے؟

---

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٨٧ ـ السنن الكبرٰى للنسائي: ٤/ ٧ ـ سنن أبي داود: ٤/ ٢١ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٥١ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٤٨

❷ [إسناده حسن] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٢٣ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣٣

❸ [إسناده ضعيف] المعجم الكبير للطبراني: ٢/ ٣٢٣ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٥/ ٢٨٣

❹ [مرسل ورجاله ثقات] سنن الترمذي: ٥/ ٦٣٤ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٦٣

میں نے کہا: آپ مراد نہیں ہیں بلکہ آپ ﷺ کی مراد جوتا گانٹھنے والے (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ) ہیں۔

توضیح:...... بنو ولیعہ سے مراد حضرموت کے بادشاہ تھے جو غیر مسلم تھے اور ان میں سے چند کے نام یہ تھے: جمدہ، مخوس اور مشرح۔

967 ۔ ریاح بن حارث بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ رَهْطٌ إِلَى عَلِيٍّ بِالرَّحَبَةِ فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَانَا، فَقَالَ: كَيْفَ أَكُونُ مَوْلَاكُمْ وَأَنْتُمْ قَوْمٌ عَرَبٌ؟ قَالُوا: سَمِعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا مَوْلَاهُ)). قَالَ رِيَاحٌ: فَلَمَّا مَضَوْا اتَّبَعْتُهُمْ فَسَأَلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوا: نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ. [1]

رحبہ کے مقام پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس لوگوں کی ایک جماعت آئی، انہوں نے کہا: اے ہمارے مولا! السلام علیک۔ آپ نے فرمایا: میں تمہارا مولا کیسے ہوسکتا ہوں، تم تو عرب قوم ہو؟ تو انہوں نے کہا: ہم نے غدیر خُم کے روز رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس کا دوست میں ہوں، علی بھی اس کا دوست ہونا چاہیے۔ ریاح کہتے ہیں کہ جب وہ چلے گئے تو میں ان کے پیچھے گیا اور پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ انصار کی جماعت ہے، اور ان میں سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

968 ۔ علی بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَقِيتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، وَهُوَ دَاخِلٌ عَلَى الْمُخْتَارِ أَوْ خَارِجٌ مِنْ عِنْدِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ؟)). قَالَ: نَعَمْ. [2]

میں سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ملا اور وہ اس وقت مختار کے پاس جا رہے تھے یا آرہے تھے، میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ میں تم میں دو مضبوط چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔

969 ۔ محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ، وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ، قَالَ: فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَقْتُولٌ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَقْتُولٌ السَّاعَةَ، قَالَ: فَقَامَ عَلِيٌّ، قَالَ مُحَمَّدٌ: فَأَخَذْتُ بِوَسَطِهِ تَخَوُّفًا عَلَيْهِ، فَقَالَ: خَلِّ لَا أُمَّ لَكَ، قَالَ: فَأَتَى عَلِيٌّ الدَّارَ، وَقَدْ قُتِلَ الرَّجُلُ، فَأَتَى دَارَهُ فَدَخَلَهَا، وَأَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ، فَأَتَاهُ النَّاسُ فَضَرَبُوا عَلَيْهِ الْبَابَ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ قُتِلَ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ خَلِيفَةٍ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ، فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ: ((لَا تُرِيدُونِي، فَإِنِّي لَكُمْ وَزِيرٌ خَيْرٌ مِنِّي لَكُمْ أَمِيرٌ، فَقَالُوا: لَا وَاللّٰهِ مَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ، قَالَ: فَإِنْ أَبَيْتُمْ عَلَيَّ فَإِنَّ بَيْعَتِي لَا تَكُونُ سِرًّا، وَلَكِنْ أَخْرُجُ إِلَى الْمَسْجِدِ

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٤١٩

[2] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٣٧١

فَمَنْ شَاءَ أَنْ يُبَايِعَنِي بَايَعَنِي ، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَبَايَعَهُ النَّاسُ . ❶

میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور عثمان رضی اللہ عنہ (اس وقت) محصور تھے، تو ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا: امیر المومنین کو شہید کر دیا گیا ہے۔ پھر دوسرا آدمی آیا اور بولا: ابھی امیر المومنین کو شہید کر دیا گیا ہے۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے کچھ کر گذرنے سے ڈرتے ہوئے آپ کو درمیان سے پکڑ لیا، تو آپ نے فرمایا: ہٹ جاؤ، تمہاری ماں نہ رہے۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس گھر میں آئے تو عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے پڑے تھے۔ آپ ان کے گھر میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا۔ پھر لوگ آپ کے پاس آئے اور دروازہ مار گرایا، پھر وہ آپ کے پاس اندر آ گئے اور انہوں نے کہا: یہ صاحب تو شہید کر دیے گئے ہیں، اب لوگوں کے لیے خلیفہ (کا انتخاب) ناگزیر ہے اور ہم اس منصب کے لیے آپ سے زیادہ حق دار کسی کو نہیں سمجھتے۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تم مجھے (خلیفہ بنانے کا) ارادہ نہ رکھو، کیونکہ بلاشبہ میں تمہارا وزیر ہوں اور یہ میرے لیے تمہارا امیر ہونے سے بہتر ہے۔ تو لوگوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم اس منصب کے لیے آپ سے زیادہ حق دار کسی کو نہیں سمجھتے۔ آپ نے فرمایا: اگر تم نہیں مان رہے تو پھر میری بیعت پوشیدہ نہیں ہو گی، بلکہ میں مسجد میں جاؤں گا اور جو میری بیعت کرنا چاہے وہ کر لے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ مسجد میں گئے اور لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔

970۔ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُتِلَ عُثْمَانُ ، وَعَلِيٌّ فِي الْمَسْجِدِ ، قَالَ: فَمَالَ النَّاسُ إِلَى طَلْحَةَ ، قَالَ: فَانْصَرَفَ عَلِيٌّ يُرِيدُ مَنْزِلَهُ ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ عِنْدَ مَوْضِعِ الْجَنَائِزِ فَقَالَ: انْظُرُوا إِلَى رَجُلٍ قَتَلَ ابْنَ عَمِّهِ ، وَسَلَبَ مُلْكَهُ ، قَالَ: فَوَلَّى رَاجِعًا فَرَقِيَ فِي الْمِنْبَرِ فَقِيلَ: ذَاكَ عَلِيٌّ عَلَى الْمِنْبَرِ ، فَمَالَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَبَايَعُوهُ وَتَرَكُوا طَلْحَةَ . ❷

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ مسجد میں تھے۔ لوگ (بیعت کرنے کے لیے) سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی جانب مائل ہوئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ واپس ہو گئے اور اپنے گھر جا رہے تھے کہ جنازگاہ کے پاس ایک قریشی آپ سے ملا اور بولا: اس آدمی کی طرف دیکھو جس نے اپنے چچازاد کو قتل کر دیا اور اس کی حکومت چھین لی۔ آپ یہ سن کر واپس پلٹ آئے اور منبر پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ کسی نے آواز لگائی کہ منبر پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ تو لوگ ان کے پاس آ کر ان کی بیعت کرنے لگے اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔

971۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ، ارْقُبُوا مُحَمَّدًا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ . ❸

اے لوگو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ان کے اہل بیت کے بارے میں خاص لحاظ رکھو۔

972۔ قُرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو رجاء رحمہ اللہ کو فرماتے سنا:

---

❶ [إسناده صحيح] الرياض النضرة للمحب الطبري: ٣/ ٢٩٢

❷ [إسناده صحيح] الرياض النضرة للمحب الطبري: ٣/ ٢٩٣

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٩٥

لَا تَسُبُّوا عَلِيًّا، وَلَا أَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ، إِنَّ جَارًا لَنَا مِنْ بَنِي الْهُجَيْمِ قَدِمَ مِنَ الْكُوفَةِ فَقَالَ: أَلَمْ تَرَوْا هٰذَا الْفَاسِقَ ابْنَ الْفَاسِقِ؟ إِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُ، يَعْنِي الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: فَرَمَاهُ اللّٰهُ بِكَوْكَبَيْنِ فِي عَيْنِهِ، فَطَمَسَ اللّٰهُ بَصَرَهُ. ❶

تم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا مت کہو اور نہ ہی اس گھر والوں کو۔ بنو ہجیم کا ہمارا پڑوسی کوفے سے آیا اور اس نے کہا: کیا تم اس فاسق ابن فاسق کو نہیں دیکھتے کہ اللہ نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اس کی مراد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ (اس کے ایسا کہنے پر) اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ میں دو دو کیل (میخ) پھینکے اور اسے اندھا کر دیا۔

973 ۔ مُنذر بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ربیع بن خثیم کے پاس سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مُبْغِضِيهِ أَشَدَّ لَهُ بُغْضًا، وَلَا مُحِبِّيهِ أَشَدَّ لَهُ حُبًّا، وَلَمْ أَرَهُمْ يَجِدُونَ عَلَيْهِ فِي حُكْمِهِ، وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ [البقرة:٢٦٩]. ❷

میں نے ان سے نفرت کرنے والوں سے بڑھ کر کسی سے نفرت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا اور ان سے محبت کرنے والوں سے زیادہ کسی سے محبت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا، لیکن ان دونوں قسم کے لوگوں کو ان کے فیصلے کے سلسلے میں کسی قسم کا کوئی اعتراض کرتے نہیں دیکھا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ ''جسے حکمت عطا کر دی گئی؛ اسے بہت سی خیر و بھلائی سے نواز دیا گیا۔''

974 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَقِيتُ عَلْقَمَةَ، فَقَالَ: أَتَدْرِي مَا مَثَلُ عَلِيٍّ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ؟ قَالَ: قُلْتُ: وَمَا مَثَلُهُ؟ قَالَ: مَثَلُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، أَحَبَّهُ قَوْمٌ حَتّٰى هَلَكُوا فِي حُبِّهِ، وَأَبْغَضَهُ قَوْمٌ حَتّٰى هَلَكُوا فِي بُغْضِهِ. ❸

میں علقمہ رحمہ اللہ سے ملا تو انہوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس اُمت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کیا مثال ہے؟ میں نے پوچھا: کیا مثال ہے؟ انہوں نے فرمایا: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام جیسی؛ کہ ان سے کچھ لوگوں نے اس قدر محبت کی کہ ان کی (غلو آمیز) محبت میں ہلاک ہو گئے اور کچھ لوگوں نے ان سے اس قدر نفرت کی کہ ان کی نفرت میں ہی تباہ و برباد ہو گئے۔

975 ۔ سعید بن عمرو القرشی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عیاش الزرقی رحمہ اللہ سے کہا: مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ بتلائیے، تو انہوں نے فرمایا:

كَانَ عَلِيٌّ رَجُلًا تِلْعَابَةً، يَعْنِي مَزَّاحًا، قَالَ: وَكَانَ إِذَا فُزِعَ، فُزِعَ إِلٰى ضِرْسٍ حَدِيدٍ، قَالَ: قُلْتُ: مَا ضِرْسٌ حَدِيدٌ؟ قَالَ: قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ، وَفِقْهٌ فِي الدِّينِ، وَشَجَاعَةٌ، وَسَمَاحَةٌ. ❹

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بڑے ظریف اور زندہ دِل انسان تھے، یعنی بہت مزاح کرنے والے تھے، آپ پر جب بھی کوئی خوف طاری ہوا تو آپ سخت ٹیلے کی آڑ لے لیتے تھے۔ میں نے پوچھا: سخت ٹیلے سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے

---

❶ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ١١٩۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٩٦

❷ [إسناده ضعيف] تفرّد به المؤلف

❸ [رجاله ثقات] الاستيعاب لابن عبد البر: ٣/ ٦٥

❹ [إسناده صحيح] الرياض النضرة للمحب الطبري: ٣/ ٢٥٥

فرمایا: قرآن کی قراءت، دِین کی سوجھ بوجھ، شجاعت و بہادری اور نرمی و ملائمت۔

976۔ عوف بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ عِنْدَ الْحَسَنِ، فَذَكَرُوا أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ جَوْشَنٍ الْغَطَفَانِيُّ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، إِنَّمَا أَزْرِي بِأَبِي مُوسٰى اتِّبَاعُهُ عَلِيًّا، قَالَ: فَغَضِبَ الْحَسَنُ حَتّٰى تَبَيَّنَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ قَالَ: فَمَنْ يَتَّبِعُ؟ قُتِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانُ مَظْلُومًا، فَعَمَدَ النَّاسُ إِلٰى خَيْرِهِمْ فَبَايَعُوهُ، فَمَنْ يَتَّبِعُ؟ حَتّٰى رَدَّهَا مِرَارًا. ❶

میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو لوگوں نے اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کا تذکرہ شروع کر دیا، تو ابن جوشن غطفانی نے کہا: اے ابوسعید! میں تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا علی رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنا ان کی ذِلت سمجھتا ہوں۔ یہ سن کر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اس قدر غصے میں آ گئے کہ ان کے چہرے پر غصہ واضح ہونے لگا اور انہوں نے فرمایا: پھر کس کی پیروی کی جاتی؟ امیرالمومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر ظلم کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا اور لوگوں نے سب سے بہترین شخص کو منتخب کر کے ان کی بیعت کر لی، وگرنہ کس کی پیروی کی جاتی؟ انہوں نے یہ بات بار بار دوہرائی۔

977۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا:

((يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، أَوْ قَالَ: يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: ((يَطْلُعُ، أَوْ يَدْخُلُ - شَكَّ يَزِيدُ - رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))، قَالَ: فَجَاءَ عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: ((يَطْلُعُ، أَوْ يَدْخُلُ، عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ عَلِيًّا، اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ عَلِيًّا))، فَجَاءَ عَلِيٌّ. ❷

تمہارے پاس ایک جنتی شخص آ رہا ہے۔ یا فرمایا کہ تمہارے پاس ایک جنتی شخص داخل ہو رہا ہے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس ایک جنتی شخص آ رہا ہے، یا (فرمایا کہ) داخل ہو رہا ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس ایک جنتی شخص آ رہا ہے، یا (فرمایا کہ) داخل ہو رہا ہے۔ (اور ساتھ ہی آپ یہ دعا فرمانے لگے:) اے اللہ! اب علی کو بھیجنا، اے اللہ! اب علی آئے۔ چنانچہ (ایسا ہی ہوا اور) سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔

978۔ شداد ابوعمار بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلٰى وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ، فَذَكَرُوا عَلِيًّا فَشَتَمُوهُ، فَشَتَمْتُهُ مَعَهُمْ، فَلَمَّا قَامُوا قَالَ لِي: لِمَ شَتَمْتَ هٰذَا الرَّجُلَ؟ قُلْتُ: رَأَيْتُ الْقَوْمَ شَتَمُوهُ فَشَتَمْتُهُ مَعَهُمْ، فَقَالَ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَا رَأَيْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ: بَلٰى، فَقَالَ: أَتَيْتُ فَاطِمَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ عَلِيٍّ، فَقَالَتْ: تَوَجَّهَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتّٰى جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ، وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ، آخِذًا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِيَدِهِ، حَتّٰى دَخَلَ فَأَدْنٰى عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ، فَأَجْلَسَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، وَأَجْلَسَ حَسَنًا وَحُسَيْنًا

❶ [إسناده صحيح الى الحسن] تفرّد به المؤلف ❷ [إسناده حسن لغيره] السنة لابن أبي عاصم: ١٤٣

كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى فَخِذِهِ، ثُمَّ لَفَّ عَلَيْهِمْ ثَوْبَهُ، أَوْ قَالَ: كِسَاءً، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾ [الأحزاب:٣٣]، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي، وَأَهْلُ بَيْتِي أَحَقُّ)). ❶

میں سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا اور انہیں برا بھلا کہا تو میں نے بھی ان کے ساتھ انہیں برا بھلا کہہ دیا۔ جب لوگ اُٹھ کر چلے گئے تو واثلہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: تم نے ان صاحب کو کیوں برا بھلا کہا؟ میں نے کہا: میں نے لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے ان کو برا بھلا کہا تو اس کے ساتھ میں نے بھی کہہ ڈالا۔ انہوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتلاؤں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہے؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کرنے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے کہا: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے ہیں۔ میں بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی تھے، ان دونوں شہزادوں میں سے ہر ایک نے آپ کا ہاتھ مبارک تھاما ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہو گئے اور سیدنا علی و سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کو قریب کر کے اپنے سامنے بٹھا لیا اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما میں سے ہر ایک کو اپنی ایک ایک ران مبارک پر بٹھا لیا، پھر ان پر اپنا کپڑا، یا چادر تان دی، پھر یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾ ''اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ وہ تم سے ناپاکی کو ختم کر دے۔'' پھر فرمایا: اے اللہ! یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں اور میرے اہل بیت ہی زیادہ حق دار ہیں۔

979 - ابو صالح سے مروی ہے کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّمَا كُنَّا نَعْرِفُ مُنَافِقِي الْأَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيًّا. ❷

ہم انصار کے منافقوں کو ان کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بُغض کے باعث ہی پہچان لیا کرتے تھے۔

980 - اُم موسیٰ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا رَمِدَتْ عَيْنِي مُنْذُ تَفَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنِي. ❸

جب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں لعاب مبارک لگایا تب سے مجھے آشوبِ چشم کا مرض نہیں لگا۔

981 - سیدنا عمرو بن شاس اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجْتُ مَعَ عَلِيٍّ إِلَى الْيَمَنِ، فَجَفَانِي فِي سَفَرِي ذٰلِكَ، حَتّٰى وَجَدْتُ عَلَيْهِ فِي نَفْسِي، فَلَمَّا قَدِمْتُ أَظْهَرْتُ شِكَايَةً فِي الْمَسْجِدِ، حَتّٰى بَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ ذَاتَ غَدَاةٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَاسٍ مِنْ

❶ [إسناده حسن لغيره] مسند أحمد: ٤/ ١٠٧ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٣٥١ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٤٧

❷ [إسناده صحيح] سيأتي برقم: ١٠٨٦

❸ [إسناده صحيح لغيره] مسند أحمد: ١/ ٧٨ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٢٣

أَصْحَابِهِ ، فَلَمَّا رَآنِي أَحَدَّنِي عَيْنَيْهِ ، يَقُولُ: حَدَّدَ إِلَيَّ النَّظَرَ ، حَتَّى إِذَا جَلَسْتُ قَالَ: ((يَا عَمْرُو ، أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ آذَيْتَنِي)) ، قُلْتُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ أُوْذِيَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، قَالَ: ((بَلٰى ، مَنْ آذٰى عَلِيًّا فَقَدْ آذَانِي)) . ❶

میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی جانب روانہ ہوا تو انہوں نے اس سفر میں میرے ساتھ کچھ سخت رویہ اپنایا، جس کی بناء پر میرے دِل میں ان کے لیے کچھ خفگی پیدا ہوگئی۔ چنانچہ جب میں (واپس) آیا تو میں نے (اپنی اس) شکایت کا مسجد میں اظہار کر دیا، یہاں تک کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی۔ پھر میں اگلی صبح مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو آپ نے اپنی نگاہوں سے مجھے گھور کر دیکھا۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ مجھے گھورتے رہے، یہاں تک کہ جب میں بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمرو! سنو! اللہ کی قسم تم نے مجھے تکلیف دی ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ آپ کو تکلیف دوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں، جس نے علی کو تکلیف پہنچائی اس نے یقیناً مجھے تکلیف دی۔

982 - ابن ابی لیلیٰ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے پاس سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگوں کے نظریات کا ذِکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

قَدْ جَالَسْنَاهُ ، وَحَادَثْنَاهُ ، وَوَاكَلْنَاهُ ، وَشَارَبْنَاهُ ، وَقُمْنَا لَهُ عَلَى الْأَعْمَالِ ، فَمَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ شَيْئًا مِمَّا تَقُولُونَ ، أَوَلَا يَكْفِيهِمْ أَنْ يَقُولُوا: ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَخَتَنُهُ ، وَشَهِدَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ ، وَشَهِدَ بَدْرًا . ❷

ہم ان کے ساتھ بیٹھے ہیں، ان کے ساتھ بات چیت کی ہے، ہم نے ان کے ساتھ کھایا پیا ہے اور ان کی عائد کردہ ذِمہ داریاں نبھائی ہیں، لیکن ہم نے تو ان سے ایسی کوئی بات نہیں سنی جو تم کہتے ہو، کیا لوگوں کو (ان کے متعلق) یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد تھے، آپ کے داماد تھے، وہ بیعتِ رضوان اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔

983 - ابوالبختری بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَى رَجُلٌ عَلِيًّا يَمْدَحُهُ ، وَقَدْ كَانَ يَقَعُ فِيهِ ، فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا أَنَا كَمَا تَقُولُ ، وَإِنِّي لَخَيْرٌ مِمَّا فِي نَفْسِكَ . ❸

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور وہ آپ کی تعریف و ستائش کرنے لگا جبکہ (درحقیقت) وہ آپ کے متعلق ہرزہ سرائی کیا کرتا تھا۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ویسا نہیں ہوں جیسا تم کہہ رہے ہو، البتہ میں اس سے بہتر ہوں جو تمہارے دِل میں ہے۔

984 - سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٣/ ٤٨٣ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٢٩

❷ [إسناده صحيح] تفرّد به المؤلف ❸ [منقطع ورجاله ثقات] البداية والنهاية: ٨/ ٧

بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ وَأَنَا شَابٌّ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، تَبْعَثُنِي إِلَى قَوْمٍ أَقْضِي بَيْنَهُمْ وَلَا عِلْمَ لِي بِالْقَضَاءِ؟ فَقَالَ: ((اُدْنُ))، فَدَنَوْتُ، فَضَرَبَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهُ، وَثَبِّتْ لِسَانَهُ))، قَالَ: فَمَا شَكَكْتُ فِي قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ. ❶

رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی جانب بھیجا اور اس وقت میں نوجوان تھا، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اس قوم کے پاس ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے بھیج رہے ہیں جبکہ مجھے فیصلہ کرنے کا کچھ علم نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قریب ہو جاؤ۔ میں قریب ہو گیا تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا: اے اللہ! اس کے دِل کی راہنمائی فرمانا اور اس کی زبان کو ثابت رکھنا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں دُشواری نہیں ہوئی۔

985۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ لِنَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَبْوَابٌ شَارِعَةٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ يَوْمًا: ((سُدُّوا هٰذِهِ الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ))، قَالَ: فَتَكَلَّمَ فِي ذٰلِكَ أُنَاسٌ، قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أُمِرْتُ بِسَدِّ هٰذِهِ الْأَبْوَابِ غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ، فَقَالَ فِيهِ قَائِلُكُمْ، وَإِنِّي مَا سَدَدْتُ شَيْئًا وَلَا فَتَحْتُهُ، وَلٰكِنِّي أُمِرْتُ بِشَيْءٍ فَاتَّبَعْتُهُ)). ❷

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کے (گھروں کے) دروازے مسجد میں کھلتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک روز فرمایا: علی کے دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند کر دو۔ لوگوں نے اس سلسلے میں کچھ چہ مگوئیاں کیں تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: امابعد! میں نے علی کے دروازے کے علاوہ ان دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا تھا تو تم میں سے کسی نے اعتراض کیا ہے، میں خود نہ کسی چیز کو بند کرتا ہوں اور نہ ہی کھولتا ہوں، البتہ مجھے (اللہ کی جانب سے) جو حکم دیا جاتا ہے میں اس کی پیروی کرتا ہوں۔

986۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي يَوْمًا، إِذْ قَالَتِ الْخَادِمُ: إِنَّ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ بِالسُّدَّةِ، قَالَتْ: فَقَالَ لِي: ((قُومِي فَتَنَحَّيْ لِي عَنْ أَهْلِ بَيْتِي))، قَالَتْ: فَقُمْتُ فَتَنَحَّيْتُ فِي الْبَيْتِ قَرِيبًا، فَدَخَلَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، وَهُمَا صَبِيَّانِ صَغِيرَانِ، قَالَتْ: فَأَخَذَ الصَّبِيَّيْنِ فَوَضَعَهُمَا فِي حِجْرِهِ فَقَبَّلَهُمَا، وَاعْتَنَقَ عَلِيًّا بِإِحْدٰى يَدَيْهِ وَفَاطِمَةَ بِالْيَدِ الْأُخْرٰى، فَقَبَّلَ فَاطِمَةَ فَأَغْدَفَ عَلَيْهِمْ خَمِيصَةً سَوْدَاءَ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ لَا إِلَى النَّارِ، أَنَا وَأَهْلُ بَيْتِي))، قُلْتُ: وَأَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((وَأَنْتِ)). ❸

---

❶ [إسناده منقطع] مسند أحمد: ١/ ٨٣۔سنن ابن ماجه: ٢/ ٧٧٤۔السنن الكبرٰى للبيهقى: ١٠/ ٧٦۔مسند أبى داود الطيالسى: ١/ ٢٨٦۔ خصائص على للنسائى: ص ١٠

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٤/ ٣٦٩۔مجمع الزوائد للهيثمى: ٩/ ٢٨٤۔الخصائص للنسائى، ص: ١٣

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٦/ ٣٠٤

ایک روز نبی ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے کہ خادمہ نے آ کر بتلایا کہ علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما دروازے پر ہیں۔ تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اُٹھو اور تھوڑی دیر کے لیے مجھے میرے اہل بیت کے پاس تنہا چھوڑ دو۔ چنانچہ میں اُٹھی اور گھر میں قریب ہی ایک جگہ پر الگ ہوگئی۔ پھر علی، فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم اندر آئے، حسن و حسین رضی اللہ عنہما اس وقت چھوٹے بچے تھے۔ آپ ﷺ نے دونوں بچوں کو پکڑا اور انہیں اپنی گود میں بٹھا کر چومنے لگے۔ آپ نے ایک ہاتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی گردن میں ڈالا اور دوسرا ہاتھ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بوسہ لیا اور ان سب پر کالی کملی ڈال کر فرمایا: اے اللہ! میں اور میرے اہل بیت تیری جانب ہی رہیں، نہ کہ جہنم کی جانب۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی۔

987 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ فَهَزَّهَا فَقَالَ: ((مَنْ يَأْخُذُهَا بِحَقِّهَا؟)) فَقَالَ فُلَانٌ: أَنَا، فَقَالَ: ((أَمِطْ))، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: ((أَمِطْ))، ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ لَأُعْطِيَنَّهَا رَجُلًا لَا يَفِرُّ، هَاكَ يَا عَلِيُّ))، فَانْطَلَقَ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ وَجَاءَ بِعَجْوَتِهَا وَقَدِيدِهَا. ❶

رسول اللہ ﷺ نے (غزوۂ خیبر کے موقع پر) جھنڈا پکڑا، اسے ہلایا اور پھر فرمایا: اس کا حق ادا کرنے کے لیے کون اسے پکڑے گا؟ تو زبیر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا: میں۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: تم رہنے دو۔ پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: میں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی رہنے دو۔ پھر ایک اور آدمی اُٹھا اور اس نے بھی حامی بھری لیکن آپ ﷺ نے اسے بھی بٹھا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے رُوئے محمد (ﷺ) کو عزت بخشی ہے! یقیناً میں یہ جھنڈا ضرور اس شخص کو دوں گا جو اسے لے کر (میدانِ جنگ سے) راہِ فرار اختیار نہیں کرے گا، (پھر فرمایا:) اے علی! یہ لو جھنڈا۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے اس جھنڈے کو تھام لیا، پھر (جنگ کے لیے) روانہ ہو گئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فدک اور خیبر کی فتح سے نوازا، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ وہاں کی عجوہ کھجوریں اور قدید لے کر آئے۔

توضیح:...... اس روایت سے روافض کی طرح قطعاً یہ معنی نہ لیا جائے کہ نعوذ باللہ نبی ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں دیگر صحابہ کو ہیچ سمجھتے تھے، بلکہ آپ ﷺ نے ان صحابہ کو، کہ جنھوں نے اُٹھ کر خود کو یہ جھنڈا تھامنے کے لیے پیش کیا تھا، صرف اس بنا پر جھنڈا انہیں سونپا تھا کہ آپ ﷺ جمیع معاملات کے مصالح اور حکمتیں خوب سمجھتے تھے۔ ممکن ہے کہ وہ اصحاب دیگر کسی ایسے معاملے میں زیادہ مہارت رکھتے ہوں جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس قدر ادراک نہ ہو۔ لیکن یہاں معاملہ جنگ کی سپہ سالاری کا تھا، اور یہ خوبی آپ ﷺ نے ان کی بہ نسبت سیدنا علی رضی اللہ عنہ میں بہ درجۂ کمال دیکھی تو اس لیے آپ ﷺ نے انہیں اس کے لیے منتخب فرمایا۔

988 ۔ سعید بن مُسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے خیبر کے روز فرمایا:

((لَأَدْفَعَنَّ الرَّايَةَ إِلٰى رَجُلٍ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، أَوْ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ))، فَدَعَا عَلِيًّا وَإِنَّهُ

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٣/ ١٦ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٣ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٤٤ ـ خصائص علي للنسائي: ٥

لَأَرْمَدُ مَا يُبْصِرُ مَوْضِعَ قَدَمِهِ، فَتَفَلَ فِي عَيْنِهِ، ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ. ❶

میں جھنڈا لازماً اس شخص کے حوالے کروں گا جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں، یا (فرمایا کہ) وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ پھر آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، ان دِنوں انہیں آشوبِ چشم کا مرض لاحق تھا اور وہ اپنے پاؤں کی جگہ کو بھی نہیں دیکھ پاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ پر تھوک مبارک لگایا، پھر جھنڈا ان کے حوالے کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح سے ہمکنار کیا۔

989 - سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

غَزَوْتُ مَعَ عَلِيٍّ إِلَى الْيَمَنِ، فَرَأَيْتُ مِنْهُ جَفْوَةً، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ عَلِيًّا فَتَنَقَّصْتُهُ، فَرَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ، فَقَالَ: ((يَا بُرَيْدَةُ، أَلَسْتُ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟)) قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ)). ❷

میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف ایک غزوے میں شریک ہوا تو میں نے ان میں کچھ سختی دیکھی۔ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی یہ خامی بیان کر دی، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک دیکھا کہ وہ متغیر ہو رہا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بریدہ! کیا میں مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق نہیں رکھتا؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا دوست میں ہوں، علی بھی اس کا دوست ہونا چاہیے۔

990 - سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي: الثَّقَلَيْنِ، وَاحِدٌ مِنْهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ، كِتَابَ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي، أَلَا وَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ)). قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا: عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: ((انْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا)). ❸

میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جب تک تم اسے تھامے رکھو گے تب تک ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، وہ دو بھاری (یعنی نہایت اہم) چیزیں ہیں، ان میں سے ایک چیز دوسری سے بڑی ہے: ایک کتاب اللہ ہے، جو آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی رسّی ہے اور دوسری میری عترت (یعنی) میرے اہل بیت، سنو! یہ دونوں ہرگز الگ نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر آ جائیں۔ ابن نمیر کہتے ہیں کہ ہمارے بعض ساتھیوں نے اعمش رحمہ اللہ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو تم میرے بعد ان سے کیا سلوک کرتے ہو۔

توضیح :...... ''عترت'' کا مطلب ہے چھوٹا کنبہ، گھر والے، ایک باپ کی قریبی اولاد۔

❶ [مرسل ورجاله ثقات] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٢٨

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٣٤٧۔المستدرك للحاكم: ٣/ ١١٠۔ الخصائص للنسائی، ص: ١١

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٣/ ٥٩۔سنن الترمذی: ٥/ ٦٦٣

991 ۔ زاذان ابوعمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کھلے مقام پر لوگوں کو اعلانیہ انداز میں یہ فرماتے سنا کہ:
مَنْ شَهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ وَهُوَ يَقُولُ مَا قَالَ؟ فَقَامَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَشَهِدُوا أَنَّهُمْ سَمِعُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ)). [1]
غدیر خم کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کون حاضر تھا جو وہ بات بتا سکے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی؟ تو (یہ سن کر) تیرہ لوگ کھڑے ہو گئے اور ان سب نے گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: جس کا دوست میں ہوں؛ علی بھی اس کا دوست ہے، اے اللہ! جو اس سے دوستی رکھے تو بھی اس سے دوستی رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔

992 ۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:
كُنَّا بِالْجُحْفَةِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا ظُهْرًا وَهُوَ آخِذٌ بِعَضُدِ عَلِيٍّ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟)) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ((فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ)). [2]
ہم جحفہ کے مقام پر تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ کا کندھا پکڑے ہوئے تھے اور فرمایا: اے لوگو! کیا تمہیں علم نہیں کہ میں مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں؟ تو صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا دوست میں ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے۔

993 ۔ عباد بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:
أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَأَخُو رَسُولِهِ، قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ: وَأَنَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ لَا يَقُولُهَا بَعْدُ، قَالَ أَبُو أَحْمَدَ: بَعْدِي إِلَّا كَاذِبٌ مُفْتَرِي، وَلَقَدْ صَلَّيْتُ قَبْلَ النَّاسِ سَبْعَ سِنِينَ، قَالَ أَبُو أَحْمَدَ: وَلَقَدْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِينَ. [3]
میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ (ابن نُمیر اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ) میں صدیق اکبر ہوں، میرے بعد یہ بات وہی کہے گا جو انتہائی جھوٹا ہوگا۔ میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی۔ (ابواحمد نے یہ الفاظ بیان کیے ہیں:) میں لوگوں سے سات سال پہلے اسلام لے کر آیا۔

توضیح:...... اوّلاً تو یہ روایت ضعیف ہے، ثانیاً آپ جیسے منکسر المزاج صحابی ایسے فخریہ کلمات ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ میں صدیق اکبر ہوں اور میرے بعد یہ بات وہی کہے گا جو انتہائی جھوٹا ہوگا۔

994 ۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَيْتِهَا فَأَتَتْهُ فَاطِمَةُ بِبُرْمَةٍ فِيهَا حَرِيرَةٌ، فَدَخَلَتْ بِهَا

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٨٤۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٠٧
[2] [إسناده حسن لغيره] مسند أحمد: ٤/ ٣٨٨
[3] [هذا إسناد منكر] سنن ابن ماجه: ١/ ٤٤۔ السنة لابن أبي عاصم: ١٣٠۔ خصائص علي للنسائي: ١/ ٣٢

عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((ادْعِي لِي زَوْجَكِ وَابْنَيْكِ))، قَالَتْ: فَجَاءَ عَلِيٌّ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَجَلَسُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تِلْكَ الْحَرِيرَةِ، وَهُوَ عَلَى مَنَامَةٍ لَهُ عَلَى دُكَّانٍ، تَحْتَهُ كِسَاءٌ خَيْبَرِيٌّ، قَالَتْ: وَأَنَا فِي الْحُجْرَةِ أُصَلِّي، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الأحزاب:٣٣] . قَالَتْ: فَأَخَذَ فَضْلَ الْكِسَاءِ فَغَشَّاهُمْ بِهِ، ثُمَّ أَخْرَجَ يَدَهُ فَأَلْوَى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَحَامَّتِي، فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا، اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَحَامَّتِي، فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا))، قَالَتْ: فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي الْبَيْتَ قُلْتُ: وَأَنَا مَعَكُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِنَّكِ إِلَى خَيْرٍ، إِنَّكِ إِلَى خَيْرٍ)). ❶

نبی ﷺ ان کے گھر میں تھے کہ آپ کے پاس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک ہانڈی لے کر آئیں جس میں آٹے اور دودھ گھی سے بنا ہوا حلوہ تھا۔ انہوں نے وہ آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں کو بھی میرے پاس بُلا کر لاؤ۔ چنانچہ سیدنا علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور بیٹھ کر وہ حلوہ کھانے لگے۔ آپ ﷺ اس وقت اپنے سونے کی جگہ ایک چبوترے پر تشریف فرما تھے اور آپ کے نیچے ایک خیبری چادر تھی۔ میں کمرے میں نماز پڑھ رہی تھی۔ پھر میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ''اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ وہ تم سے ناپاکی کو ختم کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔'' پھر آپ ﷺ نے چادر کا بقیہ حصہ پکڑا اور ان سب پر ڈال دیا، پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک نکالا اور اس سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، پھر فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص لوگ ہیں، ان سے ناپاکی کو ختم کر دے اور انہیں اچھی طرح پاک کر دے۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اس کمرے میں اپنا سر داخل کر کے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم بہتر کی جانب ہو، تم بہتر کی جانب ہو۔

توضیح:...... یہ آیتِ تطہیر ہے۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کا بیان ہے اور ان کی طرف خطاب ہے۔ اس آیت کے بعد اگلی آیت یہ ہے ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ...الخ﴾ یہ حرفِ عطف کے ساتھ شروع ہو رہی ہے جو اس مسئلے میں صریح دلالت کر رہی ہے کہ ازواج مطہرات بھی آیتِ تطہیر کے خطاب میں شامل ہیں۔ اس لیے یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں، صرف متذکرہ بالا اصحاب ہی کو اہل بیت قرار دینا درست نہیں ہے۔

995 ۔ ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل حدیث مروی ہے۔ ❷

996 ۔ سند کے اختلاف کے ساتھ وہی حدیث منقول ہے۔ ❸

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٦/ ٢٩٢　❷ [إسناده صحيح]

❸ [إسناده حسن]

997 ۔ مِقسم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

أَنَّ عَلِيًّا أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ . ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے۔

توضیح:...... بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے، جب آپ نے اسلام قبول کیا تب آپ بچے تھے، باقی جیسا کہ گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے کہ مردوں میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور عورتوں میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا۔

998 ۔ امام حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ عَلِيًّا أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ بَعْدَ خَدِيجَةَ ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً ، أَوْ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً . ❷

خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، اور اس وقت آپ کی عمر پندرہ یا سولہ سال تھی۔

999 ۔ حبہ العرنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

أَنَا أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . ❸

میں وہ شخص ہوں جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

توضیح:...... یعنی بچوں میں سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرنے والے سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے اور جواں مردوں میں سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

1000 ۔ ابوحمزہ سے مروی ہے کہ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ، قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّخعِيِّ ، فَأَنْكَرَهُ وَقَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ . ❹

سب سے پہلے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام لائے۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ بات امام نخعی رحمہ اللہ سے ذکر کی تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تھے۔

1001 ۔ ابوزُمیل سے مروی ہے کہ انہوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا:

كَاتِبُ الْكِتَابِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ . ❺

---

❶ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦٤٢۔ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٨٠۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٣٦

❷ [إسناده ضعيف] المصنف لابن أبي شيبة: ١١/ ٢٢٦۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ١١١۔ شرح السنة للبغوي: ٤١٨

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٤١۔ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٨٠۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٠٣

❹ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٢٦٣

❺ [إسناده صحيح] مصنف عبد الرزاق: ٥/ ٣٤٢

حدیبیہ کے دن وحی کے کاتب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

1002۔ معمر بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ: مَنْ كَانَ كَاتِبَ الْكِتَابِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ فَضَحِكَ وَقَالَ: هُوَ عَلِيٌّ ، وَلَوْ سَأَلْتَ هٰؤُلَاءِ قَالُوا: عُثْمَانُ ، يَعْنِي بَنِي أُمَيَّةَ . ❶

میں نے امام زہری رحمہ اللہ سے پوچھا: حدیبیہ کے روز کتاب اللہ کا کاتب کون تھا؟ وہ ہنس پڑے اور فرمایا: علی رضی اللہ عنہ، اور اگر تم ان لوگوں سے سوال کرتے تو یہ کہتے: عثمان رضی اللہ عنہ، یعنی بنو امیہ۔

1003۔ حبہ العرنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

أَنَا أَوَّلُ رَجُلٍ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَوْ أَسْلَمَ . ❷

میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، یا (فرمایا کہ) اسلام لایا۔

1004۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ . فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّخَعِيِّ ، فَأَنْكَرَهُ وَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ عَمْرٌو: فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِإِبْرَاهِيمَ ، فَأَنْكَرَ ذَالِكَ وَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ . ❸

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ابوحمزہ کہتے ہیں کہ) میں نے اس بات کا تذکرہ امام نخعی رحمہ اللہ سے کیا تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور فرمایا: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام لائے تھے۔ عمرو کہتے ہیں کہ میں نے بھی اس بات کا ذکر ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے کیا تو انہوں نے اس بات کا انکار کیا اور فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

1005۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟)) . ❹

کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی؟

1006۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَلِيًّا خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى جَاءَ ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ ، وَعَلِيٌّ يَبْكِي يَقُولُ: تُخَلِّفُنِي مَعَ الْخَوَالِفِ؟ فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى ، إِلَّا النُّبُوَّةَ؟)) . ❺

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ جب آپ ثنیۃ الوداع مقام پر پہنچے تو علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے کہنے لگے: آپ مجھے جنگ میں شریک نہ ہونے والوں کے ساتھ چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی؟ سوائے

❶ [إسناده صحيح الى الزهري] مصنف عبد الرزاق: ٥/ ٣٤٣ ❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٤١

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٢٦٣ ❹ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٧٤

❺ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٧٠

نبوت کے۔

توضیح :...... یعنی ہارون علیہ السلام اور تم میں فرق صرف یہ ہے کہ تم نبی نہیں ہو، اس کے علاوہ تمہارا مقام میرے لیے وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام کا مقام تھا۔

1007 ۔ امام طاؤس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ عَلِيًّا، خَرَجَ بُرَيْدَةُ الْأَسْلَمِيُّ مَعَهُ، فَعَتَبَ عَلَى عَلِيٍّ فِي بَعْضِ الشَّيْءِ، فَشَكَاهُ بُرَيْدَةُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ عَلِيًّا مَوْلَاهُ)). ❶

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بھی ان کے ہمراہ روانہ ہوئے، پھر کسی بات پر وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئے اور بریدہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا دوست میں ہوں، تو یقیناً علی بھی اس کا دوست ہے۔

1008 ۔ مطلب بن عبداللہ بن حنطب بیان کرتے ہیں کہ جب ثقیف کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَتُسْلِمُنَّ أَوْ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا مِنِّي، أَوْ قَالَ: مِثْلَ نَفْسِي، فَلَيَضْرِبَنَّ أَعْنَاقَكُمْ، وَلَيَسْبِيَنَّ ذَرَارِيَّكُمْ، وَلَيَأْخُذَنَّ أَمْوَالَكُمْ))، قَالَ عُمَرُ: فَوَاللّٰهِ مَا اشْتَهَيْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ، جَعَلْتُ أَنْصِبُ صَدْرِي لَهُ رَجَاءَ أَنْ يَقُولَ: هٰذَا، فَالْتَفَتَ إِلَى عَلِيٍّ فَأَخَذَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: ((هُوَ هٰذَا، هُوَ هٰذَا)) مَرَّتَيْنِ. ❷

اللہ کی قسم! یا تو تم اسلام قبول کرلو، یا میں تمہاری طرف اپنے ایسے آدمی کو بھیجوں گا، یا فرمایا کہ اپنے جیسے آدمی کو بھیجوں گا جو تمہاری گردنیں اُڑا دے گا، تمہاری بیویوں اور بچوں کو قیدی بنا لے گا اور تمہارے مال قبضے میں لے لے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! مجھے صرف اسی دِن امارت کی خواہش ہوئی، چنانچہ میں نے اس اُمید کے ساتھ اپنا سینہ باہر نکالا تا کہ آپ کہیں: وہ یہ آدمی ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: وہ یہ آدمی ہے، وہ یہ آدمی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا۔

1009 ۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

حَاصَرْنَا خَيْبَرَ، فَأَخَذَ اللِّوَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَانْصَرَفَ وَلَمْ يُفْتَحْ لَهُ، ثُمَّ أَخَذَهُ مِنَ الْغَدِ عُمَرُ فَخَرَجَ فَرَجَعَ وَلَمْ يُفْتَحْ لَهُ، وَأَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ شِدَّةٌ وَجَهْدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي دَافِعٌ اللِّوَاءَ غَدًا إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، أَوْ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، لَا يَرْجِعُ حَتَّى يُفْتَحَ لَهُ))، وَبِتْنَا طَيِّبَةً أَنْفُسُنَا أَنَّ الْفَتْحَ غَدٌ، فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

---

❶ [إسناده صحيح] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٢٥

❷ [مرسل ورجاله ثقات] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٢٦۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣٤۔ الرياض النضرة للمحب الطبري: ٣/ ١٥٣

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْغَدَاةَ، ثُمَّ قَامَ قَائِمًا فَدَعَا بِاللِّوَاءِ وَالنَّاسُ عَلَى مَصَافِّهِمْ، فَدَعَا عَلِيًّا وَهُوَ أَرْمَدُ فَتَفَلَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَفَعَ إِلَيْهِ اللِّوَاءَ وَفُتِحَ لَهُ، قَالَ بُرَيْدَةُ: وَأَنَا فِيمَنْ تَطَاوَلَ لَهَا. ❶

ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا (یعنی لشکر کی کمان سنبھالی) لیکن فتح حاصل کیے بغیر واپس لوٹ آئے، پھر اگلے روز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھاما اور (لشکر لے کر) نکل پڑے لیکن وہ بھی فتح حاصل کیے بغیر ہی لوٹ آئے۔ لوگوں کو اس روز بہت مشقت اور تھکان کا سامنا کرنا پڑا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً کل میں جھنڈا اس شخص کے حوالے کرنے والا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، وہ تب تک واپس نہیں لوٹے گا جب تک کہ اسے فتح نہ حاصل ہو جائے۔ ہم نے اسی خوشی میں رات بسر کی کہ یقیناً کل فتح حاصل ہو جائے گی۔ پھر جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی، پھر کھڑے ہوئے اور جھنڈا منگوایا۔ لوگ صفوں میں اپنی جگہوں پر ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، حالانکہ ان کو آشوبِ چشم کا مرض ہوا پڑا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا تھوک مبارک لگایا اور جھنڈا ان کے حوالے کر دیا اور انہیں فتح حاصل ہوگئی۔ بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو اس (جھنڈے کے ملنے) کی اُمید لگائے ہوئے تھے۔

1010۔ سیدنا ابن آدم السلولی رضی اللہ عنہ، جو کہ حجۃ الوداع میں شریک تھے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَلِيٌّ مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُ، وَلَا يَقْضِي عَنِّي دَيْنِي إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ))، قَالَ ابْنُ آدَمَ: ((وَلَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ)). ❷

علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور میری طرف سے میرا قرض صرف میں یا علی ہی چکائے گا۔ ابنِ آدم نے یہ الفاظ بیان کیے ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) میری طرف سے صرف میں یا علی ادا کرے گا۔

توضیح:...... یہ اپنائیت اور محبت کی بلند تر معراج ہے کہ آدمی کسی سے اپنا اس قدر تعلق سمجھے کہ اس سے پوچھے بغیر بھی اس کو اپنے دُکھ درد اور اپنے مسائل میں شریک کار بنا لے۔ اور خاص طور پر اپنا مالی بار کسی کے سپرد کرنا؛ یہ تو سراسر قریبی تعلق اور خاص لگاؤ کی علامت ہوتی ہے کہ اگر میں اپنا قرض ادا نہ بھی کر پایا تو میری طرف سے فلاں ادا کر دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قرض کی ادائیگی کے الفاظ بیان کر کے صرف اپنا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تعلق اور لگاؤ اور ان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سے محبت اور چاہت بیان کرنا چاہی ہے۔

1011۔ ابوعبداللہ الجدلی بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَتْ لِي: أَيُسَبُّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: مَعَاذَ اللّٰهِ، أَوْ سُبْحَانَ اللّٰهِ، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٣٥٣۔ الرياض النضرة للمحب الطبرى: ٣/ ١٩٣۔ الخصائص للنسائى، ص: ٥

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٤/ ١٦٤۔ سنن ابن ماجه: ١/ ٤٤۔ الرياض النضرة للمحب الطبرى: ٣/ ١٧١۔ الخصائص للنسائى، ص: ٢٠

وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي)). ❶

میں سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی جا رہی ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی پناہ! (ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟) یا (کہا:) سبحان اللہ، یا راوی نے اسی کے مثل کوئی کلمہ بیان کیا۔ تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس شخص نے علی (رضی اللہ عنہ) کو گالی دی تو اس نے یقیناً مجھے گالی دی۔

1012 ۔ علاء بن عرار بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سیدنا علی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

أَمَّا عَلِيٌّ، فَهٰذَا بَيْتُهُ، لَا أُحَدِّثُكَ عَنْهُ بِغَيْرِهِ، وَأَمَّا عُثْمَانُ، فَإِنَّهُ أَذْنَبَ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ذَنْبًا عَظِيمًا فَغَفَرَهُ لَهُ، وَأَذْنَبَ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ ذَنْبًا صَغِيرًا فَقَتَلْتُمُوهُ. ❷

جہاں تک علی رضی اللہ عنہ کی بات ہے تو یہ ان کا گھر ہے، میں تمہیں ان کے بغیر ان کے متعلق کچھ نہیں بتلا سکتا، اور عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق سُنیے کہ ان سے اپنے اور اللہ کے درمیان ایک عظیم گناہ کا ارتکاب ہوگیا تھا لیکن اللہ نے ان کا وہ گناہ معاف فرما دیا جبکہ ان سے تمہارے متعلق ایک چھوٹی سی غلطی سرزد ہوگئی تو تم نے انہیں قتل کر دیا۔

1013 ۔ عمرو بن حبشی بیان کرتے ہیں کہ:

خَطَبَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بَعْدَ قَتْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: لَقَدْ فَارَقَكُمْ رَجُلٌ أَمْسُ مَا سَبَقَهُ الْأَوَّلُونَ بِعِلْمٍ، وَلَا أَدْرَكَهُ الْآخِرُونَ، إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَبْعَثُهُ وَيُعْطِيهِ الرَّايَةَ فَلَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يُفْتَحَ لَهُ، مَا تَرَكَ مِنْ صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ، إِلَّا سَبْعَمِائَةِ دِرْهَمٍ مِنْ عَطَائِهِ، كَانَ يَرْصُدُهَا لِخَادِمٍ لِأَهْلِهِ. ❸

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: کل تم سے ایک ایسا شخص جدا ہوگیا ہے کہ نہ تو پہلے لوگ علم میں اس پر سبقت لے جا سکے اور نہ ہی بعد والے لوگ اس تک پہنچ سکیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنا جھنڈا دے کر بھیجا کرتے تھے اور وہ تب تک واپس نہیں آتے تھے جب تک فتح حاصل نہ کر لیتے۔ انہوں نے اپنے ترکے میں کوئی سونا چاندی نہیں چھوڑا، سوائے اپنے وظیفے کے سات سو درہم کے؛ جو وہ اپنے گھر کے لیے خادم (خریدنے) کے لیے جمع کیا کرتے تھے۔

1014 ۔ امام ہبیرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ہمیں خطبہ دیا۔۔۔ پھر انہوں نے اسی کے مثل روایت بیان کی، لیکن اس میں مَا تَرَكَ کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔ ❹

1015 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَرْسَلَنِي عَلِيٌّ إِلٰى طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ يَوْمَ الْجَمَلِ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُمَا: إِنَّ أَخَاكُمَا يُقْرِئُكُمَا السَّلَامَ

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ٣٢٣-مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣٠

❷ [إسناده صحيح] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٣٢- مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١١٥-الخصائص للنسائي، ص: ٢٨

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٩٢٢ ❹ [إسناده حسن لغيره]

وَيَقُولُ لَكُمَا: هَلْ وَجَدْتُمَا عَلَيَّ فِي حَيْفٍ فِي حُكْمٍ، أَوْ فِي اسْتِئْثَارٍ فِيَّ أَوْ فِي كَذَا، قَالَ: فَقَالَ الزُّبَيْرُ: وَلَا فِي وَاحِدَةٍ مِنْهَا، وَلَكِنْ مَعَ الْخَوْفِ شِدَّةُ الْمَطَامِعِ. ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے روز مجھے طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کی جانب بھیجا، میں نے ان دونوں سے کہا: آپ کے بھائی آپ کو سلام کہتے ہیں اور آپ دونوں سے کہتے ہیں: کیا تم نے مجھے کسی فیصلے میں ظلم کرتے پایا ہے یا اپنے ذاتی یا کسی بھی معاملے میں خود کو ترجیح دیتے دیکھا ہے؟ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ان میں سے تو کوئی بات ہم نے آپ میں نہیں دیکھی، البتہ خوف کے ساتھ خواہشات کی شدت رہتی ہے۔

1016 ۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَنَزَلْنَا بِغَدِيرِ خُمٍّ، فَنُودِيَ فِينَا: الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، وَكُسِحَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَتَيْنِ، فَصَلَّى الظُّهْرَ وَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ: ((أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟)) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ((أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ؟)) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ))، قَالَ: فَلَقِيَهُ عُمَرُ بَعْدَ ذَالِكَ فَقَالَ: هَنِيئًا لَكَ يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ، أَصْبَحْتَ وَأَمْسَيْتَ مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ. ❷

ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ہم نے غدیر خم کے مقام پر پڑاؤ کیا، تو ہم میں یہ اعلان کیا گیا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے (مصلّی) کے لیے دو درختوں کے نیچے جھاڑو دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ میں مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں؟ تو صحابہ نے کہا: کیوں نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے نہیں ہو کہ میں ہر مومن پر اس کی جان سے بڑھ کر اس پر حق رکھتا ہوں؟ تو صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے اللہ! جس کا دوست میں ہوں؛ علی بھی اس کا دوست ہے، اے اللہ! جو اس سے دوستی رکھے اس کو تو بھی دوست بنا لے اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے تو بھی عداوت رکھ۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان سے ملے تو فرمایا: اے ابن ابی طالب! تجھ کو مبارک ہو، تو (جب بھی) صبح اور شام کرے گا تو ہر مومن مرد و عورت کا دوست ہو گا۔

1017 ۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

نَزَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِوَادٍ يُقَالُ لَهُ: وَادِي خُمٍّ، فَأَمَرَ بِالصَّلَاةِ، فَصَلَّاهَا بِهَجِيرٍ، قَالَ: فَخَطَبَنَا وَظُلِّلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ عَلَى شَجَرَةِ سَمُرَةٍ مِنَ الشَّمْسِ، فَقَالَ: ((أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ، أَوَ لَسْتُمْ تَشْهَدُونَ، أَنِّي أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ؟)) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ((فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ عَلِيًّا مَوْلَاهُ، اللّٰهُمَّ عَادِ مَنْ عَادَاهُ، وَوَالِ مَنْ وَالَاهُ)). ❸

❶ [إسناده صحيح] ❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٤/ ٢٨١ـ السنة لابن أبي عاصم: ١٣٤

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٤/ ٣٧٢ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١١٠

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ''وادیٔ خم'' نامی ایک وادی میں پڑاؤ کیا۔ نبی ﷺ نے نماز (کی تیاری) کا حکم فرمایا، پھر آپ نے وہاں ظہر کی نماز پڑھائی، پھر ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور دھوپ سے بچنے کے لیے ببول کے درخت پر کپڑا ڈال کر رسول اللہ ﷺ پر سایہ کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے نہیں ہو؟ کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ مجھے ہر مومن پر اس کی جان سے بھی زیادہ حق حاصل ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا میں دوست ہوں؛ علی بھی اس کا دوست ہونا چاہیے، اے اللہ! اس شخص سے دشمنی فرما جو اس سے دشمنی روا رکھے اور اس سے دوستی رکھ جو اس سے دوستی رکھے۔

1018۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فِينَا وَاللّٰهِ أُنْزِلَتْ: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ [الحجر:٤٧]. ❶

اللہ کی قسم! (یہ آیت) ہمارے بارے میں نازل ہوئی: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ ''ان کے دِلوں میں جو کچھ رنجش وکینہ تھا ہم وہ سب نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔'' [الحجر:٤٧]

1019۔ سعید بن مُسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ آخٰى بَيْنَ أَصْحَابِهِ، فَبَقِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ، فَآخٰى بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَقَالَ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ أَخِي، وَأَنَا أَخُوكَ)). ❷

رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تو رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم باقی بچ گئے، تو آپ ﷺ نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا اور علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔

1020۔ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى، إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ)). ❸

تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو موسیٰ علیہ السلام سے ہارون علیہ السلام کی نسبت تھی، سوائے اس بات کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

1021۔ سعید بن وہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

نَشَدَ عَلِيٌّ النَّاسَ، فَقَامَ خَمْسَةٌ أَوْ سِتَّةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَهِدُوا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ)). ❹

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو یاد دلایا تو نبی ﷺ کے صحابہ میں سے پانچ یا چھے لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے گواہی دی کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا دوست میں ہوں، علی بھی اس کا دوست ہونا چاہیے۔

---

❶ [إسناده ضعيف] تفسير ابن جرير الطبري: ١٤/ ٢٥
❷ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦٣٦
❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ٣٦٩
❹ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١١٨

1022 ۔ عمرو الہمدانی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق) فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ، وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ، وَأَحِبَّ مَنْ أَحَبَّهُ))، قَالَ شُعْبَةُ: أَوْ قَالَ: ((أَبْغِضْ مَنْ أَبْغَضَهُ)). ❶

اے اللہ! اس شخص سے دوستی رکھ جو اس سے دوستی رکھے، اس سے دشمنی فرما جو اس سے دشمنی روا رکھے، اس کی مدد کر جو اس کی مدد کرے اور اس سے محبت فرما جو اس سے محبت کرے۔ شعبہ کہتے ہیں: یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے نفرت فرما جو اس سے نفرت کرے۔

1023 ۔ سیدنا حُبشی بن جُنادہ السلولی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((عَلِيٌّ مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُ، لَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ)). ❷

علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، میری طرف سے (میرا قرض) صرف میں یا علی چکائے گا۔

توضیح:...... ''علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں'' کا مفہوم ملاحظہ کیجیے۔ لغت عرب میں لفظ مِنْ مختلف معانی کے لیے آتا ہے۔ یہاں پہلا مِنْ تبعیض کے لیے آیا ہے، یعنی یہ ثابت کرتا ہے کہ دونوں میں سے ایک؛ دوسرے کا جزو ہے۔ لہٰذا یہاں پہلا مِنْ تبعیض کے لیے ہے، یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں کُل ہوں اور یہ میرا جزو ہے۔ اور دوسرا مِنْ بیان کے لیے ہے، کیونکہ یہاں بھی اگر پہلے جیسا مفہوم لیا جائے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کُل ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جزو ہیں؛ تو یہ بے ادبی اور گستاخی ہوگا، بلکہ کفریہ معنی ہو جائے گا۔ لہٰذا اس کو ''بیان'' کے معنی میں لیں گے، یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں ایسے ہی ہوں جیسے علی ہے۔

1024 ۔ سیدنا عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ وَفْدُ لِيشْرَحَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَتُقِيمُنَّ الصَّلَاةَ، أَوْ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا يَقْتُلُ الْمُقَاتِلَةَ، وَيَسْبِي الذُّرِّيَّةَ))، قَالَ: ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ أَنَا، أَوْ هٰذَا))، وَانْتَشَلَ بِيَدِ عَلِيٍّ. ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اہل یمن کا ایک وفد آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان سے) فرمایا: یا تو تم نماز قائم کرنے لگ جاؤ یا پھر میں تمہاری طرف ایسے آدمی کو بھیجوں گا جو جنگجوؤں سے قتال کرے گا اور عورتوں و بچوں کو قیدی بنائے گا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میں، یا یہ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔

1025 ۔ زاذان سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَثَلِي فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ كَمَثَلِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، أَحَبَّتْهُ طَائِفَةٌ، وَأَفْرَطَتْ فِي حُبِّهِ فَهَلَكَتْ، وَأَبْغَضَتْهُ طَائِفَةٌ، وَأَفْرَطَتْ فِي بُغْضِهِ فَهَلَكَتْ، وَأَحَبَّتْهُ طَائِفَةٌ فَاقْتَصَدَتْ فِي حُبِّهِ فَنَجَتْ. ❹

اس اُمت میں میری مثال حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی سی ہے، ان سے ایک جماعت نے محبت کی اور ان کی

---

❶ [إسناده حسن لغيره]
❷ [إسناده حسن صحيح لغيره] السنة لابن أبي عاصم: ١٣٠
❸ [إسناده ضعيف]
❹ [إسناده ضعيف]

محبت میں اس قدر غلو کیا کہ ہلاکت کا شکار ہو گئے اور ایک جماعت نے ان سے نفرت کی تو نفرت میں اس قدر بڑھ گئے کہ تباہ و برباد ہو گئے، البتہ ایک جماعت نے محبت کی اور ان کی محبت میں میانہ روی اختیار کی تو وہ نجات سے ہمکنار ہوئے۔

1026۔ ابورزین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَطَبَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بَعْدَ وَفَاةِ عَلِيٍّ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَ: لَقَدْ فَارَقَكُمْ رَجُلٌ لَمْ يَسْبِقْهُ الْأَوَّلُونَ بِعِلْمٍ، وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُونَ. [1]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ہمیں خطبہ دیا اور اس وقت انہوں نے سیاہ عمامہ پہن رکھا تھا، تو انہوں نے فرمایا: یقیناً تم سے ایک ایسا شخص جدا ہو گیا ہے کہ نہ تو پہلے لوگ علم میں اس پر سبقت لے جا سکے اور نہ ہی بعد والے لوگ اس تک پہنچ سکیں گے۔

1027۔ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((الْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ عَامًا، ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَ ذَالِكَ الْمُلْكُ)). قَالَ سَفِينَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ سَنَتَيْنِ، وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشْرَ سِنِينَ، وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ اثْنَتَا عَشْرَةَ سَنَةً، وَخِلَافَةَ عَلِيٍّ سِتَّ سِنِينَ. [2]

خلافت تیس سال رہے گی، پھر اس کے بعد بادشاہت آ جائے گی۔ سفینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال شمار کرو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دس سال، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارہ سال اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھے سال۔

1028۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا عَلِيُّ، إِنَّ لَكَ كَنْزًا فِي الْجَنَّةِ، وَإِنَّكَ ذُو قَرْنَيْهَا، فَلَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ؛ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى، وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ)). [3]

اے علی! یقیناً تمہارے لیے جنت میں ایک خزانہ ہے اور تم جنت کے دو کناروں والے ہو، (کسی نامحرم پر) ایک نظر پڑ جانے کے بعد دوسری نظر مت ڈال، کیونکہ پہلی نظر تیرے لیے (معاف) ہے جبکہ دوسری نظر ڈالنا تیرے لیے (معاف) نہیں ہے۔

1029۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا:

((ائْتِينِي بِزَوْجِكِ وَابْنَيْكِ))، فَجَاءَتْ بِهِمْ، فَأَلْقَى عَلَيْهِمْ كِسَاءً فَدَكِيًّا، قَالَتْ: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰؤُلَاءِ آلُ مُحَمَّدٍ، فَاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ))، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَرَفَعْتُ الْكِسَاءَ لِأَدْخُلَ مَعَهُمْ،

---

[1] [إسناده حسن لغيره]

[2] [إسناده حسن] مكرر برقم: ٧٨٩

[3] [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٥٩ - سنن الدارمي: ٢/ ٢٩٨ - مجمع الزوائد للهيثمي: ٤/ ٢٧٧ - المستدرك للحاكم: ٣/ ١٢٣ - الدر المنثور للسيوطي: ٥/ ٤٠

فَجَذَبَهُ مِنْ يَدِي وَقَالَ: ((إِنَّكِ عَلَى خَيْرٍ)). ❶

اپنے خاوند اور اپنے دونوں بیٹوں کو میرے پاس لاؤ۔ وہ انہیں لے کر آئیں تو آپ ﷺ نے ان سب پر فدک چادر ڈال دی، پھر اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھا اور فرمایا: اے اللہ! یہ لوگ آلِ محمد ہیں، لہٰذا اپنی رحمتیں اور برکتیں محمد (ﷺ) اور آلِ محمد پر فرما دے، یقیناً تو بہت قابل ستائش اور بزرگی والا ہے۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے چادر اُٹھائی تا کہ میں بھی ان کے ساتھ داخل ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے میرے ہاتھ سے چادر کھینچ لی اور فرمایا: تم خیر و بھلائی پر ہو۔

1030 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز فرمایا:

((لَأَدْفَعَنَّ الرَّايَةَ إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ))، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: فَمَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ، فَتَطَاوَلْتُ لَهَا وَاسْتَشْرَفْتُ رَجَاءَ أَنْ يَدْفَعَهَا إِلَيَّ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ دَعَا عَلِيًّا فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ فَقَالَ: ((قَاتِلْ وَلَا تَلْتَفِتْ حَتّٰى يُفْتَحَ عَلَيْكَ))، فَسَارَ قَرِيبًا ثُمَّ نَادَى: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عَلَامَ أُقَاتِلُ؟ قَالَ: ((حَتّٰى يَشْهَدُوا أَلَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَالِكَ فَقَدْ مَنَعُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)). ❷

میں جھنڈا لازماً اس شخص کے حوالے کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسی کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس دِن سے پہلے کبھی امارت کی خواہش نہیں کی، چنانچہ میرے دِل میں اس کی اُمنگ پیدا ہوئی اور میں اس اُمید سے کہ آپ جھنڈا میرے حوالے کر دیں؛ سامنے آ گیا۔ لیکن جب اگلا دِن آیا تو آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور جھنڈا اس کے حوالے کر کے فرمایا: لڑتے رہنا اور تب تک نہ مڑنا جب تک کہ تم فتح یاب نہ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ چل کر قریب ہی گئے تھے کہ انہوں نے پکارا: اے اللہ کے رسول! میں کس بنیاد پر قتال کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، چنانچہ جب وہ یہ اقرار کر لیں گے تو مجھ سے اپنے خون (جانیں) اور اپنے اموال بچا لیں گے، البتہ ان کا جو حق اور حساب ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے ذِمے ہے۔

توضیح:...... سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ویسے تو مجھے کبھی امارت کی آرزو نہیں ہوئی لیکن اس دن جب رسول اللہ ﷺ نے اس لشکر کی قیادت کرنے والے کی اس قدر فضیلت بیان فرمائی تو مجھ میں بھی خواہش پیدا ہو گئی کہ کاش! یہ جھنڈا میرے حوالے کر دیا جائے۔

1031 ۔ الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ گزشتہ روایت ہی ہے۔ ❸

1032 ۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ خَلِيفَتَيْنِ: كِتَابَ اللّٰهِ، حَبْلٌ مَمْدُودٌ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَوْ مَا بَيْنَ

❶ [إسناده حسن لغيره] مسند أحمد: ٦/ ٣٢٣

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٣٨٤

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٩٨٨

السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي ، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ)) . ❶

میں تم میں اپنے بعد دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں: ایک کتاب اللہ؛ جو آسمان و زمین کے درمیان پھیلی ہوئی رسّی ہے، یا فرمایا کہ آسمان سے زمین تک، اور دوسری میری عترت (یعنی) میرے اہل بیت۔ یہ دونوں ہرگز الگ نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر آ جائیں۔

1033 ۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَفْضَلَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ . ❷

ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے زیادہ فضیلت کے حامل سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

1034 ۔ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِحَضْرَةِ أَهْلِ خَيْبَرَ قَالَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ)) ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ دَعَا عَلِيًّا ، وَهُوَ أَرْمَدُ ، فَتَفَلَ فِي عَيْنَيْهِ ، وَأَعْطَاهُ اللِّوَاءَ ، وَنَهَضَ مَعَهُ النَّاسُ فَلَقُوا أَهْلَ خَيْبَرَ ، فَإِذَا مَرْحَبٌ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ يَرْتَجِزُ ، وَإِذَا هُوَ يَقُولُ:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
إِذَا اللُّيُوثُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ أَطْعَنُ أَحْيَانًا وَحِينًا أَضْرِبُ

فَاخْتَلَفَ هُوَ وَعَلِيٌّ ضَرْبَتَيْنِ ، فَضَرَبَهُ عَلَى رَأْسِهِ حَتَّى عَضَّ السَّيْفُ بِأَضْرَاسِهِ ، وَسَمِعَ أَهْلُ الْعَسْكَرِ صَوْتَ ضَرْبَتِهِ ، قَالَ: فَمَا تَتَامَّ آخِرُ النَّاسِ حَتَّى فُتِحَ لِأَوَّلِهِمْ . ❸

یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اہل خیبر کے پڑاؤ میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں جھنڈا اس آدمی کے سپرد کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جب اگلا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہیں آنکھوں کی تکلیف تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں کے درمیان اپنا تھوک مبارک لگایا اور انہیں جھنڈا دے دیا۔ لوگ بھی تیزی سے اُٹھ کر ان کے ساتھ چل دیے اور اہل خیبر کے سامنے جا پہنچے۔ وہاں ان کے سامنے مرحب یہ رجزیہ اشعار پڑھ رہا تھا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
إِذَا اللُّيُوثُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ أَطْعَنُ أَحْيَانًا وَحِينًا أَضْرِبُ

''خیبر کو علم ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار بند رہتا ہوں اور تجربہ کار سُورما ہوں۔ جب طاقت و مضبوطی دکھانے کا وقت آتا ہے تو پھر شعلے اٹھتے ہیں، پھر میں کبھی نیزے سے وار کرتا ہوں اور کبھی تلوار سے۔''

پھر دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا اور علی رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر (اس قوت سے) وار کیا کہ تلوار اس کے

❶ [إسناده حسن لغيره] مضى برقم: ١٧٠

❷ [إسناده صحيح] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١١٦ ـ الرياض النضرة للمحب الطبري: ٣/ ٢١٣

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٥/ ٣٥٨ ـ الخصائص للنسائي ، ص: ٥

جڑوں تک دھنس گئی، اور سارے لشکر نے اس ضرب کی آواز سنی۔ ابھی لشکر کا دوسرا حصہ خیبر نہیں آیا تھا کہ خیبر فتح ہو چکا تھا۔

1035۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ، فَأَحْدَثَ شَيْئًا فِي سَفَرِهِ ، فَتَعَاهَدَ ، قَالَ عَفَّانُ: فَتَعَاقَدَ أَرْبَعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَذْكُرُوا أَمْرَهُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ عِمْرَانُ: وَكُنَّا إِذَا قَدِمْنَا مِنْ سَفَرٍ بَدَأْنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ ، قَالَ: فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّ عَلِيًّا فَعَلَ كَذَا وَكَذَا ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ ، ثُمَّ قَامَ الثَّانِي فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّ عَلِيًّا فَعَلَ كَذَا وَكَذَا ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ ، ثُمَّ قَامَ الثَّالِثُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّ عَلِيًّا فَعَلَ كَذَا وَكَذَا ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ ، ثُمَّ قَامَ الرَّابِعُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّ عَلِيًّا فَعَلَ كَذَا وَكَذَا ، قَالَ: فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّابِعِ وَقَدْ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ فَقَالَ: ((دَعُوا عَلِيًّا ، دَعُوا عَلِيًّا ، إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي ، وَأَنَا مِنْهُ ، وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي)) . [1]

رسول اللہ ﷺ نے ایک جنگی دستہ بھیجا اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا، تو انہوں نے اپنے سفر میں کچھ ایسے نئے کام کیے کہ جن پر نبی ﷺ کے چار صحابہ نے ایک دوسرے سے یہ پختہ عہد کیا کہ وہ ان کے اس کام کا رسول اللہ ﷺ سے تذکرہ کریں گے۔ عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم سفر سے واپس آئے تو ہم سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو سلام عرض کیا۔ پھر جب لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان میں ایک کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! علی نے اس طرح اس طرح کیا۔ تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! علی نے یہ یہ کام کیا۔ تو آپ ﷺ نے اس سے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر تیسرا کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! علی نے ایسے ویسے کیا۔ تو آپ ﷺ نے اس سے بھی اعراض کیا۔ پھر چوتھا کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! علی نے یہ یہ کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ چوتھے کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدلا ہوا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: علی کو چھوڑ دو، علی کو چھوڑ دو، بلاشبہ علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، اور وہ میرے بعد ہر مومن کا دوست ہونا چاہیے۔

1036۔ سلمہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَارَزَ عَمِّي يَوْمَ خَيْبَرَ مَرْحَبًا الْيَهُودِيَّ ، فَقَالَ مَرْحَبٌ:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ ... شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

فَقَالَ عَمِّي عَامِرٌ:

---

[1] [إسناده حسن] مسند أحمد: ٤/ ٤٣٧ـ الخصائص للنسائی ، ص: ٢٣ـ معجم الصحابة للبغوی: ٤٢٠

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي عَامِرُ شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرُ

فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ، فَوَقَعَ سَيْفُ مَرْحَبٍ فِي تُرْسِ عَامِرٍ، وَذَهَبَ يَسْفُلُ لَهُ، فَرَجَعَ السَّيْفُ عَلَى سَاقِهِ، فَقَطَعَ أَكْحَلَهُ، فَكَانَتْ فِيهَا نَفْسُهُ، قَالَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ: فَلَقِيتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ قَتَلَ نَفْسَهُ، قَالَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ قَتَلَ نَفْسَهُ؟ قَالَ: ((مَنْ قَالَ ذَالِكَ؟)) قُلْتُ: نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَذَبَ مَنْ قَالَ ذَالِكَ، بَلْ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ))، إِنَّهُ حِينَ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ جَعَلَ يَرْتَجِزُ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِيهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسُوقُ الرِّكَابَ، وَهُوَ يَقُولُ:

تَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَمَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

إِنَّ الَّذِينَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا فَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

وَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالَ: عَامِرٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((غَفَرَ لَكَ رَبُّكَ))، قَالَ: وَمَا اسْتَغْفَرَ لِإِنْسَانٍ قَطُّ يَخُصُّهُ إِلَّا اسْتُشْهِدَ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَالِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوْ مَتَّعْتَنَا بِعَامِرٍ، فَاسْتُشْهِدَ، قَالَ سَلَمَةُ: ثُمَّ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَنِي إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، أَوْ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ))، قَالَ: فَجِئْتُ بِهِ أَقُودُهُ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ، ثُمَّ أَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَخَرَجَ مَرْحَبٌ يَخْطِرُ بِسَيْفِهِ وَيَقُولُ:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ:

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ

أُوفِيهِمْ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ

فَفَلَقَ رَأْسَ مَرْحَبٍ بِالسَّيْفِ، وَكَانَ الْفَتْحُ عَلَى يَدَيْهِ. ❶

میرے چچا نے خیبر کے روز مرحب یہودی کو مقابلے کے لیے للکارا، تو مرحب نے کہا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

''خیبر کو علم ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار بند رہتا ہوں اور تجربہ کار سورما ہوں۔ جب لڑائیاں آتی ہیں تو شعلے

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٤٦٣ - صحيح مسلم: ٣/ ١٤٧ - مسند أحمد: ٤/ ٥١، ٤٢ - مسند أبي عوانة: ٤/ ٢٨٣

اٹھاتی ہیں۔"

(اس کے جواب میں) میرے چچا عامر رضی اللہ عنہ نے کہا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي عَامِرُ　　شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرُ

"خیبر کو علم ہے کہ میں عامر ہوں، ہتھیار بند رہتا ہوں اور جانباز شہسوار ہوں۔"

پھر دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا تو مرحب کی تلوار عامر رضی اللہ عنہ کی ڈھال پر پڑی اور عامر نے نیچے سے اس پر وار کرنا چاہا لیکن ان کی تلوار انہی کو آ لگی اور ان کی شہ رگ کٹ گئی، جس سے ان کی شہادت ہو گئی۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ سے ملا جو کہہ رہے تھے کہ عامر کا عمل ضائع ہو گیا، انہوں نے خودکشی کی ہے۔ تو میں روتا ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا عامر کا عمل ضائع ہو گیا ہے؟ کیا اس نے خودکشی کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا کس نے کہا: میں نے کہا: آپ کے کچھ صحابہ نے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بھی یہ کہا ہے اس نے جھوٹ کہا ہے، بلکہ عامر کو تو دوہرا اجر ملے گا۔ یقیناً جس وقت عامر رضی اللہ عنہ خیبر کی جانب نکلے تھے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رجز یہ اشعار سناتے ہوئے آ رہے تھے اور ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے، وہ سواریوں کو چلا رہے تھے اور کہہ رہے تھے:

تَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا　　وَمَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

إِنَّ الَّذِينَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا　　إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا　　فَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

وَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا

"اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو نہ ہم زکاۃ دے پاتے اور نہ نماز پڑھ سکتے تھے۔ یقیناً ان (کافر) لوگوں نے ہم پر ظلم و زیادتی کی ہے لیکن جب بھی انہوں نے ہم کو فتنہ و فساد میں مبتلا کرنا چاہا ہم نے انکار کر دیا (اور بھرپور دفاع کیا)۔ ہم تیرے فضل سے مستغنی نہیں ہیں، لہٰذا جب ہمارا دشمن سے آمنا سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھنا، اور ہم پر سکینت نازل فرمانا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ اشعار سن کر) استفسار فرمایا: یہ کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! میں عامر ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے عامر!) تمہارا رب تمہاری مغفرت فرمائے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی شخص کے لیے خصوصی طور پر مغفرت کی دعا کرتے تھے تو اسے شہادت نصیب ہو جاتی تھی۔ جب اس بات کا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پتا چلا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کاش کہ آپ ہمیں عامر کے ذریعے فائدہ پہنچاتے۔ پھر عامر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور فرمایا: میں آج یہ جھنڈا ضرور ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، یا (فرمایا کہ) اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں۔ چنانچہ میں علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر لے کر آیا، کیونکہ انہیں آشوبِ چشم کا مرض تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا تھوک مبارک لگایا، پھر انہیں جھنڈا تھما دیا۔ پھر مرحب غرور سے تلوار لہراتا ہوا نکلا اور بولا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

''خیبر کو علم ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار بند رہتا ہوں اور تجربہ کار سورما ہوں۔ جب لڑائیاں آتی ہیں تو شعلے اٹھاتی ہیں۔''

(اس کے جواب میں) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ
أُوفِيهِمْ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ

''میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام 'حیدر' رکھا ہے، اس شیر کے مثل جو جنگلوں میں ہوتا ہے اور اس کی شکل نہایت ڈراؤنی ہوتی ہے (یعنی اسے دیکھتے ہی خوف آنے لگتا ہے) میں لوگوں کو ایک صاع کے بدلے پورا پورا تول کر ایک سندرہ دیتا ہوں۔''

پھر علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کے وار سے اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور یوں ان کے ہاتھوں فتح حاصل ہوئی۔

توضیح:...... صاع اور سندرہ عرب کے دو پیمانے تھے۔ صاع چھوٹا پیمانہ تھا اور سندرہ بڑا پیمانہ تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے شعر کا مطلب ہے کہ اگر کوئی مجھ پر خفیف وار کرے گا تو میں اس پر اس سے بڑھ کر سخت وار کروں گا اور جو مجھ پر سخت حملہ کرے گا تو اس کا میں کام ہی تمام کر دوں گا۔

1037۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ))، قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَى، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟)) فَقَالَ: هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، قَالَ: ((فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ))، فَأُتِيَ بِهِ، فَبَصَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، حَتّٰى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُونُوا مِثْلَنَا؟ قَالَ: ((انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيهِ، فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ)).[1]

رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز فرمایا: میں کل جھنڈا لازماً اس شخص کو تھماؤں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا، اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت ہے اور اللہ و رسول کو اس سے محبت ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے رات یوں بسر کی کہ سب رات بھر بے چین رہے کہ آپ ﷺ کس کو جھنڈا تھماتے ہیں۔ پھر جب لوگ صبح کو اٹھے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے۔ ہر ایک کو اُمید تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے گا۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہے؟ تو کسی نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول! ان کی آنکھوں

[1] [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٤٧٦ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٧٢ ـ مسند أحمد: ٥/ ٣٣٣

میں تکلیف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بلاؤ۔ چنانچہ انہیں بلا کر لایا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں کے درمیان اپنا تھوک مبارک لگایا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ اس طرح (ٹھیک ٹھاک) ہو گئے کہ جیسے انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں جھنڈا تھما دیا۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ان سے تب تک لڑائی کروں جب تک کہ وہ ہمارے مثل نہیں ہو جاتے؟ (یعنی جب تک اسلام قبول نہیں کر لیتے)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یوں ہی چلے جاؤ اور جب تم ان کی سرحد پر اترو تو انہیں اسلام کی دعوت دینا اور انہیں وہ امور بتلانا جو ان پر (اسلام کے ناطے) واجب ہوتے ہیں، اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے ایک بھی آدمی کو ہدایت دے دے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

1038 ۔ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ صَنَعَتْ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فِي آخِرِهِ: ((يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْخِلُ رَأْسَهُ تَحْتَ الْوَدِيِّ وَيَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ جَعَلْتَهُ عَلِيًّا))، فَدَخَلَ عَلِيٌّ، فَهَنَّيْنَاهُ. ❶

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری عورت کے ہاں موجود تھے جس نے ہماری کھانے کی دعوت کی تھی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: (آگے راوی نے مکمل حدیث بیان کی) اور اس کے آخر میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس ایک جنتی شخص آ رہا ہے۔ پھر میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنا سر مبارک کھجوروں کے جھنڈ کے نیچے داخل کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: اے اللہ! اگر تو بھی چاہتا ہے تو یہ علی ہو۔ چنانچہ (ایسا ہی ہوا اور) سیدنا علی رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے۔ تو ہم نے ان کو (جنت کی) مبارکباد دی۔

1039 ۔ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کی کمان دے کر بھیجا، تو میں نے آپ ﷺ کو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ دعاء فرماتے سنا کہ:

((اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِي حَتّٰى تُرِيَنِي عَلِيًّا)). ❷

اے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک تو مجھے علی نہ دکھا دے۔

1040 ۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

أَوَّلُ مَنْ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. ❸

نبی ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے جس نے نماز ادا کی وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

1041 ۔ سعید بن مُسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: میں آپ سے کسی حدیث کے متعلق پوچھنے کا ارادہ کرتا ہوں تو آپ کی ہیبت کی وجہ سے آپ سے پوچھ نہیں پاتا، تو انہوں نے فرمایا:

لَا تَفْعَلْ يَا ابْنَ أَخٍ، إِذَا عَلِمْتَ أَنَّ عِنْدِي عِلْمًا فَسَلْنِي عَنْهُ وَلَا تَهَبْنِي، فَقُلْتُ: قَوْلُ النَّبِيِّ

---

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٣/ ٣٣١ ❷ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦٤٣

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٠٠٤

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ حِينَ خَلَّفَهُ فِي الْمَدِينَةِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، تُخَلِّفُنِي فِي الْخَالِفَةِ فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ قَالَ: ((أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى))؟ قَالَ: بَلٰى ، فَرَجَعَ مُسْرِعًا كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى غُبَارِ قَدَمَيْهِ يَسْطَعُ . ❶

اے بھتیجے! ایسا مت کرو، جب تمہیں معلوم ہو کہ میرے پاس (اس مسئلے کا) علم ہے تو پھر مجھ سے پوچھ لیا کرو، مجھ سے ڈرامت کرو۔ تو میں نے کہا: نبی ﷺ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے وہ فرمان کہ جب آپ ﷺ غزوہ تبوک میں انہیں پیچھے مدینہ میں ہی چھوڑ گئے تھے، اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی؟ تو انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ پھر وہ اس جلدی سے واپس لوٹے کہ میں (چشمِ تصور سے) ان کے قدموں کی غبار کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اُڑ رہی تھی۔

1042 ۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَتّٰى كُنَّا بِغَدِيرِ خُمٍّ ، فَنُودِيَ فِينَا: إِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ ، وَكُسِحَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَتَيْنِ ، فَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ: ((أَلَسْتُ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟)) قَالُوا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، قَالَ: ((هٰذَا مَوْلٰى مَنْ أَنَا مَوْلَاهُ ، اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ)) ، فَلَقِيَهُ عُمَرُ فَقَالَ: هَنِيئًا لَكَ يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ ، أَصْبَحْتَ وَأَمْسَيْتَ مَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ . ❷

ہم حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے ہمراہ آئے، یہاں تک کہ جب ہم غدیرِ خم مقام پر پہنچے تو ہم میں یہ آواز لگائی گئی کہ نماز جمع کرنے والی ہے (یعنی نماز کا وقت ہو گیا ہے، سب اکٹھے ہو جاؤ) اور رسول اللہ ﷺ کے لیے دو درختوں کے نیچے جگہ صاف کی گئی، پھر آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: کیا میں مومنین پر ان کی ذات سے مقدم نہیں ہوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی اس کا دوست ہونا چاہیے جس کا میں دوست ہوں، اے اللہ! اس کو اپنا دوست بنا لے جو اس سے دوستی رکھے اور اس کو اپنا دشمن بنا لے جو اس سے عداوت رکھے۔ پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان سے ملے اور کہا: اے ابن ابی طالب! مبارک ہو، آپ کی صبح و شام یوں ہوئی کہ آپ ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہیں۔

1043 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ عُقْبَةَ قَالَ لِعَلِيٍّ: أَلَسْتُ أَبْسَطَ مِنْكَ لِسَانًا ، وَأَحَدَّ مِنْكَ سِنَانًا ، وَأَمْلَأَ مِنْكَ حَشْوًا؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ﴾ [السجدة:١٨] . ❸

ولید بن عقبہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا میں تم سے زیادہ کشادہ زبان نہیں ہوں؟ کیا میں تم سے زیادہ تیز دندان

❶ [إسناده حسن لغيره] السنة لابن أبي عاصم: ١٤٤ ❷ [إسناده حسن لغيره] مضى برقم: ٩٤٧

❸ [إسناده ضعيف جدًا] تفسير ابن جرير الطبري: ٢١/ ٦٨ ـ الدر المنثور للسيوطي: ٥/ ١٧٧

نہیں ہوں؟ اور کیا میں تم سے زیادہ شکم سیر نہیں ہوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ﴾ ''کیا بھلا ایک مومن اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو فاسق ہو؟ وہ برابر نہیں ہو سکتے۔''

1044 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا:

((لَأَدْفَعَنَّ اللِّوَاءَ إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ))، فَقَالَ عُمَرُ: فَمَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ، فَتَطَاوَلْتُ لَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قُمْ يَا عَلِيُّ))، فَدَفَعَ إِلَيْهِ اللِّوَاءَ قَالَ: ((اذْهَبْ وَلَا تَلْتَفِتْ حَتَّى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ))، فَقَالَ عَلِيٌّ: عَلَامَ أُقَاتِلُ النَّاسَ؟ قَالَ ﷺ: ((أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ)). ❶

میں جھنڈا لازماً اس شخص کے حوالے کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسی کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس دن سے پہلے کبھی امارت کی خواہش نہیں کی، چنانچہ میرے دِل میں اس کی اُمنگ پیدا ہوگئی، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور مڑ کر نہ دیکھنا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے فتح عطا فرما دے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں لوگوں سے کس بنیاد پر قتال کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بنیاد پر کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

1045 ۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى)). قَالَ سُفْيَانُ: أُرَاهُ قَالَ: ((غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)). ❷

تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ سفیان کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ بھی) فرمایا: سوائے اس بات کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

1046 ۔ عبیدہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فِيهِمْ مُودَنُ الْيَدِ، أَوْ مَثْدُونُ الْيَدِ، أَوْ مُخْدَجُ الْيَدِ، لَوْلَا أَنْ تَبْطَرُوا لَأَنْبَأْتُكُمْ مَا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَهُمْ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، يَعْنِي ثَلَاثًا. ❸

ان میں (یعنی خوارج میں) ایک شخص ایسا ہے جس کا ہاتھ ناقص ہے، یا (فرمایا کہ) چھوٹا سا ہے، یا (فرمایا کہ) ادھورا ہے، اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم فخر کرنے لگو گے تو میں تمہیں بتا دیتا کہ انہیں قتل کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے کیا (کچھ انعامات اور اجر وثواب کا) وعدہ کر رکھا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے) پوچھا: کیا آپ نے یہ بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے (براہِ راست) سنی ہے؟ تو آپ

---

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٩٨٧ ❷ [إسناده حسن] مضى برقم: ١٠٤١

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٢١ ـ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٨٧ ـ السنة لابن أبي عاصم: ٨٧ ـ الخصائص للنسائي، ص: ٤٧

نے فرمایا: ہاں، ربِ کعبہ کی قسم! ہاں، ربِ کعبہ کی قسم! ہاں، ربِ کعبہ کی قسم! ۔ آپ نے تین مرتبہ کہا۔

1047 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((تُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِنَاقَةٍ مِنْ نُوقِ الْجَنَّةِ ، فَتَرْكَبُهَا وَرُكْبَتُكَ مَعَ رُكْبَتِي ، وَفَخِذُكَ مَعَ فَخِذِي ، حَتَّى تَدْخُلَ الْجَنَّةَ)) . ❶

روزِ قیامت جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی لائی جائے گی، پھر تم اس پر سوار ہو جاؤ گے اور تمہارا گھٹنا میرے گھٹنے کے ساتھ اور تمہاری ران میری ران کے ساتھ ملی ہوگی، یہاں تک کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

1048 ۔ ابو لیلیٰ الکندی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

نَحْنُ نَنْتَظِرُ جِنَازَةً ، فَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: أَبَا عَامِرٍ ، أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ لِعَلِيٍّ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ))؟ قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ أَبُو لَيْلَى: فَقُلْتُ لِزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ: قَالَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ . ❷

ہم ایک جنازے کے انتظار میں تھے کہ لوگوں میں سے ایک آدمی نے سوال کیا: اے ابو عامر! کیا آپ نے غدیر خم کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ فرماتے سنا تھا کہ جس کا دوست میں ہوں، علی بھی اس کا دوست ہونا چاہیے؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں۔ ابو لیلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں۔

1049 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ بَدْرٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ يَسْتَقِي لَنَا مِنَ الْمَاءِ؟)) فَأَحْجَمَ النَّاسُ ، فَقَامَ عَلِيٌّ فَاحْتَضَنَ قِرْبَةً ثُمَّ أَتَى بِئْرًا بَعِيدَةَ الْقَعْرِ مُظْلِمَةً فَانْحَدَرَ فِيهَا ، فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ: تَأَهَّبُوا لِنَصْرِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحِزْبِهِ ، فَهَبَطُوا مِنَ السَّمَاءِ لَهُمْ لَغَطٌ يُذْعِرُ مَنْ سَمِعَهُ ، فَلَمَّا حَاذَوَا الْبِئْرَ سَلَّمُوا عَلَيْهِ مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ إِكْرَامًا وَتَجْلِيلًا . ❸

جب غزوۂ بدر کی رات تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں کون پانی پلائے گا؟ تو لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور چمڑے کا مشکیزہ اٹھایا، پھر ایک کنویں پر گئے جو بہت گہرا اور اندھیرے والا تھا۔ آپ اس میں (سے پانی نکالنے کے لیے اس میں) اُتر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کو حکم فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی جماعت کی نصرت کے لیے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ آسمان سے اترے۔ ان کی شور و غل والی آوازیں تھیں، جو سننے والوں کو خوف زدہ کر رہی تھیں۔ پھر جب وہ اس کنویں کے برابر آئے تو انہوں نے آپ کو عزت اور عظمت بخشتے ہوئے سلام کیا۔

❶ [إسناده ضعيف] ذخائر العقبى للمحب الطبرى ، ص: ٩١ ـ شرح نهج البلاغة: ٢/ ٤٣١

❷ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٦٦٠

❸ [إسناده ضعيف] ذخائر العقبى للمحب الطبرى ، ص: ٦٩ ـ شرح نهج البلاغة: ٢/ ٤٣٠

1050 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ لَيْلَةً ، فَقَالَ لَهُمْ: ((أَلَا تُصَلُّونَ؟)) فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أَنْفُسَنَا بِيَدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ، إِنْ شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا ، فَانْصَرَفَ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا وَهُوَ يَقُولُ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۝﴾ [الكهف:٥٤] . ❶

رسول اللہ ﷺ ایک رات ان کے (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ) اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا: کیا تم (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یقیناً ہماری جانیں اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہیں، اگر وہ ہمیں اُٹھانا چاہے گا تو اُٹھا دے گا۔ آپ ﷺ واپس چلے گئے اور علی رضی اللہ عنہ کو دوبارہ کچھ نہ کہا، اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۝﴾ ''انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔''

توضیح:...... نمازِ تہجد چونکہ نفل نماز ہے، اس لیے نبی ﷺ نے اُنہیں زور نہیں دیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے جواب پر خاموشی اختیار کی اور مزید بات کیے بغیر اُٹھ کر چل دیے۔ البتہ آپ ﷺ کو اس جواب پر افسوس ضرور ہوا جس کا اظہار آپ نے مذکورہ آیتِ قرآنیہ پڑھ کر کیا۔

1051 ۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ خَطَبَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ، فَقَالَ: ((إِنَّهَا صَغِيرَةٌ)) ، فَخَطَبَهَا عَلِيٌّ ، فَزَوَّجَهَا مِنْهُ . ❷

سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ چھوٹی ہے۔ لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کا پیغام بھیجا تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کر دی۔

توضیح:...... نبی ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''وہ چھوٹی ہے'' اس سے مراد یہ تھا کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی عمر کے لحاظ سے وہ ان سے بہت چھوٹی تھیں، لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ چونکہ ان کے قریب العمر تھے، اس لیے آپ ﷺ نے برابری کی بنا پر ان سے اپنی لختِ جگر کا نکاح کر دیا۔

1052 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْنَا لِسَلْمَانَ: سَلِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَصِيُّهُ ، فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، مَنْ وَصِيُّكَ؟ قَالَ: ((يَا سَلْمَانُ ، مَنْ كَانَ وَصِيَّ مُوسَى؟)) قَالَ: يُوشَعُ بْنُ نُونٍ ، قَالَ: ((فَإِنَّ وَصِيِّي وَوَارِثِي يَقْضِي دَيْنِي ، وَيُنْجِزُ مَوْعُودِي: عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ)) . ❸

ہم نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا: نبی ﷺ سے پوچھو کہ آپ کا وصی کون ہے؟ سلمان رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا:

---

❶ [إسناده ضعيف والحديث صحيح] صحيح البخاري: ٣/ ١٠ـ صحيح مسلم: ١/ ٥٣٧ـ مسند أحمد: ١/ ٧٧

❷ [لم أجد أبا عمرو محمد بن محمود والباقون ثقات] سنن النسائى: ٦/ ٦٢ـ المعجم الكبير للطبرانى: ٤/ ٤٠ـ مجمع الزوائد للهيثمى: ٩/ ٢٠٤

❸ [موضوع] ذخائر العقبىٰ للمحب الطبرى، ص: ٧١

اے اللہ کے رسول! آپ کا وصی کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: اے سلمان! موسیٰ علیہ السلام کا وصی کون تھا؟ انہوں نے کہا: یوشع بن نون۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً میرا وصی اور میرا وارث میرا قرض چکائے گا اور میرے وعدے کو پورا کرے گا (یعنی) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

1053 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا:

((أَلَا أُعَلِّمُكَ دُعَاءً إِذَا دَعَوْتَ بِهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ، وَإِنْ كُنْتَ مَغْفُورًا لَكَ؟)) قَالَ: بَلٰى، قَالَ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ)). [1]

کیا میں تمھیں ایسی دعا نہ سکھلاؤں کہ جب بھی تم وہ دعا مانگو تو اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرما دے، اگرچہ تجھے بخش ہی دیا گیا ہو؟ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بہت بلند، عظمت والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بہت بُردبار، بڑے کرم والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہایت پاک ہے؛ جو عرشِ عظیم کا پروردگار ہے۔''

1054 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ فَهَزَّهَا ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَأْخُذُهَا بِحَقِّهَا؟)) قَالَ: فَجَاءَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ: ((أَمِطْ))، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: ((أَمِطْ))، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ، لَأُعْطِيَنَّهَا رَجُلًا لَا يَفِرُّ بِهَا، هَاكَ يَا عَلِيُّ))، قَالَ: فَانْطَلَقَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ وَفَدَكَ. [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا تھاما اور اسے لہرا کر فرمایا: کون ہے جو اسے اس کے حق کے ساتھ پکڑے؟ (یعنی اسے لے کر اس کا حق ادا کرے) تو زبیر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم رہنے دو۔ پھر دوسرا آدمی آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بھی رہنے دو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے رُوئے محمد کو عزت بخشی! میں یہ جھنڈا لازماً اس شخص کو دوں گا جو اسے لے کر میدان نہیں چھوڑے گا، اے علی! یہ لو۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں خیبر اور فدک کی فتح سے ہمکنار فرمایا۔

توضیح:...... فدک ایک مقام کا نام ہے جو حجاز کے قریب ہی واقع تھا، اس مقام کے اور مدینہ منورہ کے درمیان دو دن کی مسافت کا فاصلہ تھا۔

1055 ۔ عمر بن عبداللہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخٰى بَيْنَ النَّاسِ وَتَرَكَ عَلِيًّا حَتّٰى بَقِيَ آخِرَهُمْ لَا يَرٰى لَهُ أَخًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، آخَيْتَ بَيْنَ النَّاسِ وَتَرَكْتَنِي؟ قَالَ: ((وَلِمَ تَرَانِي تَرَكْتُكَ؟ إِنَّمَا تَرَكْتُكَ

---

[1] [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٥٢٩ ـ شعب الإيمان للبيهقي: ١/ ٣٥٦

[2] [إسناده حسن] مضى برقم: ٩٨٧

لِنَفْسِي، أَنْتَ أَخِي، وَأَنَا أَخُوكَ، فَإِنْ ذَاكَرَكَ أَحَدٌ فَقُلْ: أَنَا عَبْدُ اللهِ وَأَخُو رَسُولِهِ، لَا يَدَّعِيهَا بَعْدُ إِلَّا كَذَّابٌ)). ❶

نبی ﷺ نے لوگوں کے درمیان مواخات قائم کی (یعنی بھائی چارہ قائم کیا) اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا، یہاں تک کہ صرف آخری شخص (یعنی علی رضی اللہ عنہ) ہی رہ گئے، انہوں نے جب اپنا کوئی بھائی نہ دیکھا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے لوگوں کے درمیان مواخات قائم کر دی اور مجھے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے میرے متعلق یہ کیسے سوچ لیا کہ میں نے تمہیں چھوڑ دیا ہے؟ میں نے تو تمہیں صرف اپنی ذات کے لیے چھوڑا ہے (یعنی) تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں، سو اگر کوئی شخص تم سے کوئی بات کرے تو تم کہنا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے رسول کا بھائی ہوں، میرے بعد اس بات کا دعویٰ صرف جھوٹا شخص ہی کر سکتا ہے۔

1056 - سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز فرمایا:

((لَأَدْفَعَنَّ الرَّايَةَ غَدًا إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، يَفْتَحُ اللهُ عَلَيْهِ))، فَقَالَ عُمَرُ: فَمَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ، فَتَطَاوَلْتُ لَهَا، قَالَ: فَقَالَ لِعَلِيٍّ: ((قُمْ))، فَدَفَعَ اللِّوَاءَ إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اذْهَبْ وَلَا تَلْتَفِتْ لِلْعَزِيمَةِ))، فَقَالَ عَلِيٌّ: عَلَامَ أُقَاتِلُ النَّاسَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَاتِلْهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوا أَلَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوهَا فَقَدْ مَنَعُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ)). ❷

میں کل لازماً جھنڈا اس شخص کے حوالے کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسی کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس دن سے پہلے کبھی امارت کی خواہش نہیں کی، چنانچہ میرے دل میں اس کی اُمنگ پیدا ہوئی اور میں اس اُمید سے کہ آپ جھنڈا میرے حوالے کر دیں؛ سامنے آ گیا۔ لیکن جب اگلا دن آیا تو آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور جھنڈا اس کے حوالے کر کے فرمایا: لڑتے رہنا اور تب تک نہ مڑنا جب تک کہ تم فتح یاب نہ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ چل کر قریب ہی گئے تھے کہ انہوں نے پکارا: اے اللہ کے رسول! میں کس بنیاد پر قتال کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، چنانچہ جب وہ یہ اقرار کر لیں گے تو مجھ سے اپنے خون (جانیں) اور اپنے اموال بچا لیں گے، البتہ ان کا جو حق اور حساب ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے ذِمے ہے۔

1057 - ابو صالح رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا، وَعُثْمَانُ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ مِمَّنْ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ﴾ [الحجر: ٤٧]. ❸

بلاشبہ مجھے اُمید ہے کہ میں، عثمان، طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہم) ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ﴾ ''ان کے دِلوں میں جو کچھ

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا] مسند أبي يعلى الموصلي: ٤/ ٢٦٤　❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٩٨٧، ١٠٣١

❸ [إسناده صحيح]

رنجش وکینہ تھا ہم وہ سب نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔'' [الحجر:٤٧]

1058۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَا مَعْشَرَ بَنِي هَاشِمٍ، وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، لَوْ أَخَذْتُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ مَا بَدَأْتُ إِلَّا بِكُمْ)). ❶

اے بنو ہاشم کی جماعت! اس ذات کی قسم جس نے مجھے دینِ حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! اگر میں نے جنت کے دروازے کا حلقہ پکڑا تو تم ہی سے ابتدا کروں گا۔

توضیح:...... یعنی سب سے پہلے تم کو ہی جنت میں بھیجوں گا۔

1059۔ سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((لَا يُبْغِضُكَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يُحِبُّكَ مُنَافِقٌ)). ❷

کوئی مومن تجھ سے نفرت نہیں کرے گا اور کوئی منافق تجھ سے محبت نہیں کرے گا۔

1060۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً، فَاسْتَعْمَلَ يَعْنِي عَلِيًّا، فَصَنَعَ شَيْئًا أَنْكَرُوهُ، فَتَعَاقَدُوا أَرْبَعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَعْنِي شَكَاتَهُ، وَكَانُوا إِذَا قَدِمُوا مِنْ سَفَرٍ بَدَءُوا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ، وَنَظَرُوا إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْصَرِفُونَ إِلَى رِحَالِهِمْ، فَلَمَّا قَدِمَتِ السَّرِيَّةُ سَلَّمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ أَحَدُ الْأَرْبَعَةِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَمْ تَرَ إِلَى عَلِيٍّ صَنَعَ كَذَا وَكَذَا؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ آخَرُ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَمْ تَرَ إِلَى عَلِيٍّ صَنَعَ كَذَا وَكَذَا؟ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ وَقَالَ: ((مَا تُرِيدُونَ مِنْ عَلِيٍّ؟ عَلِيٌّ مِنِّي، وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ، وَعَلِيٌّ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي)). ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگی دستہ بھیجا اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا، تو انہوں نے کچھ ایسا کام کیا جس کا صحابہ رضی اللہ عنہم نے انکار کیا۔ چنانچہ چار اصحابِ رسول نے ایک دوسرے سے پختہ عہد کر لیا، یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو) شکایت کرنے کا۔ جب وہ سفر سے واپس آئے تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو سلام عرض کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب دیکھا۔ پھر سب لوگ اپنی رہائشوں کی طرف لوٹ گئے۔ جب جنگی دستہ آیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا۔ پھر ان چار اصحاب میں سے ایک کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے علی کو نہیں دیکھا کہ اس نے ایسے ایسے کیا ہے؟

❶ [إسناده ضعيف جدًا] التاريخ للخطيب: ٩/ ٤٣٩

❷ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦٣٥۔ مسند أحمد: ٦/ ٢٩۔ السنة لابن أبى عاصم: ١٣٠

❸ [إسناده حسن] مكرر برقم: ١٠٣٥

آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر ان میں سے دوسرا شخص اٹھا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے علی کو نہیں دیکھا کہ اس نے اس طرح اس طرح کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر غصہ دکھائی دے رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: تم علی سے کیا چاہتے ہو؟ علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، اور علی میرے بعد ہر مومن کا دوست ہونا چاہیے۔

1061 - سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم حراء پہاڑ پر موجود تھے کہ پہاڑ کی چٹان حرکت کرنے لگی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اهْدَئِي فَمَا عَلَيْكِ إِلَّا نَبِيٌّ، وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدٌ)). ❶

ٹھہر جاؤ، تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔

1062 - ابومطر البصری بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ شَهِدَ عَلِيًّا أَتَى أَصْحَابَ التَّمْرِ وَجَارِيَةٌ تَبْكِي عِنْدَ التَّمَّارِ فَقَالَ: مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ: بَاعَنِي تَمْرًا بِدِرْهَمٍ، فَرَدَّهُ مَوْلَايَ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهُ، قَالَ: يَا صَاحِبَ التَّمْرِ، خُذْ تَمْرَكَ وَأَعْطِهَا دِرْهَمَهَا، فَإِنَّهَا خَادِمٌ وَلَيْسَ لَهَا أَمْرٌ، فَدَفَعَ عَلِيًّا، فَقَالَ لَهُ الْمُسْلِمُونَ: تَدْرِي مَنْ دَفَعْتَ؟ قَالَ: لَا، قَالُوا: أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَصَبَّ تَمْرَهَا وَأَعْطَاهَا دِرْهَمَهَا، قَالَ: أُحِبُّ أَنْ تَرْضَى عَنِّي، قَالَ: مَا أَرْضَانِي عَنْكَ إِذَا أَوْفَيْتَ النَّاسَ حُقُوقَهُمْ. ❷

وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کھجوریں بیچنے والوں کے پاس آئے تو ایک کھجور فروش کے پاس ایک لڑکی بیٹھی رو رہی تھی، تو آپ نے (اس لڑکی سے) پوچھا: تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: اس نے مجھے ایک درہم کے بدلے کھجور فروخت کی لیکن میرے مالک نے اسے واپس کر دیا ہے اور اب یہ اسے واپس نہیں لے رہا۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کھجوروں والے! اپنی کھجور پکڑ اور اسے اس کا درہم واپس کر، کیونکہ یہ تو نوکرانی ہے، اس کے بس میں تو کچھ نہیں ہے۔ لیکن اس نے علی رضی اللہ عنہ کی بات نہ مانی۔ تو مسلمانوں نے اس شخص سے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ جس کی بات تم نہیں مان رہے یہ کون ہیں؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ امیرالمومنین ہیں۔ تو اس نے اس لڑکی کی کھجور واپس کر کے اسے اس کا درہم دے دیا۔ پھر اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے خوش ہو کر جائیں۔ تو آپ نے فرمایا: جب تم لوگوں کو ان کے پورے حقوق ادا کرو گے تو اس سے زیادہ میں تم سے کس بات سے خوش ہو سکتا ہوں۔

1063 - ابووضاح شیبانی روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ایک آدمی نے بیان کیا:

رَأَيْتُ عَلِيًّا مَرَّ بِجَارِيَةٍ تَبْتَاعُ مِنْ لَحَّامٍ، فَقَالَتْ: زِدْنِي، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ عَلِيٌّ فَقَالَ: زِدْهَا، وَيْحَكَ؛ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِبَرَكَةِ الْبَيْعِ. ❸

❶ [إسناده حسن والحديث صحيح] مضى برقم: ٨١، ٨٢

❷ [إسناده ضعيف] الرياض النضرة للمحب الطبرى: ٣/ ٢٧٨

میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ ایک بچی کے پاس سے گزرے جو گوشت فروش سے گوشت خرید رہی تھی اور اس نے کہا: مجھے اور بھی دو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ گوشت فروش کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اسے مزید دے دو، تجھ پر افسوس ہو! یقیناً یہ تجارت کی برکت کے لیے عظیم تر ہے۔

1064۔ زاذان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يُمْسِكُ الشُّسُوعَ بِيَدِهِ يَمُرُّ فِي الْأَسْوَاقِ فَيُنَاوِلُ الرَّجُلَ الشِّسْعَ، وَيُرْشِدُ الضَّالَّ، وَيُعِينُ الْحَمَّالَ عَلَى الْحَمُولَةِ، وَهُوَ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ [القصص:٨٣]، ثُمَّ يَقُولُ: هٰذِهِ الْآيَةُ أُنْزِلَتْ فِي الْوُلَاةِ وَذَوِي الْقُدْرَةِ مِنَ النَّاسِ. ❷

میں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں جوتوں کے تسمے تھامے بازار میں چلے جا رہے تھے، پھر وہ (جس) آدمی کو (ضرورت ہوتی اسے) تسمہ دے دیتے، جسے راستے کا نہ پتا ہوتا اس کی راہنمائی کرتے اور بوجھ اٹھانے والوں کی بوجھ اٹھانے پر مدد فرماتے، اور یہ آیت پڑھتے: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ ''یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں بڑائی اور فساد نہیں چاہتے، اور پرہیزگاروں کے لیے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔'' پھر فرماتے: یہ آیت حکمرانوں کے متعلق اور لوگوں میں سے صاحب قدرت افراد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

1065۔ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ لِلْقُرَشِيِّ مِثْلَ قُوَّةِ رَجُلَيْنِ))، يَعْنِي مِنْ غَيْرِهِ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: يُرِيدُ بِذَالِكَ نُبْلَ الرَّأْيِ. ❸

یقیناً ایک قریشی کو دو آدمیوں کے برابر طاقت حاصل ہے، یعنی قریش کے علاوہ کے مقابلے میں۔ ابن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے مراد صائب الرائے ہونا تھا۔

توضیح:...... یعنی عمدہ رائے اور درست مؤقف ہونے کے سلسلے میں ایک قریشی دو غیر قریشی آدمیوں کے برابر ہے۔

1066۔ سیدنا عبداللہ بن حطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، قَدِّمُوا قُرَيْشًا وَلَا تَقَدَّمُوهَا، وَتَعَلَّمُوا مِنْهَا وَلَا تُعَلِّمُوهَا، قُوَّةُ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ تَعْدِلُ قُوَّةَ رَجُلَيْنِ مِنْ غَيْرِهِمْ، وَأَمَانَةُ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ تَعْدِلُ أَمَانَةَ رَجُلَيْنِ مِنْ غَيْرِهِمْ، يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أُوصِيكُمْ بِحُبِّ ذِي أَقْرَبِيهَا، أَخِي وَابْنِ عَمِّي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ؛

❶ [إسناده ضعيف] ❷ [إسناده ضعيف جدًا] تاريخ بغداد: ١١/ ١٣٠

❸ [إسناده ضعيف جدًا] مسند أحمد: ٤/ ٨١۔ المعجم الكبير للطبراني: ٢/ ١١٥۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ٧٢۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٢٦

فَإِنَّهُ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ ، وَلَا يُبْغِضُهُ إِلَّا مُنَافِقٌ ، مَنْ أَحَبَّهُ فَقَدْ أَحَبَّنِي ، وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَقَدْ أَبْغَضَنِي ، وَمَنْ أَبْغَضَنِي عَذَّبَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ)) . ❶

اے لوگو! قریش کو آگے کرو اور تم ان سے آگے مت بڑھو، ان سے سیکھو؛ انہیں مت سکھلاؤ۔ قریش کے ایک آدمی کی قوت ان کے علاوہ (کسی اور قبیلے کے) دو آدمیوں کی قوت کے برابر ہے اور قریش کے ایک آدمی کی امانت داری ان کے علاوہ دو آدمیوں کی امانت داری کے برابر ہے۔ اے لوگو! میں تمہیں ان کے قرابت داروں سے محبت کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے بھائی اور چچازاد علی بن ابی طالب سے صرف مومن ہی محبت رکھتا ہے اور صرف منافق ہی اس سے نفرت کرتا ہے۔ جس شخص نے اس سے محبت کی؛ اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اس سے نفرت کی؛ اس نے مجھ سے نفرت کی، اور جس نے مجھ سے نفرت کی؛ اسے اللہ تعالیٰ عذاب سے دوچار کرے گا۔

1067 ۔ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((سَلَامٌ عَلَيْكَ أَبَا الرَّيْحَانَتَيْنِ مِنَ الدُّنْيَا ، فَعَنْ قَلِيلٍ يَذْهَبُ رُكْنَاكَ وَاللّٰهُ خَلِيفَتِي عَلَيْكَ)) ، فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ عَلِيٌّ: هٰذَا أَحَدُ الرُّكْنَيْنِ الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَلَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَةُ قَالَ: هُوَ الرُّكْنُ الْآخَرُ الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ . ❷

اے دنیا کے دو خوشبودار پھولوں کے والد! تھوڑے ہی عرصے میں تمہارے دونوں رُکن ختم ہو جائیں گے اور تجھ پر اللہ ہی میرا خلیفہ ہوگا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت ہوئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ان دو رُکنوں میں سے ایک ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ پھر جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو آپ نے فرمایا: یہ وہ دوسرا رُکن ہے جس کے بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

توضیح:...... ”دو خوشبودار پھولوں“ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما تھے، جیسا کہ ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے متعلق یہ فرمان مذکور ہے کہ: ((هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا)) ”یہ دونوں دنیا میں میرے خوشبودار پھول ہیں۔“ (صحيح البخاري: ٣٧٥٣)

1068 ۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کے میرے ساتھ حسد کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ رَابِعَ أَرْبَعَةٍ؟ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَنَا وَأَنْتَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ، وَأَزْوَاجُنَا عَنْ أَيْمَانِنَا ، وَعَنْ شَمَائِلِنَا ، وَذَرَارِيُّنَا خَلْفَ أَزْوَاجِنَا ، وَشِيعَتُنَا مِنْ وَرَائِنَا)) . ❸

کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم چار افراد میں سے چوتھے ہو؟ سب سے پہلے جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے وہ میں، تم اور حسن و حسین (رضی اللہ عنہم) ہوں گے، ہماری ازواج ہمارے دائیں اور بائیں طرف ہوں گی، ہماری اولاد ہماری ازواج کے پیچھے اور ہمارے پیروکار ہمارے پیچھے ہوں گے۔

❶ [إسناده ضعيف جدًا] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٥٥۔مناقب الشافعي للبيهقي: ١/ ٢٠۔مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٢٥

❷ [إسناده ضعيف جدًا]

❸ [موضوع] المعجم الكبير للطبراني: ١/ ٢٢٩۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣١

1069۔ محمد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ إِلَى عَلِيٍّ أُمَّ كُلْثُومٍ فَقَالَ: أَنْكِحْنِيهَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنِّي أَرْصُدُهَا لِابْنِ أَخِي جَعْفَرٍ، فَقَالَ عُمَرُ: أَنْكِحْنِيهَا، فَوَاللهِ مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ يَرْصُدُ مِنْ أَمْرِهَا مَا أَرْصُدُ، فَأَنْكَحَهُ عَلِيٌّ، فَأَتَى عُمَرُ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ: أَلَا تُهَنِّئُونِي؟ فَقَالُوا: بِمَنْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَقَالَ: بِأُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عَلِيٍّ، وَابْنَةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُلُّ نَسَبٍ وَسَبَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ سَبَبِي وَنَسَبِي))، فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَبٌ وَنَسَبٌ. ❶

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کے ہاں اُم کلثوم سے شادی کا پیغام بھیجا اور کہا: ان کا مجھ سے نکاح کر دیجیے۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسے اپنے بھتیجے جعفر کے لیے رکھا ہوا ہے۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ان کا مجھ سے نکاح کر دیجیے، اللہ کی قسم! لوگوں میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جو ان کا اس طرح خیال رکھے گا جس طرح میں ان کا خیال رکھوں گا۔ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح عمر رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مہاجرین کے پاس آئے اور کہا: کیا تم مجھے مبارک نہیں دو گے؟ انہوں نے پوچھا: اے امیر المومنین! کس بات کی؟ آپ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ بنتِ رسول اللہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی اُم کلثوم کے ساتھ شادی کی، یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: قیامت کے روز ہر نسب اور سبب ٹوٹ جائے گا، سوائے اس کے جو میرے نسب اور سبب سے ہو گا۔ چنانچہ میں نے چاہا کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان سبب اور نسب قائم ہو جائے۔

1070۔ مستظل بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أُمَّ كُلْثُومٍ، فَاعْتَلَّ عَلَيْهِ بِصِغَرِهَا، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أُرِدِ الْبَاهَ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَا خَلَا سَبَبِي وَنَسَبِي، كُلُّ وَلَدِ أَبٍ فَإِنَّ عَصَبَتَهُمْ لِأَبِيهِمْ، مَا خَلَا وَلَدَ فَاطِمَةَ؛ فَإِنِّي أَنَا أَبُوهُمْ وَعَصَبَتُهُمْ)). ❷

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو (ان کی صاحبزادی) اُم کلثوم سے شادی کا پیغام بھیجا تو انہوں نے ان کی کم عمری کا عذر پیش کیا، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً میرا جماع کا ارادہ نہیں ہے بلکہ (میں تو صرف اس لیے شادی کرنا چاہتا ہوں کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: روزِ قیامت ہر سبب اور نسب منقطع ہو گا، سوائے میرے سبب اور نسب کے، ہر باپ کی اولاد اپنے باپ کی عصبہ ہوتی ہے، سوائے فاطمہ کی اولاد کے، کیونکہ میں ہی ان کا باپ اور عصبہ ہوں۔

1071۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا نَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ، فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ يُصْلِحُهَا، ثُمَّ

❶ [إسناده ضعيف جدًا] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٤٢ ـ مناقب الشافعي للبيهقي: ١/ ٦٤ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٧٣

❷ [إسناده ضعيف جدًا] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٧٣

مَشٰی فَقَالَ: ((إِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ الْقُرْآنِ، كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ))، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَخَرَجْتُ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُكَبِّرْ بِهِ فَرَحًا، كَأَنَّهُ شَيْءٌ قَدْ سَمِعَهُ. ❶

ہم نبی ﷺ کے ہمراہ چلے جا رہے تھے کہ آپ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ آپ ﷺ نے وہ علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا تاکہ وہ اسے درست کر دیں، پھر آپ ﷺ چل پڑے اور فرمایا: یقیناً تم میں سے کوئی شخص لازماً قرآن کی تفسیر پر اسی طرح قتال کرے گا جس طرح میں اس کے نازل ہونے پر قتال کیا ہے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نکلا اور علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خوشخبری سنائی جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا تو انہوں نے یہ سن کر خوشی سے ''اللہ اکبر'' نہیں کہا، گویا کہ یہ ایسی بات تھی جو انہوں نے سنی ہوئی تھی۔

1072 - سیدنا ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الصِّدِّيقُونَ ثَلَاثَةٌ: حَبِيبُ بْنُ مُرِّيِّ النَّجَّارُ مُؤْمِنُ آلِ يَاسِينَ، وَخِرْتِيلُ مُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الثَّالِثُ، وَهُوَ أَفْضَلُهُمْ)). ❷

صدیق تین ہیں: حبیب بن مُری النجار؛ جو کہ آلِ یاسین میں سے مومن تھا، خرتیل؛ جو کہ آلِ فرعون میں سے مومن تھا اور تیسرا علی بن ابی طالب؛ اور یہ ان سب سے افضل ہے۔

1073 - سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قَالَ لِي جِبْرِيلُ: يَا مُحَمَّدُ، قَلَبْتُ الْأَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، فَلَمْ أَجِدْ وَلَدَ أَبٍ خَيْرًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)). ❸

جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا: اے محمد! میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو پلٹا لیکن میں نے بنوہاشم سے بہتر کوئی شخص نہیں پایا۔

1074 - سیدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

اشْتَكَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّضْتُهَا، فَأَصْبَحَتْ يَوْمًا كَأَمْثَلِ مَا كَانَتْ، فَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا أُمَّتَاهُ، اسْكُبِي لِي مَاءً غُسْلًا، فَسَكَبْتُ لَهَا، فَقَامَتْ فَاغْتَسَلَتْ كَأَحْسَنِ مَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ، ثُمَّ قَالَتْ: هَاتِي ثِيَابِي الْجُدُدَ، فَأَعْطَيْتُهَا، فَلَبِسَتْهَا ثُمَّ جَاءَتْ إِلَى الْبَيْتِ الَّذِي كَانَتْ فِيهِ فَقَالَتْ: قَدِّمِي الْفِرَاشَ إِلَى وَسَطِ الْبَيْتِ، فَقَدَّمْتُهُ فَاضْطَجَعَتْ وَاسْتَقْبَلَتِ الْقِبْلَةَ فَقَالَتْ: يَا أُمَّتَاهُ، إِنِّي مَقْبُوضَةٌ الْآنَ، وَإِنِّي قَدِ اغْتَسَلْتُ، فَلَا يَكْشِفْنِي أَحَدٌ، وَقُبِضَتْ، فَجَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ لَا يَكْشِفُهَا أَحَدٌ، ثُمَّ حَمَلَهَا بِغُسْلِهَا ذَالِكَ فَدَفَنَهَا. ❹

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا] مسند أحمد: ٣/ ٨٢۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٢٢ ❷ [موضوع] الجامع الصغير للسيوطي: ٢/ ٥٠

❸ [إسناده ضعيف جدًا] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٧٤۔ الجامع الصغير للسيوطي: ٢/ ٨٤

❹ [إسناده ضعيف جدًا] مسند أحمد: ٦/ ٤٦٠۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢١٠

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوگئیں تو میں ان کی بیمار پرسی کے لیے گئی۔ ایک روز وہ اسی کیفیت میں تھیں اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ باہر نکلے، تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (مجھ سے) کہا: اے اماں جان! میرے نہانے کے لیے پانی رکھ دیجیے۔ تو میں نے ان کے نہانے کے لیے پانی رکھ دیا۔ پھر وہ اُٹھیں اور بڑے اچھے طریقے سے غسل کیا جیسے وہ کرتی تھیں۔ پھر کہا: میرے نئے کپڑے لا کر دیجیے۔ تو میں نے انہیں (نئے کپڑے) لا دیے۔ انہوں نے وہ پہن لیے۔ پھر اسی گھر میں آ گئیں جس میں وہ تھیں اور کہا: گھر کے درمیان میں میرا بستر لگا دو۔ تو میں نے لگا دیا۔ پھر وہ لیٹ گئیں اور قبلہ کی طرف رُخ کر کے بولیں: اے اماں جان! بلاشبہ اب میری رُوح قبض ہونے والی ہے اور میں نے غسل بھی کر لیا ہے، لہٰذا مجھے کوئی بے پردہ نہ کرے۔ اور (پھر ایسا ہی ہوا کہ) آپ کی جان پرواز کر گئی۔ پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے انہیں بتلایا۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! انہیں کوئی بے پردہ نہیں کرے گا۔ پھر آپ نے انہیں ان کے غسل کے ساتھ اٹھایا اور انہیں دفن کر دیا۔

1075 - سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسِ مَرْحَبٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ . ❶

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مرحب کا سر لے کر آیا، اللہ اس پر لعنت فرمائے۔

1076 - ابو نجیح کہتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کوفے کے منبر پر یہ فرماتے سنا:

لَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَخْطُبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَذَكَرْتُ أَنْ لَا شَيْءَ لِي ، ثُمَّ ذَكَرْتُ عَائِدَتَهُ وَصِلَتَهُ فَخَطَبْتُهَا ، فَقَالَ: ((وَهَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ؟)) قُلْتُ: لَا ، قَالَ: ((فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ الَّتِي كُنْتُ أَعْطَيْتُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا؟)) قُلْتُ: هِيَ عِنْدِي ، قَالَ: ((فَأْتِ بِهَا)) ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَأَنْكَحَنِيهَا ، فَلَمَّا أَنْ دَخَلَتْ عَلَيَّ قَالَ: ((لَا تُحْدِثَنَّ شَيْئًا حَتَّى آتِيَكُمَا)) ، فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْنَا كِسَاءٌ أَوْ قَطِيفَةٌ فَتَحَشْحَشْنَا ، فَقَالَ: ((مَكَانَكُمَا ، عَلَى حَالِكُمَا)) ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ عِنْدَ رُءُوسِنَا فَدَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ ، فَأُتِيَ بِهِ ، فَدَعَا فِيهِ بِالْبَرَكَةِ ، ثُمَّ رَشَّهُ عَلَيْنَا ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَنَا أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ هِيَ؟ قَالَ: ((هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْكَ ، وَأَنْتَ أَعَزُّ عَلَيَّ مِنْهَا)) . ❷

جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) نکاح کا پیغام بھیجنے کا ارادہ کیا تو مجھے یاد آیا کہ میرے پاس تو (حق مہر دینے کے لیے) کوئی بھی چیز نہیں ہے۔ پھر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی اور صلہ رحمی یاد آئی تو میں نے پیغامِ نکاح بھیج دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز موجود ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری وہ حطمی زِرہ کہاں ہے جو میں نے فلاں دِن تمہیں دی تھی؟ میں نے کہا: وہ تو میرے پاس ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہی لے آؤ۔ چنانچہ میں وہ لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مجھ سے کر دیا۔ پھر جب وہ میرے پاس آ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تب تک کچھ مت

❶ [إسناده ضعيف جدًا]

❷ [إسناده ضعيف] سنن أبي داود: ٢/ ٢٤٠ - سنن النسائي: ٦/ ١٢٩ - مسند أحمد: ١/ ٨٠

کرنا جب تک کہ میں تمہارے پاس نہ آ جاؤں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہم سے (اندر آنے کی) اجازت مانگی اور اس وقت ہم چادر یا کمبل اوڑھے ہوئے تھے تو ہم جلدی سے اُٹھ بیٹھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی جگہ پر ہی رہو، اسی حالت میں رہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے سرہانے بیٹھ کر پانی کا ایک برتن منگوایا۔ وہ لایا گیا تو آپ نے اس میں برکت کی دعا فرمائی، پھر ہم پر اس کے چھینٹے مارے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو زیادہ میں محبوب ہوں یا یہ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مجھے تمہاری نسبت زیادہ محبوب ہے لیکن تم میری نظر میں اس سے زیادہ معزز ہو۔

1077۔ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

طَلَبْتُ عَلِيًّا فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: ذَهَبَ يَأْتِي بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَجَاءَا جَمِيعًا فَدَخَلَا، وَدَخَلْتُ مَعَهُمَا، فَأَجْلَسَ عَلِيًّا عَنْ يَسَارِهِ، وَفَاطِمَةَ عَنْ يَمِينِهِ، وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ الْتَفَعَ عَلَيْهِمْ بِثَوْبِهِ قَالَ: ((﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الأحزاب:٣٣]، اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي، اللّٰهُمَّ أَهْلِي أَحَقُّ))، قَالَ وَاثِلَةُ: فَقُلْتُ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ: وَأَنَا مِنْ أَهْلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((وَأَنْتَ مِنْ أَهْلِي))، قَالَ وَاثِلَةُ: فَذَالِكَ أَرْجَا مَا أَرْجُو مِنْ عَمَلِي. ❶

میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تلاش میں ان کے گھر آیا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ کو لینے گئے ہیں۔ پھر آپ دونوں اکٹھے تشریف لائے اور (گھر میں) داخل ہوئے۔ میں بھی آپ دونوں کے ساتھ اندر آ گیا۔ آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو اپنی دائیں جانب بٹھا لیا، فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی بائیں جانب اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو اپنے سامنے بٹھا لیا، پھر اپنا کپڑا ان پر ڈال کر فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ''اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ وہ تم سے ناپاکی کو ختم کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔'' اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، اے اللہ! میرے اہل بیت کا زیادہ حق ہے۔ واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے گھر کے ایک گوشے سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں بھی آپ کے اہل سے ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی میرے اہل سے ہو۔ واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سب سے اُمید والا عمل ہے جس عمل سے میں (نجات کی) اُمید کر سکتا ہوں۔

1078۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ آذَى عَلِيًّا فَقَدْ آذَانِي)). ❷

جس نے علی کو تکلیف دی اس نے یقیناً مجھے تکلیف دی۔

1079۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا:

((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ، مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ؟)). ❸

❶ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ٩٧٨ ❷ [إسناده حسن] سلسلة الأحاديث الصحيحة: ٥/ ٣٧٤

❸ [إسناده صحيح] الخصائص للنسائی، ص: ١٥

کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی؟ سوائے اس بات کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

1080 ۔ یوسف بن عبدالحمید بیان کرتے ہیں کہ:

لَقِيتُ ثَوْبَانَ ، فَرَأَى عَلَيَّ ثِيَابًا فَقَالَ: مَا تَصْنَعُ بِهٰذِهِ الثِّيَابِ؟ وَرَأَى فِي يَدَيَّ خَاتَمًا فَقَالَ: مَا تَصْنَعُ بِهٰذَا الْخَاتَمِ؟ إِنَّمَا الْخَوَاتِيمُ لِلْمُلُوكِ ، قَالَ: فَمَا اتَّخَذْتُ بَعْدَهُ خَاتَمًا ؛ قَالَ: فَحَدَّثَنَا ثَوْبَانُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِأَهْلِ بَيْتِهِ فَذَكَرَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَغَيْرَهُمَا ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَمِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ أَنَا؟ قَالَ: فَسَكَتَ ، ثُمَّ قُلْتُ: أَمِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ أَنَا؟ قَالَ: فَسَكَتَ ، ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((نَعَمْ ، مَا لَمْ تَقُمْ عَلٰى سُدَّةٍ ، أَوْ تَأْتِي أَمِيرًا تَسْأَلُهُ)) .

میں سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے مجھے کپڑے زیب تن کیے دیکھا تو استفسار فرمایا: تم ان کپڑوں سے کیا کرتے ہو؟ پھر انہوں نے میرے ہاتھوں میں انگوٹھی دیکھی تو پوچھا: تم اس انگوٹھی سے کیا کرتے ہو؟ انگوٹھیاں تو صرف بادشاہوں کے لیے ہوتی ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد انگوٹھی نہیں پہنی۔ پھر سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کے لیے دعا فرمائی اور سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کا اور ان کے علاوہ کسی اور کا بھی تذکرہ کیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں بھی اہلِ بیت میں سے ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار کی۔ میں نے پھر عرض کیا: کیا میں بھی اہلِ بیت میں سے ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر خاموش رہے۔ پھر تیسری مرتبہ فرمایا: ہاں، جب تک کہ تم گھر کے دروازے کے سامنے کھڑے نہیں ہوگے یا کسی امیر کے پاس آکر اس سے مانگو گے نہیں۔

توضیح :...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: ''گھر کے دروازے کے سامنے کھڑے نہیں ہوگے'' سے مراد لوگوں سے بلاضرورت مانگنے سے ممانعت ہے۔

1081 ۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ ، وَعَلِيٌّ بَابُهَا)) . ❶

میں حکمت و دانائی کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

1082 ۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أُعْطِيَ كُلُّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ رُفَقَاءَ ، وَأُعْطِيتُ أَنَا أَرْبَعَةَ عَشَرَ)) ، قِيلَ لِعَلِيٍّ: مَنْ هُمْ؟ قَالَ: أَنَا ، وَابْنَايَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ، وَحَمْزَةُ ، وَجَعْفَرٌ ، وَعُقَيْلٌ ، وَأَبُو بَكْرٍ ، وَعُمَرُ ، وَعُثْمَانُ ، وَالْمِقْدَادُ ، وَسَلْمَانُ ، وَعَمَّارٌ ، وَطَلْحَةُ ، وَالزُّبَيْرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ . ❷

ہر نبی کو سات ساتھی دیے گئے جبکہ مجھے چودہ سے نوازا گیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں، میرے دونوں بیٹے حسن و حسین، حمزہ، جعفر، عقیل، ابوبکر، عمر، عثمان، مقداد، سلمان، عمار، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم۔

---

❶ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦٣٧ ❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٠٩ ، ٢٧٤ ، ٢٧٥

1083 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلِيٌّ فِي بَيْتِ فَاطِمَةَ، وَانْقَطَعَتْ شِسْعُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعْطَاهَا عَلِيًّا يُصْلِحُهَا، ثُمَّ جَاءَ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ الْقُرْآنِ، كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ))، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا))، قَالَ عُمَرُ: أَنَا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا، وَلٰكِنَّهُ صَاحِبُ النَّعْلِ)). [1]

ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے تو ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا تھا جسے آپ نے درست کرنے کے لیے علی رضی اللہ عنہ کو دیا۔ پھر آپ تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے، اور فرمایا: یقیناً تم میں ایک شخص ایسا ہے جو قرآن کی تاویل پر اسی طرح مزاحمت کرے گا جس طرح میں اس کے نازل ہونے پر کرتا تھا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ میں ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ میں ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ جوتا (ٹھیک کرنے) والا ہے (یعنی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)۔

1084 ۔ ابولیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ، وَكَانَ يَسْمُرُ مَعَهُ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ أَنْكَرُوا مِنْكَ أَنَّكَ تَخْرُجُ فِي الْبَرْدِ فِي مُلَاءَتَيْنِ، وَفِي الْحَرِّ فِي الْحَشْوِ وَفِي الثَّوْبِ الثَّقِيلِ، فَقَالَ لَهُ: أَوَلَمْ تَكُنْ مَعَنَا بِخَيْبَرَ؟ فَقَالَ: بَلٰى، قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، وَيُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، يَفْتَحُ اللّٰهُ لَهُ، لَيْسَ بِفَرَّارٍ))، فَأَرْسَلَ إِلَيَّ وَأَنَا أَرْمَدُ، قَالَ: فَتَفَلَ فِي عَيْنِي ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ اكْفِهِ أَذَى الْحَرِّ وَالْبَرْدِ))، قَالَ: فَمَا وَجَدْتُ حَرًّا وَلَا بَرْدًا. [2]

وہ (یعنی ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کو باتیں کیا کرتے تھے، تو انہوں نے آپ سے کہا: یقیناً لوگ آپ کے اس عمل کو بہت عجیب سمجھتے ہیں کہ آپ سردی میں اوڑھنے کی دو ہی چادریں استعمال کرتے ہیں اور گرمیوں میں رُوئی کے موٹے کپڑے زیب تن کر لیتے ہیں۔ تو آپ نے ان سے پوچھا: کیا تم خیبر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے؟ انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ آپ نے کہا: بلاشبہ (اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں جھنڈا لازماً اس شخص کو تھماؤں گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے، اللہ اسے فتح سے ہمکنار کرے گا اور وہ میدان سے فرار ہونے والا بھی نہیں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور میری آنکھوں میں تکلیف تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری تھوک مبارک میری آنکھوں میں لگایا، پھر فرمایا: اے اللہ! اس کو گرمی اور سردی کی تکلیف سے کافی ہو جا۔ چنانچہ مجھے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے) گرمی اور سردی محسوس نہیں ہوتی۔

1085 ۔ سیدنا زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

[1] [إسناده صحيح] العلل المتناهية لابن الجوزي: ١/ ٢٣٩ [2] [إسناده ضعيف]

دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدَهُ، فَذَكَرَ قِصَّةَ مُؤَاخَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ عَلِيٌّ، يَعْنِي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ ذَهَبَتْ رُوحِي، وَانْقَطَعَتْ ظَهْرِي، حِينَ رَأَيْتُكَ فَعَلْتَ بِأَصْحَابِكَ مَا فَعَلْتَ غَيْرِي، فَإِنْ كَانَ هٰذَا مِنْ سَخَطٍ عَلَيَّ، فَلَكَ الْعُتْبٰى وَالْكَرَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، مَا أَخَّرْتُكَ إِلَّا لِنَفْسِي، فَأَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَأَنْتَ أَخِي وَوَارِثِي))، قَالَ: وَمَا أَرِثُ مِنْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مَا وَرَّثَ الْأَنْبِيَاءُ قَبْلِي))، قَالَ: وَمَا وَرَّثَ الْأَنْبِيَاءُ قَبْلَكَ؟ قَالَ: ((كِتَابَ اللّٰهِ، وَسُنَّةَ نَبِيِّهِمْ، وَأَنْتَ مَعِي فِي قَصْرٍ فِي الْجَنَّةِ، مَعَ فَاطِمَةَ ابْنَتِي، وَأَنْتَ أَخِي وَرَفِيقِي، ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ [الحجر: ٤٧]، الْمُتَحَابُّونَ فِي اللّٰهِ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ)). ❶

میں مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔۔۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا اپنے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنے کا واقعہ بیان کیا۔۔۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا: یقیناً میری جان نکل گئی اور کمر ٹوٹ گئی جب میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے سوا اپنے (تمام) صحابہ کے ساتھ ایسا کیا ہے (یعنی سب میں بھائی چارہ قائم کیا ہے لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا) اگر تو یہ میرے ساتھ کسی خفگی کی بنا پر ہے تو یہ آپ کی مرضی اور حق ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر مبعوث کیا ہے! میں نے تجھے صرف اپنے لیے مؤخر کیا ہے، کیونکہ تیرا مجھ سے وہی تعلق ہے جو ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، تم میرے بھائی اور میرے وارث ہو۔ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کی کس چیز کا وارث ہوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا وارث مجھ سے پہلے انبیاء نے بنایا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: آپ سے پہلے انبیاء نے کس چیز کا وارث بنایا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی کتاب اور ان کے نبی کی سنت۔ تم جنت کے محل میں میرے اور میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوگے، تم میرے بھائی اور میرے رفیق ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ ''(وہاں سب) بھائی بھائی ہوں گے اور مسہریوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوگے۔'' (اس سے مراد) رضائے الٰہی کی خاطر باہم محبت کرنے والے لوگ ہیں، جو ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

1086۔ محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا كُنَّا نَعْرِفُ مُنَافِقِينَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ إِلَّا بِبُغْضِهِمْ عَلِيًّا. ❷

ہم انصار کی جماعت میں سے منافقین کو صرف اس علامت سے پہچان لیا کرتے تھے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھتے تھے۔

---

❶ [إسناده ضعيف] ذخائر العقبى للمحب الطبرى، ص: ٧٩

❷ [إسناده حسن] مجمع الزوائد للهيثمى: ٩/ ١٣٢ ـ الرياض النضرة للمحب الطبرى: ٣/ ٢٤٢

توضیح:...... یعنی ہم انصار میں سے جس کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض اور نفرت ہوتی تھی ہم اس کو منافقین میں شمار کرتے تھے، گویا منافقین کو پہچاننے کی یہی علامت تھی۔

1087۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا عَلِيُّ، فِيكَ مَثَلٌ مِنْ عِيسَى، أَبْغَضَتْهُ يَهُودُ حَتَّى بَهَتُوا أُمَّهُ، وَأَحَبَّتْهُ النَّصَارَى حَتَّى أَنْزَلُوهُ الْمَنْزِلَ الَّذِي لَيْسَ لَهُ)).

اے علی! تم میں عیسیٰ علیہ السلام کے مثل ایک بات پائی جاتی ہے۔ ان سے یہودیوں نے اس قدر نفرت کی کہ ان کی والدہ پر بہتان لگا دیا اور ان سے عیسائیوں نے اس قدر محبت کی کہ انہیں وہ مقام ومرتبہ دے دیا جو اُن کا نہیں تھا۔

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ يُقَرِّظُنِي بِمَا لَيْسَ فِيَّ، وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهُ شَنَآنِي عَلَى أَنْ يَبْهَتَنِي. [1]

میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاکت کا شکار ہوں گے: (مجھ سے) محبت کرنے والا؛ جو مجھے ایسی تعریف و ستائش سے متصف کرے جو مجھ میں موجود ہی نہ ہو اور (دوسرا مجھ سے) نفرت کرنے والا؛ جسے میری دشمنی اس بات پر برانگیخت کر دے کہ وہ مجھ پر بہتان تراشی کرنے لگے۔

1088۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ بِسُورَةِ بَرَاءَةَ عَلَى الْمَوْسِمِ وَأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ إِلَى النَّاسِ، فَلَحِقَهُ عَلِيٌّ فِي الطَّرِيقِ، فَأَخَذَ السُّورَةَ وَالْكَلِمَاتِ، فَكَانَ عَلِيٌّ يُبَلِّغُ، وَأَبُو بَكْرٍ عَلَى الْمَوْسِمِ، فَإِذَا قَرَأَ السُّورَةَ نَادَى: أَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَلَا يَقْرَبُ الْمَسْجِدَ مُشْرِكٌ بَعْدَ عَامِهِ هٰذَا، وَلَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْدٌ فَأَجَلُهُ مُدَّتُهُ، حَتَّى قَالَ رَجُلٌ: لَوْلَا أَنْ يُقْطَعَ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَ ابْنِ عَمِّكَ مِنَ الْحِلْفِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ أَمَرَنِي أَلَّا أُحْدِثَ شَيْئًا حَتَّى آتِيَهُ لَقَتَلْتُكَ. [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام حج میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورۃ براءت اور چار کلمات دے کر لوگوں کی طرف بھیجا، ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ پیچھے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان سے جا ملے۔ انہوں نے (ابوبکر رضی اللہ عنہ سے) سورت اور کلمات لے لیے۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ (اس سورت کے احکام کی) تبلیغ کرتے تھے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ امیر حج تھے۔ جب علی رضی اللہ عنہ نے سورت پڑھ کر سنائی تو پکار کر کہا: خبردار! جنت میں صرف مسلمان جان ہی جائے گی، اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد حرام کے قریب بھی نہ آئے اور نہ ہی کوئی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے وہ مقررہ مدت تک برقرار رہے گا۔ اتنے میں ایک آدمی بولا: (ہم یہ سب کچھ اسی صورت میں کریں گے) اگر ہمارے اور تمہارے چچا زاد (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان جو حلف ہے

[1] [إسناده ضعيف] الخصائص للنسائي، ص: ٢٧۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣٣۔ العلل المتناهية لابن الجوزي: ١/ ٢٢٣۔ التاريخ الكبير للبخاري: ٢/ ٢٥٧

[2] [إسناده ضعيف جدًا] مسند أحمد: ١/ ٣۔ سنن الترمذي: ٥/ ٢٧٦

اسے توڑ نہ دیا جائے۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ حکم نہ دیا ہوتا کہ میں (واپس) ان کی خدمت میں حاضر ہونے تک کوئی نیا کام نہیں کروں گا تو یقیناً میں تجھے (اس گستاخی پر) قتل کر دیتا۔

توضیح:......سورۃ براءت کا دوسرا نام سورۃ التوبہ ہے۔ اسے سورۃ براءت اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ جہاد و قتال کے احکام اور ان پر غیظ وغضب کے تذکروں پر مشتمل ہے اور اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو مشرکوں کے ساتھ واضح طور پر اعلانِ براءت کرنے کا حکم فرما دیا تھا، وہی اعلانِ براءت مشرکین کو سنانے کے لیے نبی ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔

1089 - عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِمَحْضَرٍ مِنْ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: تَعْرِفُ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ؟ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَلَا تَذْكُرْ عَلِيًّا إِلَّا بِخَيْرٍ، فَإِنَّكَ إِنْ أَبْغَضْتَهُ آذَيْتَ هٰذَا فِي قَبْرِهِ. [1]

ایک آدمی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نامناسب گفتگو کی، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے فرمایا: کیا تم اس قبر میں موجود شخصیت کو جانتے ہو؟ یہ حضرت محمد ﷺ ہیں جو عبداللہ کے صاحبزادے اور عبدالمطلب کے پوتے ہیں اور علی رضی اللہ عنہ ابوطالب کے بیٹے اور عبدالمطلب کے پوتے ہیں، سو تم علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ صرف اچھے الفاظ میں ہی کیا کرو، کیونکہ یقینی بات ہے کہ اگر تم ان سے نفرت کرو گے تو تم اس قبر میں موجود ہستی کو تکلیف پہنچاؤ گے۔

1090 - سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِبَرَاءَةَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَا الْحُلَيْفَةِ بَعَثَ إِلَيْهِ فَرَدَّهُ وَقَالَ: ((لَا يَذْهَبُ بِهَا إِلَّا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي))، فَبَعَثَ عَلِيًّا. [2]

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورۃ التوبۃ دے کر اہلِ مکہ کی جانب بھیجا۔ جب وہ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو ان کے پیچھے آدمی بھیج کر انہیں واپس بلا لیا اور فرمایا: اس سورت کو میرے اہل بیت کا ہی کوئی آدمی لے کر جائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

1091 - سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى، إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ)). [3]

تمہارے مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی، سوائے اس بات کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

1092 - سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلانے بھیجا اور پھر

[1] [إسناده صحيح] الرياض النضرة للمحب الطبري: ٣/ ١٥٨

[2] [إسناده حسن] مسند أحمد: ٣/ ٢١٢ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٢٧٥

[3] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ٣٦٩

اُن سے فرمایا:

((أَنْتَ سَيِّدٌ فِي الدُّنْيَا، وَسَيِّدٌ فِي الْآخِرَةِ، مَنْ أَحَبَّكَ فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَحَبِيبُكَ حَبِيبُ اللّٰهِ، وَعَدُوُّكَ عَدُوِّي، وَعَدُوِّي عَدُوُّ اللّٰهِ، الْوَيْلُ لِمَنْ أَبْغَضَكَ مِنْ بَعْدِي)). [1]

تم دنیا و آخرت میں سردار ہو، جس نے تم سے محبت کی اس نے یقیناً مجھ سے محبت کی، تم سے محبت کرنے والا اللہ کا محبوب ہے، تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے، اس شخص کی تباہی و بربادی ہے جو میرے بعد تم سے نفرت کرے گا۔

1093۔ ربیعہ الجرشی بیان کرتے ہیں کہ:

ذُكِرَ عَلِيٌّ عِنْدَ رَجُلٍ وَعِنْدَهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: أَتَذْكُرُ عَلِيًّا، إِنَّ لَهُ مَنَاقِبَ أَرْبَعًا، لِأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا. وَذَكَرَ حُمْرَ النَّعَمِ وَقَوْلَهُ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ))، وَقَوْلَهُ: ((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى))، وَقَوْلَهُ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ))، وَنَسِيَ سُفْيَانُ وَاحِدَةً. [2]

ایک آدمی کے پاس سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا گیا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی اس کے پاس موجود تھے، تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: کیا تم علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کر رہے ہو؟ ان کو چار ایسی فضیلتیں حاصل ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو یہ مجھے اتنے اتنے (مال) سے بھی زیادہ پسند ہوتا، اور انہوں نے (مال میں) سرخ اونٹوں کا ذکر کیا (یعنی ان چار خوبیوں میں سے کسی ایک کا حاصل ہو جانا مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہوتا)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ میں (علی رضی اللہ عنہ کو) لازماً جھنڈا دوں گا۔ (دوسری فضیلت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ (تیسری فضیلت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے۔ اور سفیانؒ ایک فضیلت بھول گئے۔

1094۔ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجْنَا إِلٰى خَيْبَرَ، فَكَانَ عَمِّي يَرْتَجِزُ وَهُوَ يَقُولُ:

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا　　وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا　　فَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالُوا: عَامِرٌ، قَالَ: ((غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا عَامِرُ))، وَمَا اسْتَغْفَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ خَصَّهُ إِلَّا اسْتُشْهِدَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَوْ مَا مَتَّعْتَنَا بِعَامِرٍ، فَلَمَّا قَدِمْنَا خَيْبَرَ خَرَجَ مَرْحَبٌ يَخْطِرُ بِسَيْفِهِ وَهُوَ يَقُولُ:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ　　شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

---

[1] [رجال الإسناد ثقات] التاريخ للخطيب: ٤/ ٤١ـ الرياض النضرة للمحب الطبرى: ٣/ ١٥٦

[2] [إسناده حسن] التاريخ الكبير للبخارى: ٢/ ٢٨١ـ السنة لابن أبى عاصم: ١٣٢

إِذَا الْـحُـرُوبُ أَقْبَـلَـتْ تَلَهَّبُ

فَبرزَ لَهُ عَامِرٌ فَقَالَ:

قَدْ عَـلِـمَـتْ خَيْبَـرُ أَنِّي عَـامِرُ   شَـاكِـي السِّلَاحِ بَـطَـلٌ مُحَاذِرُ

فَـاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ فَوَقَعَ سَيْفُ مَرْحَبٍ فِي تُرْسِ عَامِرٍ، وَذَهَبَ عَامِرٌ يُسَفِّلُ لَهُ، فَرَجَعَ سَيْفُهُ عَـلَـى نَفْسِهِ فَقَطَعَ أَكْحَلَهُ، فَكَانَتْ فِيهَا نَفْسُهُ، وَإِذَا نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَـلَّـمَ يَقُولُونَ: بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ، بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ، قَتَلَ عَامِرٌ نَفْسَهُ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَالَ هٰذَا؟)) قَـالَ: قُلْتُ: نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِكَ، فَقَالَ: ((كَذَبَ مَـنْ قَـالَ ذَالِكَ، بَـلْ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ))، ثُمَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَـلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ أَرْمَدُ، حَتّٰى أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ، فَبَرَأَ، ثُمَّ أَعْطَاهُ الرَّايَةَ، وَخَرَجَ مَرْحَبٌ فَقَالَ:

قَـدْ عَـلِـمَـتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ   شَـاكِـي السِّلَاحِ بَـطَـلٌ مُجَرَّبُ

إِذَا الْـحُـرُوبُ أَقْبَـلَـتْ تَلَهَّبُ

قَالَ عَلِيٌّ:

أَنَـا الَّـذِي سَـمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ   كَـلَيْـثِ غَـابَـاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ

أُوفِيهِـمْ بِـالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ

قَالَ: فَضَرَبَهُ، فَفَلَقَ رَأْسَ مَرْحَبٍ فَقَتَلَهُ، وَكَانَ الْفَتْحُ عَلٰى يَدَيْ عَلِيٍّ

ہم خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو میرے چچا یہ اشعار پڑھتے ہوئے جا رہے تھے:

تَـالـلّٰـهِ لَـوْلَا الـلّٰـهُ مَا اهْتَدَيْنَا   وَمَـا تَـصَـدَّقْـنَـا وَلَا صَـلَّيْنَـا

وَنَـحْـنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا   فَثَبِّــتِ الْأَقْــدَامَ إِنْ لَاقَيْـنَــا

وَأَنْــزِلَـنْ سَـكِيـنَةً عَـلَـيْنَـا [1]

''اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو نہ ہم زکاۃ دے پاتے اور نہ نماز پڑھ سکتے تھے۔ ہم تیرے فضل سے مستغنی نہیں ہیں، لہٰذا جب ہمارا دشمن سے آمنا سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھنا، اور ہم پر سکینت نازل فرمانا۔''

نبی ﷺ نے (یہ اشعار سن کر) استفسار فرمایا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: عامر ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عامر! اللہ تمہاری مغفرت فرمائے۔ (راوی کہتے ہیں کہ) رسول اللہ ﷺ جب بھی کسی شخص کے لیے خصوصی طور پر مغفرت کی دعا کرتے تھے تو اسے شہادت نصیب ہو جاتی تھی۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اے اللہ کے رسول!) کاش کہ آپ ہمیں عامر کے ذریعے فائدہ پہنچاتے۔ پھر جب ہم خیبر میں آئے تو مرحب اپنی تلوار کو

[1] [إسناده صحيح] مكرر برقم: ١٠٣٦

بڑے غرور سے لہراتے ہوئے نکلا اور وہ کہہ رہا تھا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

''خیبر کو علم ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار بند رہتا ہوں اور تجربہ کار سورما ہوں۔ جب لڑائیاں آتی ہیں تو شعلے اٹھاتی ہیں۔''

تو عامر رضی اللہ عنہ نے اسے للکارتے ہوئے کہا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي عَامِرُ شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُحَاذِرُ

''خیبر کو علم ہے کہ میں عامر ہوں، ہتھیار بند رہتا ہوں اور جانباز شہسوار ہوں۔''

پھر ان دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا تو مرحب کی تلوار عامر رضی اللہ عنہ کی ڈھال پر پڑی اور عامر نے نیچے سے اس پر وار کرنا چاہا لیکن ان کی تلوار انہی کو آ لگی اور ان کی شہ رگ کٹ گئی، جس سے ان کی شہادت ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کہنے لگے کہ عامر کا عمل ضائع ہوگیا، عامر کا عمل ضائع ہوگیا، اس نے خودکشی کی ہے۔ تو میں روتا ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا عامر کا عمل ضائع ہوگیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ایسا کس نے کہا: میں نے کہا: آپ کے کچھ صحابہ نے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بھی یہ کہا ہے اس نے جھوٹ کہا ہے، بلکہ اس کو تو دوہرا اجر ملے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔ میں ان کے پاس آیا تو انہیں آشوبِ چشم کی بیماری لگی ہوئی تھی۔ پھر میں انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا تھوک مبارک لگایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا تھما دیا۔ (پھر علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے) مرحب نکلا اور بولا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

''خیبر کو علم ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار بند رہتا ہوں اور تجربہ کار سورما ہوں۔ جب لڑائیاں آتی ہیں تو شعلے اٹھاتی ہیں۔''

تو (اس کے جواب میں) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ
أُوفِيهِمْ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ

''میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام 'حیدر' رکھا ہے، اس شیر کے مثل جو جنگلوں میں ہوتا ہے اور اس کی شکل نہایت ڈراؤنی ہوتی ہے (یعنی اسے دیکھتے ہی خوف آنے لگتا ہے) میں لوگوں کو ایک صاع کے بدلے پورا پورا تول کر ایک سندرہ دیتا ہوں۔''

راوی کہتے ہیں کہ پھر علی رضی اللہ عنہ نے اس کے سر (پر وار کر کے) پھاڑ دیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یوں علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح حاصل ہوئی۔

توضیح:...... صاع اور سندرہ عرب کے دو پیمانے تھے۔ صاع چھوٹا پیمانہ تھا اور سندرہ بڑا پیمانہ تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے شعر کا مطلب ہے کہ اگر کوئی مجھ پر خفیف وار کرے گا تو میں اس پر اس سے بڑھ کر سخت وار کروں گا اور جو مجھ پر سخت حملہ کرے گا تو اس کا میں کام ہی تمام کر دوں گا۔

1095۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أُتِيَ عَلِيٌّ بِالْيَمَنِ بِثَلَاثَةِ نَفَرٍ وَقَعُوا عَلَى جَارِيَةٍ فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ، فَوَلَدَتْ وَلَدًا، فَادَّعَوْهُ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِأَحَدِهِمْ: تَطِيبُ بِهِ نَفْسًا لِهٰذَا؟ قَالَ: لَا، وَقَالَ لِآخَرَ: تَطِيبُ بِهِ نَفْسًا لِهٰذَا؟ قَالَ: لَا، وَقَالَ لِلْآخَرِ: تَطِيبُ بِهِ نَفْسًا لِهٰذَا؟ قَالَ: لَا، فَقَالَ: أَرَاكُمْ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ، إِنِّي مُقْرِعٌ بَيْنَكُمْ، فَأَيُّكُمْ أَصَابَتْهُ الْقُرْعَةُ أَغْرَمْتُهُ ثُلُثَيِ الْقِيمَةِ وَأَلْزَمْتُهُ الْوَلَدَ، فَذَكَرُوا ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا أَجِدُ فِيهَا إِلَّا مَا قَالَ عَلِيٌّ)). ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یمن میں تین ایسے لوگوں کے پاس لایا گیا جنہوں نے ایک ہی طہر میں ایک لونڈی سے ہمبستری کی تھی اور اس کے بطن سے ایک بچے نے جنم لیا تھا۔ اب ان تینوں نے دعویٰ کر دیا (کہ یہ بیٹا میرا ہے) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک سے کہا: کیا تم اپنی خوشی سے اس کے حق میں دستبردار ہوتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے دوسرے سے کہا: کیا تم اپنی خوشی سے اس کے حق میں دستبردار ہوتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ پھر آپ نے تیسرے سے پوچھا: کیا تم اپنی خوشی سے اس کے حق میں دستبردار ہوتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: میری رائے میں باہم ضد رکھنے والے شریک ہو، میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں، جس کے نام قرعہ نکل آئے گا اسے دیت کا دوتہائی دینا ہوگا اور بچہ اسے مل جائے گا۔ لوگوں نے اس فیصلے کا تذکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: مجھے بھی اس کا وہی فیصلہ لگتا ہے جو علی نے کہا ہے۔

1096۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاضِيًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي شَابٌّ وَتَبْعَثُنِي إِلَى ذَوِي أَسْنَانٍ، فَدَعَا لِي بِدَعَوَاتٍ. هٰذَا لَفْظُ أَبِي الرَّبِيعِ، وَزَادَ دَاوُدُ فِي حَدِيثِهِ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي وَقَالَ: ((ثَبَّتَكَ اللّٰهُ وَسَدَّدَكَ))، وَفِي حَدِيثِ أَبِي الرَّبِيعِ: فَمَا اخْتَلَفَ عَلَيَّ بَعْدَ ذَالِكَ الْقَضَاءُ. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی کے طور پر (یمن) بھیجا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں تو نوجوان ہوں اور آپ مجھے پختہ عمر کے لوگوں کی طرف بھیج رہے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بہت سی دعائیں دیں۔

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے ثابت قدم اور راہِ راست پر رکھے۔

ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس دعا کے بعد مجھ پر کوئی فیصلہ مشکل نہیں ہوا۔

❶ [إسناده حسن لغيره] مسند أحمد: ٤/ ٣٧٣۔ سنن أبي داود: ٢/ ٢٨١۔ سنن النسائي: ٦/ ١٨٢۔ سنن ابن ماجه: ٢/ ٧٨٦۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٣٥

❷ [إسناده حسن] مضى برقم: ٩٨٤

1097 ۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَفْضَلَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ . ❶

ہم یہ بیان کیا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے زیادہ فضیلت کی حامل شخصیت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

1098 ۔ سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: سَلُونِي ، إِلَّا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ . ❷

نبی ﷺ کے صحابہ میں سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی ایسا نہیں تھا جو کہتا ہو کہ مجھ سے پوچھو۔

توضیح:...... اس روایت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علم کی پختگی بیان کی گئی ہے کہ وہ اس قدر علم رکھتے تھے کہ بے جھجک لوگوں سے فرما دیتے تھے کہ جو بھی مسئلہ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ سکتے ہو۔ اور ایسا صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جسے احکام ومسائل پر عبور حاصل ہو۔

1099 ۔ ابواسود اور زاذان رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

سُئِلَ عَلِيٌّ عَنْ نَفْسِهِ فَقَالَ: إِنِّي أُحَدِّثُ بِنِعْمَةِ رَبِّي ، كُنْتُ وَاللّٰهِ إِذَا سَأَلْتُ أُعْطِيتُ ، وَإِذَا سُكِتَ ابْتَدَيْتُ ، فَبَيْنَ الْجَوَانِحِ مِنِّي عِلْمٌ جَمٌّ . ❸

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ان کی ذات کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: یقیناً میں اپنے پروردگار کی نعمت کا اظہار کرتا ہوں، اللہ کی قسم! میں جب بھی (کسی سے کچھ) مانگتا ہوں تو مجھے دیا جاتا ہے اور جب خاموشی چھا جاتی ہے تو میں پہل کرتا ہوں، میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان میں علم بھرا پڑا ہے۔

توضیح:...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان: ''یقیناً میں اپنے پروردگار کی نعمت کا اظہار کرتا ہوں'' سے ان کی مراد یہ تھی کہ اپنے علم کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے سے میرا مطلوب یہ نہیں ہے کہ میں اپنے علم کی چرچا کرنا چاہتا ہوں بلکہ یہ علم تو میرے رب تعالیٰ کی مجھ پر بہت بڑی نعمت ہے اور میں بس اس کی اس نعمت کا اظہار کرتا ہوں۔

1100 ۔ سعید بن مُسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عُمَرُ يَتَعَوَّذُ بِاللّٰهِ مِنْ مُعْضِلَةٍ لَيْسَ لَهَا أَبُو حَسَنٍ . ❹

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایسے ناقابلِ حل مسئلے سے پناہ مانگا کرتے تھے کہ جس کے (حل) کے لیے ابوحسن (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ) میسر نہ ہوں۔

1101 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَلِيُّ ، إِنَّ لَكَ كَنْزًا فِي الْجَنَّةِ ، وَإِنَّكَ ذُو قَرْنَيْهَا ، فَلَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ؛ فَإِنَّ لَكَ

---

❶ [إسناده صحيح] التاريخ الكبير للبخاري: ١/ ٦

❷ [إسناده صحيح] الفقيه والمتفقه للخطيب: ٢/ ١٦٧ ـ الرياض النضرة للمحب الطبري: ٣/ ٢١٢ ـ الذخائر العقبٰى للمحب الطبري، ص: ٨٣

❸ [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ٥/ ٦٣٧ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٢٥ ـ الخصائص للنسائي، ص: ٣٠

❹ [إسناده ضعيف] معجم البغوي: ٤١٨

الْأُولٰى ، وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ)) . ❶

اے علی! یقیناً تمہارے لیے جنت میں ایک خزانہ ہے اور تم جنت کے دو کناروں والے ہو، (کسی نامحرم پر) ایک نظر پڑ جانے کے بعد دوسری نظر مت ڈال، کیونکہ پہلی نظر تیرے لیے (معاف) ہے جبکہ دوسری نظر ڈالنا تیرے لیے (معاف) نہیں ہے۔

1102 ۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا:

((لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ)) . ❷

تم سے مومن کے سوا کوئی شخص محبت نہیں کرے گا اور تم سے منافق کے سوا کوئی شخص نفرت نہیں کرے گا۔

1103 ۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمَرَنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ ، وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ ، إِنَّكَ يَا عَلِيُّ مِنْهُمْ ، إِنَّكَ يَا عَلِيُّ مِنْهُمْ)) . ❸

اللہ عزوجل نے مجھے چار لوگوں سے محبت کرنے کا حکم فرمایا، اور مجھے یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ اے علی! یقیناً تم بھی ان میں سے ہو، اے علی! یقیناً تم بھی ان میں سے ہو۔

1104 ۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَلِيٌّ مِنِّي ، وَأَنَا مِنْهُ ، وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي)) . ❹

علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، اور وہ میرے بعد ہر مومن کا دوست ہے۔

1105 ۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

اِجْتَمَعَتْ قُرَيْشٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ ، إِنَّ قَوْمًا لَحِقُوا بِكَ فَارْدُدْهُمْ عَلَيْنَا ، فَغَضِبَ حَتّٰى رُئِيَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ: ((لَتَنْتَهُنَّ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ ، أَوْ لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ رَجُلًا مِنْكُمْ ، امْتَحَنَ اللّٰهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ ، يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ عَلَى الدِّينِ)) ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَبُو بَكْرٍ؟ قَالَ: ((لَا)) ، قِيلَ: فَعُمَرُ؟ قَالَ: ((لَا ، وَلٰكِنْ خَاصِفُ النَّعْلِ فِي الْحُجْرَةِ)) . ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ: أَمَا إِنِّي قَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ ، فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَلِجِ النَّارَ)) . ❺

قریش کے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکٹھے ہوئے، ان میں سہیل بن عمرو بھی تھا۔ انہوں نے کہا: اے محمد! کچھ لوگ تمہارے ساتھ آ ملے ہیں، لہٰذا ان کو ہمیں واپس کر دو۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر غصہ آیا کہ ایسا غصہ

---

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٥٩ ـ سنن الدارمي: ٢/ ٢٩٨ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٤/ ٢٧٧ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٢٣ ـ الدر المنثور للسيوطي: ٥/ ٤٠

❷ [إسناده ضعيف] التاريخ الكبير للبخاري: ١/ ٢٠٢ ـ معجم البغوي: ٤١٩

❸ [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٣٠ ـ حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ١٧٢ ـ الخصائص للنسائي، ص: ٣٠٦

❹ [إسناده حسن] مضى برقم: ١٠٣٥ ❺ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٩٦٦

آپ کے رُوئے مبارک پر کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے قریش کی جماعت! تم باز آ جاؤ، یا پھر میں تمہارے اوپر تم ہی میں سے ایسے آدمی کو بھیجوں گا جس کے دل کا اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لیے امتحان لیا ہے، وہ دین کی بنیاد پر تمہاری گردنیں اُڑا دے گا۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ عرض کیا گیا: کیا وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ حجرے میں جوتا گانٹھنے والا شخص ہے (یعنی علی رضی اللہ عنہ)۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: سنو! یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ مجھ سے جھوٹی بات منسوب مت کرو، یقیناً جو شخص جان بوجھ کر مجھ سے جھوٹی بات منسوب کرے گا اسے جہنم میں ہی جانا چاہیے۔

1106۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عَلِيٌّ يَأْخُذُ رَايَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ الْحَكَمُ: يَوْمَ بَدْرٍ وَالْمَشَاهِدَ كُلَّهَا. ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر کے روز (اور ایک روایت میں ہے کہ) غزوہ بدر کے روز اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا اٹھایا کرتے تھے۔

1107۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے یہ عہد دیا کہ:

((لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ)). ❷

تم سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور تم سے صرف منافق ہی نفرت کرے گا۔

1108۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [الشعراء: ٢١٤]، دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، إِنْ كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ لَآكِلًا جَذَعَةً، وَإِنْ كَانَ شَارِبًا فَرَقًا، فَقَدَّمَ إِلَيْهِمْ رِجْلًا، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، فَقَالَ لَهُمْ: ((مَنْ يَضْمَنُ عَنِّي دَيْنِي وَمَوَاعِيدِي، وَيَكُونُ مَعِي فِي الْجَنَّةِ، وَيَكُونُ خَلِيفَتِي فِي أَهْلِي؟)) فَعَرَضَ ذَالِكَ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلِيٌّ يَقْضِي عَنِّي دَيْنِي، وَيُنْجِزُ مَوَاعِيدِي)). ❸

جب یہ آیت: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ "(اے نبی!) اپنے خاندان کے قریبی لوگوں کو ڈراؤ" نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل بیت میں سے کچھ آدمیوں کو بلایا، ان میں سے جس آدمی نے جو کچھ بھی کھانا یا پینا تھا؛ آپ نے انہیں پیش کر دیا۔ جب وہ کھا پی کر خوب سیر ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: میرے قرض کو چکانے اور میرے وعدوں کو نبھانے کی ذمہ داری کون لے گا؟ (اس کے بدلے میں) وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا اور میرے اہل خانہ میں میرا نائب ہو گا۔ آپ نے اپنے اہل بیت کو یہ پیشکش کی تو علی رضی اللہ عنہ بولے: میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی میرے قرض کو چکائے گا اور میرے وعدوں کو نبھائے گا۔

❶ [إسناده ضعيف جدًا] المستدرك للحاكم: ٣/ ١١١ ❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٩٤٨، ١٠٥٩، ١١٠٢

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١١١ ـ تفسير ابن جرير الطبري: ١٩/ ٧٢ ـ تفسير ابن كثير: ٣/ ٣٤٩

1109۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ، فَأَتَيْنَا عَلٰى حَدِيقَةٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا أَحْسَنَ هٰذِهِ الْحَدِيقَةَ، فَقَالَ: ((مَا أَحْسَنَهَا وَلَكَ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْهَا))، ثُمَّ أَتَيْنَا عَلٰى حَدِيقَةٍ أُخْرٰى فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا أَحْسَنَهَا مِنْ حَدِيقَةٍ فَقَالَ: ((لَكَ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْهَا))، حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى سَبْعِ حَدَائِقَ أَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا أَحْسَنَهَا وَيَقُولُ: ((لَكَ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْهَا)). ❶

میں مدینے کی ایک گزرگاہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جا رہا تھا کہ ہم ایک باغ میں پہنچ گئے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ کس قدر خوبصورت باغ ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو یہ کتنا خوبصورت ہے، جبکہ جنت میں تمہارے لیے اس سے بھی خوبصورت باغ ہوگا۔ پھر ہم ایک اور باغ کے پاس آئے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ باغ بھی کتنا پیارا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں تمہیں اس سے بھی پیارا باغ ملے گا۔ ہم چلتے چلتے سات باغوں کے پاس پہنچے اور میں (ہر باغ کو دیکھ کر) یہی کہتا رہا کہ یہ کتنا اچھا باغ ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ جنت میں تمہارے لیے اس سے بھی اچھا باغ ہوگا۔

1110۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَقُولُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ﴾ [آل عمران:١٤٤]، وَاللّٰهِ لَا نَنْقَلِبُ عَلٰى أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللّٰهُ، وَلَئِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ لَأُقَاتِلَنَّ عَلٰى مَا قَاتَلَ عَلَيْهِ حَتّٰى أَمُوتَ، وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَخُوهُ، وَوَلِيُّهُ، وَابْنُ عَمِّهِ، وَوَارِثُهُ، وَمَنْ أَحَقُّ بِهِ مِنِّي؟. ❷

سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کہا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ﴿أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ﴾ "کیا اگر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو تم دین سے برگشتہ ہو جاؤ گے؟" اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کے ہمیں ہدایت سے نوازنے کے بعد ہم دین سے برگشتہ نہیں ہو سکتے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو یقیناً میں مرتے دم تک اسی بنیاد پر قتال کروں گا جس بنیاد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال کیا ہے، اللہ کی قسم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی، آپ کا ولی، آپ کا چچازاد اور آپ کا وارث ہوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مجھ سے زیادہ حق کون رکھتا ہے؟

1111۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ:

جَعَلَ عَلِيٌّ يُغَسِّلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرَ مِنْهُ شَيْئًا مِمَّا يُرٰى مِنَ الْمَيِّتِ، وَهُوَ يَقُولُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، مَا أَطْيَبَكَ حَيًّا وَمَيِّتًا. ❸

---

❶ [إسناده ضعيف] التاريخ الكبير للبخاري: ٤/ ١١٧ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١١٨

❷ [هذا حديث منكر] ذخائر العقبى للمحب الطبري، ص: ١٠٠ ـ الدر المنثور للسيوطي: ٢/ ٨١ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣٤

❸ [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ٥٩ ـ الخصائص للسيوطي: ٢/ ٢٧٦

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ (کی وفات کے بعد آپ) کو غسل دے رہے تھے تو انہیں آپ میں ایسا کچھ بھی دکھائی نہیں دیا جو میّت میں نظر آتا ہے، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں! اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندگی میں بھی اور فوت ہونے کے بعد بھی کس قدر پاک وصاف رکھا ہے۔

1112 ۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

إِنَّكُمْ لَتَذْكُرُونَ رَجُلًا كَانَ يَسْمَعُ وَطْءَ جِبْرِيلَ فَوْقَ بَيْتِهِ . ❶

یقیناً تم ایسے آدمی کا تذکرہ کر رہے ہو جو اپنے گھر کے اوپر جبرائیل علیہ السلام کی آہٹ سنا کرتے تھے۔

1113 ۔ سیدنا حُمید بن عبداللہ بن یزید المدنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ ذَكَرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَاءً قَضٰى بِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ، فَأَعْجَبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِينَا الْحِكْمَةَ أَهْلَ الْبَيْتِ)) . ❷

نبی ﷺ کے پاس ایک ایسے فیصلے کا ذکر کیا گیا جو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، نبی ﷺ کو وہ فیصلہ بہت پسند آیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اہل بیت! اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں حکمت سے نوازا۔

1114 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَيْسَ مِنْ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ [البقرة:١٠٤]، إِلَّا وَعَلِيٌّ رَأْسُهَا وَأَمِيرُهَا وَشَرِيفُهَا، وَلَقَدْ عَاتَبَ اللّٰهُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ فِي الْقُرْآنِ، وَمَا ذَكَرَ عَلِيًّا إِلَّا بِخَيْرٍ . ❸

قرآن میں جو بھی آیت: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (یعنی اے ایمان والو) کے الفاظ سے آئی ہے؛ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کے سربراہ، امیر اور معزز شخص ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اصحابِ محمد پر عتاب فرمایا لیکن علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ اچھے الفاظ میں ہی کیا۔

1115 ۔ اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدِي فِي لَيْلَتِي فَغَدَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ وَعَلِيٌّ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا عَلِيُّ أَبْشِرْ ، فَإِنَّكَ وَأَصْحَابُكَ وَشِيعَتُكَ فِي الْجَنَّةِ)) . ❹

میری باری کی رات نبی ﷺ میرے ہاں موجود تھے کہ صبح سویرے فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہما آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! خوش ہو جاؤ، یقیناً تم، تمہارے ساتھی اور تمہاری جماعت کے لوگ جنت میں جائیں گے۔

1116 ۔ سیدہ اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کی کمان دے کر بھیجا، تو میں نے

❶ [إسناده ضعيف جدًا] ذخائر العقبٰى للمحب الطبرى، ص: ٩٤

❷ [لم أجد مالك بن سليمان والباقون ثقات] ذخائر العقبٰى للمحب الطبرى، ص: ٢٠

❸ [إسناده ضعيف جدًا] ذخائر العقبٰى للمحب الطبرى، ص: ٨٩ـ الرياض النضرة للمحب الطبرى: ٣/ ٢٢٩

❹ [موضوع] التاريخ للخطيب: ١٢/ ٢٨٩ـ حلية الأولياء لأبى نعيم: ٤/ ٣٢٩ـ مجمع الزوائد للهيثمى: ١٠/ ٢١، ٢٢

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ دعاء فرماتے سنا کہ:
((اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِي حَتّٰى تُرِيَنِي عَلِيًّا)). ❶
اے اللہ! تو مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک تو مجھے علی نہ دکھا دے۔

1117۔ سیدنا ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((الصِّدِّيقُونَ ثَلَاثَةٌ: حَبِيبُ النَّجَّارِ مُؤْمِنُ آلِ يَاسِينَ الَّذِي قَالَ: ﴿يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ﴾ [يٰسٓ:٢٠]، وَحِزْقِيلُ مُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ الَّذِي قَالَ: ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ﴾ [غافر:٢٨]، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الثَّالِثُ، وَهُوَ أَفْضَلُهُمْ)). ❷
صدیق تین ہیں: حبیب النجار؛ آلِ یاسین کا وہ مومن شخص جس نے کہا تھا: اے قوم! رسولوں کی اتباع کرو، (دوسرا) حزقیل؛ آلِ فرعون کا وہ مومن شخص جس نے کہا تھا: کیا تم ایک آدمی کو اس لیے قتل کر دینا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) تیسرا ہے، اور یہ ان سب سے افضل ہے۔

1118۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:
طَلَبَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَنِي فِي حَائِطٍ نَائِمًا، فَضَرَبَنِي بِرِجْلِهِ قَالَ: ((قُمْ، فَوَاللّٰهِ لَأُرْضِيَنَّكَ، أَنْتَ أَخِي، وَأَبُو وَلَدِي، تُقَاتِلُ عَلٰى سُنَّتِي، مَنْ مَاتَ عَلٰى عَهْدِي فَهُوَ فِي كَنْزِ اللّٰهِ، وَمَنْ مَاتَ عَلٰى عَهْدِكَ فَقَدْ قَضٰى نَحْبَهُ، وَمَنْ مَاتَ يُحِبُّكَ بَعْدَ مَوْتِكَ خَتَمَ اللّٰهُ لَهُ بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ أَوْ غَرَبَتْ)). ❸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تلاش میں نکلے تو آپ نے مجھے ایک باغ میں سوتا ہوا پایا، آپ نے مجھے اپنا پاؤں مبارک مارا اور فرمایا: اُٹھو! اللہ کی قسم! یقیناً میں تجھ سے راضی ہوں، تم میرے بھائی ہو اور میرے نواسے کے باپ ہو، تم میری سنت (کی حفاظت) کی بنیاد پر قتال کرو گے، جس شخص کو میرے عہد پر قائم رہتے ہوئے موت آئے گی وہ اللہ کے خزانے میں ہوگا اور جسے تیرے عہد پر قائم رہتے ہوئے موت آئے گی تو یقیناً اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اور جو شخص تمہاری وفات کے بعد بھی تم سے محبت کرتے ہوئے مرے گا؛ تو جب تک سورج طلوع اور غروب ہوتا رہے گا تب تک اللہ تعالیٰ اس پر امن اور ایمان کی مہر ثبت فرما دے گا۔

1119۔ سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:
لَمَّا قَتَلَ عَلِيٌّ أَصْحَابَ الْأَلْوِيَةِ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ جِبْرِيلُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ هٰذِهِ لَهِيَ الْمُوَاسَاةُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّهُ مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُ))، قَالَ جِبْرِيلُ: وَأَنَا مِنْكُمَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ. ❹
غزوۂ اُحد کے روز جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جھنڈے والوں کو موت کے گھاٹ اُتارا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اے اللہ کے رسول! یقیناً یہی اصل ہمدردی ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: یہ میرا حصہ ہے اور میں اس کا حصہ

❶ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦٤٣ ❷ [موضوع] مضى برقم: ١٠٧٢
❸ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ١٢٢
❹ [إسناده ضعيف جدًا] المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٦٣٥۔ الرياض النضرة للمحب الطبري: ٣/ ١٦٨

ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ دونوں کا حصہ ہوں۔

1120۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَفَرَّ النَّاسُ فَقُلْتُ: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَفِرَّ، فَحَمَلْتُ عَلَى الْقَوْمِ، فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ، فَقَالَ جِبْرِيلُ: إِنَّ هٰذِهِ لَهِيَ الْمُوَاسَاةُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهُ مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُ))، فَقَالَ جِبْرِيلُ: وَأَنَا مِنْكُمَا. ❶

جب غزوۂ اُحد کا دِن تھا اور لوگ میدان چھوڑنے لگے تو میں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نہیں ہیں کہ وہ میدان چھوڑ جائیں۔ چنانچہ میں لوگوں پر اس طرح چڑھ دوڑا جیسے میں ہی اللہ کا رسول ہوں۔ یہ دیکھ کر جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یقیناً یہی اصل ہمدردی ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: یہ میرا حصہ ہے اور میں اس کا حصہ ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ دونوں کا حصہ ہوں۔

1121۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عرفہ کی شام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بَاهٰى بِكُمْ وَغَفَرَ لَكُمْ عَامَّةً، وَلِعَلِيٍّ خَاصَّةً، وَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ غَيْرَ مُحَابٍ بِقَرَابَتِي، إِنَّ السَّعِيدَ كُلَّ السَّعِيدِ حَقَّ السَّعِيدِ مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَ مَوْتِهِ)). ❷

بلاشبہ اللہ عزوجل نے تم پر فخر کیا اور تم سب کو عام مغفرت سے نواز دیا اور علی کو خاص طور پر، میں اقربا پروری سے ہٹ کر تمہاری جانب اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں، یقیناً بہ درجۂ کمال اور کما حقہٗ سعادت مندی کا حامل وہ شخص ہے جو علی (رضی اللہ عنہ) کی زندگی میں بھی اور اس کی موت کے بعد بھی اس سے محبت رکھے۔

1122۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا:

((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ))، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ، قَالَ: فَتَسَارَفْتُ لَهَا رَجَاءَ أَنْ أُدْعٰى لَهَا، قَالَ: فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، وَقَالَ: ((امْشِ وَلَا تَلْتَفِتْ، حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ))، قَالَ: فَسَارَ عَلِيٌّ شَيْئًا، ثُمَّ وَقَفَ فَلَمْ يَلْتَفِتْ، فَصَرَخَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلٰى مَاذَا أُقَاتِلُ النَّاسَ؟ قَالَ: ((قَاتِلْهُمْ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَلَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَالِكَ فَقَدْ مَنَعُوا مِنْكَ دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)). ❸

یقیناً میں جھنڈا اس شخص کو تھماؤں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے (اور) اللہ تعالیٰ اسی کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے صرف اسی دن امارت کی خواہش ہوئی،

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا]

❷ [موضوع] المعجم الكبير للطبرانی: ١٠٢٦۔الرياض النضرة للمحب الطبری: ٣/ ١٧٦۔مجمع الزوائد للهيثمی: ٩/ ١٣٢

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٠٣١، ١٠٥٦، ٩٨٧

چنانچہ میں اس اُمید کے ساتھ (رسول اللہ ﷺ کے) سامنے آیا کہ مجھے اس کے لیے بلایا جائے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور جھنڈا انہیں تھما دیا، اور فرمایا: (لشکر کو لے کر) چل پڑو اور اِدھر اُدھر مت دیکھنا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے فتح سے نواز دے۔ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھوڑا سا ہی چلے تھے کہ پھر کھڑے ہو گئے اور مُڑے بغیر ہی بلند آواز کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں کس بنیاد پر ان لوگوں سے قتال کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے تب تک قتال کرنا جب تک کہ وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ چنانچہ جب وہ یہ اقرار کر لیں گے تو تجھ سے اپنی جانیں اور اپنے اموال بچا لیں گے، البتہ ان کا جو حق اور حساب ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کے ذِمے ہے۔

توضیح:......سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ویسے تو مجھے کبھی امارت کی آرزو نہیں ہوئی لیکن اس دن جب رسول اللہ ﷺ نے اس لشکر کی قیادت کرنے والے کی اس قدر فضیلت بیان فرمائی تو مجھ میں بھی خواہش پیدا ہو گئی کہ کاش! یہ جھنڈا میرے حوالے کر دیا جائے۔ اور پھر اس حدیث سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا کمالِ اطاعت ثابت ہو رہا ہے کہ جب نبی ﷺ نے آپ کو روانہ ہونے اور اِدھر اُدھر نہ دیکھنے کا حکم فرمایا تو تھوڑا ہی چلنے کے بعد آپ کے دِل میں ایک سوال پیدا ہوا جو آپ نے نبی ﷺ سے پوچھنا چاہا، لیکن اس کے لیے بھی واپس مُڑ کر دیکھنا انہوں نے گویا آپ ﷺ کی حکم عدولی تصور کیا، اسی لیے انہی پیروں پر کھڑے کھڑے اور اپنا مُنہ پیچھے موڑے بغیر ہی اپنا سوال پوچھ لیا۔

1123۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَقَدْ أُوتِيَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ثَلَاثًا، لَأَنْ أَكُونَ أُوتِيتُهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ إِعْطَاءِ حُمْرِ النَّعَمِ: جِوَارُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، وَالرَّايَةُ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَالثَّالِثَةُ نَسِيَهَا سُهَيْلٌ. ❶

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین ایسے امور سے نوازا گیا کہ اگر مجھے ان میں سے کوئی ایک بھی مل جاتا تو مجھے سرخ اونٹ دِیے جانے سے زیادہ پسند ہوتا: (۱) مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی ہمسائیگی (۲) غزوۂ خیبر کے روز جھنڈا ملنا (۳) تیسری بات راوی سہیل کو بھول گئی۔

1124۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَقَّانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ، وَأَمَرَنِي إِنْ نَزَلَ بِي كَرْبٌ أَوْ شِدَّةٌ أَنْ أَقُولَهَا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْكَرِيمُ الْحَلِيمُ سُبْحَانَهُ، تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ يُلَقِّنُهَا الْمَيِّتَ، وَيَنْفُثُ بِهَا عَلَى الْمَوْعُوكِ، وَيُعَلِّمُهَا الْمُغْتَرِبَةَ مِنْ بَنَاتِهِ. ❷

رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ کلمات سکھلائے اور حکم فرمایا کہ جب مجھے کوئی تکلیف یا دُشوار معاملہ درپیش ہو تو میں ان کلمات کو پڑھوں: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْكَرِيمُ الْحَلِيمُ سُبْحَانَهُ، تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ،

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٠٩٣

❷ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٩٤ـ المستدرك للحاكم: ١/ ٥٠٨ـ عمل اليوم والليلة لابن السني، ص: ١٣٤

الحمد للہ رب العالمین "اللہ کریم وحلیم کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ نہایت پاک ذات ہے، اللہ بڑا بابرکت ہے، وہ عرشِ عظیم کا رب ہے، تمام تر تعریفات اللہ ہی کے لائق ہیں جو جہانوں کا پروردگار ہے۔" عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ قریب المرگ شخص کو ان کلمات کی تلقین کیا کرتے تھے، بخار میں مبتلا آدمی کو پڑھ کر دم کرتے تھے اور اپنی نادار بیٹیوں کو سکھاتے تھے۔

1125 ۔ حارث بن سوید بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَا يَزَالُ النَّاسُ يَنْتَقِصُونَ حَتّٰى لَا يَقُولَ أَحَدٌ: اَللّٰهُ اللّٰهُ، فَإِذَا كَانَ ذَالِكَ ضَرَبَ يَعْسُوبُ الدِّينِ بِذَنَبِهِ، فَإِذَا فَعَلَ ذَالِكَ بَعَثَ إِلَيْهِ بَعْثًا يَتَجَمَّعُونَ عَلٰى أَطْرَافِ الْأَرْضِ، كَمَا تَتَجَمَّعُ قَزَعُ الْخَرِيفِ، وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ اسْمَ أَمِيرِهِمْ، وَمَنَاخَ رِكَابِهِمْ. ❶

لوگ (دین کے معاملات میں) مسلسل کوتاہی برتتے جائیں گے، یہاں تک کہ "اللہ، اللہ" کرنے والا کوئی رہ ہی نہیں جائے گا۔ جب یہ صورتِ حال ہو جائے گی تو دین کا سرکردہ شخص اپنی غلطیوں کے باعث ڈنک مارے گا۔ جب یہ ہوگا تو وہ ایک لشکر بھیجے گا اور لوگ زمین کے اطراف پر اس طرح جمع ہو جائیں گے جس طرح موسمِ خزاں کا بادل جمع ہوتا ہے۔ اللہ کی قسم! یقیناً میں ان کے امیر کا نام بھی جانتا ہوں اور ان کے ٹھہرنے کی جگہ کو بھی جانتا ہوں۔

1126 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَبْغَضَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَهُوَ مُنَافِقٌ)). ❷

جو شخص ہم اہل بیت سے نفرت کرتا ہے وہ منافق ہے۔

1127 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أُعْطِيتُ فِي عَلِيٍّ خَمْسًا، هُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا: أَمَّا وَاحِدَةٌ، فَهُوَ تُكَأَي بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الْحِسَابِ، وَأَمَّا الثَّانِيَةُ، فَلِوَاءُ الْحَمْدِ بِيَدِهِ، آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَنْ وُلِدَ تَحْتَهُ، وَأَمَّا الثَّالِثَةُ، فَوَاقِفٌ عَلٰى عُقْرِ حَوْضِي يَسْقِي مَنْ عَرَفَ مِنْ أُمَّتِي، وَأَمَّا الرَّابِعَةُ، فَسَاتِرُ عَوْرَتِي وَمُسَلِّمِي إِلٰى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، وَأَمَّا الْخَامِسَةُ، فَلَسْتُ أَخْشٰى عَلَيْهِ أَنْ يَرْجِعَ زَانِيًا بَعْدَ إِحْصَانٍ، وَلَا كَافِرًا بَعْدَ إِيمَانٍ)). ❸

علی کے متعلق مجھے پانچ امور سے نوازا گیا ہے، وہ امور مجھے ساری دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ (۱) یہ اللہ کے سامنے میری ٹیک ہوگا (یعنی اللہ کے سامنے میں اس کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہوں گا) یہاں تک کہ اللہ حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ (۲) لواء الحمد (تعریف کا جھنڈا) اس کے ہاتھ میں ہوگا اور آدم علیہ السلام اور ان کی ساری اولاد اس کے نیچے ہوگی۔ (۳) وہ میرے حوضِ کوثر کے درمیان میں کھڑا ہوگا اور میرے اُمتیوں کو پہچان پہچان کر انہیں پلا رہا ہوگا۔ (۴) وہ میرے قابل ستر امور کو چھپائے گا اور میرے پروردگار کے ہاں میرا تسلیم کنندہ ہوگا۔ (۵) مجھے اس کے متعلق یہ خوف نہیں ہے کہ وہ پارسائی کے بعد بدکاری کا مرتکب ہو

---

❶ إسناده صحيح.
❷ [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٥٠
❸ [موضوع] شرح نهج البلاغة: ٢/ ٤٣١

سکتا ہے اور نہ ہی ایمان لانے کے بعد وہ کافر بن سکتا ہے۔

1128۔ عمرو الاصم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: إِنَّ هٰؤُلَاءِ الشِّيعَةَ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا مَبْعُوثٌ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: كَذَبُوا وَاللّٰهِ، مَا هٰؤُلَاءِ بِالشِّيعَةِ، لَوْ عَلِمْنَا أَنَّهُ مَبْعُوثٌ، مَا زَوَّجْنَا نِسَاءَهُ، وَلَا قَسَمْنَا مَالَهُ. ❶

میں نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا: یہ شیعہ لوگوں کا خیال ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ روزِ قیامت سے پہلے دنیا میں بھیجے جائیں گے۔ تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ جھوٹ بولتے ہیں، بلکہ یہ شیعہ ہیں ہی نہیں (یعنی یہ علی رضی اللہ عنہ کے ماننے والے نہیں ہیں) اگر ہمیں علم ہوتا کہ وہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو نہ ہم ان کی ازواج کی شادیاں کرتے اور نہ ان کا مال تقسیم کرتے۔

1129۔ ابوصالح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بہ وقتِ وفات فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَتَقَرَّبُ إِلَيْكَ بِوِلَايَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ. ❷

اے اللہ! میں علی بن ابی طالب کی ولایت کے صدقے تیرا تقرب حاصل کرتا ہوں۔

توضیح:...... یہ روایت، گزشتہ روایت سے پہلی اور آئندہ بیان والی چند روایات من گھڑت ہیں، اسی لیے ان روایات میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عظمت بیان کرنے میں اس قدر مبالغہ کیا گیا ہے۔

1130۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((كُنَّا أَنَا وَعَلِيٌّ نُورًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ، فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ قَسَمَ ذَالِكَ النُّورَ جُزْءَيْنِ، فَجُزْءٌ أَنَا، وَجُزْءٌ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ)). ❸

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے میں اور علی اللہ کے سامنے نور کی صورت میں تھے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصہ میں ہوں اور دوسرا حصہ علی ہے۔

1131۔ محدوج بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں بھائی چارہ قائم کیا، پھر فرمایا:

((يَا عَلِيُّ، أَنْتَ أَخِي، وَأَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى، غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، أَمَا عَلِمْتَ يَا عَلِيُّ أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ يُدْعٰى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُدْعٰى بِي، فَأَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ فِي ظِلِّهِ، فَأُكْسٰى حُلَّةً خَضْرَاءَ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ يُدْعٰى بِالنَّبِيِّينَ بَعْضُهُمْ عَلٰى أَثَرِ بَعْضٍ، فَيَقُومُونَ سِمَاطَيْنِ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ وَيُكْسَوْنَ حُلَلًا خَضْرَاءَ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ، أَلَا وَإِنِّي أُخْبِرُكَ يَا عَلِيُّ أَنَّ أُمَّتِي أَوَّلُ الْأُمَمِ يُحَاسَبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ أَبْشِرْ أَوَّلُ مَنْ يُدْعٰى بِكَ لِقَرَابَتِكَ مِنِّي، وَمَنْزِلَتِكَ عِنْدِي، وَيُدْفَعُ إِلَيْكَ لِوَائِي، وَهُوَ لِوَاءُ الْحَمْدِ، فَتَسِيرُ بِهِ بَيْنَ السِّمَاطَيْنِ، آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَمِيعُ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَظِلُّونَ بِظِلِّ لِوَائِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَطُولُهُ

---

❶ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ١٣۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٤٥

❷ [موضوع] الرياض النضرة للمحب الطبرى: ٣/ ١٦٧

❸ [موضوع] الرياض النضرة للمحب الطبرى: ٣/ ١٥٤ وهو موضوع

مَسِيرَةُ أَلْفِ سَنَةٍ، سِنَانُهُ يَاقُوتَةٌ حَمْرَاءُ، قُضْبُهُ فِضَّةٌ بَيْضَاءُ، زُجُّهُ دُرَّةٌ خَضْرَاءُ، لَهُ ثَلَاثُ ذَوَائِبَ مِنْ نُورٍ، ذُؤَابَةٌ فِي الْمَشْرِقِ، وَذُؤَابَةٌ فِي الْمَغْرِبِ، وَالثَّالِثَةُ وَسَطَ الدُّنْيَا، مَكْتُوبٌ عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ أَسْطُرٍ الْأَوَّلُ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. وَالثَّانِي: الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالثَّالِثُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، طُولُ كُلِّ سَطْرٍ أَلْفُ سَنَةٍ، وَعَرْضُهُ مَسِيرَةُ أَلْفِ سَنَةٍ، فَتَسِيرُ بِاللِّوَاءِ وَالْحَسَنُ عَنْ يَمِينِكَ، وَالْحُسَيْنُ عَنْ يَسَارِكَ، حَتّٰى تَقِفَ بَيْنِي وَبَيْنَ إِبْرَاهِيمَ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ، ثُمَّ تُكْسٰى حُلَّةً خَضْرَاءَ مِنَ الْجَنَّةِ، ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ: نِعْمَ الْأَبُ أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ، وَنِعْمَ الْأَخُ أَخُوكَ عَلِيٌّ، أَبْشِرْ يَا عَلِيُّ، إِنَّكَ تُكْسٰى إِذَا كُسِيتُ، وَتُدْعٰى إِذَا دُعِيتُ، وَتُحَيَّا إِذَا حُيِّيتُ)). [1]

اے علی! تو میرا بھائی ہے، تیرا مجھ سے وہی تعلق ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کا تھا، بس فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اے علی! کیا تجھے معلوم نہیں کہ روزِ قیامت جس شخص کو سب سے پہلے بلایا جائے گا وہ میں ہی ہوں گا، چنانچہ میں عرش کی دائیں جانب اس کے سائے میں کھڑا ہو جاؤں گا، پھر مجھے جنتی چوغوں میں سے سبز رنگ کا ایک چوغہ پہنایا جائے گا، پھر یکے بعد دیگرے تمام انبیاء کو بلایا جائے گا، وہ سب عرش کی دائیں جانب دو صفوں میں کھڑے ہو جائیں گے اور انہیں بھی جنتی چوغوں میں سے سبز رنگ کے چوغے زیب تن کرائے جائیں گے۔ اے علی! آگاہ رہو! میں تمہیں بتلا رہا ہوں کہ یقیناً میری اُمت کا تمام اُمتوں سے پہلے حساب لیا جائے گا، اور خوش ہو جاؤ؛ کیونکہ پھر تمہاری مجھ سے قرابت داری اور میری نظر میں تمہارا مقام و مرتبہ ہونے کی وجہ سے تمہیں بلایا جائے گا اور میرا جھنڈا تمہارے حوالے کر دیا جائے گا، وہ جھنڈا ''لِواء الحمد'' ہوگا، تُو اس جھنڈے کو لے کر (انبیاء کی) دونوں صفوں کے درمیان چلنے لگے گا اور ساری مخلوقِ خدا قیامت کے دن میرے اس جھنڈے میں سایہ حاصل کرے گی۔ اس جھنڈے کی لمبائی ایک ہزار سال کی مسافت جتنی ہوگی۔ اس کا پھل (یعنی اوپر والا حصہ) سرخ یاقوت کا ہوگا، اس کی شاخیں سفید چاندی کی ہوں گی اور اس کا پھلکا (یعنی نیچے والا حصہ) سبز موتی کا ہوگا، نُور سے بنی ہوئی اس کی تین پٹیاں ہوں گی: ایک پٹی مشرق میں ہوگی، دوسری مغرب میں اور تیسری پٹی دنیا کے درمیان میں ہوگی۔ اس پر تین سطریں لکھی ہوں گی: پہلی سطر میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' دوسری سطر میں ''الحمد للہ رب العالمین'' اور تیسری سطر میں ''لا إلٰہ إلا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھا ہوگا۔ ہر سطر کی لمبائی ایک ہزار سال اور چوڑائی بھی ایک ہزار سال کی مسافت کے بقدر ہوگی۔ تُو وہ جھنڈا لے کر چلے گا، حسن تیری دائیں جانب اور حسین تیری بائیں جانب ہوگا، یہاں تک کہ تو عرش کے سائے میں میرے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان میں آ کر ٹھہر جائے گا۔ پھر تجھے جنت کا سبز چوغہ پہنایا جائے گا، پھر عرش کے نیچے سے ایک فرشتہ یہ آواز لگائے گا کہ (اے محمد! آپ) باپ بھی اچھے ہیں (یعنی) آپ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بھائی بھی اچھے ہیں (یعنی) آپ کے بھائی علی رضی اللہ عنہ۔ اے علی! خوش ہو جاؤ، جب مجھے چوغہ پہنایا جائے گا تب تجھے بھی پہنایا جائے جائے گا، جب مجھے بلایا جائے گا تب تجھے بھی بلایا جائے گا اور جب مجھے سلام کہا جائے گا

[1] [ضعيف جدًا أو موضوع] ذخائر العقبىٰ للمحب الطبرى، ص: ٧٥۔ شرح نهج البلاغة: ٢/ ٤٣٠

تب تجھے بھی سلام کیا جائے گا۔

1132۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْتَمْسِكَ بِالْقَضِيبِ الْأَحْمَرِ الَّذِي غَرَسَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ بِيَمِينِهِ، فَلْيَتَمَسَّكْ بِحُبِّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ)). ❶

جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ اس سرخ شاخ کو مضبوطی سے تھام لے جسے اللہ تعالیٰ نے جنتِ عدن میں اپنے دائیں ہاتھ مبارک سے اُگایا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ علی بن ابی طالب کی محبت کو مضبوطی سے تھام لے۔

1133۔ امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا مَعَ أَصْحَابِهِ، إِذْ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَلَمْ يَجِدْ مَجْلِسًا، فَتَزَحْزَحَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ أَجْلَسَهُ إِلَى جَنْبِهِ، فَسُرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا صَنَعَ ثُمَّ قَالَ: ((أَهْلُ الْفَضْلِ أَوْلَى بِالْفَضْلِ، وَلَا يَعْرِفُ لِأَهْلِ الْفَضْلِ فَضْلَهُمْ إِلَّا أَهْلُ الْفَضْلِ)). ❷

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ اسی دوران سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آ گئے اور انہیں بیٹھنے کے لیے جگہ نہ ملی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے سرک گئے، پھر انہیں اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ نبی ﷺ کو ان کے اس عمل سے بڑی خوشی ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا: صاحبِ مرتبہ ہی عزت و احترام کے زیادہ لائق ہوتا ہے اور مقام و مرتبہ کے لائق لوگوں کی فضیلت کو صرف وہی لوگ پہچانتے ہیں جو خود صاحبِ مرتبہ ہوتے ہیں۔

1134۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، عَلِيٌّ أَخُو رَسُولِ اللّٰهِ. ❸

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور علی رسول اللہ (ﷺ) کے بھائی ہیں۔''

1135۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَلِيٌّ أَخِي، وَصَاحِبُ لِوَائِي)). ❹

علی میرا بھائی اور میرا جھنڈا اُٹھانے والا ہے۔

1136۔ سُدی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ الْعَنْ كُلَّ مُبْغِضٍ لَنَا قَالٍ، وَكُلَّ مُحِبٍّ لَنَا غَالٍ. ❺

اے اللہ! ہم سے نفرت کرنے والے ہر دریدہ دہن شخص پر اور ہم سے غلو آمیز محبت کرنے والے پر لعنت فرما۔

1137۔ سیدنا زید بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ [موضوع] الموضوعات لابن الجوزی: ١/ ٣٨٧

❷ [موضوع] التاریخ للخطیب: ٣/ ١٠٥ـ الموضوعات لابن الجوزی: ١/ ٣٨٠

❸ موضوع. ❹ [موضوع] التاریخ الکبیر للبخاری: ١/ ٢٨٨

❺ [إسناده ضعيف] الرياض النضرة للمحب الطبری: ٣/ ٢٤٨ـ السنة لابن أبی عاصم: ٩٧

دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَسْجِدَهُ فَقَالَ: ((أَيْنَ فُلَانٌ؟ أَيْنَ فُلَانٌ؟)) فَجَعَلَ يَنْظُرُ فِي وُجُوهِ أَصْحَابِهِ، وَيَتَفَقَّدُهُمْ وَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ، حَتّٰى تَوَافَوْا عِنْدَهُ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، فَآخٰى بَيْنَهُمْ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ حَدِيثَ الْمُؤَاخَاةِ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَقَدْ ذَهَبَتْ رُوحِي، وَانْقَطَعَ ظَهْرِي، حِينَ رَأَيْتُكَ فَعَلْتَ بِأَصْحَابِكَ مَا فَعَلْتَ غَيْرِي، فَإِنْ كَانَ هٰذَا مِنْ سَخَطٍ عَلَيَّ فَلَكَ الْعُتْبٰى وَالْكَرَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، مَا أَخَّرْتُكَ إِلَّا لِنَفْسِي، وَأَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى، غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَأَنْتَ أَخِي وَوَارِثِي))، قَالَ: مَا أَرِثُ مِنْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مَا وَرَّثَ الْأَنْبِيَاءُ قَبْلِي))، قَالَ: وَمَا وَرَّثَ الْأَنْبِيَاءُ قَبْلَكَ؟ قَالَ: ((كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِمْ، وَأَنْتَ مَعِي فِي قَصْرِي فِي الْجَنَّةِ مَعَ فَاطِمَةَ ابْنَتِي، وَأَنْتَ أَخِي وَرَفِيقِي، ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ﴾ [الحجر:٤٧]، الْمُتَحَابُّونَ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ. [1]

میں مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ پوچھ رہے تھے: فلاں کہاں ہے؟ فلاں کہاں ہے؟ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چہروں کی جانب دیکھ رہے تھے اور جن لوگوں کو غیر حاضر پاتے انہیں بلانے کے لیے آدمی کو بھیج دیتے، یہاں تک کہ سب آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور ان کے درمیان مواخات قائم کی (یعنی انصار ومہاجرین کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا)۔۔۔ پھر راوی نے رسول اللہ ﷺ کا اپنے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنے کا واقعہ بیان کیا۔۔۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً میری جان نکل گئی اور کمر ٹوٹ گئی جب میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے سوا اپنے (تمام) صحابہ کے ساتھ ایسا کیا ہے (یعنی سب میں بھائی چارہ قائم کیا ہے لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا) اگر تو یہ میرے ساتھ کسی خفگی کی بنا پر ہے تو یہ آپ کی مرضی اور حق ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر مبعوث کیا ہے! میں نے تجھے صرف اپنے لیے مؤخر کیا ہے، کیونکہ تیرا مجھ سے وہی تعلق ہے جو ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، تم میرے بھائی اور میرے وارث ہو۔ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں آپ کی کس چیز کا وارث ہوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا وارث مجھ سے پہلے انبیاء نے بنایا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: آپ سے پہلے انبیاء نے کس چیز کا وارث بنایا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی کتاب اور ان کے نبی کی سنت۔ تم جنت کے محل میں میرے اور میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہو گے، تم میرے بھائی اور میرے رفیق ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ﴾ ''(وہاں سب) بھائی بھائی ہوں گے اور مسہریوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔'' (اس سے مراد) رضائے الٰہی کی خاطر باہم محبت کرنے والے لوگ ہیں، جو ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

1138۔ حصین بن منذر رقاشی بیان کرتے ہیں کہ:

[1] [إسناده ضعيف] ذخائر العقبى للمحب الطبرى، ص: ٧٩

شَهِدْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأُتِيَ بِالْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ: فَشَهِدَ عَلَيْهِ حُمْرَانُ وَرَجُلٌ آخَرُ، فَشَهِدَ أَحَدُهُمَا أَنَّهُ رَآهُ يَشْرَبُ الْخَمْرَ، وَشَهِدَ الْآخَرُ أَنَّهُ رَآهُ يَتَقَيَّؤُهَا، فَقَالَ عُثْمَانُ: إِنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْهَا حَتّٰى شَرِبَهَا، فَقَالَ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِلْحَسَنِ: أَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلّٰى قَارَّهَا، قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَأَخَذَ السَّوْطَ فَجَلَدَهُ، وَعَلِيٌّ يَعُدُّ حَتّٰى بَلَغَ أَرْبَعِينَ جَلْدَةً، قَالَ: أَمْسِكْ؛ جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ. قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: أَحْسَبُهُ، قَالَ: وَأَبُو بَكْرٍ، وَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِينَ، وَكُلٌّ سُنَّةٌ، وَهٰذَا أَحَبُّ إِلَيَّ. [1]

میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا کہ ولید بن عقبہ کو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حمران اور ایک دوسرے آدمی نے اس کے خلاف گواہی دی، ایک نے گواہی دی کہ اس نے ولید کو شراب پیتے دیکھا ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے ولید کو (شراب پینے کی وجہ سے) قے کرتے دیکھا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے شراب پی ہے، تبھی تو قے کی ہے۔ چنانچہ آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس پر حد قائم کیجیے۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے کہہ دیا کہ اس پر حد قائم کر دو۔ تو حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے خلافت کا مزہ اُٹھایا ہے اس کی شدت کا بار بھی وہی اُٹھائے۔ تو آپ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا: اس پر حد قائم کرو۔ انہوں نے کوڑا پکڑا اور اسے مارنے لگے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ گنتے رہے، یہاں تک کہ چالیس کوڑے ہو گئے، تو آپ نے فرمایا: بس کرو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے ہیں۔

عبدالعزیز فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے مارے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اَسّی کوڑے مارے۔ یہ سب سنت ہیں، لیکن یہ مجھے زیادہ پسند ہے۔

1139 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ بَنِي هَاشِمٍ، وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، لَوْ أَخَذْتُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ مَا بَدَأْتُ إِلَّا بِكُمْ)). [2]

اے بنوہاشم کی جماعت! اس ذات کی قسم جس نے مجھے دینِ حق دے کر مبعوث فرمایا! اگر میں جنت کے دروازے کا کواڑ پکڑ لوں تو میں (جنت میں لوگوں کو داخل کرنا) تم ہی سے شروع کروں گا۔

1140 ۔ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَكْتُوبٌ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، عَلِيٌّ أَخُو رَسُولِ اللّٰهِ، قَبْلَ أَنْ تُخْلَقَ السَّمَاوَاتُ بِأَلْفَيْ سَنَةٍ)). [3]

زمین و آسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے جنت کے دروازے پر یہ لکھا جا چکا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول

[1] [إسناده صحيح] سنن الدارقطني: ٤/ ٢٠٩ ۔ السنن الكبرى للبيهقي: ٨/ ٣١٦ ۔ شرح معاني الآثار للطحاوي: ٣/ ١٥٢

[2] [موضوع] مضى برقم: ١٠٥٨

[3] [موضوع] حلية الأولياء لأبي نعيم: ٧/ ٢٥٦ ۔ العلل المتناهية لابن الجوزي: ١/ ٢٣٥ ۔ التاريخ للخطيب: ٧/ ٣٧٨

ہیں اور علی (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بھائی ہیں۔

1141 ۔ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ﴾ [الشورى:٢٣]، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَنْ قَرَابَتُنَا هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ؟ قَالَ: ((عَلِيٌّ، وَفَاطِمَةُ، وَابْنَاهَا عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)). ❶

جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ﴾ "(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں، البتہ قرابت کی محبت ضرور چاہتا ہوں۔" تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان قرابت داروں سے کون لوگ مراد ہیں کہ جن سے محبت رکھنا ہم پر واجب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی، فاطمہ اور ان کے دونوں صاحبزادے (رضی اللہ عنہم)۔

1142 ۔ ابووائل بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَى عَلِيًّا رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنِّي عَجَزْتُ عَنْ مُكَاتَبَتِي فَأَعِنِّي، قَالَ عَلِيٌّ: أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صَبِرٍ دَنَانِيرَ لَأَدَّاهُنَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: قُلِ: اللّٰهُمَّ أَغْنِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ. ❷

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں اپنی مکاتبت سے عاجز آ چکا ہوں، آپ میری مدد فرمائیے۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھلا دوں کہ جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے، اگر تجھ پر صیر پہاڑ کے برابر دیناروں کا قرض بھی ہوگا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے وہ قرض چکا دے گا؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم یہ دعا پڑھا کرو: اَللّٰهُمَّ أَغْنِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ "اے اللہ! مجھے اپنے حلال رزق کے ذریعے اپنے حرام کردہ مال سے بے نیاز کر دے اور اپنے فضل سے اپنے سوا ہر ایک سے بے نیاز کر دے۔"

توضیح:...... مکاتب سے مراد وہ غلام ہوتا ہے جس کے ساتھ اس کے مالک نے یہ معاہدہ کیا ہو کہ تم اتنی رقم ادا کر دو گے تو آزاد ہو جاؤ گے۔

1143 ۔ سعید بن زید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى)). ❸

تمہاری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی۔

1144 ۔ سالم بن ابوالجعد بیان کرتے ہیں کہ:

❶ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٦٨ ـ الدر المنثور للسيوطي: ٦/ ٧

❷ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٥٦٠ ـ المستدرك للحاكم: ١/ ٥٣٨

❸ [إسناده ضعيف] السنة لابن أبي عاصم: ١٣٢

سُئِلَ عَلِيٌّ عَنِ الشِّيعَةِ، قَالَ: هُمُ الذُّبلُ الشِّفَاهُ، تُعْرَفُ فِيهِمِ الرَّهْبَانِيَّةُ. ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے شیعہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: وہ بھینچے ہوئے ہونٹوں والے ہوں گے اور ان میں رہبانیت کے آثار دِکھائی دیتے ہوں گے۔

1145۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((النُّجُومُ أَمَانٌ لِأَهْلِ السَّمَاءِ، إِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ ذَهَبَ أَهْلُ السَّمَاءِ، وَأَهْلُ بَيْتِي أَمَانٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ، فَإِذَا ذَهَبَ أَهْلُ بَيْتِي ذَهَبَ أَهْلُ الْأَرْضِ)). ❷

آسمان والوں کے لیے ستارے امان ہیں، جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان والے بھی ختم ہو جائیں گے، اور (اسی طرح) میرے اہلِ بیت زمین والوں کے لیے امان ہیں، سو جب میرے اہلِ بیت ختم ہو جائیں گے تو زمین والے بھی ختم ہو جائیں گے۔

1146۔ ابو زبیر بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِجَابِرٍ: كَيْفَ كَانَ عَلِيٌّ فِيكُمْ؟ قَالَ: ذَالِكَ مِنْ خَيْرِ الْبَشَرِ، مَا كُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ إِلَّا بِبُغْضِهِمْ إِيَّاهُ. ❸

میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ لوگوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا کیا مقام و مرتبہ تھا؟ انہوں نے فرمایا: وہ بہترین انسان تھے، ہم منافقین کی پہچان صرف علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے بُغض کی بنا پر ہی کرتے تھے۔

1147۔ ابو البختری سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ مُفْرِطٌ، وَمُبْغِضٌ مُفْتَرِي. ❹

میرے بارے میں دو آدمی ہلاکت کا شکار ہوتے ہیں: غُلو کی حد تک محبت رکھنے والا اور دوسرا تہمت و بہتان لگانے کی حد تک نفرت کرنے والا۔

1148۔ شریح بن ہانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْمَسْحِ، فَقَالَتِ: ائْتِ عَلِيًّا فَسَلْهُ، فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: إِذَا تَوَضَّأْتَ فَأَحْسَنْتَ الْوُضُوءَ مِنْ أَوَّلِ نَهَارِكَ، أَجْزَأَكَ يَوْمَكَ وَلَيْلَتَكَ تَمْسَحُ. ❺

میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے مسح کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: جب تم دِن کے اوّل وقت میں اچھی طرح وضوء کر لو تو ایک دن

---

❶ إسناده منقطع.

❷ [موضوع] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٧٤۔المستدرك للحاكم: ٣/ ١٤٩

❸ إسناده ضعيف جدًا.

❹ [رجال الإسناد ثقات] مضى برقم: ٩٥١

❺ [إسناده حسن لغيره والحديث صحيح] مسند أحمد: ٦/ ١١٠

اور ایک رات تک مسح کرنا تمہیں کفایت کر جائے گا۔

1149۔ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

وَقَدْ جِيءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: فَلَقِيَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ فَغَضِبَ وَاثِلَةُ وَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا أَزَالُ أُحِبُّ عَلِيًّا وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا وَفَاطِمَةَ أَبَدًا بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي مَنْزِلِ أُمِّ سَلَمَةَ يَقُولُ فِيهِمْ مَا قَالَ، قَالَ وَاثِلَةُ: رَأَيْتُنِي ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ جِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي مَنْزِلِ أُمِّ سَلَمَةَ، وَجَاءَ الْحَسَنُ فَأَجْلَسَهُ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَّلَهُ، وَجَاءَ الْحُسَيْنُ فَأَجْلَسَهُ عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَقَبَّلَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَجْلَسَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ دَعَا بِعَلِيٍّ فَجَاءَ، ثُمَّ أَغْدَفَ عَلَيْهِمْ كِسَاءً خَيْبَرِيًّا كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الأحزاب:٣٣]، فَقُلْتُ لِوَاثِلَةَ: مَا الرِّجْسُ؟ قَالَ: الشَّكُّ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❶

جب سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا سر لایا گیا تو واثلہ رضی اللہ عنہ سے ایک شامی آدمی ملا، تو واثلہ رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس دن سے ہمیشہ سیدنا علی، سیدہ فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم سے محبت کر رہا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں وہ بات کرتے سنا تھا جو آپ نے فرمائی۔ واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرنے لگے کہ میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ اس وقت سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں حسن رضی اللہ عنہ آ گئے، آپ نے انہیں اپنی دائیں ران پر بٹھا لیا اور ان کا منہ چوما، پھر حسین رضی اللہ عنہ آ گئے، آپ نے انہیں اپنی بائیں ران پر بٹھا لیا اور ان کا بھی منہ چوما، پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ نے انہیں اپنے سامنے بٹھا لیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ بھی تشریف لے آئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام پر خیبری چادر ڈال دی۔ میں اب بھی گویا (چشم تصور سے) وہ منظر دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ''اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ وہ تم سے ناپاکی کو ختم کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔'' (شداد کہتے ہیں کہ) میں نے واثلہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ناپاکی سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق شک میں مبتلا ہونا۔

1150۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى بِالشَّاهِدِ مَعَ الْيَمِينِ بِالْحِجَازِ، وَقَضٰى بِهِ عَلِيٌّ بِالْكُوفَةِ. ❷

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجاز میں ایک گواہ اور ایک قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا تھا اور علی رضی اللہ عنہ نے اسی طرز پر کوفہ میں فیصلہ فرمایا۔

---

❶ [إسناده ضعيف جدًا] مسند أحمد: ٤/ ١٠٧

❷ [إسنـاده حسـن] سـنن الترمذي: ٣/ ٦٢٨ـ سنن ابن ماجه: ٢/ ٧٩٣ـ السنن الكبرٰى للبيهقي: ١٠/ ١٧٠ـ سنن الدارقطني: ٤/ ٢١٢

توضیح:...... مدعی کے پاس جب صرف ایک ہی گواہ ہوتو مالی امور میں اس سے قسم لے کر فیصلہ کیا جاتا ہے، یہ قسم دوسرے گواہ کے قائم مقام ہوتی ہے۔ یہاں یہ روایت لانے سے حضرتِ امام رحمہ اللہ کا مقصود سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے ساتھ موافقت بیان کرنا ہے۔

1151۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ مُسَيَّرَةٌ سَدَاهَا حَرِيرٌ، قَالَ: فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيَّ، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: مَاذَا أَصْنَعُ بِهَا؟ أَلْبَسُهَا أَمْ لَا؟ قَالَ: ((إِنِّي لَا أَرْضَى لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنَفْسِي، وَلٰكِنِ اجْعَلْهَا خُمُرًا لِلْفَوَاطِمِ)). ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رواجی چوغہ تحفے میں پیش کیا گیا جس پر ریشم کا تانا ڈلا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چوغہ مجھے بھیج دیا۔ میں وہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں اس کا کیا کروں؟ پہن لوں یا نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز کو میں اپنے لیے پسند نہیں کرتا اسے تمہارے لیے بھی پسند نہیں کر سکتا، البتہ اس سے تم چھوٹے بچوں کے جانگھیے بنا لو۔

1152۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا مَرِضَ أَبُو طَالِبٍ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، أَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ادْعُ رَبَّكَ أَنْ يَشْفِيَنِي، فَإِنَّ رَبَّكَ يُطِيعُكَ، وَابْعَثْ إِلَيَّ بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِ الْجَنَّةِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَأَنْتَ يَا عَمِّ، إِنْ أَطَعْتَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَطَاعَكَ)). ❷

جب ابو طالب کو وہ مرض لاحق ہوا جس میں اس کی وفات ہوگئی تھی، تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام بھیجا کہ اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے شفا دے دے، کیونکہ تیرا رب تیری بات مانتا ہے اور مجھے جنت کے درختوں سے ٹوٹے ہوئے پھل بھیج۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جوابی پیغام بھیجا کہ اے چچا! اگر آپ بھی اللہ کی بات مان لیں تو وہ آپ کی بات بھی مان لے گا۔

1153۔ قیس بن ابو حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ، فَقَالَ: سَلْ عَنْهَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَهُوَ أَعْلَمُ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، جَوَابُكَ فِيهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ جَوَابِ عَلِيٍّ، فَقَالَ: بِئْسَ مَا قُلْتَ، وَلُؤْمَ مَا جِئْتَ بِهِ، لَقَدْ كَرِهْتَ رَجُلًا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغُرُّهُ الْعِلْمَ غَرًّا، وَلَقَدْ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي))، وَكَانَ عُمَرُ إِذَا أَشْكَلَ عَلَيْهِ شَيْءٌ يَأْخُذُ مِنْهُ. ❸

ایک آدمی معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے کسی مسئلہ کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا:

❶ [إسناده ضعيف] الرياض النضرة للمحب الطبري: ٣/ ٢٤٧۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٥/ ١٤٢۔ مسند أبي داود الطيالسي: ١/ ٣٥٥

❷ [إسناده ضعيف جدًا]

❸ [إسناده ضعيف جدًا] الرياض النضرة للمحب الطبري: ٣/ ٢٠٦

اس کے متعلق علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سوال کرو، وہ (میری بہ نسبت) زیادہ جانتے ہیں۔ تو اس نے کہا: اے امیر المومنین! اس مسئلہ کے بارے میں میرے نزدیک آپ کا جواب علی رضی اللہ عنہ کے جواب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے بہت بری بات کہی ہے اور تو نے قابلِ ملامت حرکت کی ہے، تو نے ایسے شخص کو ناپسند کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے علم کو سراہا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے فرمایا تھا کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی جب کسی چیز کے بارے میں اشکال ہوتا تھا تو وہ ان ہی سے راہنمائی لیتے تھے۔

1154 ۔ مُنذر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

مَنْ دَمَعَتَا عَيْنَاهُ فِينَا دَمْعَةً ، أَوْ قَطَرَتْ عَيْنَاهُ فِينَا قَطْرَةً ، أَثْوَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ . [1]

ہمارے حق میں جس شخص کی آنکھ سے ایک بھی آنسو یا ایک بھی قطرہ ٹپک پڑا؛ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں ٹھہرائے گا۔

1155 ۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

((يُولَدُ لَكَ ابْنٌ قَدْ نَحَلْتُهُ اسْمِي وَكُنْيَتِي)) . [2]

تیرے ہاں بچے کی پیدائش ہوگی جسے میں اپنا نام اور اپنی کنیت دوں گا۔

1156 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ صِغَارًا تَنْتَفِعُوا بِهِ كِبَارًا ، تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللّٰهِ لِيَصِرْ لِذَاتِ اللّٰهِ . [3]

بچپن میں ہی علم حاصل کرلو؛ تاکہ بڑے ہوکر اس سے فائدہ اُٹھا سکو، اللہ کے غیر سے علم سیکھو؛ تاکہ وہ بھی اللہ کے لیے ہی ہو جائے۔

1157 ۔ ابوحرب بن ابوالاسود الدؤلی بیان کرتے ہیں کہ:

اشْتَكَى أَبُو الْأَسْوَدُ الْفَالِجَ ، فَنُعِتَ لَهُ ثَعْلَبٌ ، فَطَلَبْنَاهَا فِي خَرِبِ الْبَصْرَةِ ، فَبَيْنَا أَنَا أَطُوفُ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ يُصَلِّي ، فَأَشَارَ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُ ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: أَبُو حَرْبِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ ، فَقَالَ: أَقْرِئْ أَبَاكَ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ فُلَانٍ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ لَكَ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: لَأَذُودَنَّ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ الْقَصِيرَتَيْنِ عَنْ حَوْضِ رَسُولِ اللّٰهِ رَايَاتِ الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِينَ ، كَمَا تُذَادُ غَرِيبَةُ الْإِبِلِ عَنْ حِيَاضِهَا . [4]

ابوالاسود رحمہ اللہ کو فالج کی شکایت ہوگئی تو انہیں بہ طورِ علاج کسی نے لومڑ کا بتلایا۔ ہم اسے بصرہ کے ویرانوں سے تلاش کرکے لائے۔ پھر (ایک روز) میں چکر لگا رہا تھا تو میرا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا جو نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے مجھے اشارہ کیا تو میں اس کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے بتلایا کہ ابوحرب بن ابوالاسود۔ اس نے کہا: اپنے والد کو میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ عبداللہ بن فلاں آپ کو سلام کہتا تھا اور یہ بھی

---

[1] [لم أجد أحمد بن اسرائيل والباقون ثقات] ذخائر العقبٰى للمحب الطبرى ، ص: ١٩

[2] [إسناده ضعيف] تاريخ بغداد للخطيب: ١١/ ٢١٨ ـ العلل المتناهية لابن الجوزى: ١/ ٢٤٥

[3] إسناده ضعيف . [4] [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمى: ٩/ ١٣٥

کہتا تھا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: یقیناً میں اپنے ان دو چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوضِ مبارک سے کفار کے جھنڈے اس طرح ہٹاؤں گا جس طرح اونٹوں کے تالابوں سے اجنبی اونٹوں کو ہٹایا جاتا ہے۔

1158۔ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((اَللّٰهُمَّ أَقُولُ كَمَا قَالَ أَخِي مُوسَى: اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي، عَلِيًّا أَخِي، اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي، وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي، كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا، وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا، إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا)). ❶

اے اللہ! میں بھی اسی طرح دعا کرتا ہوں جس طرح میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام نے کی تھی: ''اے اللہ! میرے اہل بیت میں سے ہی میرا وزیر بنا دے، یعنی میرے بھائی علی کو، اس کے ذریعے سے میرا ہاتھ مضبوط کر اور اس کو میرے کام میں شریک کر دے، تاکہ ہم خوب تیری تسبیح بیان کریں اور کثرت سے تیرا ذکر کریں، یقیناً تو ہمیشہ ہمارے حال پر نگران رہا ہے۔''

1159۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَوْمَ بَدْرٍ سَبْعَةً وَسَبْعِينَ رَجُلًا، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِي آخِرِهِ: وَكَانَ صَاحِبَ رَايَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. ❷

غزوۂ بدر کے روز مہاجرین کی تعداد ستتر (77) تھی۔۔۔ آگے راوی نے مکمل حدیث بیان کی اور اس کے آخر میں کہا: (اس روز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تھاما ہوا تھا۔

1160۔ حبہ العرنی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نَحْنُ النُّجَبَاءُ، وَأَفْرَاطُنَا أَفْرَاطُ الْأَنْبِيَاءِ، وَحِزْبُنَا حِزْبُ اللّٰهِ، وَحِزْبُ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ حِزْبُ الشَّيْطَانِ، وَمَنْ سَوَّى بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَدُوِّنَا فَلَيْسَ مِنَّا. ❸

ہم ممتاز اور ستودہ صفات لوگ ہیں، ہمارے ساتھ دلچسپی رکھنے والے لوگ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ دلچسپی رکھنے والے ہیں اور ہماری جماعت اللہ کی جماعت ہے، جبکہ باغی گروہ کی جماعت شیطان کی جماعت ہے، اور جو شخص ہم میں اور ہمارے دشمن میں برابری پیدا کرے گا وہ ہم میں سے نہیں۔

1161۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

شَكَى عَلِيٌّ، يَعْنِي: ابْنَ أَبِي طَالِبٍ، النَّاسَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ فِينَا خَطِيبًا فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((أَيُّهَا النَّاسُ، لَا تَشْكُوا عَلِيًّا، فَوَاللّٰهِ لَهُوَ أَخْيَشُنُ فِي ذَاتِ اللّٰهِ، وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ)). ❹

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کی کوئی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہو

❶ [إسناده ضعيف] الرياض النضرة للمحب الطبري: ٣/ ١٥٠ ـ الدر المنثور للسيوطي: ٤/ ٢٩٥

❷ [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ١١١ ❸ إسناده ضعيف.

❹ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ٨٦ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٣٤

کر خطبہ دینے لگے اور میں نے آپ کو فرماتے سنا: اے لوگو! علی کو تنگ مت کیا کرو، کیونکہ اللہ کی قسم! یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور راہِ خدا سے متعلقہ امور میں بہت سخت ہے۔

1162۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا:

((يَا عَلِيُّ، طُوبٰى لِمَنْ أَحَبَّكَ، وَصَدَقَ فِيكَ، وَوَيْلٌ لِمَنْ أَبْغَضَكَ، وَكَذَبَ فِيكَ)). ❶

اے علی! اس شخص کے لیے جنت کی بشارت ہے جو تجھ سے محبت کرے اور تمہارے متعلق سچ بولے، اور اس شخص کے لیے جہنم کی وادی ہے جو تجھ سے نفرت کرے اور تمہارے متعلق جھوٹ بولے۔

1163۔ امام مالک بن دینار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، مَنْ كَانَ حَامِلَ رَايَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيَّ وَقَالَ: كَأَنَّكَ رَخِيُّ الْبَالِ، فَغَضِبْتُ وَشَكَوْتُهُ إِلٰى إِخْوَانِهِ مِنَ الْقُرَّاءِ قُلْتُ: أَلَا تَعْجَبُونَ مِنْ سَعِيدٍ؟ إِنِّي سَأَلْتُهُ: مَنْ كَانَ حَامِلَ رَايَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَنَظَرَ إِلَيَّ وَقَالَ: إِنَّكَ لَرَخِيُّ الْبَالِ، قَالُوا: أَرَأَيْتَ حِينَ تَسْأَلُهُ وَهُوَ خَائِفٌ مِنَ الْحَجَّاجِ قَدْ لَاذَ بِالْبَيْتِ، كَانَ حَامِلَهَا عَلِيٌّ. ❷

میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے پوچھا: اے ابوعبداللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اُٹھانے والے کون صحابی تھے؟ انہوں نے میری طرف دیکھا اور بولے: لگتا ہے تم فارغ البال ہو۔ مجھے ان کے (اس جواب سے) بہت غصہ آیا اور میں نے ان کے قراء ساتھیوں کو ان کی شکایت کی اور کہا: کیا آپ کو سعید کی اس بات سے تعجب نہیں ہوگا کہ میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اُٹھانے والے کون صحابی تھے؟ تو وہ میری طرف دیکھ کر بولے: لگتا ہے تم فارغ البال ہو۔ تو انہوں نے (یعنی ان کے قراء ساتھیوں نے) جواب دیا: کیا آپ کو خیال نہیں ہے کہ آپ نے ان سے ایسے حالات میں یہ سوال کیا ہے کہ جب انہیں حجاج کا ڈر ہے اور انہوں نے گھر میں پناہ لے رکھی ہے (آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ) جھنڈا اُٹھانے والے سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔

1164۔ حبہ العرنی بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ عَلِيًّا ضَحِكَ يَوْمًا ضَحِكًا لَمْ أَرَهُ ضَحِكَ أَكْثَرَ مِنْهُ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ لَا أَعْتَرِفُ أَنَّ عَبْدًا لَكَ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَبَدَكَ قَبْلِي غَيْرَ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَقَالَ ذَالِكَ مِرَارًا، ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ صَلَّيْتُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ أَحَدٌ سَبْعًا. ❸

میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایک دِن اس طرح ہنستے دیکھا کہ میں نے انہیں اس سے زیادہ ہنستے کبھی نہیں دیکھا تھا، ہنستے ہنستے ان کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔۔۔ آگے انہوں نے مکمل حدیث بیان کی اور پھر فرمایا: اے اللہ! میں نہیں مانتا کہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ

❶ [باطل] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣٢ ❷ [إسناده حسن] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٣٧

❸ [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ١١٢

اس اُمت میں سے کوئی بندہ ایسا ہوگا کہ جس نے مجھ سے پہلے تیری عبادت کی ہوگی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے متعدد بار یہی کہا اور پھر فرمایا: میں نے سات دِن تک نماز ادا کی، قبل اس کے کہ کوئی نماز پڑھتا۔

1165 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ سِنِينَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ مَعَهُ أَحَدٌ . ❶

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین سال تک نماز پڑھی اور اس وقت آپ کے ساتھ کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا۔

1166 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ سِنِينَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ مَعَهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ . ❷

میں نے لوگوں میں سے کسی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے سے قبل تین سال تک آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔

1167 ۔ ابوطفیل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَمَعَ عَلِيٌّ النَّاسَ فِي الرَّحَبَةِ ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُ بِاللّٰهِ كُلَّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ مَا سَمِعَ إِلَّا قَامَ، فَقَامَ ثَلَاثُونَ مِنَ النَّاسِ، قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ: فَقَامَ أُنَاسٌ كَثِيرٌ فَشَهِدُوا حِينَ قَالَ لِلنَّاسِ: ((أَتَعْلَمُونَ أَنِّي أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟)) قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا مَوْلَاهُ، اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ)) . ❸

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک کھلی جگہ میں جمع کیا، پھر فرمایا: میں ہر اس مسلمان کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غدیر خُم کے روز کوئی بات سنی تھی وہ کھڑا ہو جائے۔ تو تیس لوگ کھڑے ہو گئے۔ ابونعیم کہتے ہیں کہ بہت سے لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے گواہی دی کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا تھا کہ کیا تمہیں علم نہیں کہ میں مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں؟ تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جی ہاں (علم ہے)۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا دوست میں ہوں؛ تو یہ علی بھی اس کا دوست ہے، اے اللہ! جو اس سے دوستی رکھے تو بھی اس کو دوست رکھ اور جو اس سے عداوت کرے اس سے تو بھی عداوت رکھ۔

1168 ۔ عمرو بن میمون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنِّي لَجَالِسٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، إِذْ أَتَاهُ تِسْعَةُ رَهْطٍ قَالُوا: يَا أَبَا عَبَّاسٍ، إِمَّا أَنْ تَقُومَ مَعَنَا، وَإِمَّا أَنْ تَخْلُوَ بِنَا عَنْ هٰؤُلَاءِ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلْ أَنَا أَقُومُ مَعَكُمْ، قَالَ: وَهُوَ يَوْمَئِذٍ صَحِيحٌ قَبْلَ أَنْ يَعْمَى، قَالَ: فَابْتَدَءُوا فَتَحَدَّثُوا فَلَا نَدْرِي مَا قَالُوا، قَالَ: فَجَاءَ يَنْفُضُ ثَوْبَهُ وَيَقُولُ: أُفٍّ وَتُفٍّ، وَقَعُوا فِي رَجُلٍ لَهُ عَشْرٌ، وَقَعُوا فِي رَجُلٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَأَبْعَثَنَّ رَجُلًا لَا يُخْزِيهِ اللّٰهُ أَبَدًا، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ))، قَالَ: فَاسْتَشْرَفَ لَهَا مَنْ

---

❶ إسناده ضعيف . ❷ إسناده ضعيف .

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ۹۴۷، ۹۵۴، ۹۶۱

اسْتَشْرَفَ، قَالَ: ((أَيْنَ عَلِيٌّ؟)) قَالُوا: هُوَ فِي الرَّحَى يَطْحَنُ، قَالَ: ((وَمَا كَانَ أَحَدُكُمْ يَطْحَنُ؟)) قَالَ: فَجَاءَ وَهُوَ أَرْمَدُ لَا يَكَادُ أَنْ يُبْصِرَ، قَالَ: فَنَفَثَ فِي عَيْنِهِ ثُمَّ هَزَّ الرَّايَةَ ثَلَاثًا، فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ، فَجَاءَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ فُلَانًا بِسُورَةِ التَّوْبَةِ فَبَعَثَ عَلِيًّا خَلْفَهُ فَأَخَذَهَا مِنْهُ، وَقَالَ: ((لَا يَذْهَبُ بِهَا إِلَّا رَجُلٌ مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُ))، قَالَ: وَقَالَ لِبَنِي عَمِّهِ: ((أَيُّكُمْ يُوَالِينِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟)) قَالَ: وَعَلِيٌّ جَالِسٌ مَعَهُمْ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أُوَالِيكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، قَالَ: فَبَرَكَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى رَجُلٍ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَقَالَ: ((أَيُّكُمْ يُوَالِينِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟)) فَأَبَوْا، قَالَ: فَقَالَ: ((أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))، قَالَ: وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ آمَنَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ خَدِيجَةَ، وَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَهُ فَوَضَعَهُ عَلَى عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَحَسَنٍ وَحُسَيْنٍ فَقَالَ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الأحزاب:٣٣]، قَالَ: وَشَرَى عَلِيٌّ بِنَفْسِهِ لَبِسَ ثَوْبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ مَكَانَهُ، قَالَ: وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَرْمُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ، وَعَلِيٌّ نَائِمٌ، قَالَ: وَأَبُو بَكْرٍ يَحْسَبُ أَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ قَدِ انْطَلَقَ نَحْوَ بِئْرِ مَيْمُونٍ فَأَدْرِكْهُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ فَدَخَلَ مَعَهُ الْغَارَ، قَالَ: وَجَعَلَ عَلِيٌّ يُرْمَى بِالْحِجَارَةِ كَمَا كَانَ يُرْمَى نَبِيُّ اللّٰهِ، وَهُوَ يَتَضَوَّرُ قَدْ لَفَّ رَأْسَهُ فِي الثَّوْبِ لَا يُخْرِجُهُ حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ كَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالُوا: إِنَّكَ لَلَئِيمٌ، كَانَ صَاحِبُكَ نَرْمِيهِ فَلَا يَتَضَوَّرُ، وَأَنْتَ تَضَوَّرُ، وَقَدِ اسْتَنْكَرْنَا ذَالِكَ، قَالَ: وَخَرَجَ بِالنَّاسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَخْرُجُ مَعَكَ؟ قَالَ لَهُ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا))، فَبَكَى عَلِيٌّ، فَقَالَ لَهُ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ، إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ أَذْهَبَ إِلَّا وَأَنْتَ خَلِيفَتِي))، قَالَ: وَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي وَمُؤْمِنَةٍ))، قَالَ: وَسَدَّ أَبْوَابَ الْمَسْجِدِ غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ، قَالَ: فَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ جُنُبًا وَهُوَ طَرِيقُهُ لَيْسَ لَهُ طَرِيقٌ غَيْرُهُ، قَالَ: وَقَالَ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ مَوْلَاهُ عَلِيٌّ))، قَالَ: وَأَخْبَرَنَا اللّٰهُ فِي الْقُرْآنِ أَنَّهُ قَدْ رَضِيَ عَنْهُمْ، عَنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ، هَلْ حَدَّثَنَا أَنَّهُ سَخِطَ عَلَيْهِمْ بَعْدُ؟ قَالَ: وَقَالَ: نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ حِينَ قَالَ: ائْذَنْ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، قَالَ: ((وَكُنْتَ فَاعِلًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ)). [1]

میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو آپ کے پاس نو افراد پر مشتمل ایک جماعت آئی، انہوں نے کہا: اے ابوعباس! یا تو آپ ہمارے ساتھ کھڑے ہو جائیں، یا پھر آپ ہمیں ان لوگوں سے تنہا کر دیں۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اس وقت آپ بالکل تندرست تھے اور یہ آپ کے نابینا ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ باتیں کرنا شروع ہو گئے اور ہم نہیں جانتے انہوں نے کیا

باتیں کیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے کپڑے کو جھاڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے: اُف، افسوس! یہ لوگ اس شخص کے بارے میں عیب جوئی کر رہے ہیں جسے دس خصلتیں حاصل ہیں: (۱) یہ اس شخص کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں جس کے بارے میں نبی ﷺ نے (غزوۂ خیبر کے وقت) فرمایا: میں ضرور اس شخص کو (امیر بنا کر) بھیجوں گا جسے اللہ تعالیٰ کبھی بھی (شکست سے) رُسوا نہیں کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ کچھ لوگ نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگے (کہ شاید ہمیں امیر بنا دیا جائے) لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: علی کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: وہ چکی میں بیٹھے غلہ پیس رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی غلہ کیوں نہیں پیس لیتا؟ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو ان کی آنکھیں خراب تھیں، انہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں تھوک مبارک کے چھینٹے لگائے اور تین مرتبہ جھنڈے کو حرکت دی، پھر وہ انہیں تھما دیا۔ پھر آپ ﷺ (اپنی زوجہ مطہرہ) سیدہ صفیہ بنت حُیي رضی اللہ عنہا کو لے کر آئے۔ پھر فلاں شخص کو سورۂ توبہ دے کر بھیجا اور اس کے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا، تو انہوں نے اس سے وہ سورت یاد کی۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: اس سورت کو صرف وہی شخص یاد کر کے جائے گا جو مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ (۲) آپ ﷺ نے اپنے چچا کے بیٹوں سے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو دنیا و آخرت میں میرا والی بنے؟ علی رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں دنیا و آخرت میں آپ کا والی بنتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے ان کے لیے برکت کی دعا کی۔ پھر لوگوں میں سے ایک ایک شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم میں کون ہے جو دنیا و آخرت میں میرا والی بنے گا؟ تو سب نے انکار کر دیا۔ تو آپ ﷺ نے (علی رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: تو دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے۔ (۳) سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے آپ تھے (اور ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے اپنا کپڑا پکڑا اور اسے علی، فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم پر ڈال کر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ''اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ وہ تم سے ناپاکی کو ختم کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔'' (۴) علی رضی اللہ عنہ نے (آپ ﷺ کے مکہ سے ہجرت کرتے وقت) اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر نبی ﷺ کے کپڑے پہنے اور آپ کی جگہ پر سو گئے، اور مشرکین سمجھ رہے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور علی سو رہے تھے، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی یہی لگا کہ یہ اللہ کے پیغمبر ہیں، چنانچہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ کے نبی بئر میمون کی طرف گئے ہیں، لہٰذا آپ بھی ان کے پیچھے ہی چلے جائیں۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ چل دیے اور آپ ﷺ کے ساتھ غار میں جا داخل ہوئے۔ ادھر علی رضی اللہ عنہ کو اسی طرح پتھر مارے جانے لگے جس طرح اللہ کے پیغمبر ﷺ کو مارے جاتے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ تڑپتے رہے لیکن اپنا سر کپڑے میں ہی چھپائے رکھا (تاکہ دشمنوں کو پتا نہ چل جائے کہ یہ نبی ﷺ نہیں ہیں) یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر انہوں نے اپنے سر سے کپڑا ہٹایا تو مشرکین نے کہا: تو بہت ہی برا شخص ہے، تمہارے صاحب کو تو ہم پتھر مارتے تھے تو وہ تڑپتا ہی نہیں تھا لیکن تم تڑپتے رہے ہو اور ہمیں یہ بہت عجیب لگ رہا تھا (کہ اگر یہ محمد

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٣٣١۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٣٢۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١١٩

[ﷺ] ہے تو تڑپ کیوں رہا ہے)۔ (۵) نبی ﷺ غزوۂ تبوک میں لوگوں کو لے کر نکلے تو علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: کیا میں بھی آپ کے ساتھ چلوں؟ تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: نہیں۔ تو علی رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمہارا مجھ سے وہی تعلق ہو جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا، سوائے اس کے کہ تم نبی نہیں ہو گے؟ یقیناً یہ بات بھی ضروری ہے کہ میں جاؤں اور تم میرے خلیفہ کی حیثیت سے رہو۔ (۶) رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے بعد ہر مومن مرد و عورت کے ولی ہو۔ (۷) آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا مسجد (میں کھلنے والے تمام لوگوں) کے دروازے بند کر دیے تھے۔ چنانچہ آپ جنبی حالت میں بھی مسجد میں آجایا کرتے تھے، کیونکہ آپ کا وہی راستہ تھا، اس کے سوا آپ کا کوئی راستہ ہی نہیں تھا۔ (۸) اور آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے۔ (۹) اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں یہ خبر دی ہے کہ وہ اصحابِ شجرہ (بیعتِ رضوان میں شریک ہونے والوں) سے راضی ہو گیا ہے اور جو ان کے دلوں میں ہے وہ اس نے جان لیا، تو کیا اس نے ہمیں یہ بیان کیا ہے کہ وہ اس کے بعد ان پر ناراض ہوا ہے؟ (۱۰) نبی ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا جب انہوں نے (ایک شخص کے بارے میں) کہا: مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایسا کرو گے؟ حالانکہ تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جھانک کر فرمایا تھا کہ تم جو چاہو عمل کرو (میں نے تمہیں معاف فرما دیا ہے)۔

1169 - سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((لا يُبْغِضُكَ مُؤْمِنٌ، وَلا يُحِبُّكَ مُنَافِقٌ)). [1]

کوئی مومن تجھ سے نفرت نہیں کرے گا اور کوئی منافق تجھ سے محبت نہیں کرے گا۔

1170 - شھر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک آئی تو اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کوفیوں پر لعنت کرتے ہوئے فرمایا:

قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ، غَرُّوهُ وَذَلُّوهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ غُدَيَّةً بِبُرْمَةٍ قَدْ صَنَعَتْ لَهُ فِيهَا عَصِيدَةً، تَحْمِلُهَا فِي طَبَقٍ لَهَا حَتّٰى وَضَعَتْهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لَهَا: ((أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟)) قَالَتْ: هُوَ فِي الْبَيْتِ، قَالَ: ((اذْهَبِي فَادْعِيهِ، وَائْتِينِي بِابْنَيْهِ))، قَالَتْ: فَجَاءَتْ تَقُودُ ابْنَيْهَا كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِيَدٍ، وَعَلِيٌّ يَمْشِي فِي أَثَرِهِمَا، حَتّٰى دَخَلُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَجْلَسَهُمَا فِي حِجْرِهِ، وَجَلَسَ عَلِيٌّ عَلَى يَمِينِهِ، وَجَلَسَتْ فَاطِمَةُ عَلَى يَسَارِهِ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَاجْتَبَذَ كِسَاءً خَيْبَرِيًّا كَانَ بِسَاطًا لَنَا عَلَى الْمَنَامَةِ فِي الْمَدِينَةِ، فَلَفَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيعًا، فَأَخَذَ بِشِمَالِهِ طَرَفَيِ الْكِسَاءِ، وَأَلْوٰى بِيَدِهِ الْيُمْنٰى إِلٰى رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَهْلُ بَيْتِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا، اَللّٰهُمَّ أَهْلِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ

[1] [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٠٥٩

وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا، اللّٰهُمَّ أَهْلُ بَيْتِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا))، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَسْتُ مِنْ أَهْلِكَ؟ قَالَ: ((بَلٰى، فَادْخُلِي فِي الْكِسَاءِ))، قَالَتْ: فَدَخَلْتُ فِي الْكِسَاءِ بَعْدَمَا قَضٰى دُعَاءَهُ لِابْنِ عَمِّهِ عَلِيٍّ وَابْنَيْهِ وَابْنَتِهِ فَاطِمَةَ. [1]

ان لوگوں نے اسے شہید کر دیا، اللہ تعالیٰ ان کو غارت کرے، انہوں نے اسے دھوکہ دیا اور اسے رُسوا کیا، اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر لعنت فرمائے۔ یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ایک صبح آپ کی خدمت میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک ہانڈی لے کر حاضر ہوئیں، انہوں نے نبی ﷺ کے لیے آٹے اور گھی کا حلوہ بنایا تھا۔ وہ اسے اپنے ایک تھال میں اُٹھائے لائیں اور لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تمہارا چچازاد (علی) کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا: وہ گھر میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اسے بلا کر لاؤ اور اس کے صاحبزادوں کو بھی ساتھ لیتی آنا۔ وہ اپنے دونوں بچوں کا ایک ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے آ رہی تھیں اور علی رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے آ رہے تھے، بالآخر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ پہنچے۔ آپ نے ان دونوں بچوں کو اپنی گود میں بٹھا لیا، علی رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں جانب بیٹھ گئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بائیں جانب بیٹھ گئیں۔ سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے وہ چادر کھینچی جو مدینہ میں ہمارے سونے کی جگہ (یعنی ہمارے بستر) کا بچھونا ہوا کرتی تھی۔ نبی ﷺ نے وہ چادر ان سب پر ڈال دی، پھر اپنے بائیں ہاتھ سے چادر کے دونوں کنارے تھامے اور اپنا دایاں ہاتھ مبارک پروردگار کی جانب اُٹھا کر فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی کو ختم کر دے اور انہیں خوب اچھی طرح پاک کر دے۔ اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی کو ختم کر دے اور انہیں خوب اچھی طرح پاک کر دے۔ اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی کو ختم کر دے اور انہیں خوب اچھی طرح پاک کر دے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں، تم بھی چادر میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ میں بھی چادر میں داخل ہوگئی اور آپ اس سے پہلے اپنے چچازاد علی رضی اللہ عنہ ان کے دونوں صاحبزادوں اور اپنی لختِ جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے دعا کر چکے تھے۔

1171 ۔ سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

وَالَّذِي أَحْلِفُ بِهِ إِنْ كَانَ عَلِيٌّ لَأَقْرَبَ النَّاسِ عَهْدًا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: عُدْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً بَعْدَ غَدَاةٍ، يَقُولُ: ((جَاءَ عَلِيٌّ؟)) مِرَارًا، قَالَتْ فَاطِمَةُ: كَانَ بَعَثَهُ فِي حَاجَةٍ، قَالَتْ: فَجَاءَ بَعْدُ، قَالَتْ: فَظَنَنْتُ أَنَّ لَهُ إِلَيْهِ حَاجَةً، فَخَرَجْنَا مِنَ الْبَيْتِ فَقَعَدْنَا عِنْدَ الْبَابِ وَكُنْتُ مِنْ أَدْنَاهُمْ إِلَى الْبَابِ، فَأَكَبَّ عَلَيْهِ عَلِيٌّ فَجَعَلَ يُسَارُّهُ وَيُنَاجِيهِ، ثُمَّ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ، فَكَانَ أَقْرَبَ النَّاسِ بِهِ عَهْدًا. [2]

[1] [إسناده حسن] مسند أحمد: ٦/ ٢٩٨ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ١١٤

[2] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ٣٠٠ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٣٨

اس ذات کی قسم جس کے نام کی میں قسم اٹھاتی ہوں! یقیناً آخری وقت میں تمام لوگوں سے زیادہ علی رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب رہا ہے۔ ہم لوگ روزانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے لیے حاضر ہوتے اور آپ بار بار پوچھتے کہ علی آ گیا ہے؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ غالباً انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ضروری کام سے بھیجا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آ گئے، میں سمجھ گئی کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ضروری بات کرنی ہے، چنانچہ ہم گھر سے نکل کر دروازے کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور میں دروازے پر سب سے زیادہ قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گئے اور آپ سے سرگوشی میں راز کی باتیں کرنے لگے۔ پھر اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت ہو گئی۔ چنانچہ آخری وقت میں تمام لوگوں سے زیادہ علی رضی اللہ عنہ کا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب رہا ہے۔

1172 ۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ رَفِيقَيْنِ فِي غَزْوَةِ ذِي الْعَشِيرَةِ، فَلَمَّا نَزَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقَامَ بِهَا رَأَيْنَا نَاسًا مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ يَعْمَلُونَ فِي عَيْنٍ لَهُمْ فِي نَخْلٍ، فَقَالَ لِي عَلِيٌّ: يَا أَبَا الْيَقْظَانِ، هَلْ لَكَ أَنْ تَأْتِيَ هٰؤُلَاءِ فَتَنْظُرَ كَيْفَ يَعْمَلُونَ؟ فَجِئْنَاهُمْ، فَنَظَرْنَا إِلَى عَمَلِهِمْ سَاعَةً، ثُمَّ غَشِيَنَا النَّوْمُ، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ فَاضْطَجَعْنَا فِي صَوْرٍ مِنَ النَّخْلِ فِي دَقْعَاءَ مِنَ التُّرَابِ فَنِمْنَا، فَوَاللّٰهِ مَا أَهَبَّنَا إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُنَا بِرِجْلِهِ، وَقَدْ تَتَرَّبْنَا مِنْ تِلْكَ الدَّقْعَاءِ، فَيَوْمَئِذٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: ((يَا أَبَا تُرَابٍ)) لِمَا يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ، قَالَ: ((أَلَا أُحَدِّثُكُمَا بِأَشْقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ؟)) فَقُلْنَا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((أُحَيْمِرُ ثَمُودَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ، وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلٰى هٰذِهِ ۔ يَعْنِي قَرْنَهُ ۔ حَتّٰى تُبَلَّ مِنْهُ هٰذِهِ)) يَعْنِي لِحْيَتَهُ. [1]

میں اور علی رضی اللہ عنہ غزوہ ذی العشیرہ میں رفیقِ سفر تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا اور وہاں قیام فرمایا تو ہم نے بنی مدلج کے کچھ لوگوں کو دیکھا جو اپنے باغات کے چشموں میں کام کر رہے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: اے ابوالیقظان! آؤ ان لوگوں کے پاس چل کر دیکھتے ہیں کہ یہ کس طرح کام کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم ان کے قریب چلے گئے۔ تھوڑی دیر تک ان کا کام دیکھا، پھر ہمیں نیند کے جھونکے آنے لگے، تو ہم واپس آ گئے اور کھجوروں کے ایک باغ کے کنارے بنجر زمین پر مٹی کے اوپر ہی لیٹ گئے۔ اللہ کی قسم! ہم اسی طرح بے خبر لیٹے ہوئے تھے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ٹانگ سے ہلاتے ہوئے اٹھایا، اور ہم اس مٹی میں لت پت ہوئے پڑے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ''اے ابوتراب'' کہا تھا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر مٹی لگی دیکھ رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمام لوگوں سے زیادہ بدبخت دو آدمی نہ بتلاؤں؟ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تو قومِ ثمود کا وہ سرخ وسپید آدمی جس نے اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں اور دوسرا وہ آدمی جو اے علی! تمہارے سر پر وار کر کے تمہاری داڑھی

[1] [إسناده حسن متصل] مسند أحمد: ٤/ ٢٦٣ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٤٠ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣٦

کو خون سے تر کر دے گا۔

1173 ۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ رَفِيقَيْنِ فِي غَزْوَةِ الْعَشِيرَةِ ، فَمَرَرْنَا بِرِجَالٍ مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ يَعْمَلُونَ فِي نَخْلٍ ، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ عِيسَى بْنِ يُونُسَ . ❶

میں اور علی رضی اللہ عنہ غزوہ عشیرہ میں ساتھ ساتھ (محوِ سفر) تھے کہ ہمارا گزر بنومدلج کے کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا جو باغ میں کام کاج کر رہے تھے۔ پھر راوی نے عیسٰی بن یونس کی (گزشتہ) حدیث کے ہم معنی ہی بیان کیا۔

1174 ۔ سیدنا بُریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَفَعَ الرَّايَةَ إِلَى عَلِيٍّ يَوْمَ خَيْبَرَ . ❷

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز جھنڈا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا تھا۔

1175 ۔ سیدنا بُریدہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثَيْنِ إِلَى الْيَمَنِ ، عَلَى أَحَدِهِمَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ، وَعَلَى الْآخَرِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ ، فَقَالَ: ((إِذَا لَقِيتُمْ فَعَلِيٌّ عَلَى النَّاسِ ، وَإِنِ افْتَرَقْتُمَا فَكُلٌّ وَاحِدٍ مِنْكُمَا عَلَى جُنْدِهِ)) ، قَالَ: فَلَقِينَا بَنِي زَيْدٍ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ ، فَاقْتَتَلْنَا ، فَظَهَرَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ ، فَقَتَلْنَا الْمُقَاتِلَةَ ، وَسَبَيْنَا الذُّرِّيَّةَ ، فَاصْطَفَى عَلِيٌّ امْرَأَةً مِنَ السَّبْيِ لِنَفْسِهِ ، قَالَ بُرَيْدَةُ: فَكَتَبَ ، يَعْنِي خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ ، إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُهُ بِذَلِكَ ، فَلَمَّا أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَفَعْتُ الْكِتَابَ ، فَقُرِئَ عَلَيْهِ ، فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، هٰذَا مَكَانُ الْعَائِذِ ، بَعَثْتَنِي مَعَ رَجُلٍ وَأَمَرْتَنِي أَنْ أُطِيعَهُ ، قَدْ بَلَّغْتُ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَقَعْ فِي عَلِيٍّ ، فَإِنَّهُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ ، وَهُوَ وَلِيُّكُمْ بَعْدِي)) . ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف دو دستے روانہ فرمائے، جن میں ایک کا امیر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جبکہ دوسرے کا امیر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور فرمایا: جب تم لوگ ایک جگہ جمع ہو تو تم سب کا امیر علی ہوگا اور جب تم جدا ہوتو پھر ہر ایک دستے کا امیر ہوگا۔ پھر اہل یمن کے قبیلہ بنوزید سے ہمارا آمنا سامنا ہو گیا، چنانچہ ہم نے قتال کیا تو مسلمانوں کو مشرکین پر غلبہ حاصل ہوا۔ ہم نے لڑنے والوں کو قتل کر دیا اور عورتوں و بچوں کو قیدی بنا لیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے قیدیوں میں سے ایک عورت اپنے لیے منتخب کر لی۔ بریدہ بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھ کر اس بات کی خبر دی۔ تو جب میں (وہ خط لے کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ خط آپ کے حوالے کیا۔ آپ کو خط پڑھ کر سنایا گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر غصے کے آثار دیکھے، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں! آپ نے مجھے ایک آدمی کے

❶ إسناده حسن . ❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٠٠٩

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٥/ ٣٥٦

ہمراہ بھیجا تھا اور حکم فرمایا تھا کہ میں اس کی اطاعت کروں، چنانچہ میں نے تو وہی کیا ہے جو مجھے کہہ کر بھیجا گیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی کے بارے میں کسی بدگمانی کا شکار نہ ہونا، کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، اور میرے بعد وہ تمہارا دوست ہوگا۔

1176 - سیدنا بُریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَمَرَنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ مِنْ أَصْحَابِي ، وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ ، عَلِيٌّ مِنْهُمْ ، عَلِيٌّ مِنْهُمْ ، وَأَبُو ذَرٍّ ، وَسَلْمَانُ ، وَالْمِقْدَادُ الْكِنْدِيُّ)) . ❶

اللہ عزوجل نے مجھے میرے صحابہ میں سے چار لوگوں کے ساتھ محبت کرنے کا حکم دیا اور اس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ علی بھی ان میں سے ہے، علی بھی ان میں سے ہے، اور (باقی تین) ابوذر، سلمان اور مقداد الکندی (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

1177 - ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى مَجْلِسٍ وَهُمْ يَتَنَاوَلُونَ مِنْ عَلِيٍّ ، فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِي نَفْسِي عَلٰى عَلِيٍّ شَيْءٌ ، وَكَانَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ كَذَالِكَ ، فَبَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعْنِي فِي سَرِيَّةٍ عَلَيْهَا عَلِيٌّ ، فَأَصَبْنَا سَبْيًا ، قَالَ: فَأَخَذَ عَلِيٌّ جَارِيَةً مِنَ الْخُمُسِ لِنَفْسِهِ ، فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: دُونَكَ ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلْتُ أُحَدِّثُهُ بِمَا كَانَ ، ثُمَّ قُلْتُ: إِنَّ عَلِيًّا أَخَذَ جَارِيَةً مِنَ الْخُمُسِ ، قَالَ: وَكُنْتُ رَجُلًا مِكْبَابًا ، قَالَ: فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَغَيَّرَ ، فَقَالَ: ((مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَعَلِيٌّ وَلِيُّهُ)) . ❷

وہ (یعنی سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ) ایک مجلس کے پاس سے گزرے تو (اس میں بیٹھے لوگ) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں چہ مگوئیاں کر رہے تھے، تو انہوں نے (ان سے) کہا: یقیناً میرے دل میں بھی علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ غلط فہمی تھی اور یہی کیفیت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی تھی (ہوا یوں کہ) رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک جنگی مہم میں بھیجا جس کی قیادت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ تھی۔ ہمیں (مال غنیمت میں) لونڈیاں ملیں، تو علی رضی اللہ عنہ نے خمس میں سے ایک لونڈی اپنے لیے رکھ لی۔ جس پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا۔ پھر جب ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں جو کچھ ہوا تھا وہ (سب روئیداد) بتانے لگا۔ پھر میں نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے خمس کے مال میں سے ایک لونڈی اپنے لیے رکھ لی تھی۔ میں ایسا شخص تھا کہ اپنی نگاہیں نیچی ہی رکھتا تھا۔ چنانچہ جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کا (ناراضی کے باعث) چہرۂ مبارک (کا رنگ) متغیر ہو گیا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کا دوست میں ہوں، اس کا علی بھی دوست ہونا چاہیے۔

توضیح:...... یہ جنگی مہم نبی ﷺ نے یمن کے علاقے میں بھیجی تھی اور اس کی قیادت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی۔ نبی ﷺ نے جب اپنے پیارے علی رضی اللہ عنہ کے متعلق شکوے شکایات سنیں تو آپ ﷺ کا دِل بھر آیا اور غصے سے آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا: ''جس کا میں دوست ہوں، اس کا علی بھی دوست ہونا چاہیے۔'' یعنی جس کو میرے ساتھ محبت

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٥/ ٣٥٦ ❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٣٥٨

ہے اس کو علی (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ بھی محبت رکھنی چاہیے اور جو شخص میری عزت و احترام کرتا ہے اس کو علی (رضی اللہ عنہ) کی عزت و احترام بھی کرنا چاہیے۔

1178۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا خَطَبَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهُ لَا بُدَّ لِلْعُرْسِ مِنْ وَلِيمَةٍ))، قَالَ: فَقَالَ سَعْدٌ: عَلَيَّ كَبْشٌ، وَقَالَ فُلَانٌ: عَلَيَّ كَذَا وَكَذَا مِنْ ذُرَةٍ. ❶

جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً شادی کے لیے ولیمہ ضروری ہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک مینڈھا میرے ذِمے ہے۔ اور فلاں نے کہا: میرے ذِمے اتنے جَو ہیں۔

1179۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا إِلَى خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ لِيَقْسِمَ الْخُمُسَ - وَقَالَ رَوْحٌ مَرَّةً: لِيَقْبِضَ بَعْضَ الْخُمُسِ - قَالَ: فَأَصْبَحَ عَلِيٌّ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَقَالَ خَالِدٌ لِبُرَيْدَةَ: أَلَا تَرَى مَا يَصْنَعُ هٰذَا، أَوْ مَا صَنَعَ هٰذَا؟ قَالَ: فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعَ عَلِيٌّ، قَالَ: وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا، قَالَ: فَقَالَ: ((يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((لَا تُبْغِضْهُ)) - قَالَ رَوْحٌ مَرَّةً: فَأَحِبَّهُ - فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خمس کی تقسیم کے لیے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جانب بھیجا۔ روح نے یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں کہ خمس کا کچھ حصہ لینے کے لیے بھیجا۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ نہیں دیکھ رہے جو اس نے کیا ہے؟ بریدہ کہتے ہیں کہ میرے دِل میں علی رضی اللہ عنہ سے نفرت ہوا کرتی تھی، چنانچہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹا تو میں نے آپ کو وہ سب بتلایا جو علی نے کیا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بریدہ! کیا تم علی سے نفرت کرتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے نفرت مت کرو۔ روح نے یہ الفاظ بھی بیان کیے کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) بلکہ اس سے محبت کرو۔ یقیناً خمس میں اس کا حصہ اس سے بھی زیادہ بنتا ہے۔

1180۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَبْغَضْتُ عَلِيًّا بُغْضًا لَمْ أُبْغِضْهُ أَحَدًا قَطُّ، قَالَ: وَأَحْبَبْتُ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ لَمْ أُحِبَّهُ إِلَّا عَلَى بُغْضِهِ عَلِيًّا، قَالَ: فَبُعِثَ ذَالِكَ الرَّجُلِ عَلَى خَيْلٍ، فَصَحِبْتُهُ مَا أَصْحَبُهُ إِلَّا عَلَى بُغْضِهِ عَلِيًّا، فَأَصَبْنَا سَبْيًا، قَالَ: فَكَتَبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ابْعَثْ إِلَيْنَا مَنْ يُخَمِّسُهُ، قَالَ: فَبَعَثَ إِلَيْنَا عَلِيًّا، وَفِي السَّبْيِ وَصِيفَةٌ هِيَ مِنْ أَفْضَلِ السَّبْيِ، فَخَمَّسَ وَقَسَمَ، فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَقُلْنَا يَا أَبَا الْحَسَنِ، مَا هٰذَا؟ قَالَ: أَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْوَصِيفَةِ الَّتِي كَانَتْ فِي السَّبْيِ، فَإِنِّي قَسَمْتُ وَخَمَّسْتُ، فَصَارَتْ فِي الْخُمُسِ، ثُمَّ صَارَتْ فِي أَهْلِ

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٣٥٩

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٨/ ٦٦- مسند أحمد: ٥/ ٣٥٩

بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ صَارَتْ فِي آلِ عَلِيٍّ، فَوَقَعْتُ بِهَا، قَالَ: وَكَتَبَ الرَّجُلُ إِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ، فَقُلْتُ: ابْعَثْنِي مُصَدِّقًا، قَالَ: فَجَعَلْتُ أَقْرَأُ الْكِتَابَ وَأَقُولُ: صَدَقَ، قَالَ: فَأَمْسَكَ يَدِي وَالْكِتَابَ قَالَ: ((أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَلَا تُبْغِضْهُ، وَإِنْ كُنْتَ تُحِبُّهُ فَازْدَدْ لَهُ حُبًّا، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَنَصِيبُ آلِ عَلِيٍّ فِي الْخُمُسِ أَفْضَلُ مِنْ وَصِيفَةٍ))، قَالَ: فَمَا كَانَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ بَعْدَ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ عَلِيٍّ. ❶

مجھے علی رضی اللہ عنہ سے اس قدر نفرت تھی کہ اتنی نفرت میں نے کبھی کسی سے نہیں کی تھی بلکہ میں ایک قریشی آدمی سے صرف اس وجہ سے محبت کرتا تھا کہ اسے علی رضی اللہ عنہ سے نفرت تھی۔ ایک مرتبہ اس شخص کو چند شہسواروں کا سردار بنا کر بھیجا گیا تو میں بھی اس کے ساتھ چلا گیا اور صرف اس بنیاد پر کہ وہ علی رضی اللہ عنہ سے نفرت کرتا تھا۔ ہم نے کچھ قیدی پکڑے اور اس آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ ہمارے پاس کسی آدمی کو بھیجیں جو مالِ غنیمت کا خمس وصول کر لے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو ہمارے پاس بھیج دیا۔ ان قیدیوں میں وصیفہ نامی لونڈی بھی تھی جو قیدیوں میں سب سے عمدہ خاتون تھی۔ علی رضی اللہ عنہ نے خمس وصول کیا اور اسے تقسیم کر دیا، پھر وہ باہر آئے تو ان کا سر ڈھکا ہوا تھا۔ ہم نے ان سے پوچھا: اے ابوالحسن! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: تم نے وہ وصیفہ دیکھی تھی جو قیدیوں میں شامل تھی، میں نے خمس وصول کیا تو وہ بھی خمس میں شامل تھی، پھر وہ اہل بیتِ نبوت میں آ گئی اور وہاں سے آلِ علی میں آ گئی، اور میں نے اس سے مجامعت بھی کر لی ہے۔ اس (قریشی) آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھ کر اس صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ خط میرے ہاتھ بھیجو۔ چنانچہ اس نے مجھے اپنی تصدیق کرنے کے لیے بھیج دیا۔ میں بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر خط پڑھنے لگا اور کہنے لگا کہ انہوں نے سچ کہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط پر سے میرے ہاتھ کو ہٹا کر فرمایا: کیا تم علی سے نفرت کرتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے نفرت نہ کرو، بلکہ اگر محبت کرتے ہو تو اس میں مزید اضافہ کر دو، کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! خمس میں آلِ علی کا حصہ وصیفہ سے بھی افضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بعد میری نظروں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ رہا۔

1181 ۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ مِنْ أَصْحَابِي أَرْبَعَةً، أَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ، وَأَمَرَنِي أَنْ أُحِبَّهُمْ))، قَالُوا: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِنَّ عَلِيًّا مِنْهُمْ)). ❷

بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرے صحابہ میں سے چار لوگوں سے محبت کرتا ہے، اس نے مجھے بتلایا ہے کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں بھی ان سے محبت کروں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً علی بھی ان میں سے ہے۔

1182 ۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا اور میرے دِل

❶ [إسناده حسن صحيح لغيره] مسند أحمد: ٥/ ٣٥٠ ❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١١٠٣، ١١٧٦

میں محفوظ ہوگیا:

((اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ ، صَالِحُهُمْ تَبَعٌ لِصَالِحِهِمْ ، شِرَارُهُمْ تَبَعٌ لِشِرَارِهِمْ)) . ❶

لوگ (امارت کے معاملے میں) قریش کے تابع ہیں۔ نیک لوگ ان کے نیک لوگوں کے تابع ہیں اور برے لوگ ان کے برے لوگوں کے تابع ہیں۔

1183 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا نَائِمٌ عَلَى الْمَنَامَةِ ، فَاسْتَسْقَى الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ ، قَالَ: فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَاةٍ لَنَا بَكِيءٍ فَحَلَبَهَا فَدَرَّتْ ، فَجَاءَهُ الْحَسَنُ فَنَحَّاهُ النَّبِيُّ ﷺ ، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، كَأَنَّهُ أَحَبُّهُمَا إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((لَا ، وَلٰكِنَّهُ اسْتَسْقَى قَبْلَهُ)) ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي ، وَإِيَّاكِ ، وَهٰذَا الرَّاقِدَ ، فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) . ❷

رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں خواب گاہ میں سو رہا تھا۔ اتنے میں حسن یا حسین (رضی اللہ عنہ) نے پینے کے لیے کچھ مانگ لیا، تو نبی ﷺ ہماری ایک بکری کی طرف بڑھے جو بہت کم دودھ دیتی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کا دودھ دوہا تو وہ بہت زیادہ نکل آیا۔ حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آ گئے تو نبی ﷺ نے انہیں ایک طرف بٹھا لیا۔ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! لگتا ہے آپ کو ان دونوں میں سے اس کے ساتھ زیادہ محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی بات نہیں ہے، دراصل اس نے اُس سے پہلے مانگا تھا۔ پھر فرمایا: قیامت کے دِن میں، تم، یہ دونوں اور یہ سونے والا ایک ہی جگہ میں ہوں گے۔

1184 ۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ فَقَالَ: ((أَلَا تُصَلُّونَ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا ، فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قُلْتُ لَهُ ذَالِكَ ، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَيَقُولُ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ [الكهف: ٥٤] . ❸

نبی ﷺ رات کے وقت ان کے (یعنی علی رضی اللہ عنہ) اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: کیا تم (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے؟ تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہماری جانیں اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہیں، جب وہ ہمیں اُٹھانا چاہے گا تو اُٹھا دے گا۔ جب میں نے یہ جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ واپس چلے گئے، پھر میں نے آپ ﷺ کو واپس جاتے ہوئے اپنی ران پر ہاتھ مار کر یہ فرماتے سنا کہ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ ''انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔''

❶ [إسناده ضعيف والحديث صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٥٢٦۔ صحيح مسلم: ٣/ ١٤٥١۔ مسند أحمد: ١/ ١٠١۔ السنن الكبرٰى للبيهقي: ٨/ ١٤١۔ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٦٤۔ مسند البزار: ٢/ ٢٧٠۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٥/ ١٩١

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٠١۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٦٩۔ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٢٩

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٠٥٠

1185 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّنِي، وَأَحَبَّ هٰذَيْنِ وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا، كَانَ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ تھاما اور فرمایا: جس شخص نے مجھ سے، اِن دونوں سے اور ان کے ماں باپ محبت کی؛ وہ روزِ قیامت میرے درجے میں میرے ساتھ ہی ہوگا۔

1186 ۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

أَتَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا نَائِمٌ وَفَاطِمَةُ، وَذَاكَ مِنَ السَّحَرِ، حَتّٰى قَامَ عَلَى بَابِ الْبَيْتِ فَقَالَ: ((أَلَا تُصَلُّونَ؟)) فَقُلْتُ مُجِيبًا لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّمَا نُفُوسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، قَالَ: فَرَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ الْكَلَامَ، وَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلٰى فَخِذِهِ يَقُولُ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝﴾ [الكهف:٥٤]. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سو رہے تھے اور یہ سحری کا وقت تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا: کیا تم (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے آپ کو جواب دیتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری جانیں تو صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں، سو جب وہ ہمیں اُٹھانا چاہے گا تو اُٹھا دے گا۔ یہ جواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے گئے اور دوبارہ مجھ سے بات نہ کی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ران پر ہاتھ مار کر فرما رہے تھے: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝﴾ ''انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔''

1187 ۔ فضالہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجْتُ مَعَ أَبِي عَائِدًا لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مِنْ مَرَضٍ أَصَابَهُ ثَقُلَ مِنْهُ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ أَبِي: مَا يُقِيمُكَ بِمَنْزِلِكَ هٰذَا، لَوْ أَصَابَكَ أَجَلُكَ لَمْ يَلِكَ إِلَّا أَعْرَابُ جُهَيْنَةَ، تُحْمَلُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَإِنْ أَصَابَكَ أَجَلُكَ وَلِيَكَ أَصْحَابُكَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيَّ أَنِّي لَا أَمُوتُ حَتّٰى أُؤَمَّرَ ثُمَّ تُخْضَبُ هٰذِهِ - يَعْنِي لِحْيَتَهُ - مِنْ دَمِ هٰذِهِ - يَعْنِي هَامَتَهُ - فَقُتِلَ وَقُتِلَ أَبُو فَضَالَةَ مَعَ عَلِيٍّ يَوْمَ صِفِّينَ. ❸

میں اپنے والد (ابو فضالہ بدری رضی اللہ عنہ) کے ہمراہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گیا، وہ کچھ بیمار ہو گئے تھے اور اس سے ان کی طبیعت بوجھل ہو رہی تھی۔ میرے والد نے ان سے کہا: بیماری نے آپ کا کیا حال کر رکھا ہے، اگر آپ کا آخری وقت آ پہنچا تو آپ کے پاس جہینہ کے دیہاتیوں کے علاوہ کوئی نہیں آئے گا جو آپ کو مدینہ منورہ لے جائیں گے، لہٰذا اگر آپ کی رحلت ہو جائے تو آپ کے ساتھیوں کو آپ کا خیال کرنا چاہیے اور آپ کی

---

❶ [رجاله ثقات عدا علي بن جعفر] سنن الترمذي: ٥/ ٦٤١۔مسند أحمد: ٢/ ٢٥

❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٠٥٠، ١١٨٤

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ١٠٢۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣٦

نمازِ جنازہ پڑھنی چاہیے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ بات بتا رکھی ہے کہ مجھے اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک میں خلیفہ نہ بن جاؤں، اس کے بعد یہ داڑھی اس سر کے خون سے رنگین ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں شہید ہوئے، جبکہ ابوفضالہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں شریک ہو کر جنگ صفین کے موقع پر شہید ہوئے۔

1188 ۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقُولُ: ((وَجَّهْتُ وَجْهِی لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِی وَنُسُكِی وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَالِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّی، وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِی، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِی، فَاغْفِرْ لِی ذُنُوبِی جَمِيعًا، لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِی لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ، لَا يَهْدِی لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّی سَيِّئَهَا، لَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِی يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ))، وَإِذَا رَكَعَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِی، وَبَصَرِی، وَمُخِّی، وَعِظَامِی، وَعَصَبِی))، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ))، وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِی لِلَّذِی خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُوَرَهُ، فَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ))، وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِی مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّی، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)). [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو ”اللہ اکبر“ کہتے، پھر یہ دعائیں پڑھتے: وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ۔۔۔ الخ ”میں نے یکسو ہو کر اپنے چہرے کو اس ذات کی طرف متوجہ کر لیا جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ یقیناً میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اس اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرماں بردار ہوں۔ اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا، میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، سو تو میرے تمام گناہوں کو بخش دے، تیرے سوا کوئی بھی بخشنے والا نہیں۔ سب سے عمدہ اخلاق اپنانے کے لیے میری راہنمائی فرما، اس کی عمدگی کے لیے صرف تو ہی راہنمائی کر سکتا ہے، اور مجھ سے برے اخلاق کو دُور لے جا، اسے دُور بھی صرف تو ہی لے جا سکتا

[1] [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ١/ ٥٣٤۔ مسند أحمد: ١/ ١٠٢۔ سنن أبي داود: ١/ ٢٠١۔ سنن الترمذي: ٥/ ٤٨٥۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي: ٢/ ٣٢

ہے۔ میں حاضر ہوں اور کامل توجہ سے حاضر ہوں، ہر قسم کی بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے، اور برائی کی نسبت تیری جانب نہیں کی جاسکتی۔ میں تیرا ہوں اور میرا ٹھکانہ تیری ہی طرف ہے۔ تو بڑی برکتوں والا اور رفعتوں والا ہے اور میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیرے حضور میں توبہ کر رہا ہوں۔'' جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ لَكَ رَكَعْتُ۔۔۔الخ ''اے اللہ! میں تیرے لیے جھک گیا ہوں، تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیرا مطیع ہوں۔ میرے کان، میری آنکھیں، میری ہڈیاں، گودا اور پٹھے سب ہی تیرے سامنے عاجزی کا مظہر ہیں۔'' اور جب آپ ﷺ (رکوع سے) سر اٹھاتے تو فرماتے: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ۔۔۔الخ ''اللہ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف بیان کی۔ اے ہمارے رب! تیری ہی تعریف ہے آسمانوں اور زمین بھر میں، اور ان کے مابین بھر کر اور اس کے بعد اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے۔'' اور جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو یوں کہتے: اَللّٰھُمَّ لَكَ سَجَدْتُ۔۔۔الخ ''اے اللہ! میں تیرے حضور سجدہ ریز ہوں، تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیرا مطیع فرمان ہوں۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا، اسے شکل دی اور بہترین شکل دی، اور اس میں کان اور آنکھیں بنائیں۔ بڑی برکتوں والا ہے اللہ جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔'' اور جب آپ نماز سے فارغ ہو جاتے اور سلام پھیرتے تو یہ دعا کرتے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ۔۔۔الخ ''اے اللہ! میرے سب گناہ اور میری تمام تقصیریں معاف فرما دے، جو میں پہلے کر چکا اور جو میں نے بعد میں کیں، جو چھپے ہوئے کیں اور جو ظاہر میں کیں، جو میں حد سے بڑھ ہارا اور جن کا تو مجھ سے زیادہ باخبر ہے۔ تو ہی (نیکی اور خیر میں) آگے کرنے والا ہے اور پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

1189۔ نضیر بن شمیل رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ: ((وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ)) کا مطلب ہے کہ لَا يُتَقَرَّبُ بِالشَّرِّ إِلَيْكَ یعنی کسی برے ذریعے سے تیرا تقرب حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ ❶

1190۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور پھر یہ پڑھتے:

((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ))، فَذَكَرَ مِثْلَهٗ إِلَّا أَنَّهٗ قَالَ: ((وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا)). ❷

میں نے اپنے چہرے کو متوجہ کیا۔۔۔ آگے انہوں نے اسی (گزشتہ حدیث) کے مثل ہی بیان کی، البتہ اس میں یہ الفاظ بیان فرمائے کہ: وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا ''مجھ سے برے اخلاق کو دُور کر دے۔''

1191۔ محمد بن حنفیہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ)). ❸

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرتا ہے جس کی خوب آزمائش کی گئی ہو اور جو بہت زیادہ توبہ کرنے والا ہو۔

1192۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَجَلِي قَدْ

---

❶ إسناده الى النضر منقطع. ❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٠٣

❸ [إسناده ضعيف] زيادات المسند: ١/ ١٠٣۔مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٢٠٠

حَضَرَ فَأَرِحْنِي ، وَإِنْ كَانَ مُتَأَخِّرًا فَارْفَعْنِي ، وَإِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَيْفَ قُلْتَ؟)) فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ ، قَالَ: فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَافِهِ))، أَوِ ((اَللّٰهُمَّ اشْفِهِ)) - شَكَّ شُعْبَةُ - قَالَ: فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجَعِي ذَاكَ بَعْدُ . ❶

میں (ایک مرتبہ) بیمار تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور میں یہ دعا کر رہا تھا: ''اے اللہ! اگر میری موت کا وقت آ چکا ہے تو مجھے راحت عطا فرما اور اگر (میری موت کا وقت) مؤخر ہے تو مجھے (بستر مرض سے) اُٹھا لے، اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر کی توفیق عطا فرما۔'' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیسے دعا کی؟ علی رضی اللہ عنہ نے اپنی دعا کو دوہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا پاؤں مبارک مارا اور فرمایا: اے اللہ! اسے عافیت دے۔ یا فرمایا: اے اللہ! اسے شفا عطا فرما۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے کبھی وہ تکلیف نہیں ہوئی۔

1193 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ ، فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ أَبَدًا . ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کروں، چنانچہ میں ہمیشہ آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

1194 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَهَّزَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فِي خَمِيلٍ وَقِرْبَةٍ وَوِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ . قَالَ مُعَاوِيَةُ: إِذْخِرٌ . ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جھالردار چادر، ایک مشکیزہ اور ایک چمڑے کا تکیہ دیا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔ معاویہ نے بیان کیا ہے کہ اِذخر گھاس بھری ہوئی تھی۔

1195 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، تَبْعَثُنِي إِلَى قَوْمٍ أَسَنَّ مِنِّي ، وَأَنَا حَدَثٌ لَا أُبْصِرُ الْقَضَاءَ ، قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ لِسَانَهُ ، وَاهْدِ قَلْبَهُ ، يَا عَلِيُّ ، إِذَا جَلَسَ إِلَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِ بَيْنَهُمَا حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ مَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ ، فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَالِكَ تَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ)) ، قَالَ: فَمَا اخْتَلَفَ عَلَيَّ قَضَاءٌ بَعْدُ ، أَوْ مَا أَشْكَلَ عَلَيَّ قَضَاءٌ بَعْدُ . ❹

---

❶ [رجال إسناده ثقات] مسند أحمد: ١/ ١٠٧ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٥٦٠

❷ مسند أحمد: ١/ ١٠٧ ـ السنن الكبرى للبيهقي: ٩/ ٢٨٨ ـ المستدرك للحاكم: ٤/ ٢٢٩ ـ سنن أبي داود: ٣/ ٩٤ ـ سنن الترمذي: ٤/ ٨٤

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٩٣ ـ دلائل النبوة للبيهقي: ٢/ ٤٣٠

❹ [إسناده حسن] مضى برقم: ٩٨٤

رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی جانب بھیجا تو میں نے آپ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایسی قوم کے پاس بھیج رہے ہیں جو مجھ سے زیادہ عمر کے ہیں جبکہ میں نوعمر ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کی بھی سوجھ بوجھ نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھا اور فرمایا: اے اللہ! اس کی زبان کو قائم رکھنا اور اس کے دِل کو ہدایت سے روشناس فرما۔ (پھر فرمایا:) اے علی! جب تیرے پاس جھگڑے کے دو فریق آ کر بیٹھیں تو تم تب تک ان کا فیصلہ مت کرنا جب تک کہ دوسرے فریق سے بھی اس کا اسی طرح مؤقف نہ سن لو جیسے پہلے کا سنا ہو، سو جب تم ایسا کرلو گے تو تمہارے سامنے فیصلہ ازخود واضح ہو جائے گا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس نصیحت کے بعد کوئی فیصلہ مجھ پر مشکل ثابت نہیں ہوا۔

1196 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [الشعراء: ٢١٤] جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، فَاجْتَمَعَ ثَلَاثُونَ فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا، قَالَ: قَالَ لَهُمْ: ((مَنْ يَضْمَنُ عَنِّي دَيْنِي وَمَوَاعِيدِي، وَيَكُونُ مَعِي فِي الْجَنَّةِ، وَيَكُونُ خَلِيفَتِي فِي أَهْلِي؟)) فَقَالَ رَجُلٌ لَمْ يُسَمِّهِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَنْتَ كُنْتَ بَحْرًا مَنْ يَقُومُ بِهٰذَا؟ قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِآخَرَ، قَالَ: فَعَرَضَ ذَالِكَ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا۔ ❶

جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ ''اور اپنے خاندان کے قریبی لوگوں کو ڈرایئے۔'' تو نبی ﷺ نے اپنے خاندان کے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ تیس آدمی جمع ہوئے اور جب وہ کھا پی چکے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: میرے قرض کو چکانے اور میرے وعدوں کو نبھانے کی ذمہ داری کون لے گا؟ (اس کے بدلے میں) وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور میرے اہل خانہ میں میرا نائب ہوگا۔ ایک آدمی، کہ جس کا راوی نے نام ذکر نہیں کیا، بولا: اے اللہ کے رسول! آپ تو ایک سمندر ہیں، بھلا یہ ذِمہ داری کون اٹھائے گا؟ پھر آپ ﷺ نے دوسرے کو کہا، پھر یہی پیشکش آپ نے اپنے اہل بیت کو کی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ بولے: میں (یہ ذِمہ داری اٹھاتا ہوں)۔

1197 ۔ جریر بن حیّان بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے والد (حیّان رحمہ اللہ) سے فرمایا:

لَأَبْعَثَنَّكَ فِيمَا بَعَثَنِي فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ أُسَوِّيَ كُلَّ قَبْرٍ، وَأَنْ أَطْمِسَ كُلَّ صَنَمٍ۔ ❷

یقیناً میں تجھے لازماً اس کام کے لیے بھیجوں گا جس کام کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا (وہ کام یہ تھا کہ) میں ہر قبر کو برابر کردوں اور ہر بت کو مسمار کردوں۔

1198 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا، فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ غَيْرِهِ فَإِنَّمَا أَنَا رَجُلٌ مُحَارِبٌ، وَالْحَرْبُ خُدْعَةٌ،

❶ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١١٠٨

❷ [إسناده ضعيف جدًا] مسند أحمد: ١/ ٩٦۔ سنن أبي داود: ٣/ ٢١٥۔ سنن الترمذي: ٣/ ٣٦٦

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کروں تو مجھے یہ بات کہ میں آسمان سے (زمین پر) گر پڑوں؛ اس بات کی بہ نسبت زیادہ پسند ہوگی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات منسوب کروں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو، لیکن جب میں تم سے اس معاملے کے بارے میں بات کروں جو میرے اور تمہارے درمیان ہے تو (میں اس حدیث:) ''یقیناً جنگ ایک چال ہے'' (کو دلیل بناتے ہوئے کچھ بھی کہہ سکتا ہوں)۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: عنقریب (خلافتِ راشدہ کے) آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی، وہ لوگ کم عمر اور کم عقل ہوں گے، وہ (ظاہری طور پر) مخلوق کی سب سے بہترین بات کہیں گے، قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، وہ دین کے اندر سے اس طرح تیزی کے ساتھ نکل جائیں گے جس طرح زوردار تیر شکار میں سے نکل جاتا ہے۔ تمہارا ان سے سامنا ہو تو ان کو قتل کر دینا، جس نے ان کو قتل کیا اس کے لیے یقیناً قیامت کے دن اللہ کے ہاں اجر ہے۔

1199۔ شریح بن ہانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ فَقَالَتِ: ائْتِ عَلِيًّا فَهُوَ أَعْلَمُ مِنِّي، قَالَ: فَأَتَيْتُ عَلِيًّا فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، قَالَ: فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَمْسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَلِلْمُسَافِرِ ثَلَاثًا. ❷

میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسح کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، وہ مجھ سے زیادہ علم والے ہیں۔ چنانچہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے موزوں پر مسح کرنے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم ایک دِن اور ایک رات تک موزوں پر مسح کریں جبکہ مسافر کے لیے تین دِن کا حکم فرماتے تھے۔

1200۔ حَنَش رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: أَوْصَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ. ❸

میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی کروں۔

1201۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سورۃ البراءۃ سنانے (یعنی مشرکین سے براءت کا اعلان

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٨١۔مسند البزار: ٢/ ٣٦٤

❷ [إسناده صحيح] سنن النسائي: ١/ ٨٤۔سنن ابن ماجه: ١/ ١٨٣

❸ [إسناده حسن] مضى برقم: ١١٩٣

کرنے) کے لیے بھیجا تو انہوں نے عرض کیا:

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِنِّي لَسْتُ بِاللَّسِنِ، وَلا بِالْخَطِيبِ، قَالَ: ((مَا بُدٌّ أَنْ يَذْهَبَ بِهَا أَنَا أَوْ تَذْهَبَ بِهَا أَنْتَ))، قَالَ: فَإِنْ كَانَ وَلا بُدَّ، فَسَأَذْهَبُ أَنَا، قَالَ: ((انْطَلِقْ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُثَبِّتُ لِسَانَكَ، وَيَهْدِي قَلْبَكَ))، قَالَ: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَمِهِ. ❶

اے اللہ کے نبی! میں نہ تو فصیح و بلیغ ہوں اور نہ ہی خطیب ہوں (پھر آپ اس کام کے لیے مجھے کیوں بھیج رہے ہیں؟) اس کے لیے ضروری ہے کہ یا تو میں اسے لے کر جاؤں یا پھر تم اسے لے جاؤ۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر ضروری ہی ہے تو پھر میں ہی لے جاتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو جمائے اور تمہارے دِل کو راست روی پر قائم رکھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک ان کے منہ پر رکھا۔

1202 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصُولُ، وَبِكَ أَحِلُّ، وَبِكَ أَسِيرُ)). ❷

اے اللہ! میں تیری ہی مدد سے میں حملہ کرتا ہوں، تیری ہی مدد سے میں رختِ سفر باندھتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں چلتا پھرتا ہوں۔

1203 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ عَشْرُ آيَاتٍ مِنْ بَرَاءَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ فَبَعَثَهُ بِهَا لِيَقْرَأَهَا عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ، ثُمَّ دَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي: ((أَدْرِكْ أَبَا بَكْرٍ، فَحَيْثُ مَا لَحِقْتَهُ فَخُذِ الْكِتَابَ مِنْهُ، فَاذْهَبْ بِهِ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ فَاقْرَأْهُ عَلَيْهِمْ))، فَلَحِقْتُهُ بِالْجُحْفَةِ، فَأَخَذْتُ الْكِتَابَ مِنْهُ، وَرَجَعَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، نَزَلَ فِيَّ شَيْءٌ؟ قَالَ: ((لَا، وَلٰكِنَّ جِبْرِيلَ جَاءَنِي فَقَالَ: لَنْ يُؤَدِّيَ عَنْكَ إِلَّا أَنْتَ، أَوْ رَجُلٌ مِنْكَ)). ❸

جب سورۃ البراءۃ (سورۃ التوبہ) کی دس آیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں وہ آیات دے کر بھیجا تاکہ وہ اہل مکہ کو سنا کر آئیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا: ابوبکر کے پیچھے جاؤ اور جہاں بھی تم ان سے ملو، ان سے وہ تحریر لے لینا اور اسے لے کر تم خود اہل مکہ کے پاس جانا اور انہیں وہ آیات سنانا۔ چنانچہ (میں جحفہ مقام پر انہیں جا ملا اور ان سے وہ تحریر وصول کر لی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ واپس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے متعلق کوئی حکم نازل ہوا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا: یہ ذِمہ داری یا تو صرف آپ ہی ادا کر سکتے ہیں یا پھر وہ شخص جو آپ میں سے ہی ہو۔

---

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ١٥٠

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٩ـ سنن أبي داود: ٣/ ٤٢ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ١٣٠

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٥١ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٧/ ٢٩

1204 ۔ حارث بن سُوید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قِيلَ لِعَلِيٍّ: إِنَّ رَسُولَكُمْ كَانَ يَخُصُّكُمْ بِشَيْءٍ دُونَ النَّاسِ عَامَّةً ، قَالَ: مَا خَصَّنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِشَيْءٍ لَمْ يَخُصَّ النَّاسَ بِهِ إِلَّا شَيْءٌ فِي قِرَابِ سَيْفِي هٰذَا ، فَأَخْرَجَ صَحِيفَةً فِيهَا شَيْءٌ مِنْ أَسْنَانِ الْإِبِلِ ، وَفِيهَا: إِنَّ الْمَدِينَةَ حَرَمٌ مِنْ ثَوْرٍ إِلَى عَايِرٍ ، مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا ، أَوْ آوَى مُحْدِثًا ، فَإِنَّ عَلَيْهِ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ ، وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ ، وَمَنْ تَوَلَّى مَوْلًى بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ . [1]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا: یقیناً آپ کے رسول ﷺ نے عام لوگوں سے ہٹ کر آپ کو کوئی خاص بات بھی بتلائی ہوگی۔ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسی کوئی خصوصی بات نہیں بتلائی جو آپ نے لوگوں کو نہ بتلائی ہو، سوائے ایک چیز کے؛ جو میری اس تلوار کی میان میں موجود ہے۔ پھر انہوں نے ایک صحیفہ نکالا جس میں دِیت کے طور پر ادا کیے جانے والے اونٹوں کی عمروں کا اندراج تھا اور اس میں یہ بھی تحریر تھا کہ ثور پہاڑ سے لے کر عایر تک مدینہ حرم ہے، جو شخص اس میں کوئی بدعت ایجاد کرے گا یا کسی بدعتی کو پناہ دے گا؛ تو یقیناً اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، روزِ قیامت اس کی کوئی فرض و نفل عبادت قبول نہ کی جائے گی۔ اور مسلمانوں پر یہ ذِمہ داری مشترکہ طور پر عائد ہوتی ہے (کہ وہ اس حکم کا پاس و لحاظ رکھیں)۔ جو شخص مسلمانوں کے عہد کو توڑے اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اس کی کوئی فرض و نفل عبادت قبول نہ کی جائے گی۔ اور جو شخص اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر کسی اور سے موالات کا رشتہ بنالے (یعنی اس کو اپنا مالک بنالے) تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اس کی بھی کوئی فرض و نفل عبادت قبول نہ کی جائے گی۔

توضیح:...... اس روایت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے متعلق بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کے فرامین کا صحیفہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، گویا آپ بھی نبی ﷺ کے خاص علمی وارث تھے۔

حرم سے مراد وہ تمام جگہ جو قابل احترام اور لائق تقدیس ہو۔ مذکوہ حدیث میں بیان حرمِ مدینہ کی حد تقریباً بارہ میل بنتی ہے، اس ساری حد کے اندر شکار کرنا، درخت اُکھاڑنا اور گھاس کاٹنا حرام ہے۔ البتہ کسی ناگزیر صورت کے لیے گھاس وغیرہ کاٹنا جائز ہے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے اِذخر بوٹی کو کاٹنے کی اجازت لی تھی، کیونکہ اس سے وہ چمڑوں کی دباغت کیا کرتے تھے۔

1205 ۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ قَوْمًا يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ ، طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ ، عَلَامَتُهُمْ رَجُلٌ مُخْدَجُ الْيَدِ)) . [2]

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٥١ ـ سنن أبي داود: ٤/ ١٨٠ ـ سنن النسائي: ٨/ ٢٤

[2] [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٨٨

بلاشبہ کچھ لوگ اسلام سے اس طرح (تیزی کے ساتھ) نکل جائیں گے جس طرح تیر اس چیز سے نکل جاتا ہے جس پر اس سے نشانہ لگایا گیا ہوتا ہے، وہ قرآن کو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلے سے آگے نہیں بڑھے گا۔ اس شخص کے لیے جنت کی بشارت ہے جو انہیں قتل کرے گا اور وہ اسے شہید کر دیں گے۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں ادھورے ہاتھ والا ایک شخص ہوگا۔

1206 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے روز فرمایا:

((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ)). قَالَ فَزَادَ النَّاسُ بَعْدُ: ((اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ)). ❶

جس کا دوست میں ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ان الفاظ کے بعد لوگوں نے یہ بھی اضافہ کیا کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) اے اللہ! جو اس سے دوستی رکھے اس سے تو بھی دوستی رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے تو بھی عداوت رکھ۔

1207 ۔ ابن اعبد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ لِی عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ: یَا ابْنَ أَعْبُدَ، هَلْ تَدْرِی مَا حَقُّ الطَّعَامِ؟ قَالَ: قُلْتُ: وَمَا حَقُّهُ یَا ابْنَ أَبِی طَالِبٍ؟ قَالَ: تَقُولُ: بِسْمِ اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیمَا رَزَقْتَنَا، قَالَ: وَمَا تَدْرِی مَا شُكْرُهُ إِذَا فَرَغْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: وَمَا شُكْرُهُ؟ قَالَ: تَقُولُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكَ عَنِّی وَعَنْ فَاطِمَةَ؟ كَانَتِ ابْنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ أَكْرَمِ أَهْلِهِ عَلَیْهِ، وَكَانَتْ زَوْجَتِی، فَجَرَتْ بِالرَّحَى حَتّٰى أَثَّرَ الرَّحَى بِیَدِهَا، وَاسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى أَثَّرَتِ الْقِرْبَةُ بِنَحْرِهَا، وَقَمَّتِ الْبَیْتَ حَتّٰى اغْبَرَّتْ ثِیَابُهَا، وَأَوْقَدَتْ تَحْتَ الْقِدْرِ حَتّٰى دَنِسَتْ ثِیَابُهَا، فَأَصَابَهَا مِنْ ذَالِكَ ضُرٌّ، فَقَدِمَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْیٌ أَوْ خَدَمٌ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: انْطَلِقِی إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْأَلِیهِ خَادِمًا یَقِیكِ حَرَّ مَا أَنْتِ فِیهِ، فَانْطَلَقَتْ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ خَدَمًا أَوْ خُدَّامًا، فَرَجَعَتْ وَلَمْ تَسْأَلْهُ، فَذَكَرَ الْحَدِیثَ قَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكِ عَلٰى مَا هُوَ خَیْرٌ لَكِ مِنْ خَادِمٍ؟ إِذَا أَوَیْتِ إِلٰى فِرَاشِكِ فَسَبِّحِی ثَلَاثًا وَثَلَاثِینَ، وَاحْمَدِی ثَلَاثًا وَثَلَاثِینَ، وَكَبِّرِی أَرْبَعًا وَثَلَاثِینَ))، قَالَ: فَأَخْرَجَتْ رَأْسَهَا فَقَالَتْ: رَضِیتُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، مَرَّتَیْنِ. ❷

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے ابن اعبد! کیا تم جانتے ہو کہ کھانے کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اے ابن ابی طالب! (آپ ہی بتلا دیجیے کہ) اس کا حق کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: (اس کا حق یہ ہے کہ) تم یہ دعا پڑھو: بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیمَا رَزَقْتَنَا ''اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! جو تو نے ہمیں رزق عطا کیا ہے؛ اس میں ہمارے لیے برکت فرما دے۔'' (پھر فرمایا:) کیا تم جانتے ہو کہ کھانے سے

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٥٢

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٥٣ ـ سنن أبي داود: ٤/ ٣١٥ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٥/ ٢٢

فراغت کے بعد شکر کیسے ادا کیا جاتا ہے؟ میں نے پوچھا: (فرمایئے) شکر ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) تم یوں کہو: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا "تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا۔" پھر فرمایا: کیا میں تجھے اپنے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نہ بتلاؤں؟ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں آپ کے اہل خانہ میں سب سے زیادہ لائق عزت تھیں اور میری اہلیہ محترمہ تھیں۔ انہوں نے اتنی چکی چلائی کہ ان کے ہاتھوں میں اس کے نشان پڑ گئے اور مشکیزے بھی اس قدر ڈھوئے کہ گردن پر نشان پڑ گئے، گھر کو اتنا سنوارا کہ اپنے کپڑے غبار آلود ہو گئے اور ہانڈی کے نیچے آگ اتنی جلائی کہ کپڑے بیکار ہو گئے جس سے انہیں جسمانی طور پر شدید اذیت ہوئی۔ اتفاقاً انہی دنوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی یا خادم آئے۔ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خادم کی درخواست کرو تا کہ تم اس گرمی سے تو بچ جاؤ۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، انہوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یا کئی خادم موجود ہیں، لیکن وہ اپنی درخواست پیش نہ کر سکیں اور واپس آ گئیں۔۔۔ اس کے بعد راوی نے مکمل حدیث بیان کی اور آخر میں ذکر کیا کہ (جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خادم کی درخواست کی تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں خادم سے بہتر چیز نہ بتلاؤں؟ (وہ یہ ہے کہ) جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو 33 مرتبہ "سبحان اللہ" 33 مرتبہ "الحمدللہ" اور 34 مرتبہ "اللہ اکبر" پڑھ لیا کرو۔ یہ سن کر فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سر نکالا اور دو مرتبہ کہا: میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے راضی ہوں۔

1208۔ ابووائل بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَى عَلِيًّا رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنِّي عَجَزْتُ عَنْ مُكَاتَبَتِي فَأَعِنِّي، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صَبِرٍ دَنَانِيرَ لَأَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: قُلِ: اللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ. ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں اپنی مکاتبت سے عاجز آ چکا ہوں، لہٰذا آپ میری مدد فرمایئے۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھلا دوں کہ جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے، اگر تجھ پر صیر پہاڑ کے برابر دیناروں کا قرض بھی ہوگا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے وہ قرض چکا دے گا؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم یہ دعا پڑھا کرو: اَللّٰهُمَّ أَغْنِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ "اے اللہ! مجھے اپنے حلال رزق کے ذریعے اپنے حرام کردہ مال سے بے نیاز کر دے اور اپنے فضل سے اپنے سوا ہر ایک سے بے نیاز کر دے۔"

توضیح:...... مکاتب سے مراد وہ غلام ہوتا ہے جس کے ساتھ اس کے مالک نے یہ معاہدہ کیا ہو کہ تم اتنی رقم ادا کر دو گے تو آزاد ہو جاؤ گے۔

1209۔ ابوظبیان الجنبی بیان کرتے ہیں کہ:

❶ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٥٦٠۔ المستدرك للحاكم: ١/ ٥٣٨

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أُتِيَ بِامْرَأَةٍ قَدْ زَنَتْ فَأَمَرَ بِرَجْمِهَا، فَذَهَبُوا بِهَا لِيَرْجُمُوهَا فَلَقِيَهُمْ عَلِيٌّ فَقَالَ: مَا لِهٰذِهِ؟ فَقَالُوا: زَنَتْ، فَأَمَرَ عُمَرُ بِرَجْمِهَا، فَانْتَزَعَهَا عَلِيٌّ مِنْ أَيْدِيهِمْ وَرَدَّهُمْ، فَرَجَعُوا إِلَى عُمَرَ، فَقَالَ: مَا رَدَّكُمْ؟ قَالُوا: رَدَّنَا يَعْنِي عَلِيٌّ، قَالَ: مَا فَعَلَ هٰذَا! عَلِيٌّ إِلَّا لِشَيْءٍ قَدْ عَلِمَهُ، فَأَرْسَلَ إِلَى عَلِيٍّ: فَجَاءَ وَهُوَ شِبْهُ الْمُغْضَبِ، فَقَالَ: مَا لَكَ رَدَدْتَ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: أَمَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّغِيرِ حَتّٰى يَكْبُرَ، وَعَنِ الْمُبْتَلٰى حَتّٰى يَعْقِلَ))؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ عَلِيٌّ: هٰذِهِ مُبْتَلَاةُ بَنِي فُلَانٍ، فَلَعَلَّهُ أَتَاهَا وَهُوَ بِهَا، فَقَالَ عُمَرُ: لَا أَدْرِي، قَالَ: وَأَنَا لَا أَدْرِي، فَلَمْ يَرْجُمْهَا. [1]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کو لایا گیا جس نے زنا کیا تھا، آپ نے اس کو رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ لوگ اس عورت کو رجم کرنے کے لیے لے گئے۔ راستے میں انہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے پوچھا: اس عورت کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ اس نے زنا کیا ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھوں سے عورت کو کھینچ لیا اور انہیں واپس بھیج دیا۔ وہ واپس عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا: تمہیں کس نے واپس بھیج دیا؟ انہوں نے جواب دیا: ہمیں علی رضی اللہ عنہ نے واپس بھیج دیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علی نے ایسا ضرور کسی ایسی بات کی وجہ سے کیا ہوگا جو ان کے علم میں ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب تشریف لائے تو ان کی کیفیت ایسی تھی کہ جیسے کسی شخص کو غصہ دلایا گیا ہو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا بات ہے آپ نے ان لوگوں کو واپس کیوں بھیج دیا؟ تو انہوں نے کہا: کیا آپ نے نبی ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ تین طرح کے لوگوں سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے (یعنی ان کا گناہ اور سزا انہیں لکھی جاتی بلکہ ان سے درگزر کیا جاتا ہے:) سوئے ہوئے شخص سے؛ جب تک کہ وہ بیدار نہیں ہو جاتا، بچے سے؛ جب تک کہ وہ بڑا نہیں ہو جاتا اور پاگل سے؛ جب تک کہ وہ عقلمند نہیں ہو جاتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں (میں نے یہ فرمان سنا ہوا ہے) تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ فلاں قبیلے کی پاگل عورت ہے، ہوسکتا ہے کہ جب کسی نے اس کے ساتھ بدفعلی کی ہو، اس وقت یہ اپنے ہوش میں نہ ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یہ تو نہیں پتا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے بھی نہیں پتا۔ تاہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو رجم نہیں کیا۔

1210۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

((قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي، وَاذْكُرْ بِالْهُدٰى هِدَايَتَكَ الطَّرِيقَ، وَاذْكُرْ بِالسَّدَادِ تَسْدِيدَ السَّهْمِ))، وَنَهَانِي أَنْ أَجْعَلَ خَاتَمِي فِي هٰذِهِ، وَأَهْوٰى أَبُو بُرْدَةَ إِلَى السَّبَّابَةِ أَوِ الْوُسْطٰى، وَنَهَانِي عَنِ الْمِيثَرَةِ وَالْقَسِّيَّةِ، قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَا الْمِيثَرَةُ، وَمَا الْقَسِّيَّةُ؟ قَالَ: الْمِيثَرَةُ فَشَيْءٌ كَانَتْ تَصْنَعُهُ النِّسَاءُ لِبُعُولَتِهِنَّ، لِيَجْعَلُوهُ عَلٰى رِحَالِهِمْ، وَأَمَّا الْقَسِّيُّ فَثِيَابٌ كَانَتْ تَأْتِينَا مِنَ الشَّامِ أَوِ الْيَمَنِ، شَكَّ عَاصِمٌ، فِيهَا حَرِيرٌ، فِيهَا أَمْثَالُ

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٥٥ - سنن أبي داود: ٤/ ١٤٠ - صحيح ابن خزيمة: ٤/ ٣٤٨ - سنن الدارقطني: ٣/ ١٣٩

الْأُتْرُجِّ . قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: فَلَمَّا رَأَيْتُ السَّبَنِيَّ عَرَفْتُ أَنَّهَا هِيَ . ❶

دعا مانگا کرو کہ اے اللہ! مجھے ہدایت عطا فرما اور مجھے درستگی سے نواز۔ ہدایت سے مراد راہِ راست کی ہدایت لیا کرو اور درستگی سے تیر کا درست نشانے پر لگنا مراد لیا کرو۔ آپ ﷺ نے مجھے شہادت یا درمیان والی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا، نیز آپ ﷺ نے مجھے ''میثرہ'' اور ''قسیہ'' سے منع فرمایا۔ ابو بردہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے امیر المومنین! میثرہ اور قسیہ سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: عورتیں اپنے شوہروں کی سواری کے کجاوے پر رکھنے کے لیے ایک چیز بناتی تھیں (جسے زین پوش کہا جاتا ہے) اس سے وہ مراد ہے۔ پھر ہم نے پوچھا کہ قسیہ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا: شام کے وہ کپڑے جن میں ''اترج'' جیسے نقش و نگار بنے ہوتے تھے۔ ابو بردہ کہتے ہیں کہ جب میں نے کتان کے بنے ہوئے کپڑے دیکھے تو میں سمجھ گیا کہ یہ وہی ہیں۔

1211 ۔ عبداللہ بن سبع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا:

وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ ، لَتُخْضَبَنَّ هٰذِهِ مِنْ هٰذِهِ ، قَالَ: قَالَ النَّاسُ: فَأَعْلِمْنَا مَنْ هُوَ ، فَوَاللّٰهِ لَنُبِيرَنَّهُ أَوْ لَنُبِيرَنَّ عِتْرَتَهُ ، قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ أَنْ يُقْتَلَ بِي غَيْرُ قَاتِلِي ، قَالُوا: إِنْ كُنْتَ قَدْ عَلِمْتَ ذَالِكَ اسْتَخْلِفْ إِذًا ، قَالَ: لَا ، وَلٰكِنْ أَكِلُكُمْ إِلٰى مَا وَكَلَكُمْ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . ❷

اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور جاندار کو پیدا کیا! یہ داڑھی اس سر کے خون سے رنگین ہو کر رہے گی۔ لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین! ہمیں بتلایئے کہ وہ (بدبخت) کون ہے (جو آپ کو شہید کرے گا؟) ہم اس کی نسل تک مٹا دیں گے۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، کہیں میرے قاتل کے علاوہ کسی اور کو نہ قتل کر دینا۔ لوگوں نے کہا: جب آپ کو معلوم ہے تو پھر کوئی خلیفہ ہی مقرر کر دیجیے۔ فرمایا: نہیں، میں تمہیں اسی کیفیت پر چھوڑ کر جاؤں گا جس پر رسول اللہ ﷺ تمہیں چھوڑ کر گئے تھے (یعنی تم خود ہی مقرر کرو گے)۔

1212 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ: إِنَّكَ بَعَثْتَنِي إِلٰى قَوْمٍ وَهُمْ أَسَنُّ مِنِّي ، لِأَقْضِيَ بَيْنَهُمْ ، فَقَالَ: ((اذْهَبْ ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ سَيَهْدِي قَلْبَكَ ، وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ)) . ❸

رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً آپ مجھے ایسی قوم (کے اختلافی امور) میں فیصلے کرنے کے لیے بھیج رہے ہیں کہ جو عمر میں مجھ سے بڑے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو (حق بات پر) ثابت رکھے گا اور تمہارے دل کی راہنمائی فرمائے گا۔

1213 ۔ ابو عبدالرحمان السلمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَخَذَ بِيَدِي عَلِيٌّ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي حَتّٰى جَلَسْنَا عَلٰى شَطِّ الْفُرَاتِ ، فَقَالَ عَلِيٌّ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٥٤۔ سنن أبي داود: ٤/ ٩٠۔ سنن النسائي: ٨/ ٢١٩

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٥٦۔ ذخائر العقبى للمحب الطبري: ١١٢۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣٧

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد. ١/ ٨٨

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا قَدْ سَبَقَ لَهَا مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ شَقَاءٌ أَوْ سَعَادَةٌ))، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فِيمَ إِذَنْ نَعْمَلُ؟ قَالَ: ((اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ))، ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ○ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ○ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ○ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ○ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ○﴾ [الليل:٦]. ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم چہل قدمی کرتے ہوئے چلتے رہے، یہاں تک کہ ہم فرات کے کنارے پر جا بیٹھے، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کا بدبخت یا خوش بخت ہونا اللہ کے علم میں ہے۔ یہ سن کر ایک آدمی کھڑا ہوا اور بولا: اے اللہ کے رسول! پھر ہم عمل کس لیے کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: عمل کیا کرو، کیونکہ ہر شخص کے لیے وہی عمل آسان کیا جاتا ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیات پڑھیں: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ○ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ○ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ○ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ○ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ○﴾ ''جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور (اپنے رب سے) ڈر گیا، اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا، تو ہم بھی اسے آسان راستے کی سہولت دیں گے۔ لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پروائی برتی، اور نیک بات کی تکذیب کی، تو ہم بھی اسے تنگی ومشکل کا سامان میسر کر دیں گے۔''

1214۔ ابو مطر البصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَلِيًّا اشْتَرَىٰ ثَوْبًا بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ، فَلَمَّا لَبِسَهُ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَزَقَنِي مِنَ الرِّيَاشِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهِ فِي النَّاسِ وَأُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي))، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ. ❷

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تین درہم کے عوض ایک کپڑا خریدا، جب وہ زیب تن کیا تو یہ دعا پڑھی: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَزَقَنِي مِنَ الرِّيَاشِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهِ فِي النَّاسِ وَأُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي ''تمام تر تعریفات اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ شاندار لباس عنایت فرمایا، جس کے ذریعے میں لوگوں میں خوبصورتی اختیار کرتا ہوں اور اس کے ساتھ میں اپنا ستر چھپاتا ہوں۔'' پھر فرمایا: میں نے رسول ﷺ کو اسی طرح پڑھتے سنا تھا۔

1215۔ ابو مطر رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ رَأَىٰ عَلِيًّا أَتَىٰ غُلَامًا حَدَثًا فَاشْتَرَىٰ مِنْهُ قَمِيصًا بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ وَلَبِسَهُ مَا بَيْنَ الرُّصْغَيْنِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، يَقُولُ وَلَبِسَهُ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَزَقَنِي مِنَ الرِّيَاشِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهِ فِي النَّاسِ وَأُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي))، فَقِيلَ: هٰذَا شَيْءٌ تَرْوِيهِ عَنْ نَفْسِكَ، أَوْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: هٰذَا شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ عِنْدَ الْكِسْوَةِ. ❸

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٨/ ٧٠٨ـ صحيح مسلم: ٤/ ٢٠٣٩ـ مسند أحمد: ١/ ١٥٧

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٥٧ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٥/ ١١٩

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٥٧

انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک نوجوان غلام کے پاس آئے اور اس سے تین درہم کے عوض ایک قمیض خریدا، جسے انہوں نے کلائیوں سے ٹخنوں تک کے درمیانی حصے میں پہنا (یعنی وہ قمیض سارے جسم کو محیط تھا) اور پہنتے ہوئے وہ یہ دعا پڑھ رہے تھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَزَقَنِي مِنَ الرِّيَاشِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهِ فِي النَّاسِ وَأُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي ''تمام تر تعریفات اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ شاندار لباس عنایت فرمایا، جس کے ذریعے میں لوگوں میں خوبصورتی اختیار کرتا ہوں اور اس کے ساتھ میں اپنا ستر چھپاتا ہوں۔'' آپ سے پوچھا گیا: کیا یہ دعا آپ اپنی طرف سے ہی پڑھ رہے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: میں نے اس دعا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لباس پہنتے ہوئے پڑھتے سنا ہے۔

1216۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

((أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ غُفِرَ لَكَ عَلَى أَنَّهُ مَغْفُورٌ لَكَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)). [1]

کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھلا دوں کہ جب تم انہیں پڑھو گے تو تمہیں بخش دیا جائے گا، باجودیکہ تمہیں بخش دیا گیا ہو (وہ کلمات یہ ہیں:) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔۔۔الخ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بہت بالا اور بڑی عظمت والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بہت بُردبار اور بڑی عزت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہایت پاک ہے، وہ عرشِ عظیم کا رب ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔''

1217۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَقَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَأَرْبُطُ الْحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ، وَإِنَّ صَدَقَتِي الْيَوْمَ لَأَرْبَعُونَ أَلْفًا. [2]

میں نے خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (اس حالت میں بھی) دیکھا ہے کہ میں نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا ہوتا تھا، جبکہ آج میں چالیس ہزار صدقہ کر دیتا ہوں۔

1218۔ ایک اور سند کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث منقول ہے اور اس میں یہ بھی فرمایا کہ:

وَإِنَّ صَدَقَةَ مَالِي لَتَبْلُغُ أَرْبَعِينَ أَلْفَ دِينَارٍ. [3]

یقیناً میرے مال کی زکاۃ چالیس ہزار دینار تک پہنچ جاتی ہے۔

1219۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّاهُ حَمْزَةَ، فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّاهُ بِعَمِّهِ جَعْفَرٍ، قَالَ: فَدَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أُغَيِّرَ اسْمَ هَذَيْنِ))، فَقُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ

---

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١٥٨ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٣٨ ـ السنة لابن أبي عاصم: ١٢٩

[2] [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٨٩٩

[3] إسناده ضعيف.

أَعْلَمُ، فَسَمَّاهُمَا حَسَنًا وَحُسَيْنًا. ❶

جب حسن (رضی اللہ عنہ) کی ولادت ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کا نام حمزہ رکھ دیا۔ پھر جب حسین (رضی اللہ عنہ) کی ولادت ہوئی تو انہوں نے ان کا نام ان کے چچا کی نسبت سے جعفر رکھ دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ میں ان دونوں کا نام تبدیل کر دوں۔ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کا نام حسن اور حسین رکھ دیا۔

1220 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فِيهِمْ رَهْطٌ كُلُّهُمْ يَأْخُذُ الْجَذَعَةَ وَيَشْرَبُ الْفَرَقَ، قَالَ: فَصَنَعَ لَهُمْ مُدًّا مِنْ طَعَامٍ، فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا، قَالَ: وَبَقِيَ الطَّعَامُ كَمَا هُوَ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ، ثُمَّ دَعَا بِغُمَرٍ فَشَرِبُوا حَتّٰى رَوَوْا، وَبَقِيَ الشَّرَابُ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ أَوْ لَمْ يُشْرَبْ، فَقَالَ: ((يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنِّي بُعِثْتُ إِلَيْكُمْ خَاصَّةً، وَإِلَى النَّاسِ عَامَّةً، وَقَدْ رَأَيْتُمْ مِنْ هٰذِهِ الْآيَةِ مَا رَأَيْتُمْ، فَأَيُّكُمْ يُبَايِعُنِي عَلٰى أَنْ يَكُونَ أَخِي وَصَاحِبِي؟)) قَالَ: فَلَمْ يَقُمْ إِلَيْهِ أَحَدٌ، قَالَ: فَقُمْتُ وَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ، قَالَ: فَقَالَ: ((اجْلِسْ))، ثُمَّ قَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، كُلُّ ذَالِكَ أَقُومُ إِلَيْهِ فَيَقُولُ لِي: ((اجْلِسْ))، حَتّٰى كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلٰى يَدَيَّ. ❷

رسول اللہ ﷺ نے بنو عبدالمطلب کو اکٹھا کیا، یا بلایا۔ ان میں کچھ لوگ تو ایسے تھے کہ بکری کا پورا بچہ کھا جاتے اور سولہ رِطل کے برابر پانی پی جاتے۔ نبی ﷺ نے ان سب کی دعوت میں صرف ایک مُد کھانا تیار کروایا۔ ان لوگوں نے کھانا شروع کیا تو اتنے سے کھانے میں ہی وہ سب لوگ سیر ہو گئے اور کھانا ویسے ہی بچا رہا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کھانے کو کسی چھوا تک نہ ہو۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ پانی منگوایا، وہ بھی سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا، لیکن پانی بھی اسی طرح بچا رہا اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کسی نے اس کو ہاتھ تک نہ لگایا ہو، یا کسی نے پیا ہی نہ ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنی عبدالمطلب! میں تمہاری جانب بالخصوص اور دیگر لوگوں کی جانب بالعموم بھیجا گیا ہوں، تم نے کھانے کا یہ معجزہ بھی دیکھ لیا ہے، اب تم میں سے کون مجھ سے اس بات پر بیعت کرے گا کہ وہ میرا بھائی اور میرا ساتھی بنے گا؟ یہ سن کر کوئی بھی آدمی کھڑا نہ ہوا۔ اتنے میں میں کھڑا ہو گیا، جبکہ میں سب لوگوں سے کم سن تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم بیٹھ جاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ وہی بات فرمائی۔ ہر بار میں ہی کھڑا ہوتا اور آپ مجھے کہتے: بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ تیسری بار آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے ہاتھوں پر مارا (یعنی مجھ سے بیعت لے لی)۔

1221 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

((فِيكَ مَثَلٌ مِنْ عِيسٰى أَبْغَضَتْهُ يَهُودُ حَتّٰى بَهَتُوا أُمَّهُ، وَأَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى أَنْزَلُوهُ الْمَنْزِلَةَ

❶ [إسناده حسن] مسند البزار: ٢/ ٤١٥۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٨/ ٥٢

❷ [إسناده صحيح] خصائص علي للنسائي: ٦٦۔ الرياض النضرة للمحب الطبري: ٣/ ١٥٩

الَّتِي لَيْسَ بِهِ)) . ❶

تم میں عیسیٰ علیہ السلام کے مثل ایک بات پائی جاتی ہے۔ ان سے یہودیوں نے اس قدر نفرت کی کہ ان کی والدہ پر بہتان لگا دیا اور ان سے عیسائیوں نے اس قدر محبت کی کہ انہیں وہ مقام و مرتبہ دے دیا جو اُن کا نہیں تھا۔

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ يُقَرِّظُنِي بِمَا لَيْسَ فِيَّ، وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهُ شَنَآنِي عَلٰى أَنْ يَبْهَتَنِي .

میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاکت کا شکار ہوں گے: (مجھ سے) محبت کرنے والا؛ جو مجھے ایسی تعریف و ستائش سے متصف کرے جو مجھ میں موجود ہی نہ ہو اور (دوسرا مجھ سے) نفرت کرنے والا؛ جسے میری دشمنی اس بات پر برانگیخت کر دے کہ وہ مجھ پر بہتان تراشی کرنے لگے۔

1222 ۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بُلایا اور فرمایا:

((إِنَّ فِيكَ مِنْ عِيسٰى مَثَلًا، أَبْغَضَتْهُ يَهُودُ حَتّٰى بَهَتُوا أُمَّهُ، وَأَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى أَنْزَلُوهُ بِالْمَنْزِلِ الَّذِي لَيْسَ بِهِ))، أَلَا وَإِنَّهُ يَهْلِكُ فِيَّ اثْنَانِ: مُحِبٌّ مُطْرِي يُقَرِّظُنِي بِمَا لَيْسَ فِيَّ، وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهُ شَنَآنِي عَلٰى إِنْ يَبْهَتَنِي، إِلَّا إِنِّي لَسْتُ بِنَبِيٍّ وَلَا يُوحٰى إِلَيَّ، وَلٰكِنِّي أَعْمَلُ بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ مَا اسْتَطَعْتُ، فَمَا أَمَرْتُكُمْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ فَحَقٌّ عَلَيْكُمْ طَاعَتِي، فِيمَا أَحْبَبْتُمْ وَكَرِهْتُمْ . ❷

یقیناً تم میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملتی جلتی ایک بات ہے۔ ان سے یہودیوں نے اس قدر نفرت کی کہ ان کی والدہ پر بہتان لگا دیا اور ان سے عیسائیوں نے اس قدر محبت کی کہ انہیں وہ مقام و مرتبہ دے دیا جو اُن کا نہیں تھا۔ (یہ بیان کرنے کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) آگاہ رہنا! میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاکت کا شکار ہوں گے: (مجھ سے) غایت درجہ کی محبت کرنے والا؛ جو میرے ایسے خصائص و محاسن بیان کرے جو مجھ میں موجود ہی نہیں اور (دوسرا مجھ سے) نفرت کرنے والا؛ جسے میری دشمنی اس بات پر اُبھارے کہ وہ مجھ پر بہتان تراشی کرنے لگے۔ البتہ میں نہ تو نبی ہوں اور نہ ہی مجھ پر وحی آتی ہے، لیکن میں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر بقدر استطاعت عمل کرتا ہوں، سو جو بھی میں تمہیں اطاعتِ الٰہی سے متعلقہ حکم دوں تو تم پر میری بات ماننا لازم ہے، ان تمام امور میں جسے تم پسند کرو اور جنہیں تم ناپسند کرو۔

1223 ۔ کُلیب بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ انہوں نے فرمایا:

إِنِّي دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُ أَحَدٌ إِلَّا عَائِشَةُ فَقَالَ: ((يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ! كَيْفَ أَنْتَ وَقَوْمُ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((قَوْمٌ يَخْرُجُونَ مِنَ الْمَشْرِقِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ

---

❶ [إسناده ضعيف] الخصائص للنسائي، ص: ٢٧۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣٣۔ العلل المتناهية لابن الجوزي: ١/ ٢٢٣۔ التاريخ الكبير للبخاري: ٢/ ٢٥٧

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٢/ ٣٥٥

مِنَ الرَّمِيَّةِ، فِيهِمْ رَجُلٌ مُخْدَجُ الْيَدِ كَأَنَّ يَدَيْهِ ثَدْيِ حَبَشِيَّةٍ)). ❶

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ کے پاس سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی اور موجود نہ تھا، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوطالب کے بیٹے! تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارا ایسی ایسی قوم سے پالا پڑے گا۔ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک قوم ہوگی جو مشرق سے نکلے گی، وہ لوگ قرآن تو پڑھتے ہوں گے لیکن وہ ان کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا، وہ لوگ دین سے اس تیزی کے ساتھ نکل جائیں گے جیسے تیر شکار میں سے نکل جاتا ہے۔ ان میں ایک آدمی ایسا ہوگا جس کا ہاتھ ناقص ہوگا، اور اس کے دونوں ہاتھ ایسے ہوں گے جیسے حبشی عورت کے پستان ہوتے ہیں۔

1224 ۔ طارق بن زیاد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نہروان کی جانب گئے اور خوارج کو قتل کیا، پھر فرمایا: یہ جہاں کہیں بھی ہیں انہیں تلاش کرو، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَيَجِيءُ قَوْمٌ يَتَكَلَّمُونَ بِكَلِمَةِ الْحَقِّ، لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيمَاهُمْ أَوْ فِيهِمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، مُخْدَجُ الْيَدِ فِي يَدِهِ شَعَرَاتٌ سُودٌ، إِنْ كَانَ فِيهِمْ فَقَدْ قَتَلْتُمْ شَرَّ النَّاسِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ فَقَدْ قَتَلْتُمْ خَيْرَ النَّاسِ)) قَالَ: قَالَ: ثُمَّ إِنَّا وَجَدْنَا الْمُخْدَجَ قَالَ: فَخَرَرْنَا سُجُودًا وَخَرَّ عَلِيٌّ سَاجِدًا مَعَنَا. ❷

عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو (بظاہر) حق بات کہیں گے لیکن (درحقیقت حق کی بات خود) ان کے حلقوں سے آگے نہیں بڑھے گی، وہ اسلام سے (اس تیزی سے) نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ بننے والے جانور میں سے نکل جاتا ہے۔ ان کے چہرے (سیاہ ہوں گے) یا فرمایا کہ ان میں ایک نہایت سیاہ آدمی ہوگا، اس کا ہاتھ ادھورا ہوگا، اس کے ہاتھ میں سیاہ بال ہوں گے، اگر تو یہ علامات ان میں ہوں (اور تم ان کو قتل کر دو) تو تم لوگوں میں سے بدترین لوگوں کو قتل کرو گے اور اگر یہ علامات ان میں نہ ہوں (اور تم ان کو قتل کر دو) تو تم بہترین لوگوں کو قتل کرو گے (یعنی انہیں ناحق مار دو گے)۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ہم نے (جب خوارج سے جنگ کی تو) ان میں ایک ادھورے ہاتھ والا شخص دیکھا، تو ہم (رب تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے) سجدے میں گر گئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہمارے ساتھ سجدۂ شکر ادا کیا۔

1225 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ سَبْعَةَ رُفَقَاءَ نُجَبَاءَ وُزَرَاءَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ أَرْبَعَةَ عَشَرَ حَمْزَةَ، وَجَعْفَرًا، وَعَلِيًّا، وَحَسَنًا، وَحُسَيْنًا. وَذَكَرَ بَاقِي الْحَدِيثِ. ❸

یقیناً مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں تھا کہ جسے سات ممتاز و ہونہار وزراء ساتھی نہ دیے گئے ہوں جبکہ مجھے چودہ دیے گئے ہیں: حمزہ، جعفر، علی، حسن، حسین۔۔۔ اور راوی نے باقی حدیث بیان کی۔

---

❶ [إسناده صحيح] مجمع الزوائد للهيثمي: ٦/ ٢٣٨۔ السنة لابن أبي عاصم: ٨٧

❷ [رجال الإسناد ثقات] مسند أحمد: ١/ ١٤٧۔ الخصائص للنسائي، ص: ٤٥

❸ [إسناده ضعيف] مكرر برقم: ٢٧٧

1226 ۔ عاصم بن ضمرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: إِنَّ الشِّيعَةَ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا يَرْجِعُ، قَالَ: كَذَبَ أُولَئِكَ الْكَذَّابُونَ، لَوْ عَلِمْنَا ذَاكَ مَا تَزَوَّجَ نِسَاؤُهُ، وَلَا قَسَمْنَا مِيرَاثَهُ. ❶

میں نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا کہ شیعوں کا یہ خیال ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ دوبارہ واپس آئیں گے۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ کذاب لوگ جھوٹ بولتے ہیں، اگر ہمیں اس بات کا یقین ہوتا تو ان کی بیویاں (دوسری) شادیاں نہ کرتیں اور نہ ہی ہم ان کی میراث تقسیم کرتے۔

1227 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا، فَقُلْتُ: تَبْعَثُنِي إِلَى قَوْمٍ وَأَنَا حَدَثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِي بِالْقَضَاءِ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي فَقَالَ: ((ثَبَّتَكَ اللهُ وَسَدَّدَكَ، إِذَا جَاءَكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِ لِلْأَوَّلِ حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ إِنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ)). قَالَ: فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا. ❷

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قاضی بنا کر یمن بھیجا تو میں نے عرض کیا: آپ مجھے اس قوم کی طرف بھیج رہے ہیں جبکہ میں نوجوان ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کا بھی علم نہیں ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے ثابت قدم رکھے اور درستگی پر قائم رکھے، جب تمہارے پاس دو فریق آئیں تو تم پہلے کی ہی بات سن کر فیصلہ نہ کرنا، جب تک کہ دوسرے کی بات نہ سن لو، کیونکہ یہ اس بات کے زیادہ لائق ومناسب ہو گا کہ تمہارے سامنے فیصلہ خوب واضح ہو جائے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ (اسی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے) فیصلے کرتا رہا۔

1228 ۔ نعمان بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عَلِيٍّ، فَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا﴾ [مريم: ٨٥] قَالَ: لَا وَاللّٰهِ مَا عَلَى أَرْجُلِهِمْ يُحْشَرُونَ، وَلَكِنْ بِنُوقٍ، لَمْ تَرَ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا، عَلَيْهَا رَحَائِلُ مِنْ ذَهَبٍ فَيَرْكَبُونَ عَلَيْهَا حَتَّى يَضْرِبُوا أَبْوَابَ الْجَنَّةِ. ❸

ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا﴾ ''جس دن ہم متقی لوگوں کو مہمانوں کی صورت میں رحمان کے حضور میں پیش کریں گے۔'' اس کے بعد انہوں نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! انہیں ان کے قدموں پر (یعنی پیدل) اکٹھا نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ اونٹنیوں پر آئیں گے، وہ ایسی اونٹنیاں ہوں گی کہ مخلوقات نے ان جیسی اونٹنیاں دیکھی ہی نہیں ہوں گی۔ ان کے اوپر سونے کے کجاوے ہوں گے، وہ ان پر سوار ہو کر آئیں گے، یہاں تک کہ جنت کا دروازہ آ کھٹکھٹائیں گے۔

1229 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ١٤٨ ❷ [إسناده حسن والحديث صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٤٩

❸ [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٢/ ٣٧٢۔ تفسير ابن جرير الطبري: ١٦/ ٩٦۔ الدر المنثور للسيوطي: ٤/ ٢٨٥

جُعْتُ مَرَّةً بِالْمَدِينَةِ جُوعًا شَدِيدًا فَخَرَجْتُ أَطْلُبُ الْعَمَلَ فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ ، فَإِذَا أَنَا بِامْرَأَةٍ قَدْ جَمَعَتْ مَدَرًا ، فَظَنَنْتُهَا تُرِيدُ بَلَّهُ فَأَتَيْتُهَا فَقَاطَعْتُهَا كُلَّ ذَنُوبٍ ، عَلَى تَمْرَةٍ ، فَمَدَدْتُ سِتَّةَ عَشَرَ ذَنُوبًا حَتَّى مَجَلَتْ يَدَايَ ، ثُمَّ أَتَيْتُ الْمَاءَ فَأَصَبْتُ مِنْهُ ، ثُمَّ أَتَيْتُهَا فَقُلْتُ بِكَفَّيَّ هٰكَذَا بَيْنَ يَدَيْهَا ، ۔ وَبَسَطَ إِسْمَاعِيلُ يَدَيْهِ وَجَمَعَهَا ۔ فَعَدَّتْ لِي سِتَّ عَشْرَةَ تَمْرَةً ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَكَلَ مَعِي مِنْهَا . ❶

مدینہ میں ایک مرتبہ مجھے سخت بھوک لگی تو میں مدینہ کے گردونواح میں کوئی مزدوری وغیرہ ڈھونڈنے کے لیے نکل پڑا۔ اچانک میں ایسی عورت کے پاس سے گزرا جس نے گارا اکٹھا کر رکھا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ اسے پانی میں تر بتر کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ میں نے اس کے پاس آ کر اس سے یہ معاہدہ کیا کہ ایک ڈول کھینچنے کے بدلے میں تم مجھے ایک کھجور دو گی۔ پھر میں نے سولہ ڈول کھینچے، یہاں تک کہ میرے ہاتھ جواب دے گئے۔ پھر میں نے پانی کے پاس آ کر پانی پیا اور اس کے بعد عورت کے پاس جا کر اپنے ہاتھ پھیلا دیے، تو اس نے گن کر مجھے سولہ کھجوریں دے دیں۔ میں وہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سارا واقعہ بھی سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی میرے ساتھ وہ کھجوریں کھائیں۔

1230 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازے میں شریک تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ يَأْتِي الْمَدِينَةَ فَلَا يَدَعْ قَبْرًا إِلَّا سَوَّاهُ وَلَا صُورَةً إِلَّا يَطْلِخُهَا وَلَا وَثَنًا إِلَّا كَسَرَهُ؟)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنَا ، ثُمَّ هَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَجَلَسَ ، قَالَ عَلِيٌّ: فَانْطَلَقْتُ ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَمْ أَدَعْ بِالْمَدِينَةِ قَبْرًا إِلَّا سَوَّيْتُهُ ، وَلَا صُورَةً إِلَّا طَلَخْتُهَا ، وَلَا وَثَنًا إِلَّا كَسَرْتُهُ قَالَ: فَقَالَ: ((مَنْ عَادَ فَصَنَعَ شَيْئًا مِنْ ذَالِكَ ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ ، يَا عَلِيُّ لَا تَكُونَنَّ فَتَّانًا ، أَوْ قَالَ: مُخْتَالًا ، وَلَا تَاجِرًا إِلَّا تَاجِرَ خَيْرٍ ، فَإِنَّ أُولٰئِكَ هُمُ الْمَسْبُوقُونَ فِي الْعَمَلِ)) . ❷

کون ہے جو مدینے جا کر کوئی بھی قبر (اونچی) نہ چھوڑے، مگر اسے برابر کر دے، اور جو بھی تصویر دیکھے اس کو مٹا دے اور جو بھی بُت نظر آئے اس کو توڑ دے؟ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: میں۔ پھر وہ اہل مدینہ سے خوفزدہ ہو گیا اور بیٹھ گیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (یہ کام کرنے کے لیے) میں چل پڑا۔ پھر (جب فارغ ہو کر) میں آیا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے مدینہ میں کوئی بھی قبر ایسی نہیں چھوڑی کہ جسے برابر نہ کر دیا ہو، کوئی بھی تصویر ایسی نہیں چھوڑی کہ جسے مٹا نہ دیا ہو اور کوئی بھی بُت ایسا نہیں چھوڑا کہ جسے توڑ نہ دیا ہو۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ان کاموں میں سے دوبارہ کوئی کیا (یعنی اونچی قبر بنائی، یا تصویر بنائی یا بُت بنایا) تو اس نے یقیناً اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی گئی ہے۔ اے علی! تم فتنہ پرداز اور متکبر ہرگز مت ہو جانا اور نہ ہی تاجر بننا، البتہ خیر و بھلائی کے تاجر بن جانا، کیونکہ بلاشبہ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں کہ دوسرے

❶ [إسناده ضعيف لانقطاعه ورجاله ثقات] مجمع الزوائد للهيثمي: ٤/ ٩٧

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٣٨

لوگ عمل کرنے میں ان سے آگے نکل جاتے ہیں۔

1231۔ ابوالوضی بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا جب انہوں نے اہل نہروان کو قتل کیا، تو فرمایا:

اَلْتَمِسُوا لِی الْمُخْدَجَ ، فَطَلَبُوهُ فِی الْقَتْلٰی ، فَقَالُوا: لَيْسَ نَجِدُهُ ، فَقَالَ: ارْجِعُوا فَالْتَمِسُوهُ فَوَاللّٰهِ مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ ، فَرَجَعُوا فَالْتَمَسُوهُ فَرَدَّ ذَالِكَ مِرَارًا كُلُّ ذَالِكَ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ ، فَانْطَلَقُوا فَوَجَدُوهُ تَحْتَ الْقَتْلٰی ، فِی طِينٍ فَاسْتَخْرَجُوهُ فَجِیءَ بِهٖ ، فَقَالَ: أَبُو الْوَضِیءِ : فَكَأَنِّی أَنْظُرُ إِلَيْهِ حَبَشِيًّا عَلَيْهِ ثَدْيَانِ إِحْدٰی ثَدْيَيْهِ ، مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ مِثْلُ شَعَرَاتٍ تَكُونُ عَلٰی ذَنَبِ الْيَرْبُوعِ . ❶

(ان مقتولوں میں سے) ادھورے ہاتھ والے شخص کو تلاش کر کے میرے پاس لاؤ۔ لوگوں نے اسے قتل ہونے والوں میں تلاش کیا اور کہا: ہمیں وہ نہیں ملا۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو ڈھونڈو، اللہ کی قسم! نہ تو میں جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ ہی مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے۔ چنانچہ لوگ واپس گئے (اور تلاش کیا، لیکن نہ ملا) چنانچہ بارہا انہوں نے آکر یہی جواب دیا اور علی رضی اللہ عنہ ہر بار اللہ کی قسم اٹھا کر فرماتے کہ نہ تو میں جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ ہی مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے۔ چنانچہ لوگ تلاش کرنے لگ گئے تو انہیں وہ مقتولوں کے نیچے مٹی میں پڑا ہوا نظر آ گیا، تو انہوں نے اسے نکالا اور آپ کے پاس لے آئے۔ ابوالوضی کہتے ہیں کہ میں گویا (اب بھی چشمِ تصور سے) اس کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ سیاہ فام تھا اور اس کے دو پستان تھے، جن میں سے ایک پستان عورت کے پستان کی مانند تھا، اس پر اس طرح بال اُگے ہوئے تھے جس طرح چوہے کی دُم پر بال ہوتے ہیں۔

1232۔ امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرَادَ أَنْ يُرْجَمَ مَجْنُونَةٌ فَقَالَ لَهُ عَلِیٌّ: مَا لَكَ ذَالِكَ ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتّٰی يَسْتَيْقِظَ ، وَعَنِ الطِّفْلِ حَتّٰی يَحْتَلِمَ ، وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰی يَبْرَأَ ، أَوْ يَعْقِلَ)) . فَدَرَأَ عَنْهَا عُمَرُ . ❷

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک پاگل عورت کو رجم کرنے کا ارادہ کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: آپ ایسا نہیں کر سکتے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ تین طرح کے لوگوں سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے (یعنی ان کا گناہ اور سزا نہیں لکھی جاتی بلکہ ان سے درگزر کیا جاتا ہے:) سوئے ہوئے شخص سے؛ جب تک کہ وہ بیدار نہیں ہو جاتا، بچے سے؛ جب تک کہ وہ بالغ نہیں ہو جاتا اور پاگل سے؛ جب تک کہ اس کا پاگل پن ختم نہیں ہو جاتا، یا فرمایا کہ جب تک وہ عقلمند نہیں ہو جاتا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔

1233۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ شَرَاحَةَ الْهَمْدَانِيَّةَ ، أَتَتْ عَلِيًّا ، فَقَالَتْ: إِنِّی زَنَيْتُ ، فَقَالَ: لَعَلَّكِ غَيْرٰی ، لَعَلَّكِ رَأَيْتِ فِی مَنَامِكِ ، لَعَلَّكِ اسْتُكْرِهْتِ فَكُلُّ ذَالِكَ تَقُولُ: لَا ، فَجَلَدَهَا يَوْمَ الْخَمِيسِ ، وَرَجَمَهَا يَوْمَ

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١٣٩۔ سنن أبی داود: ٤/ ٢٤٥

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٩٦ ، ١١٨۔ سنن الترمذی: ٤/ ٣٢

الْجُمُعَةِ، وَقَالَ: جَلَدْتُهَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَرَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❶

شراحہ ہمدانیہ نامی عورت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اس نے کہا: میں نے زنا کیا ہے۔ آپ فرمانے لگے: شاید کہ تجھے وہم ہوا ہے، شاید تو نے نیند میں کچھ دیکھا ہوگا، شاید تجھے کسی نے مجبور کر دیا ہوگا۔ لیکن وہ ہر بار یہی کہتی رہی کہ نہیں۔ چنانچہ آپ نے جمعرات کے روز اسے کوڑے لگائے اور جمعے کے دن اس کو سنگسار کر دیا، اور فرمایا: میں نے کتاب اللہ کے حکم کے مطابق اس کو کوڑے لگائے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق اس کو سنگسار کیا ہے۔

1234 ۔ ابوالوضئ عبّاد بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا عَامِدِينَ إِلَى الْكُوفَةِ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَلَمَّا بَلَغْنَا مَسِيرَةَ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ مِنْ حَرُورَاءَ، شَذَّ مِنَّا نَاسٌ كَثِيرٌ، فَذَكَرْنَا ذَالِكَ لِعَلِيٍّ، فَقَالَ: لَا يَهُولَنَّكُمْ أَمْرُهُمْ فَإِنَّهُمْ سَيَرْجِعُونَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ قَالَ: فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ: إِنَّ خَلِيلِي أَخْبَرَنِي أَنَّ قَائِدَ هٰؤُلَاءِ رَجُلٌ مُخْدَجُ الْيَدِ عَلَى ثَدْيِهِ شَعَرَاتٌ، حَلَمَةُ ثَدْيِهِ شَعَرَاتٌ، كَأَنَّهُنَّ ذَنَبُ الْيَرْبُوعِ، فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَأَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا: إِنَّا لَمْ نَجِدْهُ، فَجَاءَ عَلِيٌّ بِنَفْسِهِ، فَجَعَلَ يَقُولُ: اقْلِبُوا ذَا، اقْلِبُوا ذَا، حَتّٰى جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْكُوفَةِ، فَقَالَ: هُوَ ذَا، قَالَ عَلِيٌّ: اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا يَأْتِيكُمْ أَحَدٌ يُخْبِرُكُمْ مَنْ أَبُوهُ؟، قَالَ: فَجَعَلَ النَّاسُ يَقُولُونَ: هٰذَا مَالِكٌ، هٰذَا مَالِكٌ، يَقُولُ عَلِيٌّ ابْنُ مَنْ؟. ❷

ہم کوفہ جانے کے ارادے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روانہ ہوئے، جب ہم ''حروراء'' نامی مقام سے دو یا تین راتوں کی مسافت پر رہ گئے تو ہم سے بہت سارے لوگ جدا ہو کر چلے گئے۔ ہم نے اس بات کا ذِکر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا: ان کے جانے سے آپ بالکل پریشان مت ہوں، کیونکہ وہ جلد ہی واپس آ جائیں گے۔ اس کے بعد راوی نے مکمل حدیث بیان کی اور آخر میں کہا: پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور فرمایا: بلاشبہ میرے خلیل (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے بتلایا کہ ان لوگوں کا قائد ایسا شخص ہوگا جس کا ہاتھ ادھورا ہوگا اور اس کے پستان کی گھنڈی پر اس طرح بال ہوں گے کہ جیسے چوہے کی دُم ہوتی ہے۔ پھر لوگوں نے اسے ڈھونڈا تو انہیں نہ ملا۔ ہم علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: ہمیں وہ نہیں ملا۔ تو آپ نے فرمایا: اسے ڈھونڈو، اللہ کی قسم! نہ تو میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ ہم نے کہا: ہمیں وہ ملا ہی نہیں۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ خود تشریف لائے اور فرمانے لگے: اس کو پلٹ کر دیکھو، اس کو پلٹ کر دیکھو۔ یہاں تک کہ ایک کوفی شخص آیا اور اس نے کہا: یہ ہے وہ شخص۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگایا اور فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی ایسا شخص آیا ہے کہ جو تمہیں یہ بتلائے کہ اس کا باپ کون ہے؟ تو لوگ کہنے لگے: اس کا نام مالک ہے، اس کا نام مالک ہے۔ جبکہ علی رضی اللہ عنہ پوچھ رہے تھے کہ یہ کس کا بیٹا ہے؟

❶ [إسناده صحيح لغيره] مسند أحمد: ١/ ١٤٠

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٤١۔ الخصائص للنسائی، ص: ٤٣ ۔ ٤٨

(لیکن اس کا جواب کوئی نہیں دے رہا تھا)۔

1235 ۔ نُعیم بن دجاجہ اسدی بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ عِنْدَ عَلِيٍّ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو مَسْعُودٍ فَقَالَ لَهُ يَا فَرُّوخُ أَنْتَ الْقَائِلُ: لَا يَأْتِي عَلَى النَّاسِ مِائَةُ سَنَةٍ وَعَلَى الْأَرْضِ عَيْنٌ تَطْرِفُ، أَخْطَأَتِ اسْتُكَ الْحُفْرَةَ، إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَأْتِي عَلَى النَّاسِ مِائَةُ سَنَةٍ، وَعَلَى الْأَرْضِ عَيْنٌ تَطْرِفُ مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ حَيٌّ، وَإِنَّمَا رَخَاءُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَفَرَجُهَا بَعْدَ الْمِائَةِ)) . ❶

میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھا کہ ان کے پاس ابو مسعود رضی اللہ عنہ آئے، تو آپ نے ان سے فرمایا: اے فروخ! کیا آپ ایسا کہتے ہیں کہ لوگوں پر سو سال نہیں گذرنے سے پہلے پہلے زمین پر کوئی آنکھ ایسی نہ بچے گی جس کی پلکیں جھپکتی ہوں؟ (یعنی سب مرجائیں گے۔) اس میں آپ سے غلطی ہوئی ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو فرمان ہے، وہ یہ ہے کہ آج جو لوگ زندہ ہیں، سو سال گذرنے پر ان میں سے کسی کی آنکھ ایسی نہ رہے گی کہ وہ جھپکتی ہو (یعنی قیامت مراد نہیں ہے) بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ سو سال بعد تو اس اُمت کو خوش حالی اور آسودگی ملنی ہے۔

1236 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوَاصِلُ مِنَ السَّحَرِ إِلَى السَّحَرِ . ❷

یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سحری سے دوسری سحری تک وصال کیا کرتے تھے۔

توضیح:...... ''وِصال'' سے مراد بغیر افطار کیے روزے رکھنا ہے، یعنی ایک دِن سحری کی، اس کے بعد کچھ نہ کھایا ورنہ پیا، افطاری کے وقت افطاری بھی نہ کی اور دوبارہ اگلے روز سحری کے وقت ہی کھانا کھانا وِصال کہلاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سحری سے دوسری سحری تک وِصال کی اجازت دی ہے، خود آپ کا عمل بھی یہی تھا، اس سے زیادہ وقت تک وِصال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ❸

1237 ۔ محمد بن علی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ إِلَى عَلِيٍّ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ قَالَ: فَقَالَ لِي أَبِي: اذْهَبْ بِهٰذَا الْكِتَابِ إِلَى عُثْمَانَ فَقُلْ لَهُ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَكَوْا سُعَاتَكَ وَهٰذَا أَمْرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّدَقَةِ فَمُرْهُمْ فَلْيَأْخُذُوا بِهِ، قَالَ: فَأَتَيْتُ عُثْمَانَ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لَهُ، قَالَ: فَلَوْ كَانَ ذَاكِرًا عُثْمَانَ بِشَيْءٍ لَذَكَرَهُ يَوْمَئِذٍ - يَعْنِي بِسُوءٍ . ❹

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگ آئے اور انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنروں کی شکایت کی، تو مجھ سے میرے والد صاحب (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) نے کہا: یہ خط عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہنا کہ لوگ آپ کے مقرر کردہ گورنروں کی شکایت کر رہے ہیں اور یہ زکاۃ کی وصولی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات ہیں،

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٢/ ٧٣۔صحيح مسلم: ٤/ ١٩٦٩۔ مسند أحمد: ١/ ١٤٠۔ مسند البزار: ١/ ١٢١

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٤١۔ مصنف عبد الرزاق: ٤/ ٢٦٧

❸ صحيح البخاري: ١٩٦٣۔صحيح مسلم: ١١٠٤ . ❹ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٢١٣

لہٰذا ان (گورنروں) سے کہیے کہ وہ اسی کے مطابق ہی زکاۃ وصول کریں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو یہ بات بتلائی۔ محمد بن علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا نامناسب انداز میں تذکرہ کرنا ہوتا تو اس روز کرتے۔

1238۔ ابوالوضی عبّاد بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا عَامِدِينَ إِلَى الْكُوفَةِ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَذَكَرَ حَدِيثَ الْمُخْدَجِ . قَالَ عَلِيٌّ: فَوَاللّٰهِ مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ ثَلَاثًا، فَقَالَ عَلِيٌّ أَمَا إِنَّ خَلِيلِي أَخْبَرَنِي أَنَّ ثَلَاثَةَ إِخْوَةٍ مِنَ الْجِنِّ هٰذَا أَكْبَرُهُمْ، وَالثَّانِي لَهُ جَمْعٌ كَثِيرٌ، وَالثَّالِثُ فِيهِ ضَعْفٌ . [1]

ہم سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ روانہ ہوئے۔۔۔ پھر راوی نے اس ہاتھ کٹے خارجی والی حدیث بیان کی (اور آخر میں یہ الفاظ بیان کیے کہ) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ فرمایا: اللہ کی قسم! نہ تو میں جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ ہی مجھ کو جھوٹ بتلایا گیا ہے۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: سنو! میرے دِلی دوست (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے بتلایا تھا کہ جنات میں تین بھائی ہیں: یہ ان میں سب سے بڑا ہے، دوسرے کے پاس بھی جمِ غفیر ہے اور تیسرا کمزور ہے۔

1239۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى قَوْمٍ قَدْ بَنَوْا زُبْيَةً لِلْأَسَدِ فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ يَتَدَافَعُونَ إِذْ سَقَطَ رَجُلٌ فَتَعَلَّقَ بِآخَرَ، ثُمَّ تَعَلَّقَ رَجُلٌ بِآخَرَ، حَتّٰى صَارُوا فِيهَا أَرْبَعَةً فَجَرَحَهُمُ الْأَسَدُ، فَانْتَدَبَ لَهُ رَجُلٌ بِحَرْبَةٍ فَقَتَلَهُ، وَمَاتُوا مِنْ جِرَاحَتِهِمْ كُلُّهُمْ، فَقَامَ أَوْلِيَاءُ الْأَوَّلِ إِلَى أَوْلِيَاءِ الْآخِرِ، فَأَخْرَجُوا السِّلَاحَ لِيَقْتَتِلُوا، فَأَتَاهُمْ عَلِيٌّ عَلٰى تَفِيئَةِ ذٰلِكَ، فَقَالَ: تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ إِنِّي أَقْضِي بَيْنَكُمْ قَضَاءً إِنْ رَضِيتُمْ فَهُوَ الْقَضَاءُ وَإِلَّا حَجَزَ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ، حَتّٰى تَأْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَكُونُ هُوَ الَّذِي يَقْضِي بَيْنَكُمْ، فَمَنْ عَدَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَا حَقَّ لَهُ، اجْمَعُوا مِنْ قَبَائِلِ الَّذِينَ حَفَرُوا الْبِئْرَ رُبُعَ الدِّيَةِ، وَثُلُثَ الدِّيَةِ، وَنِصْفَ الدِّيَةِ، وَالدِّيَةَ كَامِلَةً، فَلِلْأَوَّلِ الرُّبُعُ لِأَنَّهُ أَهْلَكَ مَنْ فَوْقَهُ، وَلِلثَّانِي ثُلُثُ الدِّيَةِ، وَلِلثَّالِثِ نِصْفُ الدِّيَةِ، فَأَبَوْا أَنْ يَرْضَوْا فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ عِنْدَ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ فَقَصُّوا عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فَقَالَ: أَنَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ وَاحْتَبٰى، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنَّ عَلِيًّا قَضٰى فِينَا فَقَصُّوا عَلَيْهِ فَأَجَازَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ . [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا، میں ایسی قوم کے پاس پہنچا جنہوں نے شیر کو شکار کرنے کے لیے ایک گڑھا کھود کر اسے ڈھانپ رکھا تھا (شیر آیا اور اس میں گر پڑا) ابھی وہ یہ کام کر ہی رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی اس گڑھے میں گر گیا۔ اس کے پیچھے دوسرا، تیسرا، حتیٰ کہ چار آدمی گر گئے۔ اس گڑھے میں موجود شیر نے ان سب کو

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٤١

[2] [إسناده حسن] السنن الكبرٰى للبيهقي: ٨/ ١١١۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٦/ ٢٨٧

زخمی کر دیا۔ یہ دیکھ کر ایک آدمی نے جلدی سے نیزہ پکڑا اور شیر کو دے مارا۔ شیر ہلاک ہو گیا اور وہ چاروں آدمی بھی اپنے اپنے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دنیا سے چل بسے۔ مقتولین کے اولیاء ہتھیار نکال کر جنگ کے لیے ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ گئے۔ اتنی دیر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ آ پہنچے اور کہنے لگے کہ ابھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں اور تم ان کی ہوتے ہوئے ہی آپس میں لڑائی کرنے لگے ہو؟ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں، اگر تم اس پر راضی ہو گئے تو سمجھو کہ فیصلہ ہو گیا، لیکن اگر تم سمجھو کہ اس سے تمہارا تشفی نہیں ہوئی تو تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس جھگڑے کا فیصلہ کروالینا، وہ تمہارے درمیان اس کا فیصلہ کر دیں گے، اس کے بعد جو زیادتی کرے گا وہ حق پر نہیں ہو گا۔ فیصلہ یہ ہے کہ جن قبیلوں کے لوگوں نے اس کھدائی میں حصہ لیا ہے ان سے چوتھائی دِیت، تہائی دِیت، نصف دِیت اور کامل دِیت لے کر جمع کرو، پھر جو شخص گڑھے میں پہلے گر کر شیر سے زخمی ہوا ہے؛ اس کے ورثاء کو چوتھائی دِیت دے دو، دوسرے کو ایک تہائی اور تیسرے کو نصف دِیت دے دو۔ ان لوگوں نے یہ فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا (کیونکہ ان کی سمجھ میں ہی نہیں آیا) چنانچہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ اس وقت مقامِ ابراہیم کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے آپ کو سارا قصہ سنایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ گوٹھ مار کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں لوگوں میں سے ایک آدمی بولا: علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہمارا فیصلہ کیا ہے۔ پھر انہوں نے ان کا فیصلہ سنایا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی فیصلے کو نافذ کر دیا۔

1240۔ حَنَش سے ایک روایت مروی ہے، جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کنویں میں گرنے والے چوتھے شخص کے لیے فرمایا تھا کہ اسے مکمل دِیت دی جائے۔ [1]

1241۔ عبداللہ بن زُریر بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ، قَالَ حَسَنٌ: يَوْمَ الْأَضْحٰى ، فَقَرَّبَ إِلَيْنَا خَزِيرَةً فَقُلْتُ: أَصْلَحَكَ اللّٰهُ لَوْ قَرَّبْتَ إِلَيْنَا هٰذَا الْبَطَّ يَعْنِي الْوَزَّ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَكْثَرَ الْخَيْرَ ، فَقَالَ: يَا ابْنَ زُرَيْرٍ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِلْخَلِيفَةِ مِنْ مَالِ اللّٰهِ ، إِلَّا قَصْعَتَانِ ، قَصْعَةٌ يَأْكُلُهَا هُوَ وَأَهْلُهُ ، وَقَصْعَةٌ يَضَعُهَا بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ)). [2]

میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حسنؒ کا بیان ہے کہ یہ عید الاضحیٰ کا دِن تھا۔ علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے خزیرہ رکھا تو میں نے عرض کیا: اللہ آپ کا بھلا کرے، اگر آپ یہ بطخ ہمارے سامنے پیش کرتے تو کیا ہو جاتا؟ اب تو اللہ نے مالِ غنیمت کی بھی فراوانی کر رکھی ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: اے ابن زُریر! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خلیفہ کے لیے اللہ کے مال میں سے صرف دو پیالے ہی حلال ہیں: ایک وہ پیالہ جس میں سے وہ خود اور اس کے اہل خانہ کھا سکیں اور دوسرا وہ پیالہ جسے وہ لوگوں کے سامنے (یعنی مہمان نوازی کے لیے) پیش کر سکے۔

توضیح:...... ''خزیرہ'' عرب کی ایک ڈِش تھی۔ گوشت کو چھوٹا چھوٹا کاٹ کر اس میں بہت سا پانی ڈال دیا جاتا تھا، جب وہ خوب پک جاتا تو اس پر آٹا چھڑک دیا جاتا تھا تو وہ ''خزیرہ'' بن جاتا۔ عرب اسے شوق سے کھاتے تھے۔

[1] [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ١٩
[2] [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٧٨

1242۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

((يَا عَلِيُّ أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَإِنْ شَقَّ عَلَيْكَ، وَلَا تَأْكُلِ الصَّدَقَةَ، وَلَا تُنْزِ الْحَمِيرَ عَلَى الْخَيْلِ، وَلَا تُجَالِسْ أَصْحَابَ النُّجُومِ)). ❶

اے علی! کامل وضوء کیا کرو، خواہ اس سے تمہیں مشقت ہی ہو، صدقہ نہ کھانا، گدھے کو گھوڑے پر مت کدوانا اور نہ ہی نجومیوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا۔

1243۔ سیدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

اشْتَكَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكْوَاهَا الَّتِي قُبِضَتْ فِيهِ، فَكُنْتُ أُمَرِّضُهَا فَأَصْبَحَتْ يَوْمًا كَأَمْثَلِ مَا رَأَيْتُهَا فِي شَكْوَاهَا ذَالِكَ قَالَتْ: وَخَرَجَ عَلِيٌّ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَتْ: يَا أُمَّةُ اسْكُبِي لِي غُسْلًا، فَسَكَبْتُ لَهَا غُسْلًا فَاغْتَسَلَتْ كَأَحْسَنِ مَا رَأَيْتُهَا تَغْتَسِلُ، ثُمَّ قَالَتْ: يَا أُمَّةُ أَعْطِينِي ثِيَابِي الْجُدُدَ، فَأَعْطَيْتُهَا، فَلَبِسَتْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: يَا أُمَّةُ قَدِّمِي لِي فِرَاشِي وَسَطَ الْبَيْتِ، فَفَعَلْتُ وَاضْطَجَعَتْ فَاسْتَقْبَلَتِ الْقِبْلَةَ وَجَعَلَتْ يَدَهَا تَحْتَ خَدِّهَا ثُمَّ قَالَتْ: يَا أُمَّةُ إِنِّي مَقْبُوضَةٌ الْآنَ، وَقَدْ تَطَهَّرْتُ فَلَا يَكْشِفُنِي أَحَدٌ، فَقُبِضَتْ مَكَانَهَا قَالَتْ: فَجَاءَ عَلِيٌّ فَأَخْبَرْتُهُ. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس بیماری میں مبتلا ہوئیں جس میں وہ رحلت فرما گئی تھیں۔ میں ان کی بیمار پُرسی کے لیے جایا کرتی تھی۔ ایک روز وہ اسی کیفیت میں تھیں جس تکلیف میں انہیں میں نے دیکھا تھا اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کسی ضروری کام کی غرض سے باہر نکلے، تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (مجھ سے) کہا: اے اماں جان! میرے نہانے کے لیے پانی رکھ دیجیے۔ تو میں نے ان کے نہانے کے لیے پانی رکھ دیا۔ چنانچہ انہوں نے بڑے اچھے طریقے سے غسل کیا جیسے میں انہیں غسل کرتے دیکھتی ہوتی تھی۔ پھر انہوں نے کہا: اے اماں جان! مجھے نئے کپڑے لا کر دیجیے۔ تو میں نے انہیں (نئے کپڑے) لا دیے۔ انہوں نے وہ پہن لیے۔ پھر انہوں نے کہا: اے اماں جان! گھر کے درمیان میں میرا بستر لگا دیجیے۔ تو میں نے لگا دیا۔ پھر وہ لیٹ گئیں اور قبلہ کی طرف رُخ کر کے اپنا ہاتھ اپنے رُخسار کے نیچے رکھ لیا اور فرمایا: اے اماں جان! بلاشبہ اب میری رُوح قبض ہونے والی ہے، میں (غسل کر کے) پاک صاف ہو چکی ہوں، لہٰذا مجھے کوئی بے پردہ نہ کرے۔ پھر اسی جگہ ان کی رُوح پرواز کر گئی۔ پھر جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے انہیں بتلایا۔

1244۔ اختلافِ سند کے ساتھ گزشتہ حدیث کے مثل ہی منقول ہے۔ ❸

1245۔ محمد بن قیس بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ نَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا لَهُ: مَا صَبَرْتُمْ بَعْدَ نَبِيِّكُمْ إِلَّا خَمْسًا وَعِشْرِينَ سَنَةً حَتَّى قَتَلَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا قَالَ: فَقَالَ عَلِي: قَدْ كَانَ صَبْرًا وَخَيْرًا، فَذَكَرَ صَبْرًا

❶ [إسناده ضعيف] سنن النسائي: ٦/ ٢٢٤۔ مسند أحمد: ١/ ٧٨۔ شرح معاني الآثار للطحاوي: ٤/ ٢٧١

❷ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ١٠٧٤ ❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٦/ ٤٦٢

وَخَيْرًا، وَلٰكِنْ مَا جَفَّتْ أَقْدَامُكُمْ مِنَ الْبَحْرِ حَتّٰى قُلْتُمْ: ﴿يَا مُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ﴾ [الأعراف:١٣٨]. ❶

کچھ یہودی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا: تم اپنے نبی (کی رحلت) کے بعد پندرہ برس بھی نہیں گزار پائے کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ گئے۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمانوں نے صبر کیا ہے اور بہتر صبر کیا ہے۔ پھر آپ نے صبر و خیر کی مثالیں بیان کیں (اور یہودیوں سے فرمایا:) تمہارے تو ابھی سمندر (کے پانی) سے پاؤں بھی خشک نہیں ہوئے تھے اور تم نے کہہ دیا تھا: ﴿يَا مُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ﴾ ''اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔ تو موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: یقیناً تم تو بڑے ہی جاہل لوگ ہو۔''

1246 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أُطْلُبُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوهِ)). ❷

اچھی صورتوں والے لوگوں کے ہاں بھلائی تلاش کیا کرو۔

توضیح:...... اس سے ظاہری طور پر صورت اچھی ہونا مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ہنستے مسکراتے رہنے والے اور خندہ پیشانی سے ملنے والے لوگ ہیں، جنہیں دیکھ کر خیر و بھلائی کے حصول کی اُمید لگے، خواہ ان کی ظاہری صورت کیسی ہی ہو۔

1247 ۔ شجاع بن ابو فاطمہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ عُثْمَانُ لِابْنِ مَسْعُودٍ: أَلَا آمُرُ لَكَ بِعَطَائِكَ؟ قَالَ: لَا حَاجَةَ لِي بِهِ، قَالَ: يَكُونُ لِبَنَاتِكَ قَالَ: إِنِّي قَدْ أَمَرْتُ بَنَاتِي أَنْ يَقْرَأْنَ كُلَّ لَيْلَةٍ سُورَةَ الْوَاقِعَةِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ قَرَأَ كُلَّ لَيْلَةٍ - أَوْ قَالَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ - سُورَةَ الْوَاقِعَةِ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ أَبَدًا)). ❸

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا میں تمہارے لیے عطیات کا حکم نہ دوں؟ انہوں نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری بیٹیوں کے کام آ جائیں گے۔ تو انہوں نے کہا: میں نے اپنی بیٹیوں سے کہہ رکھا ہے کہ وہ روزانہ رات کو سورۃ الواقعہ پڑھا کریں، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص روزانہ رات کو سورۃ الواقعہ پڑھتا ہے؛ اسے کبھی فاقہ نہیں آتا۔

❶ [إسناده ضعيف] الرياض النضرة للمحب الطبرى: ٣/ ٢٥٦

❷ [موضوع] ضعيف الجامع للألباني: ١/ ٢٨٩

❸ [فى إسناده اختلاف] عمل اليوم والليلة لابن السني، ص: ٢٥٢ ـ التذكار فى أفضل الأذكار، ص: ١٧٨ ـ العلل المتناهية لابن الجوزي: ١/ ١٠٥ ـ تنزيه الشريعة لابن عراق: ١/ ٣٠١

1248 ۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَعْطَى رَهْطًا فِيهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَلَمْ يُعْطِهِ مَعَهُمْ شَيْئًا فَخَرَجَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَبْكِي ، فَلَقِيَهُ عُمَرُ فَقَالَ: مَا يُبْكِيكَ؟ فَقَالَ: أَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَأَنَا مَعَهُمْ وَلَمْ يُعْطِنِي ، وَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا مَنَعَهُ مَوْجِدَةٌ وَجَدَهَا عَلَيَّ ، فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ خَبَرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَيْسَ بِي سَخْطَةٌ عَلَيْهِ ، وَلٰكِنِّي وَكَلْتُهُ إِلَى إِيمَانِهِ)) . ❶

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی ایک جماعت کو عطیات دیے، ان میں عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے لیکن آپ ﷺ نے ان کو کچھ نہ دیا۔ عبدالرحمان رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے باہر نکلے تو انہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مل گئے، انہوں نے پوچھا: آپ کس بات سے رو رہے ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو عطیات دیے ہیں، میں بھی ان کے ساتھ ہی تھا لیکن مجھے کچھ نہیں دیا، مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں آپ نے میرے ساتھ کسی خفگی کی بنا پر ایسا نہ کیا ہو۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی بات بتلائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس سے کوئی ناراضی نہیں ہے بلکہ میں نے تو اسے اس کے ایمان کے سپرد کیا ہے۔

1249 ۔ اُم بکر بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ بَاعَ أَرْضًا لَهُ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِأَرْبَعِينَ أَلْفَ دِينَارٍ فَقَسَمَ فِي فُقَرَاءِ بَنِي زُهْرَةَ وَفِي ذِي الْحَاجَةِ مِنَ النَّاسِ ، وَفِي أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ ، قَالَ الْمِسْوَرُ: فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ بِنَصِيبِهَا مِنْ ذَالِكَ فَقَالَتْ: مَنْ أَرْسَلَ بِهٰذَا؟ ، قُلْتُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَحْنَأُ عَلَيْكُنَّ بَعْدِي إِلَّا الصَّابِرُونَ ، سَقَى اللّٰهُ ابْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ)) . ❷

سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو چالیس ہزار دینار کے عوض اپنی زمین فروخت کی، پھر وہ دینار بنوزہرہ کے غریبوں، ضرورت مند لوگوں اور اُمہات المومنین میں تقسیم کر دیے۔ مسور بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حصہ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے پوچھا: یہ کس نے بھیجا ہے؟

❶ [مرسل ورجاله ثقات] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٣٣ ـ الرياض النضرة للمحب الطبري: ٤/ ٨٣

❷ [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ٥/ ٦٤٨ ـ مسند أحمد: ٦/ ١٣٥ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣١٠

میں نے بتلایا کہ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے۔ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے بعد صبر کرنے والے ہی تم پر مہربانی کریں گے، اللہ تعالیٰ ابن عوف کو جنت کی نہر سے مشروب پلائے۔

1250۔ اُم بکر ہی بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ بَاعَ أَرْضًا لَهُ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: قَالَتْ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَحْنَأُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي إِلَّا الصَّابِرُونَ)). [1]

سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی زمین فروخت کی۔۔۔ اس کے بعد راوی نے مکمل حدیث بیان کی اور اس کے آخر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ان الفاظ میں ذکر کیا کہ سنو! یقیناً میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میرے بعد تم پر صبر کرنے والے ہی مہربانی کریں گے۔

1251۔ مِسور بیان کرتے ہیں کہ:

بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ فِي رَكْبٍ بَيْنَ عُثْمَانَ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قُدَّامِي وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ، فَقَالَ عُثْمَانُ مَنْ صَاحِبُ الْخَمِيصَةِ السَّوْدَاءِ؟ قَالُوا: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: فَنَادَانِي عُثْمَانُ فَقَالَ: يَا مِسْوَرُ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَ: ((مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ خَيْرٌ مِنْ خَالِكَ فِي الْهِجْرَةِ الْأُولٰى، وَفِي الْهِجْرَةِ الْآخِرَةِ فَقَدْ كَذَبَ)). [2]

میں ایک قافلے میں سیدنا عثمان اور سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان میں چل رہا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ دھاری دار کرتے والا کون ہے؟ تو عبدالرحمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے (مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے) فرمایا: اے مسور! جو شخص سمجھے کہ وہ پہلی ہجرت میں تیرے ماموں عبدالرحمان سے بہتر ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔

1252۔ ابن ابی نجیح بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ مَنْ حَافَظَ عَلٰى أَزْوَاجِي - وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً -: عَلٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ - إِنَّ الَّذِي يُحَافِظُ عَلَيْهِنَّ بَعْدِي فَهُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ)) قَالَ: فَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَحُجُّ بِهِنَّ، وَيَجْعَلُ عَلٰى هَوَادِجِهِنَّ الطَّيَالِسَةَ وَيُنْزِلُهُنَّ الشِّعْبَ الَّذِي لَيْسَ لَهُ مَنْفَذٌ. [3]

یقیناً جو شخص میرے بعد میری ازواج (اُمہات المومنین) کا خیال رکھے گا؛ وہ سچا اور نیکوکار شخص ہوگا۔ چنانچہ سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہما ان (اُمہات المومنین) کو حج کروایا کرتے تھے اور ان کے ہودجوں پر سبز رنگ کی شالیں رکھواتے تھے اور ان کا پڑاؤ بھی ایسی جگہ پر کروایا کرتے تھے جو عام گزرگاہ نہیں ہوتی تھی۔

توضیح: ...... سبز رنگ کی شالیں رکھنے سے مقصود یہ ہوتا تھا کہ اُمہات المومنین کے بیٹھنے کے لیے جگہیں آرام دہ ہو جائیں اور عام گزرگاہ میں اس لیے پڑاؤ نہیں کرواتے تھے تاکہ لوگوں کے گزرنے سے وہ بے آرام اور پریشان نہ ہوں۔

1253۔ سعد بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ:

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ١٣٥

[2] [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٠٩

[3] [إسناده ضعيف لانقطاعه] الطبقات لابن سعد: ٨/ ٢١

كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ لَمْ يَنْزِلْ مَنْزِلَهُ الَّذِي كَانَ يَنْزِلُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْهَا. ❶

جب عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ مکہ تشریف لاتے تھے تو کسی ایسی جگہ پر نہیں ٹھہرتے تھے جہاں وہ دورِ جاہلیت میں ٹھہرا کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ مکہ سے نکل جاتے۔

1254 - ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان کے جسد خاکی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اذْهَبِ ابْنَ عَوْفٍ بِبُطْنَتِكَ لَمْ يَتَغَضْغَضْ مِنْهَا شَيْءٌ. ❷

اے ابن عوف! دنیا سے اپنی ساری عادات لے جا، ان میں سے کچھ بھی مت چھوڑ کر جانا۔

1255 - ابراہیم بن قارظ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ دنیا سے رحلت فرما گئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اذْهَبِ ابْنَ عَوْفٍ فَقَدْ أَدْرَكْتَ صَفْوَهَا وَسَبَقْتَ رَنْقَهَا. ❸

اے ابن عوف! تم نے اس کے انتخاب کو پالیا اور اس کی آب وتاب پر سبقت لے گئے ہو۔

1256 - ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَقَدْ رَأَيْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ فِي جِنَازَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عِنْدَ قَائِمَتَيِ السَّرِيرِ فَجَعَلَ يَقُولُ: وَاجَبَلَاهُ. ❹

میں نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے جنازے میں چارپائی کے پایوں کے پاس دیکھا اور وہ کہہ رہے تھے: ہائے علم کے پہاڑ۔

1257 - سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر فرمایا:

اذْهَبِ ابْنَ عَوْفٍ فَقَدْ أَدْرَكْتَ صَفْوَهَا وَسَبَقْتَ رَنْقَهَا. ❺

اے ابن عوف! تم نے اس کے انتخاب کو پالیا اور اس کی آب وتاب پر سبقت لے گئے ہو۔

1258 - ابوسلمہ بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا کرتے تھے:

((إِنَّ أَمْرَكُنَّ لَمِمَّا يُهِمُّنِي بَعْدِي، وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُونَ)) ثُمَّ تَقُولُ لِي: سَقَى اللّٰهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ، تُرِيدُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَكَانَ أَعْطَى نِسَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ

---

❶ [إسناده منقطع] الطبقات لابن سعد: ٣/ ١٣١

❷ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٠٧ـ المعجم الكبير للطبراني: ١/ ٨٩

❸ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ١/ ٨٩ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٠٦

❹ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٠٨

❺ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٢٥٥

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالًا بِيعَ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا وَصَلَهُنَّ بِهِ. ❶

تمہارا معاملہ ان امور میں سے ہے جو میرے بعد (کے معاملات کے متعلق) مجھے پریشان کر دیتے ہیں اور تمہارا خیال صرف صبر کرنے والے ہی رکھیں گے۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے فرماتیں: اللہ تعالیٰ تمہارے والد کو جنت کی نہر سے مشروب پلائے۔ ان کی مراد سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو وہ مال (یعنی باغ) دیا تھا جو چالیس ہزار دینار میں فروخت ہوا تھا۔

1259۔ محمد بن جبیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنْ ضَرَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ بِإِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى فَبَايِعُوهُ. ❷

اگر عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر ماریں تو تم ان سے بیعت کر لینا۔

❶ [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ٥/ ٦٤٨۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣١٢۔ صحيح ابن حبان: ٥٤٧

❷ إسناده ضعيف.

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فضائل

1260 - سعید بن مُسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَوَّلُ مَنْ سَلَّ سَيْفَهُ فِي ذَاتِ اللّٰهِ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَبَيْنَمَا الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ قَائِلٌ فِي شِعْبِ الْمَطَابِخِ إِذْ سَمِعَ نَغْمَةً: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُتِلَ، فَخَرَجَ مِنَ الْبَيْتِ مُتَجَرِّدًا، بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا، فَلَقِيَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَّةً كَفَّةً، فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكَ يَا زُبَيْرُ؟)) قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّكَ قُتِلْتَ، قَالَ: ((فَمَا كُنْتُ صَانِعًا؟)) قَالَ: أَرَدْتُ وَاللّٰهِ أَنْ أَسْتَعْرِضَ أَهْلَ مَكَّةَ قَالَ: ((فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْرٍ)). قَالَ سَعِيدٌ: أَرْجُو أَنْ لَا تَضِيعَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ دَعْوَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [1]

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں جس شخص نے تلوار تانی وہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ایک بار زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کسی کی آواز سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا گیا، تو آپ تلوار میان سے نکالے ہوئے گھر سے نکلے، آپ کے ہاتھ میں تیز تلوار تھی، تو (راستے میں) انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روکتے ہوئے پوچھا: اے زبیر! تجھے کیا ہوا؟ تو انہوں نے کہا: میں نے سنا تھا کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو تم کیا کرنے جا رہے تھے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں اہل مکہ سے، اپنی پروا کیے بغیر جا لڑوں گا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے یقین ہے کہ اللہ عزوجل کے ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا رائیگاں نہیں جائے گی۔

توضیح:...... یعنی اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بہ دولت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو خیر و بھلائی سے ضرور ہمکنار فرمائے گا۔

1261 - عامر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا خَالِدُ مَا لَكَ وَمَا لِرَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، لَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ لَمْ تُدْرِكْ عَمَلَهُ)). [2]

اے خالد! تمہارا اور اس مہاجر شخص (یعنی عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ) کا کیا معاملہ ہے؟ اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر بھی خرچ کر دو تو پھر بھی اس کے عمل کو نہیں پہنچ پاؤ گے۔

1262 - مروان بن حکم بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدَ عُثْمَانَ وَقَدْ أَصَابَهُ رُعَافٌ شَدِيدٌ حَتَّى أَوْصَى، وَمَنَعَهُ مِنَ الْحَجِّ قَالَ:

[1] [إسناده حسن لغيره] المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٦٠

[2] [إسناده ضعيف] مكرر برقم: ١٢

فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اسْتَخْلِفْ، قَالَ: وَقَدْ قِيلَ ذَاكَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ الرَّجُلُ قَالَ: ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ، قَالَ: ثُمَّ أَتَاهُ رَجُلٌ آخَرُ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اسْتَخْلَفْتَ أَحَدًا؟ قَالَ عُثْمَانُ: وَقِيلَ ذَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيلَ الزُّبَيْرُ، قَالَ عُثْمَانُ: أَمَا وَاللّٰهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ خَيْرُكُمْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ❶

میں ایک دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ آپ کی بہت سخت نکسیر پھوٹ گئی (تکلیف اس قدر شدید تھی کہ) آپ نے (موت کے ڈر سے) وصیت کر دی۔ اتنے میں قریش کا ایک آدمی ان کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین! خلیفہ مقرر کر دیجیے۔ آپ نے پوچھا: کیا اس بارے میں باتیں ہو رہی ہیں؟ تو وہ آدمی خاموش ہو گیا۔ پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے بھی اسی جیسی بات کہی۔ پھر قریش کا ہی ایک اور آدمی آیا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ نے کسی کو خلیفہ مقرر کر دیا ہے؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے استفسار فرمایا: کیا ایسا کچھ کہا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، زبیر رضی اللہ عنہ کا نام لیا جا رہا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو! اللہ کی قسم! یقیناً تمہیں بھی علم ہے کہ وہ تم میں سے بہترین شخص ہیں۔ آپ نے یہ بات تین بار فرمائی۔

1263 ۔ ہشام رحمہ اللہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ، وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ وَابْنُ عَمَّتِي)). ❷

ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور یقیناً میرا حواری زبیر اور میرا چچازاد ہے۔

1264 ۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

نَدَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ، وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ)). ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے روز (دشمن کی خبر لانے کے لیے صحابہ کو) دعوت دی تو زبیر رضی اللہ عنہ نے لبیک کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر لوگوں کو دعوت دی تو زبیر رضی اللہ عنہ نے خود کو پیش کر دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دعوت دی تو زبیر رضی اللہ عنہ نے (اس بار بھی) لبیک کہا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

توضیح:...... حواری کا مطلب ہے جاں نثار ساتھی۔ تمام انبیاء کے حواری ہوتے تھے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا ذکر ہوا ہے: ﴿قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ [الصف: ١٤] "(حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے) کہا: اللہ کی دعوت میں میرا کون مددگار بنے گا؟ تو حواریوں نے کہا: ہم ہیں اللہ

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٧٩۔ مسند أحمد: ١/ ٦٤

❷ [مرسل صحيح] السنة لابن أبي عاصم: ١٣٦

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٥٢۔ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٧٩۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٤٦۔ سنن ابن ماجه: ١/ ٤٥۔ مسند أحمد: ٣/ ٣٠٧۔ المعجم الكبير للطبراني: ١/ ٧٩۔ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٤٥

(کی دعوت میں آپ) کے مددگار۔'' اور نبی ﷺ کے جاں نثار ساتھی ہونے کا اعزاز سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا ہے۔

1265 ۔ ہشام رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَسْلَمَ الزُّبَيْرُ وَهُوَ ابْنُ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً ، وَلَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ غَزَاةٍ غَزَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ ، وَقُتِلَ وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَسِتِّينَ . ❶

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے سولہ برس کی عمر میں اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ کسی بھی ایسے غزوے سے پیچھے نہیں رہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے شرکت کی ہو، ساٹھ سے کچھ زائد برس کی عمر میں ان کی شہادت ہوئی۔

1266 ۔ ہشام رحمہ اللہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ أَوَّلَ رَجُلٍ سَلَّ سَيْفَهُ فِي اللّٰهِ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ ، نَفْخَةٌ نَفَخَهَا الشَّيْطَانُ ، أُخِذَ رَسُولُ اللّٰهِ ، فَخَرَجَ الزُّبَيْرُ يَشُقُّ النَّاسَ بِسَيْفِهِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلٰى مَكَّةَ قَالَ: ((مَا لَكَ يَا زُبَيْرُ؟)) قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّكَ أُخِذْتَ ، قَالَ: فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ وَلِسَيْفِهِ . ❷

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں جس شخص نے تلوار تانی وہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ شیطان نے یہ افواہ اُڑا دی کہ رسول اللہ ﷺ کو پکڑ لیا گیا ہے۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ یہ سن کر نکلے اور اپنی تلوار سے لوگوں کو چیرتے ہوئے آئے۔ نبی ﷺ اس وقت مکہ کے بالائی حصے میں تھے، آپ نے استفسار فرمایا: اے زبیر! تجھے کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: مجھے بتلایا گیا تھا کہ آپ کو پکڑ لیا گیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے ان کے لیے رحمت کی دعا فرمائی اور ان کی تلوار کو بھی دعا دی۔

1267 ۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جَمَعَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ . ❸

نبی ﷺ نے غزوہ اُحد کے روز میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا۔

توضیح :...... ماں باپ کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ غزوہ اُحد کے روز سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ بڑی جواں مردی سے لڑ رہے تھے تو نبی ﷺ نے ان کی حوصلہ افزائی کے لیے فرمایا تھا: ''میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔'' یقیناً یہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے بہت بڑی سعادت اور اعزاز کی بات تھی۔

1268 ۔ عبّاد بن حمزہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَتْ عَلَى الزُّبَيْرِ رَيْطَةٌ صَفْرَاءُ ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ نَزَلَتْ يَوْمَ بَدْرٍ عَلَيْهَا عَمَائِمُ صُفْرٌ . ❹

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے (غزوۂ بدر کے روز اپنے سر پر) زرد رنگ کا باریک و ملائم کپڑا اوڑھا ہوا تھا اور فرشتے بھی بدر کے دِن زرد پگڑیاں پہن کر ہی اُترے تھے۔

---

❶ [إسناده صحيح الى هشام] المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٥٩۔ حلية الأولياء لأبی نعيم: ١/ ٨٩۔ مجمع الزوائد للهيثمی: ٩/ ١٥١

❷ [إسناده مرسل صحيح] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٤١۔حلية الأولياء لأبی نعيم: ١/ ٨٩

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاری: ٧/ ٨٠۔ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٨٠۔ سنن الترمذی: ٥/ ٦٤٦۔ مسند أحمد: ١/ ١٦٤

❹ [إسناده مرسل صحيح] سنن سعيد بن منصور: ٣/ ٢٢٢۔المستدرك للحاكم: ٣٦١

1269۔ ہشام رحمہ اللہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ الزُّبَيْرَ كَانَتْ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ صَفْرَاءُ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَنَزَلَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهَا عَمَائِمُ صُفْرٌ . ❶

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے بدر کے روز زرد عمامہ پہن رکھا تھا اور جب فرشتے اُترے تو انہوں نے بھی زرد رنگ کے عمامے پہنے ہوئے تھے۔

1270۔ سُنبلہ اپنی آزاد کردہ لونڈی سے بیان کرتی ہیں کہ:

جَاءَ قَاتِلُ الزُّبَيْرِ ، وَأَنَا عِنْدَ عَلِيٍّ جَالِسَةٌ يَسْتَأْذِنُ فَجَاءَ الْغُلَامُ فَقَالَ: هٰذَا قَاتِلُ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: لِيَدْخُلْ قَاتِلُ الزُّبَيْرِ النَّارَ ، قَالَتْ: وَجَاءَ قَاتِلُ طَلْحَةَ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ الْغُلَامُ: هٰذَا قَاتِلُ طَلْحَةَ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ: لِيَدْخُلْ قَاتِلُ طَلْحَةَ النَّارَ . ❷

میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا قاتل آ کر ملاقات کی اجازت طلب کرنے لگا، اتنے میں ایک غلام آیا اور اس نے بتلایا کہ یہ زبیر رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زبیر کے قاتل کو جہنم میں ہی چلے جانا چاہیے۔ راویہ بیان کرتی ہیں کہ پھر سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا قاتل (اندر) آ گیا، جو اجازت مانگ رہا تھا، تو اسی غلام نے بتلایا کہ یہی ہے طلحہ رضی اللہ عنہ کا قاتل۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: طلحہ کے قاتل کو بھی جہنم میں ہی چلے جانا چاہیے۔

1271۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ ، وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ)) . ❸

ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

1272۔ زِر بیان کرتے ہیں کہ:

اِسْتَأْذَنَ ابْنُ جُرْمُوزٍ عَلَى عَلِيٍّ ، وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ عَلِيٌّ: بَشِّرْ قَاتِلَ ابْنِ صَفِيَّةَ بِالنَّارِ ، ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ ، وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ)) . ❹

ابن جرموز نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، اور میں بھی ان کے پاس موجود تھا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن صفیہ کے قاتل کو جہنم کی بشارت دے دو۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

توضیح:...... ابن صفیہ سے مراد سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ ہیں اور ابن جرموز نے ان کو شہید کیا تھا۔

1273۔ زِر بن حُبیش بیان کرتے ہیں کہ:

اسْتَأْذَنَ ابْنُ جُرْمُوزٍ عَلَى عَلِيٍّ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: ابْنُ جُرْمُوزٍ يَسْتَأْذِنُ ، فَقَالَ: ائْذَنُوا لَهُ

---

❶ [إسناده مرسل صحيح] انظر ما قبله

❷ [سنبلة مولاتها لم أجدها والباقون ثقات] التاريخ للفسوی: ٢/ ٨١٦

❸ [إسناده حسن] حلية الأولياء لأبی نعیم: ٤/ ١٨٦

❹ [إسناده حسن] سنن الترمذی: ٥/ ٦٤٦ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٦٧

لِيَدْخُلْ قَاتِلُ الزُّبَيْرِ النَّارَ ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا ، وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ)) . ❶

ابن جرموز نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ نے پوچھا: کون ہے؟ تو اس نے کہا: ابن جرموز اجازت کا طلبگار ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو (اندر آنے کی) اجازت دے دو، زبیر رضی اللہ عنہ کے قاتل کو جہنم میں ہی جانا چاہیے (کیونکہ) بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: یقیناً ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور بلاشبہ میرا حواری زبیر ہے۔

توضیح:...... ابن جرموز نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کو بددعا دی۔

1274۔ منصور بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ: أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اثْبُتْ حِرَاءُ فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ ، أَوْ صِدِّيقٌ ، أَوْ شَهِيدٌ)) فَقَالَ: نَعَمْ ، قُلْتُ: مَنْ كَانَ عَلَى الْجَبَلِ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: عَلِيٌّ ، وَعُثْمَانُ ، وَطَلْحَةُ ، وَالزُّبَيْرُ . ❷

میں نے امام شعبی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا آپ کے احاطہ علم میں نبی ﷺ کا یہ فرمان آیا ہے کہ اے حراء! ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، صدیق اور شہید موجود ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ میں نے کہا: اس دن پہاڑ پر کون کون تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: سیدنا علی، عثمان، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم۔

1275۔ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ ، رَجُلًا يَقُولُ: أَنَا بُنَيُّ حَوَارِيِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ ((إِنْ كُنْتَ مِنْ آلِ الزُّبَيْرِ وَإِلَّا فَلَا)) . ❸

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حواری (سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ) کی اولاد ہوں۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر تو تم زبیر رضی اللہ عنہ کی آل میں سے ہو تو (پھر ہم تمہیں خصوصی عزت سے نوازیں گے) اور اگر ان کی آل میں سے نہیں ہو تو پھر (ہم خصوصی اعزاز) نہیں دیں گے۔

❶ إسناده حسن .
❷ [إسناده صحيح الى الشعبى] مضى برقم: ٨١، ٨٢
❸ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبرانى: ١/ ٧٨

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل

1276 ۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا: أَرْسِلْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِينًا أَمِينًا أَمِينًا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَأُرْسِلُ مَعَكُمْ رَجُلًا أَمِينًا أَمِينًا أَمِينًا)) ، قَالَ: فَجَثَا لَهَا أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرُّكَبِ ، قَالَ: فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ . ❶

عاقب اور سید (نجران کے سردار) نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہمارے ساتھ ایسے آدمی کو بھیجئے جو امین ہو، امین ہو، امین ہو۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: میں عنقریب تمہارے ساتھ ایسے آدمی کو ہی بھیجوں گا جو امین ہوگا، امین ہوگا، امین ہوگا۔ یہ سن کر نبی ﷺ کے صحابہ دوزانو بیٹھ کر دیکھنے لگے کہ شاید انہیں بھیجا جائے۔ لیکن آپ ﷺ نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

1277 ۔ ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَخِلَّائِي مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ ثَلَاثَةٌ ، أَبُو بَكْرٍ ، وَعُمَرُ ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ . ❷

اس اُمت میں سے تین بندے میرے گہرے دوست ہیں: سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم۔

1278 ۔ عبدالملک بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ:

اسْتَعْمَلَ عُمَرُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ عَلَى الشَّامِ وَعَزَلَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ قَالَ: فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: بَعَثَ عَلَيْكُمْ أَمِينَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)) . ❸

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر مقرر کر دیا، تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے (شامیوں سے) کہا: عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس اس اُمت کے امین کو بھیج رہے ہیں، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: اس اُمت کے امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

1279 ۔ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((خَالِدٌ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ ، وَنِعْمَ فَتَى الْعَشِيرَةِ)) .

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٤٠١ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٦٧ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٤٨ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٢٦٧ـ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٥٩

❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٣٥٨

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٤/ ٩٠ـالمعجم الكبير للطبراني: ٤/ ١٢٩

خالد اللہ کی تلوار ہے اور (اپنے) خاندان کا بہت اچھا جوان ہے۔

اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ أَهْلَ الْيَمَنِ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوهُ أَنْ يَبْعَثَ مَعَهُمْ رَجُلًا يُعَلِّمُهُمْ، فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ وَقَالَ: ((هُوَ أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ)). ❶

جب یمنی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ سے درخواست کی کہ ان کے ساتھ کوئی ایسا آدمی بھیج دیجیے جو انہیں تعلیم دے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا اور فرمایا: یہ اس اُمت کا امین ہے۔

1280۔ اسلم رحمہ اللہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا لِمَنْ حَوْلَهُ: تَمَنَّوْا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَتَمَنَّى لَوْ أَنَّ هٰذِهِ الدَّارَ مَمْلُوءَةٌ ذَهَبًا فَأُنْفِقُهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ: تَمَنَّوْا، فَقَالَ رَجُلٌ: أَتَمَنَّى لَوْ أَنَّهَا مَمْلُوءَةٌ لُؤْلُؤًا أَوْ زَبَرْجَدًا أَوْ جَوْهَرًا، فَأُنْفِقُهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَتَصَدَّقُ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: تَمَنَّوْا، فَقَالُوا: مَا نَدْرِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ عُمَرُ: أَتَمَنَّى لَوْ أَنَّهَا مَمْلُوءَةٌ رِجَالًا مِثْلَ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ. ❷

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز اپنے اردگرد بیٹھے لوگوں سے فرمایا: اپنی خواہش ظاہر کرو۔ ایک نے کہا: میری خواہش ہے کہ یہ گھر سونے سے بھرا ہو اور میں اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں۔ آپ نے پھر فرمایا: اور خواہش بتلاؤ۔ ایک اور آدمی نے کہا: میری خواہش ہے کہ یہ گھر زبرجد اور جواہرات سے بھرا ہو اور میں اسے راہِ خدا میں خرچ کر دوں اور صدقہ وخیرات کر دوں۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور کوئی خواہش ظاہر کرو۔ تو لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین! ہم نہیں جانتے کہ کیا خواہش کریں۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری خواہش یہ ہے کہ یہ گھر ابوعبیدہ بن جراح، معاذ بن جبل، سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم جیسے آدمیوں سے بھرا ہو۔

1281۔ عبداللہ بن شقیق روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((عَائِشَةُ)) قَالَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: ((أَبُوهَا)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)). ❸

اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے پوچھا: مردوں میں سے کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے والد (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ)۔ انہوں نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوعبیدہ بن جراح۔

1282۔ امام حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١٢٥۔مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٥٩

❷ [إسناده حسن] المستدرك للحاكم: ٣/ ٢٢٦۔صفة الصفوة لابن الجوزي: ١/ ٣٦٧

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٢٠٣۔سنن ابن ماجه: ١/ ٣٨

((إِنَّ لِمُعَاذٍ رَتْوَةً بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ)). ❶

یقیناً علماء کے سامنے معاذ کا ایک باعزت مقام ہے۔

1283 ۔ امام حسن رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي إِلَّا لَوْ شِئْتُ آخُذُ عَلَيْهِ خُلُقَهُ إِلَّا أَخَذْتُ، لَيْسَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ)). ❷

میرے صحابہ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ اگر میں اس کے اخلاق پر مواخذہ کرنا چاہوں تو کر نہ سکوں، سوائے ابوعبیدہ بن جراح کے۔

توضیح:...... یعنی یہ اس قدر بلند اخلاق کے مالک ہیں کہ ان میں کوئی ایک بھی ایسی خصلت یا عادت نہیں ہے جسے بداخلاقی کہا جا سکے اور اس پر ان کا مواخذہ کیا جا سکے۔

1284 ۔ ابوالبختری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ عُمَرُ لِأَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ: ابْسُطْ يَدَكَ حَتَّى أُبَايِعَكَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَنْتَ أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ))، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: مَا كُنْتُ لِأَتَقَدَّمَ بَيْنَ يَدَيْ رَجُلٍ أَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَؤُمَّنَا فَأَمَّنَا حَتَّى مَاتَ. ❸

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا: اپنا ہاتھ دیجیے تا کہ میں آپ کی بیعت کروں، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپ اس اُمت کے امین ہیں۔ تو سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسے شخص سے مقدم نہیں ہوسکتا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا تھا کہ وہ ہماری امامت کروائیں (یعنی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) تو انہوں نے ہماری امامت کروائی، یہاں تک کہ وہ وفات پا گئے۔

1285 ۔ ثابت بن حجاج بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوْ أَدْرَكْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَاسْتَخْلَفْتُهُ وَمَا شَاوَرْتُ فِيهِ فَإِنْ سُئِلْتُ عَنْهُ، قُلْتُ: اسْتَخْلَفْتُ أَمِينَ اللّٰهِ وَأَمِينَ رَسُولِهِ. ❹

اگر میں نے ابوعبیدہ بن جراح کو پا لیا تو میں انہیں خلیفہ منتخب کر لوں گا اور اس بارے میں کسی سے مشاورت بھی نہیں کروں گا، سو اگر کسی نے اس کے متعلق مجھ سے سوال کیا تو میں کہوں گا: میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے امین کو خلیفہ منتخب کیا ہے۔

1286 ۔ ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَسُئِلَتْ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَ؟ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ. قِيلَ لَهَا: مَنْ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَتْ: عُمَرُ، ثُمَّ قِيلَ لَهَا: مَنْ بَعْدَ عُمَرَ؟ قَالَتْ:

---

❶ [إسناده مرسل صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ٢٦٨۔ مجمع الزوائد للهيثمى: ٩/ ٣١١

❷ [إسناده مرسل ورجاله ثقات] التاريخ للفسوى: ١/ ٤٨٨۔ كنز العمال: ١١/ ٧١٤

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٣٥۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٢٦٧ ❹ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٨

أَبُو عُبَيْدَةَ . قَالَ: ثُمَّ انْتَهَتْ إِلَى ذَا . ❶

میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، جبکہ ان سے سوال کیا گیا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ مقرر کرتے تو کسے کرتے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔ پھر ان سے پوچھا گیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد کس کو کرتے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کو۔ پھر ان سے پوچھا گیا: عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کس کو کرتے؟ تو انہوں نے فرمایا: ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو۔ بس آپ نے یہیں تک بتایا۔

1287 ۔ شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوِ اسْتَخْلَفْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَسَأَلَنِي عَنْهُ رَبِّي: مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَالِكَ؟ لَقُلْتُ: رَبِّ سَمِعْتُ نَبِيَّكَ وَهُوَ يَقُولُ: ((إِنَّهُ أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ))، وَلَوِ اسْتَخْلَفْتُ سَالِمًا مَوْلَى حُذَيْفَةَ فَسَأَلَنِي عَنْهُ رَبِّي: مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَالِكَ؟ لَقُلْتُ: رَبِّ سَمِعْتُ نَبِيَّكَ وَهُوَ يَقُولُ: ((إِنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ حَقًّا مِنْ قَلْبِهِ))، وَلَوِ اسْتَخْلَفْتُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ فَسَأَلَنِي عَنْهُ رَبِّي مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَالِكَ؟ لَقُلْتُ: رَبِّ سَمِعْتُ نَبِيَّكَ وَهُوَ يَقُولُ: ((إِنَّ الْعُلَمَاءَ إِذَا حَضَرُوا رَبَّهُمْ كَانَ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ رَتْوَةً بِحَجَرٍ)). ❷

اگر میں ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دوں اور (روزِ قیامت جب) میرا رب مجھ سے اس بارے میں پوچھے گا کہ تجھے اس کام پر کس چیز نے برانگیخت کیا؟ تو میں کہوں گا: اے میرے رب! میں نے تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو (ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں) یہ فرماتے سنا تھا کہ بلاشبہ یہ اس اُمت کا امین ہے۔ اور اگر میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سالم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دوں اور میرا پروردگار جب مجھ سے اس بارے میں پوچھے گا کہ تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے اُبھارا؟ تو میں کہوں گا: اے میرے پروردگار! میں نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (سالم رضی اللہ عنہ کے بارے میں) یہ فرماتے سنا تھا کہ بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے دِل سے سچی محبت کرتا ہے۔ اور اگر میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دوں اور میرا رب جب مجھ سے اس بارے میں پوچھے گا کہ تجھے اس کام کی کس چیز نے ترغیب دِلائی؟ تو میں کہوں گا: اے میرے رب! میں نے تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں) یہ فرماتے سنا تھا کہ یقیناً یقیناً علماء جب اپنے رب تعالیٰ کے پاس حاضر ہوں گے تو ان کے آگے آگے یہ عزت وشرف والا عالم ہوگا۔

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٤/ ١٨٥٦

❷ [إسناده ضعيف] تاريخ المدينة لابن شبّة: ١/ ٢٥٩۔ تاريخ الطبرى: ٥/ ٣٣۔ سير أعلام النبلاء للذهبى: ١٢/ ١٦٥

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

1288 ۔ ابوبکر بن حفص رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَاهَرَ يَوْمَ أُحُدٍ بَيْنَ دِرْعَيْنِ قَالَ: فَلَمَّا صَعِدَ فِي الْجَبَلِ انْتَهٰى إِلٰى صَخْرَةٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَصْعَدَهَا . قَالَ: فَجَاءَ طَلْحَةُ فَبَرَكَ لَهُ، فَصَعَدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ظَهْرِهِ قَالَ: وَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَضْرِبَهُ بِالسَّيْفِ قَالَ: فَوَقَاهُ طَلْحَةُ بِيَدِهِ فَشُلَّتْ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَوْجَبَ طَلْحَةُ)) . [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ اُحد کے روز دو زِرہیں پہنے تشریف لائے۔ جب آپ نے پہاڑ پر چڑھنا چاہا تو چٹان کے پاس پہنچ کر رُک جائے اور (دو زِرہیں پہننے کی وجہ سے) اُوپر نہ چڑھ سکے۔ پھر سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کے آگے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پُشت پر چڑھ گئے۔ اتنے میں ایک دشمن آیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار کا وار کرنا چاہتا تھا، لیکن سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کے ذریعے آپ کو بچالیا، جس کی وجہ سے ہاتھ شل ہو گیا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طلحہ نے جنت واجب کر لی۔

1289 ۔ ابن ابی مُلیکہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أَبْشِرْ يَا طَلْحَةُ بِالْجَنَّةِ الْيَوْمَ)) . [2]

اے طلحہ! آج تم جنت کی بشارت وصول کرلو۔

1290 ۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت طلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربانی کا کمال مظاہرہ کیا، یعنی جب وہ آپ کے لیے گھٹنوں کے بل ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پُشت پر چڑھ گئے۔ تو اس وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((أَوْجَبَ طَلْحَةُ)) . [3]

طلحہ نے جنت واجب کر لی۔

1291 ۔ ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

اِسْتَأْذَنَ ابْنُ جُرْمُوزٍ الَّذِي قَتَلَ الزُّبَيْرَ أَوْ أَشْرَكَ فِي قَتْلِهِ عَلٰى عَلِيٍّ، فَرَأَى فِي الْإِذْنِ جَفْوَةً، فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى عَلِيٍّ قَالَ: أَمَّا فُلَانٌ فُلَانٌ فَيُؤْذَنُ لَهُمَا، وَأَمَّا أَنَا فَلَا، قَاتِلُ الزُّبَيْرِ، قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: بِفِيكَ التُّرَابُ، بِفِيكَ التُّرَابُ، إِنِّي لَأَرْجُو إِنْ أَكُونَ أَنَا وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ مِنَ الَّذِينَ قَالَ

---

[1] [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٧٤ [2] [إسناده مرسل ورجاله ثقات]

[3] [إسناده حسن] سنن الترمذی: ٤/ ٢٠١۔ صحيح ابن حبان: ٥٤٥۔ مسند البزار: ٢/ ٣٢٢۔ مجمع الزوائد للهيثمی: ٦/ ١٠٨

اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ [الحجر:٤٧])). ❶

ابن جرموز، جس نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا یا ان کو شہید کرنے میں شرکت کی تھی، نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کی اجازت طلب کی تو اس نے اجازت دینے میں ناگواری دیکھی، پھر جب وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو بولا: فلاں فلاں شخص کو تو اجازت دے دی جاتی ہے لیکن مجھے ملنے کی اجازت نہیں دی جاتی، حالانکہ میں زبیر کا قاتل ہوں۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: تیرے منہ میں خاک، تیرے منہ میں خاک، یقیناً مجھے اُمید ہے کہ میں، زبیر اور طلحہ (رضی اللہ عنہم) ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ ''ان کے دِلوں میں جو کچھ رنجش وکینہ تھا ہم وہ سب نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔'' [الحجر:٤٧]

1292۔ قیس بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ، وَقَى بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ. ❷

میں نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ دیکھا جو شل ہو چکا تھا، انہوں نے اس سے غزوہ اُحد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا تھا۔

1293۔ امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بَاعَ أَرْضًا لَهُ بِسَبْعِمِائَةِ أَلْفٍ فَبَاتَ لَيْلَةَ عِنْدَهُ ذَالِكَ الْمَالُ، فَبَاتَ أَرِقًا مِنْ مَخَافَةِ ذَالِكَ الْمَالِ حَتَّى أَصْبَحَ فَفَرَّقَهُ. ❸

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے سات لاکھ کے عوض اپنی زمین فروخت کی تو انہوں نے اس حالت میں رات گزاری کہ وہ مال ان کے پاس موجود تھا، تو انہوں نے اس مال کے ڈر سے وہ رات بے خوابی میں ہی گزاری، یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو انہوں نے اسے جدا جدا (یعنی تقسیم) کر دیا۔

1294۔ موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ طَلْحَةَ ضُرِبَتْ كَفُّهُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ: حَسِّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ قُلْتَ: بِسْمِ اللّٰهِ، لَرَأَيْتَ يُبْنٰى لَكَ بِهَا بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ وَأَنْتَ حَيٌّ فِي الدُّنْيَا)). ❹

غزوۂ اُحد کے روز جب سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کٹا تو انہوں نے ''حس'' کی آواز نکالی (یعنی درد کی ہلکی سی آواز)، تو

❶ [إسناده ضعيف] تفسير ابن جرير الطبري: ١٤/ ٢٥

❷ [إسنــاده صـحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٨٢۔ مسند أحمد: ١/ ١٦١۔ سنن ابن ماجه: ١/ ٤٦۔ المعجم الكبير للطبراني: ١/ ٩٦۔ سنن سعيد بن منصور: ٣/ ٣٣١

❸ [رجال إسناده ثقات] الزهد لأحمد بن حنبل، ص: ١٤٥۔حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ٨٩

❹ [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ٥/ ٦٤٤

نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: اگر تم ''بسم اللہ'' کہتے تو تم دیکھتے کہ اس کے بدلے میں تمہارے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا، باوجودیکہ تم دنیا میں زندہ ہوتے۔

1295 ۔ ابوحبیبہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ عِمْرَانُ بْنُ طَلْحَةَ، إِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ: هَا هُنَا يَا ابْنَ أَخِي، فَأَجْلَسَهُ عَلٰى طِنْفِسَةٍ وَقَالَ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا وَأَبُوكَ كَمَنْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ [الحجر:٤٧]، فَقَالَ لَهُ ابْنُ الْكَوَّاءِ: اللّٰهُ أَعْدَلُ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَامَ إِلَيْهِ بِدُرَّتِهِ فَضَرَبَهُ، فَقَالَ: أَنْتَ لَا أُمَّ لَكَ وَأَصْحَابُكَ يُنْكِرُونَ هٰذَا.

عمران بن طلحہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: اے بھتیجے! یہاں آؤ۔ پھر آپ نے انہیں دری پر بٹھا لیا اور فرمایا: اللہ کی قسم! یقیناً مجھے امید ہے کہ میں اور آپ کے والد ایسے ہی ہوں گے جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ ''ان کے دِلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا ہم وہ سب نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔'' [الحجر:٤٧] تو ابن الکواء نے آپ سے کہا: اللہ تعالیٰ اس سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ تو (یہ سن کر) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کوڑا لے کر اٹھے اور اس کو مارا اور فرمایا: تیری ماں نہ رہے! تو اور تیرے ساتھی اس کا انکار کرتے ہیں۔

1296 ۔ موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

جُرِحَ طَلْحَةُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَعِشْرِينَ جِرَاحَةً. ❶

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیس سے زائد زخم لگے۔

1297 ۔ موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ طَلْحَةُ فَقَالَ: ((هٰذَا مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ)). ❷

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص ان میں سے ہے جنہوں نے اپنا وعدہ نبھا دیا ہے۔

توضیح:...... نبی ﷺ کا یہ فرمان قرآنِ کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ﴾ ''مومنوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دِکھایا، ان میں سے بعض نے تو اپنا وعدہ پورا کر دِیا اور بعض انتظار میں ہیں۔'' نَحْبٌ کا مطلب عہد، نذر اور موت ہے، مراد اس سے یہ ہے کہ کچھ مومنوں نے موت کی نذر مان رکھی ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کریں گے، ان میں سے کچھ تو اپنا یہ عہد نبھا کر جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں اور کچھ ابھی اس کے انتظار میں ہیں۔ آپ ﷺ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی انہی مومنین میں شمار فرمایا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی

❶ [إسناده صحيح] تفرّد به المؤلف

❷ [مرسل ورجاله ثقات] السنة لابن أبي عاصم: ١٣٨ ۔ اسباب النزول للواحدی: ٢٠٣

شہادت کی موت ہی آئی۔

1298 ۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابوحبیبہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ عِمْرَانُ بْنُ طَلْحَةَ عَلٰى عَلِيٍّ بَعْدَ مَا فَرَغَ مِنْ أَصْحَابِ الْجَمَلِ قَالَ: فَرَحَّبَ بِهِ، وَقَالَ: إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَنِي اللّٰهُ وَأَبَاكَ مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ [الحجر:٤٧] قَالَ: وَرَجُلَانِ جَالِسَانِ عَلٰى نَاحِيَةِ الْبِسَاطِ فَقَالَا: اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَعْدَلُ مِنْ ذَالِكَ تَقْتُلُهُمْ بِالْأَمْسِ، وَتَكُونُونَ إِخْوَانًا فِي الْجَنَّةِ؟، قَالَ عَلِيٌّ: قُومَا أَبْعَدَ أَرْضٍ وَأَسْحَقَهَا، فَمَنْ هُوَ؟ إِذَا لَمْ أَكُنْ أَنَا وَطَلْحَةُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِعِمْرَانَ: كَيْفَ أَهْلُكَ مَنْ بَقِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ أَوْلَادِ أَبِيكَ، أَمَا إِنَّا لَمْ نَقْبِضْ أَرْضَكُمْ هٰذِهِ السِّنِينَ، وَنَحْنُ نُرِيدُ أَنْ نَأْخُذَهَا إِنَّمَا أَخَذْنَاهَا مَخَافَةَ أَنْ يَنْتَهِبَهَا النَّاسُ، يَا فُلَانُ اذْهَبْ مَعَهُ إِلٰى ابْنِ قَرَظَةَ فَمُرْهُ فَلْيَدْفَعْ إِلَيْهِ أَرْضَهُ وَغَلَّةَ هٰذِهِ السِّنِينَ، يَا ابْنَ أَخٍ جِئْنَا فِي الْحَاجَةِ إِذَا كَانَتْ لَكَ. [1]

عمران بن طلحہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ اصحابِ جمل سے فارغ ہو چکے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان کو خوش آمدید کہا اور فرمایا: یقیناً مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کے والد (طلحہ رضی اللہ عنہ) کو ان لوگوں میں شامل فرمائے گا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ ''وہ بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔'' [الحجر:٤٧] راوی کہتے ہیں کہ دو آدمی چٹائی کے کونے پر بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اس سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے، ہم نے کل ان لوگوں کو قتل کر دیا ہے اور آپ جنت میں بھائی بھائی بنے ہوں گے؟ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم دونوں اٹھو اور اس علاقے سے کہیں دُور چلے جاؤ، اگر وہ لوگ (یعنی اس آیت کے مصداق لوگوں میں سے) میں اور طلحہ نہیں ہیں تو پھر کون ہیں؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عمران سے فرمایا: میں انہیں کیونکر ہلاک کر سکتا ہوں جو تمہاری اُمہات میں سے زندہ بچ گئی ہیں، سنو! ہم تمہاری اس زمین کو قبضے میں نہیں لیں گے، ہم نے تو صرف اس لیے اس کو لے لیا تھا کہ کہیں لوگ نہ لوٹ کر لے جائیں، اے فلاں! ان کے ساتھ ابن قرظہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ ان کو ان کی زمین اور اس کا اناج واپس کر دے۔ (پھر فرمایا) اے بھتیجے! جب بھی آپ کو کوئی کام ہوگا تو ہم حاضر ہو جائیں گے۔

توضیح: ......سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما جنگ جمل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف فریق میں سے تھے، اس لیے ان دو آدمیوں نے ایسا کہا تھا کہ ہم نے کل انہیں قتل کر دیا ہے اور آپ جنت میں بھائی بھائی ہونے کی باتیں کر رہے ہیں۔ لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا کمالِ ایمان دیکھیے کہ اس قدر اختلافات کے باوجود بھی ان کی عظمت اور فضیلت کے معترف رہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اجتہادی غلطیوں سے صرفِ نظر فرمائے گا۔

1299 ۔ ابراہیم اور محمد رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ ابْنُ جُرْمُوزٍ قَاتِلُ الزُّبَيْرِ يَسْتَأْذِنُ عَلٰى عَلِيٍّ فَحَجَبَهُ طَوِيلًا، ثُمَّ أَذِنَ لَهُ فَقَالَ: أَمَّا أَهْلُ

[1] [صحیح الإسناد] المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٧٦۔ تفسیر ابن جریر الطبری: ١٤/ ٢٥

الْبَلاءِ فَتَجْفُوهُمْ ، فَقَالَ عَلِيٌّ: بِفِيكِ التُّرَابُ ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا وَطَلْحَةُ ، وَالزُّبَيْرُ ، مِمَّنْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ [الحجر:٤٧] . ❶

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا ابن جرموز آیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے (اندر آنے کی) اجازت طلب کرنے لگا، علی رضی اللہ عنہ نے بہت دیر تک اس کو اجازت نہ دی، پھر اس کو اجازت دی تو اس نے کہا: جو لوگ آزمائش اور مصیبت میں پڑے ہیں آپ ان سے ناروا سلوک کرتے ہیں۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرے منہ میں خاک، تیرے منہ میں خاک، یقیناً مجھے اُمید ہے کہ میں، زبیر اور طلحہ (رضی اللہ عنہم) ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ ''ان کے دِلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا ہم وہ سب نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔'' [الحجر:٤٧]

توضیح:...... ابن جرموز نے یہ کہنا چاہا تھا کہ میں آپ کی خاطر آزمائش میں پڑا اور مصیبت مول لے کر زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، تو یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ برہم ہو گئے اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی قرآن سے فضیلت بیان کر کے واضح کر دیا کہ میں تیرے شنیع فعل سے بری الذمہ ہوں۔

1300۔ ربعی بن حراش بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّي لَأَرْجُو إِنْ أَكُونَ أَنَا وَالزُّبَيْرُ ، وَطَلْحَةُ ، مِمَّنْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ [الحجر:٤٧]. قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ هَمْدَانَ فَقَالَ: اَللّٰهُ أَعْدَلُ مِنْ ذَالِكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، قَالَ: فَصَاحَ بِهِ عَلِيٌّ صَيْحَةً: إِنَّ الْقَصْرَ يُدَهْدِهُ لَهَا ، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ هُمْ؟ إِذَا لَمْ نَكُنْ نَحْنُ هُمْ؟)) . ❷

یقیناً میں یہ امید کرتا ہوں کہ میں، زبیر اور طلحہ (رضی اللہ عنہم) ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ ''ان کے دِلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا ہم وہ سب نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔'' [الحجر:٤٧] راوی کہتے ہیں کہ ہمدان کا ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین! اللہ اس سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (اس کا مطلب تھا کہ لازمی نہیں ہے کہ اس آیت کا مصداق زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما ہوں) تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس طرح چیخ پڑے کہ جیسے ان پر کوئی عمارت گر گئی ہو، پھر انہوں نے فرمایا: اگر وہ لوگ ہم نہیں ہیں تو پھر اور کون ہیں؟

❶ [إسناده ضعيف] تفسير ابن جرير الطبري: ١٤/ ٢٥

❷ [إسناده صحيح] تفسير ابن جرير الطبري: ١٤/ ٢٥

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

1301 ۔ عائشہ بنت سعد رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَا بِنْتُ الْمُهَاجِرِ الَّذِي فَدَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ بِالْأَبَوَيْنِ . ❶

میں اس مہاجر کی بیٹی ہوں جس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اُحد کے روز اپنے والدین کو فدا کیا تھا۔

1302 ۔ سعید بن مُسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ . ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اُحد کے روز میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا۔

توضیح:...... ماں باپ کو فدا کرنے اور جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ غزوہ اُحد کے روز سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بڑے جوش اور مہارت سے تیراندازی کر رہے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حوصلہ افزائی کے لیے فرمایا تھا: تیر چلاؤ، میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔ (صحيح البخاري: ٦١٨٤)

1303 ۔ عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں کہ:

لَقَدْ مَكَثَ أَبِي يَوْمًا إِلَى اللَّيْلِ ، وَإِنَّ لَهُ لَثُلُثَ الْإِسْلَامِ . ❸

یقیناً ایک دن میرے والد رات تک اسلام کا ایک تہائی حصہ رہے ہیں۔

توضیح:...... اسلام کا ایک تہائی سے مراد مسلمانوں کی تعداد کا ایک تہائی، یعنی جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ سے قبل صرف دو لوگ افراد اسلام لائے تھے اور آپ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کی تعداد تین ہوگئی، یوں آپ مسلمانوں کی تعداد کا ایک تہائی تھے۔ پھر اس دن رات تک کوئی اور شخص مسلمان نہیں ہوا۔ یہاں آپ کے تیسرے نمبر پر اسلام لانے سے مراد جواں مردوں میں سے آپ کا تیسرا نمبر تھا، ورنہ مجموعی طور پر اور بھی کئی لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے، مثال کے طور پر عورتوں میں سے اُم المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، بچوں میں سے سیدنا علی اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما، البتہ جواں مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، ان کے بعد ایک اور صاحب مسلمان ہوئے اور پھر تیسرے نمبر پر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔

1304 ۔ عبداللہ بن شداد بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ لِأَحَدٍ غَيْرُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَإِنِّي

---

❶ [إسناده صحيح] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٣٣٦ ❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٣٥٨

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٨٣۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٤٩٨

سَمِعْتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ يَقُولُ: ((ارْمِ يَا سَعْدُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)). ❶
میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کرتے نہیں سنا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ اُحد کے روز یہ فرماتے سنا: اے سعد! تیر چلاؤ، تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

1305 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهِرَ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهِيَ إِلَى جَنْبِهِ قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا شَأْنُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: فَقَالَ: ((لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ)) قَالَتْ: فَبَيْنَا أَنَا عَلَى ذَالِكَ إِذْ سَمِعْتُ صَوْتَ السِّلَاحِ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) فَقَالَ: سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: ((مَا جَاءَ بِكَ؟)) قَالَ: جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ غَطِيطَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَوْمِهِ. ❷

ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہیں آ رہی تھی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پہلو میں لیٹی ہوئی تھیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا بات ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کاش! میرے صحابہ میں سے کوئی نیک آدمی آج رات میرا پہرہ دے۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ اچانک میں نے ہتھیار کی آواز سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کون؟ انہوں نے کہا: میں سعد بن مالک ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کس لیے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: حضور! آپ کا پہرہ دینے آیا ہوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر آرام کی نیند سوئے کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی۔

1306 ۔ عائشہ بنت سعد رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں کہ:

أَبِي وَاللّٰهِ الَّذِي جَمَعَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَبَوَيْنِ يَوْمَ أُحُدٍ. ❸

اللہ کی قسم! میرے والد وہ ہیں جن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے روز (اپنے) والدین کو جمع کیا تھا۔

1307 ۔ سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا نَغْزُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَمَا لَنَا طَعَامٌ نَأْكُلُهُ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهٰذَا السَّمُرَ حَتّٰى إِنَّ أَحَدَنَا يَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ يُعَزِّرُونِي عَلَى الدِّينِ لَقَدْ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ عَمَلِي. ❹

بلاشبہ میں عرب کا پہلا شخص ہوں جس نے راہِ خدا میں تیر اندازی کی، ہماری یہ حالت ہوتی تھی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ لڑا کرتے تھے اور ہمارے پاس انگور کی بیل اور ببول کے درخت کے پتوں کے سوا

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٩٣ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٧٦ ـ مسند أحمد: ١/ ٩٢ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٥٠ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٤٧

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٨١ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٧٥ ـ سنن الترمذي: ٦/ ٦٥٠ ـ مسند أحمد: ٦/ ١٤١

❸ إسناده صحيح.

❹ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٨٣ ـ صحيح مسلم: ٤/ ٢٢٧٧ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٥٨٢ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٤٧

کھانے کو کچھ نہیں ہوتا تھا، یہاں تک کہ جب ہم پاخانہ کرتے تھے تو وہ بھی ایسا آتا کہ جیسے بکری مینگنی کرتی ہے۔
مگر اب بنواسد کا حال یہ ہے کہ وہ دِین کے احکام پر عمل کرنے میں مجھ میں عیب نکالتے ہیں، اس صورت میں تو میں ناکام و نامراد رہا اور میرے اعمال ضائع ہو گئے۔

توضیح :...... بنواسد نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے متعلق شکایت کی تھی کہ یہ نماز ٹھیک طرح سے نہیں پڑھتے، تب انہوں نے یہ بات بیان فرمائی تھی۔

1308 ـ قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بتلایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا:
((اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لَهُ إِذَا دَعَاكَ)) . ❶
اے اللہ! جب یہ تجھ سے دعا کرے تو اس کی دعا کو قبول فرمانا۔

1309 ـ عامر بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے روز فرمایا:
((انْثُلُوا سَعْدًا، اللّٰهُمَّ ارْمِ لَهُ، ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)) . ❷
سعد کو تیر نکال نکال کر دو، اے اللہ! اس کا نشانہ درست جگہ لگانا، (اے سعد!) تیر پھینکو، تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

1310 ـ عامر بن سعد بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
لَقَدْ شَهِدْتُ بَدْرًا وَمَا فِي وَجْهِي غَيْرُ شَعْرَةٍ وَاحِدَةٍ أَمَسُّهَا بِيَدِي ، ثُمَّ أَكْثَرَ اللّٰهُ لِي بَعْدُ اللِّحٰى . ❸
میں جب غزوۂ بدر میں شریک ہوا تھا تو میرے چہرے پر (داڑھی کا) صرف ایک ہی بال تھا، جسے میں اپنے ہاتھ سے چھوتا ہوتا تھا، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری داڑھی کو بڑھا دیا۔

1311 ـ طارق بن شہاب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:
كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ ، وَبَيْنِ سَعْدٍ كَلَامٌ ، وَقَالَ: فَتَنَاوَلَ رَجُلٌ خَالِدًا قَالَ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عِنْدَ سَعْدٍ . قَالَ: فَقَالَ سَعْدٌ: إِنَّ مَا بَيْنَنَا لَمْ يَبْلُغْ دِينَنَا . ❹
خالد بن ولید اور سعد رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ بحث و تکرار ہو گئی۔ پھر ایک آدمی نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا تو سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے درمیان جو بھی اختلاف ہے؛ اس سے ہمارے دِین کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا۔

1312 ـ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:
كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ سَعْدٌ ، فَقَالَ: ((هٰذَا خَالِي)) . ❺

❶ [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ٥/ ٦٤٩ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٤٩٩ ـ دلائل النبوة للبيهقي: ٣/ ٢٠٦
❷ [مرسل ورجاله ثقات] صحيح البخاري: ٧/ ٣٥٨
❸ [إسناده صحيح] الزهد لأحمد بن حنبل: ٣١ ـ الرياض النضرة للمحب الطبري: ٤/ ١١٣
❹ [إسناده صحيح] حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ٩٤
❺ [إسناده حسن] سنن الترمذي: ٥/ ٦٤٩ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٤٩٨

میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ سعد رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے ماموں ہیں۔

1313۔ قیس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اتَّقُوا دَعَوَاتِ سَعْدٍ)) . ❶

سعد (رضی اللہ عنہ) کی بددعاؤں سے بچو۔

1314۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّي أَحَدًا بِأَبَوَيْهِ إِلَّا سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ: ((ارْمِ سَعْدُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)) . ❷

میں نے رسول اللہ ﷺ کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے لیے اپنے ماں باپ کو قربان کرتے نہیں سنا، میں نے آپ ﷺ کو غزوہ اُحد کے روز یہ فرماتے سنا: اے سعد! تیر چلاؤ، تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

1315۔ قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

إِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ . ❸

بلاشبہ عرب میں سے میں پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیراندازی کی۔

1316۔ ابوعثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ . ❹

وہ (یعنی سعد رضی اللہ عنہ) پہلے شخص ہیں جنہوں نے راہِ خدا میں تیر چلایا۔

1317۔ ابوخالد الوالبی سے مروی ہے کہ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ سَعْدٌ . ❺

اللہ کے راستے میں (یعنی میدانِ جہاد میں) سب سے پہلے جس نے تیر چلایا وہ سعد رضی اللہ عنہ تھے۔

1318۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ أَنَا وَسَعْدٌ، وَعُمَيْرُ بْنُ مَالِكٍ فِي جَحْفَةٍ وَاحِدَةٍ، وَإِنَّ سَعْدًا لَيُقَاتِلُ فِي يَوْمِ بَدْرٍ قِتَالَ الْفَارِسِ فِي الرِّجَالِ . ❻

غزوۂ بدر کے روز میں، سعد اور عمیر بن مالک ایک ہی ڈھال میں تھے اور بلاشبہ سعد رضی اللہ عنہ پیادوں میں شہسوار کی طرح لڑ رہے تھے۔

1319۔ ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

❶ [مرسل ورجاله ثقات] المطالب العالية: ٤/ ٧٩ ❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٣٠٤

❸ [إسناده صحيح] السنة لابن أبي عاصم: ١٣٨ ❹ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٧٤

❺ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ٤٩٨ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٥٥

❻ إسناده صحيح .

لَقَدْ رَأَيْتُ سَعْدًا يُقَاتِلُ يَوْمَ بَدْرٍ قِتَالَ الْفَارِسِ فِي الرِّجَالِ . ❶

میں نے غزوۂ بدر کے دن سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ پیادوں میں شہسوار کی طرح لڑ رہے تھے۔

1320 ۔ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَ لَيَالٍ ثُلُثَ الْإِسْلَامِ . ❷

جس دِن میں نے اسلام قبول کیا تھا؛ اس دِن اور کوئی مسلمان نہیں ہوا تھا اور سات روز تک میں اسلام کا ایک تہائی رہا تھا۔

1321 ۔ مُصعب بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَأْسُ أَبِي فِي حِجْرِي وَهُوَ يَقْضِي فَبَكَيْتُ فَدَمَعَتْ عَيْنِي عَلَيْهِ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَقَالَ: مَا يُبْكِيكَ أَيْ بُنَيَّ؟ قُلْتُ: لِمَكَانِكَ وَمَا أَرَى بِكَ، قَالَ: فَلَا تَبْكِ عَلَيَّ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُعَذِّبُنِي أَبَدًا، وَإِنِّي لَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَدِينُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِحَسَنَاتِهِمْ، وَأَمَّا الْكَافِرُونَ فَيُخَفِّفُ عَنْهُمْ بِحَسَنَاتِهِمْ مَا عَمِلُوا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِذَا نَفِدَتْ قَالَ: لِيَطْلُبْ كُلُّ عَامِلٍ ثَوَابَ عَمَلِهِ مِمَّنْ عَمِلَ لَهُ . ❸

جب میرے والد گرامی کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر رہی تھی تو ان کا سر میری گود میں تھا، میری آنکھ سے آنسو بہہ پڑے، انہوں نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا: میرے پیارے بیٹے! کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا: آپ کی حالت کی وجہ سے اور جس کیفیت میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: تو مجھ پر مت رو، کیونکہ اللہ تعالیٰ مجھے کبھی عذاب نہیں دے گا اور یقیناً میں جنتیوں میں سے ہوں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت مومنوں کو ان کی نیکیوں کا بدلہ دے گا اور جہاں تک کافروں کا معاملہ ہے، تو ان کی ان نیکیوں کی وجہ سے ان سے (عذاب میں) تخفیف کرے گا جو انہوں نے اللہ کی خوشنودی کی خاطر کی ہوں گی، پھر جب وہ ختم ہو جائیں گی تو اللہ فرمائے گا: ہر عمل کرنے والا اپنے عمل کا ثواب اسی سے جا کر لے جس کے لیے اس نے عمل کیا تھا۔

---

❶ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٣/ ١٤١ ❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٨٣

❸ [إسناده حسن] الطبقات لابن سعد: ٣/ ١٤٧

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل

1322 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فَسَارَّهَا فَبَكَتْ ثُمَّ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِفَاطِمَةَ: مَا هٰذَا الَّذِي سَارَّكِ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَبَكَيْتِ، ثُمَّ سَارَّكِ فَضَحِكْتِ؟ قَالَتْ: ((سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي بِمَوْتِهِ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ مَنْ يَتْبَعُهُ مِنْ أَهْلِهِ فَضَحِكْتُ)). [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کے کان میں کوئی بات کہی، جسے سن کر وہ رونے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ان سے سرگوشی کی تو وہ ہنسنے لگ گئیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: وہ کون سی بات تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے کان میں کہی تھی اور آپ رونے لگ گئیں تھیں، پھر دوبارہ آپ کے کان میں کچھ کہا تو آپ ہنسنے لگ گئیں؟ تو انہوں نے بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی وفات کا بتلایا تو میں رونے لگ گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کان میں مجھے یہ بتلایا کہ میں سب سے پہلے ان سے ملوں گی تو میں خوش ہوگئی۔

1323 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَطَبَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ إِلٰى عَمِّهَا الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَاسْتَشَارَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَقَالَ: ((أَعَنْ حَسَبِهَا تَسْأَلُنِي؟)) قَالَ عَلِيٌّ: قَدْ أَعْلَمُ مَا حَسَبُهَا، وَلٰكِنْ أَتَأْمُرُنِي بِهَا؟ فَقَالَ: ((لَا، فَاطِمَةُ مُضْغَةٌ مِنِّي، وَلَا أُحِبُّ إِنْ تَحْزَنَ أَوْ تَجْزَعَ))، فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا آتِي شَيْئًا تَكْرَهُهُ. [2]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا حارث بن ہشام (ابوجہل) کے ہاں اس کی بیٹی سے شادی کرنے کا پیغام بھیجا اور اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم اس کے حسب ونسب کے متعلق مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: اس کا حسب ونسب تو مجھے معلوم ہی ہے، (میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ) کیا آپ مجھے اس سے شادی کی اجازت دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے، اگر وہ پریشان ہوگی یا روئے گی تو مجھے اچھا نہیں لگے گا۔ یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسا کوئی کام نہیں کروں گا جسے آپ پسند نہیں فرمائیں گے۔

---

[1] [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٨/ ١٣٥ - صحيح مسلم: ٤/ ١٩٠٤ - مسند أحمد: ٦/ ٧٧

[2] [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٥٨

1324 ۔ ابوحنظلہ بیان کرتے ہیں کہ ان سے اہل مکہ میں سے ایک شخص نے بیان کیا:

أَنَّ عَلِيًّا خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ فَقَالَ لَهُ أَهْلُهَا: لَا نُزَوِّجُكَ عَلَى ابْنَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَبَلَغَ ذَالِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي ، فَمَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِي)) . ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا پیغام بھیجا تو اس کے گھر والوں نے کہا: ہم تیرے عقد میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی موجودگی میں اس کا نکاح تجھ سے نہیں کر سکتے۔ اس بات کا جب رسول اللہ ﷺ کو پتا چلا تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے، سو جو اس کو تکلیف دے گا؛ اس نے یقیناً مجھے تکلیف دی۔

1325 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ)) . ❷

سارے جہان کی عورتوں سے تجھے (فضیلت کے لحاظ سے) مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی بیوی آسیہ ہی کافی ہیں۔

توضیح :...... کافی ہونے سے مراد یہ ہے کہ ان سے افضل کوئی نہیں ہے، تمام جہان کی عورتوں پر ان کی سب سے زیادہ فضیلت ہے۔ ان کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ چاروں خواتین مراتبِ کمال پر فائز تھیں اور ان میں سے ہر ایک کے بہت سے مناقب وفضائل مروی ہیں۔ حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام کو خود اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کہا اور ان کے پاک دامن ہونے کی گواہی دی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اس سے بڑھ کر کیا شان ہو سکتی ہے کہ انہیں خود اللہ تعالیٰ سلام بھیجتا ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دنیا میں شرف ملا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی صاحبزادی کا اعزاز پایا اور آخرت میں اس سعادت سے بہرہ مند ہوں گی کہ تمام جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی، اور فرعون کی بیوی آسیہ جب ایمان لائیں تو فرعون نے ان پر مظالم کی ایک داستان رقم کر دی لیکن حضرت آسیہ کے پائے استقامت میں ذرا بھی لغزش نہ آئی، اور ان کی اس عظیم قربانی پر اللہ تعالیٰ نے ان کے آخری لمحاتِ زندگی میں انہیں دنیا میں ہی جنت میں ان کا مقام دِکھلا دیا تھا۔

1326 ۔ محمد بن علی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کے بعد) ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:

((إِنَّ عَلِيًّا أَرَادَ أَنْ يَنْكِحَ الْعَوْرَاءَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ ، وَلَمْ يَكُنْ ذَالِكَ لَهُ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ ابْنَةِ عَدُوِّ اللّٰهِ ، وَبَيْنَ ابْنَةِ رَسُولِ اللّٰهِ وَإِنَّمَا فَاطِمَةُ مُضْغَةٌ مِنِّي)) . ❸

علی، ابوجہل کی بیٹی عوراء سے نکاح کرنا چاہتا ہے، حالانکہ اسے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اللہ کے دشمن کی بیٹی کو اور

❶ [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٥٩

❷ [إسناده صحيح لغيره] مسند أحمد: ٣/ ١٣٥۔ سنن الترمذي: ٥/ ٧٠٢۔ صحيح ابن حبان: ٥٤٩۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٥٧۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٤/ ٣٧٧۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ٢/ ٣٤٤

❸ إسناده مرسل .

اللہ کے رسول کی بیٹی کو (اپنے عقد نکاح میں) اکٹھا رکھے، فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

1327۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنے کا تذکرہ کیا تو اس بات کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوگیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا وَيُنْصِبُنِي مَا أَنْصَبَهَا)). ❶

بلاشبہ فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے، جو بات اس کو تکلیف دیتی ہے وہ مجھ کو تکلیف دیتی ہے اور جو اس کو آرام پہنچاتی ہے وہ مجھ کو بھی آرام پہنچاتی ہے۔

1328۔ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا کہ:

((إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي فِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَلَا آذَنُ لَهُمْ))، ثُمَّ قَالَ: ((لَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ))، ثُمَّ قَالَ: ((لَا آذَنُ، فَإِنَّمَا ابْنَتِي مِنِّي، يَرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا، وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا)). ❷

بنو ہاشم بن مغیرہ نے مجھ سے اس بارے میں اجازت مانگی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دیں، تو میں نے ان کو اجازت نہیں دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اجازت نہیں دی، پھر میں نے اجازت نہیں دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ پھر یہی) فرمایا کہ میں نے اجازت نہیں دی، کیونکہ میری بیٹی مجھ سے ہے، اس کو بھی وہی بات پریشان کرتی ہے جو مجھ کو کرتی ہے اور اسے بھی وہی بات تکلیف دیتی ہے جو مجھے دیتی ہے۔

1329۔ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ، وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَعْنِي فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذَالِكَ فَاطِمَةُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحًا ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ، قَالَ الْمِسْوَرُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ مُضْغَةٌ مِنِّي، وَأَنَا أَكْرَهُ إِنْ يَفْتِنُوهَا، وَإِنَّهَا وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ ابْنَةُ رَسُولِ اللّٰهِ، وَابْنَةُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَدًا)) قَالَ: فَنَزَلَ عَلِيٌّ عَنِ الْخِطْبَةِ. ❸

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے عقد نکاح میں تھیں۔ چنانچہ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ کی قوم یہ باتیں کرتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کے لیے غصے میں نہیں آتے،

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٥۔ سنن الترمذی: ٥/ ٦٩٨۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٥٩

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٩/ ٣٢٧۔ صحيح مسلم: ٤/ ١٩٠٢۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٩٨۔ سنن أبي داود: ٢/ ٢٢٦۔ مسند أحمد: ٤/ ٣٢٨

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٨٥۔ صحيح مسلم: ٤/ ١٩٠٣۔ سنن أبي داود: ٢/ ٢٢٥

اسی لیے علی؛ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے لگے ہیں۔ مسور رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور میں نے آپ ﷺ کو توحید و رسالت کی گواہی دیتے سنا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: امابعد! میں نے اپنی (ایک بیٹی کا) ابوالعاص بن ربیع سے نکاح کیا تو اس نے مجھ سے جو بات کی اس کو سچ کر دکھایا، اور بلاشبہ فاطمہ بنت محمد میرا جگر گوشہ ہے اور میں اس بات کو قطعاً پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس کو رنجیدہ کرے۔ اور اللہ کی قسم! یقیناً اللہ کے رسول کی صاحبزادی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک ہی آدمی کے ہاں کبھی اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا۔

1330 - ابن ابی مُلیکہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ حَتَّى وَعَدَ النِّكَاحَ ، فَبَلَغَ ذَالِكَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، فَقَالَتْ لِأَبِيهَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَزْعُمُ النَّاسُ أَنَّكَ لا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ ، وَهٰذَا أَبُو حَسَنٍ قَدْ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ وَقَدْ وَعَدَ النِّكَاحَ ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي صِهْرِهِ ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّمَا فَاطِمَةُ مُضْغَةٌ مِنِّي وَإِنَّمَا أَخْشَى أَنْ يَفْتِنُوهَا ، وَوَاللَّهِ لا تَجْتَمِعُ ابْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنَةُ عَدُوِّ اللَّهِ تَحْتَ رَجُلٍ)) قَالَ: فَسَكَتَ عَلِيٌّ عَنْ ذَالِكَ النِّكَاحِ وَتَرَكَهُ . ❶

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا، یہاں تک کہ نکاح کا وعدہ کر لیا۔ جب اس بات کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پتا چلا تو انہوں نے اپنے والد گرامی ﷺ سے کہا: لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ اپنی بیٹیوں کے لیے غصے میں نہیں آتے، جبکہ ابوالحسن رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو پیغامِ نکاح بھیج دیا ہے، بلکہ نکاح کا وعدہ تک کر لیا ہے۔ یہ سن کر نبی ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان حمد و ثنا بیان کی، پھر ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا اور ان کے اچھا داماد ہونے کی تعریف کی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً فاطمہ میرے ہی جگر کا ایک ٹکڑا ہے اور مجھے ڈر ہی رہتا ہے کہ کوئی اس کو رنجیدہ کرے، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک آدمی کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر علی رضی اللہ عنہ اس نکاح سے خاموش ہو گئے اور اسے ترک کر دیا۔

1331 - سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ)) . ❷

فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہوگی، سوائے اس مقام کے جو مریم بنت عمران علیہا السلام کو حاصل ہے۔

1332 - سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ

❶ [مرسل ورجاله ثقات] سنن أبي داود: ٢/ ٢٢٦

❷ [إسناده حسن لغيره] سنن الترمذي: ٥/ ٧٠١- المستدرك للحاكم: ٣/ ١٥٤

مُحَمَّدٍ عَلَيْهَا السَّلَامُ)) . ❶

سارے جہان کی عورتوں سے تجھے (فضیلت میں یہ خواتین) ہی کافی ہیں: مریم بنت عمران (علیہا السلام)، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد (رضی اللہ عنہا)۔

توضیح:...... کافی ہونے سے مراد یہ ہے کہ ان سے افضل کوئی نہیں ہے، تمام جہان کی عورتوں پر ان کی سب سے زیادہ فضیلت ہے۔

1333 ۔ عبیداللہ بن ابی رافع سیدنا مسور رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّـهُ بَعَثَ إِلَيْهِ حَسَنُ بْنُ حَسَنٍ يَخْطُبُ ابْنَةً لَهُ ، فَقَالَ لَهُ: قُلْ لَهُ: فَلْيَأْتِنِي فِي الْعَتَمَةِ قَالَ: فَلَقِيَهُ فَحَمِدَ اللّٰهَ الْمِسْوَرُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ أَمَا وَاللّٰهِ مَا مِنْ نَسَبٍ وَلَا سَبَبٍ وَلَا صِهْرٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَسَبِكُمْ وَصِهْرِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فَاطِمَةُ مُضْغَةٌ مِنِّي يَقْبِضُنِي مَا قَبَضَهَا ، وَيَبْسُطُنِي مَا بَسَطَهَا ، وَإِنَّ الْأَسْبَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَنْقَطِعُ ، غَيْرَ نَسَبِي وَصِهْرِي)) وَعِنْدَكَ ابْنَتُهَا لَوْ زَوَّجْتُكَ لَقَبَضَهَا ذَالِكَ فَانْطَلَقَ عَاذِرًا لَهُ . ❷

حسن بن حسن نے سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کے ہاں یہ پیغام بھیجا کہ وہ ان کی صاحبزادی سے شادی کرنا چاہتے ہیں، تو انہوں نے قاصد سے کہا: انہیں کہیے کہ وہ عشاء کے وقت میرے پاس آئیں۔ چنانچہ وہ ان سے ملے تو مسور رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: امابعد! اللہ کی قسم! تمہارے حسب ونسب اور سسرال سے زیادہ مجھے کوئی حسب ونسب اور سسرال محبوب نہیں ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس چیز سے وہ تنگ ہوتی ہے اس سے میں بھی تنگ ہوتا ہوں اور جس چیز سے وہ خوش ہوتی ہے اس سے میں بھی خوش ہوتا ہوں، یقیناً روزِ قیامت میرے حسب ونسب اور سسرال کے علاوہ سب نسب نامے ختم ہو جائیں گے۔'' لہٰذا آپ کے نکاح میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی پہلے سے موجود ہے، اگر میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کروں گا تو یہ بات انہیں (یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو) پریشان کرے گی۔ یہ سن کر حسن نے ان کی معذرت قبول کر لی اور چلے گئے۔

1334 ۔ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ فَوَعَدَ بِالنِّكَاحِ فَأَتَتْ فَاطِمَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَتْ: إِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ ، وَإِنَّ عَلِيًّا قَدْ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ، وَقَالَ: ((إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي ، وَإِنِّي أَكْرَهُ إِنْ يَفْتِنُوهَا)) ، وَذَكَرَ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ فَأَكْثَرَ الثَّنَاءَ وَقَالَ: ((لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ بَيْنَ ابْنَةِ نَبِيِّ اللّٰهِ ، وَبِنْتِ عَدُوِّ اللّٰهِ)) فَرَفَضَ عَلِيٌّ ذَالِكَ . ❸

علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا، پھر نکاح کا وعدہ کر لیا۔ تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

❶ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٥٧

❷ [إسناده صحيح لغيره] مسند أحمد: ٤/ ٣٢٣۔المستدرك للحاكم: ٣/ ١٥٨۔ مجمع الزوائد للهيثمى: ٩/ ٢٠٣

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٤/ ٣٢٦

آئیں اور کہا: آپ کی قوم یہ باتیں کرتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کے لیے غصے میں نہیں آتے، جبکہ علی (رضی اللہ عنہ) نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیج دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: بلاشبہ فاطمہ بنت محمد میرا جگر گوشہ ہے اور میں اس بات کو قطعاً پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس کو رنجیدہ کرے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے دوسرے داماد) سیدنا ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا اور ان کی بہت تعریف کی، اور فرمایا: اللہ تعالیٰ پیغمبر خدا کی بیٹی کو اور دشمنِ خدا کی بیٹی کو اکٹھا نہیں کرے گا۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ اس سے دستبردار ہو گئے۔

1335۔ علی بن حسین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ مِنْ عِنْدَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلَ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ: هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا؟ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: لَا ، قَالَ لَهُ: هَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ ، وَأَيْمُ اللّٰهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَهُ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِ أَبَدًا حَتّٰى تَبْلُغَ نَفْسِي . إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ عَلٰى فَاطِمَةَ ، فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذٰلِكَ عَلٰى مِنْبَرِهِ هٰذَا ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ فَقَالَ: ((إِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي وَأَنَا أَخَافُ إِنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا ، وَقَالَ: ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنٰى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ قَالَ: حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفّٰى ، وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا ، وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا ، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ ابْنَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ، وَابْنَةُ عَدُوِّ اللّٰهِ مَكَانًا وَاحِدًا أَبَدًا)) . [1]

ہم لوگ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد یزید بن معاویہ کے پاس سے مدینہ منورہ پہنچے، تو مجھے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے (مجھ سے) کہا: میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم فرمائیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: کیا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار عنایت فرما سکتے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے متعلق قوم کہیں آپ پر غالب نہ آ جائے۔ اور اللہ کی قسم! اگر آپ یہ مجھے عنایت فرما دیں تو میرے جیتے جی کبھی کوئی اس تک نہیں پہنچ سکے گا۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور آپ کی عترت کی حفاظت اور دفاع ہم پر لازم ہے۔ اس سلسلے کا ایک واقعہ یہ ہے کہ) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے ابوجہل کی بیٹی کو شادی کا پیغام بھیج دیا۔ میں نے اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے سنا، جبکہ میں ان دنوں بالغ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے فکر ہے کہ کہیں اس کے دین میں کوئی امتحان نہ آ جائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوعبدشمس (یعنی بنواُمیہ) میں سے اپنے داماد (ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ) کا ذکر کیا اور اس کی مدح فرمائی اور خوب فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے مجھ سے بات کی تو سچی کی، وعدہ کیا تو پورا کیا۔ میں کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں کرتا۔ لیکن اللہ کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی بھی ایک جگہ اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

1336۔ صالح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

[1] [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٢١٢۔ صحيح مسلم: ٤/ ١٩٠٣۔ سنن أبي داود: ٢/ ٢٢٥۔ مسند أحمد: ٤/ ٣٢٦

قَالَتْ عَائِشَةُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُبَشِّرُكِ؟ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((سَيِّدَاتُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَرْبَعٌ: مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ)). ❶

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کیا میں تمہیں ایک خوشخبری نہ سناؤں؟ بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: چار عورتیں اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی: مریم بنت عمران، فاطمہ بنت رسول اللہ، خدیجہ بنت خویلد اور فرعون کی بیوی آسیہ۔

1337 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ، مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ)). ❷

سارے جہان کی عورتوں سے تجھے (فضیلت کے لحاظ سے) مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ ہی کافی ہیں۔

1338 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ)) فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً. ❸

تجھ کو سارے جہان کی عورتوں سے (فضیلت میں) یہ کافی ہیں۔ پھر راوی نے اسی (گزشتہ روایت) کے مثل بیان کی۔

1339 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

خَطَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ خُطُوطٍ فَقَالَ: ((أَتَدْرُونَ مَا هٰذَا؟)) فَقَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ)) وَذَكَرَ بَاقِي الْحَدِيثِ. ❹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین میں چار لکیریں کھینچیں اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی بہ خوبی جانتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتی عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلت کی حامل خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد (رضی اللہ عنہما) ہیں۔ اور (پھر راوی نے آگے) باقی حدیث بیان کی۔

1340 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمُرُّ بِبَابِ فَاطِمَةَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ إِذَا خَرَجَ إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَيَقُولُ: ((الصَّلَاةَ، الصَّلَاةَ ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ

---

❶ [في هذا الإسناد سقط] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٨٥ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٢٣

❷ إسناده صحيح. ❸ [إسناده صحيح] مكرر برقم: ١٣٣٢

❹ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٦٠ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٢٣

وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الأحزاب:٣٣])) . ❶

رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز کے لیے جاتے ہوئے چھے ماہ تک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے پاس سے گزرتے رہے اور (وہاں پہنچ کر) فرمایا کرتے: نماز، نماز (پھر آپ ﷺ یہ آیت تلاوت فرماتے:) ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ''اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ وہ تم سے ناپاکی کو دور کر دے اور تمھیں اچھی طرح پاک کر دے۔''

1341 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي بَيْتَ فَاطِمَةَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ إِذَا خَرَجَ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُولُ: ((يَا أَهْلَ الْبَيْتِ الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الأحزاب:٣٣])) . ❷

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ جب نمازِ فجر کے لیے نکلتے تھے تو چھے ماہ تک فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس آیا کرتے تھے اور فرماتے: اے اہل بیت! نماز (کا وقت ہو گیا)، اے اہل بیت! نماز (کے لیے اُٹھ جاؤ)، ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ''اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ وہ تم سے ناپاکی کو دور کر دے اور تمھیں اچھی طرح پاک کر دے۔''

1342 ۔ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

كُنْتُ فِي زِفَافِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْبَابِ فَقَالَ: ((يَا أُمَّ أَيْمَنَ ادْعِي لِي أَخِي)) ، فَقَالَتْ: هُوَ أَخُوكَ وَتُنْكِحُهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ يَا أُمَّ أَيْمَنَ)) قَالَتْ: فَجَاءَ عَلِيٌّ فَنَضَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ وَدَعَا لَهُ ، ثُمَّ قَالَ: ((ادْعِي لِي فَاطِمَةَ)) قَالَتْ: فَجَاءَتْ تَعْثُرُ مِنَ الْحَيَاءِ ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اسْكُتِي فَقَدْ أَنْكَحْتُكِ أَحَبَّ أَهْلِ بَيْتِي إِلَيَّ)) قَالَتْ: وَنَضَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ وَدَعَا لَهَا قَالَتْ: ثُمَّ رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى سَوَادًا بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) فَقُلْتُ: أَنَا ، قَالَ: ((أَسْمَاءُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ . قَالَ: ((أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ ، قَالَ: ((جِئْتِ فِي زِفَافِ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ تَكْرُمَةً لَهُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ ، قَالَتْ: فَدَعَا لِي . ❸

میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں موجود تھی، جب ہم نے صبح کی تو نبی ﷺ دروازے کے پاس آئے اور فرمایا: اے اُم ایمن! میرے بھائی کو میرے پاس بلا کر لاؤ (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو) تو اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ آپ کے بھائی ہیں جبکہ آپ نے تو (اپنی صاحبزادی کا) ان سے نکاح کر دیا ہے؟ تو

---

❶ [إسناده حسن لغيره] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٥٨ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٦٨

❷ إسناده حسن لغيره.

❸ [إسناده صحيح] مصنف عبد الرزاق: ٥/ ٤٨٥ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٥٩ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٠٩

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اے اُم ایمن۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، تو نبی ﷺ نے ان پر پانی کے چھینٹے مارے اور ان کے لیے دعا کی۔ پھر فرمایا: فاطمہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ راویہ کہتی ہیں کہ وہ آئیں اور حیا کے باعث پھسلے جا رہی تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ٹھہر جاؤ، میں نے تمہارا نکاح اپنے اہل بیت میں سے اس شخص سے کیا ہے جو مجھ کو سب سے پیارا ہے۔ راویہ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ان پر بھی پانی کے چھینٹے مارے۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوٹ آئے اور انہوں نے اپنے آگے سیاہ چیز (یعنی سایہ) دیکھا تو فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اسماء ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم رسول اللہ (ﷺ) کے اکرام میں ان کی بیٹی کی شادی سے آ رہی ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی۔

1343 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

اجْتَمَعَ نِسَاءُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ تُغَادِرْ مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي مَا تُخْطِءُ مِشْيَتَهَا مِشْيَةَ أَبِيهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِابْنَتِي))، فَأَقْعَدَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ سَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ. فَقُلْتُ لَهَا: خَصَّكِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِنَا بِالسِّرَارِ فَتَبْكِينَ، فَلَمَّا قَامَ، قُلْتُ لَهَا: أَخْبِرِينِي بِمَا سَارَّكِ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ سِرَّهُ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَهَا: أَسْأَلُكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنْ حَقٍّ لَمَّا أَخْبَرْتِينِي، فَقَالَتْ: أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ، قَالَتْ: سَارَّنِي، فَقَالَ: ((إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَأَنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أُرَى ذَالِكَ إِلَّا عِنْدَ اقْتِرَابِ الْأَجَلِ، فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي، فَنِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ))، فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ)) أَوْ قَالَ: ((نِسَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ؟)). [1]

رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی ازواجِ مطہرات جمع تھیں اور ان میں سے کوئی بھی غیر حاضر نہیں تھی۔ اتنے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں، ان کی چال اپنے والد گرامی ﷺ کی چال سے الگ نہ تھی۔ وہ آئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: میری بیٹی! خوش آمدید۔ پھر آپ نے انہیں اپنے دائیں یا بائیں بٹھا لیا۔ پھر ان سے سرگوشی کے انداز میں کوئی بات کہی تو وہ رو پڑیں۔ پھر ایک اور بات کی سرگوشی کی تو وہ ہنس پڑیں۔ میں نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم تمام میں سے صرف آپ کو ہی سرگوشی کی خصوصیت بخشی، پھر آپ رونے لگ گئیں۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ) جب آپ ﷺ اُٹھ کر چلے گئے تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: مجھے بھی وہ بات بتلائیں جو نبی ﷺ نے آپ سے سرگوشی میں کہی تھی۔ تو انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو فاش نہیں کروں گی۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ رحلت فرما گئے تو میں نے ان سے کہا: آپ پر میرا جو حق ہے؛ میں اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے وہ بات بتلا دیں۔ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ جی ہاں، اب میں

[1] [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ١١/ ٧٩

بتلا دیتی ہوں۔ جب نبی ﷺ نے (پہلی) سرگوشی کی تھی تب آپ نے فرمایا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن کا ایک مرتبہ دور کرتے تھے لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے، اس سے یہی بات میری سمجھ میں آتی ہے کہ میری موت کا وقت قریب آ چکا ہے، سو تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کا مظاہرہ کرنا، میں تمہارے لیے بہترین میرِ سفر ہوں گا۔ یہ سن کر میں رو پڑی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم تمام مومن عورتوں کی سردار ہو گی؟ یا فرمایا کہ اس اُمت کی عورتوں کی سردار۔

1344۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، قِيلَ: يَا أَهْلَ الْجَمْعِ ، غُضُّوا أَبْصَارَكُمْ حَتَّى تَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ فَتَمُرُّ وَعَلَيْهَا رِيطَتَانِ خَضْرَاوَانِ)). ❶

جب قیامت کا دن ہو گا تو کہا جائے گا: اے اکٹھے ہونے والو! اپنی نگاہیں جھکا لو؛ تاکہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ گزر جائیں۔ پھر وہ گزریں گی اور انہوں نے دو بڑی سبز چادریں زیب تن کی ہوں گی۔

1345۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

((أَنْتِ أَوَّلُ أَهْلِي لُحُوقًا بِي)). ❷

یقیناً تم میرے گھرانے میں سے سب سے پہلے مجھے ملو گی۔

توضیح:...... یعنی جنت میں اہل بیت میں سے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ملیں گی۔

1346۔ سیدنا بُریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

((قُمْ بِنَا يَا بُرَيْدَةُ نَعُودُ فَاطِمَةَ)) قَالَ: فَلَمَّا أَنْ دَخَلْنَا عَلَيْهَا أَبْصَرَتْ أَبَاهَا وَدَمِعَتْ عَيْنَاهَا قَالَ: ((مَا يُبْكِيكِ يَا بُنَيَّةُ؟)) قَالَتْ: قِلَّةُ الطَّعْمِ وَكَثْرَةُ الْهَمِّ ، وَشِدَّةُ السَّقَمِ . قَالَ: ((أَمَا وَاللّٰهِ لَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِمَّا تَرْغَبِينَ إِلَيْهِ يَا فَاطِمَةُ ، أَمَا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا ، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا ، وَاللّٰهِ إِنَّ ابْنَيْكِ لَمِنْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). ❸

اے بریدہ! اُٹھو اور ہمارے ساتھ چلو؛ ہم فاطمہ کی تیمارداری کر کے آئیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب ہم ان کے گھر پہنچے اور انہوں نے اپنے والد گرامی کو دیکھا تو رو پڑیں۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: میری پیاری بیٹی! کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے کہا: خوراک کی قلت، پریشانیوں کی کثرت اور بیماری کی شدت کی وجہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! اللہ کی قسم! اللہ کے ہاں ایسے ایسے بہترین انعامات ہیں جن کی تم رغبت رکھتی ہو۔ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ میں نے تمہاری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو سب سے پہلے اسلام لایا، سب سے زیادہ علم رکھتا ہے اور سب سے بڑھ کر حلم و بردباری والا ہے، اللہ کی قسم! تیرے دونوں بیٹے جنتی نوجوانوں میں سے ہیں۔

---

❶ [موضوع] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٦١ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢١٢

❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٣٢٢

❸ [إسناده ضعيف جدًا] حلية الأولياء لأبي نعيم: ٢/ ٤٣

1347 ۔ سیدنا مسور رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَتَبَ حَسَنُ بْنُ حَسَنٍ إِلَى الْمِسْوَرِ يَخْطُبُ ابْنَةً لَهُ، قَالَ لَهُ: تُوَافِينِي فِي الْعَتَمَةِ، فَلَقِيَهُ فَحَمِدَ اللّٰهَ الْمِسْوَرُ وَقَالَ: مَا مِنْ سَبَبٍ، وَلَا نَسَبٍ، وَلَا صِهْرٍ، أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَسَبِكُمْ، وَصِهْرِكُمْ، وَلٰكِنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فَاطِمَةُ شُجْنَةٌ مِنِّي يَبْسُطُنِي مَا بَسَطَهَا، وَيَقْبِضُنِي مَا قَبَضَهَا، وَأَنَّهُ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَسْبَابُ إِلَّا نَسَبِي وَسَبَبِي))، وَتَحْتَكَ ابْنَتُهَا، وَلَوْ زَوَّجْتُكَ أَغْضَبَهَا ذَالِكَ فَذَهَبَ عَاذِرًا لَهُ. ❶

حسن بن حسن نے سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کے ہاں یہ پیغام بھیجا کہ وہ ان کی صاحبزادی سے شادی کرنا چاہتے ہیں، تو انہوں نے ان سے کہا کہ آپ مجھے عشاء کے وقت ملیں۔ چنانچہ وہ ان سے ملے تو مسور رضی اللہ عنہ نے اللہ کی تعریف بیان کرنے کے بعد کہا: تمہارے حسب ونسب اور سسرال سے زیادہ مجھے کوئی حسب ونسب اور سسرال محبوب نہیں ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس چیز سے وہ خوش ہوتی ہے اس سے میں بھی خوش ہوتا ہوں اور جس چیز سے وہ تنگ ہوتی ہے اس سے میں بھی تنگ ہوتا ہوں، یقیناً روزِ قیامت میرے حسب ونسب کے علاوہ سب نسب نامے ختم ہو جائیں گے۔'' لہٰذا آپ کے نکاح میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی پہلے سے موجود ہے، اگر میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کروں گا تو یہ بات انہیں (یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو) ناراض کرے گی۔ یہ سن کر حسن نے ان کی معذرت قبول کر لی اور چلے گئے۔

❶ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٥٤ ـ سير أعلام النبلاء للذهبي: ٣/ ٣١٨

سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے فضائل

1348 ۔ سیدنا وہب ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ. ❶

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے۔

1349 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ، فَأَحِبَّهُ، وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ)). ❷

اے اللہ! یقیناً میں اس سے محبت کرتا ہوں، سو تو بھی اس سے محبت فرما اور اس سے بھی محبت فرما جو اس سے محبت کرے۔

1350 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی، حسن وحسین اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم کی جانب دیکھا اور فرمایا:

((أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَكُمْ، وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَكُمْ)). ❸

میں اس کے لیے جنگ کا پیغام ہوں جو تمہارے ساتھ جنگ کرے گا اور میں اس کے لیے سلامتی کا پیام ہوں جو تمہارے ساتھ سلامتی سے رہے گا۔

1351 ۔ سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَيَالٍ وَعَلِيٌّ يَمْشِي إِلٰى جَنْبِهِ فَمَرَّ بِحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، يَلْعَبُ مَعَ غِلْمَان فَاحْتَمَلَهُ عَلٰى رَقَبَتِهِ وَهُوَ يَقُولُ: وَأَبِي شِبْهُ النَّبِيِّ لَيْسَ شَبِيهًا بِعَلِيٍّ، قَالَ: وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ. ❹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کچھ ہی دن بعد میں نمازِ عصر پڑھ کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ (مسجد سے) نکلا اور ان کے پہلو میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ چلے آ رہے تھے، تو اتنے میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے وہاں سے گزرے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اُٹھا کر اپنے کندھوں پر بٹھا لیا اور فرمانے لگے: میرا باپ تم پر فدا ہو! تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو، علی کے مشابہ نہیں ہو۔ یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے۔

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٥٦٤۔ مسند أحمد: ٤/ ٣٠٧۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٥٩۔ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ١٠

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ١٠/ ٣٣٢۔ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٨٢۔ مسند أحمد: ٢/ ٢٤٩۔ سنن ابن ماجه: ١/ ٥١

❸ [إسناده ضعيف] المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٣٠۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٩٩۔ سنن ابن ماجه: ١/ ٥٢۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٦٩

❹ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٩٥۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٦٨۔ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٥

1352 ۔ سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اور حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑا کرتے اور فرماتے:
((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا)) . ❶

اے اللہ! یقیناً میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، لہٰذا تو بھی ان سے محبت فرما۔

1353 ۔ سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھے پر بٹھایا ہوا تھا اور فرما رہے تھے:
((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ)) . ❷

اے اللہ! یقیناً میں اس سے محبت کرتا ہوں، سو تو بھی اس سے محبت فرما۔

1354 ۔ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور حسن رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک مرتبہ حسن رضی اللہ عنہ پر نگاہ ڈالی، اور پھر فرمایا:
((إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)) . ❸

بلاشبہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے۔

1355 ۔ امام ابن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
مَا بَيْنَ جَابَرْسَ وَجَابَلْقَ رَجُلٌ جَدُّهُ نَبِيٌّ غَيْرِي وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أُصْلِحَ بَيْنَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَكُنْتُ أَحَقَّهُمْ بِذَاكَ أَلَا إِنَّا، قَدْ بَايَعْنَا مُعَاوِيَةَ وَلَا أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ . ❹

جابرس اور جابلق (یعنی مشرق ومغرب) کے درمیان میرے علاوہ کوئی بھی آدمی ایسا نہیں ہے کہ جس کا نانا نبی ہو، میں سمجھتا ہوں کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے درمیان صلح کرواؤں گا اور میں ہی اس کا زیادہ حق رکھتا ہوں، یقیناً ہم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ شاید یہ تمہارے لیے ایک آزمائش ہے اور ایک خاص وقت تک فائدے کا سامان ہے۔

1356 ۔ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:
إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ حُسَيْنًا وَضَمَّهُ إِلَيْهِ وَجَعَلَ يَشُمُّهُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: إِنَّ لِي ابْنًا قَدْ بَلَغَ مَا قَبَّلْتُهُ قَطُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ اللّٰهُ نَزَعَ الرَّحْمَةَ مِنْ قَلْبِكَ، فَمَا ذَنْبِي؟)) . ❺

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٢١٠ـ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٣٩

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٢٨٣ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٦١ـ الأدب المفرد للبخاري: ٤٤ـ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٩٣ـ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٢٠

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٥/ ٣٠٧ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٥١ـ سنن أبي داود: ٤/ ٢١٦ـ سنن النسائي: ٣/ ١٠٧ـ مسند أحمد: ٥/ ٣٧ـ مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٤٥٢ـ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٢٢

❹ [إسناده صحيح] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٤٥٢ـ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٨٩ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٧٥ـ سير أعلام النبلاء للذهبي: ٤/ ١٢٧ـ حلية الأولياء لأبي نعيم: ٢/ ٣٩

❺ [مرسل ورجاله ثقات] مسند أحمد: ٢/ ٢٦٩

رسول اللہ ﷺ نے حسین رضی اللہ عنہ کو چوما، انہیں سینے سے لگایا اور انہیں سونگھنے لگے۔ آپ کے پاس ایک انصاری بیٹھا ہوا تھا، وہ یہ دیکھ کر بولا: میرا بھی ایک بابا ہے جو جوان ہو چکا ہے لیکن میں نے تو اسے کبھی نہیں چوما۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہی تمہارے دِل سے ہمدردی چھین لی ہے تو اس میں میرا کیا گناہ ہے؟

1357 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یا سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ دَخَلَ عَلَيَّ الْبَيْتَ مَلَكٌ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ قَبْلَهَا ، فَقَالَ لِي: إِنَّ ابْنَكَ هٰذَا حُسَيْنٌ مَقْتُولٌ فَإِنْ شِئْتَ آتِيكَ مِنْ تُرْبَةِ الْأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا)) قَالَ: ((فَأَخْرَجَ إِلَيَّ تُرْبَةً حَمْرَاءَ)) . [1]

میرے گھر میں ایک فرشتہ آیا، جو اس سے پہلے کبھی میرے پاس نہیں آیا تھا، اس نے مجھ سے کہا: آپ کے اس صاحبزادے حسین کو شہید کر دیا جائے گا، اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ مٹی بھی لا دیتا ہوں جس میں ان کی شہادت ہوگی۔ پھر اس نے مجھے سرخ مٹی نکال کر دی۔

1358 ۔ سیدنا ابو بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُنَا فَجَاءَ الْحَسَنُ ، وَالْحُسَيْنُ وَعَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا فَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ: ((صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [التغابن:١٥] نَظَرْتُ إِلَى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا)) . [2]

رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ اسی دوران حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آ گئے۔ ان دونوں نے سرخ قمیصیں زیب تن کر رکھی تھیں۔ وہ گرتے پڑتے چلے آ رہے تھے۔ تو آپ ﷺ (منبر سے نیچے) اُترے اور ان دونوں کو اُٹھا کر اپنے سامنے بٹھا دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ ہی کہا ہے کہ ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ ''تمہارے اموال اور تمہاری اولادیں تو بس ایک آزمائش ہیں۔'' میں نے ان دونوں کو دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ پھر آپ ﷺ نے خطبہ شروع کر دیا۔'' میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ یہ گرتے پڑتے چلے آ رہے ہیں تو تو مجھ سے صبر نہ ہوا، یہاں تک کہ میں نے اپنی بات منقطع کی اور انہیں اُٹھا لیا۔

توضیح: ...... وہ گرتے پڑتے آ رہے تھے، یعنی جب گرتے تو خود ہی اُٹھ کر چلنے لگ جاتے۔ یہ کسی بھی بچے کا ایسا انداز ہوتا ہے کہ جسے دیکھ کر انسان کا دل محبت سے سرشار ہو جاتا ہے اور پیار سے معمور ہو کر شفقت کے جذبات میں بہہ جاتا ہے اور فوراً آگے بڑھ کر اسے اُٹھا لیتا ہے، تاکہ وہ اس تک پہنچنے میں مزید مشقت نہ اُٹھائے۔ اس وقت یہی کیفیت، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر، نبی ﷺ کی تھی، کہ آپ خطبہ چھوڑ کر اسی وقت نیچے اُترے اور انہیں اُٹھا لیا۔ یقیناً یہ دونوں اصحاب

---

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ٢٩٤ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٨٧ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ١١٣ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٧٦

[2] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٣٥٤ ـ سنن أبي داود: ١/ ٢٩٠ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٥٨ ـ سنن النسائي: ٣/ ١٠٨ ـ سنن ابن ماجه: ٢/ ١١٩٠

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ''راحتِ جان'' تھے۔

1359 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي)) يَعْنِي حَسَنًا ، وَحُسَيْنًا . ❶

جس نے ان دونوں سے محبت رکھی اس نے یقیناً مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بُغض رکھا اس نے یقیناً میرے ساتھ بُغض رکھا، (ان دونوں سے مراد) حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔

1360 ۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَفَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَائِهِمْ إِلَّا مَا كَانَ لِمَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ)) . ❷

حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہوں گے، مگر جو فضیلت مریم بنت عمران علیہا السلام کو حاصل ہوگی (وہ انہی کو حاصل رہے گی)۔

1361 ۔ سیدنا یعلیٰ العامری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّـهُ خَـرَجَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَعْنِي إِلٰى طَعَامٍ دُعُوا لَهُ قَالَ: فَاسْتَمْثَلَ رَسُـولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَامَ الْقَوْمِ ، وَحُسَيْنٌ مَعَ غِلْمَانٍ يَلْعَبُ ، فَأَرَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْخُذَهُ ، فَطَفِقَ الصَّبِيُّ يَفِرُّهَا هُنَا مَرَّةً وَهَا هُنَا مَرَّةً ، فَجَعَلَ الـنَّبِـيُّ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَاحِكُهُ حَتّٰى أَخَذَهُ قَالَ: فَوَضَعَ إِحْدٰى يَدَيْهِ تَحْتَ قَفَاهُ وَالْأُخْرٰى تَـحْـتَ ذَقْنِهِ وَوَضَعَ فَاهُ عَلٰى فِيهِ وَقَبَّلَهُ وَقَالَ: ((حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ ، اللّٰهُمَّ أَحِبَّ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا)) ، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ . ❸

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے کی ایک دعوت میں گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے آگے آگے چل رہے تھے اور حسین رضی اللہ عنہ چھوٹے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکڑنا چاہا لیکن حسین رضی اللہ عنہ کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر بھاگنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ہنسی کھیل کرنے لگے، یہاں تک کہ آپ نے ان کو پکڑ لیا، پھر آپ نے اپنا ایک ہاتھ ان کی گدی کے نیچے، دوسرا ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور اپنا منہ ان کے منہ پر رکھ کر بوسہ لے لیا، اور فرمایا: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اے اللہ! جو حسین سے محبت کرے اس سے تو محبت فرما۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آپ کے نواسے تھے۔

1362 ۔ سیدنا یعلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دوڑتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے گلے سے لگا لیا اور فرمایا:

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٢٨٨ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٥١ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٤١ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٧١

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٣/ ٦٤ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٦٦ ـ حلية الأولياء لأبي نعيم: ٥/ ٧١ .

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٤/ ١٧٢ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٧٧

((إِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ)) . ❶

اولاد بخل اور بزدلی کا باعث بن جاتی ہے۔

توضیح :...... یعنی انسان اپنے بچوں کے لیے بخیلی اور کنجوسی کرتا ہے، ہر طرف سے پیسے بچاتا ہے، حتیٰ کہ اپنے آپ پر بھی خرچ کرنے سے ہاتھ کھینچے رکھتا ہے تاکہ ان کی تمام ضروریات پوری کر سکے اور انہیں کسی قسم کی کوئی کمی نہ رہنے دے، اسی طرح کسی بھی اقدام سے اس لیے گریز کرتا رہتا ہے کہ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو میرے بچوں کا کیا بنے گا؟ سو اسی لیے فرمایا کہ اولاد بخل اور بزدلی کا باعث بن جاتی ہے۔

1363 ۔ سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نواسے کی وفات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گود میں اٹھا کر فرمایا:

((وَاللّٰهِ إِنَّكُمْ لَتُجَبِّنُونَ، وَتُبَخِّلُونَ وَإِنَّكُمْ لَمِنْ رَيْحَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى)) . ❷

اللہ کی قسم! بلاشبہ تم (انسان کو) بُزدِل اور تم بخیل بنا دیتے ہو اور یقیناً تم اللہ کی رحمت ومہربانی کا حصہ ہو۔

1364 ۔ سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّاسَ اجْتَمَعُوا إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بِالْمَدَائِنِ بَعْدَ قَتْلِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَخَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، إِنَّ كُلَّ مَا هُوَ آتٍ قَرِيبٌ، وَإِنَّ أَمْرَ اللّٰهِ وَاقِعٌ إِذْلَالُهُ، وَإِنْ كَرِهَ النَّاسُ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَحْبَبْتُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ: فَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَحْبَبْتُ أَنْ أَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ بِمَا يَزِنُ مِثْقَالَ حَبَّةِ خَرْدَلٍ، يُهْرَاقُ فِيهَا مِحْجَمَةٌ مِنْ دَمٍ مُنْذُ عَقَلْتُ مَا يَنْفَعُنِي مِمَّا يَضُرُّنِي فَالْحَقُوا بِمَطِيَّتِكُمْ . ❸

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوگ مدائن میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس جمع ہوئے۔ آپ نے انہیں خطبہ دیا اور اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: امابعد! یقیناً ہر وہ دِن جو آنے والا ہے وہ بہت نزدیک ہے اور بلاشبہ اللہ کا حکم واقع ہو کر رہنے والا ہے، خواہ لوگوں کو پسند نہ بھی آئے، اور اللہ کی قسم! میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے کسی کام کا اتنا سا بھی نگران بنوں جتنا رائی کے دانے کا وزن ہوتا ہے، جس میں خون بہایا جائے، میں نے تو بس یہ بات سمجھی ہے کہ جو چیز میرے لیے نقصان دہ ہے وہ کبھی مجھے فائدہ نہیں پہنچا سکتی، لہٰذا اب تم اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔

1365 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((أَرُونِي ابْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟)) قُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا قَالَ: ((بَلْ هُوَ حَسَنٌ)) فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ قَالَ: ((أَرُونِي ابْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟)) قُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا قَالَ: ((بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ)) فَلَمَّا وُلِدَ الثَّالِثُ جَاءَ النَّبِيُّ

---

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٤/ ١٧٢۔ سنن ابن ماجه: ٢/ ١٢٠٩۔ السنن الكبرٰى للبيهقى: ١/ ٢٠٢۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٦٤۔ المعجم الكبير للطبرانى: ٣/ ٢١

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٦/ ٤٠٩۔ سنن الترمذى: ٤/ ٣١٧ ❸ إسناده صحيح .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَرُونِي ابْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟)) قُلْتُ: حَرْبًا قَالَ: ((بَلْ هُوَ مُحْسِنٌ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي سَمَّيْتُهُمْ بِأَسْمَاءِ وَلَدِ هَارُونَ شَبَرٌ، وَشُبَيْرٌ، وَمُشَبِّرٌ)). ❶

جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: میرا بیٹا مجھے دکھاؤ اور بتاؤ کہ اس کا نام کیا رکھا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نہیں) بلکہ اس کا نام حسن ہے۔ پھر جب حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: میرا بیٹا مجھے دکھاؤ اور بتاؤ اس کا نام کیا رکھا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نہیں) بلکہ اس کا نام حسین ہے۔ پھر جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تیسرے بیٹے نے جنم لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: میرا بیٹا مجھے دکھاؤ اور بتاؤ اس کا نام کیا رکھا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نہیں) بلکہ یہ محسن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ان کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے ناموں پر رکھے ہیں، یعنی شبر، شُبیر، مُشبر۔

توضیح :...... حضرت ہارون علیہ السلام کے صاحبزادوں کے نام شبر، شُبیر، مُشبر تھے، جو کہ فَعَل ، فُعَيل اور مُفْعِل کے وزن پر تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ناموں کے ساتھ مشابہت کرتے ہوئے انہی اوزان پر اپنے پیارے نواسوں کے نام حَسَن ، حُسَین اور مُحسِن رکھے۔

1366۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

الْحَسَنُ أَشْبَهُ النَّاسِ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ، وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهُ النَّاسِ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذَالِكَ. ❷

حسن رضی اللہ عنہ سر سے لے کر سینے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے اور حسین رضی اللہ عنہ اس سے نیچے کے جسمانی حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

1367۔ سالم بن ابوالجعد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنِّي سَمَّيْتُ ابْنَيَّ هٰذَيْنِ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ بِأَسْمَاءِ ابْنَيْ هَارُونَ شَبَرًا، وَشُبَيْرًا)). ❸

یقیناً میں نے اپنے ان دونوں صاحبزادوں، حسن و حسین کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے دونوں بیٹوں، شَبر اور شُبیر کے ناموں پر رکھے ہیں۔

1368۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). ❹

حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أبي داود الطيالسي: ١/ ٢٣٢۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٦٥۔ صحيح ابن حبان: ٥٥١۔ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ١٠٠

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٩٩۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٦٠

❸ [مرسل ورجاله ثقات] مضى برقم: ١٣٦٥

❹ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٣٦٠

1369 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ . ❶

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جو حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو۔

1370 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهِ وَلُعَابُهُ يَسِيلُ عَلَيْهِ . ❷

میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اُٹھایا ہوا تھا اور ان کا لعاب آپ ﷺ پر بہہ رہا تھا۔

توضیح :...... یہ نبی ﷺ کی ان کے ساتھ محبت کی وارفتگی کا عالم تھا کہ آپ ان کے لعاب سے بھی خود کو نہیں بچاتے تھے بلکہ اسے گرنے دیے جا رہے تھے۔

1371 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا ، فَأَحِبَّهُمَا)) . ❸

اے اللہ! بلاشبہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، سو تو بھی ان دونوں سے محبت فرما۔

1372 ۔ ابن سابط بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما مسجد میں داخل ہوئے تو سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى سَيِّدِ شَبَابِ الْجَنَّةِ ، فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا ، سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . ❹

جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ وہ جنت کے نوجوانوں کے سردار کو دیکھے تو اسے اس شخص کو دیکھ لینا چاہیے، (کیونکہ) میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

1373 ۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

سَمِعْتُ الْجِنَّ يَبْكِينَ عَلٰى حُسَيْنٍ .

میں نے حسین رضی اللہ عنہ کی وفات پر جنوں کو بھی روتے سنا۔

اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ہی کا بیان ہے کہ:

سَمِعْتُ الْجِنَّ تَنُوحُ عَلَى الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ . ❺

میں نے حسین رضی اللہ عنہ کی وفات پر جنوں کو نوحہ کرتے سنا۔

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ١٦٤ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٥٩ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٦٨ـ صحيح ابن حبان: ٥٥٥ـ المصنف لابن أبي شيبة: ١١/ ٤٥٣

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٤٤٧ـ سنن ابن ماجه: ٢/ ٢١٦

❸ [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ٥/ ٦٥٦ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٨٠ـ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٩٢

❹ [إسناده صحيح] صحيح ابن حبان: ٥٥٣ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٨٧

❺ [إسناده حسن] المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ١٣٠

1374 ۔ امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ رَاهِبَا نَجْرَانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَسْلِمَا تَسْلَمَا))، فَقَالَا: قَدْ أَسْلَمْنَا قَبْلَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَذَبْتُمَا مَنَعَكُمَا مِنَ الْإِسْلَامِ ثَلَاثٌ، سُجُودُكُمَا لِلصَّلِيبِ، وَقَوْلُكُمَا: ﴿اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا﴾ [البقرة:١١٦]، وَشُرْبُكُمَا الْخَمْرَ))، فَقَالَا: فَمَا تَقُولُ فِي عِيسٰى؟ قَالَ: فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ: ﴿ذَالِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ﴾ [آل عمران:٥٨] إِلَى قَوْلِهِ: ﴿أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ﴾ [آل عمران:٦١] قَالَ: فَدَعَاهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُلَاعَنَةِ قَالَ: وَجَاءَ بِالْحَسَنِ، وَالْحُسَيْنِ، وَفَاطِمَةَ أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَا مِنْ عِنْدِهِ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَقْرِرْ بِالْجِزْيَةِ وَلَا تُلَاعِنْهُ، قَالَ: فَرَجَعَا، فَقَالَا: نُقِرُّ بِالْجِزْيَةِ وَلَا نُلَاعِنُكَ قَالَ: فَأَقَرَّا بِالْجِزْيَةِ . [1]

نجران کے دو راہب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے ان دونوں سے فرمایا: اسلام قبول کرلو؛ سلامتی میں رہو گے۔انہوں نے کہا: ہم آپ سے بھی پہلے اسلام لا چکے ہیں (یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جھوٹ بولتے ہو، تمہیں اسلام لانے سے تین کاموں نے روک رکھا ہے: (۱) تمہارا صلیب کے آگے سجدہ ریز ہونا (۲) تمہارا یہ کہنا کہ اللہ کا بیٹا ہے، (۳) اور تمہارا شراب پینا۔ انہوں نے پوچھا: آپ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور قرآن نازل ہوگیا: ﴿ذَالِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَ الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝﴾ ''(اے نبی!) یہ آیات اور حکمت سے لبریز تذکرے ہیں جو ہم آپ کو سنا رہے ہیں۔ یقیناً اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی سی ہے کہ اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور کہا کہ ہو جا؛ تو وہ گیا۔ یہ اصل حقیقت ہے جو آپ کے رب کی طرف سے بتائی جا رہی ہے، اور آپ ان لوگوں میں شامل نہ ہوں جو شک کرتے ہیں۔ یہ علم آ جانے کے بعد اب جو کوئی اس معاملے میں آپ سے جھگڑا کرے تو اس سے کہیے کہ آؤ ہم اور تم خود بھی آ جائیں اور اپنے اپنے بال بچوں کو بھی لے آئیں، اور خدا سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ملاعنہ (ایک دوسرے پر لعنت کی بددعا کے لیے) بلایا اور اپنے اہل خانہ اور اولاد کے طور پر سیدنا حسن وحسین اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ جب وہ دونوں راہب آپ کے ہاں سے نکلے تو ایک نے دوسرے سے کہا: جزیہ ہی مقرر کرلو اور ان سے ملاعنہ نہ کرنا۔ چنانچہ وہ دونوں واپس آئے اور بولے: ہم جزیہ کی ادائیگی کرنے پر رضامند ہیں اور ہم آپ سے ملاعنہ نہیں کریں گے۔ پھر ان دونوں نے جزیہ مقرر کرلیا۔

[1] [مرسل ورجاله ثقات] دلائل النبوة لأبی نعیم: ۲/ ۱۲٤ ـ الدر المنثور للسیوطی: ۲/ ۳۸

1375 ۔ عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فَلَقِينَا أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ: أَرِنِي أُقَبِّلُ مِنْكَ حَيْثُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ، قَالَ: فَقَالَ: بِقَمِيصِهِ قَالَ: فَقَبَّلَ سُرَّتَهُ. ❶

میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا تو ہم سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے (حسن رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: مجھے اپنے جسم کا وہ حصہ دکھاؤ جہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے دیکھا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنا قمیض اوپر کرلیا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی ناف پر بوسہ دیا۔

1376 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ، هٰذَا عَلَى عَاتِقِهِ، وَهٰذَا عَلَى عَاتِقِهِ، وَهُوَ يَلْثِمُ هٰذَا مَرَّةً، وَيَلْثِمُ هٰذَا مَرَّةً حَتَّى انْتَهَى إِلَيْنَا، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّكَ لَتُحِبُّهُمَا، فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي)). ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نکلے، آپ کے ساتھ حسن وحسین رضی اللہ عنہما تھے، ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس کندھے پر سوار تھا اور ایک اُس کندھے پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار اِس کا بوسہ لیتے اور ایک بار اُس کا بوسہ لیتے۔ یہاں تک کہ آپ ہمارے پاس پہنچ گئے۔ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ آپ ان دونوں سے بہت محبت کرتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے یقیناً میرے ساتھ محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے یقیناً میرے ساتھ بغض رکھا۔

1377 ۔ رزین بن عبید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَتَى عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَرْحَبًا بِالْحَبِيبِ بْنِ الْحَبِيبِ. ❸

میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا کہ آپ کے پاس علی بن حسین آئے، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پیارے باپ کے پیارے بیٹے کو خوش آمدید۔

1378 ۔ ابو حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جس روز سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اس روز میں بھی وہاں موجود تھا تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي)). ❹

جس نے ان دونوں سے محبت کی، اس نے یقیناً میرے ساتھ محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا؛ اس نے یقیناً میرے ساتھ بغض رکھا۔

1379 ۔ مُنذر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن حنفیہ رحمہ اللہ کو فرماتے سنا:

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٢٥٥ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ١٩ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٦٨

❷ [رجاله ثقات] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٦٦ ـ مسند أحمد: ٢/ ٤٤٠ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٧٩

❸ [إسناده صحيح] التاريخ الكبير: ١/ ٣٢٤ ❹ إسناده صحيح.

حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ خَيْرٌ مِنِّي، وَلَقَدْ عَلِمَا أَنَّهُ كَانَ يَسْتَخْلِينِي دُونَهُمَا وَأَنَا صَاحِبُ الْبَغْلَةِ الشَّهْبَاءِ. ❶

حسن اور حسین رضی اللہ عنہما مجھ سے بہتر ہیں، حالانکہ انہیں علم ہے کہ وہ (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ) ان کے بہ جائے مجھ سے علیحدگی میں باتیں کیا کرتے تھے اور سفید خچر کی ذمہ داری بھی میرے پاس ہی ہوتی تھی۔

توضیح :...... "اَلشَّهْبَاءُ" سے مراد ایسا جانور ہوتا ہے جس کی پیشانی میں خال خال ہی سیاہ بال ہو۔

1380 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَنَامِ بِنِصْفِ النَّهَارِ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، مَعَهُ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ يَلْتَقِطُهُ، أَوْ يَتَتَبَّعُ فِيهَا شَيْئًا قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا هٰذَا؟ قَالَ: ((دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ لَمْ أَزَلْ أَتَتَبَّعُهُ مُنْذُ الْيَوْمَ)) قَالَ عَمَّارٌ: فَحَفِظْنَا ذَالِكَ فَوَجَدْنَاهُ قُتِلَ ذَالِكَ الْيَوْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. ❷

میں نے ایک مرتبہ نصف النہار کے وقت خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا، آپ ﷺ کے بال بکھرے ہوئے اور جسم غبار آلود تھا۔ آپ ﷺ کے پاس ایک بوتل تھی جس میں خون تھا، آپ اس میں کوئی چیز تلاش کر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے، میں صبح سے اس کی تلاش میں لگا ہوا ہوں۔ عمار کہتے ہیں کہ ہم نے وہ تاریخ یاد رکھی، پھر معلوم ہوا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اسی دن شہادت ہوئی تھی۔

1381 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ بِنِصْفِ النَّهَارِ، قَائِلًا أَشْعَثَ أَغْبَرَ بِيَدِهِ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هٰذَا؟ قَالَ: ((دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ فَلَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمَ))، فَأَحْصَيْنَا ذَالِكَ الْيَوْمَ فَوَجَدُوهُ قُتِلَ فِي ذَالِكَ الْيَوْمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ. ❸

میں نے (ایک مرتبہ) نصف النہار کے وقت خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کی، آپ ﷺ کے بال بکھرے ہوئے اور جسم غبار آلود تھا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جس میں خون تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں صبح سے اس کو تلاش کر رہا ہوں۔ ہم نے اس دن کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا۔ پھر انہوں نے معلوم کیا تو پتا چلا کہ ان کی (یعنی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی) اسی دن شہادت ہوئی تھی۔

1382 ۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ)). ❹

---

❶ إسناده حسن.

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٣٤٣ـ المستدرك للحاكم: ٤/ ٣٩٧ـ المعجم الكبير للطبرانی: ٣/ ١١٦

❸ إسناده صحيح. ❹ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٣/ ١٤ـ المعجم الكبير للطبرانی: ٣/ ٦٢

میں تم میں اپنے بعد دو بھاری (یعنی نہایت اہم) چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں سے ایک؛ دوسری سے بڑی ہے: ایک کتاب اللہ ہے، جو آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی رسّی ہے اور دوسری میری عترت (یعنی) میرے اہل بیت ہیں۔ یہ دونوں ہرگز الگ نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر آ جائیں۔

توضیح:...... ''عترت'' کا مطلب ہے چھوٹا کنبہ، گھر والے، ایک باپ کی قریبی اولاد۔

1383۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنِّی أُوشِكُ أَنْ أُدْعٰی فَأُجِیبُ وَإِنِّی تَارِكٌ فِیكُمُ الثَّقَلَیْنِ، كِتَابَ اللّٰهِ، وَعِتْرَتِی أَهْلَ بَیْتِی، وَإِنَّ اللَّطِیفَ الْخَبِیرَ أَخْبَرَنِی أَنَّهُمَا لَنْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ، فَانْظُرُوا بِمَا تَخْلُفُونِی فِیهِمَا)). ❶

یقیناً عنقریب مجھے (دنیا سے) بُلا لیا جائے گا اور مجھے جانا پڑے گا، البتہ میں تم میں دو بھاری (یعنی نہایت اہم) چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں: ایک کتاب اللہ اور دوسری میری عترت (یعنی) میرے اہل بیت۔ بلاشبہ لطیف وخبیر (یعنی اللہ تعالیٰ) نے مجھے بتلایا ہے کہ یہ دونوں چیزیں جدا نہیں ہوں گی، یہاں تک کہ یہ حوضِ کوثر پر میرے پاس آ جائیں، سو دیکھو کہ میرے بعد ان دونوں سے تم کیا سلوک کرتے ہو۔

1384۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْحَسَنُ، وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). ❷

حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔

1385۔ عیسیٰ بن عبدالرحمان اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ:

كُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ، یَحْبُو حَتّٰی صَعِدَ عَلٰی صَدْرِهِ، فَبَالَ عَلَیْهِ، فَابْتَدَرْنَاهُ لِنَأْخُذَهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((ابْنِی ابْنِی))، قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَیْهِ. ❸

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ اتنے میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما گھسٹتے ہوئے آ گئے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر چڑھ گئے اور اوپر ہی پیشاب کر دیا۔ ہم جلدی سے لپک کر انہیں پکڑنے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا بیٹا، میرا بیٹا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس جگہ پر بہا دیا۔

1386۔ عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ لَقِیَ الْحَسَنَ ابْنَ عَلِیٍّ، فَقَالَ: ارْفَعْ ثَوْبَكَ حَتّٰی أُقَبِّلَ مِنْكَ حَیْثُ رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُ، فَرَفَعَ عَنْ بَطْنِهِ فَوَضَعَ فَمَهُ عَلٰی سُرَّتِهِ. ❹

---

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٣/ ١٧۔ المعجم الكبير للطبرانی: ٣/ ٦٣

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ٣۔ حلية الأولياء لأبی نعيم: ٥/ ٧١

❸ [إسناده حسن لغيره] مسند أحمد: ٤/ ٣٤٧۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: ١/ ٩٣۔ مجمع الزوائد للهيثمی: ١/ ٢٨٤۔ المعجم الكبير للطبرانی: ٣/ ٣٤

❹ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبرانی: ٣/ ٩٧

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو ملے اور فرمایا: اپنا کپڑا اٹھایئے تاکہ میں آپ کے جسم کے اس حصے کو بوسہ دے سکوں جہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے دیکھا تھا۔ تو حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھالیا، تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا منہ ان کی ناف پر رکھ دیا۔

1387 ۔ زُہیر بن اقمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَيْنَمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَخْطُبُ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعَهُ فِي حَبْوَتِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: ((مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّهُ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) وَلَوْلَا عَزِيمَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَا حَدَّثْتُ. ❶

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یقیناً میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ انہوں نے آپ کو اپنی ران پر بٹھایا ہوا تھا اور فرما رہے تھے: جو مجھ سے محبت رکھتا ہے اس کو اس سے بھی محبت رکھنی چاہیے اور جو یہاں موجود ہے وہ یہ بات اس تک پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں ہے۔ لہٰذا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم نہ ہوتا تو میں یہ بات بیان نہ کرتا۔

1388 ۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اُٹھائے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ)). ❷

اے اللہ! یقیناً میں اس سے محبت کرتا ہوں، سو تو بھی اس سے محبت فرما۔

1389 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ بِنِصْفِ النَّهَارِ أَغْبَرَ أَشْعَثَ بِيَدِهِ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ، فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا هٰذَا؟ قَالَ: ((هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ، لَمْ أَزَلْ مُنْذُ الْيَوْمَ أَلْتَقِطُهُ)) فَأَحْصَى ذَالِكَ الْيَوْمَ فَوَجَدُوهُ قُتِلَ يَوْمَئِذٍ. ❸

میں نے (ایک مرتبہ) نصف النہار کے وقت خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بکھرے ہوئے اور جسم غبار آلود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جس میں خون تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ کیا چیز ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں صبح سے اس کو تلاش کر رہا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہ دن یاد رکھا تو انہوں نے اسی روز انہیں شہید ہوا پایا۔

1390 ۔ یعقوب بن ابی نعم بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ، فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ: انْظُرُوا إِلَى هٰذَا يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ، وَقَدْ سَمِعْتُ

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٣٦٦۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٧٦۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٧٦

❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٣٨٣　❸ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ١١٦

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((هُمَا رَيْحَانَتِي مِنَ الدُّنْيَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا)). ❶

میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا جب ان سے ایک آدمی نے مچھر کے خون (یعنی مچھر مارنے کے گناہ) کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے پوچھا: تیرا تعلق کن سے ہے؟ اس نے جواب دیا: اہل عراق سے۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس شخص کی طرف دیکھو! یہ مجھ سے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے، حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر کو شہید کر دیا ہے، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: یہ دونوں (یعنی سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو خوشبودار پھول ہیں۔

توضیح:...... سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے بیشتر لوگ کوفہ کے باشندے تھے، جو اس وقت عراق کا دارالخلافہ ہوا کرتا تھا۔ انہی لوگوں نے بار بار خطوط لکھ کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ بلایا تھا اور اپنی وفاداریوں کا یقین دِلایا تھا، لیکن جب آپ وہاں تشریف لے گئے تو ان لوگوں نے اپنی وفاداریاں بدل لیں اور آپ کے مخالفین کے ساتھ مل کر آپ کے مقابلے میں آ کھڑے ہوئے۔ ایسے بدکردار و بدطینت لوگوں کے بارے میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

أترجو أمة قتلت حسيناً　　شفاعة جده يوم الحساب

''جن لوگوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے، کیا وہ روزِ حساب ان کے نانا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے شفاعت کی اُمید رکھیں گے؟''

1391 - سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

كَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَالْحُسَيْنُ مَعِي فَبَكَى، فَتَرَكْتُهُ فَدَنَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ جِبْرِيلُ: أَتُحِبُّهُ يَا مُحَمَّدُ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهُ، وَإِنْ شِئْتُ أُرِيتُكَ مِنْ تُرْبَةِ الْأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا، فَأَرَاهُ إِيَّاهُ فَإِذَا الْأَرْضُ يُقَالُ لَهَا كَرْبَلَاءُ. ❷

جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے اور حسین میرے ساتھ تھے، وہ رونے لگ گئے تو میں نے انہیں چھوڑ دیا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اے محمد! کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ انہوں نے کہا: یقیناً آپ کی اُمت عنقریب اسے شہید کر دے گی اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس زمین کی مٹی بھی دکھا دیتا ہوں جس میں ان کی شہادت ہوگی۔ پھر انہوں نے آپ کو وہ مٹی دِکھلائی تو وہ اس زمین کی تھی جس کو کربلا کہا جاتا ہے۔

1392 - شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی نعش مبارک آئی تو سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے کوفیوں پر لعنت کرتے ہوئے فرمایا:

قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ، غَرُّوهُ وَذَلُّوهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ غُدَيَّةً بِبُرْمَةٍ قَدْ صَنَعَتْ لَهُ فِيهَا عَصِيدَةً، تَحْمِلُهَا فِي طَبَقٍ لَهَا حَتَّى وَضَعَتْهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لَهَا: ((أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟)) قَالَتْ: هُوَ فِي الْبَيْتِ، قَالَ: ((اذْهَبِي فَادْعِيهِ،

❶ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ١٣٧ - سنن الترمذي: ٥/ ٦٥٧ - مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٩٢

❷ [إسناده حسن] المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ١١٤ - مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٨٩

وَائْتِينِي بِابْنَيْهِ))، قَالَتْ: فَجَاءَتْ تَقُودُ ابْنَيْهَا كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِيَدٍ، وَعَلِيٌّ يَمْشِي فِي أَثَرِهِمَا، حَتَّى دَخَلُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَجْلَسَهُمَا فِي حِجْرِهِ، وَجَلَسَ عَلِيٌّ عَلَى يَمِينِهِ، وَجَلَسَتْ فَاطِمَةُ عَلَى يَسَارِهِ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَاجْتَبَذَ كِسَاءً خَيْبَرِيًّا كَانَ بِسَاطًا لَنَا عَلَى الْمَنَامَةِ فِي الْمَدِينَةِ، فَلَفَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيعًا، فَأَخَذَ بِشِمَالِهِ طَرَفَيِ الْكِسَاءِ، وَأَلْوَى بِيَدِهِ الْيُمْنٰى إِلَى رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَهْلُ بَيْتِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا، اللّٰهُمَّ أَهْلِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا، اللّٰهُمَّ أَهْلُ بَيْتِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا))، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَسْتُ مِنْ أَهْلِكَ؟ قَالَ: ((بَلٰى، فَادْخُلِي فِي الْكِسَاءِ))، قَالَتْ: فَدَخَلْتُ فِي الْكِسَاءِ بَعْدَمَا قَضٰى دُعَاءَهُ لِابْنِ عَمِّهِ عَلِيٍّ وَابْنَيْهِ وَابْنَتِهِ فَاطِمَةَ. [1]

ان لوگوں نے اسے شہید کر دیا، اللہ تعالیٰ ان کو غارت کرے، انہوں نے اسے دھوکہ دیا اور اسے رُسوا کیا، اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر لعنت فرمائے۔ یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ایک صبح آپ کی خدمت میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک ہانڈی لے کر حاضر ہوئیں، انہوں نے نبی ﷺ کے لیے آٹے اور گھی کا حلوہ بنایا تھا۔ وہ اسے اپنے ایک تھال میں اُٹھائے لائیں اور لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تمہارا چچازاد (علی) کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا: وہ گھر میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اسے بلا کر لاؤ اور اس کے صاحبزادوں کو بھی ساتھ لیتی آنا۔ وہ اپنے دونوں بچوں کا ایک ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے آ رہی تھیں اور علی رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے آ رہے تھے، بالآخر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ پہنچے۔ آپ نے ان دونوں بچوں کو اپنی گود میں بٹھا لیا، علی رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں جانب بیٹھ گئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بائیں جانب بیٹھ گئیں۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے وہ چادر کھینچی جو مدینہ میں ہمارے سونے کی جگہ (یعنی ہمارے بستر) کا بچھونا ہوا کرتی تھی۔ نبی ﷺ نے وہ چادر ان سب پر ڈال دی، پھر اپنے بائیں ہاتھ سے چادر کے دونوں کنارے تھامے اور اپنا دایاں ہاتھ مبارک پروردگار کی جانب اُٹھا کر فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی کو ختم کر دے اور انہیں خوب اچھی طرح پاک کر دے۔ اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی کو ختم کر دے اور انہیں خوب اچھی طرح پاک کر دے۔ اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی کو ختم کر دے اور انہیں خوب اچھی طرح پاک کر دے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں، تم بھی چادر میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ میں بھی چادر میں داخل ہوگئی اور آپ اس سے پہلے اپنے چچازاد علی رضی اللہ عنہ ان کے دونوں صاحبزادوں اور اپنی لختِ جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے دعا کر چکے تھے۔

1393 ـ علی بن زید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ فِتْيَةً مِنْ قُرَيْشٍ خَطَبُوا بِنْتَ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَخَطَبَهَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَشَاوَرَتْ أَبَا

[1] [إسناده حسن] مسند أحمد: ٦/ ٢٩٨ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ١١٤

هُرَيْرَةَ وَكَانَ لَنَا صَدِيقًا، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ فَاهُ، فَإِنِ اسْتَطَعْتِ إِنْ تُقَبِّلِي مُقَبَّلَ رَسُولِ اللّٰهِ فَافْعَلِي فَتَزَوَّجَتْهُ. ❶

قریش کے کچھ نوجوانوں نے سہیل بن عمرو کی صاحبزادی کو نکاح کا پیغام بھیجا اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے بھی انہیں نکاح کا پیغام بھیج دیا۔ انہوں نے ہمارے دوست سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ ان کا منہ چوم رہے تھے، لہٰذا اگر تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ کیا ہوا منہ چومنا چاہتی ہو تو (ان سے شادی) کرلو۔ چنانچہ انہوں نے ان سے شادی کرلی۔

1394 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَجَعَلَ يَقُولُ بِقَضِيبِهِ فِي أَنْفِهِ، وَيَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هٰذَا حُسْنًا، قُلْتُ: أَمَا إِنَّهُ كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. ❷

میں ابن زیاد کے پاس موجود تھا جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا تو وہ چھڑی ان کے ناک میں مار کر کہنے لگا: میں نے اس جیسا حسن نہیں دیکھا۔ تو میں نے کہا: سنو! یقیناً یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

1395 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

شَهِدْتُ ابْنَ زِيَادٍ حَيْثُ أُتِيَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِقَضِيبٍ فِي يَدِهِ، فَقُلْتُ: أَمَا إِنَّهُ كَانَ أَشْبَهَهُمَا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❸

میں ابن زیاد کے پاس موجود تھا جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر آیا تو وہ اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی انہیں مارنے لگا، تو میں نے کہا: سنو! یقیناً یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان دونوں (حسن وحسین رضی اللہ عنہما) میں سے زیادہ مشابہ ہے۔

1396 ۔ عمار بن ابو عمار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِهِ يَوْمًا بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهُوَ أَشْعَثُ أَغْبَرُ فِي يَدِهِ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا هٰذَا الدَّمُ؟ فَقَالَ: ((دَمُ الْحُسَيْنِ لَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمَ)) فَأُحْصِيَ ذَالِكَ الْيَوْمَ، فَوَجَدُوهُ قُتِلَ فِي ذَالِكَ الْيَوْمِ. ❹

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک روز نصف النہار کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ کے بال بکھرے ہوئے تھے اور جسم غبار آلود تھا، اور آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جس میں خون تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ خون کیسا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے، میں صبح سے اس کی تلاش میں لگا ہوا ہوں۔ اس دن کو یاد رکھ لیا گیا، پھر لوگوں نے دیکھا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اسی روز شہید کیے گئے۔

1397 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ إسناده ضعيف.
❷ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ١٣٥
❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٩٤ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ١٣٥
❹ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٣٨١، ١٣٨٩

لَمَّا أُوتِيَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ يَعْنِي إِلَى عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِقَضِيبٍ فِي يَدِهِ يَقُولُ: إِنْ كَانَ لَحَسَنَ الثَّغْرِ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَأَسُوءَنَّكَ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ مَوْضِعَ قَضِيبِكَ مِنْ فِيهِ. ❶

جب عبیداللہ بن زیاد کے پاس سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا تو وہ اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی انہیں مارتے ہوئے کہنے لگا: اس کا منہ کتنا خوبصورت ہے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! یقیناً میں تیرے ساتھ بہت برا کروں گا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے اس جگہ پر بوسہ کیا تھا جہاں تو منہ پر چھڑی مار رہا ہے۔

1398 ۔ سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اُٹھائے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ)). ❷

اے اللہ! یقیناً میں اس سے محبت کرتا ہوں، سو تُو بھی اس سے محبت فرما۔

1399 ۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اُٹھائے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ)). ❸

اے اللہ! بلاشبہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، لہٰذا تو بھی اس سے محبت فرما۔

1400 ۔ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ نَظْرَةً، وَإِلَيْهِ نَظْرَةً، وَيَقُولُ: ((إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)). ❹

میں نے نبی ﷺ کو منبر پر جلوہ افروز دیکھا اور آپ کے پہلو میں سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے، آپ ایک نظر لوگوں کی جانب دیکھتے اور ایک نظر ان کی طرف، اور فرماتے: یقیناً میرا یہ بیٹا سردار ہے، شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

1401 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْعِشَاءِ وَكَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَثِبَانِ عَلَى ظَهْرِهِ، فَلَمَّا صَلَّى قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا أَذْهَبُ بِهِمَا إِلَى أُمِّهِمَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا، فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ فَمَا زَالَا فِي ضَوْئِهَا حَتّٰى دَخَلَا إِلَى أُمِّهِمَا)). ❺

---

❶ [إسناده حسن لغيره] المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ١٣٤ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٩٥

❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٣٥٣ ❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٣٥٣

❹ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٣٥٤

❺ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٢/ ٥١٣ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٦٧ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٤٥ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٨١

رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز پڑھایا کرتے تھے تو حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں آپ کی پشت مبارک پر کودتے رہتے۔ جب آپ نماز پڑھا چکے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں انہیں ان کی والدہ کے پاس نہ چھوڑ آؤں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ پھر ایک بجلی سی روشن ہوئی اور وہ دونوں اس روشنی میں چلتے گئے، یہاں تک کہ اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔

1402 ۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کعبے کا دروازہ پکڑ کر کہا: جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا وہ سن لے کہ میں ابوذر ہوں اور میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ:

((أَلَا إِنَّ مَثَلَ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ مَثَلُ سَفِينَةِ نُوحٍ، مَنْ رَكِبَهَا نَجَا، وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ)). ❶

خبردار! میرے اہل بیت کی تم میں اسی طرح مثال ہے جس طرح نوح علیہ السلام کی کشتی تھی، جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا۔

1403 ۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ خَلِيفَتَيْنِ، كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا يَرِدَانِ عَلَيَّ الْحَوْضَ))❷

یقیناً میں اپنے بعد تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں: اللہ کی کتاب اور میری عترت (یعنی) میرے اہل بیت، یہ دونوں حوضِ کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔

1404 ۔ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

طَلَبْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: قَدْ ذَهَبَ يَأْتِي بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ جَاءَ فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلْتُ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْفِرَاشِ، وَأَجْلَسَ فَاطِمَةَ عَلَى يَمِينِهِ وَعَلِيًّا عَلَى يَسَارِهِ وَحَسَنًا، وَحُسَيْنًا بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَفَعَ عَلَيْهِمْ بِثَوْبِهِ فَقَالَ: ((﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الأحزاب:٣٣])). ❸

میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تلاش میں ان کے گھر گیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ کو لینے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ تشریف لے آئے، رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو میں بھی اندر چلا آیا۔ رسول اللہ ﷺ بستر پر بیٹھ گئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے دائیں جانب، علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بائیں جانب اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو اپنے سامنے بٹھا لیا، پھر ان پر اپنا کپڑا تان کر فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ''اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ وہ تم سے ناپاکی کو ختم کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔''

1405 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ [إسناده واهٍ] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٥٠ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٣٧ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٦٨ ـ المعجم الصغير للطبراني: ٢/ ٢٢ ـ حلية الأولياء لأبي نعيم: ٤/ ٣٠٦

❷ [إسناده حسن لغيره] مسند أحمد: ٥/ ١٨١ ❸ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ٩٧٨

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَخَذَ بِيَدَيِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَقَدْ وَضَعَ قَدَمَ الْحُسَيْنِ عَلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: ((تَرَقَّ عَيْنُ بَقَّةٍ، تَرَقَّ عَيْنُ بَقَّةٍ)). ❶

میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور حسین رضی اللہ عنہ کا قدم اپنے قدموں کی پشت پر رکھا ہوا تھا اور فرما رہے تھے: اے چھوٹی آنکھ والے! اوپر چڑھ، اے چھوٹی آنکھ والے! اوپر چڑھ۔

توضیح:...... چھوٹی آنکھ والا کہنا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بچپن سے کنایہ ہے، یعنی جس طرح ہم کسی بچے کے لیے کوئی ایسا لفظ استعمال کرتے ہیں جس سے اس کا بچپن اور معصوم ہونا واضح ہو رہا ہوتا ہے، اسی طرح یہ کہا گیا ہے۔ نہ کہ حقیقت میں ان کی آنکھ چھوٹی تھی۔

1406۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَتْ لِي أُمِّي: مَتَى عَهْدُكَ بِالنَّبِيِّ ﷺ؟ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ: فِي آخِرِهِ: سَيَأْتِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَيَسْتَغْفِرُ لِي وَلَكِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ قَالَ: فَصَلَّى مَا بَيْنَهُمَا مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَاتَّبَعْتُهُ قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ يَمْشِي إِذْ عَرَضَ لَهُ عَارِضٌ، فَنَاجَاهُ ثُمَّ مَضَى، وَاتَّبَعْتُهُ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قُلْتُ: حُذَيْفَةُ قَالَ: ((مَا جَاءَ بِكَ يَا حُذَيْفَةُ؟)) فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَتْ لِي أُمِّي، فَقَالَ: ((غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا حُذَيْفَةُ وَلِأُمِّكَ أَمَا رَأَيْتَ الْعَارِضَ الَّذِي عَرَضَ لِي؟)) قُلْتُ: بَلَى، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي قَالَ: ((فَإِنَّهُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَمْ يَهْبِطْ إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَ لَيْلَتِهِ هٰذِهِ، اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ فَبَشَّرَنِي أَوْ فَأَخْبَرَنِي: أَنَّ الْحَسَنَ، وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). ❷

مجھ سے میری والدہ نے کہا: تم نبی ﷺ کی خدمت میں کب جاتے ہو؟ پھر راوی نے مکمل حدیث بیان کی اور اس کے آخر میں کہا: عنقریب رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں گے تو وہ میرے لیے اور آپ کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں گے۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء کے درمیان والی نماز پڑھی (یعنی نمازِ مغرب کی سُنتیں ادا کیں)۔ پھر جب آپ نے نماز مکمل کر لی تو میں آپ کے پیچھے چل پڑا۔ اسی دوران کہ آپ چلے جا رہے تھے تو ایک آدمی آپ کے سامنے آیا اور اس نے آپ سے سرگوشی کی اور پھر چلا گیا۔ میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کون ہو؟ میں نے عرض کیا: حذیفہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حذیفہ! کس لیے آئے ہو؟ میں نے انہیں وہ بات بتلائی جو میری والدہ نے مجھ سے کی تھی (انہوں نے دعا کی درخواست کی تھی)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے حذیفہ! اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہاری والدہ کی مغفرت فرمائے۔ کیا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو میرے سامنے آیا تھا؟ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کیوں نہیں

---

❶ [رجاله ثقات عدا أبي مزرد] المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٤٢۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٧٦

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٣٩١۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٦٠۔ السنن الكبرىٰ للنسائي: ٣/ ٣١۔ صحيح ابن خزيمة: ٢/ ٢٠٦

(ضرور دیکھا تھا)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ فرشتہ تھا، جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا تھا، اس نے اپنے پروردگار سے مجھ کو سلام کرنے کی اجازت طلب کیا، پھر اس نے مجھے یہ بشارت دی، یا (فرمایا کہ) مجھے خبر دی کہ بلاشبہ حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) نوجوان جنتیوں کے سردار ہوں گے اور یقیناً فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جنتی عورتوں کی سردار ہوں گی۔

1407 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَا رَأَيْتُ حَسَنًا قَطُّ إِلَّا دَمَعَتْ عَيْنِي، جَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا مَعَهُ، فَقَالَ: ((ادْعُوا لِي لُكَعًا)) أَوْ ((أَيْنَ لُكَعٌ؟)) فَجَاءَ الْحَسَنُ يَشْتَدُّ حَتّٰى أَدْخَلَ يَدَهُ فِي لِحْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَهُ عَلٰى فَمِهِ أَوْ فَمَهُ عَلٰى فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ، فَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ)). ❶

میں نے جب بھی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا میری آنکھیں آبدیدہ ہوگئیں۔ نبی ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ننھے بچے کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ یا فرمایا کہ ننھا بچہ کہاں ہے؟ پھر حسن رضی اللہ عنہ بھاگتے ہوئے آئے، یہاں تک کہ اپنا ہاتھ نبی ﷺ کی داڑھی مبارک میں داخل کر دیا اور نبی ﷺ نے اپنا منہ ان کے منہ پر رکھا اور فرمایا: اے اللہ! یقیناً میں اس سے محبت کرتا ہوں؛ سو جو اس سے محبت رکھے تو اس سے محبت فرما۔

1408 ۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول مکرم ﷺ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ)). ❷

جنت میں اس کو دودھ پلانے والی (ایک عورت مقرر) ہوگی۔

توضیح:...... سرکارِ دوعالم ﷺ کے گوشۂ دل سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات شیرخواری کی عمر میں ہی ہوگئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ شرف بخشا کہ جنت میں ان کو حوروں کا دودھ پلایا۔ ممکن ہے یہ شرف صرف سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ تمام اہل ایمان کے جو شیرخوار بچے فوت ہو جاتے ہیں؛ ان سب کے لیے ایسا ہو۔ بہر حال یہ غیبی امور ہیں، حقیقتِ حال سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے۔

1409 ۔ اسماعیل بن ابو خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے نبی ﷺ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم کو دیکھا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا:

مَاتَ وَهُوَ صَغِيرٌ، وَلَوْ قُدِّرَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ، لَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. ❸

ان کی بچپن میں ہی وفات ہوگئی تھی اور اگر محمد ﷺ کے بعد کسی کو نبی ہونا ہوتا تو وہی ہوتے۔

---

❶ [إسناده ضعيف لكن الحديث صحيح] صحيح البخاري: ٤/ ٣٣٩۔ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٨٢۔ مسند أحمد: ٢/ ٥٣٢

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٣/ ٢٤٤۔ سنن ابن ماجه: ١/ ٤٨٤۔ مسند أحمد: ٤/ ٢٨٤

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ١٠/ ٥٧٧۔ سنن ابن ماجه: ١/ ٤٨٤

انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل

1410 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَتِ الْأَنْصَارُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: ادْعُ اللّٰهَ لَنَا أَنْ يَغْفِرَ لَنَا، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ، وَأَبْنَاءَ الْأَنْصَارِ، وَأَبْنَاءَ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَأَوْلَادُنَا مِنْ غَيْرِنَا؟ قَالَ: ((وَأَوْلَادِ الْأَنْصَارِ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَوَالِينَا؟ قَالَ: ((وَمَوَالِي الْأَنْصَارِ)). قَالَ: وَحَدَّثَتْنِي أُمِّي، عَنْ أُمِّ الْحَكَمِ ابْنَةِ النُّعْمَانِ بْنِ صُهْبَانَ، أَنَّهَا سَمِعَتْ أَنَسًا يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ هٰذَا، غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فِيهِ: ((وَكَنَائِنِ الْأَنْصَارِ)). [1]

انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ وہ ہمیں معاف کردے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! انصار کو معاف فرمادے، انصار کے بیٹوں کو معاف فرمادے اور انصار کے پوتوں کو بھی معاف فرمادے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہماری دیگر اولاد ہم سے الگ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کی اولاد کو بھی معاف فرمادے۔ انہوں نے پھر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے غلام؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کے غلاموں کو بھی معاف فرمادے۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور انصار کی بہوؤں اور بھابیوں کو بھی معاف فرمادے۔

1411 ۔ امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْأَنْصَارُ مِحْنَةٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَلَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ)). [2]

انصار ایک آزمائش ہیں، چنانچہ جس نے ان سے محبت کی اس نے (گویا) میرے ساتھ محبت ہونے کے باعث ان سے محبت کی اور جس نے ان کے ساتھ بُغض رکھا تو اس نے (گویا) میرے ساتھ بُغض ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ بُغض رکھا، ان سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور ان سے صرف منافق ہی نفرت کرے گا۔

توضیح:...... آزمائش کا مطلب یہ ہے کہ انصار کے ساتھ محبت یا نفرت ہونے سے ہی پتا چل جاتا ہے کہ کس کو میرے ساتھ محبت ہے اور کس کو میرے ساتھ نفرت ہے، کون مومن ہے اور کون منافق ہے۔

1412 ۔ عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری سے مروی ہے کہ ان سے ایک صحابی رسول نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا:

---

[1] [إسناده حسن] مسند أحمد: ٣/ ٢١٦

[2] [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٥/ ٢٨٥ ـ مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٥٩

((أَمَّا بَعْدُ، يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ فَإِنَّكُمْ قَدْ أَصْبَحْتُمْ تَزِيدُونَ، وَأَصْبَحَتِ الْأَنْصَارُ لَا تَزِيدُ عَلَى هَيْئَتِهَا الَّتِي هِيَ عَلَيْهَا الْيَوْمَ، وَإِنَّ الْأَنْصَارَ عَيْبَتِي الَّتِي أَوَيْتُ إِلَيْهَا، فَأَكْرِمُوا كَرِيمَهُمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ)). ❶

امابعد! اے مہاجرین کی جماعت! تم لوگوں کی تعداد روز بہ روز بڑھ رہی ہے جبکہ انصار جس حالت میں آج ہیں یہ اس سے نہیں بڑھیں گے اور بلاشبہ انصار میرے ہم راز ہیں جن کے پاس میں نے ٹھکانہ حاصل کیا، لہٰذا تم ان کے اچھے لوگوں کی عزت کیا کرو اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کیا کرو۔

1413 ۔ یحییٰ بن سعید ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ تَرِكَةً وَضِيعَةً، وَإِنَّ تَرِكَتِي أَوْ ضَيْعَتِي الْأَنْصَارَ، أَلَا وَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ أَلَا فَاقْبَلُوا عَنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ)). ❷

یقیناً ہر نبی کی کچھ نہ کچھ وراثت ہوتی ہے اور میری وراثت انصار ہیں۔ خبردار! لوگ زیادہ ہوتے جائیں گے لیکن انصار کم ہوتے رہیں گے۔ سنو! ان کے اچھے لوگوں کی قدر کیا کرو اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کیا کرو۔

1414 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ)). ❸

جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو؛ وہ انصار سے نفرت نہیں کرسکتا۔

توضیح :...... گویا جس کو انصار سے نفرت ہوگی اس کے اللہ ورسول پر ایمان میں شک ہے۔

1415 ۔ عبداللہ بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَلِلْأَنْصَارِ عَلَيْهِ حَقٌّ. ❹

جو بھی مومن ہے اس پر انصار کے حقوق عائد ہوتے ہیں۔

1416 ۔ سیدنا حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ الْأَنْصَارَ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ)). ❺

جس نے انصار سے محبت کی اس نے (گویا) میرے ساتھ محبت ہونے کے باعث ان سے محبت کی اور جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا تو اس نے (گویا) میرے ساتھ بغض ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ بغض رکھا۔

1417 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((حُبُّ الْأَنْصَارِ إِيمَانٌ، وَبُغْضُهُمْ نِفَاقٌ)). ❻

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ۳/ ۵۰۰۔مصنف عبد الرزاق: ۱۱/ ۶۳۔مجمع الزوائد للهيثمي: ۱۰/ ۳۹

❷ [إسناده مرسل صحيح] مجمع الزوائد للهيثمي: ۱۰/ ۳۲

❸ [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ۵/ ۷۱۵۔ مسند أحمد: ۳/ ۳۴۔مسند أبي داود الطيالسي: ۲/ ۱۳۹

❹ إسناده ضعيف.

❺ [إسناده ضعيف ورجاله ثقات] مجمع الزوائد للهيثمي: ۱۰/ ۳۹

❻ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ۱/ ۶۲۰۔صحيح مسلم: ۱/ ۸۵۔ مسند أحمد: ۳/ ۱۳۰

انصار سے محبت رکھنا ایمان اور ان سے بُغض رکھنا نفاق ہے۔

1418۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ الْأَنْصَارَ أَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ)). ❶

جو انصار سے محبت کرے گا اس سے اللہ محبت کرے گا اور جو ان سے نفرت کرے گا اس سے اللہ نفرت کرے گا۔

1419۔ نضر بن انس بن مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ كَتَبَ إِلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ زَمَنَ الْحَرَّةِ يُعَزِّيهِ فِيمَنْ قُتِلَ مِنْ وَلَدِهِ وَقَوْمِهِ، وَقَالَ: أُبَشِّرُكَ بِبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، وَاغْفِرْ لِنِسَاءِ الْأَنْصَارِ، وَنِسَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، وَنِسَاءِ أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ))❷

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے واقعۂ حرہ کے دنوں میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اولاد اور قوم کے کچھ لوگوں کی شہادت کی تعزیت کے سلسلے میں ان کے نام خط لکھا اور اس میں کہا: اللہ کی جانب سے اس بشارت پر خوش ہو جایئے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنی تھی کہ اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما، انصار کے بیٹوں کی مغفرت فرما، انصار کی عورتوں کی مغفرت فرما، انصار کے بیٹوں کی بیویوں کی مغفرت فرما اور انصار کے پوتوں کی بیویوں کی مغفرت فرما۔

توضیح:...... ''حرہ'' مدینہ منورہ سے باہر ایک علاقے کا نام ہے جہاں یزید بن معاویہ کے زمانے میں لڑائی ہوئی تھی۔

1420۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْلَا الْهِجْرَةُ، لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ)). ❸

اگر ہجرت نہ ہوئی ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔

1421۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَخَافَ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَدْ أَخَافَ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ))، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى جَنْبَيْهِ. ❹

جس نے اس قبیلۂ انصار کو خوفزدہ کیا؛ اس نے یقیناً ان دونوں کے درمیان والے کو خوفزدہ کیا۔ یہ فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلیاں اپنے پہلوؤں پر رکھیں۔

توضیح:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد تھی کہ جس نے انصار کو خوفزدہ کیا؛ اس نے گویا مجھے خوفزدہ کیا۔

1422۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ)). ❺

---

❶ [إسناده حسن والحديث صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٥٠١ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٥٧ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٣٩

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٢/ ٣٧٠ـ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٣٧ـ المعجم الكبير للطبراني: ٥/ ٢٣٣

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ١٩١ـ سنن الترمذي: ٥/ ٧١٢ـ سنن الدارمي: ٢/ ٢٤٠

❹ [إسناده حسن] مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٣٨ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٣٧

❺ [إسناده صحيح] مكرر برقم: ١٤١٤

جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو؛ وہ انصار سے نفرت نہیں کر سکتا۔

توضیح:...... گویا جسے انصار سے نفرت ہوگی اس کا اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں ہے۔

1423 - سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْمُلْكُ فِي قُرَيْشٍ، وَالْقَضَاءُ فِي الْأَنْصَارِ، وَالْأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ، وَالسُّرْعَةُ فِي الْيَمَنِ)). ❶

خلافت قریش میں ہے، قضاء (فیصلہ کرنے کی خوبی) انصار میں ہے، اذان حبشہ میں اور تیزی یمن میں ہے۔

1424 - ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل مروی ہے، مگر اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے ان الفاظ کا اضافہ ہے:

((وَالْأَمَانَةُ فِي الْأَزْدِ)). ❷

اور امانت داری؛ اَزد قبیلے میں ہے۔

1425 - سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا اور فرمایا:

((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ)) فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَالَ: ((اهْتِفْ بِالْأَنْصَارِ وَلَا يَأْتِينِي إِلَّا أَنْصَارِيٌّ))، فَهَتَفْتُ بِهِمْ، فَجَاءُوا فَأَطَافُوا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَرَوْنَ إِلَى أَوْبَاشِ قُرَيْشٍ وَأَتْبَاعِهِمْ قَالَ: ثُمَّ قَالَ: بِيَدَيْهِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى: احْصُدُوهُمْ حَصْدًا حَتَّى تُوَافُونِي بِالصَّفَا)) قَالَ: فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَانْطَلَقْنَا فَمَا يَشَاءُ أَحَدٌ مِنَّا أَنْ يَقْتُلَ مِنْهُمْ مَا شَاءَ، وَمَا أَحَدٌ يُوَجِّهُ إِلَيْنَا مِنْهُمْ شَيْئًا قَالَ: فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُبِيحَتْ خَضْرَاءُ قُرَيْشٍ، لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ)) قَالَ: فَغَلَقَ النَّاسُ أَبْوَابَهُمْ قَالَ: فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: ثُمَّ أَتَى الصَّفَا فَعَلَاهُ، حَيْثُ يَنْظُرُ إِلَى الْبَيْتِ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَذْكُرُ اللّٰهَ بِمَا شَاءَ أَنْ يَذْكُرَهُ وَيَدْعُوهُ، وَالْأَنْصَارُ تَحْتَهُ قَالَ: يَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَمَّا الرَّجُلُ فَأَدْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ، وَرَأْفَةٌ فِي عَشِيرَتِهِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَجَاءَ الْوَحْيُ، وَكَانَ إِذَا جَاءَ لَمْ يَخْفَ عَلَيْنَا، فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَرْفَعُ طَرْفَهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ حَتَّى يَقْضِيَ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَقُلْتُمْ: أَمَّا الرَّجُلُ فَأَدْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ وَرَأْفَةٌ بِعَشِيرَتِهِ؟)) قَالُوا: قُلْنَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((فَمَا اسْمِي إِذًا، كَلَّا إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ، هَاجَرْتُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَيْكُمْ، فَالْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ)) قَالَ: فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَبْكُونَ، وَيَقُولُونَ: وَاللّٰهِ مَا قُلْنَا الَّذِي قُلْنَا إِلَّا الضَّنَّ بِاللّٰهِ وَبِرَسُولِهِ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَإِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذِرَانِكُمْ)). ❸

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٢/ ٣٦٤ـ سنن الترمذي: ٥/ ٧٢٧ ❷ إسناده ضعيف.

❸ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٣/ ١٤٠٥ـ مسند أحمد: ٢/ ٥٣٨، ٥٣٩ـ سنن أبي داود: ٣/ ١٦٣

اے ابو ہریرہ۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انصار کو میرے پاس (آنے کی) آواز دو اور انصار کے علاوہ کوئی اور میرے پاس نہ آئے۔ چنانچہ وہ سب آپ کے اردگرد جمع ہو گئے اور قریش نے بھی اپنے حمایتی اور متبعین کو اکٹھا کر لیا اور کہا: ہم ان کو آگے بھیج دیتے ہیں، اگر انہیں کوئی فائدہ حاصل ہوا تو ہم بھی ان کے ساتھ شریک ہو جائیں گے اور اگر انہیں کچھ ہو گیا تو ہم سے جو کچھ مانگا جائے گا دے دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) فرمایا: تم قریش کے حمایتیوں اور متبعین کو دیکھ رہے ہو۔ پھر آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا: (تم چلو اور) مجھے کوہِ صفا پر ملنا۔ ہم چل دیے اور ہم میں سے جو کسی (کافر) کو قتل کرنا چاہتا کر دیتا اور ان میں سے کوئی بھی ہمارا مقابلہ نہ کر پاتا۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قریش کی سرداری ختم ہو گئی، آج کے بعد کوئی قریشی نہیں رہے گا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا وہ محفوظ رہے گا اور جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ بھی امن میں رہے گا۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے دروازے بند کر لیے۔ پھر آپ ﷺ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کا استلام کیا۔۔۔ آگے راوی نے کچھ حدیث بیان کرنے کے بعد کہا۔۔۔ پھر آپ ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھے جہاں سے بیت اللہ نظر آ سکتا تھا، پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور جب تک خدا کو منظور ہوا تب تک ذِکر اور دعا کرتے رہے۔ انصار اس کے نیچے تھے اور ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے: حضور پر ان کی بستی کی محبت اور ان کے خاندان کی چاہت غالب آ گئی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو گئی اور جب آپ پر وحی آتی تھی تو کوئی بھی نظر اُٹھا کر آپ کی طرف دیکھ نہیں سکتا تھا، یہاں تک کہ وحی ختم ہو جاتی۔ سو جب وحی پوری ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا تم نے کہا ہے کہ اس شخص پر اپنے شہر کی محبت غالب آ گئی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہم نے ایسا کہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا ہرگز نہیں ہے، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں نے اللہ اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے، اب میری زندگی تمہاری زندگی کے ساتھ اور میری موت تمہاری موت کے ساتھ ہی ہو گی۔ یہ سن کر (انصار) روتے ہوئے آپ ﷺ کی طرف بڑھے اور عرض کرنے لگے: اللہ کی قسم! ہم نے جو کچھ بھی کہا وہ صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت کی حرص میں کہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ اور اس کا رسول تمہاری اس بات کی تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔

1426 ۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ)). ❶

اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما، ان کے بیٹوں کو بھی بخش دے اور ان کے پوتوں کی بھی بخشش فرما دے۔

1427 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ رَايَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَكُونُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَرَايَةُ الْأَنْصَارِ مَعَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، وَكَانَ إِذَا اسْتَحَرَّ الْقِتَالُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يَكُونُ

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٣٦٩

تَحْتَ رَايَةِ الْأَنْصَارِ . ❶

یقیناً نبی ﷺ کا جھنڈا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا کرتا تھا اور انصار کا جھنڈا سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوتا تھا۔ جب سخت خونریز لڑائی ہونے لگتی تو نبی ﷺ ان لوگوں میں شامل ہو جاتے جو انصار کے جھنڈے تلے ہوتے تھے۔

1428 ۔ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَكُنْتُ مِنَ الْأَنْصَارِ)) ❷

اگر ہجرت نہ ہوئی ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا، اور اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلتے تو میں انصار کے ساتھ ہوتا۔

1429 ۔ امام طاؤس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے خندق کے روز فرمایا:

اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ   فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ
وَالْعَنْ عُضَلًا وَالْقَارَةَ   هُمْ كَلَّفُونَا نَقْلَ الْحِجَارَةِ ❸

اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی ہی ہے، تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما اور قبیلہ عضل اور قبیلہ قارہ پر لعنت فرما، انہوں نے ہمیں پتھر ڈھونے پر مجبور کر دیا۔

1430 ۔ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ الْأَنْصَارَ تَلَقَّتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ . ❹

جس وقت رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انصار نے آپ کا استقبال کیا۔

1431 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْأَنْصَارَ فَقَالَ: ((أَفِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ؟)) فَقَالُوا: لَا ، إِلَّا ابْنَ أُخْتٍ لَنَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ ، أَوْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ)) فَقَالَ: ((إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ ، وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أُجِيرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا ، وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ إِلَى بُيُوتِكُمْ؟)) لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا . قَالَ: حَجَّاجٌ: وَسَلَكَتْ ، وَقَالَ مُحَمَّدٌ: ((وَسَلَكَ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ)) . ❺

رسول اللہ ﷺ نے انصار کو جمع کیا اور فرمایا: کیا تم میں تمہارے علاوہ تو کوئی موجود نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، البتہ ہمارا ایک بھانجا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قوم کا بھانجا انہی میں سے ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قریش کو جاہلیت اور مصیبت کا دور چھوڑے کچھ ہی وقت ہوا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں

---

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٣٦٨

❷ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٥/ ١٣٧ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٧١١ ـ المستدرك للحاكم: ٤/ ٧٨

❸ [إسناده مرسل ورجاله ثقات] سنن الترمذي: ٥/ ٦٩٣ ـ مسند أحمد: ٣/ ١١٨ ـ مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٦٢

❹ [إسناده مرسل ورجاله ثقات والحديث صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٢٦٥ ـ صحيح مسلم: ١/ ٣٧٤

❺ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٥٥٢ ـ صحيح مسلم: ٢/ ٧٣٣ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٧١٢ ـ مسند أحمد: ٣/ ٢٧٥

انہیں کچھ سازوسامان دے دیا کروں اور ان کی تالیفِ قلب کر دیا کروں، کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ لوگ تو دنیا لے کر واپس جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کے رسول کو لے کر جاؤ؟ اگر لوگ وادی میں چلیں اور انصار گھاٹی میں تو میں انصار کی گھاٹی میں ہی چلوں گا۔

1432 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةِ)) قَالَ حَجَّاجٌ: قَالَ شُعْبَةُ: ((إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَةِ، اللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ)) . [1]

یقیناً زندگی تو بس آخرت کی ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ یقیناً خیر و بھلائی تو بس آخرت کی ہے۔ اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی ہے، تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما دے۔

1433 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مہاجرین اور انصار ٹھنڈی صبح میں خندق کھودنے نکلے اور ان کے پاس خادم بھی نہیں تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّمَا الْخَيْرُ خَيْرُ الْآخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

”اے اللہ! خیر و بھلائی تو صرف آخرت کی ہی ہے، سو تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما دے۔“

یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب میں کہا:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدَا [2]

”ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر تب تک کے لیے بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ رہیں گے۔“

1434 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَعْصُوبُ الرَّأْسِ، فَتَلَقَّاهُ الْأَنْصَارُ، نِسَاؤُهُمْ وَأَبْنَاؤُهُمْ، فَإِذَا هُوَ بِوُجُوهِ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأُحِبُّكُمْ))، وَقَالَ: ((إِنَّ الْأَنْصَارَ قَدْ قَضَوْا مَا عَلَيْهِمْ، وَبَقِيَ مَا عَلَيْكُمْ فَأَحْسِنُوا إِلَى مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ)) . [3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر نکلے اور آپ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی، آپ کی ملاقات انصار اور ان کے بیوی بچوں سے ہوگئی، آپ انصار کے سامنے آ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! بلاشبہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: یقیناً انصار کا جو فرض تھا وہ انہوں نے ادا کر دیا ہے، اب ان کا تم پر حق باقی ہے، لہٰذا ان کے اچھے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کر دیا کرو۔

1435 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ آتِكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِي؟ أَوَلَمْ آتِكُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَجَمَعَكُمُ اللّٰهُ

[1] [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١١٨ [2] [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٤٢٩

[3] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ٢٠٥۔ مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٦١

بِی؟ أَوَلَمْ آتِكُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ؟)) قَالُوا: بَلٰى، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((أَفَلَا تَقُولُونَ جِئْتَنَا خَائِفًا فَآمَنَّاكَ، وَطَرِيدًا فَآوَيْنَاكَ، وَمَخْذُولًا فَنَصَرْنَاكَ؟))، قَالُوا: بَلْ لِلّٰهِ الْمَنُّ عَلَيْنَا وَلِرَسُولِهِ. ❶

اے قریش کی جماعت! جب میں تمہارے پاس آیا تو کیا تم گمراہ نہیں تھے؟ پھر اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت بخشی۔ جب میں تمہارے پاس آیا تو کیا تم تفرقہ بازی میں نہیں پڑے ہوئے تھے؟ پھر میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تم سب کو اکٹھا کر دیا۔ جب میں تمہارے پاس آیا تو کیا تم (ایک دوسرے کے) دشمن نہیں تھے؟ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دِلوں میں اُلفت ڈال دی۔ تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں (ایسا ہی تھا)۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ تم بھی تو ہمارے پاس ڈرے ہوئے آئے تھے اور ہم نے تمہیں امن بخشا، تم بے گھر آئے تھے اور ہم نے رہنے کو جگہ دی اور تم بے سہارا آئے تھے اور ہم نے تمہاری مدد کی؟ انہوں نے عرض کہا: یہ تو اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر احسان ہے۔

1436۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ؟)) قَالُوا: بَلٰى، يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ((بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَهُمْ رَهْطُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ))، قَالُوا: ثُمَّ مَنْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((ثُمَّ بَنُو النَّجَّارِ))، قَالُوا: ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ))، قَالُوا: ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ))، قَالُوا: ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((ثُمَّ بَنُو النَّجَّارِ))، قَالُوا: ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((فِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ))، فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: ذَكَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ آخِرَ أَرْبَعِ آدُرٍ سَمَّاهُمْ، لَأُكَلِّمَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَالِكَ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَذَكَرَ ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: أَوَ مَا تَرْضٰى أَنْ يَذْكُرَكُمْ آخِرَ أَرْبَعِ آدُرٍ؟ فَوَاللّٰهِ لَمَنْ تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ لَمْ يَذْكُرْ أَكْثَرُ مِمَّنْ ذَكَرَ قَالَ: فَرَجَعَ سَعْدٌ. ❷

کیا میں تمہیں انصار کے بہترین گھروں کا نہ بتلاؤں؟ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو عبدالاشہل، اور وہ سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) کا قبیلہ ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر بنو نجار۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر بنو حارث بن خزرج۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر بنو ساعدہ۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پھر بنو نجار۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کے تمام گھروں میں ہی خیر و بھلائی ہے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٨/ ٤٨۔ صحيح مسلم: ٢/ ٧٣٨۔ مسند أحمد: ٣/ ١٠٤۔ مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٦٤۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٣٠

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٣/ ٣٤٤۔ صحيح مسلم: ٤/ ١٩٥١۔ مسند أحمد: ٢/ ٢٦٧۔ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٣٦

تذکرہ آخری چار گھروں میں کیا ہے جن کا آپ نے (آخر میں) نام لیا، لہٰذا میں اس بارے میں لازماً رسول اللہ ﷺ سے بات کروں گا۔ پھر انہیں ایک صاحب ملے اور انہوں نے اس صاحب سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم اس بات سے ناخوش ہو کہ آپ ﷺ نے تمہارا تذکرہ آخری چار گھروں میں کیا ہے؟ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے انصار کے جن لوگوں کا تذکرہ کیا ہی نہیں وہ ان سے زیادہ ہیں جن کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ سن کر سعد رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے۔

1437۔ معمر بیان کرتے ہیں کہ مجھے ثابت اور قتادہ نے بتلایا کہ ان دونوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث بیان کرتے سنا اور اس میں یہ الفاظ تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ)). ❶

بنو نجار، پھر بنو عبد الاشہل۔

اس کے بعد راوی نے زہری کی (گزشتہ) حدیث کے مثل ہی روایت بیان کی۔

1438۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا سَارَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَدْرٍ خَرَجَ فَاسْتَشَارَ النَّاسَ فَأَشَارَ عَلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ اسْتَشَارَهُمْ فَأَشَارَ عَلَيْهِ عُمَرُ فَسَكَتَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: إِنَّمَا يُرِيدُكُمْ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ لَا نَكُونُ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى: ﴿اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُونَ﴾، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَوْ ضَرَبْتَ أَكْبَادَهَا حَتّٰى تَبْلُغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَكُنَّا مَعَكَ. ❷

جب رسول اللہ ﷺ بدر کی جانب روانہ ہونے لگے تو آپ نے لوگوں سے مشورہ لیا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو مشورہ دیا، پھر آپ نے ان سے مشورہ لیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا۔ پھر آپ خاموش ہو گئے۔ یہ دیکھ کر ایک انصاری صحابی بولے: نبی ﷺ تم لوگوں کو ساتھ لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم بولے: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! ہم اس طرح کے نہیں ہیں جس طرح بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ اللہ کی قسم! اگر آپ اونٹوں کے جگر مارتے ہوئے برک الغماد (مقام) تک بھی جا پہنچیں گے تو ہم آپ کے ساتھ ہی ہوں گے۔

1439۔ سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ فِي وَادٍ أَوْ شِعْبٍ وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا، لَسَلَكْتُ فِي وَادِي الْأَنْصَارِ وَشِعْبِهِمْ)). ❸

اگر ہجرت نہ کی ہوتی تو میں انصار کا آدمی ہوتا اور اگر لوگ ایک وادی یا ایک گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری وادی یا گھاٹی میں چلیں تو یقیناً میں انصار کی ہی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٩/ ٤٣٩۔ سنن الترمذي: ٥/ ٧١٦

❷ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٣/ ١٤٠٣۔ مسند أحمد: ٣/ ١٠٥

❸ [رجال الإسناد ثقات] مسند أحمد: ٢/ ٥٠١۔ مسند البزار: ٢/ ٥١

1440 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْأَنْصَارَ عَيْبَتِي الَّتِي أَوَيْتُ إِلَيْهَا ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ ، وَاعْفُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَدَّوَا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ)) . ❶

بلاشبہ انصار میرے ہم راز ہیں جن کے پاس میں نے ٹھکانہ حاصل کیا، لہٰذا تم ان کے اچھے لوگوں کی قدر کیا کرو اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کیا کرو۔ یقیناً جو ان کا فرض تھا وہ انہوں نے ادا کر دیا ہے اور اب کا حق تمہارے ذِمے باقی ہے۔

1441 ۔ امام زہری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْأَجْـرَ أَجْـرُ الْـآخِـرَةِ ۔۔۔ فَـارْحَـمِ الْأَنْـصَـارَ وَالْـمُـهَـاجِـرَةِ

وَالْـعَـنْ عُـضَـلًا وَالْـقَـارَةَ ۔۔۔ هُـمْ كَـلَّـفُـونَا نَقْلَ الْحِجَارَةِ ❷

بلاشبہ اجر تو آخرت کا ہی ہے، سو (اے خدا!) تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما اور قبیلہ عضل اور قبیلہ قارہ پر لعنت فرما، انہوں نے ہمیں پتھر ڈھونے پر مجبور کر دیا۔

1442 ۔ معمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ ، وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ ، وَلِأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ)) . ❸

(اے اللہ!) انصار کو، انصار کی اولادوں کو اور ان کی اولادوں کی اولادوں کو بھی بخش دے۔

1443 ۔ ایک اور سند کے ساتھ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل مروی ہے۔ ❹

1444 ۔ ابوحمزہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَتِ الْأَنْصَارُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعًا ، وَإِنَّا قَدْ تَبِعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا ، فَدَعَا لَهُمْ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ . ❺

انصار نے کہا: اے اللہ کے رسول! یقیناً ہر نبی کے پیروکار ہوتے ہیں اور بلاشبہ ہم نے بھی آپ کی پیروی کی ہے، سو آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ وہ ہماری پیروان ہم ہی میں سے بنا دے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرما دی کہ وہ ان کے پیروان ان ہی میں سے بنا دے۔

1445 ۔ عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أُصِيبَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ سَبْعَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ ، كُلُّهُمْ يَقُولُ: نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ ، وَنَفْسِي دُونَ نَفْسِكَ . ❻

غزوۂ اُحد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سات انصاری صحابہ کی شہادت ہوئی، ان میں سے ہر ایک یہی کہہ

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٢١ ـ مسند أحمد: ٣/ ١٦١

❷ [إسناده ضعيف لإرساله ورجاله ثقات] صحيح البخاري: ٧/ ٢٣٩

❸ [هذا إسناد معضل] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٦٢

❹ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق

❺ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١١٤

❻ [إسناده ضعيف لإرساله ورجاله ثقات]

رہا تھا: آپ کے سینہ مبارک کی جگہ میرا سینہ حاضر ہے اور آپ کی جان کی بجائے میری جان قربان ہے۔

1446 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ؟ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ ، ثُمَّ دَارُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ ، ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ، ثُمَّ دَارُ بَنِي سَاعِدَةَ ، وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ)) . ❶

کیا میں تمہیں انصار کے بہترین گھروں کا نہ بتلاؤں؟ بنونجار کا گھر، پھر بنوعبدالاشہل کا گھر، پھر بنوحارث بن خزرج کا گھر، پھر بنوساعدہ کا گھر اور انصار کے تمام گھروں میں ہی خیر و بھلائی ہے۔

1447 ۔ یزید بن جاریہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ مُعَاوِيَةُ فَسَأَلَهُمْ عَنْ حَدِيثِهِمْ ، فَقَالُوا: كُنَّا فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِ الْأَنْصَارِ ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: أَلا أَزِيدُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالُوا: بَلٰى ، يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ أَحَبَّ الْأَنْصَارَ أَحَبَّهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ أَبْغَضَ الْأَنْصَارَ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ)) . ❷

وہ انصار کی جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے تو ان کے پاس معاویہ رضی اللہ عنہ آئے اور ان کی گفتگو کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے بتلایا کہ ہم انصار کی باتیں کر رہے ہیں، تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں بھی تمہیں انصار کی ایک بات اور نہ بتلاؤں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: اے امیر المومنین! کیوں نہیں۔ تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو انصار سے محبت کرے گا؛ اس سے اللہ محبت کرے گا اور جو انصار سے نفرت کرے گا؛ اس سے اللہ نفرت کرے گا۔

1448 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا يَضُرُّ امْرَأَةٌ نَزَلَتْ بَيْنَ بَيْتَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ أَوْ نَزَلَتْ بَيْنَ أَبَوَيْهَا)) . ❸

وہ عورت کوئی نقصان نہیں اٹھائے گی جو انصاری گھروں میں یا انصاری والدین کے ہمراہ رہے گی۔

1449 ۔ سیدنا اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَلَا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَلا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلانًا؟ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتّٰى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)) . ❹

ایک انصاری آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہائی میں لے جا کر کہا: کیا آپ مجھے بھی اسی طرح ملازمت نہیں دیں گے جس طرح فلاں کو دی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً تم عنقریب دیکھو گے کہ لوگوں کو تم پر ترجیح دی

---

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٤٣٦ ، ١٤٣٧

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ١٠٠ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٣٩

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ٢٥٧ ـ المستدرك للحاكم: ٤/ ٨٣ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٤١ ـ حلية الأولياء لأبي نعيم: ٩/ ٢٢٤

❹ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١١٧ ـ مسند أحمد: ٤/ ٣٥١ ـ سنن الترمذي: ٤/ ٤٨٢ ـ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٣٧

جائے گی، ایسے حالات میں تم صبر کیے رکھنا؛ یہاں تک کہ مجھے حوضِ کوثر پر آملو۔

1450 ۔ سیدنا ابو اُسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ، بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ)) قَالَ: حَجَّاجُ ابْنُ الْخَزْرَجِ: ((ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ)). ، فَقَالَ سَعْدٌ: مَا أَرَى رَسُولَ اللّٰهِ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا، فَقِيلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيرٍ . ❶

انصار کے بہترین گھر بنونجار، بنوعبدالاشہل اور پھر بنوحارث ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ (آپ ﷺ نے مزید فرمایا:) پھر بنوساعدہ اور انصار کے تمام گھروں میں خیر و بھلائی ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے خیال میں رسول اللہ ﷺ نے ہم پر (دوسرے گھروں کو) فضیلت دی ہے، تو ان سے کہا گیا: یقیناً آپ ﷺ نے تم لوگوں کو بہت ساروں پر فضیلت دی ہے۔

1451 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ الْأَنْصَارَ اشْتَدَّتْ عَلَيْهِمُ السَّوَانِي فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْعُوَ لَهُمْ، أَوْ يَحْفِرَ لَهُمْ نَهَرًا، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((لَا يَسْأَلُونِي الْيَوْمَ شَيْئًا إِلَّا أُعْطُوهُ))، فَأُخْبِرَتِ الْأَنْصَارُ بِذَالِكَ، فَلَمَّا سَمِعُوا مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: ادْعُ اللّٰهَ لَنَا بِالْمَغْفِرَةِ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ)). ❷

انصار پر جب پانی کی تنگی کا معاملہ کافی شدت اختیار کر گیا تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تا کہ آپ ان کے لیے دعا کر دیں، یا ان کے لیے نہر کھدوا دیں۔ تو اس بات کی جب نبی ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ آج مجھ سے جو بھی مانگیں گے وہ ان کو عطا کر دیا جائے گا۔ چنانچہ جب انصار کو نبی ﷺ کے اس فرمان کی اطلاع پہنچی تو وہ کہنے لگے: (اے اللہ کے رسول!) ہمارے لیے مغفرت کی دعا فرما دیجیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! انصار کو، انصار کی اولادوں کو اور ان کی اولادوں کی اولادوں کو بھی بخش دے۔

توضیح:...... یہاں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دِین سے لگاؤ اور آخرت کی فکر کا پتا چلتا ہے کہ وہ دِینی و اُخروی معاملات میں اس قدر حریص تھے کہ دنیوی امور و فوائد کو بالکل ہیچ سمجھتے اور ان کو یکسر نظر انداز کر کے اپنی نجات و مغفرت کے سامان کو ترجیح دیتے تھے۔

1452 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ سَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ، وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ أَمْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ)). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَمَا ظَلَمَ بِأَبِي وَأُمِّي لَقَدْ آوَوْهُ، وَنَصَرُوهُ، أَوْ آسَوْهُ، وَنَصَرُوهُ. ❸

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ۷/ ۱۱۵ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٩٥ ـ مسند أحمد: ٣/ ٤٩٦ ـ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٣٦

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ٢١٣ ـ المستدرك للحاكم: ٤/ ٨٠

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٤٦٩

اگر انصار کسی وادی اور گھاٹی میں چلیں گے تو میں بھی انصار کی وادی اور گھاٹی میں ہی چلوں گا اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ہی آدمی ہوتا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ماں باپ قربان ہو جائیں! آپ ﷺ نے جو ان کی کوئی حق تلفی نہیں کی یہ اسی وجہ سے تھا کہ انہوں نے آپ ﷺ کو پناہ دی اور آپ کی مدد کی۔ یا فرمایا کہ آپ کے غم خوار بنے اور آپ کی مدد کی۔

1453 ۔ سیدنا ابو اُسید الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ)) ثُمَّ قَالَ: ((وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ)). ❶

انصار کے بہترین گھر بنونجار، پھر بنوعبدالاشہل، پھر بنوساعدہ ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (انصار کے) ہر گھر میں ہی خیر و بھلائی ہے۔

1454 ۔ سیدنا حارث بن زیاد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ الْأَنْصَارَ أَحَبَّهُ اللّٰهُ حَتّٰى يَلْقَاهُ، وَمَنْ أَبْغَضَ الْأَنْصَارَ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يَلْقَاهُ)). ❷

جو انصار سے محبت کرے گا اس سے اللہ محبت کرے گا، یہاں تک کہ وہ اس سے جا ملے اور جو انصار سے نفرت کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ نفرت کرے گا، یہاں تک کہ وہ اس سے جا ملے۔

1455 ۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انصار کے متعلق فرمایا:

((لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، مَنْ أَحَبَّهُمْ فَأَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَأَبْغَضَهُ اللّٰهُ)). ❸

ان سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور ان سے صرف منافق ہی نفرت کرے گا۔ جو شخص ان سے محبت کرے گا اس سے اللہ بھی محبت کرے گا اور جو شخص ان سے نفرت کرے گا اس سے اللہ بھی نفرت کرے گا۔

1456 ۔ سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((هَاجِهِمْ أَوِ اهْجُهُمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ)). ❹

ان کی ہجو کرو، جبرائیل (علیہ السلام) تمہارے ساتھ ہیں۔

1457 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلَا بِهَا، وَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّكُمْ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ)). ❺

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ٤٩٦ ❷ [إسناده حسن] المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٣٠٠

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٢٩٢۔ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٣٧

❹ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٣٠٤۔ صحيح مسلم: ٤/ ١٩٣٣۔ مسند أحمد: ٤/ ٢٨٦

❺ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٩/ ٣٣٣۔ مسند أحمد: ٣/ ١٢٥۔ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٣٧

انصاری کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ اسے الگ لے گئے اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً تم انصار مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔

1458۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار صحابہ سے فرمایا:

((إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتّٰى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)). ❶

یقیناً تم عنقریب دیکھو گے کہ لوگوں کو تم پر ترجیح دی جائے گی، ایسے حالات میں تم صبر کیے رکھنا؛ یہاں تک کہ مجھے حوضِ کوثر پر آملو۔

1459۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ الْأَنْصَارَ أَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ أَبْغَضَ الْأَنْصَارَ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ)). ❷

جو انصار سے محبت کرے گا؛ اس سے اللہ محبت کرے گا اور انصار سے نفرت کرے گا؛ اس سے اللہ نفرت کرے گا۔

1460۔ عبداللہ بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَلِحَشَمِ الْأَنْصَارِ)). ❸

اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما، انصار کے بیٹوں کی مغفرت فرما، انصار کے پوتوں اور ناتہ داروں کی مغفرت فرما۔

1461۔ عبداللہ بن عیسیٰ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِ الْأَنْصَارِ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ)). ❹

انصار کے اچھے لوگوں کی قدر کیا کرو اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کیا کرو۔

1462۔ نضر بن انس بیان کرتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کی وفات ہوئی، تو سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ان کے نام یہ لکھ کر بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی تھی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ)). ❺

اے اللہ! انصار کی، انصار کے بیٹوں کی اور انصار کے پوتوں کی مغفرت فرما۔

1463۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ)) قَالَ: شُعْبَةُ أَوْ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةِ فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ)). ❻

اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی ہی ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی ہی ہے، تو انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما۔

---

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٤٤٩ ❷ [إسناده حسن] مضى برقم: ١٤١٨

❸ [إسناده ضعيف والحديث صحيح] مضى برقم: ١٤١٩، ١٤٢٦

❹ [إسناده ضعيف والحديث صحيح] مضى برقم: ١٤١٢، ١٤٣٤

❺ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٤١٩

❻ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ١١/ ٢٢٩ـ مسند أحمد: ٣/ ٢٧١

1464 - سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْأَنْصَارَ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَإِنَّ النَّاسَ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَاعْفُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ)). ❶

بلاشبہ انصار میرے مخلص ساتھی اور میرے ہم راز ہیں، یقیناً لوگ عنقریب زیادہ ہونے لگیں گے اور یہ کم ہوتے جائیں گے، سو تم ان کے اچھے لوگوں کی عزت کیا کرو اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کیا کرو۔

1465 - سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((قُرَيْشٌ، وَالْأَنْصَارُ، وَجُهَيْنَةُ، وَمُزَيْنَةُ، وَأَسْلَمُ، وَغِفَارُ، وَأَشْجَعُ مَوَالِي لَيْسَ لَهُمْ مَوْلَى دُونَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ)). ❷

قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، غفار اور اشجع، ان تمام قبیلوں کا مولیٰ (ساتھی اور مددگار) صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی ہے۔

1466 - سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَتْ بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَجَاءَ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ: فَجَاءَ حَيٌّ مِنَ الْيَمَنِ، فَقَالَ: ((اقْبَلُوا الْبُشْرٰى إِذْ لَمْ تَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَبِلْنَا. ❸

بنو تمیم کے لوگ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بھی کچھ دیجیے۔ عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر نبی ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ اتنے میں یمنی لوگوں کا ایک قافلہ آ گیا تو کسی نے (آپ ﷺ کو بتلایا کہ) یمن سے ایک قبیلہ آیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے (ان سے) فرمایا: تم بشارت کو قبول کر لو؛ جب بنو تمیم قبول نہیں کر رہے تو۔ بنو تمیم کے لوگ بولے: اے اللہ کے رسول! ہم نے قبول کر لی۔

1467 - سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قُرَيْشٌ، وَالْأَنْصَارُ، وَأَشْجَعُ، وَغِفَارُ، وَأَسْلَمُ، وَمُزَيْنَةُ، وَجُهَيْنَةُ مَوَالِي اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، لَا مَوْلَى لَهُمْ غَيْرُهُ)). ❹

قریش، انصار، اشجع، غفار، اسلم، مزینہ اور جہینہ کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی مولیٰ (ساتھی و مددگار) ہیں، ان کے علاوہ ان کا اور کوئی مولیٰ نہیں۔

1468 - سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَتْ جُهَيْنَةُ، وَأَسْلَمُ، وَغِفَارُ، خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، وَبَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٢١ - صحيح مسلم: ٤/ ١٩٤٩ - مسند أحمد: ٣/ ١٧٦

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٤٨١

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٨/ ٩٨ - مسند أحمد: ٤/ ٤٢٦ - سنن الترمذي: ٥/ ٧٣٢

❹ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٤٦٥

غَطَفَانَ، وَبَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا، قَالَ: ((فَوَالَّذِي يَعْنِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُمْ خَيْرٌ)). ❶

تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر جہینہ، اسلم اور غفار؛ بنوتمیم، بنوعبداللہ بن غطفان اور بنوعامر بن صعصعہ سے بہتر ہوں تو؟ لوگوں نے کہا: یقیناً وہ ہلاکت وخسارے میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان کے لیے خیر و بھلائی ہے۔

1469 ۔ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ، وَأَسْلَمُ، وَغِفَارُ، وَمُزَيْنَةُ خَيْرًا عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ بَنِي أَسَدٍ، وَمِنْ بَنِي تَمِيمٍ، وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ، وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ))، فَقَالَ رَجُلٌ: قَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هُمْ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ، وَمِنْ بَنِي أَسَدٍ، وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ)). ❷

تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر جہینہ، اسلم، غفار اور مزینہ اللہ کے ہاں بنواسد، بنوتمیم، بنوعبداللہ بن غطفان اور بنوعامر بن صعصعہ سے بہتر ہوں تو؟ ایک آدمی نے کہا: یقیناً وہ تو ہلاک ہو گئے اور انہوں نے خسارہ پایا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: وہ بنوتمیم، بنوعامر بن صعصعہ، بنواسد اور بنوعبداللہ بن غطفان سے بہتر ہیں۔

1470 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَسْلَمُ، وَغِفَارُ، وَشَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ، وَمُزَيْنَةُ خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، وَأَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ، وَهَوَازِنَ، وَغَطَفَانَ)). ❸

اسلم، غفار، جہینہ کے کچھ لوگ اور مزینہ قیامت کے روز اللہ کی نظر میں بنوتمیم، اسد بن خزیمہ، ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

1471 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ أَمْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ أَنَّ النَّاسَ سَلَكُوا وَادِيًا أَوْ شُعْبَةً، وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شُعْبَةً، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشُعْبَتَهُمْ)). ❹

اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا آدمی ہوتا، اگر لوگ ایک وادی یا گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری وادی یا گھاٹی میں چلیں تو یقیناً میں انصار کی وادی اور ان کی گھاٹی میں ہی چلوں گا۔

1472 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٥٤٢ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٩٥٦ـ مسند أحمد: ٥/ ٣٩ـ سنن الترمذي: ٥/ ٧٣٣ـ المعجم الصغير للطبراني: ١/ ٥٤

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٥٤٢ـ مسند أحمد: ٥/ ٣٦

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٥٤٣ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٩٥٠ـ مسند أحمد: ٢/ ٤٢٠

❹ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٢/ ٥٠١

((غِفَارُ، وَأَسْلَمُ، وَمُزَيْنَةُ، وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ، خَيْرٌ مِنَ الْحَلِيفَيْنِ أَسَدِ، وَغَطَفَانَ، وَهَوَازِنُ، وَتَمِيمٌ دُبُرٌ لَهُمْ فَإِنَّهُمْ أَهْلُ الْخَيْلِ)). ❶

غفار، اسلم، مزینہ اور جہینہ کے کچھ لوگ ان دو حلیفوں (یعنی) اَسد اور غطفان سے بہتر ہیں اور ھوازن اور تمیم ان کے پیچھے ہیں، کیونکہ یہ گھوڑوں والے ہیں۔

1473 - سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَأَسْلَمُ، وَغِفَارُ، وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ، وَجُهَيْنَةُ، أَوْ شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ، خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ: أَحْسَبُهُ قَالَ: يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدِ، وَغَطَفَانَ، وَهَوَازِنَ، وَتَمِيمٍ)). ❷

یقیناً اسلم، غفار، مزینہ کے کچھ لوگ، جہینہ، یا (فرمایا کہ) جہینہ کے کچھ لوگ روزِ قیامت اللہ کی نظر میں اَسد، غطفان، ھوازن اور تمیم سے بہتر ہوں گے۔

1474 - سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَسْلَمُ، وَغِفَارُ، وَجُهَيْنَةُ، وَمَنْ كَانَ مِنْ مُزَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ، وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدِ، وَطَيِّءٍ، وَغَطَفَانَ)). ❸

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً اسلم، غفار، جہینہ، مزینہ یا (فرمایا کہ) مزینہ کے کچھ لوگ اور جہینہ کے کچھ لوگ روزِ قیامت اللہ کے ہاں اَسد، طی اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٢/ ٤٥٠
❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٢٣٠
❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٣٦٩۔سنن الترمذي: ٥/ ٧٣٢

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے فضائل

1475 ۔ قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حیرہ کے مقام پر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے یہ فرماتے سنا:

لَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ مُؤْتَةَ انْدَقَّ بِيَدِي تِسْعَةُ أَسْيَافٍ، وَصَبَرَتْ بِيَدِي صَفِيحَةٌ لِي يَمَانِيَةٌ. ❶

یقیناً جنگ مؤتہ کے دن میں نے خود کو دیکھا کہ میرے ہاتھ میں نو (۹) تلواریں ٹوٹیں، اس کے باوجود میرے ہاتھ نے میری یمنی تلوار تھامے رکھی۔

1476 ۔ قیس ابوحازم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا لَيْلَةٌ تُهْدٰى إِلَيَّ فِيهَا عَرُوسٌ أَنَا لَهَا مُحِبٌّ أَوْ أُبَشَّرُ فِيهَا بِغُلَامٍ، بِأَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ لَيْلَةٍ شَدِيدَةِ الْجَلِيدِ فِي سَرِيَّةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ أُصَبِّحُ بِهَا الْعَدُوَّ. ❷

جس رات میں مجھے کوئی ایسی دُلہن تحفے میں ملے جو مجھے بہت پسند ہو یا جس میں مجھے بچے کی خوش خبری دی جائے؛ اس رات کی بہ نسبت مجھے وہ شدید برفانی رات زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے جس میں میں مہاجرین کے لشکر میں ہوتا ہوں اور انہیں لے کر صبح سویرے دشمن پر دھاوا بولتا ہوں۔

1477 ۔ ابن نُمیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

لَقَدْ مَنَعَنِي كَثِيرًا مِنَ الْقِرَاءَةِ. قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: مِنَ الْقُرْآنِ، الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. ❸

راہِ خدا میں جہاد کرنے نے مجھے قرآن کی کثرت سے قرأت نہ کرنے دی۔

1478 ۔ ابوالسفر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

نَزَلَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْحِيرَةَ عَلٰى بَنِي أُمِّ الْمَرَازِبَةِ، فَقَالُوا لَهُ: احْذَرِ السُّمَّ لَا يَسْقِيكَهُ الْأَعَاجِمُ، فَقَالَ: إِيتُونِي بِهِ فَأُتِيَ مِنْهُ بِشَيْءٍ، فَأَخَذَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ اقْتَحَمَهُ وَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَلَمْ يَضُرَّهُ شَيْئًا. ❹

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حیرہ مقام پر بنو اُم مرازبہ کے ہاں پڑاؤ کیا تو انہوں نے آپ سے کہا: زہر سے بچ کر رہیے گا، کہیں عجمی لوگ آپ کو پلا نہ دیں۔ تو آپ نے فرمایا: مجھے زہر لا کر دو۔ چنانچہ کچھ زہر لا کر دیا گیا تو آپ نے اسے اپنے ہاتھ میں پکڑا، پھر بغیر سوچے ''بسم اللہ'' پڑھ کر اسے پی گئے، تو اس نے آپ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچایا۔

1479 ۔ قیس بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا خَالِدًا فَإِنَّهُ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفٍ صَبَّهُ اللّٰهُ عَلَى الْكُفَّارِ)). ❺

❶ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ٤/ ١٢١

❷ [إسناده صحيح] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٣٥٠

❸ [إسناده صحيح] المطالب العالية لابن حجر: ٤/ ٨٩

❹ [رجال الإسناد ثقات] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٣٥

❺ [إسناده منقطع ورجاله ثقات] صحيح الجامع للألباني: ٣/ ١٠٥

تم خالد کو برا مت کہا کرو، کیونکہ یہ اللہ کی تلوار ہے جسے اس نے کافروں پر سونت رکھا ہے۔

1480۔ وحشی بن حرب بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ عَقَدَ لِخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَلٰى قِتَالِ أَهْلِ الرِّدَّةِ وَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ وَأَخُو الْعَشِيرَةِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَسَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ سَلَّهُ اللّٰهُ عَلَى الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِينَ)). ❶

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مرتدوں سے جنگ کے لیے مقرر کیا اور کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: خالد بن ولید اللہ تعالیٰ کا بڑا اچھا بندہ اور (اپنے) خاندان کا معزز شخص ہے، اور اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اس نے کافروں اور منافقوں پر سونت رکھا ہے۔

1481۔ امام سفیان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

لَقَدِ انْدَقَّتْ فِي يَدِي يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ فَلَمْ يَبْقَ فِي يَدِي إِلَّا صَفِيحَةٌ يَمَانِيَةٌ، وَأُتِيَ بِالسُّمِّ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: السُّمُّ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَشَرِبَهُ. ❷

جنگ مؤتہ کے روز میرے ہاتھ میں نو (۹) تلواریں ٹوٹیں اور میرے ہاتھ میں صرف ایک یمنی تلوار ہی باقی رہ گئی۔ خالد رضی اللہ عنہ کے پاس زہر لایا گیا تو آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ زہر ہے۔ تو آپ ''بسم اللہ'' پڑھ کر پی گئے۔

1482۔ قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أُتِيَ خَالِدٌ بِسُمٍّ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: سَمٌّ، فَشَرِبَهُ. ❸

خالد رضی اللہ عنہ کے پاس زہر لایا گیا تو انہوں نے پوچھا: یہ کیا ہے۔ کسی نے بتلایا کہ زہر ہے۔ تو آپ نے اسے پی لیا۔

1483۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كُنَّا تَحْتَ ثَنِيَّةِ لِفْتٍ طَلَعَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مِنَ الثَّنِيَّةِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: ((انْظُرْ مَنْ هٰذَا؟)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا)). ❹

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ جب ہم لفت پہاڑی کے نیچے پہنچے تو پہاڑی میں سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: دیکھو یہ کون ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ خالد بن ولید ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ کا بندہ بہت اچھا ہے۔

1484۔ سیدنا عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُؤْذُوا خَالِدًا فَإِنَّهُ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ، سَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى أَعْدَائِهِ)). ❺

تم بھی خالد کو تنگ مت کیا کرو، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے، جسے اللہ نے اپنے دشمنوں پر سونت رکھا ہے۔

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٨ـ المعجم الكبير للطبراني: ٤/ ١٢٠ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٢٩٨

❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٤٧٥ ❸ إسناده صحيح.

❹ [إسناده ضعيف لانقطاعه ورجاله ثقات] سنن الترمذي: ٥/ ٦٨٧

❺ [إسناده مرسل ورجاله ثقات] كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: ١١/ ٦٧٩

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل

1485 ۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَقَدِ اهْتَزَّ عَرْشُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ)) . ❶

یقیناً سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے اللہ عزوجل کا عرش جھوم اٹھا ہے۔

1486 ۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ)) . ❷

سعد بن معاذ کی موت سے عرش بھی جھوم اُٹھا۔

1487 ۔ سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِثَوْبِ حَرِيرٍ ، فَجَعَلُوا يَعْجَبُونَ مِنْ حُسْنِهِ وَلِينِهِ ، فَقَالَ: ((لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ ، أَفْضَلُ أَوْ خَيْرٌ مِنْهَا)) . ❸

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ریشمی کپڑا لایا گیا تو لوگ اس کی خوبصورتی اور ملائمت دیکھ کر تعجب کرنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بھی افضل یا (فرمایا کہ) بہتر ہوں گے۔

1488 ۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا:

((قُومُوا إِلٰى سَيِّدِكُمْ فَأَنْزِلُوهُ)) ، فَقَالَ عُمَرُ سَيِّدُنَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ، فَقَالَ: ((أَنْزِلُوهُ)) فَأَنْزَلُوهُ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((احْكُمْ فِيهِمْ)) . ❹

اُٹھ کر اپنے سردار کا استقبال کرو اور انہیں نیچے اتارو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارا سردار تو اللہ تعالیٰ ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو اُتارو۔ چنانچہ لوگوں نے انہیں (سواری سے) نیچے اتارا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ان کے متعلق فیصلہ کریں۔

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٢٣ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٩١٥ ـ مسند أحمد: ٣/ ٣١٦ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٢٠٦ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٦/ ١١

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ٢٤ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٢٠٦

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٢٢ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٩١٦ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٨٩ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٥٥ مسند أحمد: ٤/ ٢٨٩

❹ [إسناده منقطع والحديث صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ١٦٥ ـ صحيح مسلم: ٣/ ١٣٨٨ ـ مسند أحمد: ٦/ ١٤١

1489 ۔ عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَامَ حِينَ أَمْسَى فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ جَاءَهُ جِبْرِيلُ أَوْ قَالَ: مَلَكٌ، فَقَالَ: مَنْ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِكَ مَاتَ اللَّيْلَةَ اسْتَبْشَرَ بِمَوْتِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ؟، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنَّ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ أَمْسَى دَنِفًا مَا فَعَلَ سَعْدٌ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَدْ قُبِضَ، وَجَاءَ قَوْمُهُ فَاحْتَمَلُوهُ إِلَى دَارِهِمْ قَالَ: فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ خَرَجَ وَخَرَجَ النَّاسُ مَشْيًا حَتَّى إِنَّ شُسُوعَ نِعَالِهِمْ تَقَطَّعُ مِنْ أَرْجُلِهِمْ وَإِنَّ أَرْدِيَتَهُمْ تَسْقُطُ مِنْ عَوَاتِقِهِمْ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ـ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ قَدْ بَتَتَّ النَّاسَ مَشْيًا قَالَ: ((إِنِّي أَخْشَى أَنْ تَسْبِقَنَا إِلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ كَمَا سَبَقَتْنَا إِلَى حَنْظَلَةَ)). [1]

رسول اللہ ﷺ ایک رات سوئے ہوئے تھے، جب بیدار ہوئے تو آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے۔ یا راوی نے کہا کہ ایک فرشتہ آیا، اور اس نے کہا: آج رات آپ کی اُمت میں سے ایسا کون شخص فوت ہوا ہے کہ جس کی موت سے آسمان والوں نے بھی خوشی منائی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تو بس اتنا معلوم ہے کہ سعد بن معاذ شام کے وقت سخت بیمار تھا۔ (پھر آپ ﷺ نے پوچھا:) سعد کو کیا ہوا؟ تو لوگوں نے بتایا کہ اے اللہ کے رسول! وہ وفات پا گئے ہیں۔ ان کے قبیلے کے لوگ آئے اور انہیں اپنے گھر لے گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر آپ نکل پڑے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ پیدل روانہ ہو پڑے (اور اس قدر تیز چلے کہ) ان کے جوتوں کے تسمے پاؤں میں ہی ٹوٹنے لگے اور ان ان کے کندھوں سے ان کی چادریں گرنے لگیں۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے لوگوں کو چلا چلا کر تھکا دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ کہیں سعد (رضی اللہ عنہ) کے پاس فرشتے ہم سے پہلے نہ پہنچ جائیں، جس طرح وہ حنظلہ (رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت بھی) ہم سے پہلے پہنچ گئے تھے۔

توضیح:...... اہل آسمان اس وجہ سے خوش ہو رہے تھے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دنیائے فانی کو چھوڑ کر ہمارے پاس تشریف لا رہے ہیں۔ یہ فرشتوں کا ان سے محبت اور عقیدت کا اظہار تھا۔

1490 ۔ اشعث بن اسحاق بن سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور انہیں غسل دیا جا رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا گھٹنا اکٹھا کر دیا اور فرمایا:

((دَخَلَ مَلَكٌ فَلَمْ يَجِدْ مَجْلِسًا فَأَوْسَعْتُ لَهُ)) قَالَ: وَأُمُّهُ تَبْكِي وَهِيَ تَقُولُ: وَيْلٌ لِأُمِّ سَعْدٍ سَعْدًا، بَرَاعَةً وَحَدًّا، بَعْدَ إِيَادٍ يَا لَهُ وَمَجْدًا، مَقْدِمَ سَدَّ بِهِ مَسَدًّا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلُّ الْبَوَاكِي يَكْذِبْنَ، إِلَّا أُمُّ سَعْدٍ)). [2]

''ایک فرشتہ آیا تھا اور اسے بیٹھنے کی جگہ نہیں مل رہی تھی، اس لیے میں نے اس کے لیے جگہ کشادہ کی ہے۔''

سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں: ''سعد کی ماں کے لیے ہلاکت ہے! سعد کس قدر کمالِ مہارت رکھتا تھا اور کتنا لائقِ تعریف تھا، اس کی مضبوطی و پختگی کے بعد اب بزرگی کا تاج کس کے سر ہوگا؟ اب تو ایسے شخص

[1] [إسناده مرسل ورجاله ثقات] التاريخ الكبير: ١/ ٤٢٧
[2] إسناده منقطع بل معضل.

کے آنے کا دروازہ ہی بند ہو گیا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: تمام رونے والیاں جھوٹ بولتی ہیں، سوائے سعد کی والدہ کے۔

1491 ۔ سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کے روز فرمایا:

((لَقَدْ نَزَلَ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، شَهِدُوا جِنَازَةَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ مَا وَطِئُوا الْأَرْضَ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ)). ❶

ستر ہزار ایسے فرشتوں نے (آسمان سے) اُتر کر سعد رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شرکت کی کہ جنہوں نے اس دِن سے پہلے کبھی زمین پر قدم بھی نہیں رکھا تھا۔

1492 ۔ فسطاط رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بزرگوں کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کے روز فرمایا:

((لَقَدْ نَزَلَ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ شَهِدُوا وَفَاةَ سَعْدٍ، مَا وَطِئُوا الْأَرْضَ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ)). ❷

یقیناً ستر ہزار فرشتے اُترے اور سعد رضی اللہ عنہ کی وفات (یعنی جنازے) میں شریک ہوئے، انہوں نے اس دن سے پہلے زمین پر قدم نہیں رکھا تھا۔

1493 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

مَا كَانَ أَحَدٌ أَشَدَّ فَقْدًا عَلَى الْمُسْلِمِينَ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ أَوْ أَحَدِهِمَا مِنْ سَعْدٍ. ❸

رسول اللہ ﷺ، آپ کے دونوں ساتھیوں (یعنی سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے رحلت فرمانے کے بعد مسلمانوں پر سعد رضی اللہ عنہ کو کھونے سے شدید تر کوئی سانحہ نہیں آیا۔

1494 ۔ محمد بن شرحبیل بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ رَجُلًا أَخَذَ مِنْ تُرَابِ قَبْرِ سَعْدٍ قَبْضَةً يَوْمَ دُفِنَ، فَفَتَحَهَا بَعْدُ فَإِذَا هِيَ مِسْكٌ.

ایک آدمی نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی مٹی اپنی مٹھی میں لی، جس روز انہیں دفن کیا گیا تھا، پھر اس نے مٹھی کھولی تو دیکھا کہ وہ کستوری بنی ہوئی تھی۔

1495 ۔ واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: فَقَالَ لِي: مَنْ أَنْتَ؟، قُلْتُ: أَنَا وَاقِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَكَانَ وَاقِدٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ وَأَعْظَمِهِمْ وَأَطْوَلِهِمْ قَالَ: إِنَّكَ لِسَعْدٍ لَشَبِيهٌ، ثُمَّ بَكَى فَأَكْثَرَ الْبُكَاءَ وَقَالَ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَى سَعْدٍ كَانَ مِنْ أَعْظَمِ النَّاسِ وَأَطْوَلِهِمْ، ثُمَّ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا إِلَى أُكَيْدِرَ دُومَةَ فَأَرْسَلَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ مَنْسُوجٌ فِيهَا الذَّهَبُ فَلَبِسَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

❶ [إسناده منقطع] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٣٥۔ سنن الترمذی: ٥/ ٦٩٠۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٢٠٧

❷ [إسناده ضعيف] التاريخ الكبير: ١/ ٤٢٧ ❸ [إسناده حسن] رواه ابن سعد: ٣/ ٤٣٣

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَوْ جَلَسَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ ثُمَّ نَزَلَ فَجَعَلَ يَلْمِسُونَ الْجُبَّةَ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِمَّا تَرَوْنَ)). ❶

میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے بتلایا کہ میں واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ ہوں۔ واقد عام لوگوں کی بہ نسبت بہت خوبصورت اور لمبے قد کاٹھ کے تھے۔ تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ تم سعد کے ساتھ بہت مشابہت رکھتے ہو۔ پھر وہ رو پڑے اور بہت زیادہ روئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ سعد پر رحم فرمائے، وہ بھی عام لوگوں کی بہ نسبت بڑے لمبے قد کاٹھ کے مالک تھے۔ پھر انہوں نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے دومۃ الجندل کے حاکم اُکیدر کی طرف ایک لشکر بھیجا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو ریشم کا ایک چوغہ بھیجا جس میں سونے کی تارکشی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے پہنا اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے، لیکن کوئی گفتگو نہ کی اور نیچے تشریف لے آئے۔ لوگ اس چوغے کو چھونے لگے اور اسے دیکھنے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو جو رومال ملیں گے وہ اس سے بھی اچھے ہوں گے جسے تم دیکھ رہے ہو۔

1496 ـ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لِهٰذَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ الَّذِي تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ، وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، شُدِّدَ عَلَيْهِ ثُمَّ فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ)). ❷

اس نیک بندے کے لیے عرش بھی حرکت میں آ گیا اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے، پہلے تو اس پر کچھ سختی ہوئی لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو کشادگی سے نواز دیا۔

1497 ـ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس روز سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور انہیں دفن کیا جا رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا:

((لِهٰذَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ الَّذِي تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ شُدِّدَ عَلَيْهِ ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ)). ❸

اس نیک بندے کے لیے عرش بھی حرکت میں آ گیا اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے، پہلے تو اس پر کچھ سختی ہوئی لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو کشادگی سے نواز دیا۔

1498 ـ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَهْدَى أُكَيْدِرُ دُومَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً فَتَعَجَّبَ النَّاسُ مِنْ حُسْنِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَمَنَادِيلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ أَوْ أَحْسَنُ مِنْهَا)). ❹

---

❶ [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ٤/ ٢١٨ـ سنن النسائي: ٨/ ١٩٩ ❷ إسناده صحيح.

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ٣٢٧ـ سنن النسائي: ٤/ ١٠ـ المعجم الكبير للطبراني: ٦/ ١٣

❹ [إسناده حسن لغيره والحديث صحيح] صحيح مسلم: ٤/ ١٩١٦ـ مسند أحمد: ٣/ ١١١ـ المعجم الكبير للطبراني: ٦/ ١٥

دومۃ الجندل کے حاکم اُکیدر نے نبی ﷺ کو ایک چوغہ تحفہ دیا، لوگوں نے اس کی خوبصورتی دیکھ کر تعجب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً جنت میں سعد رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی بہتر، یا (فرمایا کہ) اس سے بھی اچھے ہوں گے۔

1499۔ اسماعیل رحمہ اللہ ایک انصاری شخص سے روایت کرتے ہیں کہ:

لَمَّا قَضَى سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ رَجَعَ فَانْفَجَرَتْ يَدُهُ دَمًا ، فَبَلَغَ ذَالِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ فِي نَفَرٍ مَعَهُ ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ ، فَجَعَلَ رَأْسَهُ فِي حِجْرِهِ ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّ سَعْدًا قَدْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِكَ ، وَصَدَّقَ رُسُلَكَ ، وَقَضَى الَّذِي عَلَيْهِ ، فَاقْبَلْ رُوحَهُ بِخَيْرِ مَا تَقَبَّلْتَ بِهِ الْأَرْوَاحَ)) . ❶

جس وقت سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بنوقریظہ کے متعلق فیصلہ کر کے لوٹے تو ان کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا۔ اس بات کا نبی ﷺ کو پتا چلا تو آپ اپنے ساتھ چند لوگ لے کر تشریف لائے اور ان کے پاس گئے، پھر ان کا سر اپنی گود میں رکھ کر فرمایا: اے اللہ! یقیناً سعد نے تیری راہ میں جہاد کیا ہے، تیرے رسول کی تصدیق کی ہے اور اپنا فرض ادا کر دیا ہے، لہٰذا تو اس کی رُوح کو اسی خیر و بھلائی سے قبول فرما جس سے تو (نیک) رُوحوں کو قبول فرماتا ہے۔

1500۔ سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ صَاحَتْ أُمُّهُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا يَرْقَأُ دَمْعُكِ وَيَذْهَبُ حُزْنُكِ بِأَنَّ ابْنَكِ أَوَّلُ مَنْ ضَحِكَ اللّٰهُ لَهُ ، وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ)) . ❷

جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ان کی والدہ زور زور سے رونے لگیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے آنسو خشک نہیں ہوئے اور تیری پریشانی ابھی تک گئی نہیں؟ کیونکہ تیرا بیٹا وہ پہلا انسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ بھی ہنس پڑے اور اس کی موت سے عرش بھی کانپ اٹھا۔

1501۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِلْقَبْرِ ضَغْطَةً ، وَلَوْ كَانَ أَحَدٌ نَاجِيًا مِنْهَا ، نَجَا مِنْهَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ)) . ❸

یقیناً قبر میں دباؤ ہوتا ہے (یعنی قبر ایک دفعہ اپنے اندر آنے والے کو دباتی ہے) اگر اس سے کسی نے نجات پائی تو سعد بن معاذ ہی اس سے نجات پائے گا۔

1502۔ عمرو بن شرحبیل بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا انْفَرَجَ جُرْحُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ الْتَزَمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَتِ الدِّمَاءُ تَسِيلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: وَاكَسْرَ ظَهْرِيَاهُ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ

---

❶ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٤٢٧

❷ [رجاله رجال الصحيح] مسند أحمد: ٦/ ٤٥٦ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٠٦ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٦/ ١٤ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٣٠٩

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٦/ ٥٥

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَهْ يَا أَبَا بَكْرٍ)) ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. ❶

جس وقت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا زخم کھل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے ساتھ لگا لیا تو خون نبی ﷺ پر بہنے لگا، اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور بولے: ہائے اس کی تو کمر ٹوٹ گئی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے ابوبکر! ایسے مت کہو۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا۔

1503 ۔ امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ كَانَ حَامِلَ رَايَةِ الْأَنْصَارِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ وَغَيْرِهَا. ❷

غزوۂ بدر وغیرہ کے روز سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انصار کا جھنڈا اُٹھائے ہوئے تھے۔

1504 ۔ عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ قَالَ: فَدَعَا لَهُ، فَلَمَّا خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ مَرَّتْ بِهِ رِيحٌ طَيِّبَةٌ قَالَ: فَقَالَ: ((هٰذَا رُوحُ سَعْدٍ قَدْ مُرَّ بِهِ)) قَالَ: فَلَمَّا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ سَعْدًا كَانَ رَجُلًا بَادِنًا وَإِنَّا وَجَدْنَاهُ خَفِيفًا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَحَسِبْتُمْ أَنَّكُمْ حَمَلْتُمُوهُ وَحْدَكُمْ، أَعَانَتْكُمْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ)). ❸

نبی ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کی اور ان کے حق میں دعا فرمائی۔ پھر جب ان کے ہاں سے نکلے تو آپ کے پاس سے ایک بہت ہی پیاری خوشبو گزری، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سعد رضی اللہ عنہ کی رُوح ہے جسے یہاں سے گزارا گیا ہے۔ جب انہیں قبر میں اُتارا گیا تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سعد تو بھاری جسم کے تھے لیکن ہمیں تو یہ بہت ہلکے پھلکے محسوس ہوئے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کیا سمجھتے ہو کہ اسے صرف اکیلے تم ہی لوگوں نے اُٹھا رکھا تھا؟ (نہیں بلکہ) فرشتوں نے بھی اسے اُٹھانے پر تمہاری مدد کی ہے۔

1505 ۔ سیدہ رُمیثہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، اور میں اس وقت آپ ﷺ کے اس قدر قریب تھی کہ اگر میں آپ کی انگوٹھی کو چومنا چاہتی تو چوم سکتی تھی، سو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اهْتَزَّ لَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ)) يُرِيدُ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ يَوْمَ تُوُفِّيَ. ❹

اس کے لیے رحمان کا عرش بھی جھوم اٹھا۔ آپ ﷺ کی مراد سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے (اور آپ ﷺ نے یہ اس دن فرمایا تھا) جس دِن ان کی وفات ہوئی تھی۔

1506 ۔ معمر رحمہ اللہ ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ:

مَرَّ عَامِرٌ الشَّعْبِيُّ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ، وَرَجُلٍ مِنْ قَيْسٍ قَالَ: فَجَعَلَ الْأَسَدِيُّ يَتَفَلَّتُ مِنْهُ، وَلَا يَدَعُهُ الْآخَرُ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ حَتّٰى أُعَرِّفَكَ قَوْمَكَ وَتَعَرَّفَ مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ لَهُ عَامِرٌ: دَعِ

❶ [إسناده مرسل ورجاله ثقات] أسد الغابة في معرفة الصحابة: ٢/ ٢٩٧

❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٤٢٧ ❸ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٤٩١

❹ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ٣٢٩ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٣٠٨

الرَّجُلَ ، قَالَ: لَا حَتّٰى أَعْرِفَهُ قَوْمَهُ وَنَفْسَهُ قَالَ: دَعْهُ فَلَعَمْرِي إِنَّهُ لَيَجِدُ مَفْخَرًا لَوْ كَانَ يَعْلَمُ قَالَ: فَأَبٰى قَالَ: فَاجْلِسَا وَجَلَسَ مَعَهُمَا الشَّعْبِيُّ فَقَالَ: يَا أَخَا قَيْسٍ ، أَكَانَتْ فِيكُمْ أَوَّلُ رَايَةٍ عُقِدَتْ فِي الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: فَإِنَّ ذَالِكَ قَدْ كَانَ فِي بَنِي أَسَدٍ قَالَ: فَهَلْ كَانَ فِيكُمْ سُبُعُ الْمُهَاجِرِينَ يَوْمَ بَدْرٍ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: فَقَدْ كَانَ ذَالِكَ فِي بَنِي أَسَدٍ قَالَ: فَهَلْ كَانَ فِيكُمْ أَوَّلُ غَنِيمَةٍ كَانَتْ فِي الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: فَإِنَّ ذَالِكَ قَدْ كَانَتْ فِي بَنِي أَسَدٍ قَالَ: فَهَلْ كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ بَشَّرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: فَقَدْ كَانَ ذَالِكَ فِي بَنِي أَسَدٍ قَالَ: فَهَلْ كَانَتْ فِيكُمُ امْرَأَةٌ زَوَّجَهَا اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ ، كَانَ الْخَاطِبُ رَسُولُ اللّٰهِ ، وَالسَّفِيرُ جِبْرِيلُ؟ قَالَ: لَا ، قَالَ: فَقَدْ كَانَ ذَالِكَ فِي بَنِي أَسَدٍ ، خَلِّ عَنِ الرَّجُلِ ، فَلَعَمْرِي أَنَّهُ لَيَجِدُ مَفْخَرًا لَوْ كَانَ يَعْلَمُ ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ وَتَرَكَهُ . عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَحْشٍ الَّذِي بَعَثَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي أَوَّلِ رَايَةٍ ، وَعُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الَّذِي بَشَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ . (1)

عامر شعبی ، بنواَسد کے ایک آدمی اور قیس کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو اَسدی اس سے اپنی جان چھڑا رہا تھا لیکن دوسرا اسے چھوڑ نہیں رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ نہیں ، اللہ کی قسم! جب تک میں تیری قوم کا تعارف نہیں جان لیتا (تب تک تجھے نہیں چھوڑوں گا ، لہٰذا) تو اپنا تعارف کروا کہ تیرا کن سے تعلق ہے؟ یہ دیکھ کر عامر نے اس سے کہا: اس آدمی کو چھوڑ دو۔ اس نے کہا: نہیں میں اسے تب تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ اس کا ذاتی اور اس کی قوم کا تعارف نہیں جان لیتا۔ انہوں نے کہا: اس کو چھوڑ دے ، میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اگر اس کو معلوم ہو جائے تو یہ خود پر فخر کرنے لگے۔ لیکن اس نے چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر عامر شعبی نے کہا: تم دونوں بیٹھ جاؤ۔ اور شعبی بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے قیس قبیلے والے! کیا تم میں کوئی ایسا جھنڈا ہے جو سب سے پہلے اسلام میں گاڑا گیا ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: یقیناً یہ بنواَسد میں موجود تھے۔ پھر آپ نے پوچھا: کیا غزوہ بدر کے روز تم میں سے مہاجرین کا ساتواں حصہ لوگ تھے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: یقیناً یہ بنواَسد میں تھے۔ پھر آپ نے پوچھا: کیا تم میں کوئی غنیمت ہے جو اسلام میں سب سے پہلے حاصل ہوئی تھی؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: بنواَسد میں یہ بھی ہے۔ پھر آپ نے پوچھا: کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ایسا سعادت مند شخص بنواَسد میں موجود ہے۔ پھر آپ نے پوچھا: کیا تم میں کوئی ایسی عورت ہے جس کی شادی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کی ہو ، نکاح کا پیغام بھیجنے والے رسول اللہ ﷺ ہوں اور پیغام لانے والے جبرائیل علیہ السلام ہوں؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: بنواَسد میں یہ عورت بھی موجود ہے۔ (پھر فرمایا:) اس آدمی کا راستہ چھوڑ دو۔ مجھے قسم ہے کہ اگر اس کو علم ہوتا تو یہ فخر محسوس کرتا۔ پھر وہ آدمی چلا گیا اور قیسی نے اس کو چھوڑ دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جن کو اسلام کا پہلا جھنڈا دے کر روانہ فرمایا تھا وہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ تھے اور جنہیں نبی ﷺ نے جنت کی بشارت سنائی تھی وہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ تھے۔

(1) [إسناده ضعيف] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٤٨

سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

1507 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نِمْتُ فَرَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَسَمِعْتُ صَوْتَ قَارِءٍ يَقْرَأُ، فَقُلْتُ: ((مَنْ هٰذَا؟)) فَقَالُوا: هٰذَا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَذَالِكَ الْبِرُّ، كَذَالِكَ الْبِرُّ))، وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ. ❶

میں سویا ہوا تھا تو میں نے خود کو جنت میں دیکھا اور ایک قاری کو قرآن پڑھتے سنا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ فرشتوں نے بتلایا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی کا صلہ اسی طرح ملتا ہے، نیکی کا صلہ اسی طرح ملتا ہے۔ وہ اپنی والدہ کے ساتھ سب سے زیادہ حسن سلوک کیا کرتے تھے۔

1508 ۔ سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَالِسٌ فِي الْمَقَاعِدِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَجَزْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ، وَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي: ((هَلْ رَأَيْتَ الَّذِي كَانَ مَعِي؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ قَدْ رَدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ)). ❷

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور آپ کے ساتھ جرائیل علیہ السلام ایک چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں سلام کہا اور آگے بڑھ گیا، پھر جب واپس آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوٹ آئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم نے ان صاحب کو دیکھا تھا جو میرے ساتھ تھے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جرائیل علیہ السلام تھے، انہوں نے تمہارے سلام کا جواب دیا تھا۔

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ١٥١ ـ مصنف عبد الرزاق: ١١/ ١٣٢ ـ مسند الحميدي: ١/ ١٣٦

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٤٣٣

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کے فضائل

1509 ۔ ابوعثمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ صُهَيْبًا حِينَ أَرَادَ الْهِجْرَةَ فَقَالَ لَهُ كُفَّارُ قُرَيْشٍ: أَتَيْتَنَا صُعْلُوكًا حَقِيرًا، ثُمَّ أَصَبْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا الْمَالَ، وَبَلَغْتَ الَّذِي بَلَغْتَ، ثُمَّ تُرِيدُ أَنْ تَخْرُجَ أَنْتَ وَمَالُكَ؟ وَاللّٰهِ لَا يَكُونُ ذَالِكَ قَالَ: فَقَالَ صُهَيْبٌ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلْتُ لَكُمْ مَالِي أَمُخَلُّونَ أَنْتُمْ سَبِيلِي؟ قَالَ: قَالُوا: نَعَمْ، فَخَلَعَ لَهُمْ مَالَهُ قَالَ: فَبَلَغَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((رَبِحَ صُهَيْبٌ رَبِحَ صُهَيْبٌ)). [1]

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو ان سے کفارِ قریش نے کہا: تم ہمارے پاس غربت و افلاس اور حقیر حالت میں آئے تھے، پھر تم نے ہمارے درمیان رہ کر مال و دولت حاصل کر لی اور اب تم اس مقام کو پہنچ چکے ہو، اور اب خود بھی جانا چاہتے ہو اور اپنا مال بھی ساتھ لے جا رہے ہو؟ اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو سکتا۔ صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں اپنا مال تمہیں دے دوں تو تم میرے راستے سے ہٹ جاؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے اپنا مال اُتار کر انہیں دے دیا۔ جب اس بات کا رسول اللہ ﷺ کو پتا چلا تو آپ نے فرمایا: صہیب نے بہت فائدے کا سودا کیا ہے، صہیب نے بہت فائدے کا سودا کیا ہے۔

[1] [إسناده مرسل ورجاله ثقات] سيرة ابن هشام: ١/ ٤٧٧

عرب کے فضائل

1510 ۔ قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ إِلَّا ثَلَاثَةَ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَمَسْجِدَ الْمَدِينَةِ، وَالْبَحْرَيْنِ. ❶

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو تمام عرب مرتد ہو گئے، سوائے تین مساجد کے: مسجد حرام، مسجد نبوی اور بحرین۔

1511 ۔ ابراہیم التیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا كَانَ يَوْمُ ذِي قَارٍ انْتَصَفَتْ بَكْرُ بْنُ وَائِلٍ مِنَ الْفُرْسِ، فَبَلَغَ ذَالِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((انْتَصَفُوا مِنْهُمْ بَكْرُ بْنُ وَائِلٍ مِنَ الْفُرْسِ وَنَحْوِهِمْ)) قَالَ: ((هٰذَا أَوَّلُ يَوْمٍ فَضَّ اللّٰهُ فِيهِ جُنُودَ الْفُرْسِ بِفَوَارِسَ مِنْ بَنِي ذُهْلِ بْنِ شَيْبَانَ)). ❷

جب ذی قار کا دن تھا تو بکر بن وائل آدھے فارسیوں کو لے کر الگ ہو گیا۔ جب نبی ﷺ کو اس بات کا پتا چلا تو آپ نے فرمایا: بکر بن وائل ان میں سے آدھے فارسیوں کو لے کر الگ ہو گیا ہے اور یہ پہلا دن ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنو ذھل بن شیبان کے فارسیوں کے ذریعے فارسیوں کے لشکروں کو توڑا ہے۔

1512 ۔ حفص بن مجاہد بیان کرتے ہیں کہ میرے علم میں یہ بات آئی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بِي نُصِرُوا)) قَالَ: وَكَانَ ذَالِكَ عِنْدَ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❸

میری وجہ سے ان کی مدد کی گئی ہے۔ اور یہ نبی ﷺ کی بعثت کے وقت کا واقعہ ہے۔

1513 ۔ قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ مُعَاوِيَةُ لِأَصْحَابِهِ: مَنْ أَشْعَرُ الْعَرَبِ؟ قَالَ: قَالُوا: بَنُو فُلَانٍ قَالَ: إِنَّ أَشْعَرَ الْعَرَبِ لِلزُّرْقِ مِنْ بَنِي قَيْسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ فِي أُصُولِ الْعَرْفَجِ، قَالُوا: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ الصُّفْرُ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ الْمُتَفَرِّقَةُ أَعْضَادُهُمْ فِي أُصُولِ الْفَسِيلِ. ❹

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: عرب کے سب سے بڑے شاعر کون ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ فلاں قبیلے والے۔ تو آپ نے فرمایا: (نہیں بلکہ) عرب کے سب سے بڑے شاعر بنو قیس بن ثعلبہ ہیں جو عرفج کی نسل سے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا: پھر کون؟ تو آپ نے فرمایا: پھر بنو نجار کے صُفر، جن کی شاخیں فسیل کی نسل

❶ [إسناده صحيح الى قتادة] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٥٢

❷ [إسناده ضعيف] كتاب العلل لأحمد بن حنبل، ص: ٣

❸ إسناده ضعيف، أيضًا ❹ إسناده ضعيف.

میں الگ الگ ہو جاتی ہیں۔

1514۔ ابوالقموس زید بن علی بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبدالقیس کے وفد میں شامل ایک شخص نے بیان کیا کہ:

وَأَهْدَيْنَا لَهُ فِيمَا نُهْدِي نَوْطًا أَوْ قِرْبَةً مِنْ تَعْضُوضٍ أَوْ بَرْنِيٍّ فَقَالَ: ((مَا هٰذَا؟)) قُلْنَا: هَدِيَّةٌ، قَالَ: فَأَحْسَبُهُ أَنَّهُ نَظَرَ إِلَى تَمْرَةٍ مِنْهَا فَأَعَادَهَا مَكَانَهَا، وَقَالَ: ((أَبْلِغُوهَا آلَ مُحَمَّدٍ)). فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَقَالَ: ((أَيُّ هَجَرٍ أَعَزُّ؟)) قُلْنَا: الْمُشَقَّرُ فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ لَقَدْ دَخَلْتُهَا وَأَخَذْتُ إِقْلِيدَهَا، أَيُّ الْخَطِّ أَعَزُّ؟)) فَقُلْنَا: الزَّارَةُ فَقَالَ: ((فَوَاللّٰهِ لَقَدْ دَخَلْتُهَا وَأَخَذْتُ إِقْلِيدَهَا)) قَالَ: وَقَدْ كُنْتُ نَسِيتُ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا فَأَذْكَرَنِيهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي جَرْوَةَ قَالَ: ((وَقُمْتُ عَلٰى عَيْنِ الزَّارَةِ))، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ قَيْسٍ إِذْ أَسْلَمُوا طَائِعِينَ غَيْرَ كَارِهِينَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَوْتُورِينَ، إِذْ بَعْضُ قَوْمٍ لَا يُسْلِمُونَ حَتّٰى يُخْزَوْا وَيُوتَرُوا)) قَالَ: وَابْتَهَلَ وَجْهُهُ هَا هُنَا مِنَ الْقِبْلَةِ حَتّٰى اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَقَالَ: ((إِنَّ خَيْرَ الْمَشْرِقِ عَبْدُ قَيْسٍ)). [1]

ہم لوگ نبی ﷺ کے لیے تحائف میں تعضوض یا برنی کھجوروں کی ایک ٹوکری بھی لے کر آئے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ ہم نے بتلایا کہ یہ تحفہ ہے۔ غالباً آپ ﷺ نے اس میں سے ایک کھجور نکال کر دیکھی، پھر واپس رکھ دی اور فرمایا: یہ ٹوکری آلِ محمد (ﷺ) کو پہنچا دو۔ لوگوں نے اس موقع پر نبی ﷺ سے مختلف سوال پوچھے تھے، جن میں سے ایک سوال پینے کے برتنوں کے متعلق بھی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کدو کے برتن (تونبہ)، سبز رنگ کا برتن جس میں روغن ملا گیا ہو، چوبی برتن اور روغنِ زِفت لگے برتن میں پانی یا نبیذ مت پیو، بلکہ اس حلال برتن میں پیا کرو جس کا منہ بندھا ہوا ہو۔ ہم میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ چاروں برتن کیا ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ برتن کیسے ہوتے ہیں، یہ بتاؤ کہ ہجر کا کون سا علاقہ سب سے معزز ہے؟ ہم نے کہا: شقر۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس میں داخل ہوا ہوں اور اس کی چابی بھی پکڑی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں اس حدیث کا کچھ حصہ بھول گیا تھا، بعد میں عبیداللہ بن ابی جروہ نے یاد دِلایا کہ (آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ) میں ''عینِ زاراہ'' پر کھڑا ہوا تھا۔ پھر فرمایا: اے اللہ! عبدالقیس کی مغفرت فرما کیونکہ یہ بغیر کسی جبر کے اپنی رضامندی کے ساتھ مسلمان ہوئے ہیں، اب یہ شرمندہ ہوں گے اور نہ ہی ہلاک، جبکہ ہماری قوم کے کچھ لوگ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتے جب تک رُسوا اور ہلاک نہ ہو جائیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے چہرہ مبارک کا رُخ موڑتے ہوئے قبلہ کی جانب کیا اور فرمایا: بلاشبہ اہل مشرق میں سب سے بہترین لوگ عبدالقیس ہیں۔

توضیح:...... روایت میں مذکور چار قسم کے برتنوں میں پانی یا نبیذ پینے سے اس لیے منع فرمایا گیا کیونکہ اسلام سے پہلے ان میں شراب بنائی جاتی تھی۔

1515۔ ابوالقموس ہی بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبدالقیس کے وفد میں شامل ایک شخص نے بیان کیا کہ:

وَأَهْدَيْنَا لَهُ فِيمَا نُهْدِي، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: وَابْتَهَلَ يَدْعُو لِعَبْدِ الْقَيْسِ وَجْهَهُ هُنَا مِنَ الْقِبْلَةِ

---

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٢٠٦۔مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٤٩

يَعْنِي عَنْ يَمِينِ الْقِبْلَةِ حَتَّى اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، يَدْعُو لِعَبْدِ الْقَيْسِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ خَيْرَ أَهْلِ الْمَشْرِقِ عَبْدُ الْقَيْسِ)). ❶

ہم جو آپ ﷺ کے لیے تحائف لائے تھے۔۔۔ اس کے بعد راوی نے مکمل حدیث بیان کی اور کہا: آپ ﷺ نے ادھر سے قبلہ کی جانب اپنا رُخ پھیر لیا، یعنی قبلے کی دائیں جانب سے مڑ کر سیدھا قبلہ رُخ ہو گئے، اور عبدالقیس کے لیے دعا کرتے ہوئے فرمایا: یقیناً اہل مشرق میں سب سے بہترین لوگ عبدالقیس ہیں۔

1516۔ سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا لَهُ إِلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فِي شَيْءٍ، لَا يَدْرِي مَهْدِيٌّ مَا هُوَ؟ قَالَ: فَسَبُّوهُ وَضَرَبُوهُ فَشَكَى ذَاكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَالَ ((لَوْ أَنَّكَ أَهْلَ عُمَانَ أَتَيْتَ مَا سَبُّوكَ وَلَا ضَرَبُوكَ)). ❷

رسول اللہ ﷺ نے عرب کے ایک قبیلے کی طرف اپنا ایک نمائندہ کسی کام کی غرض سے بھیجا (مہدی نامی راوی کو علم نہیں کہ کام کیا تھا؟) اس قبیلے والوں نے اس کے ساتھ نازیبا زبان استعمال کی اور مارا پیٹا، اس نے نبی ﷺ سے اس بات کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: اگر تم (سب سے پہلے) عمان والوں کے پاس جاتے تو نہ انہوں نے تمہارے ساتھ نازیبا زبان استعمال کرنا تھی اور نہ ہی تمہیں مارنا تھا۔

1517۔ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُمْ بَنُو حَنِيفَةَ أَصْحَابُ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ يَعْنِي قَوْلَهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿سَتُدْعَوْنَ إِلٰى قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ﴾ [الفتح:١٦]. ❸

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿سَتُدْعَوْنَ إِلٰى قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ﴾ "عنقریب تمہیں ایسے لوگوں (سے لڑائی کرنے) کی طرف بلایا جائے گا جو بہت زور آور ہیں۔" سے مراد مسیلمہ کذاب کے ساتھی بنو حنیفہ ہیں۔

1518۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ فَقَالَ: ((أَتْقَاهُمْ))، قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ: ((فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ بْنِ خَلِيلِ اللّٰهِ))، قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: ((فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي؟ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا)). ❹

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سے زیادہ معزز کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو ان میں سب سے زیادہ رب سے ڈرنے والا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم اس بارے میں آپ سے نہیں پوچھ رہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر یوسف علیہ السلام ہیں جو خدا کے اس پیغمبر (حضرت یعقوب علیہ السلام) کے بیٹے ہیں جو خلیل اللہ (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے صاحبزادے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم اس بارے میں بھی

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٢٠٦۔ سنن أبي داود: ٣/ ٣٣١

❷ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٤/ ١٩٧١　❸ [إسناده ضعيف] الدر المنثور للسيوطي: ٦/ ٧٣

❹ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٣٨٧۔ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٤٦۔ مسند أحمد: ٢/ ٤٣١۔ سنن الدارمي: ١/ ٧٣

آپ سے نہیں پوچھ رہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم خاندانِ عرب کے متعلق پوچھتے ہو؟ جو زمانہ جاہلیت میں ان میں سے بہتر تھے وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں، بشرطیکہ وہ دین کو سمجھ لیں۔

1519 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((النَّاسُ مَعَادِنٌ فَخِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا)) . ❶

لوگ چھپے ہوئے دفینوں (کان) کی طرح ہیں، ان میں سے جو لوگ دورِ جاہلیت میں بہتر تھے وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں، بشرطیکہ وہ دین کو سمجھ لیں۔

1520 ۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس اور علقمہ بن علاثہ نبی کریم ﷺ کے پاس جمع ہوئے اور اپنے دادوں کا تذکرہ کرنے لگے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنْ سَكَتُّمْ أَخْبَرْتُكُمْ: جَدُّ بَنِي عَامِرٍ جَمَلٌ أَحْمَرُ أَوْ آدَمُ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِ الشَّجَرِ قَالَ: وَأَحْسَبُهُ قَالَ فِي رَوْضَةٍ وَغَطَفَانُ أَكَمَةٌ خَشْنَاءُ تَنْفِي النَّاسَ عَنْهَا)) قَالَ: فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: فَأَيْنَ جَدُّ بَنِي تَمِيمٍ؟ قَالَ: ((لَوْ سَكَتَ)) . ❷

اگر تم خاموشی اختیار کرو تو میں تمہیں بتلاتا ہوں، بنو عامر کا دادا تو اس سرخ یا گندمی اونٹ کی طرح ہے جو کسی باغ میں مختلف درختوں کے پتے کھا رہا ہو، بنو غطفان کا دادا اس کھردرے ٹیلے کی طرح ہے جو لوگوں کو اپنے سے دور رکھتا ہے، اس پر اقرع بن حابس نے کہا: بنو تمیم کا دادا کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کاش! یہ خاموش ہی رہتا۔

1521 ۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

((خِيَارُ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا)) . ❸

جو لوگ دورِ جاہلیت میں بہتر تھے وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں، بشرطیکہ وہ دین کو سمجھ لیں۔

1522 ۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((النَّاسُ مَعَادِنٌ ، فَخِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا)) . ❹

لوگ چھپے ہوئے دفینوں (کان) کی طرح ہیں، ان میں سے جو لوگ دورِ جاہلیت میں بہتر تھے وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں، بشرطیکہ وہ دین کو سمجھ لیں۔

1523 ۔ قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ دغفل السدوسی نے فرمایا:

مَا اخْتَلَفَ النَّاسُ قَطُّ ، إِلَّا كَانَ الْحَقُّ مَعَ مُضَرَ . ❺

لوگوں کا جب بھی اختلاف ہوا ہے تو حق موقف مضر قبیلے کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔

1524 ۔ سیدنا عبداللہ بن حارث بن ہشام مخزومی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا مُضَرَ فَإِنَّهُ كَانَ عَلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ ، وَإِنَّ أَوَّلَ مَنْ غَيَّرَ دِينَ إِبْرَاهِيمَ لَعَمْرُو بْنُ لُحَيٍّ

---

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ۲/ ۲٦۰

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ۳٤٦

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ۳/ ۳۸۳

❹ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ۳/ ۳۸۳

❺ [إسناده ضعيف] التاريخ الكبير: ۲/ ۲٥٥

بْنِ قَمَعَةَ بْنِ خِنْدِفٍ))، وَقَالَ: ((رَأَيْتُهُ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ)). ❶

مضر کو برا بھلا مت کہا کرو، کیونکہ یہ دینِ ابراہیم علیہ السلام پر ہیں اور سب سے پہلے جس نے دینِ ابراہیم کو تبدیل کیا وہ عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی آنتیں کھینچ رہا تھا۔

---

❶ صحیح البخاری: ٦/ ٥٤٧۔ مسند أحمد: ٢/ ٢٧٥۔ الجامع الصغیر للسیوطی: ٢/ ٢٠٠۔ المعجم الکبیر للطبرانی: ١٠/ ٣٩٨۔ مجمع الزوائد للهیثمی: ١/ ١١٦

سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے فضائل

1525 ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّرَ أُسَامَةَ عَلَى قَوْمٍ قَالَ: فَطَعَنَ النَّاسُ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَالَ: ((إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ، فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ، وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ ابْنَهُ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)) . ❶

رسول اللہ ﷺ نے اُسامہ رضی اللہ عنہ کو ایک قوم کا امیر بنایا تو لوگ ان کی امارت پر اعتراض کرنے لگے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو تم ہی کچھ دِن پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو۔ اللہ کی قسم! یقیناً وہ اس امارت کے اہل اور حق دار تھے اور بلاشبہ وہ مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے جس طرح یہ (اُسامہ رضی اللہ عنہ) ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔

1526 ۔ سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ مَعِي إِلَى الْمَدِينَةِ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أُصْمِتَ فَلَا يَتَكَلَّمُ فَجَعَلَ يَرْفَعُ يَدَهُ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ يَصُبُّهَا عَلَيَّ أَعْرِفُ أَنَّهُ يَدْعُو لِي . ❷

جب (مرض الوفات میں) نبی ﷺ کی طبیعت بوجھل ہوئی تو میں اور میرے ساتھ کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ خاموش تھے اور کسی سے بات نہیں کر رہے تھے۔ پھر آپ اپنا ہاتھ مبارک آسمان کی طرف اٹھانے لگے، پھر وہ ہاتھ مجھ پر پھیر دیا۔ میں سمجھ گیا کہ آپ نے میرے لیے دعا فرمائی ہے۔

1527 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُبْغِضَ أُسَامَةَ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ كَانَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، فَلْيُحِبَّ أُسَامَةَ)) . ❸

نبی ﷺ سے میرے یہ فرمان سن لینے کے بعد کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اُسامہ رضی اللہ عنہ سے نفرت کرے (آپ ﷺ نے فرمایا:) جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اُسامہ سے بھی محبت کرے۔

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٨٦۔ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٨٤۔ مسند أحمد: ٢/ ٢٠۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٧٦

❷ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٥/ ٢٠١۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٧٧۔ المعجم الكبير للطبراني: ١/ ١٢٣۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٨٦

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ١٥٦

1528 ۔ ابواسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَا بَعثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فِي سَرِيَّةٍ إِلَّا هُوَ أَمِيرُهَا. ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو جس بھی لشکر میں بھیجا؛ اس کا انہیں ہی امیر مقرر کیا۔

1529 ۔ ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا تو فرمایا:

((يَلُومُنِي النَّاسُ فِي تَأْمِيرِي أُسَامَةَ، كَمَا لَامُونِي فِي تَأْمِيرِي أَبَاهُ قَبْلَهُ، وَأَنَّ أَبَاهُ كَانَ أَحَبَّكُمْ إِلَيَّ، وَأَنَّهُ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ بَعْدَهُ)). ❷

لوگ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنانے پر مجھ پہ اعتراض کر رہے ہیں، جس طرح کہ انہوں نے اس سے قبل مجھ پہ اس کے والد کو امیر بنانے پر اعتراض کیا تھا، یقیناً اس کا والد تم سب سے زیادہ مجھے محبوب تھا اور اس کے بعد یہ مجھے تم سب سے محبوب ہے۔

1530 ۔ قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَامَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَتْلِ أَبِيهِ فَدَمَعَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ مِنَ الْغَدِ فَقَامَ مَقَامَهُ ذَالِكَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أُلَاقِي مِنْكَ الْيَوْمَ، مَا لَقِيتُ مِنْكَ بِالْأَمْسِ)). ❸

سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اپنے والد کی شہادت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اَشک بار ہو گئیں، پھر وہ اگلے روز آئے اور تب بھی اسی جگہ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تجھے دیکھ کر آج بھی وہی یاد آ رہا ہے جو کل یاد آیا تھا۔

1531 ۔ سیدنا ابومیثرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِزَيْدٍ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِجَعْفَرٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ)). ❹

اے اللہ! زید کی مغفرت فرما، اے اللہ! جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کی مغفرت فرما۔

1532 ۔ علی بن زید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَمَرَّ ابْنُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: هٰذَا ابْنُ حِبِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❺

میں ابوسلمہ بن عبدالرحمان کے ہمراہ تھا کہ سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا گزر ہوا تو ابوسلمہ نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی کا بیٹا ہے۔

---

❶ [إسناده صحيح الى أبي اسحاق] مسند أحمد: ٦/ ٢٢٧۔مسند الحميدي: ١/ ١٣٠

❷ [إسناده ضعيف] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٢٢٤

❸ [مرسل إسناده صحيح] البداية والنهاية لابن كثير: ٤/ ٢٥٥۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٧٥

❹ [إسناده ضعيف ورجاله ثقات]

❺ إسناده ضعيف.

1533 ۔ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا عَلِمْنَا أَحَدًا أَسْلَمَ قَبْلَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ . ❶

ہمارے علم میں ایسا کوئی نہیں جس نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام قبول کیا ہو۔

1534 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَا بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً قَطُّ إِلَّا أَمَّرَهُ عَلَيْهِمْ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ . ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی کوئی لشکر بھیجا؛ اس کا امیر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ہی مقرر فرمایا۔

اور امام سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يَغْزُ أَعْطَى سِلَاحَهُ زَيْدًا . ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خود کسی غزوے میں شریک نہ ہو پاتے تھے تو اپنے ہتھیار سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو دے دیتے تھے۔

---

❶ [إسناده صحيح الى الزهرى] مجمع الزوائد للهيثمى: ٩/ ٢٧٤

❷ [مرسل ورجاله ثقات] مضى برقم: ١٥٢٨

❸ [مرسل ورجاله ثقات]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل

1535 ۔ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ أَوَّلَ مَنْ جَهَرَ بِالْقُرْآنِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ يَوْمًا أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا: وَاللّٰهِ مَا سَمِعَتْ قُرَيْشٌ هٰذَا الْقُرْآنَ يُجْهَرُ لَهَا بِهِ قَطُّ، فَمَنْ رَجُلٌ يُسْمِعُهُمُوهُ؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ: ((أَنَا))، قَالُوا: إِنَّا نَخْشَاهُمْ عَلَيْكَ، إِنَّمَا نُرِيدُ رَجُلًا لَهُ عَشِيرَةٌ يَمْنَعُونَهُ مِنَ الْقَوْمِ إِنْ أَرَادُوهُ، قَالَ: ((دَعُونِي فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ سَيَمْنَعُنِي)) قَالَ: فَغَدَا ابْنُ مَسْعُودٍ حَتّٰى أَتَى الْمَقَامَ فِي الضُّحٰى، وَقُرَيْشٌ فِي أَنْدِيَتِهَا فَقَامَ عِنْدَ الْمَقَامِ، ثُمَّ قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ رَافِعًا صَوْتَهُ ﴿الرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝﴾ [الرحمن: ٢] قَالَ: ثُمَّ اسْتَقْبَلَهَا يَقْرَأُ فِيهَا)) قَالَ: وَتَأَمَّلُوا فَجَعَلُوا يَقُولُونَ: مَا يَقُولُ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ؟ قَالَ: ثُمَّ قَالُوا: إِنَّهُ لَيَتْلُو بَعْضَ مَا جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ، فَقَامُوا إِلَيْهِ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ فِي وَجْهِهِ، وَجَعَلَ يَقْرَأُ حَتّٰى بَلَغَ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَبْلُغَ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلٰى أَصْحَابِهِ وَقَدْ أَثَّرُوا فِي وَجْهِهِ، فَقَالُوا: هٰذَا الَّذِي خَشِينَا عَلَيْكَ قَالَ: ((مَا كَانَ أَعْدَاءُ اللّٰهِ أَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْهُمُ الْآنَ، وَلَئِنْ شِئْتُمْ لَأُغَادِيَنَّهُمْ بِمِثْلِهَا))، قَالُوا: حَسْبُكَ فَقَدْ أَسْمَعْتَهُمْ مَا يَكْرَهُونَ. ❶

رسول اللہ ﷺ کے بعد مکہ میں سب سے پہلے جس شخص نے بلند آواز میں قرآن پڑھ کر سنایا وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! قریش نے کبھی بھی اس قرآن کو اس طرح نہیں سنا کہ انہیں اونچی آواز میں پڑھ کر سنایا گیا ہو، لہٰذا کون ہے جو انہیں قرآن سنائے گا؟ تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں۔ تو صحابہ نے کہا: (نہیں) ہم کو تمہارے بارے میں ڈر ہے، ہم تو ایسا آدمی چاہتے ہیں کہ جس کا کنبہ قبیلہ بھی ہو، کہ اگر کفارِ قریش اس کو مارنے پیٹنے لگیں تو اس کی قوم کے لوگ اس کو ان سے بچالیں۔ تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ مجھے اجازت دیں، یقیناً اللہ عزوجل مجھے بچالے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ اگلی صبح چاشت کے وقت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مقامِ ابراہیم کے پاس آ گئے اور قریش اپنی مجالس میں مشغول تھے، تو آپ مقامِ ابراہیم کے پاس آ کھڑے ہوئے اور پھر بلند آواز سے پڑھا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝ الرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝﴾ پھر آپ کفار کی جانب رُخ کر کے مقامِ ابراہیم میں ہی قرآن پڑھنے لگے۔ کفار نے قدرے تأمل کیا، پھر وہ کہنے لگے: ابن اُمِ عبد کیا کہہ رہا ہے؟ تو دوسرے لوگوں نے کہا: یہ وہ کلام پڑھ رہا ہے جو محمد (ﷺ) لے کر آیا ہے۔ پھر وہ اُٹھ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے

❶ [مرسل ورجاله ثقات] سيرة ابن هشام: ١/ ٣١٤ - أسد الغابة في معرفة الصحابة: ٣/ ٢٥٦

چہرے پر مارنے لگے، جبکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن پڑھے جا رہے تھے اور جس قدر اللہ نے چاہا اتنا پڑھا، پھر آپ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آ گئے۔ ان کے چہرے پر زخموں کے نشان تھے۔ صحابہ نے کہا: ہمیں آپ کے بارے میں اسی بات کا ڈر تھا۔ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب مجھے اللہ کے ان دشمنوں کا کوئی ڈر نہیں رہا، اگر تم چاہو تو میں کل پھر ان کے سامنے اسی طرح پڑھوں گا۔ تو صحابہ نے کہا: بس کافی ہے، آپ نے انہیں وہ سنا دیا ہے جسے وہ ناپسند کرتے ہیں۔

1536۔ قاسم بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَضِيتُ لِأُمَّتِي مَا رَضِيَ لَهُمُ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ، وَكَرِهْتُ لِأُمَّتِي مَا كَرِهَ لَهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ)). ❶

میں نے اپنی اُمت کے لیے اسی کام کو پسند کیا جو ان کے لیے ابن اُم عبد (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے پسند کیا اور میں نے اپنی اُمت کے لیے اسی کام کو ناپسند کیا جو ان کے لیے ابن اُم عبد نے ناپسند کیا۔

1537۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أُنْزِلَ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ)). ❷

جو شخص قرآن کو اس طرح تر و تازہ پڑھنا پسند کرے جس طرح وہ نازل کیا گیا، تو اس کو ابن اُم عبد کی قرأت کے مطابق پڑھنا چاہیے۔

1538۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوِ اسْتَخْلَفْتُ أَحَدًا مِنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ، لَاسْتَخْلَفْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ)). ❸

اگر میں مشورے کے بغیر کسی کو خلیفہ منتخب کروں تو میں ابن اُم عبد (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو لوگوں پر خلیفہ مقرر کروں گا۔

1539۔ عبدالرحمان بن سعید بن وہب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَضِيتُ لِأُمَّتِي مَا رَضِيَ لَهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ)). ❹

میں نے اپنی اُمت کے لیے اسی کام کو پسند کیا جو اس کے لیے ابن اُم عبد نے پسند کیا۔

1540۔ حُریث بن ظُہیر بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ نَعْيُ عَبْدِ اللهِ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ: مَا تَرَكَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ. ❺

جب سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع ملی تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے اپنے بعد

---

❶ [مرسل ورجاله ثقات] المعجم الكبير للطبراني: ٩/ ٧٧۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣١٨۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٩٠

❷ [إسناده ضعيف] سنن ابن ماجه: ١/ ٤٩۔ مسند أحمد: ٢/ ٢٤٦۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٨٨۔ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٥

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٧٦، ١٠٧، ١٠٨۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٧٣۔ سنن ابن ماجه: ١/ ٤٩۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣١٨

❹ [مرسل ورجاله ثقات] مضى برقم: ١٥٣٦

❺ [إسناده ضعيف] التاريخ الكبير: ٢/ ٦٩

اپنی مثال نہیں چھوڑی۔

1541۔ عبدالرحمان بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ: أَخْبِرْنَا بِأَقْرَبِ النَّاسِ سَمْتًا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَأْخُذُ عَنْهُ وَنَسْمَعُ مِنْهُ ، فَقَالَ: كَانَ أَشْبَهُ النَّاسِ سَمْتًا وَدَلًّا وَهَدْيًا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ . ❶

ہم نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمیں اس شخص کا بتلایئے جو اخلاق و عادات کے اعتبار سے تمام لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو، تاکہ ہم اس سے کچھ حاصل کریں اور اس سے کچھ باتیں سنیں۔ تو انہوں نے فرمایا: تمام لوگوں میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاق و عادات، سیرت وصورت اور اطوار طریقے میں ابن اُمِ عبد رضی اللہ عنہ زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔

1542۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوظُونَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ مِنْ أَقْرَبِهِمْ إِلَى اللّٰهِ وَسِيلَةً . ❷

اصحابِ محمد رضی اللہ عنہم، جو کہ جھوٹ سے بالکل محفوظ ہیں، وہ بہ خوبی جانتے ہیں کہ ابن اُمِ عبد رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے بڑھ کر اللہ کے قریب تھے۔

1543۔ شقیق بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ أَشْبَهَ النَّاسِ هَدْيًا وَدَلًّا وَسَمْتًا بِمُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ مِنْ حِينِ يَخْرُجُ إِلَى أَنْ يَرْجِعَ ، لَا أَدْرِي مَا يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ . ❸

یقیناً اخلاق و عادات، سیرت وصورت اور اطوار طریقے میں گھر سے نکلنے سے لے آ کر واپس لوٹ آنے تک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھے، البتہ مجھے یہ نہیں معلوم کہ وہ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے۔

توضیح:...... یعنی گھر سے باہر کی زندگی میں تو وہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے، البتہ ان کے گھریلو زندگی کا مجھے علم نہیں ہے۔

1544۔ عبدالرحمان بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِحُذَيْفَةَ أَخْبِرْنَا بِرَجُلٍ قَرِيبِ الْهَدْيِ وَالسَّمْتِ وَالدَّلِّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَأْخُذُ عَنْهُ قَالَ: مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمْتًا ، وَهَدْيًا وَدَلًّا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُوَارِيَهُ جِدَارُ بَيْتِهِ مِنَ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ . ❹

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٠٢۔ مسند أحمد: ٥/ ٤٠١۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٧٣۔ المعجم الكبير للطبراني: ٩/ ٨٨

❷ [إسناده منقطع] مسند أحمد: ٥/ ٣٩٥۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٧٣　❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٣٩٤

❹ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ٩/ ٨٨

میں نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے ایسے شخص کا بتلائیے جو اخلاق و عادات، سیرت وصورت اور اطوار طریقے میں رسول اللہ ﷺ کے بہت قریب ہو، تا کہ ہم اس سے کچھ حاصل کر سکیں۔ تو انہوں نے فرمایا: میرے علم میں تو ابن اُم عبد رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر ایسا کوئی نہیں ہے جو اخلاق و عادات، سیرت وصورت اور اطوار طریقے میں رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریبی ہو، یہاں تک کہ انہیں ان کی گھر کی دیواریں چھپا لیتیں۔

توضیح:...... آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جب تک ہمارے سامنے رہتے تھے تو ان کا ہر کام رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہوتا تھا، جب وہ اپنے گھر چلے جاتے تھے تب کا علم نہیں ہے کہ گھر میں ان کے معمولات کیا ہوتے تھے۔

1545 ۔ ابووائل سے مروی ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَقَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوظُونَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ أَنَّ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ مِنْ أَقْرَبِهِمْ إِلَى اللّٰهِ وَسِيلَةً . ❶

اصحابِ محمد رضی اللہ عنہم، جو کہ جھوٹ سے بالکل محفوظ ہیں، وہ بہ خوبی جانتے ہیں کہ ابن اُمِ عبد رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے بڑھ کر اللہ کے قریب تھے۔

1546 ۔ حارثہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُرِءَ عَلَيْنَا كِتَابُ عُمَرَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَمَّا بَعْدُ ، فَإِنِّي قَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ عَمَّارًا أَمِيرًا ، وَعَبْدَ اللّٰهِ مُعَلِّمًا وَوَزِيرًا ، وَإِنَّهُمَا مِنْ نُجَبَاءِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ، وَمِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا ، اسْمَعُوا لَهُمَا وَأَطِيعُوا ، وَقَدْ آثَرْتُكُمْ بِهِمَا عَلَى نَفْسِي . ❷

ہمیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سنایا گیا (اس میں لکھا تھا کہ) السلام علیکم! امابعد! میں نے تمہارے پاس عمار رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے، یہ دونوں ہی چنیدہ اصحابِ محمد میں سے ہیں اور غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والوں میں سے ہیں، لہٰذا ان کی بات سن کر اطاعت بجا لانا اور میں نے ان دونوں کی رفاقت سے تم کو اپنے آپ پر ترجیح دی ہے۔

1547 ۔ حارثہ بن مضرّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُرِءَ عَلَيْنَا كِتَابُ عُمَرَ هٰهُنَا: إِنِّي بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ عَمَّارًا أَمِيرًا ، وَبِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ مُعَلِّمًا وَوَزِيرًا ، وَهُمَا مِنَ النُّجَبَاءِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَاسْمَعُوا لَهُمَا وَأَطِيعُوا ، وَآثَرْتُكُمْ بِابْنِ أُمِّ عَبْدٍ عَلَى نَفْسِي ، وَجَعَلْتُهُ عَلَى بَيْتِ مَالِكُمْ ، وَرَزَقُهُمْ كُلَّ يَوْمٍ شَاةٌ ، وَبَعَثَ حُذَيْفَةَ ، وَابْنَ حُنَيْفٍ عَلَى السَّوَادِ ، فَجَعَلَ لِعَمَّارٍ شَطْرَهَا وَبَطْنَهَا وَجَعَلَ الشَّطْرَ الْبَاقِي بَيْنَ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ . ❸

ہمیں یہاں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سنایا گیا کہ میں نے تمہارے پاس عمار رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے، یہ دونوں بدری صحابہ میں سے چنیدہ و پسندیدہ ہیں، لہٰذا تم ان کی بات سن کر اطاعت بجالانا، میں نے ابن اُمِ عبد کی رفاقت سے تم کو اپنے آپ پر ترجیح دی ہے اور اسے تمہارے بیت المال کا

❶ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ٩/ ٨٧ ❷ إسناده حسن لغيره .

❸ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ٩/ ٨٥ ۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٩١ ۔ سير أعلام النبلاء للذهبي: ٩/ ٢٩١

نگران مقرر کیا ہے۔ ان کا حقِ خدمت روزانہ ایک بکری ہوگا۔ آپ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن حنیف کو سواد (عراق) میں بھیجا اور عمار رضی اللہ عنہ کے لیے بکری کا نصف حصہ اور اس کا پیٹ مقرر کیا اور باقی آدھا حصہ ان تینوں اصحاب کے درمیان تقسیم کے لیے رکھا۔

1548 ۔ شقیق سے مروی ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَقَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوظُونَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ مِنْ أَقْرَبِهِمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَسِيلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ . ❶

اصحابِ محمد رضی اللہ عنہم، جو کہ جھوٹ سے بالکل محفوظ ہیں، وہ بہ خوبی جانتے ہیں کہ ابن اُمِ عبد رضی اللہ عنہ وسیلے کے اعتبار سے روزِ قیامت تمام لوگوں سے بڑھ کر اللہ کے قریب اور نزدیک ہوں گے۔

1549 ۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنَ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ)) . قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَأَ بِهِ . ❷

چار لوگوں سے قرآن کا علم حاصل کرو: ابن مسعود، اُبی بن کعب، معاذ بن جبل اور ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم (رضی اللہ عنہم) سے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے رسول اللہ ﷺ کو ان کا نام سب سے پہلے لیتے دیکھا؛ تب سے مجھے ان سے محبت ہوگئی ہے۔

1550 ۔ زید بن وہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُمَرَ فَأَقْبَلَ عَبْدُ اللّٰهِ فَدَنَا مِنْهُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ، فَكَلَّمَهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ عُمَرُ: كُنَيْفٌ مُلِءَ عِلْمًا . ❸

میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ آ گئے، آپ ان کے قریب ہو گئے اور ان پر جھک کر کوئی بات کی، جب وہ واپس چلے گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ چھوٹے سے بدن والا علم سے بھرا ہوا ہے۔

1551 ۔ ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَخِلَّائِي مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ . ❹

اس اُمت میں سے تین بندے میرے گہرے دوست ہیں: سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم۔

1552 ۔ زر بن حبیش سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٣٩٤

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٠١ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٩١٣ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٧٤ ـ مسند أحمد: ٢/ ١٩٠ ـ المستدرك للحاكم: ٢/ ٢٢٥

❸ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ٩/ ٨٥

❹ [أبو عبيدة تكلم في سماعه عن أبيه ابن مسعود] مضى برقم: ٣٥٨

أَنَّهُ كَانَ يَجْتَنِي سِوَاكًا مِنَ الْأَرَاكِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتِ الرِّيَاحُ تَكْفَؤُهُ وَكَانَ فِي سَاقَيْهِ دِقَّةٌ قَالَ: فَضَحِكَ الْقَوْمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي فِي يَدِهِ، لَهُمَا أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ أُحُدٍ)). ❶

وہ نبی ﷺ کے لیے پیلو کے درخت کی مسواک توڑ کر لایا کرتے تھے، ان کی پنڈلیاں پتلی تھیں، جب ہوا چلتی تو وہ لڑکھڑانے لگتے تھے، لوگ یہ دیکھ کر ہنسنے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ یہ دونوں پنڈلیاں میزانِ عمل میں اُحد پہاڑ سے بھی وزنی ہیں۔

1553۔ عمرو بن حارث بن مصطلق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أُنْزِلَ فَلْيَقْرَأْهُ عَلٰى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ)). ❷

جو شخص قرآن کو اس طرح تروتازہ پڑھنا پسند کرے جس طرح وہ نازل کیا گیا، تو اس کو ابن اُمِ عبد (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی قراءت کے مطابق پڑھنا چاہیے۔

1554۔ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أُنْزِلَ، فَلْيَقْرَأْ عَلٰى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ)). ❸

جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ وہ قرآن کو اس طرح تروتازہ پڑھے جس طرح وہ نازل کیا گیا، تو اس کو ابن اُمِ عبد کی قراءت کے مطابق پڑھنا چاہیے۔

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٤٢١۔ المعجم الكبير للطبرانی: ٩/ ٧٥۔ حلية الأولياء لأبی نعيم: ١/ ١٢٧۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣١٧۔ مجمع الزوائد للهيثمی: ٩/ ٢٨٩

❷ [إسناده حسن لغيره] التاريخ الكبير للبخاری: ٣/ ٣٠٨

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٧

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل

1555 ۔ امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ الْمُهَاجِرُونَ لِعُمَرَ أَلَا تَدْعُو أَبْنَاءَ نَا كَمَا تَدْعُو ابْنَ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: ذَاكَ فَتَى الْكُهُولِ، إِنَّ لَهُ لِسَانًا سَئُولًا، وَقَلْبًا عَقُولًا. ❶

مہاجرین نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ جیسے ابن عباس کو (میٹنگ میں) بلاتے ہیں، ہمارے بیٹوں کو کیوں نہیں بلاتے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ پختہ عمر کا جوان ہے، اس کے پاس بہت زیادہ سوال کرنے والی زبان اور خوب سمجھنے والا دل ہے۔

1556 ۔ سلمہ بن کہیل بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نِعْمَ تُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ ابْنُ عَبَّاسٍ. ❷

قرآن کے بہترین ترجمان ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔

1557 ۔ عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ﴾ [الکھف: ۲۲] ''انہیں بہت تھوڑے لوگ جانتے ہیں۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

أَنَا مِنْ أُولَئِكَ الْقَلِيلِ. ❸

ان تھوڑے لوگوں میں ایک میں بھی ہوں۔

1558 ۔ ابوالضحیٰ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نِعْمَ تُرْجُمَانُ ابْنُ عَبَّاسٍ لِلْقُرْآنِ. ❹

ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کے بہت اچھے ترجمان ہیں۔

1559 ۔ مسروق سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوْ أَدْرَكَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْنَانَنَا مَا عَشَرَهُ مِنَّا رَجُلٌ. ❺

اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما ہماری عمریں پالیتے تو ہم میں سے کوئی آدمی ان کے (علم کے) دسویں حصے کو بھی نہ پہنچ پاتا۔

---

❶ [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ۳/ ۵۳۹۔ المعجم الكبير للطبرانى: ۱۰/ ۳۲۳۔ حلية الأولياء لأبى نعيم: ۱/ ۳۱۸

❷ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ۲/ ۳۶۶ ❸ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد: ۲/ ۳۶۶

❹ [إسناده صحيح] تفسير ابن جرير الطبرى: ۱/ ۳۱۔ المستدرك للحاكم: ۳/ ۵۳۷۔ مجمع الزوائد للهيثمى: ۹/ ۲۷۶۔ التاريخ الكبير: ٤/ ۲٦٤۔ حلية الأولياء لأبى نعيم: ۱/ ۳۱٦

❺ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ۳/ ۵۳۷

1560 ۔ محمد بن علی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِي الدِّينِ ، وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ)) . [1]

اے اللہ! اسے دِین کی سمجھ عطا فرما دے اور اسے تفسیر کا علم سکھا دے۔

توضیح :...... آپ ﷺ کی دعا کا ہی نتیجہ تھا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما تمام صحابہ سے بڑے مفسر قرآن تھے۔ آپ کی ذہانت اور قرآن فہمی سے متعلقہ ایک دِلچسپ قصہ ملاحظہ کیجیے: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجھے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بٹھا لیا کرتے تھے، ان میں سے کسی نے اعتراض کر دیا کہ انہیں نہ لے کر آیا کیجیے، کیونکہ یہ تو ہمارے بچوں جیسے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان اصحاب کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اہمیت بتلانے کے لیے ایک روز ان سے پوچھا کہ سورۂ نصر ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ...الخ﴾ کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟ یعنی اس میں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر ﷺ کو کس بات کی خبر دی ہے۔ بعض نے کہا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اس کی حمد و ثنا بیان کرنے اور اپنے گناہوں کی بخشش چاہنے کا حکم دیا ہے، کچھ نے کہا کہ اس میں فتح مکہ کے بعد شکر بجالانے کا حکم ہے، جبکہ باقی خاموش رہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے میری جانب التفات فرمایا اور مجھے اس کی تفسیر کرنے کا حکم دیا تو میں نے عرض کیا: ان میں سے کچھ بھی اس سورت کی تفسیر نہیں ہے۔ تو انہوں نے استفسار فرمایا: پھر اور کیا مراد ہے؟ تو میں نے کہا کہ اس سورت میں رسول اللہ ﷺ کے انتقال فرما جانے کی خبر ہے، آپ کو اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ آپ نے تبلیغ کا فریضہ بہ خوبی ادا کر دیا ہے اور اب آپ کی دنیوی زندگی ختم ہونے کو ہے، لہٰذا اب آپ صرف تسبیح وتحمید اور استغفار میں مشغول رہا کریں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: یہی تفسیر میرے علم میں تھی۔ [2] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس قدر قرآن فہمی دیکھ کر سب صحابہ رضی اللہ عنہم حیران رہ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو حبر الأمة (اُمتِ مسلمہ کے عالم) کا لقب ملا تھا۔

1561 ۔ ابو جہضم فرماتے ہیں:

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَأَى جِبْرِيلَ مَرَّتَيْنِ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِكْمَةِ مَرَّتَيْنِ . [3]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جبرائیل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا اور نبی ﷺ نے ان کے لیے حکمت کی دعا بھی دو مرتبہ فرمائی۔

1562 ۔ مسروق سے مروی ہے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوْ بَلَغَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْنَانَنَا مَا عَاشَرَهُ مِنَّا رَجُلٌ ، نِعْمَ التُّرْجُمَانُ ابْنُ عَبَّاسٍ لِلْقُرْآنِ . [4]

اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما ہماری عمروں تک پہنچ جاتے تو ہم میں سے کوئی آدمی ان کے (علم کے) دسویں حصے کو بھی نہ پہنچ پاتا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کے بہترین ترجمان ہیں۔

---

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٢٦٦۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٥٣٤۔ المعجم الكبير للطبراني: ١٠/ ٢٩٣

[2] صحيح بخاري: ٤٩٧٠ .

[3] [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ٥/ ١٧٩

[4] [إسناده ضحيح] الطبقات لابن سعد: ٢/ ٣٦٦۔ التاريخ للفسوي: ١/ ٤٩٤

اُم المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور دیگر کے فضائل

1563 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ ۔ لَمْ يَقُلْ وَكِيعٌ: ابْنَةُ عِمْرَانَ ۔ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ)) . ❶

عورتوں میں سے بہترین مریم بنت عمران ہیں اور (اسی طرح) عورتوں میں سے بہترین خدیجہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔

توضیح:...... اس کا مطلب ہے کہ مریم بنت عمران علیہا السلام اپنے زمانے کی عورتوں سے بہتر تھیں اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانے کی عورتوں سے بہتر تھیں۔ (التيسير بشرح الجامع الصغير: ١/ ٥٣١)

1564 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (میری والدہ) اُم سُلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ أَنَسٌ خَادِمُكَ أُدْعُ اللهَ لَهُ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ، وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ)) . قَالَ حَجَّاجٌ فِي حَدِيثِهِ قَالَ: فَقَالَ أَنَسٌ أَخْبَرَنِي بَعْضُ وَلَدِي أَنَّهُ قَدْ دُفِنَ مِنْ وَلَدِي، وَوَلَدِ وَلَدِي أَكْثَرُ مِنْ مِائَةٍ . ❷

اے اللہ کے رسول! انس آپ کا خادم ہے، اللہ تعالیٰ سے اس کے حق میں دعا فرما دیجیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں اضافہ فرما دے اور جو بھی تو اسے عطا فرمائے؛ اس میں برکت ڈال دے۔ حجاج اپنی روایت میں بیان کرتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ایک بیٹے نے مجھے بتلایا کہ میرے بچے کو دفن کر دیا گیا ہے (یعنی اللہ نے اولاد میں اتنی برکت فرمائی کہ انہیں علم ہی نہ ہوا کہ کسی بچے کی وفات ہو گئی ہے) اور میرے پوتوں کی تعداد ایک سو سے زائد ہے۔

1565 ۔ ایک اور سند کے ساتھ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل منقول ہے۔ ❸

1566 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً بَيْنَ يَدِي، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالُوا: الْغُمَيْصَاءُ بِنْتُ مِلْحَانَ)) . ❹

میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے اپنے آگے چلنے کی آہٹ سنائی دی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ فرشتوں نے بتلایا کہ یہ غمیصاء بنت ملحان ہے۔

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاری: ٦/ ٤٧٠۔ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٨٦۔ سنن الترمذی: ٥/ ٧٠٢۔ السنن الكبرىٰ للنسائی: ٧/ ٣٥٩

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاری: ١١/ ١٤٤۔ صحيح مسلم: ٤/ ١٩٢٨۔ مسند أحمد: ٦/ ٤٣٠۔ سنن الترمذی: ٥/ ٦٨٢

❸ إسناده صحيح . ❹ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٤/ ١٩٠٨۔ مسند أحمد: ٣/ ١٠٦

1567 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَرْمِي بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ خَلْفِهِ يَنْظُرُ إِلَى مَوَاقِعِ نَبْلِهِ قَالَ: فَيَتَطَاوَلُ أَبُو طَلْحَةَ بِصَدْرِهِ يَقِي بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ . ❶

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تیراندازی کر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے سے سر اُٹھاتے اور دیکھتے کہ تیر کہاں جا کر گرا ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنا سینہ تان کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپانے کے لیے گردن لمبی کر لیتے اور آپ کا بچاؤ کرتے، اور کہتے: اے اللہ کے رسول! میرا سینہ آپ کے سینے کے آگے موجود رہے گا۔

1568 ۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ خَشْفَةً بَيْنَ يَدَيْ فَإِذَا هِيَ الْغُمَيْصَاءُ ابْنَةُ مِلْحَانَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ)) . ❷

میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے اپنے آگے چلنے کی آہٹ سنائی دی، دیکھا تو وہ انس بن مالک کی والدہ غمیصاء بنت ملحان تھی۔

1569 ۔ ابواسحاق العبادی فرماتے ہیں:

الْغُمَيْصَاءُ هِيَ أُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ ، وَهِيَ أُخْتُ أُمِّ سُلَيْمٍ ، وَتَزَوَّجَهَا عُبَادَةُ يُرِيدُ أُمَّ حَرَامٍ

غمیصاء سے مراد اُمِ حرام بنت ملحان ہے اور یہ اُمِ سُلیم رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں، ان سے عبادہ نے شادی کی تھی۔

1570 ۔ اسماعیل بن ابوخالد سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ قَالَ لِرَجُلٍ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَحْمَسَ . قَالَ: مَا حَيٌّ بَعْدَ قُرَيْشٍ ، وَالْأَنْصَارِ ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَكُونَ مِنْهُمْ مِنْ أَحْمَسَ . ❸

انہوں نے ایک آدمی سے پوچھا: تیرا کس قبیلے سے تعلق ہے؟ اس نے کہا: احمس سے۔ تو انہوں نے فرمایا: قریش اور انصار کے بعد احمس سے بڑھ کر کوئی قبیلہ ایسا نہیں ہے کہ جس کے متعلق مجھے یہ پسند ہو کہ میں ان میں سے ہوں۔

1571 ۔ شعبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ سَعْدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ بَنِي نَاجِيَةَ ، فَقَالَ: هُمْ مِنَّا ، وَقَالَ سَعْدٌ: يَرْوُونَ ، وَقَالَ حَجَّاجٌ: يُرْوَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((هُمْ حَيٌّ مِنِّي)) . قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسَبُهُ قَالَ: ((وَأَنَا مِنْهُمْ)) قَالَ: وَأَهْدَوْا إِلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رِحَالًا عِلَافِيَّةً قَالَ حَجَّاجٌ: عِلَافِيَّةً . ❹

میں نے سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے بنو ناجیہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: وہ ہم میں سے ہیں۔ اور سعدؒ نے

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٩٣۔ صحيح مسلم: ٣/ ١٤٤٣۔ مسند أحمد: ٣/ ٢٦٥

❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٥٦٦ ❸ إسناده ضعيف .

❹ [قول إبراهيم صحيح إسناده إليه] مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٥٠

بیان کیا کہ وہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: اس قبیلے کے لوگ مجھ سے ہیں۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں ان میں سے ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو علافی کجاوہ تحفہ دیا تھا۔

1572 ۔ طارق بن شہاب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ تْ بُنَانَةُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالُوا: نَحْنُ مِنْكَ وَأَنْتَ مِنَّا ، فَقَالَ: مَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِنْ آبَائِي يَذْكُرُ ذَالِكَ . ❶

بنانہ قبیلے کے لوگ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: ہم آپ سے ہیں اور آپ ہم سے۔ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے آباء واجداد میں سے کسی کو بھی یہ بات بیان کرتے نہیں سنا۔

1573 ۔ عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَذْبَحُ الشَّاةَ ، فَيَتَتَبَّعُ بِهَا صَدَائِقَ خَدِيجَةَ . ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بکری ذبح کیا کرتے تھے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھی اس کا گوشت بھیجتے۔

1574 ۔ عروہ بیان کرتے ہیں کہ جب اُم المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أُرِيتُ لِخَدِيجَةَ بَيْتًا مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ ، وَلَا نَصَبَ)) . ❸

مجھے (جنت میں) خدیجہ کا موتیوں سے بنا گھر دکھایا گیا، جس میں نہ کسی قسم کا شور وغل تھا اور نہ کوئی تکلیف تھی۔

1575 ۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ بِأَرْبَعٍ: مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ ، وَفَاطِمَةُ ابْنَةُ مُحَمَّدٍ ، وَخَدِيجَةُ ابْنَةُ خُوَيْلِدٍ)) . ❹

سارے جہان کی عورتوں سے تجھے (فضیلت کے لحاظ سے) چار عورتیں ہی کافی ہیں: مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ، فاطمہ بنت محمد اور خدیجہ بنت خویلد۔

1576 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا میں تمہیں یہ بشارت نہ سناؤں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((سَيِّدَاتُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَرْبَعٌ: مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ ، وَفَاطِمَةُ ابْنَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ، وَخَدِيجَةُ ابْنَةُ خُوَيْلِدٍ ، وَآسِيَةُ ابْنَةُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ)) . ❺

جنتی عورتوں کی سردار یہ چار خواتین ہوں گی: مریم بنت عمران، فاطمہ بنت رسول اللہ، خدیجہ بنت خویلد اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم۔

1577 ۔ سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ إسناده ضعيف . ❷ مرسل ورجاله ثقات .

❸ مرسل ورجاله ثقات . ❹ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٣٢٥

❺ [إسناده منقطع والحديث صحيح] مضى برقم: ١٣٣٦

بَشَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ، مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ، وَلَا نَصَبَ. ❶

رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہ کو جنت میں ایک ایسے گھر کی بشارت دی جو موتیوں سے بنا ہوا ہوگا، جس میں نہ کسی قسم کا شور وغل ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

1578 ۔ عروہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے سیدہ خدیجہ بنت خویلد کے خادم نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے سنا:

((أَيْ خَدِيجَةُ وَاللّٰهِ لَا أَعْبُدُ اللَّاتَ أَبَدًا، وَاللّٰهِ لَا أَعْبُدُ الْعُزَّى أَبَدًا)) قَالَ: فَتَقُولُ خَدِيجَةُ: خَلِّ الْعُزَّى، قَالَ: كَانَتْ صَنَمَهُمُ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَ ثُمَّ يَضْطَجِعُونَ. ❷

اے خدیجہ! اللہ کی قسم! نہ تو میں نے کبھی لات کی عبادت کی اور نہ ہی کبھی عُزّیٰ کو پوجا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: عُزّیٰ کو چھوڑیے۔ راوی کہتے ہیں: یہ ان لوگوں کا معبود تھا جو اس کی پرستش کیا کرتے، پھر لیٹ کر سو جاتے۔

1579 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ)). ❸

عورتوں میں سے بہترین مریم بنت عمران ہیں اور (اسی طرح) عورتوں میں سے بہترین خدیجہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔

1580 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا)). ❹

عورتوں میں سے بہترین خدیجہ (رضی اللہ عنہا) ہیں اور (اسی طرح) عورتوں میں سے بہترین مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا ہیں۔

1581 ۔ اسماعیل بن ابو خالد بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ خَدِيجَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا لَغْوَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ. ❺

میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں، آپ ﷺ نے انہیں جنت میں ایسے گھر کی بشارت دی تھی جو موتیوں سے بنا ہوگا اور اس میں کوئی فضول گوئی اور شور وغل نہیں ہوگا۔

1582 ۔ سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَشَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ، وَلَا نَصَبَ. ❻

رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہ کو جنت میں ایک ایسے گھر کی بشارت دی جو موتیوں سے بنا ہوا ہوگا، جس میں نہ کسی قسم کا شور وغل ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

---

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٤/ ٣٥٦ ❷ إسناده صحيح.

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٣٣ - صحيح مسلم: ٤/ ١٨٨٦ - مسند أحمد: ١/ ١٤٣ - السنن الكبرىٰ للنسائي: ٧/ ٣٩٥

❹ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٣٢ ❺ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٣٥٥

❻ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٥٧٧

1583 ۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا)). ❶

عورتوں میں سے بہترین مریم بنت عمران ہیں اور (اسی طرح) عورتوں میں سے بہترین خدیجہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔

1584 ۔ ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل روایت منقول ہے۔ ❷

1585 ۔ عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أُمِرْتُ أَنْ أُبَشِّرَ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ، وَلَا نَصَبَ)). ❸

مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ) حکم دیا گیا کہ میں خدیجہ کو جنت موتیوں سے بنے گھر کی بشارت دوں، جس میں نہ کسی قسم کا شور وغل ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

1586 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أُمِرْتُ أَنْ أُبَشِّرَ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ، وَلَا نَصَبَ)). ❹

مجھ کو یہ حکم دیا گیا کہ میں خدیجہ کو جنت میں ایک ایسے گھر کی خوشخبری سناؤں جو موتیوں سے بنا ہوگا، جس میں نہ کسی قسم کا شور وغل ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

1587 ۔ ابوعبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِأَبِي: إِنَّ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَطْعُنُ عَلَى عَامِرِ بْنِ صَالِحٍ هٰذَا، قَالَ: يَقُولُ مَاذَا؟ قُلْتُ: رَآهُ يَسْمَعُ مِنْ حَجَّاجٍ، قَالَ: قَدْ رَأَيْتُ أَنَا حَجَّاجًا يَسْمَعُ مِنْ هُشَيْمٍ وَهٰذَا عَيْبٌ يَسْمَعُ الرَّجُلُ مِمَّنْ هُوَ أَصْغَرُ مِنْهُ وَأَكْبَرُ. ❺

میں نے اپنے والد سے کہا: یحییٰ بن معین رحمہ اللہ عامر بن صالح پر عیب لگاتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا: وہ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا: انہوں نے اسے حجاج سے سماع کرتے دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا: یقیناً میں نے حجاج کو ہشیم سے سماع کرتے دیکھا ہے اور یہ بہت بڑا عیب ہے کہ حجاج اس راوی سے سنے جو اس سے عمر میں چھوٹا یا بڑا ہے۔

1588 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَى جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هٰذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْكَ وَمَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا عَزَّ وَجَلَّ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ، وَلَا نَصَبَ. ❻

جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس خدیجہ آرہی ہیں اور ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن ہے، یا کھانے پینے کی کوئی چیز ہے، جب وہ آپ کے پاس آجائیں تو انہیں

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٨٤۔المستدرك للحاكم: ٣/ ١٨٤

❷ [إسناده صحيح] مكرر برقم: ١٥٧٩

❸ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٨٥

❹ [إسناده ضعيف جدًا] أيضًا

❺ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٨٥

❻ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٢٣١۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٨٥

اُن کے پروردگار کی طرف سے سلام کہیے گا، اور انہیں جنت میں بنے ایک ایسے گھر کی بشارت دیجیے گا جو موتیوں سے بنایا گیا ہے، جس میں نہ کسی قسم کا شور وغل ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

1589 ـ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

مَا غِرْتُ عَلٰی امْرَأَةٍ، مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِيجَةَ، وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي - تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِثَلَاثِ سِنِينَ لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِي فِي خَلَائِلِهَا مِنْهَا. ❶

مجھے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں ہوا جس قدر مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک ہوا، حالانکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجھ سے شادی کرنے سے تین سال قبل وفات پا گئی تھیں، لیکن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا کثرت سے تذکرہ سنتی رہتی تھی (اس لیے مجھے رشک ہوتا تھا) اور یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے آپ کو حکم دیا تھا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں بنے ایسے گھر کی بشارت دے دیں جو موتیوں سے بنایا گیا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح کیا کرتے تھے تو اس سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھی (گوشت) بھیجتے تھے۔

1590 ـ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ وَخَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ)). ❷

عورتوں میں سے بہترین خدیجہ ہیں اور (اسی طرح) عورتوں میں سے بہترین مریم ہیں۔ ان دونوں پر سلامتی ہو۔

1591 ـ عبداللہ بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أُمِرْتُ أَنْ أُبَشِّرَ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ، وَلَا نَصَبَ)). ❸

مجھ کو یہ حکم دیا گیا کہ میں خدیجہ کو جنت میں ایک ایسے گھر کی خوشخبری سناؤں جو موتیوں سے بنا ہوگا، جس میں نہ کسی قسم کا شور وغل ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

1592 ـ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا غِرْتُ عَلٰی امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِيجَةَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ، وَلَا نَصَبَ. ❹

مجھے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں ہوا جس قدر مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک ہوا، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا کثرت سے تذکرہ کرتے دیکھا ہے، اور یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے آپ کو حکم دیا تھا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں بنے ایسے گھر کی بشارت دے دیں جو موتیوں سے بنایا گیا ہے، جس میں نہ کسی قسم کا شور وغل ہوگا

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٣٣ـ مسند أحمد: ٦/ ٢٠٢ـ سنن الترمذي: ٥/ ٧٠٢ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٨٦

❷ [إسناده صحيح] تاريخ بغداد للخطيب: ٦/ ٣٣٤

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٢٠٥ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٢٣

❹ [إسناده ضعيف جدًا] المستدرك للحاكم: ٣/ ١٨٦

اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

1593۔ سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَشَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ ، لَا صَخَبَ فِيهِ ، وَلَا نَصَبَ . ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک ایسے گھر کی بشارت دی جو موتیوں سے بنا ہوا ہوگا، جس میں نہ کسی قسم کا شور وغل ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

1594۔ ایک اور سند کے ساتھ اسی کے مثل روایت مروی ہے۔ ❷

1595۔ سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَشِّرْ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ ، لَا صَخَبَ فِيهِ ، وَلَا نَصَبَ)) . ❸

خدیجہ کو جنت میں ایک ایسے گھر کی بشارت سنا دو جو موتیوں سے بنا ہوگا، جس میں نہ کسی قسم کا شور وغل ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

❶ [إسناده حسن والحديث صحيح] مضى برقم: ١٥٨١ ❷ إسناده ضعيف جدًا.

❸ إسناده ضعيف جدًا.

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فضائل

1596 ۔ ابولیلیٰ الکندی بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ خَبَّابٌ إِلَى عُمَرَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: ادْنُ فَمَا أَحَدٌ أَحَقُّ بِهٰذَا الْمَجْلِسِ مِنْكَ إِلَّا عَمَّارٌ. قَالَ: فَجَعَلَ خَبَّابٌ يُرِيهِ آثَارًا فِي ظَهْرِهِ مِمَّا عَذَّبَهُ الْمُشْرِكُونَ. ❶

خباب رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: قریب ہوکر بیٹھ جاؤ، اس جگہ بیٹھنے کا حق آپ سے زیادہ کسی کو نہیں، سوائے عمار رضی اللہ عنہ کے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر خباب رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی پُشت پر پڑے وہ نشانات دکھانے لگ گئے جو مشرکین نے انہیں سزائیں دی تھیں۔

1597 ۔ امام ہزیل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ عَمَّارًا وَقَعَ عَلَيْهِ حَائِطٌ فَمَاتَ قَالَ: ((مَا مَاتَ عَمَّارٌ)). ❷

ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: عمار رضی اللہ عنہ پر دیوار گر گئی ہے جس کے باعث ان کی وفات ہوگئی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: عمار فوت نہیں ہوا۔

1598 ۔ امام مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا لَهُمْ وَلِعَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ، وَذَاكَ دَأْبُ الْأَشْقِيَاءِ الْفُجَّارِ))❸

ان لوگوں کو عمار سے کیا نسبت ہے کہ عمار تو انہیں جنت کی طرف بلائے گا اور یہ اسے جہنم کی طرف بلائیں گے، بدبختوں اور فاجروں کی یہی خصلت ہوتی ہے۔

توضیح :...... نبی ﷺ نے یہ جنگِ صفین کی پیشین گوئی فرمائی تھی، جس میں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں تھے اور اسی سن ۳۵ھ میں ۹۳ سال کی عمر میں وہیں ان کی شہادت ہوئی تھی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان بعض اختلافات پیدا ہو گئے تھے، جن کی وجہ سے بعض مفسدین کی ریشہ دوانیوں سے جنگ وجدل تک نوبت پہنچ گئی۔ یہ محض اجتہادی اختلاف تھا۔ اس بنا پر کسی بھی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی صحابی کے حق میں زبان درازی کرے۔ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اور وہی ان کا بہتر فیصلہ فرمائے گا۔

1599 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ عَمَّارٌ فَاسْتَأْذَنَ، فَقَالَ: ((ائْذَنُوا لَهُ،

---

❶ [إسناده صحيح] حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ٣٥٩۔ سير أعلام النبلاء للذهبي: ٣/ ١٧٧

❷ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٢٥٤

❸ [إسناده ضعيف ورجاله ثقات] كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: ١١/ ٧٢٤

مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ)) . ❶

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ عمار رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے (داخلے کی) اجازت طلب کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو اجازت دے دو، اس پاکباز اور پاک کیے ہوئے کو خوش آمدید۔

1600 ۔ سیدنا عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَمَّارٌ مُلِيءَ إِيمَانًا إِلَى مُشَاشِهِ)) . ❷

عمار سرتا پا ایمان سے معمور ہے۔

1601 ۔ عبداللہ بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ رَجُلَانِ قَدْ خَرَجَا مِنَ الْحَمَّامِ مُتَزَلِّقِينَ ، مُتَدَهِّنِينَ إِلَى عَلِيٍّ ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمَا؟ قَالَا: نَحْنُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ ، فَقَالَ: عَلِيٌّ: الْمُهَاجِرُ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ . ❸

دو آدمی حمام سے نکل کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف آئے، وہ دونوں خوب سجے سنورے ہوئے اور تیل لگائے ہوئے تھے، آپ نے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: ہم مہاجرین میں سے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مہاجر تو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہیں۔

1602 ۔ امام مجاہد رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿مَا لَنَا لَا نَرَىٰ رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُم مِّنَ الْأَشْرَارِ ۝﴾ [ص:٦٢] ''ہمیں کیا ہوگیا ہے کہ ہمیں وہ لوگ دِکھائی نہیں دے رہے جنہیں ہم (دنیا میں) برے لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے؟'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

يَقُولُ أَبُو جَهْلٍ فِي النَّارِ: أَيْنَ عَمَّارٌ أَيْنَ بِلَالٌ؟ ❹

جہنم میں ابوجہل کہے گا: عمار کہاں ہے؟ بلال کہاں ہے؟

توضیح:...... یعنی ابوجہل جہنم میں کہے گا کہ عمار اور بلال دنیا میں ہم سے حسب ونسب، رُتبہ و مقام اور مال ودولت میں ہم سے کہیں نیچے تھے اور ہم تو انہیں برے لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے، لیکن کیا بات ہے کہ آج وہ ہمیں یہاں دِکھائی نہیں دے رہے؟ یعنی اس کا زُعمِ باطل ہوگا کہ جب ہم اتنے اعلیٰ حسب ونسب رکھنے والے بھی جہنم میں ہیں تو وہ یہاں کیوں نہیں ہیں؟ اس بدبخت کو کیا معلوم کہ وہ تو ان اصحابِ ذی سعادت میں سے ہیں جن پر ان کے پروردگار نے اپنی رضامندی لکھ دی ہے اور انہیں جنت کے عالی ترین محلات میں فروکش فرمایا ہے۔

1603 ۔ ابواسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

مُلِيءَ مِنْ كَعْبَيْهِ إِلَى قَرْنِهِ إِيمَانًا . ❺

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٩٩۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٦٨۔ سنن ابن ماجه: ١/ ٥٢۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٨٨۔ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٥٢

❷ [مرسل ورجاله ثقات] المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٩٢۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ١٣٩

❸ [إسناده صحيح] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٩٢

❹ [إسناده ضعيف] تفسير ابن جرير الطبري: ٢٣/ ١١٦۔ الدر المنثور للسيوطي: ٥/ ٣١٩

❺ [إسناده صحيح] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٩٥

آپ اپنی ایڑھیوں سے لے کر سر کی چوٹی تک ایمان سے بھرے ہوئے ہیں۔

1604۔ اشتر بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ بَيْنَ عَمَّارٍ، وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ كَلَامٌ فَشَكَاهُ عَمَّارٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ مَنْ يُعَادِ عَمَّارًا يُعَادِهِ اللّٰهُ، وَمَنْ يُبْغِضْهُ يُبْغِضْهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسُبَّهُ يَسُبَّهُ اللّٰهُ)). ❶

سیدنا عمار اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ بحث وتکرار ہوگئی تو عمار رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً جس نے عمار سے دشمنی رکھی اس سے اللہ دشمنی رکھے گا، جس نے اس سے نفرت کی اس سے اللہ نفرت کرے گا اور جس نے اس کو برا بھلا کہا اس کو اللہ برا بھلا کہے گا۔

1605۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمار رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الطَّيِّبُ الْمُطَيَّبُ ائْذَنْ لَهُ)). ❷

(یہ) پاکباز اور پاک کیا ہوا (ہے)، اس کو اجازت دے دو۔

1606۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَا كُنَّا نَرَى أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَاتَ وَهُوَ يُحِبُّ رَجُلًا فَيُدْخِلُهُ اللّٰهُ النَّارَ، فَقِيلَ لَهُ: قَدْ كَانَ يَسْتَعْمِلُكَ، فَقَالَ: اللّٰهُ أَعْلَمُ أَحُبًّا أَمْ تَأَلُّفًا وَلٰكِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ رَجُلًا، فَقَالُوا: مَنْ هُوَ؟ قَالَ: عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، قِيلَ لَهُ: ذَاكَ قَتِيلُكُمْ يَوْمَ صِفِّينَ، قَالَ: قَدْ وَاللّٰهِ قَتَلْنَاهُ. ❸

ہماری رائے میں ایسا بالکل نہیں ہوسکتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا دمِ وفات کسی آدمی سے محبت کرتے رہے ہوں اور اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل کر دے۔ ان سے پوچھا گیا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ اعزاز بخشا تھا؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو ہی بہ خوبی علم ہے کہ آپ کو میرے ساتھ محبت تھی یا اُلفت تھی، البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص سے محبت کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کون (سعادت مند) تھے؟ انہوں نے فرمایا: عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔ وہ تو جنگِ صفین کے روز آپ لوگوں کے ہاتھوں شہید ہوگئے تھے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! یقیناً ہم نے ہی انہیں شہید کیا ہے۔

❶ [مرسل إسناده صحيح ورجاله ثقات] مسند أحمد: ٤/ ٩٠۔ مسند أبى داود الطيالسى: ٢/ ١٥٢۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٨٩

❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٥٩٩

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٤/ ١٩٩۔ السنن الكبرىٰ للنسائى: ٧٨/ ١٥٢۔ سير أعلام النبلاء للذهبى: ٣/ ١٧٥

اہل یمن کے فضائل

1607 ۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی جانب سے تشریف لائے تو فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ))، وَاطَّلَعَ مِنْ قِبَلِ كَذَا، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا)). ❶

اے اللہ! ان کے دِلوں کو (دین کی طرف) متوجہ کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف سے جھانک کر فرمایا: اے اللہ! ان کے دِلوں کو (دین کی طرف) متوجہ کر دے اور ہمارے صاع اور مُد میں برکت فرما۔

توضیح:...... مُد اور صاع عرب کے دو پیمانے تھے۔ مُد کی مقدار فقہائے شافعیہ و مالکیہ کے نزدیک آدھا پیالہ اور اہل حجاز کے ہاں ایک رِطل اور ثُلث رِطل ہے، ایک رِطل ۶۴ تولے اور ڈیڑھ ماشے کا ہوتا ہے یعنی ۳۹۸ گرام اور ۳۴ ملی گرام۔ صاع کی مقدار اہلِ حجاز کے نزدیک تقریباً ۲۱۲۴ گرام اور تقریباً ۱۸۱ ملی گرام ہے جبکہ مالکیہ و شافعیہ کے نزدیک ایک صاع دو پیالے کے برابر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

1608 ۔ سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے یمن کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا:

((الْإِيمَانُ هٰهُنَا، الْإِيمَانُ هٰهُنَا، وَإِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ، حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِي رَبِيعَةَ، وَمُضَرَ)). ❷

ایمان اس علاقے میں ہے، ایمان اس علاقے میں ہے، یقیناً سختی اور سنگدلی ان کاشتکاروں میں ہے جو اونٹوں کے پیچھے آوازیں بلند کرنے والے ہیں جہاں شیطان کے دو سینگ نکلتے ہیں، یعنی ربیعہ اور مضر قبیلوں میں۔

1609 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً، الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْفِقْهُ يَمَانٍ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ)). ❸

تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں، ان کے دِلوں کے پردے بہت باریک ہوتے ہیں، ایمان یمن والوں کا (اچھا) ہے، سمجھ بوجھ بھی یمن والوں میں ہے اور حکمت بھی یمنیوں کی (اچھی) ہے۔

1610 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

((الْإِيمَانُ يَمَانٍ، الْإِيمَانُ يَمَانٍ، الْإِيمَانُ يَمَانٍ، رَأْسُ الْكُفْرِ الْمَشْرِقُ، وَالْكِبْرُ وَالْفَخْرُ فِي

❶ [رجال الإسناد ثقات] مسند أحمد: ٥/ ١٨٥ ـ سنن الترمذی: ٥/ ٧٢٦ ـ المعجم الكبير للطبرانی: ٥/ ١٢٤ ـ مسند البزار: ٢/ ٥١

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاری: ٨/ ٩٨ ـ صحيح مسلم: ١/ ٧١ ـ مسند أحمد: ٤/ ١١٨ ـ مسند أبی عوانة: ١/ ٥٨

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاری: ٨/ ٩٨ ـ صحيح مسلم: ١/ ٧١ ـ سنن الترمذی: ٥/ ٧٢٦ ـ مسند أحمد: ٢/ ٢٣٥

الْفَدَّادِينَ أَصْحَابِ الْوَبَرِ)).

ایمان؛ یمن والوں کا ہے، ایمان؛ یمن والوں کا ہے، ایمان؛ یمن والوں کا ہے، کفر کا سر امشرق میں ہے، تکبر اور فخر ان کاشتکاروں میں ہے جو اونچی آواز میں چلاتے ہیں۔

1611۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((غِلَظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي أَهْلِ الْمَشْرِقِ، وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ)). ❷

دِلوں کی سختی اور بے وفائی اہلِ مشرق میں ہے اور ایمان اہلِ حجاز میں ہے۔

1612۔ قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِي أَصْحَابِهِ يَوْمًا فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْجِ أَصْحَابَ السَّفِينَةِ))، ثُمَّ مَكَثَ سَاعَةً فَقَالَ: ((قَدِ اسْتَمَرَّتْ))، فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ: ((قَدْ جَاءُوا يَقُودُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ)) وَالَّذِينَ كَانُوا فِي السَّفِينَةِ الْأَشْعَرِيُّونَ كَانُوا أَرْبَعِينَ رَجُلًا، وَالَّذِي قَادَهُمْ عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ الْخُزَاعِيُّ. ❸

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! کشتی والوں کو پار لگا دے۔ پھر آپ نے کچھ دیر ٹھہر کر فرمایا: اب کشتی چل پڑی ہے۔ پھر جب وہ لوگ مدینہ کے قریب آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آ گئے ہیں، ان کی قیادت ایک نیک آدمی کر رہا تھا۔ جو لوگ کشتی میں سوار تھے وہ اشعری تھے، ان کی تعداد چالیس تھی اور جو صاحب ان کی قیادت کر رہے تھے وہ عمرو بن حمق الخزاعی تھے۔

1613۔ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ إِذْ قَالَ: ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ، كَأَنَّهُمُ السَّحَابُ، هُمْ خِيَارُ مَنْ فِي الْأَرْضِ))، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَلَا نَحْنُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَسَكَتَ قَالَ: وَلَا نَحْنُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَسَكَتَ قَالَ: وَلَا نَحْنُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: فِي الثَّالِثَةِ كَلِمَةٌ ضَعِيفَةٌ: ((إِلَّا أَنْتُمْ)). ❹

اس دوران کہ ہم مکہ مکرمہ کی ایک گزرگاہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا: تمہارے پاس یمن والے آئیں گے، وہ گویا بادلوں کے مانند ہوں گے، وہ زمین میں بسنے والے بہترین لوگ ہیں۔ ایک انصاری شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم بہترین نہیں ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار کیے رکھی۔ اس نے دوبارہ پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم بہترین نہیں ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر خاموش رہے۔ اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم بہترین نہیں ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ کمزور سا جواب دیا تھا کہ ہاں تم بھی ہو۔

---

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٤٢٥
❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ٣٣٤
❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١١/ ٥٤
❹ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ١/ ٢٧٢۔ مسند أحمد: ٤/ ٨٤۔ كنز العمال: ١٢/ ٥٠۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٥٤

1614۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((أَهْلُ الْيَمَنِ أَرَقُّ قُلُوبًا، وَأَلْيَنُ أَفْئِدَةً، وَأَبْخَعُ طَاعَةً)). ❶

اہل یمن دل کے بڑے نرم، دل کے پردوں کے باریک اور فرمانبرداری میں پیش پیش ہوتے ہیں۔

توضیح:...... دل نرم اور دل کے پردے باریک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں خدا کا خوف اور تواضع ہے، یہ نصیحت سننے کے خواہشمند رہتے ہیں اور اسے قبول کرنے پر جلد تیار ہو جاتے ہیں، اللہ کی یاد میں رو پڑتے ہیں اور اس کے عذاب سے بہت ڈرتے رہتے ہیں۔

1615۔ علی بن رباح اللخمی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ مَثَلَ الْأَشْعَرِيِّينَ فِي النَّاسِ كَصِرَارِ الْمِسْكِ)). ❷

لوگوں میں اشعریوں کی مثال کستوری کی تھیلی جیسی ہے۔

1616۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبَأٍ مَا هُوَ أَرَجُلٌ أَمِ امْرَأَةٌ أَمْ أَرْضٌ؟ فَقَالَ: ((لَا بَلْ هُوَ رَجُلٌ وَلَدَ عَشَرَةً فَسَكَنَ الْيَمَنَ مِنْهُمْ سِتَّةٌ، وَبِالشَّامِ مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ، فَأَمَّا الْيَمَانُونَ فَمَذْحِجٌ، وَكِنْدَةُ، وَالْأَزْدُ، وَالْأَشْعَرُونَ، وَأَنْمَارٌ، وَحِمْيَرُ غَيْرُ مَاكلها. وَأَمَّا الشَّامِيَّةُ فَلَخْمٌ، وَجُذَامٌ، وَعَامِلَةُ، وَغَسَّانُ)). ❸

ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سبا کے بارے میں پوچھا کہ وہ آدمی تھا، عورت تھی یا کوئی علاقہ تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ آدمی تھا، اس کے دس بچے تھے جن میں سے چھ نے یمن میں رہائش اختیار کی اور چار نے شام میں سکونت اختیار کی۔ جو یمن میں آباد ہوئے وہ یہ ہیں: مذحج، کندہ، ازد، اشعری، انمار اور حمیر۔ اور جو شام میں آباد ہوئے وہ یہ ہیں: لخم، جذام، عاملہ اور غسان۔

1617۔ ابو ہمام شعبانی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے خثعم قبیلے کے ایک صحابی نے بیان کیا:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَوَقَفَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، وَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَعْطَانِي اللَّيْلَةَ الْكَنْزَيْنِ كَنْزَ فَارِسَ وَالرُّومِ وَأَمَدَّنِي بِالْمُلُوكِ مُلُوكِ حِمْيَرَ وَلَا مُلْكَ إِلَّا لِلّٰهِ، يَأْتُونَ فَيَأْخُذُونَ مَالَ اللّٰهِ، وَيُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ))، قَالَهَا ثَلَاثًا. ❹

ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ایک رات آپ کھڑے ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے پاس جمع ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ عزوجل نے اس رات مجھے دو خزانے عطا فرمائے ہیں: فارس

---

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٤/ ١٥٤ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٥٥

❷ [ضعيف لإرساله ورجاله ثقات] الطبقات لابن سعد: ١/ ٣٤٨

❸ [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ٥/ ٣٦١ ـ سنن أبي داود: ٤/ ٣٤ ـ المستدرك للحاكم: ٢/ ٤٢٣ ـ الدر المنثور للسيوطي: ٥/ ٢٣١

❹ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٥/ ٢٧٢ ـ مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٤٨ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٥٦

اور رُوم کا خزانہ اور اللہ تعالیٰ نے حمیر کے بادشاہوں کے ذریعے میری مدد فرمائی، درحقیقت بادشاہی تو صرف اللہ ہی کی ہے، وہ آئیں گے، اللہ کا مال لیں گے اور راہِ خدا میں قتال کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ بیان فرمائی۔

1618 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ قُلُوبًا، الْإِيمَانُ يَمَانٍ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ، وَالْفِقْهُ يَمَانٍ)). ❶

تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں، ان کے دِل بہت نرم ہوتے ہیں، ایمان یمن والوں کا (اچھا) ہے، سمجھ بوجھ بھی یمن والوں میں ہے اور حکمت بھی یمنیوں کی (اچھی) ہے۔

1619 ۔ سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْإِيمَانُ يَمَانٍ، إِلَى هٰهُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ حَتّٰى جُذَامَ ((صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلٰى جُذَامَ)). ❷

ایمان اس طرف کا (یعنی) یمن میں ہے۔ آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے جذام تک اشارہ کیا (اور فرمایا:) اللہ تعالیٰ جذام پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

1620 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَضْعَفُ قُلُوبًا، وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً، الْإِيمَانُ يَمَانٍ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ)). ❸

تمہارے یہاں اہل یمن آئے ہیں، یہ دِل کے بڑے کمزور اور ان کے دِل کے پردے بہت باریک ہوتے ہیں، ایمان بھی یمن کا (اچھا) ہے اور حکمت بھی یمن کی ہی (اچھی) ہے۔

1621 ۔ سیدنا عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے میں جوڑ کر فرمایا:

((الْإِيمَانُ يَمَانٍ، إِلَى حُدُسٍ وَجُذَامَ)). ❹

ایمان یمن میں ہے، حُدس اور جُذام تک۔

1622 ۔ طاؤس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَلْيَنُ قُلُوبًا، وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً، الْإِيمَانُ يَمَانٍ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ)). قَالَ حَنْظَلَةُ: فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا يُعَدُّ الْيَمَنُ؟ قَالَ: الْمَدِينَةُ. ❺

اہل یمن تمہارے پاس آئے ہیں، ان کے دِل بڑے نرم اور ان کے دِلوں کے پردے بہت باریک ہوتے ہیں، ایمان بھی یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔ حنظلہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے ابوعبدالرحمان! یمن میں کس کو شمار کیا جاتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: مدینہ کو۔

1623 ۔ قیس بن ابوحازم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

❶ [إسناده صحيح] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٥٢
❷ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٥٦
❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ٥٠٢
❹ [إسناده مرسل] التاريخ الكبير للبخاري: ٣/ ١٥٦
❺ مرسل ورجاله ثقات'

اَلْإِيمَانُ يَمَانٍ . ❶

ایمان یمن کا ہی (کامل) ہے۔

1624 ۔ سیدنا عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، الْعَنْ أَهْلَ الْيَمَنِ فَإِنَّهُمْ شَدِيدٌ بَأْسُهُمْ، كَثِيرٌ عَدَدُهُمْ، حَصِينَةٌ حُصُونُهُمْ، قَالَ: ((لَا))، ثُمَّ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْجَمِينَ، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا مَرُّوا بِكُمْ يَسُوقُونَ نِسَاءَهُمْ، يَحْمِلُونَ أَبْنَاءَهُمْ عَلَى عَوَاتِقِهِمْ، فَإِنَّهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ)). ❷

ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یمن والوں پر لعنت فرمایئے، کیونکہ ان سے بہت سخت جنگ ہوگئی ہے، ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے اور ان کے قلعے بھی بڑے مضبوط ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عجمیوں پر لعنت کی اور فرمایا: جب یہ تمہارے پاس سے اس حالت میں گزریں کہ اپنی عورتوں کو لے کر جا رہے ہوں اور اپنے بچوں کو کاندھوں پر اٹھا رکھا ہو تو یہ لوگ مجھ سے ہوں گے اور میں ان سے ہوں گا۔

❶ إسناده موقوف صحيح.

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ١٨٤۔مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٩٦

1625 ۔ ابواسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ فِي عَائِشَةَ وَعَابَهَا ، فَقَالَ لَهُ عَمَّارٌ: وَيْحَكَ مَا تُرِيدُ مِنْ حَبِيبَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، مَا تُرِيدُ مِنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّهَا زَوْجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ ، بَيْنَ يَدَيْ عَلِيٍّ وَعَلِيٌّ سَاكِتٌ . ❶

ایک آدمی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازیبا زبان استعمال کی اور ان کی عیب جوئی کی تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! تو رسول اللہ ﷺ کی محبوبہ بیوی سے کیا چاہتا ہے؟ تو اُم المومنین سے کیا چاہتا ہے؟ یقیناً میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ کی یہ زوجہ مطہرہ جنتی ہے۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے یہ بات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان فرمائی اور علی رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔

1626 ۔ یحییٰ بن قیس بن عبس سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں:

لَا يَنْتَقِصُنِي إِنْسَانٌ فِي الدُّنْيَا ، إِلَّا تَبَرَّأْتُ مِنْهُ فِي الْآخِرَةِ . ❷

جو شخص دنیا میں میرا مقام گھٹاتا ہے؛ میں اس سے آخرت میں برأت کا اظہار کروں گی۔

1627 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا:

((هٰذَا جِبْرِيلُ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ)) فَقَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ، تَرٰى مَا لَا نَرٰى . ❸

یہ جبرائیل علیہ السلام تجھے سلام کہہ رہے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواباً کہا: ''وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ'' آپ وہ دیکھتے ہیں جو ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔

1628 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ ، كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى الطَّعَامِ)) . ❹

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عام عورتوں پر اسی طرح فضیلت ہے جیسے ثرید کی عام کھانے پر فضیلت ہے۔

1629 ۔ یحییٰ بن سعید بن عاص بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ سنن الترمذی: ٥/ ٧٠٧۔مسند أحمد: ٤/ ٢٦٥

❷ [لم أجد سعيد بن يحيى والباقون ثقات] المطالب العالية لابن حجر: ٤/ ١٢٩

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٠٦ ـ مسند أحمد: ٦/ ١٥٠ ـ سنن النسائي: ٧/ ٦٩

❹ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٤٧١ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٨٨٧ ـ مسند أحمد: ٦/ ١٥٩ ـ سنن الترمذی: ٥/ ٧٠٦ ـ سنن النسائی: ٧/ ٦٧

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْذَرَ أَبَا بَكْرٍ مِنْ عَائِشَةَ ، وَلَمْ يَخْشَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنَالَهَا أَبُو بَكْرٍ بِالَّذِي نَالَهَا ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَلَطَمَ فِي صَدْرِ عَائِشَةَ ، فَوَجَدَ مِنْ ذَالِكَ النَّبِيُّ ﷺ ، وَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: ((مَا أَنَا بِمُسْتَعْذِرِكَ مِنْهَا بَعْدَ فِعْلَتِكَ هٰذِهِ)) . ❶

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق عذر خواہی (شکوہ و شکایت) کیا اور نبی ﷺ کو قطعاً یہ خدشہ نہیں تھا کہ وہ ان سے اس طرح کا سلوک کریں گے جو انہوں نے کر دیا۔ ہوا یوں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینے پر گھونسا دے مارا۔ نبی ﷺ کو اس کا رنج ہوا اور آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ کے ایسا کرنے کے بعد میں آپ سے کوئی عذر خواہی نہیں کروں گا۔

1630 ۔ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ عِنْدَ الْوَلِيدِ وَكَادَ أَنْ يَتَنَاوَلَ عَائِشَةَ ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَكَانَ أُوتِيَ حِكْمَةً قَالَ: مَنْ هُوَ؟ قُلْتُ: هُوَ أَبُو مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ ، وَسَمِعَ أَهْلَ الشَّامِ كَادُوا يَنَالُونَ مِنْ عَائِشَةَ ، فَقَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَثَلِكُمْ وَمَثَلِ أُمِّكُمْ هٰذِهِ؟ كَمَثَلِ عَيْنَيْنِ فِي رَأْسٍ ، يُؤْذِيَانِ صَاحِبَهُمَا وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُعَاقِبَهُمَا ، إِلَّا بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ لَهُمَا قَالَ: فَسَكَتَ . ❷

میں ولید کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق کوئی نازیبا گفتگو کرنے لگے۔ میں نے ان سے کہا: اے امیر المومنین! کیا میں آپ کو ایک ایسے شامی آدمی کے متعلق نہ بتلاؤں جس کو حکمت و دانائی عطا کی گئی تھی؟ انہوں نے کہا: وہ کون ہے؟ میں نے کہا: ابومسلم الخولانی۔ انہوں نے ایک مرتبہ سنا کہ شامی لوگ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نازیبا زبان استعمال کرنے لگ گئے ہیں تو انہوں نے فرمایا: کیا میں تم کو تمہاری اور تمہاری اس ماں کی مثال نہ بیان کروں؟ یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے ایک سر میں دو آنکھیں ہوں، وہ دونوں اپنے مالک کو تکلیف دے رہی ہوں لیکن وہ بیچارہ ان کو کوئی سزا بھی نہ دے سکتا ہو، البتہ صرف وہی کر سکتا ہو جو ان کے حق میں بہتر ہو۔ یہ سن کر ولید خاموش ہو گئے۔

1631 ۔ عریب بن حُمید بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَلِيٍّ فَوَقَعَ فِي عَائِشَةَ فَقَامَ عَمَّارٌ فَقَالَ: اخْرُجْ مَقْبُوحًا مَنْبُوحًا ، وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَزَوْجَةُ رَسُولِ اللّٰهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ . ❸

ایک آدمی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نامناسب باتیں کیں تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ اُٹھے اور فرمایا: او بدصورت اور بھونکنے والے نکل جا، اللہ کی قسم! وہ دنیا و آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔

1632 ۔ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا آسِيَةُ)) . قَالَ: يَحْيَى: ((امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ ،

❶ [مرسل صحيح] الطبقات لابن سعد: ٨/ ٨١ ❷ إسناده صحيح .

❸ [إسناده حسن صحيح] سنن الترمذي: ٥/ ٧٠٧

وَمَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ ، وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)). ❶

مردوں میں بہت سے درجۂ کمال کو پہنچے لیکن عورتوں میں صرف فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم بنت عمران علیہا السلام نے ہی درجۂ کمال پایا۔ اور بلاشبہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی (دیگر) عورتوں پر اسی طرح فضیلت ہے جس طرح ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔

توضیح:...... درجۂ کمال پر پہنچنے سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی کامل طور پر اطاعت بجالانا، اس کی عبادت کامل طور پر کرنا اور اس کے ولی کامل بننا۔

1633 - سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ فِي الْجَنَّةِ ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ كَفَّيْهَا ، لِيُهَوِّنَ بِذَالِكَ عَلَيَّ عِنْدَ مَوْتِي)). ❷

یقیناً میں نے عائشہ کو جنت میں دیکھا ہے، میں گویا (چشمِ تصور سے) اس کی ہتھیلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں اور یہ بات میری وفات کے وقت اطمینان کا باعث بن جائے گی۔

توضیح:...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی، اس لیے آپ دنیا میں ان کے ساتھ بہترین پیار ومحبت والی گزارنے کے بعد ان کی اُخروی زندگی کے متعلق فکرمند تھے، تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ لیا تو فرمایا کہ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے اور موت کے وقت عائشہ کے متعلق یہ پریشانی نہیں ہو گی کہ وہ جنت میں جائے گی یا نہیں؟

1634 - سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ جِبْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ)) قَالَتْ: وَعَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ أَوْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. ❸

جرائیل علیہ السلام تجھے سلام کہہ رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: ''وعلیہ ورحمۃ اللہ'' یا کہا کہ ''وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ''۔

1635 - ابوسلمہ بن عبدالرحمان سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى مَعْرَفَةِ رَأْسِ فَرَسٍ وَهُوَ يُكَلِّمُ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ قَالَتْ: رَأَيْتُكَ وَاضِعًا يَدَكَ عَلَى مَعْرَفَةِ فَرَسِ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ وَأَنْتَ تُكَلِّمُهُ قَالَ: أَوَ رَأَيْتِيهِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ ، قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيلُ ، وَهُوَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ)) قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ، جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْ صَاحِبٍ وَدَخِيلٍ ، فَنِعْمَ الصَّاحِبُ وَنِعْمَ الدَّخِيلُ . قَالَ سُفْيَانُ: الدَّخِيلُ: الضَّيْفُ . ❹

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک گھوڑے کے سر کے

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٣٤١١ـ صحيح مسلم: ٢٤٣١

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٦/ ١٣٨

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٦٢٨

❹ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٦/ ١٤٦

بالوں کی جگہ پر رکھا ہوا تھا اور دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے گفتگو کر رہے تھے۔ (بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے آپ کو دیکھا تھا کہ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے سر کے بالوں کی جگہ پر رکھا ہوا تھا اور آپ ان سے باتیں کر رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جبرائیل علیہ السلام تھے اور تمہیں سلام کہہ رہے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' اللہ تعالیٰ انہیں صاحب اور دخیل کی جانب سے بہترین جزا عطا فرمائے، صاحب بھی کتنے پیارے ہیں اور دخیل بھی کیا خوب اچھے ہیں۔ سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دخیل سے مراد مہمان ہے۔

1636 ۔ عبداللہ بن عبید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

اِسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَلٰی عَائِشَةَ فِی مَرَضِهَا الَّذِی مَاتَتْ فِيهِ ، فَأَبَتْ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتّٰی أَذِنَتْ لَهُ فَسَمِعَهَا وَهِیَ تَقُولُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ ، قَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَعَاذَكِ مِنَ النَّارِ ، كُنْتِ أَوَّلَ امْرَأَةٍ نَزَلَ عُذْرُهَا مِنَ السَّمَاءِ . ❶

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرض الموت میں ان سے ملاقات کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ وہ مسلسل اجازت مانگتے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے اجازت مرحمت فرما دی۔ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے سنا کہ میں جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتی ہوں۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے اُم المومنین! یقیناً اللہ عزوجل نے آپ کو جہنم سے بچا لیا ہے، آپ پہلی خاتون ہیں جن کی بے گناہی کا ثبوت آسمان سے نازل ہوا ہے۔

1637 ۔ قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ فِی غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ: قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((عَائِشَةُ)) قَالَ: قُلْتُ إِنَّمَا أَقُولُ مِنَ الرِّجَالِ؟ ، قَالَ: ((أَبُوهَا)) . ❷

قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذات السلاسل میں سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ راوی کہتے ہیں کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو تمام لوگوں سے زیادہ کون محبوب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ۔ عمروؓ نے عرض کیا: حضور! میں نے صرف مردوں میں سے پوچھا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ کا باپ (یعنی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)۔

توضیح:...... غزوہ ذات السلاسل سن ۷ ہجری میں ہوا تھا، اس کی کمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ دی تھی، حالانکہ اس غزوے میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی شریک تھے۔ تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے دِل میں یہ

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٤٣٩

❷ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٤/ ١٨٥٦۔ مسند أحمد: ٤/ ٢٠٣۔ سنن الترمذي: ٥/ ٧٠٦۔ سنن ابن ماجه: ٩/ ٣٨۔ السنن الكبرٰى للنسائي: ٨/ ١٥٧۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ١٢

خیال پیدا ہوا کہ ان دونوں اصحاب کے ہوتے ہوئے بھی لشکر کی کمان مجھے سونپی گئی ہے تو شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں، میں ان دونوں سے افضل ہوں گا۔ اسی بنا پر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس غزوے سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا۔

1638 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

((أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ وَرَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ ، فَيَقُولُ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ)) . ❶

مجھے خواب میں تم نظر آئی ہو، تمہیں ایک فرشتہ ریشمی کپڑے کے ایک ٹکڑے میں لپیٹ کر لاتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے: یہ آپ کی بیوی ہیں۔ تو میں تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹاتا ہوں تو وہ تم ہی ہوتی ہو۔ پھر میں کہتا ہوں: اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ ضرور اسے پورا کرے گا۔

1639 ۔ ابن ابی مُلیکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ذکوان سے بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ لِابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ تَمُوتُ وَعِنْدَهَا ابْنُ أَخِيهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، فَقَالَ: هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكِ وَهُوَ مِنْ خَيْرِ بَنِيكِ ، فَقَالَتْ: دَعْنِي مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، وَمِنْ تَزْكِيَتِهِ ، فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: إِنَّهُ قَارِءٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَقِيهٌ فِي دِينِ اللّٰهِ ، فَأْذَنِي لَهُ لِيُسَلِّمَ عَلَيْكِ ، وَلْيُوَدِّعَكِ ، قَالَتْ: فَأْذَنْ لَهُ إِنْ شِئْتَ ، قَالَ: فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ سَلَّمَ وَجَلَسَ ، فَقَالَ: أَبْشِرِي يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَكِ وَبَيْنَ أَنْ يَذْهَبَ عَنْكِ كُلُّ أَذًى وَنَصَبٍ ـ أَوْ قَالَ: وَصَبٍ ـ وَتَلْقَى الْأَحِبَّةَ مُحَمَّدًا وَحِزْبَهُ ، أَوْ قَالَ أَصْحَابَهُ ، إِلَّا أَنَّ يُفَارِقَ رُوحُكِ جَسَدَكِ ، فَقَالَتْ: وَأَيْضًا ، فَقَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ: كُنْتِ أَحَبَّ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ ، وَلَمْ يَكُنْ لِيُحِبَّ إِلَّا طَيِّبًا ، وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بَرَاءَتَكِ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ ، فَلَيْسَ فِي الْأَرْضِ مَسْجِدٌ إِلَّا هُوَ يُتْلٰى فِيهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ ، وَسَقَطَتْ قِلَادَتُكِ لَيْلَةَ الْأَبْوَاءِ فَاحْتَبَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنْزِلِ وَالنَّاسُ مَعَهُ فِي ابْتِغَائِهَا ، أَوْ قَالَ: فِي طَلَبِهَا حَتّٰى أَصْبَحَ الْقَوْمُ مِنْ غَيْرِ مَاءٍ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ [النساء :٤٣] الْآيَةَ . فَكَانَ فِي ذَالِكَ رُخْصَةٌ لِلنَّاسِ عَامَّةً فِي سَبَبِكِ ، فَوَاللّٰهِ إِنَّكِ لَمُبَارَكَةٌ ، فَقَالَتْ: دَعْنِي يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ هٰذَا ، فَوَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ لَوْ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا . ❷

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرض الموت میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے ملاقات کی اجازت چاہی، ان کے پاس ان کے بھتیجے بیٹھے ہوئے تھے، میں نے ان کے بھتیجے سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ملاقات کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ ان کے بھتیجے نے جھک کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو وہ کہنے لگیں کہ رہنے دو (مجھ میں ہمت نہیں ہے)

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ١٢/ ٤٩٩۔ مسند أحمد: ٦/ ١٦١

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٦/ ٣٤٩۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ٨۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ٢/ ٤٥

انہوں نے کہا: اماجان! ابن عباس تو آپ کے بڑے نیک فرزند ہیں، وہ آپ کو سلام کرنا اور رخصت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو اجازت دے دو۔ چنانچہ انہوں نے ان کو اجازت دے دی۔ وہ اندر آئے، سلام عرض کیا اور بیٹھ گئے، پھر کہا: آپ خوش ہو جائیں! کیونکہ آپ کے اور آپ کے دیگر ساتھیوں کے درمیان ملاقات کا صرف اتنا ہی وقت باقی رہ گیا ہے جس میں رُوح جسم سے جدا ہو جائے، آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات میں سب سے زیادہ محبوب رہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی چیز کو محبوب رکھتے تھے جو بہت اچھی ہوتی تھی، لیلۃ الابواء کے موقع پر آپ کا ہار ٹوٹ کر گر پڑا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پڑاؤ کر لیا، پھر جب صبح ہوئی تو مسلمانوں کے پاس پانی نہیں تھا، اللہ نے آپ کی برکت سے پاک مٹی کے ساتھ تیمّم کرنے کا حکم نازل فرما دیا جس میں اس اُمت کے لیے اللہ نے رُخصت عنایت فرما دی۔ آپ کی شان میں تو قرآنِ کریم کی آیات نازل ہو گئی تھیں جو سات آسمانوں کے اوپر سے جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے۔ اب مسلمانوں کی کوئی مسجد ایسی نہیں ہے جہاں پر دِن رات آپ کے عذر کی تلاوت نہ ہوتی ہو۔ یہ باتیں سن کر وہ فرمانے لگیں: اے ابن عباس! اپنی ان تعریفوں کو چھوڑو، اللہ کی قسم! میری تو خواہش ہے کہ میں کوئی بھولی بسری عورت بن چکی ہوتی۔

1640۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنَّمَا سُمِّيتِ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، لِتَسْعَدِي وَإِنَّهُ لَاسْمُكِ قَبْلَ أَنْ تُولَدِي. ❶

آپ کو ''اُم المومنین'' لا لقب اس لیے دِیا گیا تا کہ آپ سعادت وخوش بختی سے ہمکنار ہوں، حالانکہ آپ کا نام تو آپ کی ولادت سے بھی پہلے رکھ دیا گیا تھا۔

1641۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِي حِينَ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ. ❷

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تب آپ میری گود میں تھے۔

1642۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّ دُرْجًا أُتِيَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ وَنَظَرَ إِلَيْهِ أَصْحَابُهُ فَلَمْ يَعْرِفُوا قِيمَتَهُ فَقَالَ: أَتَأْذَنُونَ لِي إِنْ أَبْعَثَ بِهِ إِلَى عَائِشَةَ لِحُبِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا؟ فَقَالُوا: نَعَمْ، فَأُتِيَ بِهِ عَائِشَةَ فَفَتَحَتْهُ وَقِيلَ لَهَا: هٰذَا أَرْسَلَ بِهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَتْ: مَاذَا فُتِحَ عَلَى ابْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ لَا تُبْقِنِي لِعَطِيَّتِهِ لِقَابِلٍ. ❸

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک صندوق آیا۔ آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے اس کو دیکھا لیکن انہیں اس کی قیمت معلوم نہ تھی۔ آپ نے فرمایا: اگر تم مجھے اجازت دو تم میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیج دوں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ چنانچہ (وہ ان کی خدمت میں ارسال کر دیا گیا)

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٢٢٠۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٤٤

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٣/ ٢٥٥۔ صحيح مسلم: ٣/ ١٢٥٧۔ مسند أحمد: ٦/ ٢٧٤

❸ [إسناده حسن] المستدرك للحاكم: ٤/ ٩

جب وہ اسے لے کر آئیں اور اسے کھولا تو انہیں بتلایا گیا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابن خطاب پر کس قدر فتوحات کا دروازہ کھول دیا گیا ہے؟ اے اللہ! تو مجھے آئندہ سال ان کے تحفے کے لیے زندہ مت رکھنا۔

1643 ۔ مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ، كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى الطَّعَامِ)). ❶

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عام عورتوں پر اسی طرح فضیلت ہے جیسے ثرید کی عام کھانے پر فضیلت ہے۔

1644 ۔ ابن ابی مُلیکہ بیان کرتے ہیں کہ:

اِسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَلَى عَائِشَةَ قُبَيْلَ مَوْتِهَا وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ فَقَالَتْ: إِنِّي أَخْشَى أَنْ يُثْنِيَ عَلَيَّ، فَقِيلَ لَهَا: ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ، وَمِنْ وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ، قَالَتْ: ائْذَنُوا لَهُ، فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدِينَكِ يَا أُمَّهْ؟ قَالَتْ: بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ، قَالَ: فَإِنَّكِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ إِنِ اتَّقَيْتِ، زَوْجَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ، فَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ، فَقَالَتْ: دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَثْنَى، وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا. ❷

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے کچھ ہی دیر پہلے ان سے ملاقات کی اجازت طلب کی، اور اس وقت ان پر (موت کا) غلبہ تھا، تو انہوں نے فرمایا: میں اس بات سے ڈرتی ہوں کہ یہ میری تعریفیں کریں گے۔ تو آپ سے کہا گیا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد ہیں اور معزز مسلمانوں میں سے ہیں۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: (ٹھیک ہے) انہیں اجازت دے دو۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (آکر) پوچھا: اے اماں جان! آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر میں اللہ سے ڈرتی ہوں تو خیریت سے ہوں۔ تو ابن عباسؓ نے کہا: ان شاء اللہ، یقیناً اگر آپ اللہ سے ڈرتی ہیں تو خیریت سے ہی رہیں گی۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ زوجہ مطہرہ ہیں کہ آپ کے علاوہ کسی کنواری عورت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح نہیں کیا اور آپ کی بے گناہی کی شہادت تو آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ پھر ان کے بعد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ آئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابن عباس (رضی اللہ عنہما) آئے تو انہوں نے میری تعریف کی، حالانکہ میں چاہتی ہوں کہ (کاش!) میں بھولی بسری کوئی چیز ہوتی۔

توضیح:...... آسمان سے بے گناہی کی شہادت نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب واقعہ اِفک جیسا سانحہ پیش آیا اور منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی پر بہتان و الزام کے چھینٹے پھینکنے کی کوشش کی، جس کی صفائی دینے میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بے بس ہو گئے تھے، تو تب اللہ تعالیٰ نے آسمان سے قرآن نازل فرما کر بتلایا کہ عائشہ فقط "صدیقہ" ہی نہیں بلکہ "طاہرہ" اور "محصنہ" بھی ہے۔

1645 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ، كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى الطَّعَامِ)). ❸

---

❶ [مرسل ورجاله ثقات] مضى برقم: ١٦٢٨

❷ [إسناده صحيح] سير أعلام النبلاء للذهبي: ٣/ ٣٣٠

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٦٢٨

بلاشبہ عائشہ کو عام عورتوں پر ایسے ہی فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کی عام کھانے پر فضیلت ہے۔

1646 ۔ موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ كَانَ أَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ . ❶

میں نے کبھی ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصیح ہو۔

1647 ۔ عریب بن حُمید بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَى عَمَّارٌ يَوْمَ الْجَمَلِ جَمَاعَةً ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالُوا: رَجُلٌ يَسُبُّ عَائِشَةَ وَيَقَعُ فِيهَا ، قَالَ: فَمَشٰى إِلَيْهِ عَمَّارٌ ، فَقَالَ: ((اسْكُتْ مَقْبُوحًا مَنْبُوحًا ، أَتَقَعُ فِي حَبِيبَةِ رَسُولِ اللّٰهِ إِنَّهَا لَزَوْجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ)) . ❷

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے جنگِ جمل کے روز ایک جماعت کو دیکھا تو پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ ایک آدمی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہہ رہا ہے اور ان کی شان میں گستاخی کر رہا ہے۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ اس کی جانب چل پڑے اور فرمایا: او بدصورت اور بھونکنے والے خاموش ہو جا، کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیوی کے متعلق بکواس کر رہا ہے؟ یقیناً وہ جنت میں بھی آپ کی زوجہ ہی ہوں گی۔

1648 ۔ ابووائل بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا بَعَثَ عَلِيٌّ ، عَمَّارًا ، وَالْحَسَنَ ، إِلَى الْكُوفَةِ لِيَسْتَنْفِرَهُمْ ، فَخَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهَا زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاكُمْ لِتَتَّبِعُوهُ أَمْ إِيَّاهَا)) . ❸

جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عمار اور حسن رضی اللہ عنہما کو کوفہ بھیجا، تاکہ وہ ان سے مدد طلب کریں، تو عمار رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا: یقیناً یہ بات میرے علم میں ہے کہ وہ (یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) دنیا و آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہاری آزمائش کی ہے کہ تم اللہ کی اتباع کرتے ہو یا ان کی (یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی)۔

1649 ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي ، وَفِي يَوْمِي وَعَلٰى صَدْرِي ، وَكَانَ آخِرُ مَا أَصَابَ مِنَ الدُّنْيَا رِيقِي ، مَضَغْتُ لَهُ السِّوَاكَ فَنَاوَلْتُهُ إِيَّاهُ . ❹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے گھر میں، میری باری کے دن اور میرے سینے پر وفات ہوئی تھی اور آپ نے دنیا کی جو آخری چیز لی تھی وہ میرا لعاب تھا، کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسواک چبا کر دی تھی۔

1650 ۔ سیدنا عمرو بن عبسہ السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُ يَوْمًا خَيْلًا وَعِنْدَهُ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ بَدْرٍ

---

❶ [إسناده صحيح] سنن الترمذي: ٥/ ٧٠٥۔مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٤٣۔ سير أعلام النبلاء للذهبي: ٣/ ٣٣٥

❷ [إسناده صحيح لغيره] مضى برقم: ١٦٣١

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٠٦۔مسند أحمد: ٤/ ٢٦٥

❹ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٨/ ١٣٨

الْفَزَارِيُّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَا أَفْرَسُ بِالْخَيْلِ مِنْكَ))، فَقَالَ عُيَيْنَةُ: وَأَنَا أَفْرَسُ بِالرِّجَالِ مِنْكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَكَيْفَ؟)) قَالَ: خَيْرُ الرِّجَالِ رِجَالٌ يَحْمِلُونَ سُيُوفَهُمْ عَلَى عَوَاتِقِهِمْ جَاعِلُوا رِمَاحَهُمْ عَلَى مَنَاسِجِ خُيُولِهِمْ لَابِسُوا الْبُرُودَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَذَبْتَ بَلْ خَيْرُ الرِّجَالِ رِجَالُ أَهْلِ الْيَمَنِ، وَالْإِيمَانُ يَمَانٌ إِلَى لَخْمٍ، وَجُذَامَ، وَعَامِلَةَ، وَمَأْكُولُ حِمْيَرَ خَيْرٌ مِنْ آكِلِهَا وَحَضْرَمَوتَ خَيْرٌ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ، وَقَبِيلَةٌ خَيْرٌ مِنْ قَبِيلَةٍ، وَقَبِيلَةٌ شَرٌّ مِنْ قَبِيلَةٍ، وَاللّٰهِ مَا أُبَالِي أَنْ يَهْلِكَ الْحَارِثَانِ كِلَاهُمَا، لَعَنَ اللّٰهُ الْمُلُوكَ الْأَرْبَعَةَ جَمْدَاءَ، وَمُخُوسَا، وَمِشْرَحَا، وَأَبْضَعَةَ، وَأُخْتَهُمُ الْعَمَرَّدَةَ))، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ أَلْعَنَ قُرَيْشًا مَرَّتَيْنِ، فَلَعَنْتُهُمْ، وَأَمَرَنِي أَنْ أُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّيْتُ عَلَيْهِمْ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ لَعَنَ قَبَائِلَ فَسَمَّاهُمْ)) ثُمَّ قَالَ: ((عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ غَيْرَ قَيْسٍ، وَجَعْدَةَ، وَعِصْمَةَ))، ثُمَّ قَالَ: ((لَأَسْلَمُ، وَغِفَارُ، وَمُزَيْنَةُ، وَأَخْلَاطُهُمْ مِنْ جُهَيْنَةَ خَيْرٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ، وَتَمِيمٌ، وَغَطَفَانُ، وَهَوَازِنُ، عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))، ثُمَّ قَالَ: ((شَرُّ قَبِيلَتَيْنِ فِي الْعَرَبِ فَسَمَّاهُمَا وَأَكْثَرُ الْقَبَائِلِ فِي الْجَنَّةِ مِذْحَجٌ)). قَالَ صَفْوَانُ: وَمَأْكُولُ حِمْيَرَ خَيْرٌ مِنْ آكِلِهَا، قَالَ: مَنْ مَضَى خَيْرٌ مِمَّنْ بَقِيَ. [1]

رسول اللہ ﷺ ایک دِن گھوڑوں کا معائنہ کر رہے تھے تو آپ کے پاس عیینہ بن بدر فزاری بھی موجود تھا۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: میں گھوڑوں کے بارے میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ تو عیینہ نے کہا: میں مردوں کے بارے میں آپ سے زیادہ جانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیسے؟ اس نے کہا: بہترین مرد نجد والے ہیں جو اپنی تلواریں اپنے کندھوں پر رکھتے ہیں، اپنے نیزے گھوڑوں کی زینوں پر رکھتے ہیں اور اسلحہ و ہتھیار زیب تن کیے رکھتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جھوٹے ہو، بلکہ بہترین مرد یمن کے ہیں، یمن سے لخم اور جذام تک کے لوگوں کا ایمان بہترین ہے، حمیر کا کھانا اس کو کھانے والے سے بہتر ہے، قبیلہ حضر موت قبیلہ بنو حارث سے بہتر ہے، اللہ کی قسم! مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر قبیلہ حارث کے تمام لوگ بھی تباہ و برباد ہو جائیں، اللہ تعالیٰ نے چار بادشاہوں جمدا، مخوس، وابضعہ اور اس کی بہن عمردۃ پر لعنت کی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا: میں قریش پر لعنت کروں، دو مرتبہ کہا، چنانچہ میں نے ان پر لعنت کی۔ مجھے حکم دیا گیا کہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھاؤں، میں نے دو مرتبہ ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ ﷺ نے پانچ مرتبہ تمیم بن مرہ پر اور سات مرتبہ قبیلہ بکر بن وائل پر لعنت کی، بنو تمیم کے دو قبائل مقاعس اور ملادس پر اللہ کی لعنت کی دعا کی۔ پھر فرمایا: عبد قیس، وجعدہ اور عصمہ یہ نافرمان ہیں۔ نیز فرمایا: قبیلہ غفار، قبیلہ اسلم اور قبیلہ مزنیہ اور ان کے حلیف جو جہنیہ سے ہیں وہ قیامت کے دن قبیلہ بنو اسد، قبیلہ تمیم، قبیلہ غطفان اور قبیلہ ہوازن سے اللہ کے ہاں بہتر ہوں گے۔ اسی طرح فرمایا: قبیلہ نجران اور قبیلہ بنو تغلب عرب کے بدترین قبائل ہیں، قبیلہ مذحج کے اکثر

[1] [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٣٨٧۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ٨١۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٤٣

لوگ جنت میں ہوں گے۔ صفوان نے یہ الفاظ بیان کیے ہیں کہ حمیر کا کھانا اس کو کھانے والے سے بہتر ہے۔ نیز فرمایا: جو لوگ اس دنیا سے جا چکے ہیں وہ ان سے بہتر ہیں جو ابھی زندہ ہیں۔

1651 ۔ خیثمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((أَهْلُ الْيَمَنِ)) . ❶

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے بہتر کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یمن والے۔

1652 ۔ خیثمہ بن عبدالرحمان ہی بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ ((أَهْلُ الْيَمَنِ)) . ❷

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سے بہترین کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یمن والے۔

1653 ۔ قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَى عُمَرُ امْرَأَةً فِي زِيِّهَا فَقَالَ: أَتَرَيْنَ قَرَابَتَكِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا؟ فَذَكَرَتْ ذَاكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهُ لَتَرْجُو شَفَاعَتِي صُدَا وَسَلْهَبُ)) . ❸

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو اس کی اصل ہیئت میں دیکھا تو کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہاری نبی ﷺ کے ساتھ قرابت تمہیں کوئی فائدہ دے سکتی ہے؟ اس عورت نے یہ بات نبی ﷺ سے بیان کی تو آپ نے فرمایا:

1654 ۔ خلاد بن عبدالرحمان اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ عورت (جس کا گزشتہ روایت میں ذِکر ہوا ہے) اُم ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا تھیں۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّـهُ لَتَرْغَبُ فِي شَفَاعَتِي خَاءُ وَحُكْمُ . قَالَ: عَبْدُ الرَّزَّاقِ خَاءُ وَحُكْمُ ، قَبِيلَتَانِ: خَاءُ خَوْلَانَ وَحُكْمُ مُذْحِجٌ . ❹

یقیناً خاء اور حکم میری شفاعت کی رغبت اور شوق رکھتے ہیں۔ عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خاء اور حکم دو قبیلوں کے نام ہیں: خاء سے مراد خولان قبیلہ ہے اور حکم سے مراد مذحج قبیلہ ہے۔

1655 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَـقْـدَمُ عَـلَـيْـكُـمْ أَقْـوَامٌ ، هُـمْ أَرَقُّ مِنْكُمْ أَفْئِدَةً)) ، فَقَدِمَ الْأَشْعَرِيُّونَ فِيهِمْ ، أَوْ مِنْهُمْ أَبُو مُوسٰى ، فَجَعَلُوا لَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ يَرْتَجِزُونَ وَيَقُولُونَ: غَدًا نَلْقَى الْأَحِبَّةَ مُحَمَّدًا وَحِزْبَهُ . ❺

تمہارے پاس کچھ قومیں آئی ہیں، وہ تم سے زیادہ نرم دِل والے ہیں۔ پھر اشعری لوگ آئے جن میں سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے، تو وہ جب جب مدینہ کے قریب آ رہے تھے رجزیہ اشعار پڑھتے جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے: کل ہم محبوب ترین ہستی محمد ﷺ کو ان (کے صحابہ کرام) کی جماعت سے ملاقات کریں گے۔

---

❶ مرسل ورجاله ثقات .

❷ مرسل ورجاله ثقات .

❸ [إسناده ضعيف] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٥٦

❹ [مرسل ورجاله ثقات] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٥٧

❺ إسناده صحيح .

1656 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ ، هُمْ أَضْعَفُ قُلُوبًا ، وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً ، الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ)) . ❶

تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں، یہ دِلوں کے بہت کمزور ہوتے ہیں اور ان کے دِلوں کے پردے بہت نرم ہوتے ہیں، ایمان بھی یمن کا (اچھا) ہے اور حکمت بھی یمن کی (اچھی) ہے۔

1657 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ قُلُوبًا مِنْكُمْ ، وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافَحَةِ)) . ❷

تمہارے یہاں اہل یمن آئے ہیں، یہ تمہاری بہ نسبت دِلوں کے بہت نرم ہوتے ہیں، اور یہی وہ پہلے لوگ ہیں جو مصافحہ (جیسی اچھی بات) لے کر آئے ہیں۔

1658 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ أَلْيَنُ أَفْئِدَةً ، وَأَرَقُّ قُلُوبًا ، الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ)) . ❸

تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں، ان کے دِلوں کے پردے بہت باریک اور ان کے دِل بڑے نرم ہوتے ہیں، ایمان بھی یمن کا (اچھا) ہے اور حکمت بھی یمن کی (اچھی) ہے۔

توضیح :...... دِل نرم اور دِل کے پردے باریک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دِلوں میں خدا کا خوف اور تواضع ہے، یہ نصیحت سننے کے خواہشمند رہتے ہیں اور اسے قبول کرنے پر جلد تیار ہو جاتے ہیں، اللہ کی یاد میں رو پڑتے ہیں اور اس کے عذاب سے بہت ڈرتے رہتے ہیں۔

1659 ۔ معمر بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے اس شخصیت نے بیان کیا جن کی میں تصدیق کرتا ہوں (یعنی قتادہ رحمہ اللہ نے) کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْأَشْعَرِيَّيْنِ أَبِي مُوسَى ، وَأَبِي مَالِكٍ ((مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟)) قَالُوا: مِنْ زُبَيْدٍ قَالَ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ فِي زُبَيْدٍ)) قَالُوا: وَفِي رِمَعٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَالَ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ فِي زُبَيْدٍ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا ، ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ وَفِي رِمَعٍ)) . ❹

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا اشعری لوگوں، ابو موسیٰ اشعری اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما سے پوچھا: تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا: زُبید سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! زُبید میں برکت فرما۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! رِمع کے بارے میں بھی (دعا فرما دیجیے)۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! زُبید میں برکت فرما۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ دعا کرنے کے بعد تیسری مرتبہ ساتھ یہ فرمایا: اور رِمع میں بھی برکت فرما۔

1660 ۔ قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَدِمَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَمَانِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِهِ قَالَ: وَلَمْ يَقْدَمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَشَرَةُ رَهْطٍ ، قَالَ قَتَادَةُ: وَمَا رَحَلَ

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٦٠٩
❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ٢١٢ ـ سنن أبي داود: ٤/ ٣٥٤
❸ إسناده صحيح .
❹ [مرسل ورجاله ثقات] مصنف عبد الرزاق: ١١/ ٥٤١

إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ أَحَدٌ. ❶

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے اَسّی (۸۰) لوگوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ بنوتمیم کے دس ہی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے اور بکر بن وائل کا صرف ایک ہی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

1661۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ، هُمْ أَلْيَنُ قُلُوبًا، وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً، الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ، رَأْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ)). ❷

تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں، یہ دِلوں کے بڑے نرم ہوتے ہیں اور ان کے دِلوں کے پردے بہت باریک ہوتے ہیں، ایمان بھی یمن کا (اچھا) ہے اور حکمت بھی یمن کی (اچھی) ہے، کفر کا سرا مشرق کی جانب ہے۔

❶ [مرسل ورجاله ثقات] الطبقات لابن سعد: ١/ ٣٥١

❷ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ١/ ٧٣

بنو غفار اور بنو اسلم وغیرہ کے فضائل

1662 ۔ سیدنا خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

صَلّٰی بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ لِحْيَانَ، وَرِعْلًا، وَذَكْوَانَ، عُصَيَّةُ، عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا))، ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ أَنَا قُلْتُ هٰذَا، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَهُ)). ❶

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، جب آخری رکعت میں رکوع سے سر اُٹھایا تو (دعائے قنوت کرتے ہوئے) فرمایا: اللہ تعالیٰ لحیان، رعل اور ذکوان پر لعنت فرمائے۔ عُصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے۔ جب نماز مکمل کی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: یہ بددعائیں میں نے نہیں کیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔

1663 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا)). ❷

بنو اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور بنو غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

توضیح:...... یہ رسول اللہ ﷺ کی فصاحت و ادب کا ایک بے نظیر نمونہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان دونوں قبیلوں کے ناموں کی لفظی مناسبت کے لحاظ سے انہیں دعائیں دیں، یعنی قبیلہ بنو اسلم کو ان کے نام کے لحاظ سے سلامتی کی دعا اور قبیلہ بنو غفار کو مغفرت کی دعا دی۔

1664 ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ)). ❸

بنو اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور بنو غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، اور عُصیہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

1665 ۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٢/ ٤٩٢۔ صحيح مسلم: ١/ ٤٧٠۔ مسند أحمد: ٢/ ٢٢٦۔ سنن الترمذي: ٥/ ٧٢٩۔ سنن الدارمي: ٢/ ٢٤٣۔ المعجم الكبير للطبراني: ٤/ ٢٥٥۔ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ٢٠١

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٢/ ٤٩٢۔ مسند أحمد: ٢/ ٤٦٩۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ٨٢

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٥٤٢۔ مسند أحمد: ٢/ ٦٠۔ سنن الترمذي: ٥/ ٧٢٩۔ سنن الدارمي: ٢/ ٢٤٣

((أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا)) . ❶

بنواسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور بنوغفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

1666 ۔ سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا ، مَا أَنَا قُلْتُهُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَالَهُ)) . ❷

بنواسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور بنوغفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔

1667 ۔ شعبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو ، وَسَمِعْتَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ: ثُمَّ حَدَّثَ الْقَوْمَ قَبْلَ أَنْ أَجْلِسَ . ❸

میں نے سعید بن عمرو رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا ہے کہ بنو اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور بنوغفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے میرے بیٹھنے سے پہلے لوگوں سے یہ حدیث بیان کی۔

1668 ۔ قیس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((هَلْ جَهَّزْتَ الرَّكْبَ الْبَجَلِيِّينَ؟ ابْدَأْ بِالْأَحْمَسِيِّينَ قَبْلَ الْقَسْرِيِّينَ)) . ❹

کیا تم نے بجلی سواروں کا ساز و سامان تیار کر دیا ہے؟ قسریوں سے پہلے احمسیوں سے شروع کرنا۔

1669 ۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَاهُ رَجُلَانِ مِنْ ثَقِيفٍ فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتُمَا؟ فَقَالَا: ثَقَفِيَّانِ قَالَ: ثَقِيفٌ مِنْ إِيَادٍ ، وَإِيَادٌ مِنْ ثَمُودٍ ، فَكَأَنَّ ذَالِكَ شَقَّ عَلَى الرَّجُلَيْنِ ، فَلَمَّا رَأَى ذَالِكَ شَقَّ عَلَيْهِمَا قَالَ: مَا يَشُقُّ عَلَيْكُمَا؟ إِنَّمَا نَجَا مِنْ ثَمُودٍ صَالِحٌ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ فَأَنْتُمْ ذُرِّيَّةُ قَوْمٍ صَالِحِينَ . ❺

ان کے پاس قبیلہ ثقیف کے دو آدمی آئے تو آپ نے پوچھا: تم دونوں کا کس قبیلے سے تعلق ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہم دونوں ثقفی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ثقیف، ایاد سے ہیں اور ایاد، قوم ثمود سے تھا۔ یہ بات ان دونوں کو ناگوار سی لگی۔ جب آپ نے ان دونوں پر ناگواری کے آثار دیکھے تو فرمایا: تمہیں کیا بات بری لگی ہے؟ قوم ثمود سے تو صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے نجات پا گئے تھے اور تم صالح لوگوں کی اولاد ہو۔

1670 ۔ زرارہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ لِرَجُلٍ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ ثَقِيفٍ قَالَ: فَإِنَّ ثَقِيفًا مِنْ إِيَادٍ ، وَإِيَادٌ مِنْ ثَمُودٍ ، قَالَ: فَكَأَنَّ الرَّجُلَ شَقَّ عَلَيْهِ قَالَ: فَقَالَ عِمْرَانُ: لَا يَشُقُّ عَلَيْكَ ، فَإِنَّمَا نَجَا مِنْهُمْ

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ١٧٧ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٣/ ٣ ـ سنن الدارمي: ٢/ ٢٤٣

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٤/ ٤٢٤ ❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٢/ ١٥٣

❹ [مرسل ورجاله ثقات] الطبقات لابن سعد: ١/ ٣٤٧ ❺ رجال الإسناد ثقات .

خِيَارُهُمْ . ❶

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے پوچھا: تمہارا کس قبیلے سے تعلق ہے؟ اس نے کہا: ثقیف سے۔ آپ نے فرمایا: ثقیف، ایاد سے ہیں اور ایاد، ثمود سے تھا۔ اس آدمی کو اس بات سے پریشانی اور ناگواری سی ہوئی، تو سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں یہ بات ناگوار نہیں لگنی چاہیے، کیونکہ ان کے اچھے لوگوں نے تو ان سے نجات پالی تھی۔

1671 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَاسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَقَالَ النَّاسُ: هَلَكُوا، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ، اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ، اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ)) . ❷

سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: قبیلہ دوس نافرمانی کا مرتکب ہوا ہے اور (اللہ و رسول کی دعوت ماننے سے) انکار کیا ہے، لہٰذا آپ ان کے خلاف اللہ تعالیٰ کے حضور میں بددعا کیجیے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی جانب رُخ کیا اور اپنے ہاتھ اُٹھا لیے۔ یہ دیکھ کر لوگوں (نے سمجھا کہ شاید آپ بددعا کرنے لگے ہیں، اس لیے انہوں) نے کہا: یہ تو ہلاک ہو گئے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! دوس کو ہدایت عطا فرما اور انہیں (میرے پاس) لے آ، اے اللہ! دوس کو ہدایت عطا فرما اور انہیں (دائرہ ایمان میں) لے آ، اے اللہ! دوس کو ہدایت عطا فرما اور انہیں (اسلام کی آغوش میں) لے آ۔

1672 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَدِمَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ، فَقُلْتُ: هَلَكَتْ دَوْسٌ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهَا)) . ❸

طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ اور ان کے رُفقاء رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قبیلہ دوس نافرمانی کا مرتکب ہوا ہے اور (اللہ و رسول کی دعوت ماننے سے) انکار کیا ہے، لہٰذا آپ ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے بددعا کیجیے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو اُٹھایا تو میں نے کہا: دوس تباہ و برباد ہو گئے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! دوس کو ہدایت عطا فرما اور انہیں (اسلام کی آغوش میں) لے آ۔

1673 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

❶ [رجال إسناده ثقات] التاريخ الكبير للبخاري: ٢/ ٤٣٩

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٨/ ١٠١۔ صحيح مسلم: ٤/ ١٩٥٧۔ مسند أحمد: ٢/ ٢٤٣۔ مسند الشافعي: ١٨٢۔ المعجم الكبير للطبراني: ٨/ ٣٩١

❸ إسناده صحيح .

((النَّاسُ مَعَادِنُ، تَجِدُونَ خِيَارَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، خِيَارَهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا)).
لوگ چھپے ہوئے دفینوں (کان) کی طرح ہیں، تم ان میں سے جن لوگوں کو دورِ جاہلیت میں بہتر پاؤ گے؛ وہی اسلام میں بھی بہتر ہوں گے، بشرطیکہ وہ دین کو سمجھ لیں۔

1674 - سیدنا ابوزہم غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:
((هَا فَإِنَّ أَعَزَّ أَهْلِي عَلَيَّ أَنْ يَتَخَلَّفَ عَنِّي الْمُهَاجِرُونَ، مِنْ قُرَيْشٍ، وَالْأَنْصَارُ، وَأَسْلَمُ، وَغِفَارُ)). ❷
سنو! یقیناً میرے اہل خانہ کے نزدیک یہ بات انتہائی اہم ہے کہ وہ مہاجرین، قریش، انصار، اسلم اور غفار سے پیچھے رہیں۔

1675 - سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:
((أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ)) قَالَ أُبَيٌّ: أَوَ سَمَّانِي لَكَ؟ قَالَ: ((وَسَمَّاكَ لِي)) قَالَ: فَبَكَى أُبَيٌّ. ❸
میرے پروردگار نے مجھے حکم دِیا ہے کہ میں تجھے قرآن پڑھ کر سناؤں۔ اُبی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر آپ سے کہا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تمہارا نام لے کر مجھے کہا ہے۔ یہ سن کر اُبی رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے۔

1676 - عمرو بن مُرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:
كَانَتْ أَسْلَمُ يَوْمَئِذٍ يَعْنِي يَوْمَ الشَّجَرَةِ ثُمُنَ الْمُهَاجِرِينَ. ❹
اس دِن، یعنی بیعت رضوان کے دِن اسلم قبیلے کے لوگوں کی تعداد مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھی۔

1677 - سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((إِنَّ أَسْلَمَ، وَغِفَارَ، وَمُزَيْنَةَ، وَأَشْجَعَ، وَجُهَيْنَةَ، وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِي كَعْبٍ مَوَالِيَ دُونَ النَّاسِ، وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَاهُمْ)). ❺
یقیناً قبیلہ بنواسلم، بنوغفار، مزینہ، اشجع، جہینہ اور بنوکعب کے لوگوں کے مونس و مددگار؛ لوگ نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ہیں۔

1678 - سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا، وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ)). ❻

---

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٥١٨، ١٥١٩ ❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٤/ ٣٤٩
❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٢٧۔صحيح مسلم: ١/ ٥٥٠۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٦٥۔ مسند أحمد: ٣/ ١٣٧
❹ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٤٤٣۔صحيح مسلم: ٣/ ١٤٨٥
❺ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٤/ ١٩٥٤۔سنن الترمذي: ٥/ ٧٢٨۔ المعجم الكبير للطبراني: ٤/ ١٦٦
❻ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٦٦٢

بنواسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور بنوغفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، اور عُصیہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

1679 ۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

((غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ)) . ❶

بنوغفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور بنواسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔

1680 ۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ [البينة:١] قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، قَالَ: فَبَكَى . ❷

یقیناً اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے سورۃ البیّنہ پڑھ کر سناؤں۔ انہوں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ تو وہ یہ سن کر رو پڑے۔

1681 ۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر یہ ارشاد فرمایا:

((غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ)) . ❸

بنوغفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور بنواسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے، اور عُصیہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

1682 ۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ)) . ❹

بنوغفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور بنواسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔

1683 ۔ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، أَمَا وَاللّٰهِ مَا أَنَا قُلْتُهُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَالَهُ)) . ❺

بنواسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور بنوغفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ سنو! اللہ کی قسم! یہ بات میں نہیں کہہ رہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔

1684 ۔ عامر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذَا الْجَنَاحَيْنِ . ❻

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو سلام کہتے تھے تو یوں کہتے: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ٣٨٣
❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٦٧٥
❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٦٦٧
❹ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٦٦٣
❺ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٤/ ٤٨۔ المعجم الكبير للطبراني: ٧/ ٢٣۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ٨٣۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٤٦
❻ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ٧٥۔ المعجم الكبير للطبراني: ٢/ ١٠٨

ذِي الجَنَاحَيْنِ ''اے دو پروں والے کے بیٹے! تجھ پر سلامتی ہو۔

1685 ۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا قَدِمَهَا يَعْنِي الْبَصْرَةَ رَاكِبٌ كَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ أَبِي مُوسٰى . ❶

بصرہ میں ایسے کسی سوار نے قدم رنجہ نہیں فرمائے جو بصریوں کے لیے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بہتر ثابت ہوا ہو۔

1686 ۔ حارثہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

لَمْ يَكُنْ فِينَا فَارِسٌ يَوْمَ بَدْرٍ، غَيْرَ الْمِقْدَادِ . ❷

غزوۂ بدر کے روز مقداد رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہم میں کوئی گھوڑ سوار نہیں تھا۔

1687 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ عَدِيٌّ لِعُمَرَ: أَتَعْرِفُنِي؟ قَالَ: نَعَمْ أَعْرِفُكَ بِأَحْسَنِ مَعْرِفَةٍ، أَسْلَمْتَ إِذَا كَفَرُوا، وَأَقْبَلْتَ إِذَا أَدْبَرُوا، وَوَفَيْتَ إِذَا غَدَرُوا . ❸

سیدنا عدی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں، میں آپ کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں، آپ نے اس وقت اسلام قبول کیا جب لوگوں نے انکار کر دیا، آپ نے اس وقت (دشمن کا) سامنا کیا جب دوسرے پیٹھ دکھا گئے اور آپ نے اس وقت عہد و پیمان نبھایا جب لوگوں نے غداری کر دی۔

1688 ۔ حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ وُكِلَ إِلٰى إِيمَانِهِ، مِنْهُمْ فُرَاتُ بْنُ حَيَّانَ)) . ❹

یقیناً تم میں سے جن لوگوں کو ان کے ایمان کے سپرد کر دیا جائے گا، ان میں سے فرات بن حیان بھی ہوگا۔

1689 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ بَايَعَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ أَبُو سِنَانٍ الْأَسَدِيُّ . ❺

بیعتِ رضوان میں سب سے پہلے جس شخص نے بیعت کی؛ وہ ابوسنان اسدی رضی اللہ عنہ تھے۔

❶ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ٤٦٥ ❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٢٥، ١٣٨

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٨/ ١٠٢ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٩٥٧ ـ مسند أحمد: ١/ ٤٥

❹ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٤/ ٣٣٦ ـ سنن أبي داود: ٣/ ٤٨

❺ إسناده صحيح الى الشعبى .

سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل

1690 - عامر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کو یہ پیغام بھیجا کہ جعفر کے بچوں کو میرے پاس بھیجو، چنانچہ وہ آپ کے پاس لائے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ إِنَّ جَعْفَرًا قَدْ قَدَّمَ إِلَيْكَ أَحْسَنَ الثَّوَابِ ، فَأَخْلُفْهُ فِي ذُرِّيَّتِهِ بِخَيْرِ مَا خَلَفْتَ عَبْدًا مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ)) . [1]

اے اللہ! یقیناً جعفر نے تیری بارگاہ میں بہت عمدہ ثواب کا عمل پیش کیا ہے، لہٰذا تو اس کی اولاد میں اس کا بہتر جانشین پیدا فرما جس طرح کہ تو اپنے نیک بندوں میں سے کسی بندے کو جانشین عطا فرماتا ہے۔

1691 - نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

((لَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي الْجَنَّةِ وَجَنَاحَيْهِ مُضَرَّجَيْنِ بِالدِّمَاءِ مَصْبُوغَ الْقَوَادِمِ يَعْنِي جَعْفَرًا)) . [2]

میں نے اسے، یعنی جعفر (رضی اللہ عنہ) کو جنت میں دیکھا کہ اس کے دو پَر تھے جو خون میں لت پت تھے اور اس کے اگلے حصے اس میں رنگے ہوئے تھے۔

1692 - امام ابن شہاب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَأَنْتَ يَا جَعْفَرُ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي ، وَخُلِقْتَ مِنْ طِينَتِي الَّتِي خُلِقْتُ مِنْهَا)) . [3]

اے جعفر! تو میری صورت و سیرت میں مشابہت رکھتا ہے اور تجھے بھی اسی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے جس سے میری پیدائش ہوئی ہے۔

1693 - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سیدنا عبیداللہ بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے تھے:

((أَشْبَهْتَ خَلْقِي ، وَخُلُقِي)) . [4]

تو میری صورت و سیرت میں مشابہت رکھتا ہے۔

---

[1] [مرسل ورجاله ثقات] الطبقات لابن سعد: ٣/ ٤٠

[2] [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ٢١٢

[3] إسناده ضعيف .

[4] [إسناده ضعيف ولكن الحديث صحيح] صحيح البخاري: ٥/ ٣٠٣ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٥٤ ـ مسند أحمد: ١/ ٩٨

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

1694 - سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

((أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ)) وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمٍ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ قَالَ: وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ ، فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي ، حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ ، وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)) ، فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ، فَأَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُبَشِّرُهُ ، قَالَ يَعْلٰى فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: ثُمَّ بَعَثَ حُصَيْنَ بْنَ رَبِيعَةَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُبَشِّرُهُ ، فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ ، مَا جِئْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ ، فَبَارَكَ عَلٰى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ . [1]

''تم مجھے ذی الخلصہ سے راحت کیوں نہیں دیتے؟'' یہ قبیلہ خثعم میں ایک گھر تھا جس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا۔ جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن کر قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا، ان سواروں کے پاس گھوڑے تھے، لیکن میرا پاؤں گھوڑے پر نہیں جمتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر مارا جس سے میں نے آپ کی اُنگلیوں کے نشانات اپنے سینے پر دیکھے اور آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! اس کو گھوڑے پر جما دے، اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔ پھر جریر رضی اللہ عنہ وہاں گئے اور اس بت کو توڑ کر جلا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آدمی کے ذریعے اس کی خوشخبری ارسال کی۔ یعلیٰ نے اس روایت میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں کہ پھر جریر رضی اللہ عنہ نے خوشخبری سنانے کے لیے حصین بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، تو سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کے قاصد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! میں آپ کی خدمت میں اسی وقت حاضر ہوا ہوں جب وہ بت خارشی اونٹ کی طرح بے کار ہو چکا تھا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ احمس کے گھوڑوں اور شہسواروں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔

1695 - طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ بجیلہ کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اكْتُبُوا الْبَجَلِيِّينَ وَابْدَءُ وا بِالْأَحْمَسِيِّينَ)) قَالَ: فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ مِنْ قَسْرٍ قَالَ: حَتّٰى أَنْظُرَ مَا يَقُولُ لَهُمْ ، قَالَ: فَدَعَا لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ مَرَّاتٍ ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ

[1] [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ١٥٤ - صحيح مسلم: ٤/ ١٩٢٥ - مسند أحمد: ٤/ ٣٦٢ - المعجم الكبير للطبراني: ٢/ ٣٣٩ - مسند الحميدي: ٢/ ٣٥١

عَلَيْهِمْ))، أَوْ: ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِمْ)). ❶

''بجلیوں کے نام لکھو لیکن شروع احمسیوں سے کرنا۔'' قسر قبیلے کا ایک آدمی اس ارادے سے پیچھے رہ گیا، جس کی وجہ اس نے یہ بیان کی کہ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ آپ ﷺ ان کے لیے کیا فرماتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے پانچ مرتبہ ان کے لیے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! ان پر رحمت کا نزول فرما۔ (یا آپ نے یہ دعا فرمائی:) اے اللہ! ان میں برکت ڈال دے۔

1696 ۔ سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَا حَجَبَنِي عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ. ❷

جب سے میں اسلام لایا ہوں تب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کبھی چہرہ نہیں چھپایا اور جب بھی آپ نے مجھے دیکھا تو مسکرا دیے۔

1697 ۔ اسماعیل بن رجاء بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو (ایک مرتبہ خطبہ دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا:

((يَدْخُلُ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ رَجُلٌ مِنْ خَيْرِ ذِي يُمْنٍ عَلَيْهِ مَسْحَةُ مَلَكٍ)) قَالَ: فَدَخَلَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ. ❸

اس دروازے سے (ابھی) یمن کا ایک آدمی داخل ہوگا جس پر فرشتے کے ہاتھ پھیرنے کا نشان ہوگا۔ تو جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔

1698 ۔ طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا صَالَحَ أَبُو بَكْرٍ أَهْلَ الرِّدَّةِ صَالَحَهُمْ عَلَى حَرْبٍ مُجْلِيَةٍ، أَوْ سِلْمٍ مُخْزِيَةٍ قَالَ: قَدْ عَرَفْنَا الْحَرْبَ الْمُجْلِيَةَ فَمَا السِّلْمُ الْمُخْزِيَةُ؟ قَالَ: تَشْهَدُونَ أَنَّ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ، وَأَنَّ قَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ، وَإِنْ تَدُوا قَتْلَانَا، وَلَا نَدِي قَتْلَاكُمْ، وَإِنَّ مَا أَصَبْنَا مِنْكُمْ فَهُوَ لَنَا، وَمَا أَصَبْتُمْ مِنَّا رَدَدْتُمُوهُ إِلَى أَهْلِهِ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. ❹

جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدوں سے اس شرط پر صلح کی کہ یا تو تم میدان سے بھگا دینے والی جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ، یا پھر رُسوا کن صلح کے لیے آمادہ ہو جاؤ۔ تو ہم میدان سے بھگا دینے والی جنگ کا تو سمجھ گئے لیکن رُسوا کن صلح کا مطلب ہمیں سمجھ نہ آیا۔ اس پر آپ نے (انہیں) فرمایا: (اس کا مطلب یہ ہے کہ) تم گواہی دو گے کہ ہمارے شہداء جنت میں جائیں گے اور تمہارے مقتولین جہنم میں، تم ہمارے شہداء کی دِیت دو گے لیکن ہم تمہارے مقتولوں کی دِیت نہیں دیں گے، جو تمہارا مال و متاع اور ساز و سامان ہمیں ملے گا وہ ہمارا ہوگا اور جو ہمارا سامان تمہارے ہاتھ لگے گا وہ تمہیں اس کے مالک کو واپس کرنا ہوگا۔

❶ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ٨/ ٣٨٧ ـ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٤٦ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٤٩

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ١٦١ ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٩٢٥ ـ مسند أحمد: ٤/ ٣٥٨ ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٨٧ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٥٦ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٢/ ٣٣١ ـ مسند الحميدي: ٢/ ٣٥٠

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٤/ ٣٦٠ ـ المعجم الكبير للطبراني: ٢/ ٣٤٠ ـ مسند الحميدي: ٢/ ٣٥٠

❹ [إسناده صحيح] البداية والنهاية لابن كثير: ٦/ ٣١٩

1699۔ سالم بن ابو جعد سے مروی ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا رَأَيْتُ أَوْ مَا أَدْرَكْتُ أَحَدًا، إِلَّا قَدْ مَالَتْ بِهِ الدُّنْيَا، إِلَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ. ❶

میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ جس بھی آدمی کو دیکھا یا جس سے بھی ملا ہوں، وہ دنیا کی طرف جھکا ہوا تھا۔

1700۔ امام مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

شَهِدَ ابْنُ عُمَرَ الْفَتْحَ وَهُوَ ابْنُ عِشْرِينَ وَمَعَهُ فَرَسٌ حَرُونٌ وَرُمْحٌ ثَقِيلٌ، فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ يَخْتَلِي لِفَرَسِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ، إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ)). ❷

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فتح مکہ میں موجود تھے اور اس وقت ان کی عمر بیس سال تھی۔ ان کے پاس ایک منہ زور گھوڑا اور ایک بھاری نیزہ تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھوڑے کے لیے گھاس کاٹنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبداللہ، عبداللہ (یعنی آپ نے انہیں آواز دے کر منع فرمایا)۔

1701۔ ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَمْلَكِ شَبَابِ قُرَيْشٍ لِنَفْسِهِ عَنِ الدُّنْيَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ. ❸

یقیناً عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دنیا (کی رنگینیوں میں بہک جانے) سے قریشی نوجوانوں میں سب سے زیادہ اپنے نفس پر قابو رکھنے والے تھے۔

1702۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا كَانَ مِنْ عُثْمَانَ مَا كَانَ، وَاخْتِلَاطِ النَّاسِ أَتَوْا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالُوا: أَنْتَ سَيِّدُنَا، وَابْنُ سَيِّدِنَا، اخْرُجْ يُبَايِعْكَ النَّاسُ، وَكُلُّهُمْ بِكَ رَاضٍ، فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ لَا يُهْرَاقُ فِي سَبَبِي مِحْجَمَةٌ مِنْ دَمٍ، مَا كَانَ فِيَّ رُوحٌ، ثُمَّ عَادُوا إِلَيْهِ فَخَوَّفُوهُ فَقَالُوا: لَتَخْرُجَنَّ أَوْ لَتُقْتَلَنَّ عَلَى فِرَاشِكَ، فَقَالَ: مِثْلَهَا، فَأَطْمَعُ وَأُخِيفُ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا اسْتَقَلُّوا مِنْهُ بِشَيْءٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❹

جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلقہ سانحہ اور لوگوں کے اختلاط کا واقعہ پیش آیا تو لوگ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے

❶ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ٥٦٠

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٢/ ٢١٢ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٣٤٦

❸ [إسناده صحيح] الإصابة في تمييز الصحابة: ٢/ ٣٤٧

❹ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٤/ ١٥١

پاس آئے اور کہا: آپ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے صاحبزادے ہیں، لہٰذا باہر تشریف لائیے، لوگ آپ سے بیعت کرنا چاہتے ہیں اور سبھی آپ پر راضی اور خوش ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! جب تک میرے جسم میں رُوح ہے تب تک میری وجہ سے کسی کے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہایا جا سکتا۔ (یہ سن کر وہ واپس لوٹ گئے) پھر دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو دھمکاتے ہوئے بولے: یا تو آپ باہر نکل آئیں، یا پھر آپ کو بستر پر ہی موت کے گھاٹ اُتار دیا جائے گا۔ تو آپ نے فرمایا: یہی تو میری خواہش ہے اور اسی سے مجھے ڈرایا جاتا اور لالچ دیا جاتا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ان کی آپ سے منسلک کوئی بھی ناپاک آرزو پوری نہ ہوسکی، یہاں تک کہ آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

1703 ۔ سعید بن مُسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ كُنْتُ شَاهِدًا لِأَحَدٍ حَيٍّ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، لَشَهِدْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ. [1]

اگر میں کسی کے جنتی ہونے کی گواہی دوں تو یقیناً میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی گواہی دوں گا۔

[1] [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ٥٥٩

مختلف شامی اقوام کے فضائل

1704 ۔ سیدنا زائدہ یا مزیدہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ مِنْ أَسْفَارِهِ قَالَ: ((يَا ابْنَ حَوَالَةَ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي فِتْنَةٍ تَثُورُ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ كَأَنَّهَا صَيَاصِي بَقَرٍ؟)) قَالَ: قُلْتُ: أَصْنَعُ مَاذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِالشَّامِ)). ❶

ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے تو آپ نے فرمایا: اے ابن حوالہ! جب زمین کے اطراف و اکناف میں فتنے اس طرح اُبل پڑیں گے جیسے گائے کے سینگ ہوتے ہیں تو تب تم کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اس وقت کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شام کو اپنے آپ پر لازم کر لینا (یعنی وہاں چلے جانا اور وہیں سکونت اختیار کر لینا)۔

1705 ۔ فرات القزاز سے مروی ہے کہ امام حسن رحمہ اللہ (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:) ﴿الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا﴾ [الأنبياء: ۷۱] ”وہ سرزمین جس میں ہم نے برکتوں کا نزول فرمایا۔“ (کی تفسیر میں) فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ”شام“ ہے۔ ❷

1706 ۔ حصین سے مروی ہے کہ امام ابو مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا﴾ [الأنبياء: ۷۱] ”وہ سرزمین جس میں ہم نے برکتوں کا نزول فرمایا۔“ سے مراد شام کی سرزمین ہے۔ ❸

1707 ۔ سیدنا عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سَيَكُونُ جُنْدٌ بِالشَّامِ وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ)) فَقَالَ رَجُلٌ: فَخِرْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِذَا كَانَ ذَالِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكَ بِالشَّامِ، عَلَيْكَ بِالشَّامِ، عَلَيْكَ بِالشَّامِ، فَمَنْ أَبَى فَلْيَلْحَقْ بِيَمَنِهِ وَلْيَسْقِ مِنْ غُدُرِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ تَكَفَّلَ لِي بِالشَّامِ وَأَهْلِهِ)). ❹

عنقریب ایک لشکر شام میں نمودار ہوگا، ایک عراق میں اور ایک یمن میں۔ ایک آدمی عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب ایسی صورتِ حال پیدا ہو جائے تو میرے لیے (ان میں سے کسی ایک علاقے کا) انتخاب فرما دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شام کو خود پر لازم کر لینا، شام کو خود پر لازم کر لینا، شام کو خود پر لازم کر لینا۔ جو شخص ایسا نہ کر سکے وہ یمن چلا جائے اور اس کے کنووں کا پانی پیئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شام اور اہل شام کا میرے لیے ذمہ لیا ہے۔

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٣٣

❷ [إسناده صحيح الى الحسن] تفسير ابن جرير الطبرى: ١٧/ ٣٤

❸ [إسناده صحيح الى أبى مالك الأشجعى] الدر المنثور للسيوطى: ٤/ ٣٢٣

❹ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٣٣۔ سنن أبى داود: ٣/ ٤۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ٥١٠۔ المعجم الكبير للطبرانى: ٤/ ٢٧٥۔ مجمع الزوائد للهيثمى: ١٠/ ٥٩۔ شرح مشكل الآثار للطحاوى: ٢/ ٣٥

1708 ۔ عبداللہ بن ضرار بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّـهُ خَرَجَ هُوَ وَعَبْدُ اللّٰهِ إِلَى الْمَطْهَرَةِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْأَكْبَرِ ، فَتَطَهَّرَا مِنْهَا ، فَفَرَغَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ضِـرَارٍ قَبْـلَ ابْـنِ مَسْـعُودٍ فَأَتَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ يَنْتَظِرُهُ ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ ضِرَارٍ أَيْنَ هَوَاكَ الْيَـوْمَ؟ فَأَهْوَى بِيَدِهِ قِبَلَ الشَّامِ ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ: أَمَا إِنَّكَ إِنْ تَفْعَلْ فَإِنَّ بِهَا تِسْعَةَ أَعْشَارٍ مِنَ الْخَيْرِ ، وَعُشْرًا مِنَ الشَّرِّ ، وَإِنَّ بِهٰذِهِ تِسْعَةَ أَعْشَارِ الشَّرِّ ، وَعُشْرًا مِنَ الْخَيْرِ . ❶

وہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بڑی مسجد کے وضوخانے پر آئے اور وہاں وضو کرنے لگے، عبداللہ بن ضرار نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پہلے وضو کر لیا۔ چنانچہ جب وہ (وضو کر کے) ان کے پاس آئے تو وہ ان کا انتظار کر رہے تھے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ بن ضرار! آج تمہاری کیا آرزو ہے؟ انہوں نے اپنے ہاتھ سے شام کی جانب اشارہ کیا (کہ میری آرزو یہ ہے کہ میں یہاں رہتا ہوتا)۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: سنو! اگر تم سے ایسا ہو سکے (تو ضرور کرنا) کیونکہ یہاں نو (۹) حصے خیر و بھلائی کے ہیں اور دسواں حصہ برائی کا ہے جبکہ یہاں نو (۹) حصے برائی کے ہیں اور دسواں حصہ بھلائی کا ہے۔

1709 ۔ عبداللہ بن ضرار بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ الْـخَيْرَ قُسِّمَ عَشَرَةَ أَعْشَارٍ ، فَتِسْعَةٌ بِالشَّامِ ، وَعَشْرٌ بِهٰذِهِ ، وَإِنَّ الشَّرَّ قُسِّمَ عَشَرَةَ أَعْشَارٍ ، فَتِسْعَةٌ بِهٰذِهِ ، وَعَشْرٌ بِالشَّامِ . ❷

یقیناً خیر و بھلائی کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، نو حصے شام میں ہیں اور دسواں حصہ یہ ہے (جو ہمیں حاصل ہے) اور برائی کو بھی دس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، نو حصے یہ ہیں (جو ہمارے ہاں ہیں) اور دسواں حصہ شام میں ہے۔

1710 ۔ سیدنا معاویہ بہزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (شام کی طرف اشارہ کر کے) تین مرتبہ فرمایا:

((هٰهُـنَـا تُـحْشَـرُونَ ، هٰهُـنَـا تُـحْشَـرُونَ ، هٰهُـنَـا تُـحْشَرُونَ ، ثَلَاثًا رُكْبَانًا وَمُشَاةً ، وَعَلٰى وُجُوهِكُمْ ، تُوفُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)) . ❸

تم یہاں اکٹھے کیے جاؤ گے، تم یہاں اکٹھے کیے جاؤ گے، تم یہاں اکٹھے کیے جاؤ گے، بعض سوار ہوں گے، بعض پیدل ہوں گے اور بعض چہروں کے بل آئیں گے۔ قیامت کے روز تم لوگ کامل ستر (۷۰) اُمتوں کی شکل میں ہو گے، تم سب سے آخری اُمت ہو گے اور اللہ کی نظر میں سب سے زیادہ معزز بھی۔

1711 ۔ سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُـلْـتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَيْنَ تَأْمُرُنِي؟ خِرْ لِي ، فَقَالَ بِيَدِهِ نَحْوَ الشَّامِ قَالَ: ((إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ رِجَالًا ، وَرُكْبَانًا ، وَتُجَرُّونَ عَلٰى وُجُوهِكُمْ)) . ❹

---

❶ [إسناده ضعيف] التاريخ الكبير للبخاري: ٢/ ٤٨٨

❷ [إسناده ضعيف] التاريخ للفسوي: ٢/ ٢٩٥ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٦٠

❸ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٤٤٦

❹ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ٥ـ سنن الترمذي: ٤/ ٤٨٥ـ المستدرك للحاكم: ٤/ ٥٦٤

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کہاں کا حکم فرماتے ہیں؟ میرے لیے خود ہی منتخب فرما دیجیے۔ تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے شام کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یقیناً تمہیں اکٹھا کیا جائے گا تو بعض پیدل آ رہے ہوں گے اور بعض سوا، اور بعض کو تو چہروں کے بل گھسیٹ کر لایا جائے گا۔

1712۔ سیدنا جبیر بن نُفیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فُسْطَاطُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْمَلْحَمَةِ، الْغُوطَةُ مَدِينَةٌ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ هِيَ خَيْرُ مَدَائِنِ الشَّامِ)). ❶

جنگ کے موقع پر مسلمانوں کا خیمہ (مرکز) غوطہ ہوگا، یہ دمشق نامی شہر ہوگا جو شام کے تمام شہروں سے بہتر ہوگا۔

1713۔ قتادہ رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ﴾ [المائدۃ:۲۱] (مقدس زمین) سے مراد ''شام'' ہے۔ ❷

1714۔ قتادہ رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ﴾ [المائدۃ:۲۱] ''اے میری قوم! اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نام لکھ دی ہے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اس کا بھی اسی طرح حکم دیا گیا جس طرح انہیں نماز، زکاۃ اور حج وعمرہ کا حکم دیا گیا ہے۔

اسی طرح اس سے اگلی آیت: ﴿قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ﴾ [المائدۃ:۲۲] ''(بنی اسرائیل کے) لوگوں نے کہا: اے موسیٰ! بلاشبہ اس میں تو بڑے زور آور سرکش لوگ رہتے ہیں۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ زور آور سرکش لوگوں سے مراد وہ قوم تھی جو اس مقدس زمین میں رہتی تھی، ان کے جسم اور صورتیں ناپسندیدہ تھیں۔ ❸

1715۔ قتادہ رحمہ اللہ اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ﴾ [الأنبياء:۷۱] ''اور ہم نے انہیں (یعنی ابراہیم علیہ السلام) اور لوط (علیہ السلام) کو بچا کر اس زمین کی طرف لے گئے جس میں ہم نے جہان والوں کے لیے برکت رکھی تھی۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں عراق سے نکال کر شام کی سرزمین میں لے گیا۔ ❹

1716۔ ابوقلابہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ الْمَلَائِكَةَ حَمَلَتْ عَمُودَ الْكِتَابِ فَعَمَدَتْ بِهِ إِلَى الشَّامِ)) فَقَالَ: النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا وَقَعَتِ الْفِتَنُ، فَإِنَّ الْإِيمَانَ بِالشَّامِ)). ❺

میں نے خواب میں دیکھا کہ فرشتوں نے کتاب کے ستونوں کو اٹھایا ہوا ہے اور اسے شام کی طرف لے جا رہے ہیں۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: جب فتنے واقع ہونے لگیں گے تو ایمان شام میں ہوگا۔

---

❶ [مرسل ورجاله ثقات] مسند أحمد: ٥/ ١٩٧ ـ سنن أبي داود: ٤/ ١١١ ـ المستدرك للحاكم: ٤/ ٤٨٦

❷ [إسناده صحيح الى قتادة] تفسير ابن جرير الطبري: ٦/ ١١٠

❸ [إسناده صحيح] تفسير ابن جرير الطبري: ٦/ ١١١ ـ الدر المنثور للسيوطي: ٢/ ٢٧٠

❹ [إسناده صحيح] تفسير ابن جرير الطبري: ١٧/ ٣٥ ـ الدر المنثور للسيوطي: ٤/ ٣٢٣

❺ [إسناده ضعيف] تفسير ابن جرير الطبري: ١٧/ ٣٦

1717۔ سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، إِذْ رَأَيْتُ عَمُودَ الْكِتَابِ احْتُمِلَ مِنْ تَحْتِ رَأْسِي، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ مَذْهُوبٌ بِهِ، فَأَتْبَعْتُهُ بَصَرِي فَعُمِدَ بِهِ إِلَى الشَّامِ، أَلَا وَإِنَّ الْإِيمَانَ حِينَ تَقَعُ الْفِتَنُ بِالشَّامِ)). ❶

میں سویا ہوا تھا تو اسی دوران (یعنی خواب میں) کتاب کے ستونوں کو دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے اُٹھائے گئے، میں سمجھ گیا کہ اسے لے جایا جانے لگا ہے، چنانچہ میں اسے دیکھتا رہا، اسے شام کی طرف لے جایا گیا۔ آگاہ رہو! جب فتنے واقع ہوں گے تو ایمان شام میں ہوگا۔

1718۔ قتادہ رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ﴾ [ق:٤١] ''اور غور سے سُنیے کہ جس دن ایک پکارنے والا قریب ہی کی جگہ سے پکارے گا۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ہم یہ بیان کیا کرتے تھے کہ وہ بیت المقدس کے ''صخرہ'' سے پکارے گا، اور وہ زمین کے درمیان کا مقام ہے۔ ❷

توضیح:...... صخرۃ سے مراد وہ چٹان ہے جو بیت المقدس کے شہر میں مسجد اقصیٰ میں ہے، آج کل اس چٹان پر ایک بڑا سا گنبد بنا ہوا ہے۔

1719۔ قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

هِيَ أَقْرَبُ الْأَرْضِينَ مِنَ السَّمَاءِ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِيلًا. ❸

زمین کے تمام علاقوں میں سے یہ علاقہ آسمان کے قریب تر (یعنی) صرف اٹھارہ میل کے فاصلے پر ہے۔

1720۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

تَزَوَّجَ عَلِيٌّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ فَتَفَاخَرَ ابْنَاهَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، فَقَالَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا: أَنَا خَيْرٌ مِنْكَ، وَأَبِي خَيْرٌ مِنْ أَبِيكَ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِأَسْمَاءَ: أَقْضِي بَيْنَهُمَا، فَقَالَتْ لِابْنِ جَعْفَرٍ: أَمَا أَنْتَ، أَيْ بُنَيَّ فَمَا رَأَيْتُ شَابًّا مِنَ الْعَرَبِ كَانَ خَيْرًا مِنْ أَبِيكَ، وَأَمَّا أَنْتَ فَمَا رَأَيْتُ كَهْلًا مِنَ الْعَرَبِ خَيْرًا مِنْ أَبِيكَ، قَالَ: فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا تَرَكْتِ لَنَا شَيْئًا، وَلَوْ قُلْتِ غَيْرَ هٰذَا لَمَقَتُّكِ، قَالَ: فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ إِنَّ ثَلَاثَةً أَنْتَ أَخَسُّهُمْ لَخِيَارٌ. ❹

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو اسماء کے دونوں بیٹے؛ محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر ایک دوسرے پر فخر کا اظہار کرنے لگے۔ ایک بولا: میں تم سے بہتر ہوں اور میرے والد بھی تمہارے والد سے بہتر ہیں۔ یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا: تم ہی ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دو۔ چنانچہ انہوں نے جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! میں نے عرب کا کوئی جوان ایسا نہیں دیکھا جو تمہارے والد سے بہتر ہو۔ (پھر دوسرے سے کہا) میں نے عرب کا کوئی بھی پختہ عمر کا شخص تمہارے والد

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ١٩٨۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٥٧۔ المعجم الكبير للطبراني: ٨/ ١٩٩۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ٦/ ٩٨

❷ [إسناده ضعيف] تفسير ابن جرير الطبرى: ٢٥/ ١١٤ ❸ [إسناده ضعيف] الدر المنثور للسيوطى: ٦/ ١١١

❹ [إسناده صحيح الى الشعبى] الطبقات لابن سعد: ٨/ ٢٨٥

سے بہتر نہیں دیکھا۔ یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے ہمارے لیے تو کچھ چھوڑا ہی نہیں، اگر اس کے علاوہ تم کچھ اور کہتیں تو یقیناً میں نے تم سے ناراض ہو جانا تھا۔ تو اسماء رضی اللہ عنہا بولیں: اللہ کی قسم! یقیناً یہ تینوں (جو میرے خاوند ہیں) آپ ان سب سے کم بہتر ہیں۔

1721۔ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَا سَأَلْتُ عَلِيًّا شَيْئًا قَطُّ بِحَقِّ جَعْفَرٍ إِلَّا أَعْطَانِيهِ . ❶

میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جب بھی جعفر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کوئی چیز مانگی تو انہوں نے مجھے ضرور عطا کی۔

1722۔ معاویہ بن قرہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ ، لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ)) . ❷

جب اہل شام بگڑ جائیں گے تو تم میں کوئی خیر و بھلائی نہیں رہے گی، میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ نصرت یافتہ رہے گا، انہیں رُسوا کرنے کی کوشش کرنے والا ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

1723۔ یزید بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

((لَا تَسُبُّوا أَهْلَ الشَّامِ فَإِنَّهُمُ الْجُنْدُ الْمُقَدَّمُ)) . ❸

تم اہل شام کو برا مت کہو، کیونکہ یہ آگے آگے رہنے والا لشکر ہوں گے۔

1724۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِي شَامِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا)) ، قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا ، قَالَ: ((هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ ، وَالْفِتَنُ ، وَمِنْهَا أَوْ قَالَ: بِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)) . ❹

اے اللہ! ہمارے شام میں برکت فرما، اے اللہ! ہمارے یمن میں برکت فرما۔ لوگوں نے عرض کیا: اور ہمارے نجد میں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور یہیں پر شیطان کا سینگ طلوع ہو گا۔

1725۔ سیدنا ابو قلابہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَكُونُ بِالشَّامِ جُنْدٌ ، وَبِالْعِرَاقِ جُنْدٌ ، وَبِالْيَمَنِ جُنْدٌ)) قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ: خِرْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، قَالَ: ((عَلَيْكَ بِالشَّامِ فَمَنْ أَبَى فَلْيَلْحَقْ بِيَمَنِهِ وَلْيَسْتَقِ بِغُدُرِهِ ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ تَوَكَّلَ لِي بِالشَّامِ ، وَأَهْلِهِ)) . ❺

شام میں ایک لشکر ہو گا، عراق میں ایک لشکر ہو گا اور یمن میں بھی ایک لشکر ہو گا۔ یہ سن کر ایک آدمی نے عرض کیا:

---

❶ [إسناده ضعيف] الإصابة في تمييز الصحابة: ١/ ٢٣٧

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٤٣٦ـ سنن الترمذي: ٤/ ٤٨٥ـ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٩٧ـ تاريخ دمشق لابن عساكر: ١/ ٥١

❸ [إسناده ضعيف جدًا] التاريخ الكبير للبخاري: ٤/ ٣٣٩

❹ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ١٣/ ٤٥ـ مسند أحمد: ٢/ ١١٨ـ سنن الترمذي: ٥/ ٧٢٣ـ حلية الأولياء لأبي نعيم: ٦/ ١٣٣

❺ [مرسل ورجاله ثقات] مضى برقم: ١٧٠٧

اے اللہ کے رسول! میرے لیے (ان میں سے کوئی ایک علاقہ) منتخب فرما دیجیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: شام کو خود پر لازم کرلو، لیکن جو ایسا نہ کر سکے وہ یمن میں چلا جائے اور وہاں کے تالابوں سے پانی پیئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شام اور اہل شام کا میرے لیے ذِمہ لیا ہے۔

1726۔ عبداللہ بن صفوان بیان کرتے ہیں کہ:

قَـالَ رَجُـلٌ يَوْمَ صِفِّينَ: اللّٰهُمَّ الْعَنْ أَهْلَ الشَّامِ فَقَالَ: عَلِيٌّ ((لَا تَسُبَّ أَهْلَ الشَّامِ جَمًّا غَفِيرًا فَإِنَّ بِهَا الْأَبْدَالَ، فَإِنَّ بِهَا الْأَبْدَالَ، فَإِنَّ بِهَا الْأَبْدَالَ)). ❶

جنگ صفین کے روز ایک آدمی نے کہا: اے اللہ! شامیوں پر لعنت فرما۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شامیوں کے جمِ غفیر کو بُرا مت بولو، کیونکہ یقیناً شام میں ابدال (یعنی زاہد اور تارک الدنیا لوگ) بھی ہیں، یقیناً شام میں ابدال بھی ہیں، یقیناً شام میں ابدال بھی ہیں۔

1727۔ شُریح بیان کرتے ہیں کہ:

ذُكِـرَ أَهْـلُ الشَّـامِ عِـنْـدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَهُوَ بِالْعِرَاقِ فَقَالُوا: الْعَنْهُمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَـقَـالَ: لَا إِنِّـي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُـمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلًا، يُسْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ، وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ، وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ)). ❷

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عراق میں تھے تو ان کے پاس اہل شام کا تذکرہ کیا گیا اور لوگوں نے کہا: اے امیرالمومنین! ان پر لعنت کیجیے۔ تو انہوں نے کہا: نہیں، یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ابدال؛ شام میں ہوں گے اور وہ چالیس آدمی ہوں گے، جب بھی (ان میں سے) کوئی آدمی فوت ہوگا؛ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ایک اور آدمی لے آئے گا، انہیں بارش سے سیراب کیا جائے گا، دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی اور ان کی برکت سے اہل شام سے عذاب کو دُور رکھا جائے گا۔

1728۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَيْـنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نُـؤَلِّفُ الْقُرْآنَ مِنَ الرِّقَاعِ إِذْ قَالَ: ((طُوبٰى لِلشَّامِ)) قِيلَ: وَلِمَ ذَالِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا)). ❸

ایک دِن ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے چمڑے کے ٹکڑوں سے قرآنِ پاک جمع کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا: شام کے لیے بشارت ہے۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کس لیے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً رحمان کے فرشتے اس پر اپنے پروں کو پھیلائے رہتے ہیں۔

---

❶ [إسناده موقوف صحيح] مسند أحمد: ١/ ١١٢ـالمستدرك للحاكم: ٤/ ٥٥٣

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١١٢

❸ [إسـناده صحيح] مسند أحمد: ٥/ ١٨٥ـالمستدرك للحاكم: ٢/ ٢٢٩ـ المعجم الكبير للطبراني: ٥/ ١٧٦ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ٦٠

اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کے عمومی فضائل

1729 ۔ نُسیر بن ذعلوق بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ فَلَمَقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ أَحَدِكُمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً . ❶

اصحابِ محمد کو بُرا مت کہو، کیونکہ ان میں سے کسی ایک صحابی کا (صحبتِ رسول میں) ایک گھڑی ٹھہرنا تم میں سے کسی کی چالیس سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

1730 ۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ أَصْحَابِي فِي النَّاسِ كَمَثَلِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ))، ثُمَّ يَقُولُ الْحَسَنُ: هَيْهَاتَ ذَهَبَ مِلْحُ الْقَوْمِ . ❷

لوگوں میں میرے صحابہ کی مثال ایسے ہے جیسے کھانے میں نمک کی مثال۔ پھر حسن رحمہ اللہ فرمانے لگے: بعید نہیں ہے کہ اس قوم کا نمک ختم ہو جائے۔

توضیح :...... یعنی جس طرح نمک کے بغیر کھانا بدمزہ ہو جاتا ہے اسی طرح اگر دنیا میں صحابہ نہ ہوتے تو یہ دوسرے لوگ بھی کوئی خاص مقام نہ رکھتے۔

1731 ۔ سیدنا ابو بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا:

((يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ، مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي أَنِّي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ، فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟)) قَالَ: مَا أَحْدَثْتُ إِلَّا تَوَضَّأْتُ، فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((بِهٰذَا)) . ❸

اے بلال! تم جنت کی طرف مجھ سے سبقت کیسے لے گئے؟ میں جب بھی جنت میں داخل ہوا؛ میں نے اپنے آگے آگے تمہارے قدموں کی چاپ سنی۔ گزشتہ رات بھی جب میں جنت میں گیا تو اپنے آگے تمہارے قدموں کی چاپ سنائی دی، تم کس عمل کی وجہ سے مجھ سے سبقت لے گئے ہو؟ انہوں نے کہا: میں جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو وضو کر لیتا ہوں، پھر دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی عمل کی وجہ سے (تمہیں یہ فضیلت ملی ہے)۔

1732 ۔ ابوزرعہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ [إسناده صحيح] مكرر برقم: ١٥ ❷ [إسناده ضعيف] مكرر برام: ١٦

❸ [إسناده حسن] مسند أحمد: ٥/ ٣٥٤ـ سنن الترمذي: ٥/ ٧٢٠ـ السنن الكبرى للنسائي: ٢/ ٨٢ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٢٨٥ـ المعجم الصغير للطبراني: ٢/ ٥٩ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٢٩

((مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْفَةَ بِلَالٍ بَيْنَ يَدَيَّ)) فَقِيلَ لِبِلَالٍ فِي ذَالِكَ، قِيلَ: بِمَ أَدْرَكْتَ ذَاكَ؟ قَالَ: إِنِّي لَمْ أَتَوَضَّأْ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ. ❶

میں جب بھی جنت میں داخل ہوا؛ مجھے اپنے آگے آگے بلال (رضی اللہ عنہ) کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اس سلسلے میں جب بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے جب بھی وضو کیا ہے؛ ساتھ دو رکعت نماز پڑھی ہے۔

1733۔ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَفِظَنِي فِي أَصْحَابِي كُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَافِظًا، وَمَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ)). ❷

جس نے میرے صحابہ کے معاملے میں میرے حکم کو ملحوظ رکھا تو روزِ قیامت میں بھی اس کا خیال رکھوں گا اور جس نے میرے صحابہ کو بُرا کہا تو اس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔

توضیح :...... یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم و تکریم اور ان کی گستاخی کے ہر چھوٹے بڑے پہلو سے بچنے کا جو حکم فرمایا ہے اس کو ملحوظ رکھنے والا روزِ قیامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی نگاہِ شفقت کا حقدار ٹھہرے گا۔

1734۔ علی بن زید بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ لِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: مُرْ غُلَامَكَ فَلْيَنْظُرْ إِلَى وَجْهِ هٰذَا الرَّجُلِ، قُلْتُ: بَلْ أَخْبِرْنِي أَنْتَ، قَالَ: إِنَّ هٰذَا رَجُلٌ قَدْ سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ، قُلْتُ: وَلِمَهْ؟ قَالَ: كَانَ يَقَعُ فِي عَلِيٍّ، وَطَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرِ، فَجَعَلْتُ أَنْهَاهُ، فَجَعَلَ يَأْبَى، فَقُلْتُ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَهُمْ سَوَابِقُ وَقَدَمٌ، فَإِنْ كَانَ مُسْخِطًا لَكَ مَا يَقُولُ فَأَرِ بِهِ وَاجْعَلْهُ آيَةً قَالَ: فَسَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ. ❸

سعید بن میسّب رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا: اپنے غلام کو حکم دو کہ وہ اس آدمی کا چہرہ دیکھے۔ میں نے کہا: آپ ہی مجھے بتلا دیجیے (کیا بات ہے؟) انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کا چہرہ سیاہ کر دیا ہے۔ میں نے پوچھا: کیوں؟ انہوں نے بتلایا کہ یہ سیدنا علی، سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازیبا زبان استعمال کیا کرتا تھا، میں اسے منع کرتا تھا لیکن یہ باز نہیں آتا تھا، چنانچہ میں نے کہا: اے اللہ! یقیناً تو جانتا ہے کہ یہ اصحاب ان لوگوں سے سبقت لے جانے والے اور پہلے گزر جانے والے ہیں، اگر تو اس کی باتیں تجھے ناراض کرنے والی ہیں تو تُو اس کا انجام دِکھلا دے اور اس کو نشانِ عبرت بنا دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے چہرے کو سیاہ کر دیا۔

1735۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ)). ❹

---

❶ [إسناده ضعيف ولكن الحديث صحيح] صحيح البخاري: ٣/ ٣٤ـ صحيح مسلم: ٤/ ١٩١٠

❷ [ضعيف ورجاله ثقات] مجمع الزوائد للهيثمي: ١٠/ ١٦

❸ إسناده ضعيف. ❹ [إسناده صحيح] مضى برقم: ٥

میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو ان کے ایک مُد، بلکہ آدھے مُد کے (صدقے کے) اجر وثواب کو بھی نہیں پہنچ پائے گا۔

1736 ۔ نُسیر بن ذعلوق بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ فَلَمَقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمْرَهُ . ❶

اصحابِ محمد کو بُرا مت کہو، کیونکہ کسی ایک صحابی کا (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں) ایک گھڑی ٹھہرنا تم میں سے کسی کی عمر بھر کے عملوں سے بہتر ہے۔

1737 ۔ امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَا سَابِقُ الْعَرَبِ، وَسَلْمَانُ سَابِقُ فَارِسَ، وَصُهَيْبٌ سَابِقُ الرُّومِ، وَبِلَالٌ سَابِقُ الْحَبَشِ)) . ❷

میں تمام عرب سے سبقت لے جانے والا ہوں، سلمان؛ فارس سے سبقت لے جانے والا، صہیب؛ رُوم میں سب سے سبقت لے جانے والا اور بلال؛ تمام حبشہ سے سبقت لے جانے والا ہے۔

1738 ۔ عروہ سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

أُمِرُوا بِالِاسْتِغْفَارِ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، فَسَبُّوهُمْ .

لوگوں کو اصحابِ محمد کے لیے استغفار کا حکم دِیا گیا، لیکن انہوں نے صحابہ کو بُرا کہا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ سے فرمایا:

يَا ابْنَ أُخْتِي، أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، فَسَبُّوهُمْ . ❸

اَے بھانجے! لوگوں کو یہ حکم دِیا گیا تھا کہ وہ اصحابِ رسول کے لیے مغفرت کی دعا کریں، لیکن انہوں نے (دعا کرنے کی بجائے) انہیں بُرا بھلا کہا۔

توضیح :...... استغفار کا یہ حکم اس آیت میں بیان ہوا ہے: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ [الحشر: ۱۰] (اے ہمارے پروردگار! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ایمان میں ہم پر سبقت لے چکے ہیں)۔ بُرا بھلا کہنے والوں سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد اہل مصر تھے جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے تھے، یا اہل شام تھے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے تھے، اور خارجی وحروریہ دونوں کو ہی بُرا کہتے تھے۔

1739 ۔ جعفر بیان کرتے ہیں کہ میمون بن مہران رحمہ اللہ نے فرمایا:

ثَلَاثٌ ارْفُضُوهُنَّ: سَبُّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّظَرُ فِي النُّجُومِ،

---

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٥

❷ [مرسل ورجاله ثقات] المستدرك للحاكم: ٣/ ٤٠٢۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٣٠٥۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ١٨٥۔ سير أعلام النبلاء للذهبي: ٣/ ١٤٦

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٤

وَالنَّظَرُ فِي الْقَدَرِ. ❶

تین کاموں سے تم کنارہ کش رہو: اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کو برا کہنا، ستاروں کو دیکھ کر حال بتانا اور تقدیر کے معاملے میں (بے جا) غور وخوض کرنا۔

1740 ۔ امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

((أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَمَثَلِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ)). قَالَ: يَقُولُ الْحَسَنُ وَهَلْ يَطِيبُ الطَّعَامُ إِلَّا بِالْمِلْحِ؟ قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ الْحَسَنُ فَكَيْفَ بِقَوْمٍ قَدْ ذَهَبَ مِلْحُهُمْ؟ ❷

تمہیں لوگوں میں اس طرح مقام حاصل ہے جیسے نمک میں کھانے کا مقام ہے۔ حسن رحمہ اللہ فرماتے تھے: کیا نمک کے بغیر کھانا عمدہ لگتا ہے؟ پھر آپؒ فرماتے: اس قوم کا کیا حال ہوگا جن کا نمک ختم ہو جائے؟

1741 ۔ امام مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَمَرَ بِالِاسْتِغْفَارِ لَهُمْ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُمْ سَيَقْتَتِلُونَ، وَيُحْدِثُونَ. ❸

تم اصحابِ محمد کو برا مت کہو، کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے، حالانکہ اس کے علم میں ہے کہ عنقریب انہیں شہید کر دیا جائے گا۔

❶ [إسناده صحيح] مكرر برقم: ١٩

❷ [إسناده ضعيف ورجاله ثقات] مضى برقم: ١٧

❸ [إسناده ضعيف] مكرر برقم: ١٨

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

1742 ۔ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں تمہیں صرف وہی حدیث بیان کرنے لگا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، وہ یہ ہے کہ:

((إِنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ مِنْ صَالِحِ قُرَيْشٍ)) . ❶

بلاشبہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ قریش کے نیکوکار شخص تھے۔

1743 ۔ ابن ابی مُلیکہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَنِعْمَ أَهْلُ الْبَيْتِ عَبْدُ اللّٰهِ، وَأَبُو عَبْدِ اللّٰهِ، وَأُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ . ❷

اہل البیت کے یہ لوگ کتنے اچھے ہیں: عبداللہ، عبداللہ کے والد اور عبداللہ کی والدہ۔

1744 ۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((أَسْلَمَ النَّاسُ، وَآمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ)) . ❸

لوگ اسلام آئے اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

1745 ۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

((يَا عَمْرُو اشْدُدْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ، وَثِيَابَكَ، وَائْتِنِي)) فَفَعَلْتُ فَجِئْتُهُ، وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَصَعَّدَ فِيَّ الْبَصَرَ وَصَوَّبَهُ وَقَالَ: ((يَا عَمْرُو إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَبْعَثَكَ وَجْهًا فَيُسَلِّمَكَ اللّٰهُ وَيُغْنِمَكَ، أَرْغَبُ لَكَ مِنَ الْمَالِ رَغْبَةً صَالِحَةً)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي لَمْ أُسْلِمْ رَغْبَةً فِي الْمَالِ إِنَّمَا أَسْلَمْتُ رَغْبَةً فِي الْجِهَادِ، وَالْكَيْنُونَةِ مَعَكَ، قَالَ: ((يَا عَمْرُو نِعِمَّا بِالْمَالِ الصَّالِحِ، لِلْمَرْءِ الصَّالِحِ)) . ❹

”اے عمرو! اپنے ہتھیار اور کپڑے باندھ لو اور میرے پاس آؤ۔“ میں نے ایسا ہی کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ وضو فرما رہے تھے۔ آپ نے مجھ پر اچھی طرح نظر ڈالی، پھر سیدھا دیکھتے ہوئے فرمایا: اے عمرو! میں چاہتا ہوں کہ تمہیں کسی طرف بھیجوں، پھر اللہ تعالیٰ تمہیں سلامتی سے رکھے اور تجھے مالِ غنیمت عطا فرمائے، میں تمہارے لیے حصولِ مال کی اچھی آرزو رکھتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں مال کی رغبت میں اسلام نہیں لایا بلکہ میں نے تو جہاد میں شرکت اور آپ کی رفاقت کے ذوق وشوق سے اسلام قبول

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ١٦١ - سنن الترمذی: ٥/ ٦٨٨ - مجمع الزوائد للهيثمی: ٩/ ٣٥٤

❷ إسناده ضعيف . ❸ [إسناده صحيح] سنن الترمذی: ٥/ ٦٨٧

❹ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٤/ ٢٠٢ - المستدرك للحاكم: ٢/ ٢

کیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: اے عمرو! بہت خوب! اچھا مال؛ اچھے آدمی کے لیے ہی ہوتا ہے۔

1746 ۔ مطلب بن عبداللہ بن حطب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نِعْمَ أَهْلُ الْبَيْتِ عَبْدُ اللّٰهِ ، وَأَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ، وَأُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ)). [1]

اہل البیت کے یہ لوگ کتنے اچھے ہیں: عبداللہ، عبداللہ کے والد اور عبداللہ کی والدہ۔

1747 ۔ سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((نِعْمَ أَهْلُ الْبَيْتِ عَبْدُ اللّٰهِ ، وَأَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ، وَأُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ)). [2]

اہل البیت کے یہ لوگ کتنے اچھے ہیں: عبداللہ، عبداللہ کے والد اور عبداللہ کی والدہ۔

[1] [مرسل ورجاله ثقات] مضى برقم: ۱۷۴۳

[2] [إسناده ضعيف] مضى برقم: ۱۷۴۳

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے فضائل

1748 ۔ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت سے سنا جب آپ ہمیں ماہِ رمضان میں سحری کھانے کے لیے بلا رہے تھے، کہ:

((هَلُمُّوا إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ)) ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ، وَقِهِ الْعَذَابَ)). ❶

بابرکت کھانا تناول کرنے کے لیے آ جاؤ۔ پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا۔

1749 ۔ شُریح بن عبید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعاء فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ، وَقِهِ الْعَذَابَ)). ❷

اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا۔

1750 ۔ مَسلمہ بن مُخلّد بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ رَأَى مُعَاوِيَةَ يَأْكُلُ فَقَالَ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: إِنَّ ابْنَ عَمِّكَ هٰذَا الْمِخْضَدُ مَا إِنِّي أَقُولُ ذَا، وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ، وَمَكِّنْ لَهُ فِي الْبِلَادِ، وَقِهِ الْعَذَابَ)). ❸

انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو کھاتے دیکھا تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا: میں آپ کے اس بسیار خور چچا زاد کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں، جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اے اللہ! اس کو کتاب کا علم سکھا، اسے شہروں میں جگہ دے اور اسے عذاب سے بچا۔

❶ [إسناده حسن لغيره] مسند أحمد: ٤/ ١٢٧ ـ سنن أبي داود: ٢/ ٣٠٣ ـ سنن النسائي: ٤/ ١٤٥ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٣٥٦

❷ [إسناده ضعيف ورجاله ثقات]

❸ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٣٥٠

سیدنا ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے فضائل

1751 - سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ)) يَعْنِي الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ . ❶

کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ آدمی کا چچا اس کے والد کے قائم مقام ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما تھے۔

1752 - ابوعثمان النہدی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((هَلُمَّ هٰهُنَا ، فَإِنَّكَ صِنْوُ أَبِي)) . ❷

یہاں تشریف لائیے، یقیناً آپ میرے والد کے مقام پر ہیں۔

1753 - سعید بن مُسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَرَادَ عُمَرُ تَوْسِيعَ الْمَسْجِدِ فَكَانَ لِلْعَبَّاسِ دَارٌ ، فَقَالَ: لَا أُعْطِيكَهَا لَيْسَ لَكَ ذَاكَ قَالَ: اجْعَلْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ حَكَمًا ، فَقَضٰى عَلَيْهِ ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: هِيَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ صَدَقَةٌ . ❸

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کی توسیع کرنا چاہی تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا جو گھر تھا (اسے مسجد میں شامل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی) تو انہوں نے کہا: میں تمہیں یہ گھر نہیں دوں گا، یہ تمہارا نہیں ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے اور اپنے درمیان اُبی رضی اللہ عنہ کو فیصلہ کرنے والا مقرر کر لیجیے۔ چنانچہ (انہوں نے ایسا ہی کیا تو) اُبی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ اس پر عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ گھر مسلمانوں پر صدقہ ہے۔

1754 - سیدنا عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُغْمِيَ عَلَيْهِ وَهُوَ صَائِمٌ يَوْمَ السَّبْتِ ، فَلَدُّوهُ بِزَيْتٍ وَقُسْطٍ فَأَفَاقَ ، وَقَالَ: ((أَمَا تَحَرَّجْتُمْ لَدَدْتُمُونِي وَأَنَا صَائِمٌ ، لَا يَبْقٰى أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ)) قَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِلَّا عَمُّكَ الْعَبَّاسُ قَالَ: ((إِلَّا عَمِّي الْعَبَّاسُ)) قَالَ: فَلَدَّ النِّسَاءُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا . ❹

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہفتے کے دن روزہ رکھا ہوا تھا تو آپ پر غشی سی طاری ہوگئی۔ (گھر میں موجود افراد نے) تیل اور

---

❶ [إسناده ضعيف ولكن الحديث صحيح] صحيح مسلم: ٢/ ٦٧٦ - مسند أحمد: ١/ ٩٤ - سنن أبي داود: ٢/ ١١٥ - سنن الترمذي: ٥/ ٦٥٣

❷ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٤/ ٢٦

❸ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٣٢

❹ [إسناده ضعيف والكن الحديث صحيح] صحيح البخاري: ٨/ ١٤٧ - مسند أحمد: ٦/ ١١٨

قسط آپ کے منہ میں ڈالی تو آپ ہوش میں آ گئے اور فرمایا: تمہیں ذرا بھی احساس نہ ہوا کہ میرے منہ میں دوا ڈال دی جبکہ میں روزہ رکھے ہوئے تھا؟ (اس کی سزا کے طور پر) گھر میں جو جو بھی ہے سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اپنے چچا محترم عباس رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ کر دیجیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوائے میرے چچا کے۔ چنانچہ عورتوں نے ایک دوسرے کے منہ میں دوا ڈالی۔

توضیح:...... قُسط ایک بوٹی کا نام ہے جو ہندوستان میں پائی جاتی ہے، یہ بطورِ دوا اور بطورِ بخور استعمال ہوتی ہے۔

1755 ۔ ابوجعفر بیان کرتے ہیں کہ:

أَقْبَلَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَلَهُ ضَفِيرَتَانِ وَهُوَ أَبْيَضُ بَضٌّ ، فَلَمَّا رَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسَّمَ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ: مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ؟ قَالَ: ((أَعْجَبَنِي جَمَالُكَ يَا عَمَّ النَّبِيِّ)) ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: مَا الْجَمَالُ فِي الرَّجُلِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اللِّسَانُ)) . [1]

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے ایک چوغہ زیب تن کیا ہوا تھا اور آپ کی دو سفید مینڈھیاں تھی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو مسکرا دیے۔ یہ دیکھ کر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! خدا آپ کو مسکراتا ہی رکھے، آپ کیوں ہنسے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نبی کے چچا جان! مجھے آپ کی خوبصورتی بہت پیاری لگی۔ اس پر عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آدمی میں خوبصورتی کیا ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زبان (یعنی سلیقۂ گفتگو)۔

1756 ۔ ابوالضحیٰ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّا نَعْرِفُ فِي وُجُوهِ أَقْوَامٍ الضَّغَائِنَ بِوَقَائِعَ أَوْقَعْتُهَا فِيهِمْ قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَنْ يَنَالُوا خَيْرًا حَتّٰى يُحِبُّوكُمْ لِلّٰهِ ، وَلِقَرَابَتِي تَرْجُو سَلْهُمْ شَفَاعَتِي ، وَلَا يَرْجُوهَا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)) . [2]

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یقیناً ہمیں ایسے مواقع پر لوگوں کے چہروں پر نفرت و ناپسندیدگی کے آثار نظر آتے ہیں جب میں ان میں جا کر کھڑا ہو جاتا ہوں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ہرگز خیر و بھلائی کو نہیں پا سکتے، یہاں تک کہ وہ تم سے اللہ کی رضا اور میری قرابت داری کی خاطر محبت کرنے لگیں۔ ان سے پوچھو کہ کیا تم ہی میری شفاعت کی اُمید رکھتے ہو اور بنو عبدالمطلب اس کی اُمید نہیں رکھتے؟

1757 ۔ سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ الْعَبَّاسُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّا لَنَخْرُجُ فَنَرٰى قُرَيْشًا تُحَدِّثُ فَإِذَا رَأَوْنَا سَكَتُوا ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَرَّ عِرْقٌ بَيْنَ

---

[1] [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٣٠

[2] [إسناده ضعيف] المصنف لابن أبي شيبة: ١٢/ ١٠٩ ـ كنز العمال: ١٢/ ٤١

عَيْنَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((وَاللّٰهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ امْرِءٍ إِيمَانٌ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِقَرَابَتِي)). ❶

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب ہم باہر نکلتے ہیں اور قریش کو دیکھتے ہیں کہ وہ باتیں کر رہے ہوتے ہیں لیکن جب وہ ہمیں دیکھتے ہیں تو خاموش ہو جاتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آ گیا اور آپ کی پیشانی مبارک پر پسینہ اُتر آیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! آدمی کے دِل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اللہ کی رضا اور میری قرابت داری کی خاطر تم سے محبت نہ کرنے لگ جائے۔

1758۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَقَدْ كَانَ يَحُوطُكَ، وَيَغْضَبُ لَكَ، قَالَ: ((هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ))، ـ قَالَ: ابْنُ مَهْدِيٍّ ـ ((مِنَ النَّارِ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)). ❷

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ نے اپنے چچا (ابوطالب) کو کیا فائدہ پہنچایا جو کہ آپ کی حمایت کیا کرتا تھا اور آپ کی خاطر دوسروں سے خفا ہوتا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ٹخنوں تک ہلکی آگ میں ہوگا اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ آگ کے نچلے گڑھے میں ہوتا۔

1759۔ حسن بن مسلم مکی بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَلَى الصَّدَقَاتِ قَالَ: فَأَتَى عَلَى الْعَبَّاسِ فَسَأَلَهُ صَدَقَةَ مَالِهِ قَالَ: فَتَجَهَّمَهُ الْعَبَّاسُ وَكَانَ بَيْنَهُمَا كَلَامٌ، قَالَ: فَانْطَلَقَ عُمَرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَا الْعَبَّاسَ إِلَيْهِ قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَا عَلِمْتَ يَا عُمَرُ، إِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ؟، إِنَّا كُنَّا تَعَجَّلْنَا صَدَقَةَ مَالِ الْعَبَّاسِ الْعَامَ عَامَ أَوَّلَ)). ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو صدقات کی وصولی کی ذمہ داری دے کر بھیجا تو وہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے ان کے مال کی زکاۃ کا پوچھا، تو عباس رضی اللہ عنہ ان سے ترش روئی سے پیش آئے اور ان دونوں کے درمیان کچھ بحث و تکرار ہوگئی۔ یہ ماجرا دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عباس رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے عمر! کیا تجھے علم نہیں ہے کہ آدمی کا چچا اس کے والد کے قائم مقام ہوتا ہے؟ ہم نے عباس کے مال سے اس سال کی زکاۃ پچھلے سال پیشگی ہی لے لی تھی۔

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٢٠٧ـ سنن الترمذي: ٥/ ٦٥٢ـ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٤٧ـ المصنف لابن أبي شيبة: ١٢/ ١٠٨ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٣٣

❷ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٧/ ١٩٣ـ صحيح مسلم: ١/ ١٩٤ـ مسند أحمد: ١/ ٢٠٧ـ مسند أبي عوانة: ١/ ٩٧

❸ [إسناده ضعيف ولكن الحديث صحيح] صحيح البخاري: ٣/ ٣٣١ـ صحيح مسلم: ٢/ ٦٧٦ـ سنن الترمذي: ٢/ ٦٣ـ سنن أبي داود: ٢/ ١١٥ـ السنن الكبرىٰ للبيهقي: ٤/ ١١١

1760 ۔ سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ الْعَبَّاسُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا فَقَالَ لَہٗ: مَا یُغْضِبُکَ؟ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، مَا لَنَا وَلِقُرَیْشٍ إِذَا تَلَاقَوْا بَیْنَہُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْہٍ مُبْشَرَۃٍ، وَإِذَا لَقُوْنَا لَقُوْنَا بِغَیْرِ ذَالِکَ، قَالَ: فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی احْمَرَّ وَجْہُہٗ، وَحَتَّی اسْتَدَرَّ عَرَقٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ، وَکَانَ إِذَا غَضِبَ اسْتَدَرَّ فَلَمَّا سُرِّیَ عَنْہُ قَالَ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ أَوْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِیْمَانُ حَتّٰی یُحِبَّکُمْ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُوْلِہٖ، ثُمَّ قَالَ: أَیُّہَا النَّاسُ مَنْ آذَی الْعَبَّاسَ فَقَدْ آذَانِیْ إِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِیْہِ)). [1]

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے استفسار فرمایا: آپ کو کس نے غصہ دِلا دیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قریش ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیوں کرتے ہیں کہ جب وہ آپس میں ملتے ہیں تو بڑے ہنستے مسکراتے ملتے ہیں لیکن جب ہم سے ملتے ہیں تو تب ان کی یہ کیفیت نہیں ہوتی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آ گیا، یہاں تک کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپ کی پیشانی پر پسینہ ٹپکنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب غصہ آتا تھا تو پسینہ آ جاتا تھا۔ سو جب آپ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (یا فرمایا کہ) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! آدمی کے دِل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اللہ کی رضا اور میری قرابت داری کی خاطر تم سے محبت نہ کرنے لگ جائے۔ پھر فرمایا: اے لوگو! جس نے عباس کو تکلیف دی؛ اس نے یقیناً مجھے تکلیف پہنچائی، کیونکہ آدمی کا چچا اس کے والد کے قائم مقام ہوتا ہے۔

1761 ۔ سیدنا عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

کَانَ لِلْعَبَّاسِ مِیزَابٌ عَلٰی طَرِیقِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَلَبِسَ عُمَرُ ثِیَابَہٗ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ، وَقَدْ کَانَ ذُبِحَ لِلْعَبَّاسِ فَرْخَانِ، فَلَمَّا وَافَی الْمِیزَابَ صُبَّ مَاءٌ بِدَمِ الْفَرْخَیْنِ، فَأَصَابَ عُمَرَ وَفِیْہِ دَمُ الْفَرْخَیْنِ، فَأَمَرَ عُمَرُ بِقَلْعِہٖ ثُمَّ رَجَعَ، فَطَرَحَ ثِیَابَہٗ وَلَبِسَ ثِیَابًا غَیْرَ ثِیَابِہٖ ثُمَّ جَاءَ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ فَأَتَاہُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ: وَاللّٰہِ إِنَّہٗ لَلْمَوْضِعُ الَّذِیْ وَضَعَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ عُمَرُ لِلْعَبَّاسِ: وَأَنَا أَعْزِمُ عَلَیْکَ لَمَا صَعِدْتَ عَلٰی ظَہْرِیْ حَتّٰی تَضَعَہٗ فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ وَضَعَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَفَعَلَ ذَالِکَ الْعَبَّاسُ. [2]

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا ایک پرنالہ تھا جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے راستے میں آتا تھا۔ ایک مرتبہ جمعے کے دِن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نئے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اسی روز سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں دو چوزے ذبح ہوئے تھے۔ جب وہ پرنالے کے برابر پہنچے تو اوپر سے چوزوں کے خون پر پانی انڈیلا گیا جو عمر رضی اللہ عنہ پر آ گرا اور اس میں چوزوں کا خون بھی شامل تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس پرنالے کو وہاں سے ہٹانے کا حکم دیا اور خود واپس آ کر وہ کپڑے

[1] [إسنادہ ضعیف] مسند أحمد: ١/ ٢٠٧۔ سنن الترمذی: ٦٥٢۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٣٣۔ مسند أبی داود الطیالسی: ٢/ ١٤٧

[2] [إسنادہ ضعیف] مسند أحمد: ١/ ٢١٠۔المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٣١

اتارے اور دوسرے کپڑے پہن لیے۔ پھر آ کر لوگوں کو نماز پڑھائی (نماز کے بعد) سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور کہا: اللہ کی قسم! یہ جس جگہ لگا ہوا ہے وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں آپ کو تاکیداً کہتا ہوں کہ آپ میری کمر پر چڑھ کر اسے اسی جگہ پر لگا دیں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لگایا تھا۔ چنانچہ عباس رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔

1762 - یحییٰ بن عبدالرحمان بن حاطب سے مروی ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ كَانَ لِي جَارًا فَكَانَ لَيْلَهُ قِيَامٌ، وَنَهَارُهُ صِيَامٌ، وَفِي حَوَائِجِ النَّاسِ، قَالَ: فَسَأَلْتُ رَبِّي أَنْ يُرِيَنِيهِ فِي الْمَنَامِ، فَأَرَانِيهِ رَأْسَ الْحَوْلِ وَهُوَ جَاءٍ مِنَ السُّوقِ مُسْتَحْيِيًا فَقُلْتُ: مَا صُنِعَ بِكَ أَوْ مَا لَقِيتَ؟ قَالَ: فَقَالَ: كَادَ عَرْشِي أَنْ يَهْوِيَ لَوْلَا أَنْ لَقِيتُ رَبًّا رَحِيمًا. ❶

عمر رضی اللہ عنہ کتنے اچھے آدمی ہیں، آپ میرے ہمسائے تھے تو آپ کی رات قیام میں اور دن روزے کی حالت میں اور لوگوں کی خدمت کرنے میں گزرتا تھا۔ میں نے اپنے رب سے دعا کہ مجھے خواب میں ان کی زیارت کروا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سال کے اختتام پر ان کی زیارت کروا دی، وہ بازار سے آئے اور بہت شرم و حیا کی کیفیت میں تھے۔ میں نے پوچھا: آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا؟ یا آپ کو کیا حاصل ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا: اگر میں پروردگار کو مہربان و رحمت والا نہ پاتا تو ممکن تھا کہ میں اپنا عزت و مقام کھو دیتا۔

1763 - عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَلَى الصَّدَقَاتِ قَالَ: فَأَتَى عَلَى الْعَبَّاسِ فَسَأَلَهُ صَدَقَةَ مَالِهِ قَالَ: فَتَجَهَّمَهُ الْعَبَّاسُ قَالَ: حَتَّى كَانَ بَيْنَهُمَا، فَانْطَلَقَ عُمَرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَكَا الْعَبَّاسَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا عُمَرُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الرَّجُلَ صِنْوُ أَبِيهِ؟ إِنَّا كُنَّا تَعَجَّلْنَا صَدَقَةَ الْعَبَّاسِ الْعَامَ عَامَ أَوَّلَ)). ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو صدقات کی وصولی کے لیے بھیجا تو وہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے ان کے مال کی زکاۃ کا پوچھا، تو عباس رضی اللہ عنہ ان سے ترش روئی سے پیش آئے، یہاں تک کہ ان دونوں کے درمیان کچھ بحث و تکرار ہو گئی۔ یہ ماجرا دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑے اور عباس رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے عمر! کیا تجھے علم نہیں ہے کہ آدمی کا چچا اس کے والد کے قائم مقام ہوتا ہے؟ ہم نے عباس سے اس سال کی زکاۃ پچھلے سال پیشگی ہی لے لی تھی۔

1764 - عامر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ إِلَى السَّبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ عِنْدَ الْعَقَبَةِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، فَقَالَ: ((لِيَتَكَلَّمْ مُتَكَلِّمُكُمْ وَلَا يُطِلِ الْخُطْبَةَ فَإِنَّ عَلَيْكُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ عَيْنًا وَإِنْ يَعْلَمُوا بِكُمْ يَفْضَحُوكُمْ))، فَقَالَ قَائِلُهُمْ، وَهُوَ أَبُو إِمَامَةَ: سَلْ يَا مُحَمَّدُ لِرَبِّكَ مَا شِئْتَ، سَلْ لِنَفْسِكَ وَلِأَصْحَابِكَ مَا شِئْتَ، ثُمَّ أَخْبِرْنَا مَا لَنَا مِنَ الثَّوَابِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

---

❶ إسناده حسن.　❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٧٥٩

وَعَلَيْكُمْ إِذَا فَعَلْنَا ذَاكَ؟ قَالَ: ((أَسْأَلُكُمْ لِرَبِّي أَنْ تَعْبُدُوهُ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَسْأَلُكُمْ لِنَفْسِي وَلِأَصْحَابِي أَنْ تُؤْوُونَا وَتَنْصُرُونَا وَتَمْنَعُونَا مِمَّا مَنَعْتُمْ مِنْهُ أَنْفُسَكُمْ)) قَالُوا: فَمَا لَنَا إِذَا فَعَلْنَا ذَالِكَ؟ قَالَ: ((لَكُمُ الْجَنَّةُ)) قَالُوا: فَلَكَ ذَاكَ. ❶

نبی ﷺ (بیعتِ عقبہ کے موقع پر) اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک گھاٹی کے نزدیک درخت کے نیچے ستر انصاریوں کے پاس پہنچے اور فرمایا: تم میں سے جس نے بات کرنی ہے وہ کرے لیکن لمبی بات نہ کرے، کیونکہ تم پر مشرکین کی طرف سے ایک جاسوس مقرر ہے اور اگر انہیں تمہارے بارے میں معلوم ہو گیا تو وہ تمہیں رُسوا کر دیں گے۔ پھر ان میں سے ایک شخص بولا، جس کا نام ابوامامہ تھا: اے محمد! آپ اپنے رب، اپنی ذات، اور اپنے ساتھیوں کے لیے جو چاہیں مطالبات پیش کریں، پھر ہمیں یہ بتلائیے کہ اگر ہم انہیں پورا کریں گے تو ہمیں اللہ تعالیٰ سے اور آپ کی طرف سے کیا صلہ ملے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے اپنے پروردگار کے لیے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور میں تم سے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لیے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ تم ہمیں رہنے کی جگہ فراہم کرنا، ہماری مدد کرنا اور ہماری اس سے حفاظت کرنا جس سے تم اپنے آپ کی حفاظت کرتے ہو۔ تو انہوں نے کہا: اگر ہم ایسا کریں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں جنت ملے گی۔ تو انہوں نے کہا: پھر ہم بھی آپ کے مطالبات مانتے ہیں۔

1765 ۔ ایک اور سند کے ساتھ سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ:

وَكَانَ أَبُو مَسْعُودٍ أَصْغَرَهُمْ سِنًّا. ❷

ابومسعود رضی اللہ عنہ صحابہ میں سب سے کم سن تھے۔

1766 ۔ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا سَمِعَ الشِّيبُ وَلَا الشُّبَّانُ بِخُطْبَةٍ مِثْلِهَا. ❸

کسی بوڑھے اور کسی نوجوان نے اس جیسا خطبہ کبھی نہیں سنا۔

1767 ۔ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، جو کہ انصار کے بڑے علماء میں تھے اور انہوں نے بیعتِ عقبہ میں شرکت کی تھی اور رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت بھی کی، وہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجْنَا فِي حُجَّاجِ قَوْمِنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. قَالَ: فَاجْتَمَعْنَا بِالشِّعْبِ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَاءَ نَا، وَمَعَهُ عَمُّهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: قُلْنَا: تَكَلَّمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَخُذْ لِنَفْسِكَ وَلِرَبِّكَ مَا أَحْبَبْتَ قَالَ: فَتَكَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي، وَدَعَا إِلَى اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِي الْإِسْلَامِ، وَقَالَ: ((أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ تَمْنَعُونِي مِمَّا تَمْنَعُونَ مِنْهُ نِسَاءَ كُمْ وَأَبْنَاءَ كُمْ)) قَالَ: فَأَخَذَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: نَعَمْ وَالَّذِي

❶ [مرسل ورجاله ثقات] مسند أحمد: ٤/ ١١٩ ۔ دلائل النبوة للبيهقي: ٢/ ١٨٨ ۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٢٢

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ٤/ ١٢٠

❸ [إسناده صحيح الى الشعبي] دلائل النبوة للبيهقي: ٢/ ١٨٩ ۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٦/ ٤٨

بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَنَمْنَعُكَ مِمَّا نَمْنَعُ مِنْهُ أُزُرَنَا فَبَايِعْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، فَنَحْنُ وَاللّٰهِ أَهْلُ الْحُرُوبِ ، وَأَهْلُ الْحَلْقَةِ وَرِثْنَاهَا كَابِرًا ، عَنْ كَابِرٍ . ❶

ہم اپنی قوم کے کچھ مشرک حجاج کے ساتھ روانہ ہوئے۔ پھر انہوں نے مکمل حدیث بیان کی۔ پھر کہا: پس ہم ایک گھاٹی میں جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے، یہاں تک کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ بات کیجیے اور اپنے لیے اور اپنے پروردگار کے لیے جو آپ پسند کریں وہ ہم سے معاہدہ کیجیے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پہلے گفتگو کی، اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی، اور فرمایا: میں تم سے اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ جس طرح تم اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہو اسی طرح تم میری بھی حفاظت کرو گے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر براء بن معرور نے آپ ﷺ کا دستِ مبارک پکڑا، پھر کہا: جی ہاں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا! ہم آپ کی اسی طرح حفاظت کریں گے جس طرح ہم اپنی ہم اپنی حفاظت کرتے ہیں، آپ ہم سے بیعت لیجیے، اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! ہم جنگجو اور اہل حلقہ ہیں اور ہمیں یہ اکابر سے وراثت میں ملی ہے اور انہوں نے اپنے اکابر سے وراثت میں حاصل کی ہے۔

1768 ۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((هٰذَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَجْوَدُ قُرَيْشٍ كَفًّا وَأَوْصَلُهَا)) . ❷

یہ عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) قریش میں ہاتھ کے سب سے زیادہ سخی اور ان سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔

1769 ۔ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا مَعَهُ إِلَّا أَنَا وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، فَلَزِمْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نُفَارِقْهُ وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ شَهْبَاءَ ، وَرُبَّمَا قَالَ مَعْمَرٌ: بَيْضَاءَ ، قَالَ الْعَبَّاسُ: فَأَنَا آخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُفُّهَا ، وَهُوَ لَا يَأْلُو مَا أَسْرَعَ نَحْوَ الْمُشْرِكِينَ . ❸

میں غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف میں اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ہی تھے۔ چنانچہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ ہی رہے اور آپ سے الگ نہ ہوئے۔ آپ ﷺ ایک خچر پر سوار تھے جس کی پیشانی پر خال خال ہی سیاہ بال تھے۔ اور بسا اوقات معمر

❶ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ٣/ ٤٦٠ ـ دلائل النبوة للبيهقي: ٢/ ١٨٩

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ١٨٥ ـ المستدرك للحاكم: ٤/ ٣٢٨ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٦٨

❸ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٣/ ١٣٩٨ ـ مسند أحمد: ١/ ٢٠٧ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٢٧ ـ السنن الكبرىٰ للنسائي: ٤/ ٢٦٩

نے ''سفید خچر'' کے الفاظ بیان کیے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑ کر اسے آگے بڑھنے سے روک رہا تھا، تا کہ وہ مشرکین کی جانب تیزی سے آگے نہ بڑھے۔

1770 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَقَعَ فِي أَبٍ لِلْعَبَّاسِ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَطَمَهُ الْعَبَّاسُ فَجَاءَ قَوْمُهُ، فَقَالُوا: وَاللّٰهِ لَنَلْطِمَنَّهُ كَمَا لَطَمَهُ، فَلَبِسُوا السِّلَاحَ، فَبَلَغَ ذَالِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ؟)) قَالُوا: أَنْتَ، قَالَ: ((فَإِنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، فَلَا تَسُبُّوا أَمْوَاتَنَا، فَتُؤْذُوا أَحْيَاءَ نَا)) فَجَاءَ الْقَوْمُ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِكَ . [1]

ایک انصاری شخص نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے والد کے متعلق کچھ نازیبا بات کہی جو کہ دورِ جاہلیت میں (فوت ہو گیا) تھا، تو عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو طمانچہ دے مارا۔ اس پر اس کی قوم کے لوگ آ گئے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! جس طرح انہوں نے اس کو طمانچہ مارا ہے اسی طرح ہم بھی انہیں طمانچہ مار کر ہی رہیں گے۔ انہوں نے (جوش میں آ کر) ہتھیار بھی پہن لیے۔ اس بات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا چلا تو آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا: اے لوگو! اللہ کی نگاہ میں اہل زمین میں سے کون سب سے زیادہ معزز ہے؟ لوگوں نے کہا: آپ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، تم ہمارے فوت شدگان کو برا مت کہا کرو، اس سے تم ہمارے زندوں کو اذیت پہنچاتے ہو۔ اس قوم کے لوگ آ کر عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے غصے سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔

1771 ۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والد سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَنَا عَمُّكَ، كَبُرَتْ سِنِّي وَاقْتَرَبَ أَجَلِي، فَعَلِّمْنِي شَيْئًا يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهِ، قَالَ: ((يَا عَبَّاسُ، أَنْتَ عَمِّي، وَلَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، وَلٰكِنْ سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ، وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)) قَالَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ أَتَاهُ قُرْبَ الْحَوْلِ فَقَالَ مِثْلَ ذَالِكَ . [2]

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کا چچا ہوں، میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں اور میری موت کا وقت بھی قریب آ گیا ہے، سو مجھے کوئی ایسی چیز سکھلا دیجیے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ بخشے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس! آپ میرے چچا ہیں اور میں اللہ سے بچانے میں آپ کے کسی کام نہیں آ سکتا، البتہ آپ اپنے رب سے معافی اور دنیا و آخرت میں عافیت کی دعا مانگیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار یہی بات فرمائی۔ پھر وہ سال مکمل ہونے کے قریب دوبارہ آپ کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تب

[1] [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٣٠٠ـ سنن الترمذی: ٥/ ٦٥٢ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٢٥ـ سير أعلام النبلاء للذهبی: ٣/ ٢٩٠ـ كنز العمال: ١١/ ٧٠٣

[2] [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٢٠٦

بھی یہی فرمایا۔

1772 ۔ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَنَا عَمُّكَ قَدْ كَبُرَتْ سِنِّي، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ. ❶

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کا چچا ہوں، میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں۔۔۔ اس کے بعد گزشتہ روایت ہی کے مثل بیان کیا۔

1773 ۔ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ قُرَيْشًا إِذَا لَقِيَ بَعْضُهَا بَعْضًا لَقُوهُمْ بِبِشْرٍ حَسَنٍ، وَإِذَا لَقُونَا لَقُونَا بِوُجُوهٍ لَا نَعْرِفُهَا قَالَ: فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضَبًا شَدِيدًا وَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ)). ❷

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب قریشی ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو بہت خوش باش اور اچھے انداز میں ملتے ہیں لیکن جب ہمیں ملتے ہیں تو عجیب سا منہ بنا لیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے یہ سنا تو سخت غصے میں آ گئے اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کسی آدمی کے دِل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر محبت نہ کرنے لگے۔

1774 ۔ سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ الْعَبَّاسُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّا لَنَخْرُجُ فَنَرٰى قُرَيْشًا تُحَدِّثُ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. ❸

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ہم باہر نکلتے ہیں تو قریش کو باتیں کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔۔۔ اس کے بعد راوی نے مکمل حدیث بیان کی۔

1775 ۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهُ إِلَّا أَنَا وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَلَزِمْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نُفَارِقْهُ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَةٍ شَهْبَاءَ وَرُبَّمَا قَالَ مَعْمَرٌ: بَيْضَاءَ أَهْدَاهَا لَهُ فَرْوَةُ بْنُ نَعَامَةَ الْجُذَامِيُّ، فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ، وَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ قَالَ الْعَبَّاسُ: وَأَنَا آخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُفُّهَا، وَهُوَ لَا يَأْلُو مَا أَسْرَعَ نَحْوَ الْمُشْرِكِينَ، وَأَبُو

---

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٢٠٩۔ الأدب المفرد للبخاري، ص: ٢٥٢

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٢٠٧۔ تاريخ المدينة لابن شبّة: ١/ ١٨٨

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٢٠٧

سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذٌ بِغَرْزِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا عَبَّاسُ نَادِ: يَا أَصْحَابَ السَّمُرَةِ)) قَالَ: وَكُنْتُ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِأَعْلٰى صَوْتِي: أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمُرَةِ؟ قَالَ: فَوَاللّٰهِ لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى أَوْلَادِهَا، فَقَالَ: لَبَّيْكَ، يَا لَبَّيْكَ، يَا لَبَّيْكَ، وَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُونَ، فَاقْتَتَلُوا هُمْ وَالْكُفَّارُ، فَنَادَتِ الْأَنْصَارُ يَقُولُونَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، ثُمَّ قَصُرَتِ الدَّاعُونَ عَلٰى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، فَنَادَوْا: يَا بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَالَ: فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهِ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا إِلٰى قِتَالِهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حِينَ حَمِيَ الْوَطِيسُ قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ: ((انْهَزَمُوا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، انْهَزَمُوا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)) قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا الْقِتَالُ عَلٰى هَيْئَتِهِ فِيمَا أَرٰى، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَمَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَصَيَاتِهِ فَمَا زِلْتُ أَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيلًا وَأَمْرَهُمْ مُدْبِرًا حَتّٰى هَزَمَهُمُ اللّٰهُ قَالَ: وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ خَلْفَهُمْ عَلٰى بَغْلَتِهِ. [1]

میں غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف میں اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ہی تھے۔ چنانچہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ ہی رہے اور آپ سے الگ نہ ہوئے۔ آپ ﷺ سفید خچر پر سوار تھے جس کی پیشانی پر خال خال ہی سیاہ بال تھے اور وہ خچر فروہ بن نعامہ جذامی نے آپ کو تحفے میں دیا تھا۔ جب مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ شروع ہوا تو مسلمان میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے، جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر کو کفار کی جانب آگے بڑھانے لگے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھا، میں اسے روک رہا تھا، تاکہ وہ مشرکین کی جانب تیزی سے آگے نہ بڑھے اور ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی رکاب کو پکڑا ہوا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عباس! کیکر کے درخت (کے نیچے بیعت کرنے) والوں کو آواز دو۔ عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری آواز بہت اونچی تھی، چنانچہ میں نے بلند آواز سے کہا: کیکر کے درخت (کے نیچے بیعت کرنے) والے کہاں ہیں؟ کہتے ہیں کہ میری آواز سن کر وہ اس طرح پلٹے کہ جیسے گائے اپنے بچوں کی (آواز سن کر ان کی) طرف پلٹتی ہے۔ اور انہوں نے کہا: ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔ پھر وہ اور کفار باہم لڑنے لگے۔ پھر انصار نے (اپنے ساتھیوں کو) آواز دی، کہنے لگے: اے انصار کی جماعت!۔ پھر یہ آواز کو بنو حارث بن خزرج تک محدود ہوگئی اور لوگوں نے کہا: اے بنو حارث بن خزرج!۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خچر پر بیٹھے ہوئے، گردن کو لمبا کر کے دیکھنے والے کی طرح، ان کی لڑائی کا جائزہ لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسا وقت ہے کہ (لڑائی کا) تنور گرم ہوگیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں پکڑیں اور انہیں کافروں کے چہروں پر دے مارا، پھر فرمایا: ربِ کعبہ کی قسم! وہ شکست کھا گئے، ربِ کعبہ کی قسم! وہ شکست کھا گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں دیکھنے لگا تو میرے

[1] [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٣/ ١٣٩٩ - مسند أحمد: ١/ ٢٠٧

خیال کے مطابق لڑائی اسی طرح جاری تھی، پھر اللہ کی قسم! اسی طرح ہوا کہ جونہی آپ نے ان کی طرف کنکریاں پھینکیں تو میں دیکھ رہا تھا کہ ان کی دھار کند ہوگئی ہے اور ان کی میدان چھوڑنے والی حالت ہوگئی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔ اور میں (اب بھی چشمِ تصور سے) گویا رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپ خچر کو ایڑ لگا کر ان کا پیچھا کر رہے ہیں۔

1776۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عَبَّاسٌ، وَأَبُو سُفْيَانَ مَعَهُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَحَصَبَهُمْ وَقَالَ: ((اَلْآنَ حَمِيَ الْوَطِيسُ)) وَقَالَ: ((نَادِ يَا أَصْحَابَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ)). ❶

عباس اور ابوسفیان رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے ہمراہ تھے، تو آپ ﷺ نے کافروں پر کنکریاں پھینکیں اور فرمایا: اب (لڑائی کا) تنور گرم ہوگیا ہے۔ اور فرمایا: (اے عباس!) آواز لگاؤ، اے اصحاب سورۃ البقرۃ!۔

1777۔ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجَ عُمَرُ عَامَ الرَّمَادَةِ بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْتَسْقِي بِهِ، فَقَالَ: جِئْنَاكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، فَسُقُوا. ❷

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قحط کے سال سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو لے کر بارش کی دعا کے لیے نکلے اور فرمایا: (اے اللہ!) ہم تیرے پاس اپنے نبی کے چچا کو لے کر آئے ہیں، لہٰذا تو ہمیں بارش عطا فرما دے۔ تو ان پر بارش برسا دی گئی۔

1778۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقِيلَ: مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ، وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَالْعَبَّاسُ عَمُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللّٰهُ، وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا، فَقَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَأَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلَيَّ، وَمِثْلُهَا)) ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ)). ❸

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو زکاۃ کی وصولی کے لیے تو بھیجا تو آپ کو بتلایا گیا کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور نبی ﷺ کے چچا عباس نے زکاۃ نہیں دی۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ابن جمیل تو صرف اس بات کا بدلہ لے رہا ہے کہ وہ غریب تھا تو اللہ نے اسے مال دار کر دیا، جہاں تک خالد کی بات ہے تو تم اس پر ظلم کر رہے ہو، کیونکہ اس نے تو اپنی زِرہیں تک راہِ خدا میں دے دی ہیں اور عباس کا معاملہ یہ ہے کہ ان کی زکاۃ اور اتنا ہی

❶ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٢٠٧

❷ [في هذا الإسناد سقطاً مع الإرسال] صحيح البخاري: ٢/ ٤٩٤۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٣٤

❸ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٣/ ٣٣١۔ صحيح مسلم: ٢/ ٦٧٦۔ مسند أحمد: ٢/ ٣٢٢۔ سنن أبي داود: ٢/ ١١٥۔ سنن النسائي: ٥/ ٣٣

اور مال میرے ذِمے ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کے قائم مقام ہوتا ہے۔

توضیح:...... ان تینوں اصحاب کے زکاۃ نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ ابنِ جمیل نے تو سیدھے انکار ہی کر دیا تھا، اسی لیے نبی ﷺ نے ان کے متعلق زجر و توبیخ کا سا انداز اپنایا، اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فرض زکاۃ کی وصولی کے لیے اگر زبردستی بھی کرنا پڑے تو جائز ہے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے زکاۃ اس لیے نہ دی کیونکہ وہ اپنا سارا مال پہلے ہی راہِ خدا میں لٹا چکے تھے۔ اور آپ ﷺ نے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو فرمایا کہ ''ان کی زکاۃ اور اسی کے مثل (یعنی جتنی زکوٰۃ ہے اتنا ہی اور مال) میرے ذِمے ہے'' تو اس کی وضاحت ایک روایت میں یوں مذکور ہے کہ نبی ﷺ ان سے دو سال کی زکاۃ پیشگی لے چکے تھے۔ ❶

1779 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور پھر فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ؟)) قَالُوا: أَنْتَ ، قَالَ: ((فَإِنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ ، لَا تَسُبُّوا أَمْوَاتَنَا فَتُؤْذُوا أَحْيَاءَنَا)) ، فَجَاءَ الْقَوْمُ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِكَ ، اسْتَغْفِرْ لَنَا . ❷

اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی نظر میں لوگوں میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا: آپ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پس بلاشبہ عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، تم ہمارے فوت شدگان کو برا بھلا مت کہو، اس سے تم ہمارے زندہ لوگوں کو تکلیف دیتے ہو۔ پھر کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے غصے سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، آپ ہمارے لیے (اللہ تعالیٰ سے) بخشش طلب کیجیے۔

1780 ۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةٍ ، فَقِيلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ ، وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ ، وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا نَقَمَ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ ، وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمُّ رَسُولِ اللّٰهِ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا)) . ❸

رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ کی ادائیگی کا حکم فرمایا تو آپ کو بتلایا گیا کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب نے زکاۃ نہیں دی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن جمیل تو صرف اس بات کا بدلہ لے رہا ہے کہ وہ غریب تھا تو اللہ اور اس کے رسول نے اسے مال دار کر دیا، جہاں تک خالد کی بات ہے تو تم اس پر ظلم کر رہے ہو، کیونکہ اس نے تو اپنی زِرہیں اور گھوڑے تک راہِ خدا میں دے دِیے ہیں اور رسول اللہ کے چچا عباس بن عبدالمطلب کا معاملہ یہ ہے کہ ان کی زکاۃ اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور مال میرے ذِمے ہے۔

1781 ۔ امام مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

❶ سنن الدارقطني: ٢/ ١٢٤ .

❷ [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٢٥

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٧٧٨

((لَا تُؤْذُونِی فِی عَبَّاسٍ فَإِنَّہُ بَقِیَّۃُ آبَائِی ، وإِنَّ الْعَمَّ صِنْوُ أَبِیہِ)) . ❶

تم مجھے عباس کے بارے میں اذیت مت دو، کیونکہ یقیناً وہ میرے آباء واجداد کی نشانی ہیں، اور بلاشبہ چچا؛ باپ کے ہی مثل ہوتا ہے۔

1782 - سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے روز فرمایا:

((مَنْ لَقِیَ مِنكُمُ الْعَبَّاسَ فَلْیَکُفَّ عَنْہُ ، فَإِنَّہُ مُکْرَہٌ)) . ❷

تم میں سے جس کا بھی عباس سے سامنا ہو وہ ان پر وار نہ کرے، کیونکہ انہیں (ہمارے مقابلے میں آنے پر) مجبور کیا گیا ہے۔

1783 - سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَیْہِ الْعَبَّاسُ وَھُوَ مُغْضَبٌ ، فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ ، مَا بَالُ قُرَیْشٍ إِذَا تَلَاقَوْا بَیْنَھُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوہٍ مُبْشِرَۃٍ ، وَإِذَا لَقُونَا لَقُونَا بِغَیْرِ ذَالِکَ؟ قَالَ: فَغَضِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی احْمَرَّ وَجْھُہُ ثُمَّ قَالَ: ((لَا یَدْخُلُ قَلْبَ امْرِءٍ الْإِیمَانُ حَتّٰی یُحِبَّکُمْ لِلّٰہِ وَرَسُولِہِ)) وَقَالَ: ((عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِیہِ)) . ❸

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا کہ آپ کے پاس سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آئے اور وہ غصے میں تھے، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قریش کو کیا ہو گیا ہے کہ جب وہ آپس میں ملتے ہیں تو بڑے خوش باش ملتے ہیں لیکن جب ہم سے ملتے ہیں تو ان کی یہ کیفیت نہیں ہوتی؟ راوی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر غصے میں آ گئے کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی آدمی کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ رضائے الٰہی کی خاطر اور میرے ساتھ تمہاری قرابت داری کے باعث ان سے محبت نہ کرنے لگے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا چچا اس کے باپ کے مثل ہوتا ہے۔

1784 - اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے تو صحابہ نے آپ کے پاس خلافت کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لٰکِنَّھَا فِی بَنِی عَمِّی صِنْوِ أَبِی الْعَبَّاسِ)) . ❹

خلافت میرے چچا کے بیٹوں میں ہو گی جو ابوالعباس کے قائم مقام ہیں۔

1785 - عبداللہ بن حارث بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص کی کوئی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا أَدْخَلَ اللّٰہُ قَلْبَ عَبْدٍ الْإِیمَانَ لَمْ یُحِبَّکُمْ لِلّٰہِ وَرَسُولِہِ)) ، ثُمَّ خَطَبَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ

---

❶ [مرسل ورجاله ثقات] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٦٩

❷ [إسناده ضعيف] التاريخ للفسوى: ١/ ٥٠٥۔ سيرة ابن هشام: ٦٢٩۔ الطبقات لابن سعد: ٤/ ١١

❸ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٨٥٧

❹ [فيه رواة لم أجد من وثقهم أو جرحهم] مجمع الزوائد للهيثمي: ٥/ ١٨٧

النَّاسَ فَقَالَ: ((مَنْ آذَى الْعَبَّاسَ فَقَدْ آذَانِي ، فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ)). ❶

اللہ تعالیٰ اس بندے کے دل میں ایمان کو داخل نہیں فرماتا جو تم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی (رضا کی) خاطر محبت نہیں کرتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: جس نے عباس کو تکلیف دی اس نے یقیناً مجھے تکلیف دی، کیونکہ آدمی کا چچا اس کے باپ کے مثل ہی ہوتا ہے۔

1786 ۔ عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ، مَنْ آذَى الْعَبَّاسَ فَقَدْ آذَانِي)). ❷

آدمی کا چچا اس کے باپ کے مثل ہوتا ہے، جس نے عباس کو تکلیف دی؛ اس نے یقیناً مجھے تکلیف دی۔

1787 ۔ یعقوب الماجشون بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ، خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي فَأَخَذَ بِعَضُدِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَسْقِيكَ بِعَمِّ نَبِيِّكَ)). ❸

یقیناً عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کو لے کر بارش کی دعا کرنے کے لیے (میدان میں) نکلے تو انہوں نے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا کندھا پکڑا اور فرمایا: اے اللہ! یقیناً ہم تجھ سے تیرے پیغمبر کے چچا کے ذریعے سے بارش طلب کرتے ہیں۔

1788 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا شَتَمَ أَبًا لِلْعَبَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، فَلَطَمَهُ الْعَبَّاسُ ، فَبَلَغَ قَوْمَهُ ، فَلَبِسُوا السِّلَاحَ ثُمَّ جَاءُوا ، فَقَالُوا: لَا نَرْضَى حَتَّى نَلْطِمَهُ كَمَا لَطَمَهُ ، فَبَلَغَ ذَالِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ وَقَالَ: ((أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ؟)) وَغَضِبَ ، وَقَالَ: ((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الْحَيَّ)) فَقَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ غَضِبِ اللهِ وَغَضِبِ رَسُولِهِ ، اسْتَغْفِرْ لَنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((غَفَرَ اللهُ لَكُمْ)). ❹

ایک آدمی نے عہد جاہلیت میں عباس رضی اللہ عنہ کے باپ کو گالی دی، تو عباس رضی اللہ عنہ نے اسے زور سے طمانچہ مار دیا۔ جب اس کی قوم کو پتا چلا تو وہ اسلحے سے لیس ہو کر آ گئے اور کہا: ہم تب تک راضی نہیں ہوں گے جب تک ہم اسے طمانچہ نہ ماریں، جیسے اس نے طمانچہ مارا ہے۔ تو اس بات کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا چل گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ عباس مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں؟ آپ غصے میں تھے اور فرمایا: تم فوت شدگان کو برا بھلا مت کہا کرو، اس طرح تم زندہ کو تکلیف دیتے ہو۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب سن کر) انہوں نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے غصے سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے استغفار کیجیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے۔

1789 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر براجمان ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

❶ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٧٦٠ — ❷ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٤/ ٢٧

❸ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٧٧٧ — ❹ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٧٧٠

((أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ؟)) قَالَ: قُلْنَا: أَنْتَ، قَالَ: ((فَإِنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُ، لَا تُؤْذُوا الْعَبَّاسَ فَتُؤْذُونِي)) وَقَالَ: ((مَنْ سَبَّ الْعَبَّاسَ، فَقَدْ سَبَّنِي)). ❶

اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے ہاں اہل زمین میں سے سب سے معزز کون شخص ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے کہا: آپ۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: پس بلاشبہ عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، تم عباس کو برا بھلا مت کہو، اس سے تم مجھے تکلیف دیتے ہو۔اور آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے عباس کو برا بھلا کہا؛ اس نے یقیناً مجھے برا بھلا کہا۔

1790 ۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ فِي أَبٍ كَانَ لِلْعَبَّاسِ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ. ❷

ایک آدمی نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے والد کے بارے میں بدزبانی کی۔ پھر راوی نے سفیان کی حدیث کے مثل ہی بیان کیا۔

1791 ۔ ابوالضحیٰ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا لَنَرٰى ضَغَائِنَ فِي وُجُوهِ قَوْمٍ مِنْ وَقَائِعَ أَوْقَعْتُهَا بِهِمْ، قَالَ: وَقَدْ فَعَلُوهَا؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ((مَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا حَتّٰى يُحِبُّوكُمْ لِقَرَابَتِي، أَتَرْجُو سَلْهُمْ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَرْجُوهَا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)). ❸

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یقیناً ہمیں ایسے مواقع پر لوگوں کے چہروں پر نفرت و ناپسندیدگی کے آثار نظر آتے ہیں جب میں ان میں جا کر کھڑا ہو جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا واقعی وہ ایسا کرتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ تم سے میری قرابت داری کی خاطر محبت نہ کرنے لگیں۔ ان سے پوچھو کہ کیا تم ہی میری شفاعت کی اُمید رکھتے ہو اور بنوعبدالمطلب اس کی اُمید نہیں رکھتے؟

1792 ۔ محمد بن کعب القرظی بیان کرتے ہیں کہ:

جَلَسَ الْعَبَّاسُ إِلٰى قَوْمٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَطَعُوا حَدِيثَهُمْ فَذَكَرَ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَخَطَبَ فَقَالَ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَحَدَّثُونَ بِالْحَدِيثِ، فَإِذَا جَلَسَ إِلَيْهِمْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، قَطَعُوا حَدِيثَهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ امْرِءٍ إِيمَانٌ حَتّٰى يُحِبَّهُمْ لِلّٰهِ، وَلِقَرَابَتِي مِنْهُمْ)). ❹

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ قریش کے کچھ لوگوں کے پاس جا کر بیٹھے تو انہوں نے اپنی بات ختم کر دی۔تو انہوں نے اس بات کا نبی ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ کوئی بات کر رہے

❶ [إسناده ضعيف] مكرر برقم: ١٧٧٩　❷ إسناده ضعيف.

❸ [إسناده ضعيف] المصنف لابن أبي شيبة: ١٢/ ١٠٩ـ كنز العمال: ١٢/ ٤١

❹ [إسناده ضعيف] سنن ابن ماجه: ١/ ٥٠

ہوتے ہیں لیکن جب ان کے پاس میرے اہل بیت میں سے کوئی شخص جا کر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنی بات کو ختم کر دیتے ہیں؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کسی آدمی کے دِل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ رضائے الٰہی کی خاطر اور میرے ساتھ تمہاری قرابت داری کے باعث ان سے محبت نہ کرنے لگے۔

1793 ۔ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ قُرَيْشًا إِذَا لَقِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَقُوا بِبِشْرٍ حَسَنٍ، فَإِذَا لَقُونَا لَقُونَا بِوُجُوهٍ لَا نَعْرِفُهَا، قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُولِهِ)). ❶

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب قریشی ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو بہت خوش باش اور اچھے انداز میں ملتے ہیں لیکن جب ہمیں ملتے ہیں تو عجیب سا منہ بنا لیتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو غصے میں آ گئے اور فرمایا: اللہ کی قسم! کوئی بھی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر محبت نہ کرنے لگے۔

1794 ۔ عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَخَذَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِيَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَقَبَةِ حِينَ وَافَاهُ السَّبْعُونَ مِنَ الْأَنْصَارِ، يَأْخُذُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَيَشْتَرِطُ لَهُمْ، وَذَالِكَ وَاللّٰهِ فِي غُرَّةِ الْإِسْلَامِ وَأَوَّلِهِ، مِنْ قَبْلِ أَنْ يَعْبُدَ اللّٰهَ أَحَدٌ عَلَانِيَةً. ❷

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بیعتِ عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھاما، جس وقت ستر انصاری صحابہ آپ سے ملنے آئے تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کا ساتھ دینے) کے لیے ان سے وعدہ لے رہے تھے اور ان پر شرط عائد کر رہے تھے۔ (راوی کہتے ہیں:) اللہ کی قسم! یہ اسلام کے بالکل ابتدائی دِنوں کی بات ہے جب کوئی اللہ کی علانیہ عبادت بھی نہیں کرتا تھا۔

1795 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبَّاسَ، فَقَالَ: ((إِذَا كَانَ غَدَاةَ الِاثْنَيْنِ فَأْتِنِي أَنْتَ وَوَلَدُكَ)) قَالَ: فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهُ قَالَ: فَأَلْبَسَنَا كِسَاءً لَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَلِوَلَدِهِ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً بَاطِنَةً لَا تُغَادِرْ ذَنْبًا، اَللّٰهُمَّ أَخْلُفْهُ فِي وَلَدِهِ)). ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: جب سوموار کی صبح ہو گی تو آپ اپنے بیٹے کے ہمراہ میرے پاس آنا۔ چنانچہ عباس رضی اللہ عنہ (سوموار کے روز) صبح کو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے) اور ان کے ساتھ ہم بھی گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر ہمیں پہنائی، پھر فرمایا: اے اللہ! عباس کی اور اس کے بیٹے کی

---

❶ [إسناده ضعيف] تاريخ المدينة لابن شبّة: ١/ ١٨٧ ❷ مرسل ورجاله ثقات.

❸ [إسناده حسن] المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٢٦ـ المعجم الكبير للطبراني: ٦/ ٢٥٢ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٦٩

مغفرت فرما، ظاہری بھی اور باطنی بھی، ایسی مغفرت کہ جو کسی گناہ کو باقی نہ چھوڑے، اے اللہ! اس کی اولاد میں اس کا بہترین جانشین پیدا فرما۔

1796۔ محمد بن کعب القرظی سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ نَجِيءُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ فَيَقْطَعُونَ حَدِيثَهُمْ؟ فَقَالَ: ((أَمَا وَاللّٰهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلِقَرَابَتِكُمْ مِنِّي)). ❶

انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قریش کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم آتے ہیں اور وہ باتیں کر رہے ہوتے ہیں (تو ہمیں دیکھ کر) اپنی بات کو ختم کر دیتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! اللہ کی قسم! کسی آدمی کے دِل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ رضائے الٰہی کی خاطر اور میرے ساتھ تمہاری قرابت داری کے باعث تم سے محبت نہ کرنے لگے۔

1797۔ عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ الْعَبَّاسُ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ لَا تُرْفَعُ مَائِدَتُهُ، حَتّٰى يُرْفَعَ مِنْهَا لِلطَّيْرِ وَالسِّبَاعِ. ❷

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جب محو سفر ہوتے تھے تو ان کا دسترخوان اس وقت تک اٹھایا نہیں جاتا تھا جب تک پرندے اور جانور بھی اس سے کھا نہ لیتے۔

1798۔ محمد بن کعب القرظی بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ الْعَبَّاسُ: كَانَ إِذَا جَلَسْنَا إِلَى قُرَيْشٍ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ قَطَعُوا حَدِيثَهُمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَلَغَهُ عَنْهُمْ شَيْءٌ خَطَبَهُمْ فَيَتَّعِظُونَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا إِذَا جَلَسْنَا إِلَى قُرَيْشٍ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ قَطَعُوا حَدِيثَهُمْ قَالَ: فَخَطَبَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَحَدَّثُونَ، فَإِذَا جَاءَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، قَطَعُوا حَدِيثَهُمْ؟ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يَدْخُلُ قَلْبَ امْرِءٍ الْإِيمَانُ حَتّٰى يُحِبَّهُمْ لِلّٰهِ وَيُحِبَّهُمْ لِقَرَابَتِي)). ❸

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم قریش کی جماعت کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور وہ باتیں کر رہے ہوتے تو (ہمیں دیکھ کر) اپنی بات کو ختم کر دیتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان سے کوئی بات پہنچتی تھی تو آپ انہیں خطبہ دیتے تو وہ اصلاحِ حال پر توجہ دیتے تھے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً جب ہم قریش کے پاس جا کر بیٹھتے ہیں اور وہ باتیں کر رہے ہوتے ہیں تو وہ اپنی بات کو ختم کر دیتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خطبہ دیا اور فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ باتیں کر رہے ہوتے ہیں لیکن جب میرے اہل بیت میں سے کوئی شخص آ جاتا ہے تو وہ اپنی بات کو ختم کر دیتے ہیں؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کسی آدمی کے دِل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ رضائے الٰہی کی خاطر اور میرے ساتھ تمہاری قرابت داری کے باعث ان سے محبت نہ کرنے لگے۔

---

❶ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٧٩٢ ❷ إسناده ضعيف.

❸ إسناده ضعيف.

1799۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام کریب ابورشدین بیان کرتے ہیں کہ:

إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُجِلُّ الْعَبَّاسَ إِجْلَالَ الْوَلَدِ وَالِدًا أَوْ عَمًّا. ❶

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا اس طرح خاص عزت واحترام کیا کرتے تھے جس طرح بیٹا اپنے والد یا چچا کی عزت واحترام کرتا ہے۔

1800۔ عطاء خراسانی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْعَبَّاسُ وَصِيِّي وَوَارِثِي)). ❷

عباس میری وصیت اور میرے وارث ہیں۔

1801۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ لِعُمَرَ أَمَا تَذْكُرُ حِينَ شَكَوْتَ الْعَبَّاسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَكَ: ((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ)). ❸

میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ جب آپ نے نبی ﷺ سے عباس رضی اللہ عنہ کی شکایت تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کے مثل ہوتا ہے؟

1802۔ عطیہ العوفی بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ كَعْبًا الْحَبْرَ أَخَذَ بِيَدِ الْعَبَّاسِ فَقَالَ: اخْتَبِئْهَا لِلشَّفَاعَةِ عِنْدَكَ، قَالَ: وَهَلْ لِي شَفَاعَةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَانَتْ لَهُ شَفَاعَةٌ. ❹

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: اسے اپنے ہاں شفاعت کے لیے محفوظ رکھ لیجیے۔ انہوں نے کہا: کیا میرے پاس شفاعت کا حق ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، نبی ﷺ کے اہل بیت میں سے جو بھی ہے اس کو شفاعت کا حق حاصل ہے۔

1803۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ قُرَيْشًا جُلُوسٌ فَتَذَاكَرُوا أَنْسَابَهُمْ فَجَعَلُوا مَثَلَكَ مَثَلَ نَخْلَةٍ فِي كَبْوَةٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ اللّٰهَ يَوْمَ خَلَقَ الْخَلْقَ، جَعَلَنِي فِي خَيْرِ الْفِرْقَتَيْنِ خَيْرًا، ثُمَّ جَعَلَ الْقَبَائِلَ، جَعَلَنِي فِي خَيْرِ قَبِيلَةٍ يَعْنِي خَيْرًا، ثُمَّ جَعَلَ الْبُيُوتَ، فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِ بُيُوتِهِمْ، فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا، وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا)). ❺

❶ [مرسل ورجاله ثقات] المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٣٤۔ سير أعلام النبلاء للذهبي: ٣/ ٢٨٧

❷ [إسناده ضعيف] الجامع الصغير للسيوطى: ٢/ ٦٨۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ٢/ ٢٠٤

❸ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٩٤۔ سنن الترمذى: ٥/ ٦٥٣۔ معجم الصحابة للبغوى: ٤٢٥

❹ [إسناده ضعيف] الشريعة للآجرى: ٣٥١

❺ [إسناده ضعيف] سنن الترمذى: ٥/ ٥٨٤۔ السنن الكبرىٰ للنسائى: ١/ ٤٩٩۔ مناقب الشافعى للبيهقى: ١/ ٤٦۔ دلائل النبوة للبيهقى: ١/ ١٣٠

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ قریش بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے اپنے حسب ونسب کے تذکرہ کیا اور آپ کی مثال اس درخت سے دی جو سطح زمین پر نہ ٹھیرنے والی زمین پر ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً جس روز اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اس نے مجھے دو گروہوں میں سے اچھے گروہ میں شامل کیا، پھر اس نے قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں شامل کیا، پھر اس نے گھر بنائے تو مجھے سب گھروں میں سے بہترین گھر میں شامل کیا، چنانچہ میں ان سے ذات کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں اور گھرانے کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں۔

1804۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يُجَهِّزُ بَعْثًا، فَطَلَعَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هٰذَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمُّ نَبِيِّكُمْ أَجْوَدُ قُرَيْشًا كَفًّا وَأَوْصَلُهُمْ)). ❶

یقیناً نبی ﷺ ایک دستے کو تیار کرنے نکلے تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آ گئے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہ عباس بن عبدالمطلب ہیں، تمہارے نبی کے چچا، یہ قریش میں ہاتھ کے سب سے زیادہ سخی اور ان سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔

1805۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَمَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ، وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَالْعَبَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنْ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللّٰهُ، وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا، قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتَادَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَمَّا الْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا))، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ الْأَبِ أَوْ صِنْوُ أَبِيهِ؟)). ❷

نبی ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زکاۃ کی وصولی کے لیے بھیجا تو ابن جمیل، خالد بن ولید اور سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم نے زکاۃ نہیں دی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن جمیل تو اس بات کا بدلہ لے رہا ہے کہ وہ غریب تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مال دار کر دیا اور خالد پر تم ظلم کر رہے ہو، کیونکہ اس نے تو اپنی زِرہیں اور ہتھیار تک راہِ خدا میں دے دیے، اور جہاں تک رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس (رضی اللہ عنہ) کا تعلق ہے تو ان کی زکاۃ اور اسی کے مثل (یعنی جتنی زکوٰۃ ہے اتنا ہی اور مال) میرے ذِمے ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! کیا تم جانتے نہیں ہو کہ آدمی کا چچا باپ کے، یا فرمایا کہ اس کے باپ کے قائم مقام ہوتا ہے۔

1806۔ صدقہ بن ابو سہل الہنائی بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ عِنْدَ خَالَتِي عُتْبَةَ بِنْتِ سَمْعَانَ الْعَدَوِيَّةِ قَالَ: فَخَرَجَ زَيْدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَسَنٍ قَالَ: فَاسْتَرْجَعَتْ، قُلْتُ: لِمَ؟ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ حَبِيبَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ فَقَالَ: ((الْعَبَّاسُ صِنْوُ أَبِي)). ❸

❶ [لم أجد محمد بن أبي خلف والباقون ثقات] مضى برقم: ۱۷٦۸ ❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ۱۷۷۸

❸ [إسناده ضعيف] تاريخ بغداد للخطيب: ٥/ ۳٥۷

میں اپنی خالہ عتبہ بنت سمعان العدویہ کے پاس تھا کہ زید بن علی بن حسن باہر نکلے تو عتبہ نے ''إنا للہ وإنا إلیہ راجعون'' پڑھا۔ میں نے پوچھا: یہ کیوں پڑھا؟ تو انہوں نے کہا: مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سیدہ اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: عباس میرے والد کے قائم مقام ہیں۔

1807 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ لِلْعَبَّاسِ دَارٌ إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ وَفِي الْمَسْجِدِ ضِيقٌ فَأَرَادَ عُمَرُ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي الْمَسْجِدِ، فَأَبَى، فَقَالَ: اجْعَلْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَا بَيْنَهُمَا أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، فَقَضَى لِلْعَبَّاسِ عَلَى عُمَرَ، فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ أَجْرَأَ عَلَيَّ مِنْكَ، فَقَالَ أُبَيٌّ: أَوَ أَنْصَحُ لَكَ مِنِّي؟ قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَمَا بَلَغَكَ حَدِيثُ دَاوُدَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَهُ بِبِنَاءِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَأَدْخَلَ فِيهِ بَيْتَ امْرَأَةٍ بِغَيْرِ إِذْنِهَا، فَلَمَّا بَلَغَ حُجَزَ الرِّجَالِ مَنَعَهُ اللّٰهُ بِنَاءَهُ، قَالَ دَاوُدُ: يَا رَبِّ مَنَعْتَنِي بِنَاءَهُ، فَاجْعَلْهُ فِي عَقِبِي، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: أَلَيْسَ قَدْ صَارَتْ لِي وَقَضَى لِي بِهَا؟ قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنِّي قَدْ جَعَلْتُهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❶

مسجد کے پہلو میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا گھر تھا اور مسجد کی جگہ تنگ تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ وہ اس گھر کو مسجد میں شامل کر دیں لیکن عباس رضی اللہ عنہ نے گھر دینے سے انکار کر دیا، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے اور اپنے درمیان اصحابِ رسول میں سے کوئی آدمی مقرر کر لیجیے (جو ہمارا فیصلہ کر دے)۔ چنانچہ دونوں نے سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو منتخب کر لیا، تو انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اصحابِ محمد میں سے آپ سے بڑھ کر کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو مجھ پر یہ جرأت دکھاتا۔ تو اُبی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا مجھ سے بڑھ کر آپ کا کوئی خیر خواہ بھی ہے؟ اے امیر المومنین! کیا آپ کو حضرت داؤد علیہ السلام کا وہ واقعہ نہیں یاد کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں بیت المقدس کی تعمیر کا حکم دیا تو انہوں نے اس میں ایک عورت کا گھر اس کی اجازت کے بغیر شامل کر لیا اور جب آدمی کی کمر تک اس کی تعمیر پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کو بنانے سے روک دیا۔ داؤد علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! تو نے مجھے اس کی تعمیر سے روک دیا ہے، سو تو اس کی میری اولاد کو توفیق دے دینا۔ کیا یہ میرا گھر نہیں ہو گیا؟ جبکہ انہوں نے فیصلہ بھی میرے حق میں کر دیا ہے۔ پھر انہوں نے کہا: میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے یہ گھر اللہ کے لیے وقف کر دیا ہے۔

1808 ۔ ایک اور سند کے ساتھ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ❷

1809 ۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا نَلْقَى النَّفَرَ مِنْ قُرَيْشٍ يَتَحَدَّثُونَ فَيَقْطَعُونَ حَدِيثَهُمْ، فَذَكَرْنَا ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَحَدَّثُونَ فَإِذَا رَأَوَا الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، قَطَعُوا حَدِيثَهُمْ؟ أَمَا

❶ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٤/ ٢٢۔ التاريخ للفسوي: ١/ ٥١٢
❷ إسناده ضعيف.

وَاللّٰهِ لا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتّٰى يُحِبَّهُمْ لِلّٰهِ، وَلِقَرَابَتِهِمْ مِنِّي)). ❶

ہم قریش کی جماعت سے ملا کرتے تھے (یعنی جب ان کے پاس جاتے) اور وہ باتیں کر رہے ہوتے تو (ہمیں دیکھ کر) اپنی بات کو ختم کر دیتے تھے۔ ہم نے اس بات کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ باتیں کر رہے ہوتے ہیں لیکن جب وہ میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو اپنی بات کو ختم کر دیتے ہیں؟ سنو! اللہ کی قسم! کسی آدمی کے دِل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ رضائے الٰہی کی خاطر اور میرے ساتھ تمہاری قرابت داری کے باعث ان سے محبت نہ کرنے لگے۔

1810۔ سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي الْقَيْظِ قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، أَوْ قَالَ: لِيَتَوَضَّأَ، فَقَامَ إِلَيْهِ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَسَتَرَهُ بِكِسَاءٍ مِنْ صُوفٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالَ: عَمُّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، الْعَبَّاسُ، فَقَالَ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ خَلَلِ الْكِسَاءِ، وَهُوَ رَافِعٌ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَهُوَ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ اسْتُرِ الْعَبَّاسَ وَوَلَدَ الْعَبَّاسِ مِنَ النَّارِ)). ❷

ہم سخت گرمی میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ ایک روز اپنے کسی ضروری کام کے لیے کھڑے ہوئے، یا کہا کہ وضوء کرنے کے لیے اٹھے، تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اُٹھ کر آپ کی طرف گئے اور اُون کی ایک چادر سے آپ کو پردہ کر دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون ہو؟ تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا چچا عباس۔ راوی کہتے ہیں کہ میں گویا رسول اللہ ﷺ کو چادر کے ایک گوشے میں سے دیکھ رہا تھا، اور آپ ﷺ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہے تھے: اے اللہ! عباس اور اس کی اولاد کو جہنم کی آگ سے اوٹ میں لے لے۔

1811۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زَمَنِ الْحَرِّ فَنَزَلَ فَقَامَ يَغْتَسِلُ فَسَتَرَهُ الْعَبَّاسُ بِكِسَاءٍ مِنْ صُوفٍ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. ❸

ہم گرمی کے موسم میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ (سواری سے) نیچے اُترے اور کھڑے ہو کر غسل کرنے لگے تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اُون کی چادر سے آپ کو پردہ کیا ہوا تھا۔

1812۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَدْرٍ وَمَعَهُ عَمُّهُ الْعَبَّاسُ قَالَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوْ أَذِنْتَ لِي فَخَرَجْتُ إِلَى مَكَّةَ فَهَاجَرْتُ مِنْهَا أَوْ قَالَ: فَأُهَاجِرُ مِنْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

❶ [إسناده ضعيف] مكرر برقم: ۱۷۹۲

❷ [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ۳/ ۳۲۶۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ۹/ ۲۶۹۔ تاريخ بغداد للخطيب: ۱۰/ ۱۴۷۔ التاريخ الكبير للبخاري: ۱/ ۳۷۰

❸ إسناده ضعيف.

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا عَمِّ اطْمَئِنَّ فَإِنَّكَ خَاتَمُ الْمُهَاجِرِينَ فِي الْهِجْرَةِ، كَمَا أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ فِي النُّبُوَّةِ)). ❶

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے تشریف لائے اور آپ کے ساتھ آپ کے چچا محترم سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تھے، تو انہوں نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں مکہ کی جانب روانہ ہو جاتا ہوں، پھر وہاں سے ہجرت کرتا ہوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے چچا! اطمینان رکھیے، یقیناً ہجرت کے معاملے میں آپ خاتم المہاجرین ہیں جس طرح میں نبوت کے سلسلے میں خاتم النّبیین ہوں۔

1813۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأُسَارٰى قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، دَعْنِي فَأَخْرُجَ إِلٰى مَكَّةَ فَأُهَاجِرَ إِلَيْكَ كَمَا هَاجَرَ الْمُهَاجِرُونَ إِلَيْكَ، قَالَ: ((اجْلِسْ يَا عَمِّ، فَأَنْتَ خَاتَمُ الْمُهَاجِرِينَ، كَمَا أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ)). ❷

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدیوں کو لایا گیا تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے کہ میں مکہ جاؤں اور ہجرت کر کے آپ کے پاس آؤں جیسے مہاجرین آئے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے چچا! بیٹھ جایئے، آپ اسی طرح خاتم المہاجرین ہیں جس طرح میں خاتم النّبیین ہوں۔

1814۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُ، لَا تَسُبُّوا أَمْوَاتَنَا، فَتُؤْذُوا أَحْيَاءَ نَا)). ❸

بلاشبہ عباس مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، تم ہمارے فوت شدگان کو بُرا مت کہا کرو، اس سے تم ہمارے زندہ لوگوں کو اذیت دیتے ہو۔

1815۔ یعقوب بن زید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجَ عُمَرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَطَرَ عَلَيْهِ مِيزَابُ آلِ عَبَّاسٍ، فَأَمَرَ بِهِ فَهُدِمَ، فَقَالَ عَبَّاسٌ: هَدَمْتَ مِيزَابِي وَاللّٰهِ مَا وَضَعَهُ حَيْثُ وَضَعَهُ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَعِدْ مِيزَابَكَ حَيْثُ كَانَ، وَاللّٰهِ لَا يَكُونُ لَكَ سُلَّمٌ غَيْرِي، فَقَامَ عَلٰى عُنُقِهِ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ مِيزَابِهِ. ❹

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جمعے کے روز (جمعہ پڑھانے کے لیے) نکلے تو آلِ عباس کے پرنالے سے ان پر پانی گر پڑا، انہوں نے اس (کو گرانے) کا حکم دیا تو اسے گرا دیا گیا۔ اس پر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے میرا پرنالہ گرا دیا ہے، اللہ کی قسم! وہ اس جگہ بنا ہوا تھا جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے پرنالے کو دوبارہ وہیں بنا لو جہاں وہ موجود تھا، اللہ کی قسم! میرے علاوہ کوئی بھی آپ کی سیڑھی نہیں

❶ [إسناده ضعيف] سير أعلام النبلاء للذهبي: ٣/ ٢٩٠۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٦٩۔ تاريخ دمشق لابن عساكر: ٦/ ٢٣٥

❷ [إسناده ضعيف] تاريخ دمشق ابن عساكر: ٦/ ٢٣٥ ❸ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٧٧٠

❹ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٧٦١

بنے گا۔ چنانچہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ان کی گردن پر کھڑے ہو گئے، یہاں تک کہ پرنالہ لگانے سے فارغ ہو گئے۔

1816 - عامر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

انطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ وَكَانَ الْعَبَّاسُ ذَا رَأْيٍ إِلَى السَّبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ عِنْدَ الْعَقَبَةِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ. ❶

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ستر انصاریوں کی طرف ایک گھاٹی کے پاس درخت کے نیچے گئے، اور عباس رضی اللہ عنہ بہت فہم وفراست والے تھے۔ پھر راوی نے مکمل حدیث بیان کی۔

1817 - سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ الْعَبَّاسُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ، قَالَ: وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَقْبَلَ عَلَى رَجُلٍ يُكَلِّمُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَانَ ذَاكَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ الَّذِي شَغَلَنِي عَنْكَ)). ❷

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے بات چیت کرنے لگے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبرائیل علیہ السلام تھے اور انہوں نے ہی مجھے آپ کو وقت دینے سے مشغول کر دیا تھا۔

1818 - امام مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُؤْذُونِي فِي عَمِّي الْعَبَّاسِ، فَإِنَّهُ بَقِيَّةُ آبَائِي وَإِنَّ الْعَمَّ صِنْوٌ مِنَ الْأَبِ)). ❸

تم میرے چچا عباس کے سلسلے میں مجھے اذیت مت دو، کیونکہ یہ میرے آباء واجداد کی نشانی ہیں اور بلاشبہ چچا باپ ہی کے قائم مقام ہوتا ہے۔

1819 - عبیدہ بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ إِطْعَامُ قُرَيْشٍ كُلَّ يَوْمٍ عَلَى رَجُلٍ، فَكَانَ يَوْمُ بَدْرٍ عَلَى الْعَبَّاسِ فَأَطْعَمَهُمْ ثُمَّ اقْتَتَلُوا. ❹

تمام قریشیوں کا کھانا روزانہ ایک آدمی کے ذِمے ہوتا تھا، سو غزوہ بدر کے روز عباس (رضی اللہ عنہ) کے ذِمے تھا، تو انہوں نے انہوں نے قریشیوں کو کھانا کھلایا، پھر انہوں نے جنگ لڑی۔

1820 - سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَا وَاللّٰهِ مَا وَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ دُبُرَهُ قَالَ: وَالْعَبَّاسُ، وَأَبُو سُفْيَانَ آخِذِينَ بِلِجَامِ بَغْلَتِهِ وَهُوَ يَقُولُ: أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ ...... أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

نہیں، اللہ کی قسم! غزوۂ حنین کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان نہیں چھوڑا تھا۔ سیدنا عباس اور ابوسفیان رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے اور آپ فرما رہے تھے:

❶ [مرسل ورجاله ثقات] مضى برقم: ١٧٦٤

❷ [إسناده صحيح] مسند أحمد: ١/ ٢٩٤ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٧٦

❸ [إسناده ضعيف ورجاله ثقات] مكرر برقم: ١٧٨١ ❹ [إسناده ضعيف] البداية والنهاية لابن كثير: ٣/ ٢٦٠

أَنَــا الــنَّبِــيُّ لا كَــذِبَ   أَنَـا ابْنُ عَبْـدِ الْمُـطَّـلِبِ ❶

''میں جھوٹا نبی نہیں ہوں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔''

1821 ۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُـلْـتُ: يَـا رَسُـولَ الـلّٰـهِ، إِذَا لَقِيَ قُرَيْشٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَقُوا بِالْبِشَارَةِ، وَإِذَا لَقِينَاهُمْ لَقُونَا بِـوُجُـوهٍ لَا نَعْرِفُهَا، فَغَضِبَ غَضَبًا شَدِيدًا، ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ))، أَوْ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَرَسُولِهِ))❷

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب قریش ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو بڑی خوشی سے ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو ان کے چہروں کی عجیب سی کیفیت ہوئی ہوتی ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت غصے میں آ گئے، پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! (یا فرمایا کہ) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! آدمی کے دِل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوتا جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول کی خاطر تم سے محبت نہ کرنے لگے۔

1822 ۔ سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ الْـعَبَّـاسَ دَخَـلَ عَـلٰى رَسُـولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَـا عِـنْـدَهُ جَـالِـسٌ فَـقَـالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ: ((مَا أَغْضَبَكَ؟)) فَـقَـالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ إِذَا تَلَاقَوْا تَلَاقَوْا بِوُجُوهٍ مُسْتَبْشِرَةٍ، وَإِذَا لَـقُـونَا لَقُونَا بِغَيْرِ ذَالِكَ؟ قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهُ وَحَتّٰـى اسْتَـدَرَّ عِرْقَانِ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَكَانَ إِذَا غَضِبَ اسْتَدَرَّا، فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ: ((وَالَّذِي نَـفْـسُ مُـحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ، وَلِرَسُولِهِ))، ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ آذَى الْعَبَّاسَ فَقَدْ آذَانِي، إِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ)). ❸

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور میں اس وقت آپ ہی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: آپ کو کس نے غصہ دِلایا ہے؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قریش کو ہم سے کیا مسئلہ ہے؟ وہ جب آپس میں ملتے ہیں تو بڑے ہنستے مسکراتے چہروں کے ساتھ ملتے ہیں لیکن جب ہم سے ملتے ہیں تو تب ان کی یہ کیفیت نہیں ہوتی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آ گیا، یہاں تک کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپ کی آنکھوں کے درمیان پسینہ ٹپکنے لگا۔ جب آپ کو غصہ آتا تھا تو پسینہ ٹپکنے لگتا تھا۔ پھر جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! آدمی کے دِل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر محبت نہ کرنے لگ جائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! جس نے عباس کو تکلیف پہنچائی؛ اس نے یقیناً مجھے تکلیف دی، کیونکہ آدمی کا چچا اس کے والد کے قائم مقام ہی ہوتا ہے۔

❶ [إسناده حسن لغيره والحديث صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ٦٩ ـ مسند أحمد: ٤/ ٢٨٠

❷ إسناده ضعيف. ❸ [إسناده ضعيف] تاريخ بغداد للخطيب: ١٠/ ٦٨

1823 ۔ عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((احْفَظُونِي فِي عَمِّي الْعَبَّاسِ ، فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ)) . ❶

میرے چچا عباس کے سلسلے میں میرا خیال رکھا کرو، کیونکہ بلاشبہ آدمی کا چچا اس کے باپ کے قائم مقام ہوتا ہے۔

1824 ۔ عطیہ العوفی بیان کرتے ہیں کہ:

قَامَ كَعْبٌ فَأَخَذَ بِحُجْزَةِ الْعَبَّاسِ وَقَالَ: ادَّخِرْهَا عِنْدَكَ لِلشَّفَاعَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: وَلِيَ الشَّفَاعَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ ، إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيٍّ يُسْلِمُ ، إِلَّا كَانَتْ لَهُ شَفَاعَةٌ . ❷

سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو کمر بند باندھنے کی جگہ سے پکڑا اور کہا: اس کو قیامت کے دِن (میری) شفاعت کے لیے اپنے پاس محفوظ رکھ لیں۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا مجھے شفاعت کا حق ہے؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے جو بھی مسلمان ہے؛ اس کو شفاعت کا حق حاصل ہے۔

1825 ۔ علی بن عبداللہ بن عباس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَعْتَقَ الْعَبَّاسُ عِنْدَ مَوْتِهِ سَبْعِينَ مَمْلُوكًا فَرَدَّ مِنْهُمُ اثْنَيْنِ ، فَكُنَّا نَرٰى إِنَّمَا رَدَّهُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا أَوْلَادَ الزِّنَا . ❸

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت ستر (۷۰) غلام آزاد کیے، پھر ان میں سے دو کو واپس لے لیا۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ نے انہیں اس لیے واپس لیا تھا کیونکہ وہ زنا کی اولاد تھے۔

1826 ۔ عبدالعزیز بن ابویحییٰ زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا حَضَرَتْ عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْوَفَاةُ بَعَثَ إِلَى ابْنِهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، فَقَالَ لَهُ: يَا بُنَيَّ إِنِّي وَاللّٰهِ مَا مُتُّ مَوْتًا وَلٰكِنِّي فَنِيتُ فَنَاءً ، يَا بُنَيَّ أَحْبِبِ اللّٰهَ وَطَاعَتَهُ حَتّٰى لَا يَكُونَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْهُ ، وَمِنْ طَاعَتِهِ ، وَخَفِ اللّٰهَ وَمَعْصِيَتَهُ حَتّٰى لَا يَكُونَ شَيْءٌ أَخْوَفَ إِلَيْكَ مِنْهُ وَمِنْ مَعْصِيَتِهِ ، فَإِنَّكَ إِذَا أَحْبَبْتَ اللّٰهَ وَطَاعَتَهُ نَفَعَكَ كُلُّ أَحَدٍ ، وَإِذَا خِفْتَ اللّٰهَ وَمَعْصِيَتَهُ لَمْ تَضُرَّ أَحَدًا اسْتَوْدَعَكَ اللّٰهَ . ❹

جب سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت ہوا تو انہوں نے اپنے صاحبزادے عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے نام پیغام بھیجا اور ان سے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم! مجھے موت نہیں آئے گی بلکہ میں فنا ہو جاؤں گا۔ اے میرے پیارے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے اور اس کی اطاعت سے محبت کر، یہاں تک کہ تیری نگاہ میں کوئی بھی چیز اللہ سے اور اس کی اطاعت سے زیادہ محبوب نہ رہے اور اللہ تعالیٰ سے اور اس کی نافرمانی سے ڈرتے رہنا، یہاں تک کہ تیری نگاہ میں کوئی بھی چیز اللہ سے اور اس کی نافرمانی سے زیادہ ڈرنے والی کوئی چیز نہ رہے، کیونکہ بلاشبہ جب تو اللہ تعالیٰ اور اس کی اطاعت سے محبت کرے گا تو ہر کوئی تجھے نفع دے گا اور جب تو اللہ تعالیٰ اور اس کی نافرمانی سے ڈرے گا تو تم کسی ایسے آدمی کو نقصان نہیں پہنچا سکو گے جس نے تمہیں اللہ

❶ مرسل ورجاله ثقات.
❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٨٠٢
❸ [إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٢١
❹ [إسناده ضعيف] تاريخ بغداد للخطيب: ٤/ ١٧٣

کے سپرد کیا ہو گا۔

1827 - امام مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ السَّائِبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يَأْمُرُنِي أَنْ أَشْرَبَ مِنْ سِقَايَةِ آلِ عَبَّاسٍ، وَيَقُولُ: إِنَّهُ مِنْ تَمَامِ الْحَجِّ. ❶

سائب بن عبداللہ مجھے حکم فرمایا کرتے تھے کہ میں آلِ عباس کے مشکیزے سے پانی پیوں، اور فرماتے: حج اسی عمل سے مکمل ہوتا ہے۔

1828 - حجاج سے مروی ہے کہ عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا:

اشْرَبْ مِنْ سِقَايَةِ آلِ عَبَّاسٍ فَقَدْ شَرِبَ مِنْهَا الْمُسْلِمُونَ وَهِيَ سُنَّةٌ. ❷

آلِ عباس کے مشکیزے سے پیو، کیونکہ اس سے مسلمانوں نے پیا ہے اور یہ سنت ہے۔

1829 - امام مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سائب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا:

اشْرَبْ مِنْ سِقَايَةِ آلِ عَبَّاسٍ فَقَدْ شَرِبَ مِنْهَا الْمُسْلِمُونَ. ❸

آلِ عباس کے مشکیزے سے پیو، کیونکہ اس سے مسلمانوں نے پیا ہے

1830 - سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((مَنْ صَنَعَ صَنِيعَةً إِلٰى أَحَدٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِي الدُّنْيَا، أَوْ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا فَلَمْ يُكَافِهِ فِي الدُّنْيَا أَوْ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا، فَعَلَيَّ مُكَافَأَتُهُ إِذَا لَقِيَنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). ❹

جس نے بھی دنیا میں بنوعبدالمطلب میں سے کسی کے ساتھ کوئی بھلائی کا کام کیا اور انہوں نے اس دنیا میں اس کا کوئی بدلہ نہ دیا تو جب وہ آدمی روزِ قیامت مجھے ملے گا؛ اسے بدلہ دینا میرے ذمے ہو گا۔

18.. - ابورزین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قِيلَ لِلْعَبَّاسِ، أَنْتَ أَكْبَرُ أَوِ النَّبِيُّ ﷺ؟ فَقَالَ: هُوَ أَكْبَرُ مِنِّي، وَوُلِدْتُ قَبْلَهُ. ❺

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: آپ بڑے ہیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ مجھ سے بڑے ہیں لیکن میری ولادت ان سے پہلے ہوئی ہے۔

1.. - سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ الْعَبَّاسُ بَيْتًا فِيهِ نَاسٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ، فَقَالَ: هَلْ فِيكُمْ غَرِيبٌ أَوْ هَلْ عَلَيْكُمْ عَيْنٌ؟ قَالُوا: مَا فِينَا غَرِيبٌ وَلَا عَيْنٌ، قَالَ: وَكَانُوا لَا يَعُدُّونِي مِنَ الْغُرَبَاءِ إِنِّي كُنْتُ مِنْ ضِيفَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ وَكُنْتُ مُتَسَانِدًا فَلَمْ يُفْطَنْ بِي، قَالَ: ((إِذَا

[إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٣/ ٢٨٦ ـ أخبار مكة للأزرقي: ٢/ ٥٧

❷ إسناده ضعيف. ❸ إسناده ضعيف.

لم أجد هارون بن سفيان والباقون ثقات] تاريخ بغداد للخطيب: ١٠/ ١٠٣ ـ العلل المتناهية لابن الجوزي: ١/ ٢٨٥

إسناده ضعيف] المستدرك للحاكم: ٣/ ٣٢٠ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٧ ـ سير أعلام النبلاء للذهبي: ٣/ ٢٨١

أَقْبَلَتِ الرَّايَاتُ السُّودُ فَأَكْرِمُوا الْفُرْسَ فَإِنَّ دَوْلَتَنَا مَعَهُمْ)). ❶

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ایک گھر میں داخل ہوئے، اس میں بنو ہاشم کے کچھ لوگ تھے، تو آپ نے پوچھا: کیا تم میں کوئی اجنبی شخص ہے؟ یا (کہا کہ) کیا تم میں کوئی جاسوس ہے؟ تو انہوں نے کہا: نہ تو ہم میں کوئی اجنبی شخص ہے اور نہ ہی جاسوس۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ مجھے اجنبیوں میں شمار نہیں کرتے تھے کیونکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں، یعنی اصحابِ صفہ میں سے تھا، میں ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا، جس وجہ سے کسی کا مجھ پر دھیان نہیں پڑا۔ پھر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سیاہ پرچم آئیں تو تم فارسیوں کا ساتھ دینا، کیونکہ ہماری حکومت ان ہی کے ساتھ ہے۔

1833۔ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَاعِيًا فَأَتَى الْعَبَّاسَ فَسَأَلَهُ صَدَقَتَهُ فَأَغْلَظَ لَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَا ذَالِكَ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((يَا عُمَرُ إِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ، إِنَّا كُنَّا تَعَجَّلْنَا صَدَقَةَ مَالِهِ)). ❷

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو (زکاۃ اکٹھی کرنے کی) ذمہ داری دے کر بھیجا تو وہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے زکاۃ مانگی تو وہ ان سے نالاں ہو گئے۔ چنانچہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے اس بات کی شکایت کی، تو آپ نے فرمایا: اے عمر! بلاشبہ آدمی کا چچا اس کے باپ کے قائم مقام ہوتا ہے، ہم نے ان کے مال کی زکاۃ پہلے ہی لے لی تھی۔

1834۔ عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ الْعَبَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ رَبِّي قَالَ: ((يَا عَبَّاسُ سَلِ اللهَ الْعَافِيَةَ)) قَالَ: فَمَكَثَ أَيَّامًا، ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ رَبِّي قَالَ: ((يَا عَبَّاسُ عَمَّ رَسُولِ اللهِ، سَلِ اللهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)). ❸

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی بات بتلائیے جو میں اپنے رب سے مانگا کروں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس! اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ پھر کچھ دن گزرے تو وہ (دوبارہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی بات بتلائیے جو میں اپنے رب سے مانگا کروں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے رسول اللہ کے چچا عباس! اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں عافیت مانگا کرو۔

---

❶ [موضوع] تاریخ بغداد للخطیب: ۸/ ۳۵۵۔ الموضوعات لابن الجوزی: ۲/ ۳۸۔ اللآلیء المصنوعة: ۱/ ۴۳۶

❷ [مرسل ورجاله ثقات] مضی برقم: ۱۷۷۸

❸ [إسناده ضعیف] مضی برقم: ۱۷۷۱

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل

1835 ۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زور سے اپنے سینے کے ساتھ لگایا اور یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ)) . ❶

اے اللہ! اس کو قرآن کا علم سکھا دے۔

توضیح:...... اس حکمت سے مراد وہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہوا ہے: ﴿يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْراً كَثِيْراً﴾ [البقرة: ٢٦٩] ''اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے اور جسے وہ حکمت سے نواز دے اس کو یقیناً بہت زیادہ بھلائی عطا کر دی جاتی ہے۔'' اس آیت کی تفسیر میں خود سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس حکمت سے مراد قرآن کا فہم حاصل کرنا، اس کے محکم و متشابہ اور ناسخ و منسوخ کو جاننا، اور اس کے حلال و حرام کردہ امور کا علم حاصل کرنا ہے۔ ❷

1836 ۔ شعیب بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَرْسَلَ الْعَبَّاسُ عَبْدَ اللّٰهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ، فَانْطَلَقَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: رَأَيْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا مَا أَدْرِي كَيْفَ هُوَ، فَجَاءَ الْعَبَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ ((فَدَعَاهُ وَأَجْلَسَهُ فِي حِجْرِهِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ بِالْعِلْمِ)) . ❸

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے (اپنے صاحبزادے) سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور کہا: جاؤ اور دیکھ کر آؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کون ہے؟ چنانچہ وہ گئے، پھر آکر بتلایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کو دیکھا ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے؟ پھر جب عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو بتلایا جو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج کر بلایا، پھر ان کے لیے دعا فرمائی اور انہیں اپنی گود میں بٹھا لیا (کیونکہ اس وقت عبداللہ رضی اللہ عنہ بچے تھے) پھر ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کو علم کی دعا دی۔

---

❶ [إسناده صحيح] صحيح البخاري: ٦/ ١٦٩۔ مسند أحمد: ١/ ٣٥٩۔ سنن الترمذي: ٥/ ٦٨٠۔ سنن ابن ماجه: ١/ ٥٨۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ٣١٥

❷ (تفسير القرطبي: ٣/ ٣٢٩۔تفسير ابن كثير: ١/ ٦٩٦۔تفسير البغوي: ١/ ٣٧٢)

❸ [صحيح الإسناد] المستدرك للحاكم: ٣/ ٥٣٦

1837 ۔ امام طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ تَعْظِيمًا لِحُرُمَاتِ اللّٰهِ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ ، وَاللّٰهِ لَوْ أَشَاءُ إِذَا ذَكَرْتُهُ أَنْ أَبْكِيَ لَبَكَيْتُ . ❶

اللہ کی قسم! میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حرمات کی سختی سے تعظیم اور پاسداری کرنے والا کوئی نہیں دیکھا، اللہ کی قسم! اگر میں ان کے تذکرے پر رونا چاہوں تو یقیناً مجھے رونا آ جائے۔

توضیح:...... ''حرمات'' سے مراد شریعت کے وہ واجب الرعایت کام ہیں جن کو پامال کرنا حرام ہو اور ان کی پاسداری کرنا ضروری اور لازم ہو۔

1838 ۔ امام طاؤس رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ تَعْظِيمًا لِحُرُمَاتِ اللّٰهِ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ ، وَاللّٰهِ لَوْ أَشَاءُ إِذَا ذَكَرْتُهُ أَنْ أَبْكِيَ لَبَكَيْتُ . ❷

اللہ کی قسم! میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر حرماتِ خداوندی کی سختی سے تعظیم کرنے والا کوئی نہیں دیکھا، اللہ کی قسم! اگر میں ان کے تذکرے پر رونا چاہوں تو یقیناً مجھے رونا آ جائے۔

1839 ۔ امام طاؤس رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَشَدَّ تَعْظِيمًا لِمَحَارِمِ اللّٰهِ مِنْهُ ، وَلَوْ أَشَاءُ أَنْ أَبْكِيَ إِذَا ذَكَرْتُهُ لَبَكَيْتُ . ❸

اللہ کی قسم! میں نے ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے محارم کی تعظیم کرنے والا کوئی نہیں دیکھا، اللہ کی قسم! اگر میں ان کے تذکرے پر رونا چاہوں تو یقیناً مجھے رونا آ جائے۔

1840 ۔ ابن ابی مُلیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

صَحِبْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ كَانَ إِذَا نَزَلَ قَامَ شَطْرَ اللَّيْلِ فَسَأَلَهُ أَيُّوبُ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَتُهُ؟ قَالَ: قَرَأَ ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ٥﴾ [ق:١٩] فَجَعَلَ يُرَتِّلُ ، وَيُكْثِرُ فِي ذَالِكُمُ النَّشِيجَ . ❹

مجھے (ایک بار) مکہ سے مدینے تک سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رفاقت میسر آئی تو آپ جب بھی پڑاؤ کرتے تو نصف شب تک قیام کرتے (یعنی نوافل پڑھتے)۔ ایوبؒ نے ابن ابی ملیکہ سے پوچھا کہ ان کی قرأت کیسی تھی؟ تو انہوں نے بتلایا کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ٥﴾ ''اور موت کی جانکنی پیغامِ حق لے کر آن پہنچی، یہ وہی چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔'' آپ ٹھہر ٹھہر کر پڑھ رہے تھے اور بہت زیادہ رو رہے تھے۔

1841 ۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ [إسناده صحيح] تفرّد به المؤلف ❷ [إسناده صحيح] حلية الأولياء لأبى نعيم: ١/ ٣٢٩

❸ [إسناده صحيح] التاريخ للفسوى: ١/ ٥٤١

❹ [إسناده حسن] الزهد لأحمد بن حنبل ، ص: ١٨٨ ـ التاريخ للفسوى: ١/ ٥٣٤ ـ حلية الأولياء لأبى نعيم: ١/ ٣٢٧

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُنِي بِالْحَدِيثِ فَلَوْ يَأْذَنُ لِي أَنْ أُقَبِّلَ رَأْسَهُ لَقَبَّلْتُ . ❶

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے حدیث بیان کیا کرتے تھے، اگر وہ مجھے اجازت مرحمت فرماتے کہ میں ان کا سر چوم لوں، تو میں نے چوم لینا تھا۔

1842 ۔ امام منذر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ ، أَنَا وَابْنُهُ ، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ جِئْتُمَا؟ قُلْتُ: مِنْ عِنْدِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: ﴿قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ۝﴾ [يوسف:٤١]، وَقَالَ يَوْمَ مَاتَ: الْيَوْمَ مَاتَ رَبَّانِيُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ . ❷

میں محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہوا (سفیانؒ کے الفاظ یہ ہیں کہ) ابن حنفیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں اور ان کا صاحبزادہ، تو انہوں نے پوچھا: تم دونوں کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس سے۔ تو انہوں نے (اللہ کا یہ حکم تلاوت) فرمایا: ﴿قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ۝﴾ ''تم دونوں جس کے بارے میں تحقیق کر رہے تھے اس کام کا فیصلہ کر دیا گیا۔'' اور جس دِن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی اس دِن ابن حنفیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: آج اس اُمت کے ربّانی فوت ہو گئے۔

توضیح :...... ربّانی کا مطلب ہے اللہ والا، خدا پرست۔ اور ایک مطلب ہے کامل علم والا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما میں یہ دونوں صفات ہی بہ درجہ اتم پائی جاتی تھیں، اس لیے یہ تمام معانی مراد لیے جا سکتے ہیں۔

1843 ۔ ابورجاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ هٰذَا الْمَوْضِعُ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ مَجْرَى الدُّمُوعِ ، كَأَنَّهُ الشِّرَاكُ الْبَالِي مِنَ الدُّمُوعِ . ❸

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آنسوؤں کے بہنے کی جگہ کی ایسی حالت ہو گئی تھی جیسے وہ بوسیدہ تسمہ ہو۔

1844 ۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخَذَ بِلِسَانِهِ وَهُوَ يَقُولُ: يَا لِسَانُ قُلْ خَيْرًا تَغْنَمْ ، أَوِ اصْمُتْ تَسْلَمْ قَبْلَ أَنْ تَنْدَمَ . ❹

میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان پکڑ کر فرما رہے تھے: اے زبان! اچھی بات کہہ؛ فائدے میں رہے گی یا پھر خاموش ہی رہ؛ شرمندہ ہونے سے پہلے ہی سلامتی پا لوگی۔

1845 ۔ عبداللہ بن ابی مُلیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

صَحِبْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ ، وَمِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ ، فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ،

---

❶ [إسناده صحيح] الإصابة في تمييز الصحابة: ٢/ ٣٣٣- الطبقات لابن سعد: ٢/ ٣٧٠

❷ [إسناده حسن] المستدرك للحاكم: ٣/ ٥٣٥- الطبقات لابن سعد: ٢/ ٣٦٨- التاريخ للفسوى: ١/ ٥١٧

❸ [إسناده صحيح] المصنف لابن أبى شيبة: ٧/ ٢٢٤-الزهد لهناد بن السرى: ١/ ٢٨٩-حلية الأولياء لأبى نعيم: ١/ ٣٢٩- أسد الغابة فى معرفة الصحابة: ٣/ ١٩٤-أخبار مكة للفاكهى: ٢/ ٣٠٦

❹ [إسناده حسن لغيره] الزهد لأحمد بن حنبل، ص: ١٨٨

فَكَانَ يَقُومُ شَطْرَ اللَّيْلِ يُكْثِرُ وَاللّٰهِ فِي ذَالِكُمُ النَّشِيجِ . ❶

مجھے مدینے سے مکہ تک اور مکہ سے مدینے تک سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رفاقت میسر آئی تو (میں نے دیکھا کہ) آپ دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور آدھی رات تک قیام کیا کرتے تھے، اللہ کی قسم! آپ قرأت کرتے ہوئے بہت زیادہ روتے تھے۔

1846 ـ سعید الجریری رحمہ اللہ ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ آخِذًا بِثَمَرَةِ لِسَانِهِ وَهُوَ يَقُولُ: وَيْحَكَ قُلْ خَيْرًا تَغْنَمْ ، وَاسْكُتْ عَنْ شَرٍّ تَسْلَمْ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ مَا لِي أَرَاكَ آخِذًا بِثَمَرَةِ لِسَانِكَ تَقُولُ: كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ هُوَ عَلَى شَيْءٍ أَحْنَقَ مِنْهُ عَلَى لِسَانِهِ . ❷

میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان کی نوک کو پکڑے ہوئے فرما رہے تھے: افسوس! اچھی بات بول؛ فائدے میں رہے گی اور بری بات کرنے سے خاموش رہ؛ سلامتی میں رہے گی۔ ایک آدمی نے آپ سے کہا: اے ابوعباس! کیا بات ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی زبان کی نوک پکڑ کر یہ یہ بات کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے پتا چلا ہے کہ روزِ قیامت زبان سے بڑھ کر کوئی ایسی چیز نہیں ہوگی جو انسان کو پھنسانے کا باعث بنے گی۔

1847 ـ ابوحمزہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ، قَمِيصُهُ مُقَلَّصًا فَوْقَ الْكَعْبِ ، وَالْكُمُّ يَبْلُغُ أُصُولَ الْأَصَابِعِ ، يُغَطِّي ظَهْرَ الْكَفِّ . ❸

میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ ان کا قمیض گھٹنے سے اوپر تک سمٹا ہوا تھا اور آستینیں (ہاتھوں کی) اُنگلیوں کے کناروں تک تھیں اور ہتھیلی کی پشت کو ڈھانپ رکھا تھا۔

1848 ـ امام طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَعْلَمَ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ . ❹

میں نے ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑا عالم ہو۔

1849 ـ مطلب بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَرَأَ ابْنُ الزُّبَيْرِ آيَةً فَوَقَفَ عِنْدَهَا أَسْهَرَتْهُ حَتّٰى أَصْبَحَ ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: مَنْ حَبْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ؟ قَالَ: قُلْتُ: ابْنُ عَبَّاسٍ ، فَبَعَثَنِي إِلَيْهِ فَدَعَوْتُهُ ، فَقَالَ لَهُ: إِنِّي قَرَأْتُ آيَةً كُنْتُ لَا أَقِفُ عِنْدَهَا ، وَإِنِّي وَقَفْتُ اللَّيْلَ عِنْدَهَا فَأَسْهَرَتْنِي ، حَتّٰى أَصْبَحْتُ ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ [يوسف:١٠٦] فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا تُسْهِرُكَ فَإِنَّا لَمْ نُعْنَ بِهَا ، إِنَّمَا عُنِيَ بِهَا أَهْلُ الْكِتَابِ ، ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ﴾ ، وَ ﴿قُلْ مَنْ بِيَدِهِ

❶ [إسناده حسن] مضى برقم: ١٨٤٠

❷ [إسناده صحيح] حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ٣٢٨

❸ [إسناده صحيح] الزهد لأحمد بن حنبل، ص: ١٨٩

❹ [إسناده حسن لغيره] الطبقات لابن سعد: ٢/ ٣٦٦

مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ٥ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ﴾ فَهُمْ يُؤْمِنُونَ هَهُنَا وَهُمْ يُشْرِكُونَ بِاللَّهِ. ❶

ابن زبیر نے ایک آیت پڑھی اور اسی پر ٹھہر گئے، اس آیت نے صبح تک آپ کو جگائے رکھا۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے پوچھا: اس اُمت کے سب سے بڑے عالم کون ہیں؟ میں نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ انہوں نے مجھے ان کی طرف بھیجا، سو میں انہیں بلا لایا، تو ابن زبیر نے ان سے کہا: میں ایک آیت پڑھا کرتا ہوں اور اس پر ٹھہرتا نہیں ہوں لیکن گزشتہ رات میں نے وہ آیت پڑھی تو اس پر ٹھہر گیا، یہاں تک کہ اس نے صبح ہو جانے تک مجھے جگائے رکھا (وہ آیت یہ ہے:) ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ٥﴾ ''ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، مگر اس طرح کہ وہ اس کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کرتے ہیں۔'' یہ سن کر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اب یہ آیت آپ کو نہیں جگائے گی کیونکہ اس آیت سے ہم مراد نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد اہل کتاب ہیں۔ (جیسا کہ ان دو آیات میں وضاحت مذکور ہے:) ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ﴾ ''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو یقیناً وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔'' اور ﴿قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ٥ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ﴾ ''کہہ دیجیے کہ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے؟ اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ تو وہ یہی کہیں گے کہ یہ اختیار تو بس اللہ کے پاس ہے۔'' وہ یہاں تو ایمان لا رہے ہیں جبکہ وہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔

1850 ۔ ابن ابی حسین بیان کرتے ہیں کہ:

أَبْصَرَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَجُلٌ وَهُوَ دَاخِلُ الْمَسْجِدَ قَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَاتِهِ. ❷

ایک آدمی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مسجد میں داخل ہوتے دیکھا تو اس نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ تو اس نے کہا: اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی پیغامبری کا کام کس سے لے اور کیسے لے۔

1851 ۔ سیف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَتْ عَائِشَةُ: مَنِ اسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَوْسِمِ؟ قَالُوا: ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَتْ: هُوَ أَعْلَمُ بِالسُّنَّةِ. ❸

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے استفسار فرمایا: انہوں نے (یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے) اعمالِ حج کی ذمہ داری کسے سونپی ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو۔ تو انہوں نے فرمایا: وہ سنت کا زیادہ علم رکھتے ہیں۔

1852 ۔ عمرو بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ مَجْلِسًا أَجْمَعَ لِكُلِّ خَيْرٍ مِنْ مَجْلِسِ ابْنِ عَبَّاسٍ لِحَلَالٍ وَحَرَامٍ، وَتَفْسِيرِ الْقُرْآنِ

❶ [إسناده حسن] تفسير ابن جرير الطبري: ١٣/ ٥٠ ❷ إسناده صحيح.

❸ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٢/ ٣٦٩

وَالْعَرَبِيَّةِ ، وَأَنْسَابِ النَّاسِ وَالطَّعَامِ . ❶

میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس سے بڑھ کر ایسی کوئی مجلس نہیں دیکھی جس میں ہر طرح کی خوبی اور بھلائی جمع ہو (یعنی) حلال وحرام، قرآن کی تفسیر اور عربی دانی، لوگوں کے انساب اور طعام وغیرہ کے مسائل (یعنی جملہ مسائل آپ کی مجلس میں بیان ہوتے تھے)۔

1853 - سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَ أَبِي عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ يُنَاجِيهِ ، قَالَ عَفَّانُ: وَهُوَ كَالْمُعْرِضِ عَنِ الْعَبَّاسِ ، فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ فَقَالَ: أَلَمْ تَرَ إِلَى ابْنِ عَمِّكَ كَالْمُعْرِضِ عَنِّي؟ فَقُلْتُ: إِنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ رَجُلٌ يُنَاجِيهِ ، قَالَ عَفَّانُ: قَالَ: أَوَ كَانَ عِنْدَهُ أَحَدٌ؟ قُلْتُ: نَعَمْ ، قَالَ: فَرَجَعَ إِلَيْهِ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، هَلْ كَانَ عِنْدَكَ أَحَدٌ؟ فَإِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي أَنَّ عِنْدَكَ رَجُلًا تُنَاجِيهِ قَالَ: ((هَلْ رَأَيْتَهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ ، قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيلُ ، فَهُوَ الَّذِي شَغَلَنِي عَنْكَ)) . ❷

میں اپنے والد کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس موجود تھا اور آپ کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جو آپ سے سرگوشیاں کر رہا تھا۔ عفان بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اس انداز میں بیٹھے تھے کہ جیسے عباس رضی اللہ عنہ سے اعراض کر رہے ہوں۔ جب ہم آپ کے ہاں سے نکل آئے تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم نے اپنے چچازاد کی طرف نہیں دیکھا وہ کیسے مجھ سے اعراض کر رہے تھے۔ میں نے کہا: ان کے پاس ایک آدمی تھا جس سے وہ سرگوشی کر رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا: کیا ان کے پاس کوئی آدمی بیٹھا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ وہ واپس نبی ﷺ کے پاس گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے پاس کوئی آدمی موجود تھا؟ کیونکہ عبداللہ نے مجھے بتلایا ہے کہ آپ کے پاس کوئی آدمی بیٹھا ہوا تھا جس سے آپ سرگوشیاں کر رہے تھے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: اے عبداللہ! کیا تم نے اسے دیکھا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جبرائیل علیہ السلام تھے، انہوں نے ہی مجھے آپ کی طرف سے مشغول کر دیا تھا۔

1854 - عامر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَدْ رَأَيْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَزْعُمُ ابْنُ عَمِّكَ أَنَّهُ رَأَى عِنْدَكَ رَجُلًا ، قَالَ: كَذَا وَكَذَا ، قَالَ: ((نَعَمْ ، ذَاكَ جِبْرِيلُ)) . ❸

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (اپنے والد گرامی کو آ کر) بتلایا کہ میں نے آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی کو بیٹھے دیکھا ہے۔ تو عباس رضی اللہ عنہ نے (جا کر نبی ﷺ سے) کہا: آپ کے چچا کا بیٹا کہتا ہے کہ اس نے آپ کے پاس کسی آدمی کو بیٹے دیکھا ہے جو اس طرح اس طرح کا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔

❶ [إسناده حسن] الإستيعاب لابن عبد البر: ٢/ ٣٥٣۔ العلل لأحمد بن حنبل ، ص: ٢٢٨

❷ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٣١٢۔ مسند أبى داود الطيالسى: ٢/ ١٤٩۔ المعجم الكبير للطبرانى: ١٠/ ٢٩١۔ مجمع الزوائد للهيثمى: ٩/ ٢٧٦

❸ [إسناده مرسل صحيح] الإصابة فى تمييز الصحابة: ٢/ ٣٣١

1855 ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابن حنفیہ رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا:

هٰذَا كَانَ رَبَّانِيَّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ . ❶

یہ اس اُمت کے ربّانی تھے۔

1856 ۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

وَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ أَوْ عَلٰى مَنْكِبِي ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ ، وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ)) . ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک میرے کندھے پر، یا (کہا کہ) میرے مونڈھے پر رکھا اور فرمایا: اے اللہ! اس کو دِین کی سمجھ اور تفسیر کا علم عطا فرما۔

1857 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا اللّٰهَ لِي أَنْ يَزِيدَنِي عِلْمًا وَفَهْمًا . ❸

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ وہ میرے علم اور فہم میں اضافہ فرما دے۔

1858 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءًا مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: فَقَالَتْ مَيْمُونَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، وَضَعَ لَكَ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ ، وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ)) . ❹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی زوجہ مطہرہ) سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے تو میں نے رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضوء کا پانی رکھا، تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے لیے یہ پانی عبداللہ بن عباس نے رکھا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے دعا دیتے ہوئے) فرمایا: اے اللہ! اس کو دِین کی سمجھ اور تفسیر کا علم عطا فرما۔

1859 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءًا ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ: ((مَنْ وَضَعَ ذَا؟)) قَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ)) . ❺

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضوء کا پانی رکھا، پھر جب آپ باہر نکلے تو پوچھا: یہ پانی کس نے رکھا؟ انہوں نے کہا: ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اسے (دِین کی) سمجھ عطا فرما دے۔

---

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٨٤٢ ❷ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٣١٤

❸ [إسناده صحيح] التاريخ للفسوى: ١/ ٥١٨۔ معرفة القراء للذهبى: ١/ ٤١

❹ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٣٢٨۔ المعجم الكبير للطبرانى: ١٠/ ٣٢٠۔ سير أعلام النبلاء للذهبي: ٣/ ٣٣٧

❺ [إسناده صحيح] صحيح مسلم: ٤/ ١٩٢٧۔ مسند أحمد: ١/ ٣٢٨

1860 ۔ ابوالضحیٰ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نِعْمَ تُرْجُمَانُ ابْنُ عَبَّاسٍ لِلْقُرْآنِ . ❶

ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کے بہت اچھے ترجمان ہیں۔

1861 ۔ مسروق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوْ أَدْرَكَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْنَانَنَا مَا عَشَرَهُ مِنَّا رَجُلٌ . ❷

اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما ہماری عمریں پا لیتے تو ہم میں سے کوئی آدمی ان کے (علم کے) دسویں حصے کو بھی نہ پہنچ پاتا۔

1862 ۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ لِي أَبِي: يَا بُنَيَّ أَرَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يُقَرِّبُكَ وَيَخْلُو بِكَ وَيَسْتَشِيرُكَ مَعَ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَاحْفَظْ عَنِّي ثَلَاثًا: اتَّقِ اللّٰهَ ، لَا تُفْشِيَنَّ لَهُ سِرًّا ، وَلَا يُجَرِّبَنَّ عَلَيْكَ كَذْبَةً ، وَلَا تَغْتَابَنَّ عِنْدَهُ أَحَدًا ، قَالَ عَامِرٌ: فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ كُلُّ وَاحِدَةٍ خَيْرٌ مِنْ أَلْفٍ . قَالَ: نَعَمْ ، وَمِنْ عَشَرَةِ آلَافٍ . ❸

مجھ سے میرے والد گرامی (سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! میں دیکھتا ہوں کہ امیرالمومنین تمہیں اپنے قریب رکھتے ہیں، تم سے تنہائی میں باتیں کرتے ہیں اور اصحابِ رسول میں سے کچھ لوگوں کے ساتھ ساتھ تم سے بھی مشورہ لیتے ہیں، لہٰذا میری تین باتیں یاد رکھنا: اللہ سے ڈرتے رہنا اور ان کا کوئی راز فاش مت کرنا، ان کو تم پر کسی جھوٹ کا تجربہ قطعاً نہ ہونے پائے اور ان کے پاس کسی کی غیبت بالکل نہ کرنا۔ عامر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اے ابوعباس! (ان میں سے) ہر ایک نصیحت ایک ہزار نصیحتوں سے بہتر ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں، بلکہ دس ہزار سے بھی بہتر ہے۔

1863 ۔ مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نِعْمَ تُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ ابْنُ عَبَّاسٍ ، لَوْ أَدْرَكَ أَسْنَانَنَا مَا عَشَرَهُ مِنَّا رَجُلٌ . ❹

قرآن کے بہترین ترجمان سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، اگر وہ ہماری عمریں پا لیتے تو ہم میں سے کوئی آدمی ان کے (علم کے) دسویں حصے کو بھی نہ پہنچ پاتا۔

1864 ۔ سلمہ بن کُہیل بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نِعْمَ تُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ ابْنُ عَبَّاسٍ . ❺

قرآن کے بہترین ترجمان ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔

1865 ۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ [إسناده صحيح] مكرر برقم: ١٥٥٨ ❷ [إسناده صحيح] مكرر برقم: ١٥٥٩

❸ [إسناده ضعيف] المعجم الكبير للطبراني: ١٠/ ٣٢٢- حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ٣١٨

❹ [إسناده صحيح] تاريخ بغداد للخطيب: ١/ ١٧٤

❺ [إسناده صحيح] مكرر برقم: ١٥٥٩

شَهِدْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ، وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرْآنِ ، فَيُنْشِدُ الشِّعْرَ .

میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا، ان سے جب بھی قرآن کی عربیت کے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ (جواب میں بطورِ دلیل) شعر پڑھا کرتے تھے۔

اور ہُشَیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِذَا سُئِلَ عَنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرْآنِ مِمَّا يَسْتَعِينُ بِالشِّعْرِ . ❶

میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب ان سے قرآن کی عربیت کے بارے میں سوال کیا جاتا تھا تو وہ شعر سے مدد لیتے تھے (یعنی دلیل کے طور پر عربی اشعار پیش کرتے تھے)۔

1866۔ امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَرَضْتُ الْقُرْآنَ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ . ❷

میں نے دو یا تین مرتبہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآن سنایا۔

1867۔ اسود بن عامر بیان کرتے ہیں کہ میں نے شریک رحمہ اللہ سے پوچھا:

أَيُّ الرَّجُلَيْنِ كَانَ أَعْلَمَ بِالتَّفْسِيرِ مُجَاهِدٍ أَوْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ؟ قَالَ: كَانَ مُجَاهِدٌ

مجاہد رحمہ اللہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ، ان دونوں شخصیات میں سے تفسیر کے بڑے عالم کون تھے؟ انہوں نے کہا: مجاہد رحمہ اللہ تھے۔

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَرَضْتُ الْقُرْآنَ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .

میں نے تین مرتبہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآن سنایا۔

1868۔ امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَرَأْتُ الْقُرْآنَ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَقِفُهُ عَلَى كُلِّ آيَةٍ . ❸

میں نے تین مرتبہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآن سنایا، میں انہیں ہر آیت پر ٹھہراتا تھا۔

1869۔ امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ أَبُو سَلَمَةَ يَسْأَلُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَكَانَ يُحَدِّثُ عَنْهُ . ❹

ابوسلمہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کرتے تھے اور وہ ان سے احادیث بیان کیا کرتے تھے۔

1870۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَ أَبِي عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ يُنَاجِيهِ قَالَ عَفَّانُ وَهُوَ كَالْمُعْرِضِ عَنِ الْعَبَّاسِ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ، فَقَالَ: أَلَمْ تَرَ إِلَى ابْنِ عَمِّكَ كَالْمُعْرِضِ عَنِّي؟ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ رَجُلٌ يُنَاجِيهِ ، قَالَ عَفَّانُ: فَقَالَ: أَوَ كَانَ عِنْدَهُ أَحَدٌ؟ قُلْتُ: نَعَمْ ، قَالَ:

❶ [إسناده صحيح] انظر الأثر برقم: ١٩١٦ ❷ [إسناده حسن لغيره] حلية الأولياء لأبي نعيم: ٣/ ٢٨٠
❸ إسناده ضعيف . ❹ إسناده صحيح .

فَرَجَعَ إِلَيْهِ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، هَلْ كَانَ عِنْدَكَ أَحَدٌ؟ فَإِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي أَنَّ عِنْدَكَ رَجُلًا تُنَاجِيهِ قَالَ: ((هَلْ رَأَيْتَهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ ، قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَهُوَ الَّذِي شَغَلَنِي عَنْكَ)) . ❶

میں اپنے والد کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس موجود تھا اور آپ کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جو آپ سے سرگوشیاں کر رہا تھا۔ عفان بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اس انداز میں بیٹھے تھے کہ جیسے عباس رضی اللہ عنہ سے اعراض کر رہے ہوں۔ جب ہم آپ کے ہاں سے نکل آئے تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم نے اپنے چچازاد کی طرف نہیں دیکھا وہ کیسے مجھ سے اعراض کر رہے تھے۔ میں نے کہا: ان کے پاس ایک آدمی تھا جس سے وہ سرگوشی کر رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا: کیا ان کے پاس کوئی آدمی بیٹھا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ وہ واپس نبی ﷺ کے پاس گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے پاس کوئی آدمی موجود تھا؟ کیونکہ عبداللہ نے مجھے بتلایا ہے کہ آپ کے پاس کوئی آدمی بیٹھا ہوا تھا جس سے آپ سرگوشیاں کر رہے تھے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: اے عبداللہ! کیا تم نے اسے دیکھا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جبرائیل علیہ السلام تھے، انہوں نے ہی مجھے آپ کی طرف سے مشغول کر دیا تھا۔

1871 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَأْذَنُ لِأَهْلِ بَدْرٍ وَيَأْذَنُ لِي مَعَهُمْ ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: تَأْذَنُ لِهٰذَا الْفَتَى مَعَنَا وَمِنْ أَبْنَائِنَا مَنْ هُوَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهُ مِمَّنْ قَدْ عَلِمْتُمْ ، قَالَ: فَأَذِنَ لَهُمْ ذَاتَ يَوْمٍ ، وَأَذِنَ لِي مَعَهُمْ ، فَسَأَلَهُمْ عَنْ هٰذِهِ السُّورَةِ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ [النصر:١] فَقَالُوا: أَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَتَحَ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَغْفِرَهُ وَأَنْ يَتُوبَ إِلَيْهِ . فَقَالَ لِي: مَا تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَيْسَ كَذَالِكَ ، وَلٰكِنَّهُ أَخْبَرَ نَبِيَّهُ بِحُضُورِ أَجَلِهِ ، فَقَالَ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ [النصر:١] فَتْحُ مَكَّةَ ، ﴿وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا﴾ [النصر:٢]، أَيْ فَذَالِكَ عَلَامَةُ مَوْتِكَ ، ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ [النصر:٣]، فَقَالَ لَهُمْ: كَيْفَ تَلُومُونِي عَلَى مَا تَرَوْنَ؟ . ❷

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بدری صحابہ کو (اپنی خاص مجالس میں شرکت کی) اجازت دے دیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ مجھے بھی اجازت مرحمت فرما دیتے۔ لوگوں میں سے کسی نے کہا: آپ ہمارے ساتھ اس نوجوان کو تو اجازت دے دیتے ہیں لیکن ہمارے بیٹوں میں سے بھی کئی اس جیسے ہیں (ان کو کیوں اجازت نہیں دیتے؟) تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً یہ ان میں سے ہے جن کا تمہیں بھی علم ہے (یعنی اصحابِ علم میں سے)۔ ایک روز

---

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٣١٢۔ مسند أبی داود الطیالسی: ٢/ ١٤٩۔ المعجم الکبیر للطبرانی: ١٠/ ٢٩١۔ مجمع الزوائد للهیثمی: ٩/ ٢٧٦

❷ [إسناده صحیح] صحیح البخاری: ٨/ ٧٣٥۔ مسند أحمد: ١/ ٣٣٨۔ الدر المنثور للسیوطی: ٦/ ٤٠٧۔ حلیة الأولیاء لأبی نعیم: ١/ ٣١٧

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان (کے بیٹوں) کو بھی اجازت دے دی اور مجھے بھی ان کے ساتھ بلا لیا۔ پھر ان سے سورۃ النصر کے متعلق سوال کیا (کہ اس کی تفسیر کیا ہے؟) تو انہوں نے کہا: اس سورۃ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا ہے کہ جب آپ کو فتح مل جائے تو آپ پروردگار سے استغفار کریں اور توبہ کریں۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے ابن عباس! تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا: اس کی تفسیر یہ نہیں ہے، بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی وفات کا وقت آجانے کی خبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ o﴾ "جب اللہ کی مدد اور فتح آن پہنچی۔" اس آیت سے مراد فتح مکہ ہے۔ ﴿وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا o﴾ "اور آپ نے دیکھا کہ لوگ فوج درفوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔" یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اطلاع ہے۔ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا o﴾ "سو آپ اپنے پروردگار کی تعریف کی تسبیح کیجیے اور اس سے مغفرت طلب کیجیے، یقیناً وہ خوب توبہ قبول کرنے والا ہے۔" (سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۃ النصر کی یہ تفسیر سن کر) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: جو خوبی اور کمال آپ دیکھ رہے ہیں، اس پر آپ مجھے کیسے ملامت کر سکتے ہیں؟

1872 ۔ امام اعمش رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ إِذَا رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ، قُلْتُ: أَجْمَلُ النَّاسِ ، وَإِذَا تَكَلَّمَ ، قُلْتُ: أَفْصَحُ النَّاسِ ، وَإِذَا أَفْتَى ، قُلْتُ: أَقْضَى النَّاسِ ، وَإِذَا ذَكَرَ أَهْلَ فَارِسٍ ، قُلْتُ: أَعْلَمُ النَّاسِ . ❶

میں جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھتا تو کہتا: تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت۔ جب وہ گفتگو فرماتے تو میں کہتا: تمام لوگوں سے بڑھ کر فصیح۔ جب وہ فتویٰ دیتے تو میں کہتا: تمام لوگوں سے بہتر فیصلہ کرنے والے۔ اور جب وہ اہل فارس کا ذکر کرتے تو میں کہتا: تمام لوگوں سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔

1873 ۔ علی بن زید بن جدعان بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَمَّا دَفَنَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَثَا عَلَيْهِ التُّرَابَ ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا يُدْفَنُ الْعِلْمُ . قَالَ عَلِيٌّ: فَحَدَّثْتُ بِهِ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ ، فَقَالَ: وَابْنُ عَبَّاسٍ وَاللّٰهِ قَدْ دُفِنَ بِهِ عِلْمٌ كَثِيرٌ . ❷

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو دفن کیا تو ان پر مٹی ڈال کر فرمایا: علم اس طرح دفن ہوتا جائے گا۔ علی بن زید کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات علی بن حسین رحمہ اللہ سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ بھی بہت سا علم دفن ہو گیا ہے۔

1874 ۔ معمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ لِأَخٍ لَهُ مِنَ الْأَنْصَارِ: اذْهَبْ بِنَا إِلَى أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَحْتَاجَ إِلَيْنَا ، فَقَالَ: وَكَانَ إِذَا صَلَّى أَجْلَسَ غِلْمَانَهُ خَلْفَهُ ، فَإِذَا مَرَّ بِآيَةٍ لَمْ يَسْمَعْ فِيهَا شَيْئًا ، رَدَّدَهَا

❶ [إسناده ضعيف] الإصابة في تمييز الصحابة: ٢/ ٣٣٣۔ الإستيعاب لابن عبد البر: ٢/ ٣٥٣

❷ [إسناده حسن] الطبقات لابن سعد: ٢/ ٣٦١

فَكَتَبُوهَا فَإِذَا خَرَجَ سَأَلَ عَنْهَا . ❶

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک انصاری بھائی سے کہا: ہمیں اصحابِ محمد رضی اللہ عنہم کے پاس لے چلو، شاید کہ انہیں ہماری ضرورت ہو۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نماز پڑھاتے تو اپنے پیچھے اپنے بچوں کو بٹھا لیتے، پھر جب کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں انہوں نے کچھ نہ سنا ہو، تو اسے دوہراتے، چنانچہ وہ اس آیت کو لکھ لیتے، پھر جب آپ باہر نکلتے تو اس آیت کے بارے میں سوال کرتے۔

1875 ۔ خصیف بیان کرتے ہیں کہ امام عطاء رحمہ اللہ جب ہم سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے کوئی حدیث بیان کرتے تو فرماتے: مجھے یہ حدیث ''علم کے سمندر'' نے بیان کی۔ ❷

1876 ۔ ابوحمزہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

شَهِدْتُ وَفَاةَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِالطَّائِفِ فَوَلِيَهُ مُحَمَّدُ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ . ❸

میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات کے وقت طائف میں موجود تھا تو ان کی سرپرستی محمد بن حنفیہ نے کی تھی۔

1877 ۔ مغیرہ بن مقسم بیان کرتے ہیں کہ:

قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّى أَصَبْتَ هٰذَا الْعِلْمَ؟ قَالَ: لِسَانًا سَئُولًا ، وَقَلْبًا عَقُولًا . ❹

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: آپ نے اس قدر علم کیسے حاصل کیا؟ تو انہوں نے فرمایا: سوال کرنے والی زبان اور سمجھنے والے دِل کے ذریعے۔

1878 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ عُمَرَ كَانَ يُدْنِيهِ ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ إِنَّ لَنَا أَبْنَاءَ مِثْلَهُ ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ . ❺

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو (مشاورت کی غرض سے) اپنے قریب رکھا کرتے تھے، تو عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اس جیسے تو ہمارے بچے بھی ہیں (آپ انہیں اپنے قریب کیوں نہیں رکھتے؟) تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: یہ رُتبہ اسے جس حیثیت سے ملا ہے وہ آپ بھی جانتے ہیں (یعنی علمی حیثیت کی بنا پر)۔

1879 ۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَاتَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالطَّائِفِ فَشَهِدْتُ جَنَازَتَهُ ، فَجَاءَ طَائِرٌ لَمْ يُرَ عَلَى خِلْقَتِهِ حَتّٰى دَخَلَ فِي نَعْشِهِ ، ثُمَّ لَمْ يُرَ خَارِجًا مِنْهُ فَلَمَّا دُفِنَ تُلِيَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلٰى شَفِيرِ الْقَبْرِ ، لَا يُرٰى مَنْ تَلَاهَا ﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o ارْجِعِي إِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً o فَادْخُلِي فِي عِبَادِي o وَادْخُلِي جَنَّتِي o﴾ [الفجر:٢٨] . ❻

---

❶ [إسناده ضعيف] التاريخ للفسوى: ١/ ٥٤٨ ❷ [إسناده ضعيف] الطبقات لابن سعد: ٢/ ٣٦٦

❸ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ١/ ٥١٨۔ المعجم الكبير للطبرانى: ١٠/ ٢٨٨۔ المصنف لابن أبى شيبة: ٣/ ٣٢٨

❹ [إسناده ضعيف] البداية والنهاية لابن كثير: ٨/ ٢٩٩ ❺ [إسناده صحيح] مضى مختصراً برقم: ١٨٧١

❻ [إسناده حسن] المعجم الكبير للطبرانى: ١٠/ ٢٩٠۔ المستدرك للحاكم: ٣/ ٥٤٣۔ مجمع الزوائد للهيثمى: ٩/ ٢٨٥۔ حلية الأولياء لأبى نعيم: ١/ ٣٢٩

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما طائف میں فوت ہوئے، میں نے ان کے جنازے میں شرکت کی، (ہم نے دیکھا کہ) ایک پرندہ آیا جو کہ عام پرندوں کی مثل نہیں تھا، اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کفن میں داخل ہو گیا، پھر اسے اس کفن سے باہر نکلتے نہیں دیکھا گیا، پھر جب انہیں دفن کیا گیا تو قبر کے کنارے پر یہ آیات پڑھی جا رہی تھیں، لیکن پڑھنے والا دکھائی نہیں دے رہا تھا: ﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً o فَادْخُلِي فِي عِبَادِي o وَادْخُلِي جَنَّتِي o﴾ ''اے مطمئن جان! اپنے رب کی جانب راضی خوشی لوٹ جا، پس تو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔''

1880۔ سعید بن جبیر اور یوسف بن مہران رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَا نُحْصِي كَمْ سَمِعْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ يُسْأَلُ عَنِ الشَّيْءِ مِنَ الْقُرْآنِ، فَيَقُولُ: هُوَ كَذَا وَكَذَا، أَمَا سَمِعْتَ الشَّاعِرَ يَقُولُ: كَذَا وَكَذَا. ❶

ہم شمار ہی نہیں کر سکتے کہ کتنی ہی بار سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قرآن کے کسی مسئلے کے بابت پوچھا جاتا تو وہ فرماتے: یہ اس طرح اس طرح ہے، کیا آپ نے شاعر کا فلاں فلاں شعر نہیں سنا؟

توضیح:...... یعنی ایک تو انہیں یہ ملکہ حاصل تھا کہ قرآن کے جملہ علوم اور جمیع مسائل کا علم رکھتے تھے اور فوراً جواب دیتے تھے اور دوسری خوبی ان کی یہ تھی کہ انہیں ہر مسئلے پر دلیل کے طور پر شعراء کے اشعار پیش کرنے پر بھی عبور حاصل تھا۔

1881۔ حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ أَتَى مُعَاوِيَةَ فَشَكَى إِلَيْهِ أَنَّ عَلَيْهِ دَيْنًا، فَلَمْ يَرَ مِنْهُ مَا يُحِبُّ، وَرَأَى أَمْرًا كَرِهَهُ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً)) قَالَ: فَأَيَّ شَيْءٍ أَمَرَكُمْ بِهِ؟ قَالَ: قَالَ: ((اصْبِرُوا)) قَالَ: فَقَالَ: وَاللَّهِ لَا أَسْأَلُكَ شَيْئًا أَبَدًا، وَقَدِمَ الْبَصْرَةَ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَرَعَ لَهُ بَيْتَهُ الَّذِي كَانَ فِيهِ، وَقَالَ: لَأَصْنَعَنَّ مَا صَنَعْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: كَمْ عَلَيْكَ مِنَ الدَّيْنِ؟ قَالَ: عِشْرُونَ أَلْفًا، فَأَعْطَاهُ أَرْبَعِينَ أَلْفًا وَعِشْرِينَ مَمْلُوكًا، وَقَالَ: لَكَ مَا فِي الْبَيْتِ كُلُّهُ. ❷

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے گزارش کی کہ مجھ پر قرض ہے۔ لیکن انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے کوئی اچھا رویہ نہ دیکھا بلکہ ناگوار انداز ہی دیکھنے میں آیا۔ چنانچہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یقیناً عنقریب تم دیکھو گے کہ میرے بعد تم پر دیگر لوگوں کو ترجیح دی جائے گی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ایسے حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کیا کرنے کا حکم دیا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ صبر کرنا۔ اس کے بعد ابو ایوب رضی اللہ عنہ بولے: اللہ کی قسم! میں آپ سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگوں گا۔ پھر وہ بصرہ آئے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں پڑاؤ کیا اور ان کا دروازہ کھٹکھٹایا جس میں وہ رہتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا: یقیناً میں وہ کام ضرور کروں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا، اور کہا: آپ پر کتنا قرض ہے؟ انہوں نے کہا: بیس ہزار۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں چالیس ہزار اور بیس غلام دینے

---

❶ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٧٨ ❷ إسناده ضعيف.

کے بعد فرمایا: گھر میں جو کچھ بھی ہے سب آپ کا ہے۔

1882 ۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى كَتِفِيَّ أَوْ مَنْكِبِي ـ شَكَّ سَعِيدٌ ـ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ)). ❶

رسول اللہ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک میرے کندھے پر، یا میرے مونڈھے پر رکھا۔ الفاظ کا یہ شک سعید رحمہ اللہ کو ہوا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ اور تفسیر کا علم عطا فرما دے۔

1883 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ أَعْطِ ابْنَ عَبَّاسٍ الْحِكْمَةَ، وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ)). ❷

اے اللہ! ابن عباس کو حکمت عطا فرما دے اور اسے تفسیر کا علم سکھا دے۔

1884 ۔ مسلم بن صبیح سے مروی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ خَلْفَهُ، وَقُثَمٌ أَمَامَهُ. ❸

رسول اللہ ﷺ نے مجھے (اپنی سواری پر) اپنے پیچھے سوار کیا اور قثم آپ ﷺ کے آگے تھے۔

1885 ۔ غیلان بن عمرو بن سُوید بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا مَاتَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَدْرَجْنَاهُ فِي أَكْفَانِهِ، فَجَاءَ طَائِرٌ أَبْيَضُ، فَدَخَلَ فِي أَكْفَانِهِ. ❹

جس وقت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی تو ہم انہیں کفن پہنا رہے تھے، اتنے میں ایک سفید پرندہ آیا اور ان کے کفن میں داخل ہو گیا۔

1886 ۔ عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِفُّ عَبْدَ اللّٰهِ، وَعُبَيْدَ اللّٰهِ، وَكَثِيرًا بَنِي الْعَبَّاسِ، ثُمَّ يَقُولُ: ((مَنْ يُعْنِقُ إِلَيَّ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ: فَيَسْتَبِقُونَ إِلَيْهِ، فَيَقَعُونَ عَلٰى ظَهْرِهِ، وَصَدْرِهِ، فَيُقَبِّلُهُمْ وَيَلْتَزِمُهُمْ. ❺

رسول اللہ ﷺ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں، عبداللہ، عبیداللہ اور کثیر کو ایک صف میں کھڑا کیا کرتے اور پھر فرماتے: جو دوڑ کر سب سے پہلے میرے پاس پہنچے گا اس کو فلاں چیز انعام دوں گا۔ چنانچہ وہ تینوں آپ کی طرف دوڑ پڑتے اور آپ کی کمر اور سینے پر چڑھ جاتے۔ آپ ﷺ ان کو چومتے اور سینے سے لگا لیتے۔

1887 ۔ زید بن علی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ طَلْحَةَ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: هَلْ لَكَ فِي الْمُنَاحَبَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ فَتَحَاكَمَا إِلٰى كَعْبٍ فَقَالَ لَهُمَا

---

❶ [إسناده حسن] مضى برقم: ١٥٦٠، ١٨٥٦

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٢٦٩ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٥٨١ـ حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ٣١٥

❸ إسناده ضعيف.

❹ [إسناده ضعيف] معجم الصحابة للبغوي: ٣٣٦

❺ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٢١٤ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٨٥ـ أسد الغابة في معرفة الصحابة: ٣/ ٣٤٠

كَعْبٌ: أَمَّا أَنْتُمْ مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ أَعْلَمُ بِأَحْسَابِكُمْ، وَأَمَّا أَنَا فَإِنِّي أَجِدُ فِي الْكُتُبِ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا إِلَّا مِنْ خَيْرِ مَنْ هُوَ مِنْهُ، حَتّٰى يَبْلُغَ الْأَخَوَيْنِ، فَيَكُونُ مِنْ خَيْرِهِمَا، فَقَضٰى لِابْنِ عَبَّاسٍ. ❶

طلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا آپ کو کوئی فخر یہ اعزاز حاصل ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ چنانچہ وہ دونوں سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلہ لے گئے تو کعب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے قریش کے لوگو! تم خود ہی اپنے حسب ونسب کو بڑی اچھی طرح جانتے ہو، اور جہاں تک میری بات ہے تو میں نے کتابوں میں یہ پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی نبی مبعوث فرماتا ہے تو اس کے لیے وہ ان کے بہترین شخص کا انتخاب کرتا ہے، یہاں تک کہ جب بات دو بھائیوں کے معاملے تک پہنچ جائے تو ان دونوں میں سے بھی بہترین ہی منتخب ہوتا ہے۔ چنانچہ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں فیصلہ کر دیا۔

1888 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

بِتُّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: ضَعْ لِي طَهُورًا، فَوَضَعْتُهُ لَهُ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ)). ❷

میں نے (ایک مرتبہ) اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات بسر کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت (نوافل پڑھنے کے لیے) اُٹھے اور فرمایا: میرے لیے وضوء کا پانی رکھ دو۔ چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضوء کا پانی رکھ دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

1889 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ:

دَعَا لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَزِيدَنِي اللّٰهُ عِلْمًا وَفَهْمًا. ❸

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دعا فرمائی کہ اللہ میرے علم وفہم میں اضافہ فرما۔

1890 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

لَا تَمْضِي الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتّٰى يَلِيَ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ فَتًى لَمْ تَلْبَسْهُ الْفِتَنُ وَلَمْ يَلْبَسْهَا، قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ تَعْجِزُ عَنْهَا مَشْيَخَتُكُمْ وَيَنَالُهَا شَبَابُكُمْ؟ قَالَ: هُوَ أَمْرُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ. ❹

شب وروز گزرتے رہیں گے، یہاں تک کہ ہم اہل بیت میں سے ایک نوجوان زمامِ حکومت سنبھالے گا، نہ تو فتنے اس کے آڑے آئیں گے اور نہ ہی وہ خود ان کا شکار ہو گا۔ ابومعبد کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے ابوعباس! تمہارے بزرگوں کو تو یہ مل نہ سکی، تو کیا تمہارے نوجوانوں کو یہ مل جائے گی؟ انہوں نے فرمایا: یہ اللہ کا امر ہے، وہ جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے۔

---

❶ [رجاله ثقات عدا خالد بن صفوان، سكت عنه البخاري] التاريخ الكبير للبخاري: ٢/ ١٥٦

❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٨٥٨ ❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٨٥٧

❹ [إسناده موقوف صحيح] المصنف لابن أبي شيبة: ٣٢١

1891 ـ سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:
مِنَّا ثَلَاثَةٌ: مِنَّا السَّفَّاحُ، وَمِنَّا الْمُنْصُورُ، وَمِنَّا الْمَهْدِيُّ. ❶
تین شخصیات ہم میں سے ہیں: سفاح، منصور اور مہدی۔

1892 ـ امام لیث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:
قِيلَ لِطَاوُسٍ: أَدْرَكْتَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْقَطَعْتَ إِلٰى هٰذَا الْغُلَامِ مِنْ بَيْنِهِمْ؟ قَالَ: أَدْرَكْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُلُّهُمْ إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ انْتَهَوْا فِيهِ إِلٰى قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ. ❷
طاؤس رحمہ اللہ سے کہا گیا: آپ نے بہت سے اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم سے ملاقات کا شرف پایا ہے لیکن ان سب کے باوجود آپ نے اس نوجوان کے حلقۂ درس کا ہی کیوں انتخاب کیا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے ستر ایسے اصحابِ نبی رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ ان سب کا جب کسی مسئلے میں اختلاف ہوتا تھا تو وہ حتمی فیصلہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو ہی مانتے تھے۔

1893 ـ ابن ہبیرہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:
مَنْ كَانَ سَائِلًا عَنْ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ، فَلْيَسْأَلْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ. ❸
جس نے قرآن کے کسی مسئلہ کے بارے میں سوال کرنا ہو؛ تو اسے چاہیے کہ وہ عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے سوال کرے۔

1894 ـ سفیان بیان کرتے ہیں کہ ابن ابجر رحمہ اللہ نے فرمایا:
إِنَّمَا فَقُهَ أَهْلُ مَكَّةَ حِينَ نَزَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ. ❹
یقیناً اہل مکہ کو بھی اس وقت دین کی فقاہت حاصل ہوگئی جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے ہاں تشریف لے گئے۔

1895 ـ طلحہ ایامی بیان کرتے ہیں کہ یہ کہا جاتا تھا کہ:
بُغْضُ بَنِي هَاشِمٍ نِفَاقٌ. ❺
بنو ہاشم سے بغض رکھنا منافقت (کی علامت) ہے۔

1896 ـ عبداللہ بن سیف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:
قَالَتْ عَائِشَةُ: مَنِ اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَوْسِمِ؟ قَالُوا: ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَتْ: هُوَ أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحَجِّ. ❻

---

❶ [إسناده حسن] المستدرك للحاكم: ٤/ ٥١٤ـ البداية والنهاية: ٦/ ٢٤٦ـ التاريخ للفسوى: ١/ ٥٣٥

❷ [إسناده حسن لغيره والأثر صحيح] الطبقات لابن سعد: ٢/ ٣٦٦ـ أسد الغابة فى معرفة الصحابة: ٣/ ١٩٣

❸ إسناده ضعيف . ❹ [إسناده صحيح] التاريخ للفسوى: ١/ ٥٤٠

❺ إسناده ضعيف

❻ [سكت البخارى عن عبدالله بن سيف والبقية ثقات] مضى برقم: ١٨٥٢

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے استفسار فرمایا: حج کا نگران کس کو مقرر کیا جائے؟ لوگوں نے کہا: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو۔ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حج کے احکام کو وہی تمام لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں۔

1897 - امام منذر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابن حنفیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

اَلْيَوْمَ مَاتَ رَبَّانِيُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ . ❶

آج اس اُمت کے ربانی فوت ہو گئے۔

توضیح :...... ربانی کا مطلب ہے اللہ والا، خدا پرست۔ اور ایک مطلب ہے کامل علم والا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما میں یہ دونوں صفات ہی بہ درجہ اتم پائی جاتی تھیں، اس لیے یہ تمام معانی مراد لیے جا سکتے ہیں۔

1898 - امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ مَاتَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ مَاتَ وَهُوَ حَبْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ . ❷

ابن عباس رضی اللہ عنہما رحلت فرما گئے ہیں، اور وہ تا دمِ وفات اس اُمت کے بہت بڑے عالم رہے۔

1899 - امام عطاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ نَاسٌ يَأْتُونَ ابْنَ عَبَّاسٍ لِلشِّعْرِ ، وَنَاسٌ لِلْأَنْسَابِ ، وَنَاسٌ لِأَيَّامِ الْعَرَبِ وَوَقَائِعِهَا ، فَمَا مِنْهُمْ مِنْ صِنْفٍ إِلَّا يُقْبِلُ عَلَيْهِمْ بِمَا شَاءُ وا . ❸

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس لوگ اشعار کے لیے آیا کرتے تھے، کچھ لوگ انساب کی تعلیم کے لیے اور کئی لوگ عرب کے حالات و حادثات کو جاننے کے لیے آتے تھے۔ سو ان میں سے علم کی جو بھی صنف ہوتی؛ آپ ان کو وہی سکھا دیتے جو وہ چاہتے ہوتے۔

1900 - ابن ابی مُلیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ إِذَا أَخَذَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ أَخَذَ النَّاسُ مَعَهُ ، وَإِذَا أَخَذَ فِي الْقُرْآنِ لَمْ يَتَعَلَّقِ النَّاسُ مِنْهُ بِشَيْءٍ . ❹

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما جب حلال و حرام کے متعلق بحث کرتے تو لوگ بھی ان کے ساتھ بحث میں حصہ لیتے لیکن جب آپ قرآن کی تفسیر بیان فرماتے تو پھر لوگ اس میدان میں ان کے سامنے نہ آتے۔

1901 - سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ لَمَّا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ تَكَلَّمْ ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: لَوْ عَلِمْنَا جِئْنَا بِأَبْنَائِنَا مَعَنَا ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ . ❺

---

❶ [إسناده حسن] مضى برقم: ۱۸٤۱
❷ [إسناده صحيح] التاريخ للفسوى: ۱/ ٥٤٠
❸ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ۲/ ۳٦۷
❹ [إسناده ضعيف ورجاله ثقات] الإستيعاب لابن عبد البر: ۲/ ۳٥۷
❺ [إسناده صحيح] مضى برقم: ۱۸۷۱

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اب آپ بولیے۔ تو عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر ہمیں علم ہوتا (کہ یہاں بچوں نے بھی بولنا ہے) تو ہم بھی اپنے ساتھ اپنے بیٹوں کو لے آتے۔ یہ سن کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اعزاز جس بنا پر ہے وہ آپ بھی جانتے ہیں (یعنی علم کی بنا پر)۔

1902۔ عبداللہ بن یامین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ طَائِرًا دَخَلَ فِي ثِيَابِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى سَرِيرِهِ، فَلَمْ يُرَ خَرَجَ حَتَّى دُفِنَ. ❶

ایک پرندہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کپڑوں میں داخل ہو گیا، جب وہ میت کی چارپائی پر تھے، پھر وہ پرندہ باہر نہیں نکلا، یہاں تک کہ انہیں دفن کر دیا گیا۔

1903۔ مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ أَصَبْتَ هٰذَا الْعِلْمَ؟ قَالَ: بِلِسَانٍ سَؤُولٍ، وَقَلْبٍ عَقُولٍ. ❷

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: آپ نے اس قدر علم کیسے حاصل کیا؟ تو انہوں نے فرمایا: سوال کرنے والی زبان اور سمجھنے والے دل کے ذریعے۔

1904۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عُمَرُ يَسْأَلُنِي مَعَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَقُولُ لِي: لَا تَكَلَّمْ حَتَّى يَتَكَلَّمُوا، فَإِذَا تَكَلَّمْتُ، قَالَ: غَلَبْتُمُونِي أَنْ تَأْتُوا بِمَا جَاءَ بِهِ هٰذَا الْغُلَامُ الَّذِي لَمْ تَجْتَمِعْ شُئُونُ رَأْسِهِ. قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ: شُئُونَ رَأْسِهِ يَعْنِي الشُّعَبَ الَّتِي تَكُونُ فِي الرَّأْسِ. ❸

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مجھے اصحابِ محمد رضی اللہ عنہم کے ساتھ بلایا کرتے تھے اور فرماتے: تم تب تک مت بولنا جب تک وہ بات نہ کر لیں۔ چنانچہ جب (ایک مسئلے میں) میں بولا (اور صحیح رائے دی) تو آپ نے (حاضرین سے) فرمایا: کیا تم سب اس ایک بات کا مجھے نہ بتا سکے جو اس لڑکے نے بتا دی ہے جس کے سر کے جوڑ بھی ابھی تک جمع نہیں ہیں۔
ابن ادریس فرماتے ہیں: سر کے جوڑوں سے مراد وہ گوشے ہیں جو سر میں ہوتے ہیں۔

توضیح:...... یہ مسئلہ جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حل کیا تھا، ایک روایت میں اس کی وضاحت یوں مذکور ہے:
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کو بلایا اور ان سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بارے میں تم کیا کہتے ہو کہ اسے آخری عشرے میں تلاش کرو؟ تم کونسی رات سمجھتے ہو؟ بعض نے پہلی رات کہا، بعض نے تیسری اور بعض نے پانچویں رات کہا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں بھی وہیں موجود تھا، میں نے کہا: اے امیر المومنین! اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ کہوں۔ آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں یہاں کچھ کہنے کے لیے ہی تو بلایا ہے۔ میں نے پوچھا: میں اپنی رائے بتاؤں؟ آپ نے فرمایا: ہم یہی پوچھ رہے ہیں۔ تو میں نے کہا: اس سے مراد (آخری عشرے کی) ساتویں رات ہے (یعنی ستائیسویں رات) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں اور سات زمینوں کا تذکرہ کیا ہے، انسان کو سات دنوں

❶ [إسناده ضعيف] التاريخ الكبير للبخاري: ٣/ ٣٣٤۔ سير أعلام النبلاء للذهبي: ٤/ ١٧٣
❷ [إسناده ضعيف] البداية والنهاية لابن كثير: ٨/ ٢٩٩
❸ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ٥٣٩۔ الفقيه والمتفقه للخطيب: ٢/ ١٣٣۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ٣١٧

میں پیدا کیا ہے اور زمین کا دانہ بھی سات دنوں میں اُگتا ہے۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: کیا تم سب اس لڑکے کی سی گفتگو کرنے سے عاجز ہو؟ جس کے سر کے جوڑ ابھی تک جے نہیں ہیں۔ اللہ کی قسم! میرا بھی وہی خیال ہے جو تم نے کہا، میں تمہیں کہا کرتا تھا کہ ان احباب کے بات کرنے سے پہلے تم بات نہیں کرو گے، اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم ان کے ساتھ گفتگو میں شامل ہو جایا کرو۔ ❶

1905۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ لِيَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: إِنِّي أَرٰى هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ أَكْرَمَكَ يَعْنِي ابْنَ الْخَطَّابِ فَاحْفَظْ عَنِّي ثَلَاثًا: لَا تَغْتَابَنَّ عِنْدَهُ أَحَدًا، وَلَا تُفْشِيَنَّ لَهُ سِرًّا، وَلَا يَتَعَلَّقَنَّ عَلَيْكَ كَذِبَةً. فَقُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ: كُلُّ كَلِمَةٍ خَيْرٌ مِنْ أَلْفٍ قَالَ: نَعَمْ وَخَيْرٌ مِنْ عَشَرَةِ آلَافٍ. ❷

مجھ سے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً میں ان صاحب کو، یعنی ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں کہ یہ تمہاری عزت کرتے ہیں، لہٰذا تم میری تین باتیں یاد رکھنا: ان کے پاس کسی کی غیبت بالکل مت کرنا، ان کے کسی بھی راز کو فاش قطعاً نہ کرنا اور یہ تم پر کسی جھوٹ کی گرفت نہ کریں۔ (مجالد کہتے ہیں کہ) میں نے شعبی رحمہ اللہ سے کہا: ہر بات ایک ہزار باتوں سے بہتر ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں، بلکہ دس ہزار سے بھی بہتر ہے۔

1906۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْلَمَ بِالسُّنَّةِ، وَلَا أَجْلَدَ رَأْيًا، وَلَا أَثْقَبَ نَظَرًا حِينَ يَنْظُرُ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ. ❸

میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر سنت کو جاننے والا، مضبوط اور مستند رائے والا اور (مسائل پر) نہایت گہری نگاہ رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

1907۔ عبداللہ بن یامین اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ:

لَمَّا مَاتَ ابْنُ عَبَّاسٍ شَهِدْتُ جَنَازَتَهُ، فَلَمَّا أَلْحَدْنَا بِهِ الْوَادِيَ رَأَيْتُ طَائِرًا أَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ: الْغُرْنُوقُ جَاءَ حَتّٰى دَخَلَ فِي نَعْشِهِ، فَيَرَوْنَ أَنَّهُ عِلْمُهُ ذَهَبَ مَعَهُ. ❹

جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس جہان سے رُخصت ہوئے تو میں ان کے جنازے میں موجود تھا۔ جب ہم نے انہیں وادی میں لحد کے اندر اُتارا تو میں نے ایک نہایت سفید پرندہ دیکھا، جسے ''غرنوق'' کہا جاتا تھا، وہ آیا اور ان کی نعش مبارک میں داخل ہو گیا۔ اہل علم اس کی تعبیر یہ کرتے ہیں کہ وہ ان کا علم تھا؛ جو ان کے ساتھ ہی چلا گیا۔

1908۔ ابوزبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا مَاتَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَاءَ طَائِرٌ أَبْيَضُ فَدَخَلَ فِي أَكْفَانِهِ. قَالَ ابْنُ فُضَيْلٍ إِنَّهُ عِلْمُهُ. ❺

---

❶ المستدرك للحاكم: ١٥٩٧.

❷ [إسناده ضعيف] المعجم الكبير للطبراني: ١٠/ ٣٢٢۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ٣١٨

❸ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٢/ ٣٦٨۔ الإستيعاب لابن عبد البر: ٢/ ٣٥٢

❹ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٩٠٢

❺ [إسناده حسن] المستدرك للحاكم: ٣/ ٥٤٣

جس وقت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی تو ایک نہایت سفید پرندہ آیا اور ان کے کفن میں داخل ہو گیا۔ ابن فضیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ ان کا علم تھا۔

1909 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لَهُ أَنْ يَرْزُقَهُ عِلْمًا وَفَهْمًا . ❶

یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اللہ تعالیٰ سے) ان کے لیے (یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے) دعا فرمائی کہ وہ اسے علم اور فہم عطا فرمائے۔

1910 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لَهُ بِالْعِلْمِ مَرَّتَيْنِ . ❷

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دو مرتبہ علم کی دعا فرمائی۔

1911 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ جِبْرِيلَ مَرَّتَيْنِ، وَدَعَا لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُؤْتِيَنِي اللّٰهُ الْحِكْمَةَ مَرَّتَيْنِ . ❸

میں نے جبرائیل علیہ السلام کو بھی دو مرتبہ دیکھا اور میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دو مرتبہ یہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مجھے حکمت عطا فرمائے۔

1912 ۔ عثمان بن ابوسلمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اشْتَرٰى ثَوْبًا بِأَلْفٍ . ❹

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک ہزار قیمت میں ایک کپڑا خریدا تھا۔

1913 ۔ عبیداللہ بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، إِذَا جَاءَتْهُ الْأَقْضِيَةُ الْمُعْضِلَةُ يَقُولُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ قَدْ طَرَأَتْ عَلَيْنَا أَقْضِيَةٌ عُضَلٌ وَأَنْتَ لَهَا وَلِأَمْثَالِهَا، ثُمَّ يَأْخُذُ بِرَأْيِهِ وَقَوْلِهِ، وَمَا كَانَ يَدْعُو لِذَالِكَ أَحَدًا سِوَاهُ إِذَا كَانَتِ الْعُضَلُ . قَالَ: يَقُولُ عُبَيْدُ اللّٰهِ: وَعُمَرُ عُمَرُ فِي جِدِّهِ وَاجْتِهَادِهِ فِي ذَاتِ اللّٰهِ وَنَظَرِهِ لِلْمُسْلِمِينَ . ❺

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی کوئی ناقابل حل فیصلے آتے تو آپ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے: اے ابوعباس! ہمیں کچھ ایسے فیصلے پیش آ گئے ہیں جو انتہائی دُشوار ہیں، جبکہ آپ انہیں اور ان جیسے دیگر مسائل کا حل بہ خوبی سمجھتے ہیں۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کی رائے اور قول پر عمل کرتے۔ اور آپ کو جب بھی ایسا کوئی دُشوار مسئلہ درپیش ہوتا تھا تو آپ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ کسی کو نہیں بلاتے تھے۔ عبیداللہ کہتے ہیں: حالانکہ سیدنا

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٨٥٧ ❷ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٥٦١

❸ [إسناده ضعيف] المعجم الكبير للطبراني: ١٠/ ٣٢٠

❹ [رجال الإسناد ثقات] المستدرك للحاكم: ٣/ ٥٤٥۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ٣٢١

❺ [إسناده صحيح] أسد الغابة في معرفة الصحابة: ٣/ ١٩٣۔ الإصابة في تمييز الصحابة: ٢/ ٣٣٣۔ الطبقات لابن سعد: ٢/ ٣٦٩

عمر رضی اللہ عنہ خود بھی اللہ تعالیٰ کی ذات (یعنی دینی امور) کے بارے میں اجتہاد و محنت اور مسلمانوں کے حالات پر نظر ہونے میں یکتائے روزگار تھے۔

1914۔ لیث بیان کرتے ہیں کہ امام طاؤس رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: آپ نے بہت سے اصحابِ محمد رضی اللہ عنہم سے ملاقات کا شرف پایا ہے لیکن آپ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ہی محورِ علم کیوں منتخب کیا؟ تو انہوں نے فرمایا:

أَدْرَكْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَدَارَوْا فِي شَيْءٍ انْتَهَوْا إِلَى قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ . ❶

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر صحابہ کو دیکھا کہ جب بھی ان کا کسی مسئلے میں اختلاف ہو جاتا تو وہ بالآخر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو ہی اختیار فرماتے تھے۔

1915۔ عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَعَا النَّبِيُّ ﷺ ابْنَ عَبَّاسٍ فَأَجْلَسَهُ فِي حِجْرِهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَدَعَا لَهُ بِالْعِلْمِ . ❷

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا اور انہیں اپنی گود مبارک میں بٹھا کر ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے علم کی دعا فرمائی۔

1916۔ عکرمہ رحمہ اللہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّهُ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنِ الشَّيْءِ مِنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرْآنِ، يُنْشِدُ الشِّعْرَ . ❸

ان سے جب قرآن کی عربیت سے متعلقہ کوئی چیز پوچھی جاتی تو وہ شعر پڑھ کر بتلایا کرتے تھے۔

1917۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَبْدَ اللّٰهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ فَوَجَدَ مَعَهُ رَجُلًا فَرَجَعَ، وَلَمْ يُكَلِّمْهُ، فَقَالَ: ((رَأَيْتَهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيلُ)) قَالَ: ((أَمَا إِنَّ ابْنَكَ لَنْ يَمُوتَ حَتَّى يَذْهَبَ بَصَرُهُ وَيُؤْتَى عِلْمًا)) . ❹

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کسی ضروری کام کی غرض سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو انہوں نے آپ کے ساتھ ایک آدمی کو دیکھا، اسے دیکھ کر آپ واپس چلے گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات نہ کی۔ (بعد میں معلوم ہونے پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: کیا تم نے اسے دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ (پھر اپنے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! آپ کے بیٹے کو تب تک موت نہیں آئے گی جب تک کہ اس کی بینائی نہ چلی جائے اور اسے علم سے نہ نواز دیا جائے۔

1918۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

❶ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٨٩٢
❷ [إسناده ضعيف] التاريخ للفسوى: ١/ ٤٩٤
❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٨٦٥
❹ [إسناده حسن] مجمع الزوائد للهيثمى: ٩/ ٢٧٧۔ البداية والنهاية لابن كثير: ٨/ ٢٩٨

كُنْتُ مَعَ أَبِي عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا خَرَجْنَا قَالَ لِي أَبِي: يَا بُنَيَّ؛ أَلَمْ تَرَ إِلَى ابْنِ عَمِّكَ كَيْفَ كَانَ مُعْرِضًا عَنِّي؟ قُلْتُ: يَا أَبَتِ إِنَّهُ كَانَ مَعَهُ رَجُلٌ يُنَاجِيهِ قَالَ: أَكَانَ عِنْدَهُ رَجُلٌ يُنَاجِيهِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَرَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ لَهُ: ((أَرَأَيْتَهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ)). ❶

میں اپنے والد کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس موجود تھا۔ جب ہم نکل آئے تو میرے والد نے مجھ سے کہا: بیٹا! کیا تم نے اپنے چچازاد کو نہیں دیکھا کہ وہ مجھ سے کیسے منہ پھیر رہے تھے؟ میں نے عرض کیا: ابا جان! ان کے پاس ایک آدمی تھا جس سے وہ سرگوشی کر رہے تھے۔ میرے والد نے کہا: کیا ان کے پاس کوئی آدمی بیٹھا تھا جس سے وہ سرگوشی کر رہے تھے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ وہ واپس نبی ﷺ کے پاس گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! عبداللہ نے مجھے ایسے ایسے کہا ہے۔ تو نبی ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم نے اسے دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔

1919۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي أَرَى هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ أَكْرَمَكَ وَأَدْنَاكَ فَاحْفَظْ عَنِّي ثَلَاثَ خِصَالٍ: لَا تُفْشِيَنَّ لَهُ سِرًّا، وَلَا تَكْذِبَنَّهُ، وَلَا تَغْتَابَنَّ عِنْدَهُ أَحَدًا، يَعْنِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ. ❷

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: یقیناً میں ان صاحب کو، یعنی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں کہ یہ تمہاری عزت کرتے ہیں اور تمہیں اپنے قریب رکھتے ہیں، چنانچہ میری تین باتیں یاد رکھنا: ان کا کوئی راز فاش مت کرنا، ان سے قطعاً کوئی جھوٹ مت بولنا اور ان کے پاس کسی کی غیبت بالکل نہ کرنا۔

1920۔ امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُسَمَّى الْبَحْرَ مِنْ كَثْرَةِ عِلْمِهِ. ❸

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے علم کی بہتات کے باعث "سمندر" کا نام دیا جاتا تھا۔

1921۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عُمَرُ يَجْلِسُ مَعَ الْأَكَابِرِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُولُ لِي: لَا تَكَلَّمْ حَتّٰى يَتَكَلَّمُوا، ثُمَّ يُقْبِلُ عَلَيْهِمْ فَيَقُولُ: مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَأْتُونِي بِمِثْلِ مَا يَأْتِينِي بِهِ هٰذَا الْغُلَامُ،

---

❶ [إسناده حسن] مسند أحمد: ١/ ٣١٢۔ مسند أبي داود الطيالسي: ٢/ ١٤٩۔ المعجم الكبير للطبراني: ١٠/ ٢٩١۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٧٦

❷ [إسناده ضعيف] المعجم الكبير للطبراني: ١٠/ ٣٢٢۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ٣١٨

❸ [إسناده صحيح] المستدرك للحاكم: ٣/ ٥٣٥۔ الطبقات لابن سعد: ٢/ ٣٦٦۔ التاريخ للفسوي: ١/ ٤٩٦۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ٣١٦۔ تاريخ بغداد للخطيب: ١/ ١٧٤

الَّذِی لَمْ تَسْتَوِ شُئُونُ رَأْسِهِ؟ . ❶

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ کے ساتھ بٹھایا کرتے تھے اور مجھ سے فرماتے: تم تب تک مت بولنا جب تک وہ بات نہ کر لیں۔ پھر آپ ان کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: تمہارے لیے کونسی چیز مانع ہے کہ تم وہ رائے نہیں دے سکتے جو یہ لڑکا دیتا ہے جس کے سر کے جوڑ بھی ابھی برابر نہیں ہوئے؟

1922 ۔ عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَصِفُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ ، وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَكَثِيرَ بْنَ عَبَّاسٍ ، وَهُمْ صِبْيَانٌ ، ثُمَّ يَقُولُ: ((مَنْ سَبَقَ إِلَيَّ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا ، ثُمَّ يَسْتَبِقُونَ فَيُقَبِّلُهُمْ)) . ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن عباس، عبید اللہ بن عباس اور کثیر بن عباس رضی اللہ عنہم کو لائن میں کھڑا کیا کرتے، جب وہ بچے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: جو میرے پاس پہلے آئے گا اس کو فلاں چیز انعام ملے گی۔ پھر وہ سب دوڑ کر آتے اور آپ انہیں بوسہ دیتے۔

1923 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

ضَمَّنِي إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ)) . ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سینے سے لگایا اور فرمایا: اے اللہ! اس کو حکمت (قرآن وسنت کا علم) سکھلا دے۔

1924 ۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُنِي بِالْحَدِيثِ ، لَوْ يَأْذَنُ لِي أَنْ أَقُومَ فَأُقَبِّلَ رَأْسَهُ لَفَعَلْتُ . ❹

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھے احادیث بیان کیا کرتے تھے، اگر وہ مجھے اجازت دیتے کہ میں اُٹھ کر ان کا سر چوم لوں؛ تو میں ضرور ایسا کرتا۔

1925 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ: هَلُمَّ فَلْنَسْأَلْ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُمْ كَثِيرٌ . قَالَ: الْعَجَبُ لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ ، أَتَرَى النَّاسَ يَحْتَاجُونَ إِلَيْكَ وَفِي الْأَرْضِ مَنْ تَرَى مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ؟ قَالَ: فَتَرَكَ ذَالِكَ ، وَأَقْبَلْتُ عَلَى الْمَسْأَلَةِ وَتَتَبُّعِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَإِنْ كُنْتُ لَيَبْلُغُنِي الْحَدِيثُ عَنْ رَجُلٍ سَمِعَ الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ فَأَجِدُهُ قَائِلًا: فَأَتَوَسَّدُ رِدَائِي عَلَى بَابِهِ تَسْفِي الرِّيَاحُ فِي وَجْهِي حَتّٰى يَخْرُجَ ، فَيَقُولُ: مَا جَاءَ بِكَ يَا ابْنَ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ؟ فَأَقُولُ: بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْكَ ، فَيَقُولُ: فَهَلَّا بَعَثْتَ إِلَيَّ حَتّٰى آتِيَكَ ، فَأَقُولُ: أَنَا كُنْتُ أَحَقَّ أَنْ آتِيَكَ ، فَكَانَ

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٩٠٤

❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٨٨٦

❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٨٣٥

❹ [إسناده صحيح] التاريخ للفسوى: ١/ ٥٣٣۔ جامع بيان العلم وفضله: ١/ ١٢٢

ذَالِكَ الرَّجُلُ يَمُرُّ بِي بَعْدُ، وَالنَّاسُ يَسْأَلُونِي فَيَقُولُ: أَنْتَ كُنْتَ أَعْقَلَ مِنِّي. ❶

جب نبی ﷺ کی رحلت ہوئی تو میں نے انصار میں سے ایک شخص سے کہا: آؤ، ہم نبی ﷺ کے صحابہ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے بارے میں پوچھیں، کیونکہ بلاشبہ (آج) وہ کثرت میں موجود ہیں۔ تو اس صاحب نے کہا: اے ابن عباس! آپ پر تعجب ہے، کیا آپ لوگوں کو دیکھتے نہیں کہ وہ تو (اس معاملے میں) آپ کے محتاج ہیں اور آپ روئے زمین میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کسے دیکھ رہے ہیں؟ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے اس انصاری کو چھوڑا اور مسائل کا علم حاصل کرنے اور صحابہ کی تلاش و جستجو میں نکل کھڑا ہوا۔ چنانچہ جب بھی مجھے کسی آدمی سے مروی ایسی حدیث کا پتا چلتا کہ جو اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوتی تھی، تو میں اپنی چادر کو تکیہ بنا کر اس کے دروازے پر (بیٹھ جاتا اور) ہوا مٹی اُڑا کر میرے چہرے پہ ڈالتی رہتی، یہاں تک کہ وہ باہر نکل آتا۔ (جب وہ باہر نکل کر مجھے دیکھتا) تو پوچھتا: اے رسول اللہ ﷺ کے چچازاد! کس غرض سے تشریف لائے ہیں؟ تو میں کہتا کہ مجھے پتا چلا تھا کہ آپ نبی ﷺ سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں تو میں نے چاہا کہ میں وہ حدیث آپ سے سُن لوں۔ تو وہ کہتا: آپ نے مجھے کیوں نہ پیغام بھیج دیا، تاکہ میں خود آپ کے پاس حاضر ہو جاتا؟ تو میں کہتا: میرا زیادہ حق بنتا تھا کہ میں آپ کے پاس آؤں۔ پھر اس کے بعد وہی شخص میرے پاس سے گزرا کرتا تھا اور لوگ مجھ سے سوال کر رہے ہوتے تھے، تو وہ کہتا: آپ (احادیث کی) مجھ سے بھی زیادہ سمجھ رکھتے ہیں۔

1926۔ امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نَحْنُ أَهْلَ مَكَّةَ نَفْخَرُ عَلَى النَّاسِ بِأَرْبَعَةٍ: فَقِيهُنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، وَقَاصُّنَا عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَمُؤَذِّنُنَا أَبِي مَحْذُورَةَ، وَقَارِئُنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ السَّائِبِ. ❷

ہم اہلِ مکہ چار اصحاب کی وجہ سے لوگوں پر فخر کا اظہار کیا کرتے تھے: (۱) ہمارے فقیہ سیدنا ابن عباس (۲) ہمارے قصہ گو عبید بن عمیر (۳) ہمارے مؤذن ابومحذورہ (۴) ہمارے قاری عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہم۔

1927۔ امام مجاہد رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُسَمَّى الْبَحْرَ لِكَثْرَةِ عِلْمِهِ. ❸

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے علم کی بہتات کے باعث "سمندر" کا نام دیا جاتا تھا۔

1928۔ فرزدق بن حواس بیان کرتے ہیں کہ:

قَدِمَ عَلَيْنَا عِكْرِمَةُ وَنَحْنُ مَعَ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ بِجُرْجَانَ فَقُلْنَا لِشَهْرٍ: أَلَا نَأْتِيهِ؟ فَقَالَ: إِيتُوهُ فَإِنَّهُ لَمْ تَكُنْ أُمَّةٌ إِلَّا وَقَدْ كَانَ لَهَا حَبْرٌ، وَإِنَّ مَوْلَى هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ حَبْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ. ❹

ہمارے پاس عکرمہ رحمہ اللہ آئے اور ہم جرجان مقام پر شہر بن حوشب کے ساتھ تھے۔ ہم نے شہرؒ سے کہا: کیا ہم

❶ [إسناده صحيح] سنن الدارمي: ١/ ١٤١ـ المعجم الكبير للطبراني: ١/ ٢٩٩ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٥٣٨

❷ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٥/ ٤٤٥ ❸ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٩٢٠

❹ لم أجد ضمادا والفرزدق والبقية ثقات.

ان کے پاس نہ جائیں؟ تو انہوں نے کہا: ان کے پاس جاؤ، کیونکہ ہر اُمت کا ایک پختہ اور جید عالم ہوتا ہے اور ان کے آقا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس اُمت کے پختہ اور جید عالم تھے۔

1929 ۔ امام عطاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَا رَأَيْتُ مَجْلِسًا أَكْرَمَ مِنْ مَجْلِسِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانُوا يَجِيئُونَ أَصْحَابُ الْقُرْآنِ فَيَسْأَلُونَهُ، ثُمَّ يَجِيءُ أَهْلُ الْعِلْمِ فَيَسْأَلُونَهُ، ثُمَّ يَجِيءُ أَصْحَابُ الشِّعْرِ فَيَسْأَلُونَهُ. ❶

میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس سے بڑھ کر کوئی بھی عزت والی مجلس نہیں دیکھی۔ قرآن کا علم سیکھنے والے آیا کرتے تھے اور آپ سے سوالات پوچھتے، پھر اہل علم آ کر آپ سے مسائل پوچھتے، پھر شعراء آ کر آپ سے سوالات کرتے۔

1930 ۔ ابو رجاء عطاردی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ هٰذَا الْمَكَانُ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَ الشِّرَاكِ الْبَالِي مِنَ الدَّمْعِ. ❷

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا رونے کی وجہ سے یہ حال ہو گیا تھا کہ جیسے وہ بوسیدہ تسمہ ہو۔

1931 ۔ امام طاؤس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَالَسْتُ خَمْسِينَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسِينَ مَا فِيهِمْ أَحَدٌ خَالَفَ ابْنَ عَبَّاسٍ فِي شَيْءٍ، فَفَارَقَهُ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْهِ. ❸

میں نے اصحابِ محمد رضی اللہ عنہم میں سے پچاس یا اس سے زائد لوگوں کے ساتھ مجلس کی، ان میں سے ایک بھی شخص ایسا نہیں تھا جو کسی مسئلے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مخالفت کرتا ہو، اگر کسی کی رائے ان سے جدا بھی ہوتی تو (بالآخر) وہ ان ہی کے مؤقف کی طرف رجوع کر لیتا تھا۔

1932 ۔ زید بن علی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَرٰى بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ كَلَامٌ، فَقَالَ طَلْحَةُ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لَكَ فِي الْمُنَاحَبَةِ وَتَرْفَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاجْعَلْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ مَنْ شِئْتَ، فَقَالَ: بَيْنِي وَبَيْنَكَ كَعْبٌ، فَأَتَوْا كَعْبًا فَذَكَرُوا ذَالِكَ لَهُ، فَقَالَ كَعْبٌ: ((أَمَّا أَنْتُمْ مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَنْسَابِكُمْ، وَأَمَّا نَحْنُ فَنَجِدُ فِي الْكُتُبِ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا إِلَّا مِنْ خَيْرِ أَهْلِ زَمَانِهِ، فَقَضٰى لِابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى طَلْحَةَ. ❹

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے درمیان بحث ہو گئی، تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا آپ کوئی فخریہ بات حاصل ہے؟ آپ اس سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (درمیان سے) اُٹھا دیں۔ تو انہوں نے کہا: جی ہاں۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میرے اور اپنے درمیان جسے بھی چاہیں حاکم مقرر کر لیں (جو اس بارے میں

❶ [إسناده صحيح] التاريخ للفسوى: ١/ ٥٢٠۔ تاريخ بغداد للخطيب: ١/ ١٧٤

❷ [إسناده حسن] مضى برقم: ١٨٤٣ ❸ [الأثر صحيح] مضى برقم: ١٨٩٢

❹ [إسناده ضعيف جدًا] مضى برقم: ١٨٨٧

ہمارا فیصلہ کر دے)۔ انہوں نے کہا: میرا اور آپ کا فیصلہ کعب رضی اللہ عنہ کریں گے۔ چنانچہ وہ کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے اور ان سے اس بات کا تذکرہ کیا تو کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے قریش کے لوگو! تم خود ہی اپنے حسب ونسب کو بڑی اچھی طرح جانتے ہو، اور جہاں تک ہماری بات ہے تو ہم نے کتابوں میں یہ پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی نبی مبعوث فرماتا ہے تو اس زمانے کے بہترین شخص کا انتخاب کرتا ہے۔ پھر سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ کر دیا۔

توضیح:...... سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا مطلب تھا کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت داری کا تذکرہ کیے بغیر اور اس اعزاز وشرف کو درمیان میں لائے بغیر، کوئی اور فخر کی بات بتلائیے۔

1933 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ جَمَعَ النَّاسَ فَسَأَلَهُمْ لِمَ أُنْزِلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ٥﴾ [النصر: ١] حَتَّى انْتَهَى إِلَيَّ، فَقَالَ: مَا تَقُولُ؟ قُلْتُ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ٥ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا٥ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا٥﴾ أَيْ إِنَّكَ مَيِّتٌ، فَقَالَ: مَا أَرَاكَ إِلَّا قَدْ صَدَقْتَ. ❶

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان سے پوچھا کہ سورۃ النصر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں نازل کی گئی؟ سب سے پوچھ کر آخر میں آپ نے مجھ سے کہا: تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ٥ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا٥ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا٥﴾ ''جب اللہ کی مدد اور فتح آن پہنچی، اور آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہو رہے ہیں۔ سو اب آپ اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح کیجیے اور اس سے بخشش طلب کیجیے، یقیناً وہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کی اس سے مراد یہ ہے کہ (اے نبی!) آپ کی موت کا وقت آن پہنچا ہے۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری رائے کے مطابق تم نے بالکل سچ کہا ہے۔

1934 ۔ شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَلَى الْمَوْسِمِ فَخَطَبَ فَافْتَتَحَ سُورَةَ النُّورِ، فَجَعَلَ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُفَسِّرُ، فَقَالَ شَيْخٌ مِنَ الْحَيِّ: سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا رَأَيْتُ كَلَامًا يَخْرُجُ مِنْ رَأْسِ رَجُلٍ لَوْ سَمِعَتْهُ التُّرْكُ لَأَسْلَمَتْ. ❷

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حج کے موقع پر خطبہ دیا تو سورۃ النور شروع کی اور اسے پڑھنے لگے، پھر تفسیر بیان کرنے لگے، تو قبیلے کے ایک بزرگ نے کہا: سبحان اللہ! میں نے کسی آدمی کے دماغ سے ایسی کلام نکلتی نہیں دیکھی، اگر اسے ترک سن لیتے تو اسلام لے آتے۔

1935 ۔ امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٨٧١

❷ [إسناده حسن] المستدرك للحاكم: ٣/ ٥٣٧۔ حلية الأولياء لأبي نعيم: ١/ ٣٢٤

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا فَسَّرَ الشَّيْءَ رَأَيْتُ عَلَيْهِ نُورًا . ❶

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما جب کسی آیت یا سورت کی تفسیر فرماتے تھے تو مجھے ان پر نُور دِکھائی دیتا تھا۔

1936 ۔ ابووائل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

شَهِدْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ بِالْمَوْسِمِ قَرَأَ سُورَةً فَفَسَّرَهَا ، فَقَالَ: إِنِّي لَأَظُنُّ أَنَّ التُّرْكَ لَوْ شَهِدَتْ يَوْمَئِذٍ تَفَقُّهَ مَا تَقُولُ لَأَسْلَمَتْ . ❷

میں حج کے ایام میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا، آپ نے ایک سورت پڑھی، پھر اس کی تفسیر بیان کی۔ ابووائل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں اگر اس دن تُرک لوگ وہاں موجود ہوتے اور وہ آپ کے بیان کی فقاہت دیکھتے تو اسلام لے آتے۔

1937 ۔ ابوحمزہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ تَمَضْمَضَ ، ثُمَّ فَسَّرَ . ❸

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب قرآن کی تفسیر کے متعلق کچھ پوچھا جاتا تو آپ کُلی کرتے، پھر تفسیر بیان فرماتے۔

1938 ۔ عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ إِعْرَابِ الْقُرْآنِ ، قَالَ: الشِّعْرَ كَذَالِكَ . ❹

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب قرآن کے اعراب کے متعلق کوئی چیز پوچھی جاتی تو آپ فرماتے: (اس کی دلیل میں عربی ادب کا) شعر اس طرح ہے۔

توضیح:...... یعنی آپ کو بامقصد، عمدہ اور فصیح عربی شاعری پر بھی عبور حاصل تھا اور اعرابِ قرآن سے متعلقہ سوال کا جواب دیتے ہوئے دلیل کے طور پر اشعار بھی پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔

1939 ۔ امام مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ: قَدْ أَجَّلْتُكُمْ فِيهَا عَشْرًا ، قَالَ: فَذَهَبْنَا ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَيْهِ ، فَقَالَ: مَا قَالُوا لَكُمْ؟ قَالَ: قُلْنَا: كَمَا كَانُوا يَقُولُونَ ، قَالَ: فَقَرَأَ عَلَيْنَا آيَاتٍ كَأَنَّا كُنَّا عَنْهُنَّ نِيَامًا: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ٥﴾ [المؤمنون: ١٢] حَتَّى بَلَغَ: ﴿فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ٥ ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَالِكَ لَمَيِّتُونَ٥﴾ [المؤمنون: ١٤ ، ١٥] . ❺

ہم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ''عزل'' کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: میں تمہیں اس کا جواب دس دِن کے لیے مؤخر کرتا ہوں۔ چنانچہ ہم چلے گئے، پھر دوبارہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے پوچھا: لوگوں نے تم سے کیا کہا؟ ہم نے کہا: وہ اسی طرح کہہ رہے ہیں جیسے پہلے کہتے تھے۔ پھر آپ نے ہمیں کچھ آیات پڑھ کر سنائیں جن سے ہم گویا سوئے ہوئے تھے (یعنی ہمیں ان آیات کی خبر ہی نہیں تھی۔ وہ آیات یہ تھیں:) ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا

❶ إسناده صحيح .

❷ [إسناده حسن] مضى برقم: ١٩٣٤

❸ إسناده صحيح .

❹ [إسناده صحيح لغيره] مضى برقم: ١٩١٦

❺ [إسناده حسن] الدر المنثور للسيوطي: ٥/ ٦

الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ﴾ ''یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔'' یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچ گئے: ﴿فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ، ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَالِكَ لَمَيِّتُونَ﴾ ''وہ اللہ بہت برکت والا ہے جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے بعد تم سب یقیناً مرجانے والے ہو۔''

توضیح :...... ''عزل'' سے مراد یہ ہے کہ جب میاں بیوی جماع کریں تو انزال کے وقت آدمی پیچھے ہٹ جائے اور بیوی کی شرم گاہ میں انزال نہ کرے، تا کہ حمل ٹھہرنے کا اندیشہ نہ رہے۔

1940 ۔ عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْأَلُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الشَّيْءِ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ يَقُولُ: غُصْ غَوَّاصُ. ❶

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قرآن سے متعلقہ مسائل پوچھا کرتے تھے، پھر فرماتے: اے غوطہ خور! غوطہ لگا۔

توضیح :...... یعنی انہیں فرماتے کہ اپنے علم وحکمت میں غوطہ لگا کر میرے سوال کا جواب نکال لاؤ۔

1941 ۔ امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَفْخَرُ عَلَى النَّاسِ بِأَرْبَعَةٍ: فَقِيهِنَا ابْنِ عَبَّاسٍ، وَقَارِئِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ، وَقَاصِّنَا عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، وَمُؤَذِّنِنَا يَعْنِي أَبَا مَحْذُورَةَ. ❷

ہم چار اصحاب کی وجہ سے لوگوں پر فخر کا اظہار کیا کرتے تھے: (۱) ہمارے فقیہ سیدنا ابن عباس (۲) ہمارے قاری عبداللہ بن سائب (۳) ہمارے قصہ گو عبید بن عمیر (۴) ہمارے مؤذن ابو محذورہ رضی اللہ عنہم۔

1942 ۔ زائدہ بن قدامہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ عُمَرُ يَوْمًا جَالِسًا وَعِنْدَهُ الْعَبَّاسُ فَسُئِلَ عُمَرُ عَنْ مَسْأَلَةٍ فَقَالَ فِيهَا، فَقَامَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَارَّهُ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَيْسَ الْأَمْرُ هٰكَذَا، فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى الْعَبَّاسِ، فَقَالَ: يَا أَبَا الْفَضْلِ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي عَبْدِ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ أَمَّرْتُهُ عَلَى نَفْسِي، فَإِذَا أَخْطَأْتُ فَلْيَأْخُذْ عَلَيَّ. ❸

ایک روز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ اسی دوران سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے اس کا جواب دیا۔ جسے سن کر ابن عباس رضی اللہ عنہما اُٹھ کر ان کے پاس گئے اور ان سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا: اے امیر المومنین! یہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے۔ یہ دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے ابوالفضل! اللہ تعالیٰ عبداللہ کے معاملے میں آپ کو برکت سے نوازے، یقیناً میں نے اسے اپنے اوپر امیر مقرر کرلیا ہے، سو جب بھی میں غلطی کروں؛ اسے چاہیے کہ مجھے تنبیہ کرے۔

1943 ۔ امام طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جَلَسْتُ إِلَى خَمْسِينَ شَيْخًا، أَوْ سَبْعِينَ شَيْخًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا مِنْهُمْ أَحَدٌ يُخَالِفُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَيَقُومُ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى قَوْلِهِ، أَوْ يَقُولُ بِقَوْلِهِ. ❹

---

❶ [إسناده ضعيف] سير أعلام النبلاء للذهبي: ٤/ ١٦٤

❷ [إسناده صحيح] الطبقات لابن سعد: ٥/ ٤٤٥

❸ إسناده ضعيف.

❹ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٨٩٢

مجھے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے پچاس یا ستر ایسے صحابہ کے ساتھ مجلس نشینی کا اعزاز حاصل ہوا کہ جن میں سے ایک بھی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اختلاف نہیں کرتا تھا۔ وہ جو بھی مسئلہ لے کر کھڑے ہوتے؛ بالآخر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی طرف ہی لوٹتے، یا ان ہی کی بات کے قائل ہو جاتے۔

1944 ۔ امام طاؤس رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں:

أَدْرَكْتُ خَمْسِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اخْتَلَفُوا فِي الشَّيْءِ رَدُّوهُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ. ❶

میں نے نبی ﷺ کے پچاس ایسے صحابہ کو دیکھا کہ جب ان کا کسی مسئلے میں اختلاف ہو جاتا تھا تو وہ اس کو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف لوٹا دیتے تھے۔

توضیح:...... یعنی ان کی بات اور رائے کو بہتر اور درست مانتے تھے اور اختلافی مسائل میں وہ جو بھی فیصلہ فرما دیتے، وہ صحابہ اسے قبول کر لیتے تھے۔

1945 ۔ عمرو بن دینار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

تُوُفِّيَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالطَّائِفِ فَجَاءَ كَهَيْئَةِ الطَّائِرِ الْأَبْيَضِ، فَدَخَلَ بَيْنَ السَّرِيرِ وَبَيْنَ الثَّوْبِ الَّذِي عَلَيْهِ. قَالَ مَرَّةً: فَبَلَغَنِي أَنَّهُ الْحِكْمَةُ. ❷

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طائف میں وفات ہوئی تو سفید پرندے کی ص   ، میں کوئی چیز آئی اور وہ ان کی چارپائی اور ان پر موجود کپڑے (یعنی کفن) کے درمیان میں داخل ہوگئی۔ ایک   ت میں عمرو بن دینار رحمہ اللہ کا یہ فرمان منقول ہے کہ میرے علم کے مطابق وہ چیز "حکمت" تھی۔

توضیح:...... "حکمت" سے مراد قرآن وسنت کا علم ہے۔

1946 ۔ داؤد بن علی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ شعب ابی طالب میں محصوری کے دوران سیدہ اُم فضل رضی اللہ عنہا حاملہ ہوگئیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يُبَيِّضَ اللّٰهُ وُجُوهَنَا بِغُلَامٍ))، فَوَلَدَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ. ❸

"یقیناً مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کے ذریعے ہمارے چہرے روشن فرما دے گا۔" تب سیدہ اُم فضل رضی اللہ عنہا نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جنم دیا تھا۔

1947 ۔ یزید بن اصم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجَ مُعَاوِيَةُ حَاجًّا، وَخَرَجَ مَعَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَكَانَ لِمُعَاوِيَةَ مَوْكِبٌ، وَلِابْنِ عَبَّاسٍ مَوْكِبٌ مِمَّنْ يَسْأَلُ عَنِ الْفِقْهِ. ❹

معاویہ رضی اللہ عنہ حج کی غرض سے روانہ ہوئے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی ان کے ہمراہ نکلے۔ اس قافلے میں لوگوں کا

---

❶ [إسناده صحيح] مضى برقم: ١٩١٤

❷ [إسناده صحيح] المعجم الكبير للطبراني: ١٠/ ٢٨٦۔ مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ٢٧٥۔ التاريخ للفسوي: ١/ ٥٤١

❸ إسناده ضعيف. ❹ [إسناده صحيح] سير أعلام النبلاء للذهبي: ٤/ ١٧١

ایک گروہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور ایک گروہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا، جو ان سے فقہ کے متعلق سوالات کر رہے تھے۔

1948 ۔ شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَكَانَ عَلَى الْمَوْسِمِ فَخَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ قَرَأَ سُورَةَ النُّورِ فَجَعَلَ يُفَسِّرُهَا ﴿اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ﴾ [النور:٣٥]، ثُمَّ قَالَ: النُّورُ فِي قَلْبِ الْمُؤْمِنِ وَفِي سَمْعِهِ وَبَصَرِهِ مِثْلُ ضَوْءِ الْمِصْبَاحِ كَضَوْءِ الزُّجَاجَةِ، كَضَوْءِ الزَّيْتِ، ﴿أَوْ كَظُلُمٰتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ﴾ [النور:٤٠] وَالظُّلُمَاتُ فِي قَلْبِ الْكَافِرِ كَظُلْمَةِ الْمَوْجِ كَظُلْمَةِ الْبَحْرِ كَظُلُمَاتِ السَّحَابِ. فَقَالَ صَاحِبِي: مَا رَأَيْتُ كَلَامًا يَخْرُجُ مِنْ رَأْسِ رَجُلٍ، لَوْ سَمِعَتْ هٰذَا التُّرْكُ لَأَسْلَمَتْ. ❶

میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، جب ان کی حج پر ذمہ داری لگی ہوئی تھی، انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا، پھر سورۃ النور پڑھ کر اس کی تفسیر بیان کرنے لگے۔ (انہوں نے یہ آیت پڑھی:) ﴿اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ﴾ ''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ (کائنات میں) اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہوا ہو، چراغ ایک فانوس میں ہو، فانوس کا حال یہ ہو کہ جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا۔'' پھر آپ نے فرمایا: نور؛ مومن کے دِل، کانوں اور آنکھوں میں ہوتا ہے، یہ چراغ کی روشنی کے مثل ہوتا ہے، فانوس کی روشنی کے مانند ہوتی ہے اور زیتون کی ضیاء جیسا ہوتا ہے۔ ﴿أَوْ كَظُلُمٰتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ﴾ ''یا پھر اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گہرے سمندر میں اندھیرا۔'' یہ اندھیرے کافر کے دِل میں ہوتے ہیں اور موج کے اندھیرے کے مثل ہوتے ہیں، سمندر کے اندھیرے کے مانند ہوتے ہیں اور بادلوں کے اندھیرے جیسے ہوتے ہیں۔ میں نے کسی آدمی کے دماغ سے ایسی کلام نکلتی نہیں دیکھی۔ اگر اس کلام کو ترک لوگ سن لیتے تو اسلام قبول کر لیتے۔

1949 ۔ بجیر ابوعبید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ مَاتَ بِالطَّائِفِ فَلَمَّا دُلِّيَ فِي لَحْدِهٖ، جَاءَ طَائِرٌ عَظِيمٌ أَبْيَضُ مِنْ قِبَلِ وَجٍّ حَتّٰى خَالَطَ أَكْفَانَهُ. ❷

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طائف میں وفات ہوئی، جب انہیں لحد میں ڈالا گیا تو ایک سفید رنگ کا بہت بڑا پرندہ ''وج'' کی جانب سے آیا، یہاں تک کہ ان کے کفن میں ہی شامل ہو گیا۔

توضیح :...... ''وج'' طائف کے قریب ایک وادی کا نام ہے۔

1950 ۔ علی بن عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَ أَبِي عِنْدَ مُعَاوِيَةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَأَتَاهُ الْمُؤَذِّنُونَ يُؤَذِّنُونَ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، فَضَنَّ بِحَدِيثِ أَبِي، فَأَمَرَ رَجُلًا أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، ثُمَّ تَحَدَّثْنَا حَتّٰى إِذَا فَرَغْنَا مِنْ حَدِيثِهِمَا، قَامَ

❶ [إسناده حسن] الدر المنثور للسيوطي: ٥/ ٤٨ ❷ [إسناده ضعيف] مضى برقم: ١٨٧٩

مُعَاوِيَةُ فَصَلَّى . وَلَيْسَ خَلْفَهُ غَيْرِي وَغَيْرُ أَبِي ، وَذَالِكَ بَعْدَ مَا أُصِيبَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي بَصَرِهِ ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ مُعَاوِيَةُ فَصَلَّى رَكْعَةً ، ثُمَّ انْصَرَفَ ، فَقُلْتُ لِأَبِي: يَا أَبَتِ أَمَا رَأَيْتَ مَا صَنَعَ؟ قَالَ: وَمَا صَنَعَ؟ قُلْتُ: أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ . قَالَ: أَيْ بُنَيَّ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ . ❶

میں ایک رات اپنے والد کے ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ اتنے میں ان کے پاس وہ موذنین آئے جو نمازِ عشاء کی اذان کہا کرتے تھے۔ انہیں دیکھ کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے میرے والد سے بات چیت جاری رکھی اور ایک آدمی کو کہا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے۔ پھر ہم گفتگو کرنے لگ گئے، یہاں تک کہ جب فارغ ہو گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور نماز پڑھی۔ ان کے پیچھے میرے اور میرے والد کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ یہ واقعہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بینائی کے چلے جانے کے بعد کا ہے۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو معاویہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ایک رکعت (وتر) پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ میں نے اپنے والد سے کہا: ابا جان! آپ نے دیکھا نہیں کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے پوچھا: کیا کیا ہے؟ میں نے کہا کہ ایک رکعت وِتر پڑھا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا: بیٹا! وہ تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

1951 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صُومُوا يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَخَالِفُوا فِيهِ الْيَهُودَ، وَصُومُوا قَبْلَهُ يَوْمًا أَوْ بَعْدَهُ يَوْمًا)) . ❷

یوم عاشوراء کا روزہ رکھا کرو اور اس بارے میں یہود کی مخالفت کرو (یعنی) اس سے ایک دِن پہلے بھی روزہ رکھ لو یا ایک دِن بعد۔

1952 ۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ بِهِ مِنْ نِعْمَةٍ، وَأَحِبُّونِي لِحُبِّ اللّٰهِ، وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي)) . ❸

اللہ تعالیٰ سے محبت کرو، اس وجہ سے کہ وہ اسی کے باعث تمہیں (اپنی) نعمت سے غذا دے گا اور مجھ سے اللہ کی محبت کے باعث محبت کرو، اور میرے اہل بیت سے میری محبت کی بناء پر محبت کرو۔

1953 ۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُمْ حَجُّوا أَوِ اعْتَمَرُوا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَمَعَهُ كَعْبُ الْأَحْبَارِ فَأَصَابَهُمْ فِي سَفَرٍ مَطَرٌ وَرَعْدٌ وَبَرْدٌ، فَتَفَرَّقَ النَّاسُ ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَكُنْتُ مَعَ كَعْبٍ فَقَالَ لِي كَعْبٌ: إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقُولُ: سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ، وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خَشْيَتِهِ، ثَلَاثَ مِرَارٍ حِينَ يَرَى سَحَابًا يَتَخَوَّفُ مِنْهُ إِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ ذَالِكَ السَّحَابِ ، فَقُلْنَا ذَالِكَ فَعُوفِينَا لَيْلَتَنَا ، ثُمَّ أَصْبَحَ

❶ [إسناده صحيح] السنن الكبرى للبيهقي: ٣/ ٢٦

❷ [إسناده ضعيف] مسند أحمد: ١/ ٢٤١ ـ السنن الكبرى للبيهقي: ٤/ ٢٨٧ ـ مصنف عبد الرزاق: ٤/ ٢٨٧ ـ مجمع الزوائد للهيثمي: ٣/ ١٨٨

❸ [إسناده ضعيف] سنن الترمذي: ٥/ ٦٦٣ ـ المعجم الكبير للطبراني: ١٠/ ٣٤٣ ـ شعب الإيمان للبيهقي: ١/ ٢٨٨ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ١٥٠

النَّاسَ وَقَدْ أَصَابَهُمْ مِنْ ذَالِكَ، وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ عُمَرَ عَلَى أَنْفِهِ أَصَابَتْهُ بَرَدَةٌ، فَلَمَّا رَآنَا قَالَ: أَيْنَ كُنْتُمَا؟ فَوَاللّٰهِ مَا أُرَاكُمَا إِلَّا قَدْ سَلِمْتُمَا، لَقَدْ كُنْتُمَا فِي كُنٍّ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَخْبَرْتُهُ قَوْلَ كَعْبٍ فَقَالَ عُمَرُ: فَهَلَّا أَخْبَرْتُمَانِي بِذَالِكَ؟. ❶

لوگوں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج یا عمرہ کیا اور آپ کے ساتھ کعب الحبار بھی تھے، دورانِ سفر ہی لوگوں کو بارش، بادلوں کی کڑک اور آسمانی بجلی نے آلیا، تو لوگ (ایک دوسرے سے) جدا ہو گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں کعب کے ساتھ تھا، تو کعب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: جو کوئی بھی شخص جب بادلوں کو دیکھے اور ان سے ڈرتے ہوئے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے: سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خَشْيَتِهٖ ''بہت پاک ہے وہ ذات کہ بادلوں کی کڑک جس کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے اور فرشتے اس کے ڈر سے (اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں)۔'' تو اللہ تعالیٰ اس کو بادلوں کے نقصان سے بچالے گا۔ چنانچہ ہم نے یہ کلمات پڑھ لیے تو ہم اس رات عافیت و حفاظت میں رہے۔ پھر جب صبح ہوئی تو (پتا چلا کہ) لوگ تو اس میں گھر گئے تھے اور اس دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اس مصیبت کا سامنا ہوا اور ان کی ناک پر ایک اولا آ لگا تھا۔ انہوں نے جب ہمیں دیکھا تو پوچھا: تم دونوں کہاں تھے؟ اللہ کی قسم! میں تو تم دونوں کو ہی صحیح سلامت دیکھ رہا ہوں، ضرور تم کسی غار میں چھپے رہے ہو۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے انہیں کعب رضی اللہ عنہ کی بات بتلائی (یعنی انہوں نے جو دعا بتلائی تھی) تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے یہ دعا مجھے کیوں نہیں بتلائی؟۔

1954۔ ابن ابی عبلہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَوْمًا فَلَمَّا خَرَجَ مِنْ عِنْدِهٖ قَالَ عُمَرُ: لَوْ كَانَ إِلَيَّ مِنَ الْخِلَافَةِ شَيْءٌ، لَقَمَّصْتُهَا هٰذَا الْخَارِجَ. ❷

محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ایک دن عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس آئے، پھر جب آپ ان کے پاس سے (واپسی کے لیے) نکلے تو عمر رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر میرے پاس خلافت میں سے کچھ اختیار ہوتا تو میں اس نکلنے والے شخص کو قمیص پہنا دیتا۔

1955۔ معمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَدِمَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ الرَّصَافَةَ عَلَى هِشَامٍ وَنَحْنُ بِهَا قَالَ مَعْمَرٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ جَمِيلٌ، عَلَيْهِ جُبَّةُ خَزٍّ دَكْنَاءُ وَسَاجٌ مِنْ هٰذِهِ السِّيجَانِ فَدَخَلْنَا عَلَى رَجُلٍ حَزِينٍ قَالَ: فَمَا اسْتَطَعْنَا أَنْ يُحَدِّثَنَا بِشَيْءٍ قَالَ: فَحَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَزِيرَةِ مِنْ أَصْحَابِنَا يُقَالُ لَهُ: دَاوُدُ قَالَ: دَخَلَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْمَلِكُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: أَوَغَيْرَ ذَالِكَ؟ أَنْتُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَنَا أَمِيرُكُمْ، فَقَالَ سَعْدٌ: نَعَمْ، إِنْ كُنَّا أَمَّرْنَاكَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا يَبْلُغُنِي أَنَّ أَحَدًا زَعَمَ أَنَّ سَعْدًا لَيْسَ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا فَعَلْتُ بِهٖ وَفَعَلْتُ،

❶ [إسناده ضعيف] تفسير القرطبي: ١/ ٢١٨۔ الدر المنثور للسيوطي: ٤/ ٥١

❷ [إسناده حسن] التاريخ الكبير للبخاري: ١/ ٣١١

فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ: سُبْحَانَ اللّٰهِ لَعَمْرِي إِنَّ سَعْدًا لَفِي السِطَةِ مِنْ قُرَيْشٍ ثَابِتٌ نَسَبُهُ. ❶

محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم ''رصافہ'' مقام پر ہشام کے پاس آئے اور ہم بھی وہاں موجود تھے۔ ہم جب اس کے پاس پہنچے تو وہاں ایک نہایت خوبصورت آدمی نظر آیا، جس نے اُون اور ریشم کا بنا ہوا چوغہ پہنا ہوا تھا جو مٹیالے سے رنگ کا تھا اور وہ ساگون کی عمدہ قسم کی لکڑی کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ ہم ایک غمزدہ آدمی کے پاس پہنچے، ہم میں اتنی استطاعت نہیں تھی کہ وہ ہم سے کوئی چیز بیان کرتا۔ چنانچہ جزیرہ کے ہی ہمارے ساتھیوں میں سے داؤد نامی ایک شخص بولا: سعد بن مالک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے بادشاہ! السلام علیک۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اس کے علاوہ بھی کوئی بات ہے کہ تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں (یعنی تم نے مجھے بادشاہ کہنے کی بجائے امیر المومنین کیوں نہیں کہا؟) تو سعد نے جواب دیا: جی ہاں، یقیناً ہم نے آپ کو امیر مقرر کیا ہے۔ یہ سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ تک کسی ایک آدمی کی بھی یہ رائے پہنچی کہ سعد کا قریش سے تعلق نہیں ہے تو میں اسے سزا دوں گا۔ اس پر محمد بن علی نے کہا: سبحان اللہ! بلاشبہ سعد تو قریش کے نامور لوگوں میں سے ہیں اور ان کا نسب بھی ثابت ہے۔

1956 ۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ يُصَلِّي كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ أَلْفَ رَكْعَةٍ. ❷

علی بن عبداللہ بن عباس ایک دِن اور رات میں ایک ہزار رکعات نماز پڑھا کرتے تھے۔

1957 ۔ وہب بن جریر رحمہ اللہ نے عیسیٰ بن علی کی اولاد میں سے ایک شخص سے فرمایا:

إِعْظَامُكُمْ إِعْظَامُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❸

تمہاری تعظیم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے مترادف ہے۔

1958 ۔ یزید بن ہارون بیان کرتے ہیں کہ:

لَوْ أَنَّ رَجُلًا قَذَفَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ، لَمْ أَرَ لَهُ مَنْ يَقْذِفُهُ، فَيَأْخُذُ حَدَّهُ مِنْهُ. ❹

اگر کوئی شخص بنو ہاشم کے کسی آدمی پر تہمت لگائے اور میں نے اس تہمت لگانے والے کو (تہمت لگاتے) دیکھا بھی نہ ہو، پھر بھی اس پر (اس فعل کی سزا میں) حد لگے گی۔

1959 ۔ عمیر بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ عمیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

كَانَ مَنْ أَدْرَكْتُ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ أَكْبَرَ مِمَّنْ سَبَقَنِي.

مجھ سے سبقت لے جانے والے اصحابِ محمد رضی اللہ عنہم میں سے میری جس سے بھی ملاقات ہوئی وہ عمر میں مجھ سے بڑے ہی تھے۔

اور فرماتے ہیں کہ:

---

❶ [إسناده صحيح] الكامل لابن الأثير: ٣/ ٢٠٥ ❷ [إسناده ضعيف] حلية الأولياء لأبي نعيم: ٣/ ٢٠٧

❸ [إبراهيم بن عبدالله لم أجد من وثقه] تاريخ بغداد للخطيب: ٦/ ١٢٠

❹ إبراهيم لم أجد من وثقه.

لَا تَكَادُ تُفَتِّشُ أَحَدًا مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلَّا فَتَشْتَهُ عَنْ بَأْسٍ وَكَرَمٍ . ❶

بنی عبدالمطلب میں سے تم جس کو بھی جاننے کی کوشش کرو گے؛ اسے سختی اور نرمی والا ہی پاؤ گے۔

توضیح :......یعنی جنگ و جدل کے وقت وہ پیٹھ نہیں دِکھاتے بلکہ ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں اور پیار و محبت کے معاملات میں ان سا نرم بھی کوئی نہیں ہے۔

1960 ۔ ابن ہبیرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيَّ ، لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِهِ وَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي قَبَضَ نَفْسِي عَلَى حُبِّ بَنِي هَاشِمٍ . ❷

ابوتمیم جیشانی کا جب وقتِ وفات آیا تو انہوں نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور فرمایا: اس اللہ کا شکر ہے جس نے بنوہاشم کی محبت پر میری جان قبض کی۔

1961 ۔ مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عِكْرِمَةُ يُحَدِّثُ سُلَيْمَانَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ ، عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، وَحَفْرِ زَمْزَمَ ، فَقَالَ لَهُ سُلَيْمَانُ: مَا أَحْسَنَ حَدِيثَكَ ، لَوْلَا أَنَّكَ تَفْخَرُ عَلَيْنَا . ❸

عکرمہ رحمہ اللہ سلیمان بن عبدالملک سے عبدالمطلب اور زم زم کے کنویں کی کھدائی کے متعلق بات چیت کر رہے تھے تو سلیمان نے ان سے کہا: اگر تم ہم پر فخر نہ کرو تو تمہاری باتیں کتنی پیاری ہوتی ہیں۔

1962 ۔ امام ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شَيَّعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ وَلَمْ يَبْلُغْهُ . ❹

علی (بن عبداللہ بن عباس) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کے علوم و معارف) کو خوب پھیلایا لیکن آپ کا زمانہ مبارک نہیں دیکھا۔

---

❶ [إسناده حسن] التاريخ الكبير للبخاري: ١/ ٦٨

❷ إسناده ضعيف .

❸ رجال إسناده ثقات .

❹ إسناده معضل .

احادیثِ مُبارکہ کا عظیم مجموعہ اُردو خواں حضرات کے استفادے کے لیے
تخریج سے مزین سلیس و شگفتہ ترجمے کے ساتھ پہلی بار اُردو کے پیرہن میں

تخریج الشیخ شعیب الارنووط حفظہ اللہ

ترجمہ حافظ فیض اللہ ناصر

تألیف امام ابوالحسن علی بن عُمر الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ)

ادارہ اسلامیات لاہور - کراچی
پاکستان